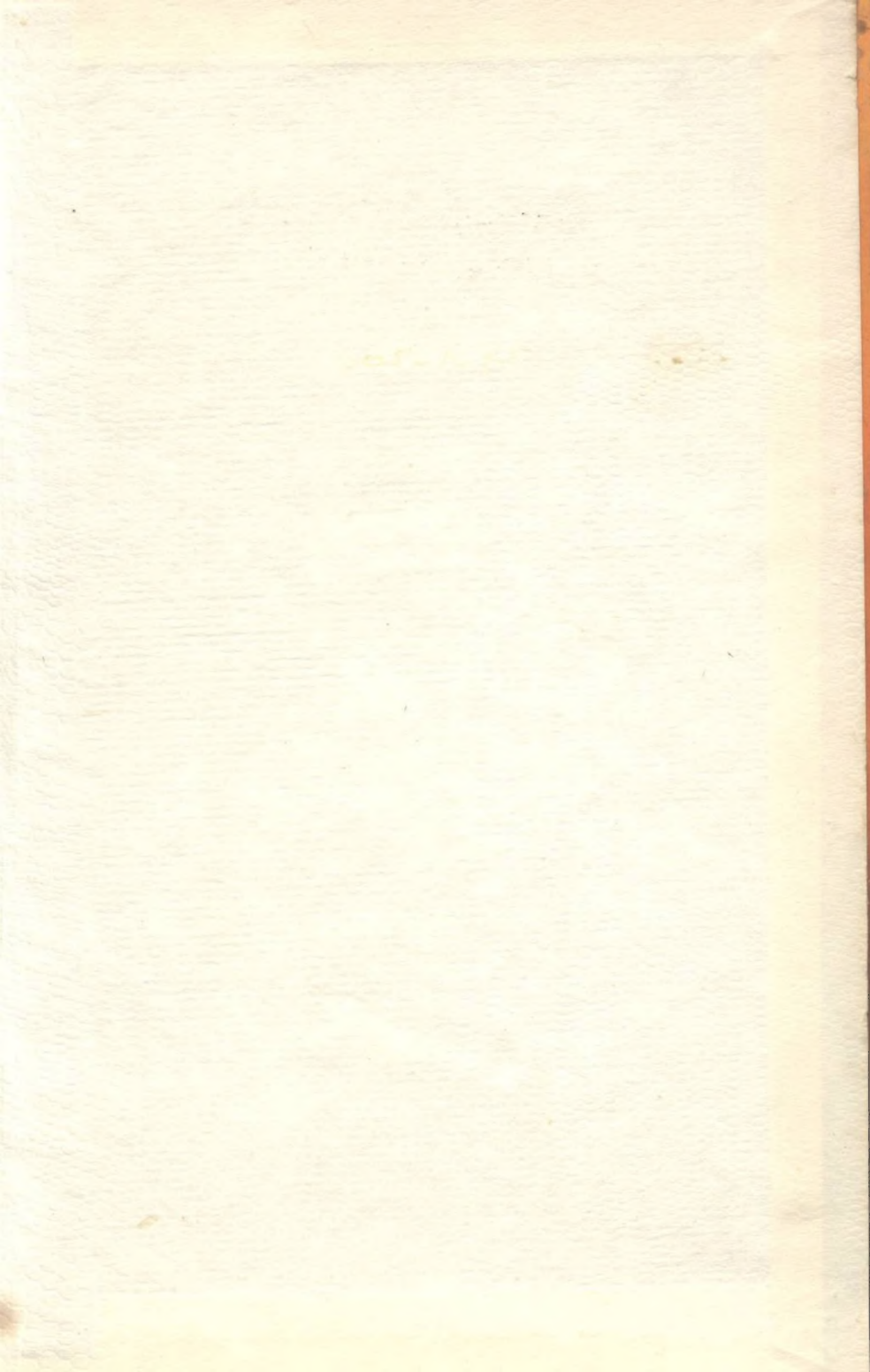


# قصص الأنبياء







۱۱/۱۰/۱۰۸۱  
انبیاء کے حالات اور واقعات کا مستند مجموعہ

# قصص الانبیاء صلی اللہ علیہم وسلم

تصحیح و جدید موضوع بندی

سید سعید علی شاہ

شبیر برادرزہ بی اردو بازار لاہور

نام کتاب \_\_\_\_\_ قصص الانبیاء  
 تصحیح و جدید موضوع بندی \_\_\_\_\_ سید سعید علی شاہ زنجانی  
 اشاعت اول \_\_\_\_\_ جنوری ۱۹۸۸ء  
 تعداد \_\_\_\_\_ ۱۱۰۰  
 مطبع \_\_\_\_\_ اشیا پرنٹنگ پریس لاہور  
 ناشر \_\_\_\_\_ ملک شبیر حسین  
 ہدیہ مجلد ڈائی وار \_\_\_\_\_ ۱۶۰/- روپے  
 ہدیہ کارڈ کور \_\_\_\_\_ ۱/- روپے



# فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۸۷	حضرت اسماعیل علیہ السلام	۱۵	۸	تخلیق نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت	۱
۹۲	تعمیر کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام	۱۶	۱۵	حضرت آدم علیہ السلام	۲
۱۰۰	حضرت لوط علیہ السلام	۱۷	۱۸	قبول توبہ حضرت آدم علیہ السلام	۳
	حضرت اسماعیل علیہ السلام	۱۸	۲۴	عزراہیل علیہ اللعنة	۴
۱۰۶	حضرت اسحاق و حضرت یعقوب علیہما السلام	۱۹	۳۸	حضرت شیت علیہ السلام	۵
۱۱۲	حضرت یوسف علیہ السلام	۲۰	۳۹	حضرت ادریس علیہ السلام	۶
۱۸۰	اصحاب کہف کا قصہ	۲۱	۴۱	حضرت نوح علیہ السلام	۷
۱۸۶	حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام	۲۲	۵۰	حضرت ہود علیہ السلام	۸
۱۹۰	حضرت یونس علیہ السلام	۲۳	۵۴	شداد لعین	۹
۱۹۹	حضرت ایوب علیہ السلام	۲۴	۵۷	حضرت صالح علیہ السلام	۱۰
۲۰۹	سکنندہ ذوالقرنین	۲۵	۶۱	حضرت ابراہیم علیہ السلام	۱۱
۲۲۱	فرعون علیہ اللعنة	۲۶	۷۴	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آتش گدے	۱۲
۲۲۷	عروج بن عنق	۲۷		نکلنے کا۔	
۲۳۰	حضرت موسیٰ علیہ السلام	۲۸	۷۸	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شہر قطیفین	۱۳
۲۳۷	ہجرت مصر	۲۹		میں سکونت اختیار کرنا	
۲۳۹	حضرت شعیب سے ملاقات	۳۰	۸۴	حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام	۱۴
۲۴۳	مصر میں دوبارہ واپسی	۳۱		کی مزار حجت	



صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۳۲	فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ	۲۶۷	کے ساتھ اور ماراجانا جاہلوت کا حضرت	
۳۳	کوہ طور پر اللہ سے کلام ہونے کا قصہ	۲۷۲	داؤد کے ہاتھ سے	
۳۴	سامری کا قصہ	۲۷۶	بیان حضرت عزیر علیہ السلام کا	۳۲۹
۳۵	ہلاکت قارون	۲۸۱	بیان حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا	۳۴۰
۳۶	عامیل مقتول بن سلیمان کا واقعہ	۲۸۶	بیان حضرت یحییٰ علیہ السلام کا	۳۴۳
۳۷	ملاقات حضرت خضر اور حضرت موسیٰ	۲۸۹	بیان حضرت شمعون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا	۳۴۴
	علیہ السلام	۵۵	بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا	۳۴۷
۳۸	وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت	۲۹۲	صیانت کرنا حضرت سلیمان علیہ السلام	۳۵۰
	ہارون علیہ السلام	۵۶	کا تمام مخلوقات کو	
۳۹	عابد یلم ابن باعور اور حضرت یوشع بن	۲۹۷	حضرت سلیمان علیہ السلام کی ملاقات	۳۵۲
	نون کا واقعہ	۵۷	چیونٹیوں کے بادشاہ کے ساتھ	
۴۰	طالوت علیہ السلام	۳۰۲	بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا اور	۳۵۴
۴۱	حزقیل ابن ثوری علیہ السلام	۳۰۴	خبر لانا بدہدہ کا بقیس کے شہر سے	
۴۲	الیاس ابن یاسین	۳۰۵	بیان حضرت سلیمان کا شہر صیدول میں	۳۵۳
۴۳	حضرت خظلہ علیہ السلام	۳۰۷	جانا اور بادشاہ عنکبوت کا ماراجانا	
۴۴	حضرت شیموئیل علیہ السلام	۳۱۲	بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا مبتلا	۳۵۵
۴۵	حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ طاوت	۳۱۳	ہونا رنج میں بعض بہو اتقصیرات کی وجہ	
	کی علالت	۶۱	بیان تولد حضرت مریم علیہا السلام	۳۷۲
۴۶	حضرت داؤد علیہ السلام کی نبوت	۳۱۵	بیان تولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۳۷۴
۴۷	حضرت داؤد علیہ السلام کا بلا میں مبتلا	۳۱۷	بیان ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی	
	ہونے کا واقعہ	۶۳	ہجماہ بادشاہ سے ملاقات	۳۸۱
۴۸	بنی اسرائیل کی صورتیں مسخ ہونے کا واقعہ	۳۳۲	حضرت مریم کی وفات اور حضرت عیسیٰ	
۴۹	بیان طالوت کے بادشاہ ہونے کا	۳۳۴	عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا	۳۸۸
۵۰	بیان نرائی طالوت بادشاہ کی جاہلوت	۳۳۶	بیان نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آمد	۳۹۲

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۴۱۵	بیان دوسری دفعہ چاک کرنا سینہ مبارک	۴۳	رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے رحم میں آنے کا	
	آنحضرت کا اور نکاح کرنا غدیہ الکبریٰ	۳۹۵	بیان بادشاہ ابراہیم ملعون و مردود کا	۶۶
	سے اور اقوال و افعال آنحضرت صلی	۳۹۶	بیان جانا عبدالمطلب کا واسطے تہنیت	۶۷
	اللہ علیہ وسلم کے قبل نکاح کے جو		بادشاہ سیف ذی یزن ابن دوران ملک	
	واقعہ میں آئے تھے۔		زادہ حیر کے پاس بعد موت مسروق بیٹے	
۴۲۳	بیان اسماء و خصال حمیدہ آنحضرت	۴۴	ابراہیم کے۔	
	سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم	۳۹۸	ذکر احوال عبد اللہ والد رسول خدا صلی	۶۸
۴۲۸	بیان ازواج مطہرات آنحضرت رسول		اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور بعض باتیں	
	مقبول صلی اللہ علیہ وسلم		آنحضرت کی اپنی ماں کے شکم مبارک میں	
۴۲۹	بیان اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم		رہتے وقت جو وقوع میں آئی تھیں۔	
۴۳۰	بیان چاک کرنا سینہ مبارک کا تیسری	۴۰۰	بیان تولد ہونا جناب سرورِ کائنات	۶۹
	مرتبہ اور فوجی لانا حضرت جبرائیل علیہ		صلی اللہ علیہ وسلم کا۔	
	السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۴۰۳	بیان عبدالمطلب کا پیدائش میں رسول خدا	۷۰
	کے پاس		صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان کرامات	
۴۴۳	مہراج مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم		کا جو انہوں نے دیکھی تھیں۔	
۴۵۸	بیان کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ستر	۴۰۵	بیان حضرت حلیمہ دانی جنہوں نے دودھ	۷۱
	کی حقیقت کو اور یہودی کا مسلمان ہونا		پلایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو	
	وغیرہ	۴۱۲	بیان جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۷۲
۴۶۱	معجزات اور بزرگی اور خصال حمیدہ		کا اپنے ماموں کے گھر میں اپنی والدہ آمنہ	
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم		کے ساتھ اور آمنہ کا راستہ میں فوت ہونا	
۴۷۲	ہجرت حبشہ میں علیہ الصلوٰۃ والتسلیم	۸۱	عبدالمطلب کا اور ہمراہ جانا آنحضرت صلی	
۴۷۶	بیان جنگ بدر الکبریٰ	۸۲	اللہ علیہ وسلم کا ابوطالب کے ساتھ شام	
۴۷۹	احوال جنگ اُحد	۸۳	کے سفر میں تجارت کو اور طاقات ہونا	
۴۸۰	احوال جنگ بدر الصغریٰ	۸۴	ایک راہب سے راستے میں۔	



ردیف	عنوان	جلد	صفحه	موضوع	ردیف
۸۵	احوال جنگ خیبر	۴۸۱	۸۸	فضیلت حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	۴۸۹
۸۶	بیان وفات آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۴۸۲	۸۹	فضیلت حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ	۴۹۱
			۹۰	فضیلت حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ	۴۹۳
۸۷	بیان فضیلت حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	۴۸۸		رحمۃ اللہ علیہ	



# مَسَلِّکِ اہلِ سُنَّتِ کا تبلیغی نصاب

الموسم

## سُنَّی فَضائلِ اعمال

(مکمل ۱۳ حصے)

علامہ عالم فقیری	فضائلِ کلمہ طیبہ	(مکمل ۱۳ حصے)
نماز	روزہ	زکوٰۃ
حج	اتباعِ سنت	فضائلِ ذکر
فضائلِ درود شریف	حقوقِ العباد	کسبِ حلال
فضائلِ اخلاص	فضائلِ ایثار	امر بالمعروف ونہی عن المنکر
صفات ۹۷۶ - قیمت - مجلد - اردو پے		

شبیر برادرزہ - بی بی اُردو بازار لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## تخلیق نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و کائنات

روایت کرتے ہیں محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن آذر بخاری حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے باپ حضرت امام محمد باقر سے اور وہ اپنے باپ امام زین العابدین سے اور انہوں نے روایت کی اپنے باپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سنا اپنے والد حضرت امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ سے آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ جاہرا بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے آکر رسول خدا سے عرض کیا یا رسول اللہ فداک ابی وامی مجھے خبر دو کہ اول اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نور میرا کیا تھا۔ ہزار برس پہلے کہ ایک روز اس جہان کا ہزار برس کے برابر ہے اس جہان کے کما قال اللہ تعالیٰ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَكَ ذَٰلِكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ترجمہ ایک دن تمہارے رب کے نزدیک ہزار برس کے برابر ہے اس دنیا کے برسوں سے کہ جو تم گنتے ہو، وہ نور میرا قدرت الہی سے عظمت اور بزرگی الہی کا مشاہدہ کرتا اور تسبیح و طواف اور سجدہ الہی میں مصروف رہتا اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور محمد مصطفیٰ نے دوبارہ ہزار برس تک عالم تجروی میں خدا کی عبادت کی۔ پھر حق تعالیٰ نے اس نور کو چار قسم کر کے ایک قسم سے عرش کو پیدا کیا۔ دوسری قسم سے قلم کو تیسری سے بہشت کو۔ چوتھی قسم سے عالم ارواح اور ساری مخلوق کو تخلیق کیا اور ان چار میں سے چار قسم نکال کر تین قسموں سے عقل اور شرم و عشق پیدا کیا اور قسم اول سے عزیز و مکرم تو میرے تئیں پیدا کیا کہ میں رسول اس کا ہوں لَوْلَا لَمْ أَخْلَقْتُ إِلَّا خَلَائِدًا کہ تجھ کو اے محمد صلعم اگر میں نہ پیدا کرتا تو سرگز نہ پیدا کرتا میں آسمان و زمین اور ساری مخلوق کو اور موافق اس حدیث کے اَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ وَاللَّهُ خَلَقَنِي كُلُّهُ مِنْ نُّورٍ الشُّوْرِي ترجمہ حضرت نے فرمایا میں پیدا ہوا ہوں اللہ کے نور سے اور ساری مخلوق کو میرے نور سے پیدا کیا اس کے بعد رب العلمین کا حکم ہوا قلم کو ساق عرش پر اول اس کلمہ کو لکھ لَوْلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ - ترجمہ۔ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہیں قلم نے چار سو برس میں لَوْلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تک لکھا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ قلم نے جو لَوْلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تک لکھا تو عرض کی یا رب العالمین تو بے ماخذ ہے تیرے نام کے ساتھ یہ نام بزرگ کس کا ہے پس جناب باری



سے آواز آئی یہ نام میرے حبیب برگزیدہ کا ہے تو کچھ محمد رسول اللہ، جب یہ حکم ہوا، ہیبت  
 خطاب جل شانہ سے قلم کے منہ پر شکات ہوا۔ تب قلم نے محمد رسول اللہ لکھا تھی سے قلم کا شکات  
 مسنون جاری ہوا قیامت تک اس کے بعد عرش کے اوپر اٹھا ہزار برج پیدا کئے اور ہر برج میں  
 اٹھارہ ہزار ستون کھڑے کئے اور ہر ستون کے اوپر اٹھا ہزار کنگرے بنائے اور ایک کنگرے سے  
 دوسرے کنگرے تک سات سو برس کی راہ ہے اور ہر کنگرے پر اٹھا ہزار ہزار قدریل ہیں۔ اور ہر ایک  
 ایسا بڑا کہ سات طبق زمین و آسمان اور جو کچھ کیچ اس کے ہے اس میں اس طرح سماوے کے جیسے ایک  
 انگشتری کی چم میدان کے ڈال رکھی ہے اس کے بعد چار فرشتے پیدا کئے ایک بصورت آدمی اور دوسرا  
 بصورت شیر اور تیسرا بصورت گدھا اور چوتھا بصورت گائے کے ہے۔ پاؤں ان کے تحت انری میں پہنچے  
 ہوئے اور موندھے ان کے نیچے عرش کے لئے ہوئے ہیں۔ اور چلنے کے وقت جب قدم اٹھاویں ہر  
 ایک قدم سات ہزار برس کی راہ میں جا پڑے۔ خدا کا حکم ہوا ان کو عرش اٹھانے کا تب ان چاروں نے  
 نور کیا ہرگز عرش نہ اٹھا سکے۔ بعد اس کے جناب باری سے ارشاد ہوا کہ اے فرشتو! میں نے تم کو ہفت  
 آسمان و زمین اور جو کچھ نیچ اس کے ہے سب کا زور دیا عرش کو اٹھاؤ پھر انہوں نے زور کیا تو بھی نہ اٹھا  
 سکے۔ ماجر ہو رہے پھر جناب باری سے ارشاد ہوا کہ یہ تسبیح پڑھ کر اٹھاؤ سُبْحَانَ ذِي الْمَلِكِ وَ  
 الْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعُظْمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكَمَالِ وَالْجَلَالِ  
 وَالْكِبَرِيَاءِ وَالْجَبَرُوتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ سُبُوْحُ  
 قُدُّوسٌ ذُبْنًا وَدَبًّا الْمَلَكُوتِ الْمَلِكُ وَالسُّدُجُ ترجمہ میں تسبیح پڑھتا ہوں اس کی جو بادشاہ  
 اور عالم ملکوت کا صاحب ہے میں تسبیح پڑھتا ہوں اس کی جو صاحب عزت اور صاحب عظمت اور  
 لا یشان ہے اور قدرت والا اور کمال اور جلال اور جبروتی اور تکبری کے لائق ہے۔ میں تسبیح پڑھتا  
 ہوں اس بادشاہ زندے کی جو نہیں سوتا اور نہیں مرتا وہ ظاہر اور بہت پاک ہے ہمارا پروردگار  
 اور فرشتوں اور ارواحوں کا پروردگار ہے جب انہوں نے یہ تسبیح پڑھی خدا کی قدرت سے عرش کو اٹھا  
 لیا۔ اور روایت کی گئی ہے کہ اس تسبیح سے بہشت اور فرشتوں کو پیدا کیا تاکہ چاروں طرف عرش خدا کے  
 تسبیح پڑھیں۔ اور طواف کریں اور مومن بندوں کے لئے امر دہش اور معافی چاہیں۔ **قَوْلُ تَالِي الَّذِيْنَ**  
**يَعْمَلُوْنَ الْعَمَلِ الْعَمَلِ وَمَنْ مَّوَلَهُ يَسْبِخُوْنَ بِحَمْدِ ذِيْهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهِ وَ**  
**يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ اَمْنٍ ذُبْنًا وَدَبًّا وَرَحْمَةً وَرَعْلًا هُوَ نَاعِظٌ لِّلَّذِيْنَ**  
**تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ ذِيْهِمْ عَدَا ابِ الْجَحِيْمِ هُوَ قَوْجِه۔** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ اٹھا



رہے ہیں عرش کو اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی پاکی اور خوبیوں کو بیان کرتے ہیں اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشواتے ہیں ایمان والوں کے، اے رب ہمارے ہر چیز سمائی ہے تیری مہر اور علم میں سو تو معاف کر ان کو جو تو بہ کرے اور چلیں تیری راہ پر اور بچا ان کو آگ کے صدموں سے اور بعد اس کے عرش کے نیچے ایک دانہ مروارید پیدا ہوا اس سے اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ تیار کیا بندی اس کی سات سو برس کی راہ اور چوڑائی اس کی تین سو برس کی راہ ہے اور چاروں طرف یاقوت سرخ بڑا ہوا اور حکم ہوا تم کو اُنْتُبْ عَلٰی فِیْ خَلْقِیْ وَ مَا کَاٰبُتٌ یَّوْمِمَ الْاٰقِیَا مَۃ ۛ ترجمہ لکھ علم خدا کا موجودات میں خدا کے اور جتنی چیزیں کہ ذرہ ذرہ بیچ موجودات کے ہونے والی ہیں۔ قیامت تک پہلے لوح محفوظ پر یہ لکھا گیا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا مَنِ اسْتَسْلَمَ بِقَضَائِیْ وَ یَصْبِرْ عَلٰی بِلَادِیْ وَ یَشْکُرْ عَلٰی نِعْمَائِیْ کَتَبْتُہٗ وَ بَعَثْتُہٗ مَعَ الصّٰۤاۤتِیْنِ یَقِیْنَا وَ مَنْ لَّہٗ یَصْبِرْ عَلٰی بِلَادِیْ وَ لَہٗ یَشْکُرْ عَلٰی نِعْمَائِیْ فَاِذَا طَلَبْتُ دَجَاسَ وَاِیْ وَ یَخْرِجُ مِنْ سَمَائِیْ۔ ترجمہ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا ہے میں ہوں پروردگار سب کا انہیں کوئی معبود مگر میں ہوں جو راضی ہے میری قضا پر اور صابر ہے میری بلاؤں پر اور شاکر ہے میری نعمتوں پر جو میں نے مقدر کی ہیں۔ پس شامل کروں گا میں اس کو صدیقوں میں اور وہ جو راضی نہ ہو میری قضا پر اور صابر نہ ہو بلاؤں پر اور شاکر نہ ہو نعمتوں پر لازم ہے اسے کہ طلب کرے رب کو سو امیر کے نکل جاوے تحت سما سے میرے بعد اسے لکھنے کے لوح محفوظ خود بخود جنبش میں آیا اور کہا کہ مثل میرے ہستی میں کوئی نہیں اس واسطے کہ علم خدائی کا مجھ پر لکھا گیا پس جناب باری تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز آئی۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یٰمُحَمَّدُ مَا یَشَآءُ وَ یُثَبِّتْ وَ یُحْدِثْ اَمْ اَمْ الْکِتَابِیْ ترجمہ مٹا ہے اللہ اور ثابت رکھا ہے جس بات کو چاہتا ہے اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر چاہوں مشادوں یا رکھوں اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز مقدر کی ہیں ہرگز ان میں تغیر و تبدل نہیں ہوگا مگر چار چیزیں۔ رزق۔ موت۔ سعادت۔ شقاوت اور پھر اسی مروارید کو حکم ہوا یعنی اسے مروارید پھیلے جا کہما قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَ مِیْثَاقُ رَبِّہٖ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ترجمہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کا شادہ ہوئی کسی اسی کی برابر ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے اور نام اس کا کسی ہوا پھر اسی وقت نیچے کرسی کے ایک دانہ یاقوت کا پیدا ہوا بعضوں نے کہا کہ وہ مروارید کا تھا۔ بندی اس کی

پانچ سو برس کی راہ ہے اور چوڑائی بھی اسی قدر تھی، جب اس کی طرف دیکھا ایزد جل شانہ نے ہیبت سے وہ خود پانی ہو گیا اور بعد اس کے بسا دہر جنوب شمال ان چار باد کو پیدا کر کے حکم دیا کہ تم ہر چار گوشہ پر اس پانی کے موج مار کر کھٹ نکالو اور ویسا ہی کیا بعدہ قدرت الہی سے آگ دھواں دھار پیدا ہو کر اس پانی پر گئی اور اس سے دھواں نکل کر درمیان کوہی اور پانی کے برابر ملق ہو رہا بعد اسی دھوئیں کو حق تعالیٰ نے سات پارہ کر کے ایک پارہ سے پانی ایک پارہ سے تانبہ اور ایک پارہ سے لوہا اور ایک پارہ سے چاندی اور ایک پارہ سے مروارید اور ایک پارہ سے یاقوت سرخ پیدا کیا اور اس پانی سے آسمان اول اور ایک پارہ سے تانبے کا دوسرا آسمان اور ایک پارہ سے لوہے کا تیسرا آسمان اور ایک پارہ سے چاندی کا چوتھا آسمان اور ایک پارہ سے سونے کا پانچواں آسمان اور ایک پارہ مروارید سے چھٹا آسمان اور ایک پارہ یاقوت سرخ سے ساتواں آسمان بنایا اور فاصلہ ہر آسمان کا ایک دوسرے سے پانچ سو برس کی راہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے قدرت کاملہ سے اس کیفیت آب سے پشتہ خاک سرخ پیدا کیا۔ اسی جگہ پر کہ جہاں اب خانہ کعبہ ہے اور جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل کو حکم ہوا کہ چار گوشہ اس پشتہ خاک کے پھیلا دو، انہوں نے ویسا ہی کیا اور یہ زمین اسی پشتہ خاک سے پیدا ہوئی، قوله تعالیٰ خَلَقَ الْاَدَمَ مِنْ تُرَابٍ ترجمہ: بنایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو دودن میں، اور روایت ہے کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روز احوال زمین کے دریافت کرنے کے واسطے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو کس چیز سے بنایا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کھٹ۔ پھر پوچھا کہ وہ کھٹ کس سے پیدا ہوا فرمایا پانی کی موج سے پھر فرمایا موج کس سے نکلی فرمایا پانی سے پوچھا وہ پانی کس سے نکلا ہے فرمایا ایک دانہ مروارید سے کہا مروارید کس سے ہے فرمایا تاریکی سے کہا صدف یا رسول اللہ پھر سوال کیا یا رسول اللہ زمین کو قرار کس سے ہے فرمایا کوہ قاف سے کہا کوہ قاف کس سے بنا ہے فرمایا زمر و دہیز سے اور آسمان کی سبزی اس کے پر تو سے ہے کہا یا رسول اللہ اور ہندی کوہ قاف کی کس قدر ہے فرمایا پانچ سو برس کی راہ اور گرد گرد اس کے کس قدر ہے فرمایا دہیزار برس کی راہ ہے اور اس پار کوہ قاف کے کیا چیز ہے فرمایا سات زمینیں ہیں چاندی، اور بعد اس کے کیا ہے فرمایا تر ہزار علم ہیں اور نیچے ہر علم کے ستر ہزار فرشتے ہیں کہ آدم اس تسبیح سے پیدا ہوئے۔ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ اللہ! کہا صدف یا رسول اللہ اور اس طرف کیا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایک اندھا درازی اس



کی دو ہزار برس کی راہ ہے اور یہ سارے عالم اس کے خلق میں ہیں۔ کہا صدقت یا رسول اللہ ساتویں  
 زمین پر کون ہے فرمایا فرشتے سب اور چھٹی زمین پر شیطان اور فرزند شیطان اور ہانچویں زمین  
 پر وہ سب اور چھٹی زمین پر سانپ اور میری پر جانور ان گزند اور دوسری زمین پر پریاں و آسیب  
 اور پہلی زمین پر سب آدمی کہا صدقت یا رسول اللہ اور نیچے ساتویں زمین کے کیا چیز ہے ایک گائے  
 ہے ایسی کہ اس کے چار ہزار سینک ہیں۔ اور اس کے ایک سینک سے دوسرے سینک کا فاصلہ  
 پانچ سو برس کی راہ ہے اور یہ سات طبق زمین اس کے دو سینکوں کے درمیان ہیں۔ پھر پوچھا  
 کہ وہ گائے کس پر کھڑی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا ایک مچھلی کے مہرہ پشت پر اور وہ مچھلی پانی  
 پر ہے اور طبق اور گہرائی اس پانی کے چالیس برس کی راہ ہے اور وہ پانی ہوا پر ہے اور ہوا تار کی  
 دوزخ پر اور دوزخ ایک سنگ آسمان پر اور وہ سنگ آسمان سر پر ایک فرشتے کے اور وہ تار کی  
 پر اور وہ ہوا پر گھڑا ہے اور ہوا قدرت خدا سے معلق اور قدرت اس کی بے پایاں ہے اور ذات و  
 صفات اس کی منزہ ہے نقصان اور زوال سے کہا سچ ہے یا رسول اللہ۔ اور روایت کی عبد اللہ بن  
 عباسؓ نے کہ ہر آسمان پر حق تعالیٰ نے ایک نور پیدا کیا ہے اس نور سے بے شمار فرشتے پیدا  
 ہوئے ہیں اور حکم ان پر تسبیح و تہلیل اور تقدیس و تعظیم کرنے کا ہے اگر اس سے ایک لحظہ  
 غافل رہیں تو فی الفور تجلی سے خدائے جل شانہ کے جل بھن کر خاک ہو جاویں اور ان میں بعضوں  
 کی شکل گائے کی ہے اور بعض کی صورت سانپ کی اور بعض کی شکل گدھے کی اور بعض کا نصف بدن  
 اور کما برف اور آئینہ نیچے کا آگ ہے اور یہ سب کے رب جیتے ہیں اپنے رب کی تسبیح پڑھتے ہیں  
 سُبْحَانَ مَنْ أَلْفَ يَوْمٍ أَلْفَ لَيْلٍ وَ النَّارِ فِي تَسْبِيحٍ يُرْقِئُهَا بَنُو اس خدا کی جس نے ہمیں  
 ترکیب دی ہے اور آگ سے نہ برف آگ کو بجھا سکتی ہے نہ آگ برف کو گھلاتی ہے اور  
 یہ سب کے سب کوئی قیام میں ہیں اور کوئی رکوع میں اور کوئی بخود میں اور کوئی تَعْوِذِ قِیَامَتِ سُبْحِ  
 اور قیامت کے دن سب کوئی عذر خواہی کریں گے اور پھر کہیں گے سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ  
 حَقَّ عِبَادَتِكَ ترجمہ: اے پروردگار ہمارے ہم نے نہیں پرستش کی تیری جو حق پرستش  
 تیری کا ہے۔ اور بعد اس کے خالق نے یہ سات دن پیدا کر کے روز یکشنبہ کو حاملان عرش کو بنایا  
 اور دوشنبہ کو سات طبق آسمان اور سہ شنبہ کو سات طبق زمین اور چہار شنبہ کو تار کی پنجشنبہ کو صنعت  
 زمین اور ہوا جس میں ہے اور جمعہ کے دن آفتاب اور مہتاب اور سب ستاروں کو اور ساتویں آسمان  
 کو حرکت میں لایا اور ساتویں روز تمام جہان سے فراغت کی۔ کہا قال اللہ تعالیٰ خَلَقَ السَّمَوَاتِ



وَالْأَرْضُ وَمَا فِيهَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ تَرْجَمُهُ جِيسَا كَهَقِ تَعَالَى نَفْرَايَا اللہ تعالیٰ نے  
 آسمان کو اور زمینوں کو اور جو بیج اس کے ہے چھ دن میں پیدا کیا اور الباطل وہ دن ہے بمصدق  
 اس آیت کے وَ اِنْ يَوْمٌ عِنْدَ رَبِّكَ كَالْفَلَكِ سَنَةً مِّمَّا تَعُدُّونَ ایک دن تمہارے  
 رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہے اس دنیا کے برسوں سے کہ جو تم گنتے ہو یعنی ہزار برس کا کام ایک دن  
 میں کر سکتا ہے پس جان لو اللہ تعالیٰ میں قدرت ہے کہ ہزار مخلوقات کو ایک طرفۃ العین  
 میں پیدا کر سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے حکمت کاملہ سے اپنے بندوں کو سمجھایا ہے کہ وہ اپنے کاموں میں  
 تعمیل نہ کریں اور صبر کریں بمصدق اس کے اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَوْزِ یعنی صبر کنجی ہے کشادگی کی، اور  
 بعد اس کے تحت الشریٰ پیدا کیا اور تحت الشریٰ نام ہے زمین کل ترکا اور عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ  
 عنہما نے فرمایا کہ شریٰ ایک سبزہ چھتر کا نام ہے اور نیچے شریٰ کے دوزخ کو بنایا اس میں ایک سردار  
 کہ اسکو مالک کہتے ہیں اور دوزخ اس کے تابع ہیں اور انیس فرشتے پیدا کر کے ان کو مالک کے زیر حکم  
 کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عَلَيْهِمَا تِسْعَةُ عَشْرَ اَلْفِ مَلَكٍ اَنزَلَ مِنْهُنَّ مِائَةً وَاثْنَيْ عَشَرَ  
 دابہ اپنے طرف ہر فرشتے کے ستر ہزار ہاتھ ہیں اور بائیں طرف ستر ہزار ہاتھ اور ہر ہاتھ میں ستر ہزار  
 ہتھیلی اور ہر ہتھیلی پر ستر ہزار انگلیاں اور ہر انگلی پر ایک ایک انگلی ہاتھ قائم ہے اور ہر ایک انگلی ہاتھ  
 کے سر پر ایک ایک رانپ درازی اس کی ستر ہزار برس کی راہ ہے اور ہر رانپ کے سر پر ایک  
 بچھو اگر وہ زمینوں کو ایک مائش مارے تو ستر ہزار برس تک درد سے اس کے ٹوٹیں اور فریاد و زاری  
 کریں اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر ایک ایک ستون آتش کا ہے اگر ایک ستون اس کا حشر کے میدان میں  
 ڈالا جائے اور تمامی مخلوقات جن وانس اسے ہلانا چاہیں تو ہرگز جگہ سے نہ ہلا سکیں، اور ان فرشتوں  
 پر حکم ہوا کہ تم دوزخ کے اندر جاؤ انہوں نے عرض کیا خدایام بخوف آتش دوزخ میں نہیں جاسکتے تب  
 رب العالمین کا حکم ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک خاتم بہشت سے لاکر پیشانی پر ان کی ہر ثابت  
 کر دی اور اس خاتم پر یہ کلمہ لکھا ہوا تھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ تاکہ آتش دوزخ  
 ان پر اثر نہ کرے، تب وہ انیس فرشتے برکت سے اس کلمہ کی ایک مرتبہ دوزخ کے اندر داخل ہوئے  
 اس زمانے سے قیامت تک دوزخ کے اندر رہیں گے اور جو مومن داغ محمدی پیشانی اور دل میں  
 رکھے گا بمصدق اس کے اَوْ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ اَلَا يَتَذَكَّرُ الْاِيْمَانُ تَرْجَمُهُ وہ لوگ کہ لکھا گیا دلوں میں ان  
 کے ایمان تو ہرگز الم آتش دوزخ ان کو نہ پہنچے گا اور دوزخ کے سات دروازے ہیں جیسا کہ اللہ  
 تعالیٰ نے فرمایا ہے لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ يُكْرَمُونَ مِنْهُمْ جُزْءٌ مِّمَّا كَسَبُوا تَرْجَمُهُ دوزخ کے





نفرش کی بعدہ مستقل ہوئی اب تک وہ پھر اس کی ناک میں ہے قیامت تک وہ کائے اس کے خوف کے مارے نہیں ہی سکتی اگر وہ نفرش کرے تو سارا عالم زیر و زبر ہو جائے، اور فرج اس کی عبد اللہ بن سلام کے قصہ میں لکھی ہوئی ہے اور بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے زنگ کو پیدا کر کے ہوا کو حکم کیا تو ایک حصہ اس کا زمین پر اور ایک حصہ کو زیر زمین لے گئی پیچھے اس کے آتش بے دود پیدا کر کے اس سے قوم جنات کو پیدا کیا جیسا کہ جناب الہی نے فرمایا ہے وَ الْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنَ النَّارِ السُّمُومِ ترجمہ : اور جنات کو بنایا ہم نے۔ آگ کی لو سے اور جنات سے جہان بھر گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک پیغمبر بھیجا نام ان کا یوسف تھا کہ ان کو شریعت بتلا دے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کرے انہوں نے ان کو نہ مانا اور مار ڈالا، اور زمین پر ظلم و فساد کرنے لگے، تب حق تعالیٰ نے عزرائیل کو فرشتوں کے ساتھ بھیجا انہوں نے سب کو مار کر جہان خالی کیا۔ وَاللّٰهُ اَخْلَصَ بِالصَّوَابِ۔

## حضرت آدم علیہ السلام

راویان معتبر سے روایت ہے کہ جب ارادۃ الہی واسطے خلافت حضرت آدم علیہ السلام کے بموجب آیت کریمہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الدَّرَجٰتِ خَلِیْفَۃً اور ظہور ریاست بنی آدم کے متعلق ہوا تب حضرت عزرائیل کو حکم ہوا کہ ایک مٹھی خاک ہر قسم کی سرخ اور سفید اور سیاہ زمین سے لائیں حضرت عزرائیل بحکم خداوندی ایک مٹھی خاک رنگارنگ کی تمام روئے زمین سے جمع کر کے لائے اور بموجب حکم الہی درمیان مکہ اور طائف کی رکھی اور اللہ تعالیٰ نے باران رحمت اس مٹی پر برسایا اور اپنی قدرت کاملہ سے حضرت آدم کا پتلا اس مٹی کے خمیر سے بنایا اور چالیں برس تک وہ قالب بیجان وہاں پڑا رہا جب عنایت الہی نے چاہا کہ تارہ اقبال حضرت آدم علیہ السلام کا روشن اور مرتبہ شرافت بنی آدم کا تمام مخلوق پر ظاہر ہو روح پاک کو حکم صادر ہوا کہ بدن آدم علیہ السلام کا روشن اور مرتبہ شرافت بنی آدم کا تمام مخلوق پر ظاہر ہو روح پاک کو حکم صادر ہوا کہ بدن آدم علیہ السلام میں داخل ہو لیکن روح لطیف نے خاک کثیف میں داخل ہونے سے انکار کیا۔ خطاب رب الارباب کا روئے کو پہنچا اَدْخُلْ اَیُّهَا السُّرُّوْحُ فِیْ هٰذَا الْجَسَدِ یعنی اسے جان داخل اس بدن میں ہو، جب روح قالب میں آدم کے مبارک کی طرف سے داخل ہوئی، جس جگہ روح پہنچی تھی بدن ناک کی جو مانند ٹھیکرے کے تھا گوشت اور پوست سے بدلتا جاتا تھا جب روح سینہ مبارک

ملک پہنچی تو حضرت آدم علیہ السلام نے ارادہ لٹھنے کا کیا وہیں زمین پر گر پڑے اس واسطے حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً یعنی ہے انسان جلد باز اور اسی حالت میں حضرت آدم علیہ السلام نے جھینکا اور ابہام الہی سے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اِکْزِیْمِ اور عِیْمِ نے اپنی رحمت سے فرمایا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ سب سے اوّل جلوہ رحمت الہی کا شامل حال حضرت آدم کے ہوا اور مجید سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی عَصٰی کا ان کے طفیل سے نصیب بنی آدم کے ہوا بعد اس کے ایک فرشتہ بموجب حکم الہی کے ایک جوڑا مرغِ خورِ ابہشت سے لایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو ساتھ تشریف خلعت الہی سے شرف کیا اور تختِ عزت اور مظلت پر بٹھایا۔ نقل ہے کہ فرشتے ابتداء پیدا نش آدم علیہ السلام سے آپس میں کہتے تھے کہ جس کو خدا نے تعالیٰ خاک سے پیدا کر کے منہ خلافت پر بٹھائے گا تو وہ ہم سے خدا کے نزدیک زیادہ عزیز ہوگا اور ہم جو بارگاہِ علام الغیوب میں دن رات رہتے ہیں علم ہمارا اس سے زیادہ ہوگا حق تعالیٰ نے بموجب آیت عَلَّمَہُمْ اَدَمَ الْاَسْمَاءِ تمام چیزوں کے نام حضرت آدم کو ابہام کر کے حکم کیا کہ فرشتوں سے ان چیزوں کے نام پوچھو جب حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا اَنْیَسُوْنِیْ بِاَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ یعنی خبر دو میرے تئیں ان چیزوں کے نام سے اگر تم سچے ہو تب فرشتے جواب سے عاجز ہوئے اور اپنے قصور کے معترف ہو کر بولے سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ یعنی پاک ہے تو اور نہیں علم ہمارے تئیں مگر جو تو نے سکھایا ہم کو اور جو عالم اور دانہ ہے تب اللہ تعالیٰ نے آدم کمالِ ظاہر اور باطن سے آراستہ کر کے واسطے زیادتی تعظیم و تکریم کے ملائک عظام کو جو آدم علیہ السلام کو تخت کے گرد اگر دصف باندھے ہوئے مؤدب کھڑے تھے حکم کیا اَسْجُدُوْا لِاَدَمَ سَجْدًا وَاِلَّا جَلِیْسٌ اَبٰی ذٰلَا مُسْتَكْبَرٌ وَاَنْ هِیَ الْمَکٰیرِیْنَ یعنی سجدہ کرو آدم علیہ السلام کے تئیں مجز و حکم الہی کے سب فرشتوں نے بلا عذر و کمر اور حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ مگر ابلیس ملعون نے انکار کیا اور بولا کہ میں آدم سے بہتر ہوں۔ اس واسطے میرے تئیں آگ سے پیدا کیا۔ اس نافرمانی سے شیطان ملعون ابدی ہو کر راندہ گیا اور فرشتوں سے نکالا گیا۔ حضرت آدم بہشت میں رہنے لگے۔ طبیعت ان کی مشاقہ جلیسِ ہمد اور انیسِ محرم کی ہوئی تب حضرت آدم پر خواب نے غلبہ کیا۔ وقت خواب میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ملہ سے آدم کے پہلوئے چپ سے حضرت حوا کو پیدا کیا۔ جب حضرت آدم بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ایک عورت پاکیزہ ان کے پاس بیٹھی ہے ان کی طبیعت ہمایوں اور صورت میوں کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے



اور پوچھا کہ تو کون ہے۔ حضرت حوا نے کہا کہ میں تیرے بدن کا جز ہوں کہ حق تعالیٰ سبحانہ نے تیری پسلی سے مجھ کو پیدا کیا ہے۔ نقل ہے کہ حسن اور جمال حضرت حوا کا اس قدر تھا کہ تمام عالم کی خوبی سوچتے تھے اسی میں سے نوے حصے حسن حضرت حوا کو اور دس حصے باقی عالم کو عنایت فرمایا تب آدمؑ سجدہ شکر بجالائے۔ جناب الہی نے ان کا عقد ربوہ و جمال ان عرش اور ساکنان سموات کے باندھا اور دونوں کو حکم ہوا کہ اسے آدم علیہ السلام و حواء دونوں اک بہشت میں رہو اور سب میوہ سے اس بہشت کے کھاؤ مگر اسی درخت کے قریب مت جانا۔ یعنی گیہوں کے درخت میں سے کچھ مت کھانا۔ جب ایلین عیسیٰ نے آدمؑ کو سجدہ کیا اور راندہ کیا اور شقیوں سے نکالا گیا۔ اس سبب سے آتش کینہ اور حسد اس کے باطن میں شعلے مارتی تھی اور وہ ہمیشہ اس تدبیر میں رہتا تھا کہ کسی صورت سے بہشت میں بیٹھے اور آدمؑ کو وہاں سے نکلنے پہلے تو طاؤس سے دوستی کی کہ میری دوستی کے حق تیرے اوپر ثابت ہیں اور آگے ہم تم ایک مکان میں رہتے تھے یہ التجاس تجھ سے ہے کہ مجھ کو اپنے بازو پر بٹھا کر بہشت میں پہنچا دے تاکہ میں اپنے دشمن سے بدلہ لے سکوں۔ طاؤس نے اس بات سے انکار کیا۔ اور کہا کہ یہ بات تو سانپ سے کہو تب شیطان سانپ کے پاس گیا اور اپنے غریب کے منتر سے فریفتہ کیا، سانپ اس کو منہ میں لے کر بہشت میں لے گیا۔ اور نگہبان بہشت کو مطلق خبر نہ ہوئی۔ پھر ایلین حضرت آدمؑ اور حوا کے پاس گیا اور رونا شروع کیا، حضرت آدمؑ اور حوا نے پوچھا کہ کیوں روتا ہے اور انہوں نے شیطان کو نہیں پہچانا، تب شیطان نے کہا کہ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں مجھ کو تمہارے حال پر رونا آتا ہے اور تم اس بہشت سے نکالے جاؤ گے اور یہ بہشت کی نعمتیں تم سے چھین لی جائیں گی اور لذت حیات سے ذائقہ موت کا چکھو گے۔ ان دونوں کو اس بات کے سننے سے بہت غم ہوا۔ ایلین نے کہا اگر تم میرا کہنا مانو تو میں تم کو ایک درخت بتاؤں اگر تمھوڑا میوہ تم اس کا کھاؤ تو ہمیشہ زندہ رہو گے اور صورت موت کی ہرگز نہ دیکھو گے۔ حضرت آدمؑ نے پوچھا وہ کون سا درخت ہے۔ شیطان نے کہا وہی درخت ہے کہ جس کے کھانے سے حق سبحانہ نے منہ کیا تھا حضرت آدمؑ نے اس بات کو قبول نہ کیا۔ اور کہا کہ ہرگز مجھ سے نافرمانی خدا کی نہ ہو گی۔ جب شیطان نے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں وَ قَسَمْتُ لَہُمَا اِنِّیْ لَنَکْحُمَا لَیْسَ النَّارُ بِحِیْنٍ بَعْدَ اِس کے حضرت آدم علیہ السلام اٹھ کر چلے گئے اور شیطان نے حضرت حوا کی خدمت میں جا کر اسی طرح ان کے دلیں دوسوہ ڈالا اور شیطان کے کہنے پر گواہی دی حضرت حوا نے آدمؑ سے عرض کیا کہ سانپ تو خدام بہشت کا ہے اور وہ بھی موافق اس شخص کے یعنی شیطان کے گواہی دیتا ہے اب تو میں پہلے اس درخت کا پھل کھاتی ہوں اگر کچھ خلل ہو تو میرے واسطے خدا سے معافی مانگیو اور نہیں تو تم دونوں تمام عمر

بہشت کی نعمتیں جہن سے کھایا کرو۔

## قبول توبہ حضرت آدم علیہ السلام

توبہ آدم بہ شفاعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبول ہوئی اہام ہوا اے آدم تم اور تمہاری بیوی سراندر پیپ میں جا رہے تو فرزند تمہارے پیدا ہوں، آدم برضائے الہی خطہ ہندوستان میں آئے اور بودو بائیں اختیار کی ایک روز جبرائیل علیہ السلام سات ٹکڑے ٹکڑے لوہے کے لئے کمران کے پاس آئے تاکہ ان کو آہن گری سکھلا دیں حاجت آگ کی ہوئی آواز آئی اے جبرائیل آگ مانگ وودوخ سے مانگ لے جب انہوں نے آگ لا کر آدم کو دی گری وپیش سے ان کا ہاتھ جلا آدم نے زمین پر ڈال دی وہ آگ سات طبق زمین کے چھید کر پھر وودوخ میں چلی گئی اور خبر سے اسی طرح سات دفعہ وودوخ سے لائے پھر وودوخ میں با داخل ہوئی، آواز آئی اے جبرائیل سات دریائے رحمت سے دھو کر اسے لاؤ تب ٹھہرے گی، اور کعب الاحبار نے کھلے کہ جب جبرائیل آگ لانے میں عاجز رہے تب حق تعالیٰ کا ارشاد ہوا آدم کو انہوں نے چہرے سے حنقانی جھاڑ کر آگ نکال لی اور جبرائیل نے ان کو آہن گری سکھائی اور آلات کھیتی کرنے کے درست کئے جبرائیل نے ایک جوڑا بہشت سے بل کا لایا۔ اور بعض نے کہا ہے دو کائین عین البقر سے لادیں اور ایک مشت گندم بہشت سے لادیا اور کہا تو اپنے ہاتھ سے زراعت کر کے اس سے اپنی غذا حاصل کر تب آدم نے وہ دانہ زمین پر بٹھریا دیا اور ہل جو تاجیب بل کچ چلنے لکاتب حضرت آدم نے اس پر ایک ٹکڑی ماری بیل نے کہا اے آدم مجھ کو تو کیوں مارتا ہے اگر تجھے عقل ہوتی تو اس دنیا میں تو نہ پھنستا۔ آدم نے اس بات کو سن کر غصے میں آکر اس بیل کو چھوڑ دیا اور خود وہاں سے چل دیئے پھر حضرت جبرائیل حضرت آدم کے پاس آئے اور کہا کہ تم کہاں جاتے ہو۔ حضرت آدم نے کہا کہ بیل نے مجھے سرزنش کی۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا وہ رنج میں گرفتار رہے گا۔ اب تم کو رنج و عذاب برداشت کرنا ہے یہی نعمت کھاؤ گے۔ پھر حضرت آدم نے دوسری دفعہ بل جو تان شروع کیا پھر بیل کچی کرنے لگا بالان کو دن تب کہ ہندی زبان میں جو لاکتے میں نیچے کو لیا اور کھڑا ہو گیا۔ پھر حضرت آدم سے اس کے ٹکڑی ماری تب بیل نے رو بوسے آسمان کیا اور رویا۔ پس آدم نے اس کو دق ہو کر چھوڑ دیا اور چلے گئے پھر جبرائیل تشریف لائے اور کہا کہ کہاں جاتے ہو۔ وہ بولے کہ بیل نے آزد وہ نہ گوندا کی درگاہ میں تضرع کیا حضرت جبرائیل نے کہا خدا تعالیٰ نے تم کو سلام کہا اور فرمایا کہ تم نے



بہشت میں بھی ایسا ہی کیا تھا اب اس وقت تم برازیت ہو گئی اگر تم بیل پر سنبھ کر دو گے تو پھر درست ہو گا۔  
 تم جلد جاؤ اپنے کام میں مصروف رہو۔ میں بیلوں کی زبان پر مہر کر دوں گا تاکہ وہ بات نہ کر سکیں۔ تب  
 اچھی طرح ان سے کام لو پھر آدم کھیتی کرنے میں مشغول ہوئے زمین پر گہیوں، گھیرا دہ بار لایا اور بختہ ہوا  
 تب کاٹ لیا یہ سب سات گھڑی میں تیار ہو گیا۔ زمین نے کہا اے آدم مجھے معاف رکھو کہ میں ضعیف  
 ہوں دگر نہ اس سے جلدی تم کو گہیوں دیتی۔ آدم نے جب گہیوں کو مل کو صاف کر کے کھانا چاہا تب  
 جبرائیل نے فرمایا کہ اول گہیوں کو وہیں پانی کے ساتھ خیر کر کے آگ میں سینک، تب حوئے ان سے  
 تعلیم پا کر اپنے ہاتھ سے پیس کر پانی کے ساتھ خیر کر کے روٹی پکا کر آدم کے سامنے لا رکھیں۔ آدم  
 نے چاہا کہ کھا دیں جبرائیل نے فرمایا کہ ذرا تا مل کیجئے آفتاب غروب ہونے دو کہ تم روزہ دار ہو  
 جب شام ہوئی آدم و حوئے ساتھ مل کر روٹی کھائی پھر دوسرے روز جب اشتہا کھانے کی ہوئی  
 تو آدم نے کھیا کہ ایک خال سیاہ سینے پر میرے نمودار ہے اور جلدی بڑھ گیا یہاں تک کہ بہشت اندام  
 ان کے سیاہ رنگ ہوئے اور وہ ڈرے اور معلوم کیا کہ شاید مجھ پر دوسری ذلت آگئی، جبرائیل علیہ  
 السلام تشریف لائے اور کہا تم دو روز روزہ رکھو تو اللہ تعالیٰ تم کو شفائے کامل بخشے اور ان روزوں  
 کا نام ایام جنت ہے کہ تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخ ہر مہینہ کی حضرت آدم پر اللہ تعالیٰ نے فرض  
 کیا تھا اور اس زمانے سے لے کر حضرت موسیٰ کے زمانہ تک اس پر عمل تھا۔ پس جب حضرت آدم  
 نے خطہ ہندوستان میں آکر مسکن کیا تو حوا حامل ہوئیں اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی جنہیں بیٹے کا نام قابیل  
 اور بیٹی کا نام ایلیمہ رکھا وہ بنایت خوبصورت تھیں پھر حوا حامل ہوئیں اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی جنہیں  
 بیٹے کا نام ہابیل اور بیٹی کا نام غازہ رکھا مگر یہ خوبصورت نہ تھی۔ مروی ہے کہ حوا ایک سو بیس بار جنی  
 تھیں ہر دفعہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی جنٹیں اور دوسری روایت ہے کہ ایک سو اسی بار جنی تھیں  
 اور روایت کی کئی ہے کہ قابیل مال کے پیٹ میں بہشت میں تھے پیدائش ان کی دنیا میں ہوئی اس  
 واسطے کہ بہشت جائے پاک ہے نہ جائے آلودگی خون کی جب ہابیل اور قابیل دونوں بڑے ہوئے  
 تب جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور آدم علیہ السلام سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے تم پر سلام بھیجا  
 اور کہا ہے کہ دونوں بھائیوں کو دونوں بہنوں کے ساتھ یعنی قابیل کی بہن کو ہابیل کے ساتھ اور  
 ہابیل کی بہن کو قابیل کے ساتھ شادی کر دو۔ تب انہوں نے حال شادی کا اپنے دونوں بیٹوں کو  
 بلا کر کہہ دیا۔ اس بات کو سن کر قابیل نے انکار کیا اور کہا کہ میری بہن ایلیمہ صاحب جمل ہے میں  
 اس کو نہیں دوں گا، آدم نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو مان لے۔ اس نے کہا نہیں۔ مگر تم

ہابیل کو دوست رکھتے ہو اور یہ بسبب دوستی کے تم کہتے ہو پہلے جس نے عدول بھی اپنے ماں باپ کی  
 کی وہ قابل ہی تھا آخرش آدمؑ نے جو جب حکم خدا کے قابل کی بہن کی شادی ہابیل کے ساتھ اور ہابیل  
 کی بہن کی شادی قابل کی بہن کے ساتھ کر دی۔ بعد اس کے قابل نے حمد سے ہابیل کو کہا کہ میری  
 بہن اقلیعا کو طلاق دے تو میں اپنی خدمت میں رکھوں گا۔ ہابیل نے کہا یہ میری بیوی ہے میرے باپ  
 نے اس کے ساتھ شادی کر دی ہے میں ہرگز اپنے والد کا حکم رو نہ کروں گا۔ اور خدا کا حکم بجا رکھوں  
 گا۔ آدمؑ نے جب یہ باجرا سنا واسطے تشفی خاطر دونوں بیٹوں کے یہ انصاف کر کے فرمایا کہ دونوں  
 بھائی کو ہ مناپر دو قربانیاں کر کے رکھ دو۔ جس کی قربانی خدا کی درگاہ میں مقبول ہوگی اس کی بیوی اقلیعا  
 ہوگی۔ پس دونوں بیٹوں نے حسب حکم باپ نے کئی بکریاں لا غرض کر کے کوہ مناپر رکھ دیں بمصداق  
 اس آیت کے **وَ اَخْلٰ عَلَيْهِمْ نَبَاً اَنْتَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَرْنَا مَا تُمْقِلُ مِنْ اَحَدٍ  
 هِمًّا دَلَمَّا يُتَقَبَّلُ مِنَ الْاٰخِرَةِ** ترجمہ اور مثال کو تحقیق احوال آدمؑ کے بیٹوں کا حسب نذر  
 مانی دونوں نے کچھ نذر پھر قبول ہوئی ایک سے اور نہ قبول ہوئی دوسرے سے، غرض دونوں  
 بھائیوں نے قربانی کو ہ مناپر رکھ کر دعا مانگی کہ یا الہی قربانی ہماری قبول کر دیں آتش بے دود  
 مثال میرے نے اگر قربانی ہابیل کی جلادی اور قربانی قابل کی قبول نہ ہوئی، تب قابل ہابیل سے  
 بولا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا **قَالَ لَا قُلْتُكَ** ترجمہ قابل نے ہابیل کو کہا کہ میں تجھ کو مائد  
 ذالوں گا کہ قربانی تیری قبول ہوئی ہابیل نے کہا **قَالَ لَا اَيْتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنْ الْمُتَنَفِّينَ** ترجمہ۔  
 ہابیل بولا کہ اللہ تعالیٰ قربانی قبول کرتا ہے پر ہیزگاروں کی اگر تو ہاتھ چلا دے گا مجھ پر مارنے کو  
 میں ہاتھ نہ چلاؤں گا تجھ پر مارنے کو میں ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جو صاحب ہے سارے  
 جہان کا، اب وہ کوہ مناجیوں کا محل مناجات ہے قربانی اب تک اسی جگہ پر ہوتی ہے آدمؑ  
 کے زمانے میں کوہ آتش حاکم تھی جو چیز کہ انصاف کے واسطے اس پر رکھ دیتے غیب سے آگ اگر اسے  
 جلادیتی تو خدا کی درگاہ میں وہ مقبول ہوتی، اور حضرت نوحؑ کے ایام میں حاکم تھی تھی۔ اس میں جھوٹ پیچ  
 معلوم ہوتا تھا۔ جو شخص ہاتھ اس پر رکھ دیتا تھا میں سے اگر کھتی ساکن رہتی تو وہ شخص سچا ہوتا اور  
 اگر جھٹی تو دروغ گو ہوتا اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں حاکم صاع تھا، جو اس پر ہاتھ رکھتا اگر آواز  
 نکلتی تو وہ جھوٹا ٹھہرتا اور اگر آواز نہ نکلتی تو وہ شخص سچا ہوتا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت  
 میں حاکم زنجیر تھی آسمان سے نکلتی ہوئی۔ جو تنہا میں سے اس پر ہاتھ ڈالتا وہ زنجیر اس  
 کے ہاتھ میں آجاتی تو وہ راست گو ہوتا اور اگر نہ آتی تو جھوٹا ٹھہرتا۔ اور حضرت سلیمانؑ کے عہد میں



حاکم سوراخ صومنہ کا ہاتھ متنی صہین پر کہ پاؤں اس میں ڈالے اگر پاؤں اس میں نہ اگلتا تو وہ شخص بچا ہوتا اگر پھنسی جاتا تو وہ دروغ گو ٹھہرتا۔ اور حضرت زکریا کے زمانے میں قلم آسمانی تھا۔ قلم کو حکم ہوتا کہ نام اپنا لکھ کر پانی میں ڈال دو اگر وہ پانی پر تیرا تو وہ آدمی بچا ہوتا۔ اگر ڈوب جاتا تو وہ جھوٹا ٹھہرتا اور جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت پہنچا تب حق تعالیٰ نے ان سب احکام گزشتہ کو منسوخ کر کے گواہوں پر رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تجھ کو میں خوب جانتا ہوں جو سچا ہو گا اس کو جزا نیک ملے گی اور اگر کاذب ہو گا جزا اس کی بدلے کی بمصدق اس آیت کے جَزَاؤُكُمْ كَذِبًا كَذِبًا تَرْتَدُّونَ ترجمہ۔ یہ بدلہ ہے پورا جو عمل کرتے ہیں دنیا میں، پس حاصل کلام بایں و قابل دونوں بھائی کو رہنا پر قربانی دے کر باپ کے پاس آئے۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا اے قابل تیری بہن اطمہاب بایں پر حلال ہوئی اور تجھ پر حرام، قابل اس بات کو سن کر اس کے مار ڈالنے کی تدبیر میں رہا اور وقت فرصت پر نگاہ رکھتا تھا کہ کیونکر اس کو دفع کریں اور اس زمانے تک کسی نے کسی کی خونریزی نہیں کی تھی مگر قابل نے بایں کو ناحق مارا تھا۔ ایک روز قابل نے بایں سے کہا کہ میں تجھ کو مار ڈالوں گا اس واسطے کہ تیرے سب فرزند کیس گئے کہ قربانی، مارے باپ کی قبول ہوئی تمہارے باپ کی نہیں، بایں نے کہا اے بھائی اس میں میری کیا قصیر ہے۔ خدا عادل ہے۔ اچھا اگر تو مجھے مارے گا میں تجھ کو نہیں ماروں گا حق برادری کا بیجا لاؤں گا۔ مگر تو روزِ حشر عند اللہ ماخوذ ہو گا اور مستوجبِ دوزخ ہو گا۔ اور میں خلاصی پاؤں گا وہ اس بات کے سنیے ہی اور بھی اس کا دشمن جانی ہوا ایک روز اس اتفاق ہوا کہ حضرت آدم حج کو گئے قضا ابنی سے ایک روز قابل نے بایں کے بکری خانے کے پاس جا کر دیکھا اور وہ نکل کا دن تھا کہ بایں اس میں سوتا ہے، اس میں مترد ہوا کہ اس کو کس طرح سے مار ڈالوں قضا ابنی سے گریز نہ تھا۔ اس میں شیطان بصورت ایک شخص کے ایک سانپ ہاتھ میں لے کر سامنے قابل کے آکر ایک چھتر زمین سے اٹھا کر سانپ پر مارا سانپ سر گیا اور وہاں سے غائب ہو گیا، تب قابل نے ابلیس یعنی سے تعلیم پا کر ایک چھتر زمین سے اٹھا کر بایں کے سر پر مارا بایں سر گیا اور وہ مردود خدا کی دکان میں عاصی دکا فر ہوا۔ بعد ازاں اس پر آکر سے۔ قابل مترد ہوا کہ اس کو کیا کرنا چاہیے۔ آخر اس لاش کو کاندھے پر لے کر گرد عالم کے پھرنے لگا جن زمین پر ہوا اس کا گمراہ زمین شور ہو گئی پس خدا نے تعالیٰ کو منظور نہ تھا کہ اپنے دوست کو شہیت کرے جب کوئے کو بھیجا جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا قَبْعَتُ اللَّهِ عُرَا بَاتِيحَتْ فِي الدُّنْيَا كَيْفَ تَبْرَأُ سَيِّئًا

آجینہ ترجمہ: پھر بھیجا اللہ تعالیٰ نے ایک کو آکر یہنازیں کہ اس کو دکھاوے کہ کس طرح چھپاتا ہے میت اپنے بھائی کا۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ کہے اللہ تعالیٰ نے بھیجے وہ دونوں آپس میں لڑے ایک

ایک نے دوسرے کو مار ڈالا بعد ازاں اپنے جنگل اور منقار سے زمین کو کھود کر قبر کی مثال بنا کر اس میں اس کو سے کو  
گار کر چلا گیا پس قایل نے کہا تو تعالیٰ قال جُوْیَلَّتْی اَجْوَدَ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا لَعُوْب  
خَادِ اِدْرِی سَوَاةٌ اَخْبِیْ خَاصَّیْجِ مِنْ الشَّیْطٰنِ مِنْ تَرْجَمَ قَابِلِ بُولَالِے خرابی مجھ سے انسان ہو  
سکا کہ ہو جاؤں برا ہواں کو سے کہ میں چمپاؤں عیب اپنے بھائی کا پھر لٹکا پھٹتا ہے سورہ مائدہ میں  
تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے پہلے کوئی انسان نہیں مرا تھا کہ جس سے معلوم ہوتا کہ مردے کے بدن کو کیا  
کرنا چاہیے۔ قایل ہابیل کو مار کر ڈرا کہ اس کا بدن پڑا ہے گا تو لوگ دیکھ کر مجھ کو پکڑیں گے تب اس کو  
ماتہ پشاور سے کے باندھ کر کئی روز لے پھرا خدا تعالیٰ نے ایک کو سے کو بھجیا اس نے اس کو دکھا کر  
زمین کو بیکر دوسرے مردہ کو سے کو دفن کیا تو اس نے دفن کرنے کا طور دیکھا اور بھائی کی خیر خواہی دوسرے  
کے حق میں دیکھی تب وہ پشیمان ہوا۔ اس نے کو سے کا حال دیکھ کر قبر کھودی اور ہابیل کو  
دفن کیا، بعد ازاں جانے کا قصد کیا اسی وقت جناب باری تعالیٰ سے آواز آئی اے زمین قایل کو داب سے  
تب حکم اپنی سے زمین نے اس کو نافذ زانوں تک داب لیا جب قایل نے رو بسوے آسمان کیا اور کہا  
خدا یا اے ابلیس بھی تیری درگاہ میں مردہ ہے اس کو بھی زمین داب لیتی، آواز آئی اے ملعون ابلیس نے اپنے  
بھائی کی خیر نری نہیں کی تھی۔ وہ پھر بولا۔ خدا یا میرا باپ بھی گندم کھا کے عالمی ہوا تھا اس کو بھی زمین میں  
دفن کر دیتے پھر جناب باری سے اس پر عتاب ہوا۔ اے مردہ و تیرے باپ نے قطع صلہ رحم کب کیا تھا  
جیسا کہ تو نے کیا، پھر قایل کو سینے تک زمین میں دبا لیا جب اس نے کہا یا رب تم سے تیری کہ میں نے  
اپنے باپ سے سنا کہ میری توبہ اس کلمہ کی برکت سے قبول ہوئی جو میں نے عرض پر کھا دیکھا لَءِ اَللّٰہِ  
اَللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اِس کلمہ کی برکت سے میرے گناہ بخش دے۔ پھر ندا آئی اے  
زمین اس کو چھوڑ دو تب اس نے چھوڑ دیا بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو سوار کی صورت  
پر قایل کے پاس بھیجا اس نے اس کو نیزہ سے مارا۔ پھر اللہ جل شانہ نے اس کو زندہ کیا، پھر مارا، پھر  
زندہ کیا اسی طرح حال اس کا روز قیامت تک رہے گا۔ جب مکہ سے حضرت آدم تشریف لائے ہابیل کی  
بہت تلاش کی مگر نہ پایا بعد ازاں لوگوں سے پوچھنے لگے کسی نے جواب دیا چند روز سے معلوم نہیں کہاں  
گیا۔ آخر حضرت آدم نے ان کے لئے کھانا پینا سونا سب ترک کیا اور شب و روز ان کے غم و فکر میں رہتے۔  
ایک روز صبح کو خواب میں دیکھا کہ ہابیل اَلْعِیَاکُ اَلْعِیَاکُ۔ اے پدر اے پدر پکا رہا ہے، حضرت  
آدم نیند سے چونک اٹھے اور زار زار رونے لگے اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت  
جبرائیل سے کہنے لگے کہ ہم اسی کی قبر دیکھنا چاہتے ہیں۔ قایل سے ہم بیزار ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام



نے کہا امت گریہ و زاری کرو۔ خدائے تعالیٰ بھی اس سے بہت بیزار ہے۔ تب حضرت جبرائیل علیہ السلام ان دونوں کو اس کی قبر پر لے گئے۔ حضرت آدمؑ نے دیکھا اور بولے اگر قبیل ہابیل کو مار تا تو خون اس کا یہاں گرتا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا ہوزمین نے کھینچ لیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا لعنت خدا کی ہے اس زمین پر کہ خون میرے فرزند کا پی گئی تب زمین نے خون اس کا اگل دیا یہ دیکھ کر حضرت آدمؑ دھوانے قبر اس کی کھود کر اسے نکالا دیکھا کہ مغز اس کا نکلا پڑا ہے اور خون سے تر ہوا اور آلودہ ہو رہا ہے۔ یہ حال دیکھ کر اور بھی بہت سادوں رون رونے اور ان کے رونے سے آسمان کے فرشتے بھی رونے لگے۔ آخر حضرت آدم علیہ السلام ہابیل کی لاش کو تابوت میں بند کر کے اپنے مکان میں لائے۔ اور روایت کی ہے ابن عباسؓ نے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے چالیس روز تک اس تابوت کو تمام عالم کے گرد پھرایا۔ جس موضع میں وہ جاتے وہ موضع یہ ظلم دیکھ ماتم کرتا اور وحوش طیور اور پرندے بھی اسی حال پر گریہ و زاری کرتے اور کہتے کہ بھانگنا چاہیے انسان سے کہ وہ بے وقا ظالم اپنے بھائی کو مار ڈالتے ہیں۔ بعد اس کے حضرت آدم علیہ السلام نے ہابیل کو اپنے مکان پر لا کر دفن کیا اور اس وقت ان کے فرزند ایک سو بیس تھے اور اس وقت سولے ہابیل کے کوئی بھی نہ رہا تھا سب بیٹوں نے تب اپنے باپ کے پاس آکر عرض کی کہ ہم کچھ روپے بیسے چاہتے ہیں تاکہ اس سے کمادیں اور سوداگری کر کے کھادیں تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک مٹھی سونا اور ایک مٹھی سونا اور ایک مٹھی چاندی لادی حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اس قدر چاندی سونے سے ہمارے فرزندوں کا کیا بنے گا کہ وہ اس سے تجارت کر کے کھادیں پس غیب سے آواز آئی کہ سونے چاندی کو پہاڑوں میں ڈال دے تاکہ وہ وہاں سے تھوڑا تھوڑا نکال کر بقدر حال اپنے تجارت کر کے کھادیں تو وہ قیامت تک کم نہ ہوگا پس بعد ہزار سال کے حضرت آدمؑ بیمار ہوئے اور کھانے کے لئے مختلف اقسام کے میوؤں کی بیٹوں سے فرمائش کی سب بیٹے میوے لانے کے لئے گئے مگر حضرت شیت علیہ السلام بیمار داری میں باپ کی خدمت میں حاضر رہے۔ جب ان لوگوں کے آنے میں تاخیر ہوئی تو حضرت شیت علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اس پہاڑ پر جا کر دعا مانگ تو حق تعالیٰ تیری دعا کی برکت سے میوے لے کر میوے بھیجے گا۔ حضرت شیت علیہ السلام نے کہا کہ آپ میرے والد بزرگ ہیں آپ کے دعا مانگنے سے حق تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے بیشک ضرور میوے بھیجے گا اور آپ کی دعا اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں قبول ہے۔ حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ میں خدا کی درگاہ میں فرستندہ ہوں باعث کرم خوری کے، اور تم پاک صاف ہو تب انہوں نے حسب الحکیم باپ کے وہاں جا کر دعا مانگی دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام معہ ایک طبق زریں اور اس میں طرح طرح کے میوے جیسا کہ امر و دعویٰ

و نابھنی، ترنج و میوں، انگور، انجیر و خربزہ وغیرہ اس میں لکھ کر اور دراصل طبق زرد سرخ کا اس پر ڈھانپ کر ایک حور کے سر پر رکھ کر لائے، حور اپنے چہرہ سے نقاب کھول کر سامنے حاضر ہوئی حضرت آدمؑ نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا یہ حور کس کے لئے ہے حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ حق تعالیٰ نے اس حور کو بہشت سے حضرت ثیثؑ کی زوجیت کے لئے بھیجا ہے کیونکہ سب فرزند تمہارے سوائے اس کے جنت پیدا ہوئے ہیں بعض نے روایت کی ہے کہ وہ حور پھر بہشت میں چلی گئی اور ان کے لئے قیامت تک بہشت میں منتظر رہے گی اور مصنف اس کتاب کا لکھتا ہے کہ حضرت آدمؑ نے اس حور کی شادی حضرت ثیثؑ سے کر دی اور اس حور کی عربی زبان تھی جو فرزند اس سے پیدا ہوا وہ عربی بولتا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نسل سے ہیں۔ پس حضرت آدمؑ نے اس حور سے کچھ آپ کا یا کچھ بیٹوں کو دیا جس نے اس حور کو کھایا فاضل تر اور دانا دینا ہوا تب حضرت آدمؑ نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ اب قریب ہے کریں دینا سے کوچ کروں گا حضرت ثیثؑ کا مقام میرا ہے گا تم سب اس کی فرمانبرداری کیجو اور اس پر ایمان لایو تب انہوں نے حضور میں اقرار کیا اس کے بعد حضرت نے اس دینا سے رحلت فرمائی جیسے باپ کی سفارت میں بہت روئے نماز جنازہ سے کی پڑھ کر دفن کیا۔ دو سال تک باپ کی قبر پر حاضر رہے بعد وہ جدا ہو کر اپنے اپنے گھر گئے۔

## عزراہیل علیہ اللعنة

حق سبحانہ تعالیٰ نے دو صورتیں دوزخ کے اندر پیدا کیں۔ ایک صورت شیر کی دوسری بیٹری کے یہ دونوں صورتیں قدرت الہی سے دوزخ سمجھیں میں جا کر باجم جنت ہوئیں اس سے یہ عزراہیل پیدا ہوا۔ اس نے وہاں ہزار سال تک خدائے تعالیٰ کو سجدہ کیا۔ پھر اس کے بعد ہر طبقہ زمین پر ہزار سال عبادت کر کے زمین دینا پر آیا حق سبحانہ تعالیٰ نے اس کو دوبارہ زبردہ سجدہ کر کے عنایت کئے تب وہاں سے اڑ کر آسمان اول پر آگیا وہاں ہزار برس تک خدائے تعالیٰ کو سجدہ کیا تب اس کا نام خاشع ہوا۔ وہاں سے دوسرے آسمان پر گیا پھر ہزار سال خدائے تعالیٰ کو سجدہ کیا وہاں رہنے والوں نے اس کا نام عابد رکھا۔ پھر تیسرے آسمان پر جا کر ایک ہزار سال تک رب العالمین کو سجدہ کیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ایک کین دست کے برابر جگہ زمین و آسمان میں باقی نہ رہی جہاں اس نے اپنا سر نہ جھکا یا ہو۔ بعد عرش معلیٰ پر جا کر چھ ہزار برس حق تعالیٰ کی پرستش کر کے ایک مقام پر سجدہ سے سے سرائی کر جناب باری تعالیٰ کو عرض کی کہ خدایا مجھے لوح محفوظ پر اپنے نفل و کرم سے اٹھالے تاکہ میں تیری قدرت دیکھوں اور تیری عبادت زیادہ کروں، جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا اسرافیل علیہ السلام پر کہ اسے اٹھالے۔ جب وہ لوح محفوظ پر گیا نظر اس کی نوشتہ پر جا پہنچی اس میں لکھا تھا کہ بندہ خدا



چھ لاکھ برس تک اپنے خالق کی عبادت کرے اور ایک سجدہ خدا کا نہ کرے تو خدا تعالیٰ اس کی چھ لاکھ برس کی عبادت کرے اور ایک سجدہ خدا کا نہ کرے تو خدا تعالیٰ اس کی چھ لاکھ برس کی عبادت کو مثلاً کرب مخلوقات میں نام اس کا ابلیس مردود و مہر جہنم رکھے گا۔ عزرائیل اس کو پڑھ کر وہیں چھ لاکھ برس تک کھڑا ہو کر رویہ جناب یار می توانے سے آواز آئی کہ عزرائیل جو بندہ میری اطاعت نہ کرے اور میرا حکم بجا نہ لائے مزا اس کی کیسا ہے عزرائیل نے کہا کہ خداوند جو شخص حکم اپنے خالق کا نہ مانے اس کی سزا لعنت ہے۔ فرمایا اے عزرائیل تو اس کو لٹکھ رکھ۔ اور عبد اللہ ابن عباس نے روایت کی ہے کہ عزرائیل کے مردود ہونے سے بارہ ہزار برس پہلے جو امر واقع ہوا تھا۔ حاصل یہ کہ عزرائیل نے کہا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَىٰ مَنْ مَّا أَطَاعَ اللَّهَ، لعنت خدا کی اس پر ہے جو اطاعت نہ کرے اللہ تعالیٰ کی۔ تب علم ہوا کہ عزرائیل بہشت میں کئی ہزار سال خزانچی بہشت کا رہے اور ایک دن اس جہان کا اس جہان کے ہزار سال کے برابر ہے۔ پس بہشت میں ایک منبر نور کا رکھوا کہ ہزار برس تک درس تدریس اور حفظ و فصیح کرتا رہا۔ جبرائیل میکائیل اور اسرافیل و عزرائیل اور جمیع ملائک اس منبر کے نیچے بیٹھ کر حفظ سن کرتے تھے۔ ایک روز فرشتے آپس میں باتیں کرتے تھے کہ اگر ہم لوگوں سے کوئی گناہ صادر ہوئے تو عزرائیل کو شفیع کریں گے تاکہ خداوند کریم ہمارا گناہ معاف کرے۔ اتفاقاً ایک روز فرشتوں کی نظر اس نوشتے پر جو لوح محفوظ میں لکھا تھا جا پڑی اسے دیکھ کر سب رونے اور سر پٹینے لگے تب وہ کہنے لگا کہ آج تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو روتے بھی ہو اور اپنے اپنے سر کو پیٹتے بھی ہو انہوں نے کہا کہ لوح محفوظ پر لکھا ہے کہ ہم میں سے ایک شخص معزول و مردود ہو گا۔ اس بات کو سن کر عزرائیل کہنے لگا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ مجھے نصیب کرے سب اس بات کو سن کر خاموش ہو گئے اور ان دن عزرائیل نے جناب احدیت میں عرض کی کہ یا الہی جنوں نے پردہ زمین پر آپس میں کشت و خون و فساد برپا کر رکھا ہے مجھے ان پر سپہ سالار بنا کر بھیج دے تاکہ میں وہاں جا کر سب کو مار ڈالوں جناب احدیت نے قبول فرمایا اسے عزرائیل تو چار ہزار فرشتوں کو اپنے ساتھ لے کر زمین پر جا کر قتل اور کسی کو کوہ قاف میں ڈال کر روئے زمین کو مفسدوں سے پاک کر بعد درگاہ الہی سے خطاب آیا کہ اے عزرائیل اور اے جماعت ملائک میں زمین پر ایک خلیفہ بناؤں گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۗ هُمْ قَالُوْۤا اَنۢجَعِلُ مِنْہَا مَنْ یَّقۡضِیْہَا وَ یُسۡفِکُ السَّیۡدَ مَآءً وَ نَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِکَ وَ نُنَقِّدُ سُبۡحَانَکَ ۗ قَالَ اِنِّیْۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۚ اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو کہ مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب بولے کیا تو رکھے گا اس میں شخص کو جو فساد اور خونریزی کرے اور ہم ذکر کرتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری ذات پاک کہ کہا مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔ تب یہ اسباب علیہ السلام

پیر ربیع الثانی کا حکم ہوا کہ ایک مشت خاک زمین پر سے لاؤ حکم الہی جبرائیل علیہ السلام بندی سے آسمان کی فورا اس زمین پر آئے کہ اب جہاں خانہ کعبہ ہے چاہا کہ ایک مشت خاک میں اس وقت زمین نے ان کو تم دی کہ جبرائیل برائے خدا محمد سے خاک مت لے کہ اس سے خلیفہ پیدا ہوگا اور اس کی اولاد بہت عاصی و کبکارت مستوجب عذاب ہوگی۔ میں مسکین خاک پا ہوں طاقت و تحمل عذاب خدا کا نہیں رکھتی ہوں، اس بات کو سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام خاک سے بآٹھے غرض اسی طرح سے جبرائیل پھر گئے اور میکائیل اور اسرافیل علیہما السلام سے بھی یہ کام انجام کو نہ پہنچا تب عزرائیل کو بھیجا ان کو بھی زمین نے منع کیا انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ جس کی قسم دیتی ہے میں اس کے حکم سے آیا ہوں میں اس کی نافرمانی نہیں کروں گا تجھ کو لے ہی جاؤں گا پس عزرائیل نے ہاتھ نکال کر ایک مٹھی بھر خاک اسی سرزمین سے لے کر عالم بالا پر چلے گئے اور عرض کی کہ خداوند خود انا مینا ہے میں نے یہ حاصل کیا ہے تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عزرائیل میں اس خاک سے زمین پر ایک خلیفہ پیدا کروں گا اور اس کی جہاں قبض کرنے کے لئے تجھی کو مقرر کروں گا۔ تب عزرائیل نے حضرت کی کہ یارب تیرے بندے مجھ دشمن جانیں گے اور گالیاں دیں گے۔ جناب باری نے فرمایا اے عزرائیل تو علمت کہ میں خالق مخلوقات کا ہوں ہر ایک موت کا سبب گردانوں گا اور ہر شخص اپنے اپنے مرض میں گرفتار رہے گا، تب تجھ کو دشمن نہ جانے گا کسی کو درد میں مبتلا کروں گا اور کسی کو تب دق میں اور کسی کو پانی میں کروں گا۔ بعد حکم الہی سے فرشتوں نے وہ مشت خاک مابین طائف اور مکہ منظمہ کے رکھ دی پس باران رحمت برسات دوبرس میں وہ خاک گیلی ہوئی اور چوتھے برس میں صلابہ ہوئی اور چھ برس میں فساد ہوئی اور آٹھویں برس میں آدم کی صورت بنی تو ایسے ان ابلیس ستر ہزار فرشتوں کو اپنے ساتھ لے کر آدم کے پاس آیا دیکھا تو قالب آدم کا خاک پر پڑا ہوا تھا اس نے بچتم حقارت اس کی طرف نظر کی اور ایک دن فرشتوں نے عزرائیل سے کہا کہ اس خاک سے خلیفہ خدا کا پیدا ہوگا وہ بلا ریح ہے، مگر اللہ تعالیٰ اس صورت کو میرا فرمانبردار کر دے گا تو میں اس کو ہلاک کروں گا اور اگر تجھے اس کا فرمانبردار کرے گا تو میں اس کی فرمانبرداری نہ کروں گا۔ اور عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دن ابلیس علیہ اللعنة قالب میں حضرت آدم علیہ السلام کے داخل ہو کر نافت تک پہنچا تھا بسبب گرمی و آتش کے وہاں سے نکل آیا اور اس کے سبب حسد و بغض و دشمنی ان سے زیادہ ہوئی اور اپنے منہ کا تھوک ان کے قالب میں ڈال کر چلا گیا اور حق تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام نے اب وہی ابلیس علیہ اللعنة کا کالبد سے آدم کے لئے کرکٹا اور گلہ باقی ہے آدم کے درخت خرابا پیدا کیا اور عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دن ابلیس علیہ اللعنة قالب میں حضرت آدم علیہ السلام کے داخل ہو کر نافت تک پہنچا تھا بسبب گرمی و آتش کے وہاں سے نکل آیا اور اس کے سبب حسد و بغض و دشمنی ان سے زیادہ ہوئی اور اپنے منہ کا تھوک ان





باری سے حضرت جبرائیل کو ارشاد ہوا کہ وہ چھینک لے لے کہ اس سے ایک بندہ یعنی ابن مریم پیدا کروں گا اور جب آدم خاک سے اٹھے حق تعالیٰ کے حکم سے ایک تخت مکمل پر بہشت میں چالیس میل کا زریزہ ہو جو اہر سے اور جلع تاج زیریں پہن کر جا بیٹھے اور نور ان کی پیشانی کا عرش تک چمکتا رہا اور وہ نور و حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب جناب رب العالمین کا حکم ہوا کہ جمیع ملائکہ آدم کو سجدہ کریں اور وہ سجدہ تعظیم کا تھا نہ کہ عبادت کا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ**۔ جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس نے نہ کیا اور تکبر کیا اور تھا وہ منکروں میں سے فرشتوں نے جب سجدے سے سر اٹھایا تو دہاں ابلیس کو کھڑا ہوا دیکھا اور معلوم کیا کہ وہ ابلیس ہے جس نے سجدہ نہ کیا پھر دوسری دفعہ فرشتے سب سجدے میں آگئے پس سجدہ اول حکم کا تھا اور سجدہ ثانی شکر کا تھا۔ تب رب العالمین نے ابلیس کو فرمایا **خَالَ يٰٰإِبْلِيسُ مَا مَئَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِإِيْدِي اسْتَكْبَرْتَ أَهْرُكُنْتَ مِنَ الْعَالَمِينَ** ترجمہ۔ اے ابلیس تجھ کو کیوں نکار ہوا کہ سجدہ کرے تو اس چیز کو میں نے بنائی ہے دونوں ہاتھوں سے یہ تو نے غرور کیا کیا تو بڑا تھا اور جے میں۔ ابلیس نے کہا۔ **قَالَ تَقَالِي خَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ** ترجمہ۔ وہ بولا میں بہتر ہوں اس سے کہ مجھ کو بنایا تو نے آگ سے اور اس کو بنایا میں سے اور دوسری بات یہ ہے کہ میں نے سجدہ کیا ہے تجھ کو پھر دوسرے کو کیوں کر سجدہ کروں۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے **قَالَ خُذْ مِنْهَا خَاتَمًا فَحَنِّمْ** **وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ** یہاں سے نکل جا کہ تو مردود ہوا کہ تو مردود ہوا اور تجھ کو میری پھٹکار ہے یعنی لعنت ہے قیامت کے دن تک علماء نے اس بات میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہلے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ نکل جا ایمان سے اور بعض کے نزدیک نکل جانے سے مراد یہ ہے کہ جماعت فرشتوں کی سے نکل جا اور ابلیس کی صورت میں ہو جاتے غضب الہی سے اس کی صورت بدل گئی اور آئیں اس کے سینے پر آئیں جو اس کی طرف دیکھتے تو کہتے یہ خدا کی درگاہ سے راندہ گیا اور مردود و مخدول ہوا۔ اس وقت شیطان بعین نے زبان کھولی اور کہا اے پروردگار تو نے مجھے مخدول و مردود کیا آدم کے لئے۔ یہ شامت میری تھی تب حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے ابلیس تو اپنے نوشتے کی طرف دیکھ جب دیکھا تو یہ لکھا تھا جو بندہ خدا کا حکم نہ مانے سزا اس کی لعنت ہے اس نوشتے کو پڑھ کر خجل و بالوس ہوا اور کہا تو کہ تعالیٰ خَالَ **خَالَ فَانْظُرْ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ** ترجمہ شیطان بولا اے رب مجھ کو ڈھیل دے جس دن تک مردے زندہ ہوں اور دوسری عرض یہ ہے کہ گوشت اور پوست اور رگوں میں آدمیوں کے مجھے دخل دے اور ان





اَمَّا حَوَّاءُ اِنَّهَا سَبَّحَ نَظَرُنِي وَصَنَعَ قُدْرَتِي وَصَدَّقَ اَدَمَ حَقَّ اَبْرِ تَسْبِيحِي  
 وَمَنْزُومِي وَتَحْلِيصِي وَتَقْدِيرِي وَهِيَ شَهَادَةٌ اَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ  
 لَهُ يَا حَوَّاءُ ادْخُلَا جَنَّتِي وَكُلَا مِنْهَا شَرَفِي وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا  
 مِنَ الظَّالِمِينَ وَسَلَامٌ عَلَيْكُمَا وَدَعْمَتِي وَبَرَكَتِي حَقَّ تَعَالَى بِجَانِ تَعَالَى نَعْلَاجِ مِیں  
 آدم و حوا علیہما السلام کے یہ سنا پڑھی اور کہا حمد میری ثنا ہے اور بزرگی میری چادر اور عظمت میری ازار  
 ہے اور کل مخلوقات میرے غلام اور لونڈیاں ہیں اور انبیاء میرے رسول اور اولیاء میرے دوست ہیں اور محمد  
 صلیم میرے حبیب اور رسول ہیں اور پیدا کیا میں نے کل سے کو تاکہ گواہی دیو سے میری وحدانیت پر اور گواہی  
 میرے فرشتے سب اور سب آسمان کے رہنے والے اور عرش کے اٹھانے والے بیشک میں نے نکاح باندھ  
 دیا ساتھ اپنی بدیع فطرت اور منبع قدرت کے اور آدم کا ہر خوا کے نکاح کا میری تسبیح اور ترنہ بہ اور تسبیح اور  
 تقدیس ہے نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے ایسا خدا کہ وہ واحد ہے اور نہیں کوئی اس کا شریک اسے آدم تم اور تمہاری  
 عورت جنت میں جا رہا اور وہاں کے سب میوے محفوظ ہو کر کھاؤ اور مت جانا اس درخت کے پاس ورنہ پھر  
 تم نا انصاف ہو گے اور میرا سلام تم پر ہو اور میری طرف سے صحت و برکت ہو۔ بعدہ آدم نے خود ناکا سُبْحَنَ  
 السَّمِیِّ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ  
 الْحَمْدُ الْعَظِيمُ۔ ترجمہ میں تسبیح پڑھتا ہوں اور حمد کرتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے اور نہیں ہے کوئی معبود  
 سوائے اللہ تعالیٰ کے جو بڑا بزرگ ہے۔ اللہ جل شانہ کو جب خلیہ نکاح خوانی آدم سے فرحت ہوئی تو سب  
 فرشتے خوشیاں منانے لگے اور مبارکبادیاں دینے لگے اور زرد و جاہر بنا رکھے پس جب آدم علیہ السلام نے قصد  
 کایا حوا کے ساتھ وہیں آوا آئی اسے آدم خبردار! جب تک کہ دائے دین مہر خوانہ کرو گے تب تک وہ تم پر  
 حلال نہ ہوگی۔ آدم نے کہا البتہ میں کہاں سے اوگوں فرمایا کہ دس دفعہ درود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
 پر پڑھو آدم یہ نام برگزیدہ سننے ہی مشتاق دیدار کے ہوئے۔ خدا کا حکم کہ تو ناخن دست پر اپنے دیکھ جب آدم  
 نے دیکھا صورت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معلوم ہوئی تو ہر فرزند کی اور شفقت پدری دل میں زیادہ ہوئی تب  
 آدم نے شوق سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دس مرتبہ درود پڑھا اور ان کی رسالت پر ایمان لائے۔  
 تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا آدم یہ دس دفعہ درود جو تم نے پڑھا ہے یہ اتنا مرتبہ رکھتا ہے کہ اس کی برکت  
 سے تم نے تم کو سب نعمتیں بخشیں اور حوا کو تم پر حلال کیا۔ بعدہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَخَلَقْنَا يَادَمُ اسْمُكَ  
 اَنْتَ دَوَّجُكَ الْجَنَّةُ وَكُلَا مِنْهَا دَعْدًا حَيْثُ مِنْتُمْ وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ  
 فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ہ ترجمہ اسے آدم تو جنت میں جا اور بیوی تیری بھی اور کھاؤ اس میں بافرات



ہو کر جہاں سے چاہو مگر ایک درخت کے نزدیک مت جانا ورنہ تم پھر انسان ہو گے۔ مروی ہے کہ اس  
 درخت کی جڑ چاند عیسیٰ کی اور ڈالیاں سونے کی اور پتیاں زبرجد سبز کی تھیں، آدم نے جب اس درخت  
 کی طرف نظر کی نہایت خوش وضع اور خوبصورت دکھا کہ سبحان اللہ کیا خوبصورت درخت ہے حق تعالیٰ نے  
 ارشاد ہوا کہ اس کو میں نے تجھے بخشا مگر اس سے میوہ مت کھانا تب وہ بولے جب تو نے وہ خوبصورت مجھے بخش  
 دیا تو پھر مجھے اس کے میوے کھانے سے کیوں منع فرمایا تب حکم ہوا کہ اے آدم تم مہمان ہو میرے گھر کے اور  
 وہ درخت ہے تمہارا۔ ادیرہ چیز بعید ہے کہ مہمان میرا ہو کر اپنی چیز کھائے بعدہ ایک طرف سے آواز  
 آئی اے آدم صبر کرو اور دوسری طرف سے آواز آئی کہ اے صبر تو آدم کے پاس مت جا اور دوسری طرف  
 سے آواز آئی اے ابلیس تو حق کو لپکا اور اس کی خواہش دلا۔ پس تھا دے کہا کہ ابھی اس کا کیا سبب ہے حکم  
 ہوا کہ اس میں کچھ بھید ہے۔ اس باطن سے باغ میں دنیا میں بھیجوں گا تاکہ قدرت میری ظاہر ہو اور مرتبہ زیادہ  
 ہو اور کہا گیا کہ سرور تو حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈال اور آگ کو کہا گیا کہ اے آتش تو مت جلا اے ابلیس تو  
 مطمئن کر پھر تھانے عرض کی حکم ہوا کہ مجھے اس میں کچھ مائل ہے مگر آتش کو ریحان سے بدل دوں تاکہ خلق میں  
 میرا دوست پیدا ہو اور کہا گیا اے آدم و نوح! تم معصیت سے باز رہو اور اے شیطان تو ان کو جہوہ دے اور  
 اور کہا گیا دینا تو دل میں بندوں کے شیریں بن جا اور بندوں کو کہا گیا اے بندو! تم رہنا سے دور رہو  
 تاکہ جفا کو دنا سے تبدیل کروں اور میری رحمت و مغفرت میں زانو بوالصاف کئے اور کہنے ہیں کہ بہشت  
 میں چار چیزیں نہیں بھوک پیاس، سردی، دھوپ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ لَكَ اَنْدَ  
 جَحْوَحَ قِيَمًا دَلَا تَعْوَىٰ ذَا ذَاكَ لَا تَقْطَعُوْا فِيْهَا وَاَوْ لَا تَضْحٰی ۝ ترجمہ۔ بچھ کو یہ طلب ہے کہ بھوکا  
 ہو تو اس میں اور نہ دھوپ کا صدمہ پادے اور آدم ہو شیاد ہو شیطان کے کھو دفریب سے کہ وہ تیرا دشمن مان  
 جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَقَدْ نَبَاۤءَ اَنَّ هٰذَا اَعْدُوْكَ ذٰلِكَ دَیْرُ وَجِلَّةٍ فَلَا تَخْوَ  
 جَنَّتُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ ۝ پھر کہہ دیا ہم نے اے آدم یہ دشمن ہے تیرا اور میرے جوڑے کا سونگوار  
 دے تم کو بہشت سے۔ آدم نے جب دیکھا کہ بہشت کے سبب روانے سمدھ ہیں اور وہ اس چیز سے  
 مطمئن ہوئے کہ شیطان دنیا میں ہے اور میں ہوں بہشت میں اور مجھ سے اس سے کیا لاگ ہے جو مجھے بہشت  
 کے اسی درخت کا میوہ کھلا کہ جس کے پاس جانے سے خدا نے مجھے منع کیا ہے گنہگار کرے گلپانے کمرد  
 فریب سے اس سے بس بالکل بے پردہ ہوں پس ایک روز ابلیس لینے قصد کیا آدم کے پاس بہشت میں  
 جانے کا اور وہ تین اسم اعظم خداوندِ قدوس کے جانتا تھا انہیں پڑھ کر سات طبق آسمان کے طے کر کے  
 بہشت کے روانے سمدھ دیکھ کر تصور و خیال کرتا رہا کہ کس جیلے سے بہشت کے اندر جانا ہوا ہے۔

اتفاقاً ایک طاؤس کنگرے پر بہشت کے بیٹھا ہوا تھا اس نے دیکھا کہ وہ اسم اعظم پڑھتا ہے طاؤس نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں ایک فرشتہ ہوں خدا تعالیٰ کے طاؤس بولا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ شیطان نے کہا کہ لَا تَنْظُرُوا الْجَنَّةَ یعنی میں بہشت کو دیکھنا چاہتا ہوں اور اندر جانا چاہتا ہوں۔ طاؤس نے کہا مجھے خدا کا حکم نہیں ہے کہ کسی کو جنت میں لے جاؤں جب تک آدم بہشت میں ہی رہے شیطان بولا تو مجھے بہشت میں لے جاؤ اس کے صلہ میں تجھے ایک ایسی دعا سکھاؤں گا کہ جو شخص اس دعا کو پڑھے اور اسی پر عمل کرے تو اس کو تین چیزیں حاصل ہوں گی ایک تو وہ بوڑھا نہ ہوگا دوسرے وہ مرے گا نہیں اور تیسرے جنت میں ہمیشہ رہے۔ ابلیس نے اس دعا کو پڑھا اور پڑھ کر کنگرے سے بہشت کے دروازے پر دونوں آئے اور طاؤس نے یہ باجرا سانپ کو سنا دیا۔ اس بات کو سنتے ہی خون سے دو دروازے بہشت کے بند کر کے اپنے سر کو باہر نکال کر ان سے پوچھنے لگا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے جو یہاں بیٹھا اسم اعظم پڑھتا ہے۔ وہ بولا میں ایک فرشتہ ہوں فرشتوں میں سے حق تعالیٰ کے سانپ نے کہا وہ دعا مجھے سکھا شیطان نے کہا بشرطیکہ تو مجھے بہشت میں لے جا دے۔ سانپ بولا مجھے خدا کا حکم نہیں ہے کہ کسی کو بہشت میں لے جاؤں جب تک کہ آدم بہشت میں ہیں۔ ابلیس نے کہیں قدم اپنا بہشت میں نہ رکھوں گا اس سے باہر نہ نکلوں گا تب سانپ نے اپنے منہ کو پھیلا دیا ابلیس یعنی اس کے منہ کے اندر جا گھسا تب اس کو بہشت میں لے گیا۔ اور دروازے بہشت کے بند کر دیئے۔ بعداً شیطان نے کہا کہ مجھ کو اس درخت کے پاس لے جا کہ جس کے کھانے سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو منع فرمایا ہے جب ابلیس کو لے کر اس درخت کے پاس پہنچا تب وہ ملعون اپنے مکر و فریب سے سانپ کے منہ کے اندر رونے لگا جو شخص کہ پہلے نفاق سے رو دیا وہ شیطان یعنی تھا اور اس کی آواز سن کر بہشت کی حویلیں اور علمان سب کے سب مجتمع ہوئے اور کہنے لگے ہم سب نے یہ آواز سانپ کے منہ سے کبھی نہیں سنی تھی اور سانپ سے حوا پوچھنے لگیں کہ تو کسی لئے رو تے؟ شیطان نے کہیں اس لئے رو تے ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو بہشت سے نکالے گا کیونکہ تم کو اس درخت کے میوہ کھانے سے منع کیا ہے مگر جو اس درخت کے میوے کھائے گا وہ بہشت میں رہے گا نکالا نہیں جائے گا تو لہ تعالیٰ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هٰٰذَا هِيَ الْخُلْدُ وَ مَلِكٌ لَا يَمُوتُ الخ ترجمہ کہ شیطان نے لے آدم میں تمہیں بتاؤں وہ درخت کہ جس سے زندگی جاوید ملے اور بادشاہی پرانی نہ ہو اور بولنا تم خدا کی میں سچ کہتا ہوں اور تمہاری برائی نہیں چاہتا بلکہ میں تو آپ کو نصیحت کرتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ قُلْ سَمِعْتُ مَا نَزَّلَ لَكُم مِّنَ رَبِّكَ لَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الشَّيْءَ الْحَيِّينَ فَذَلِكُمْ مَا يَعْبُدُونَ ترجمہ۔ اور شیطان نے ان کے پاس تم کھائی پس حوا نے اس کے تم کھانے سے یقین کر لیا کہ یہ جو کہتا



ہے بچ کہتا ہے تب اس سے فریب کھا کر اس درخت پر ہاتھ بڑھایا تین دانے گندم کے لئے ایک تو آپ  
کھایا اور دو دانے حضرت آدم کے لئے لائیں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب حوا نے  
گندم خوشے سے توڑ لے تو خوشے کی جگہ سرخ ہو گئی اور ایک قطرہ خون اس سے پکتاب اللہ تعالیٰ نے اپنی  
قلم کھا کر فرمایا کہ تمہاری بیٹیوں کو قیامت تک ہر نبی میں ایک مرتبہ خون سے آلودہ کروں گا اور اپنے  
درخت کی دانتھ سے اور تیری بیٹیوں سے لوں گا پس حضرت آدم بہشت میں جب تخت پر جا بیٹھے گندم  
خود بخود ان کے نزدیک آ موجود ہوا اور جب بوئے شیر میں اس کی حضرت کو معلوم ہوئی تب حضرت نے  
تخت سے اتر یہاں سے مجھے دور لے جا کر رکھ جب وہ تخت سے نیچے اترے تو وہاں بھی گندم جا  
موجود ہوا۔ بعد گندم کہنے لگا کہ اے حضرت آدم جو کچھ خدا نے مقدور کیا ہے سو وہ ضرور پہنچے گا۔ اگر تم  
لاکھوں برس کی راہ کسے فاصلہ پر بھی جا کر رہو گے گندم وہاں بھی پہنچے گا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت حوا  
حضرت آدم علیہ السلام کے لئے دو دانے گندم کے لئے گئیں۔ وہ بولے یہ کیا چیز ہے حوا نے کہا یہ پھل  
اس درخت کا ہے کہ جس درخت کے پھل کھانے سے میں خدا نے منع فرمایا تھا۔ اس میں سے میں نے ایک  
دانہ کھایا ہے اور دو دانے آپ کے واسطے لائی ہوں حضرت آدم نے کہا کہ اس میں کیا لذت ہے؟ وہ بولیں  
کہ حلاوت و شیر میں ہے حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا، نہیں کھاؤں گا میرا اللہ تعالیٰ سے عہد ہے کہ  
اس درخت سے میوے نہ کھانا اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَ لَقَدْ عٰهَدْنَا اٰدَمَ مِّنْ قَبْلُ  
فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ترجمہ اور ہم نے عہد کر دیا تھا آدم کو اس سے پہلے پھر  
بھول گیا اور نہ پائی ہم نے اس میں کچھ ہمت، حوا جب مایوس ہوئیں حضرت آدم دانہ کھلانے سے پہلے  
ایک پیالہ شراب بہشت سے لا کر پلا دیا تو بے ہوش ہو کر ان سے دو دانے گندم کے لئے کر کھا گئے اور  
عہد شکنی کی۔ ہنوز دانے ابھی طاق کے نیچے نہیں اترے تھے کہ تاج ان کے سر سے اڑ گیا اور تخت سے بھی نیچے  
گر گئے اور دونوں ننگے ہو گئے جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا۔ فَلَمَّا ذَا قَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا  
سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ دَرِيّ الْجَنَّةِ ترجمہ پھر کچھ درخت سے  
دونوں نے میوے اور ظاہر ہوئیں شرم کا میں ان کی اور بہشت کے پتے جوڑنے لگے میں درخت کے  
پاس پتے لینے کے لئے جاتے تو وہ درخت پتے نہ دیتا۔ جب درخت انجیر کے پاس دونوں گئے تو اس  
درخت نے سر جھکا دیا اور کہا خُذْ مِنِّي وَ ذَرَا لِعِنِّي تم مجھ سے پتے ضرورت کے مطابق لے لو اور  
ان پتوں سے اپنے سر کی پردہ پوشی کر لو۔ چنانچہ دونوں نے اس درخت سے پتے لے کر اپنے اپنے  
ڈھانک لے اور درخت خود سے بھی پتے لے کر اپنی سر پوشی کر لی، بعدہ جناب باری سے آواز

آئی اے انجیر کے درخت تو نے ان کے ساتھ سلوک کیا میں تجھ سے خرابی و خشکی دور کر کے یہ لذت عطا کی کہ اگر تجھ کو کوئی سرد فدی بھی پہنائے تو وہ نئی نئی لذت تجھ سے اٹھا دے گی۔ اور اسی طرح درخت عود کو بھی خطاب ہوا کہ اے درخت عود سب کے نزدیک میں نے تجھے عزیز کیا کہ آگ پر دھڑ کر تجھ سے خوشبو بویں۔ بعد ہشت کے باشندے آواز دینے لگے کہ آدم و حوا دونوں خدا کی درگاہ میں ماضی ہوئے اور دیوانوں کی طرح بہشت میں بیٹھنے پھرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں ماضی ہوئے نہایت اور شرمندگی سے پھر رہے تھے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے من باران کی پکار ہوئی جواب اس کا کچھ نہ دیا حضرت جبرائیل ان کے پاس آئے اور بولے اے آدم تجھے برابر بلاتا ہے تب آدم نے کہا: یا رب ہم تجھ سے شرمندہ ہیں تو کہہ قل لے دَا ذَهْمَا ذَهْمَا لَحْمَا فَهُمَا عَنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ وَ اَخْلُ لَكُمْ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ اَعْنٌ وَ صَيْنٌ ترجمہ۔ اور پکارا ان کو ان کے رب نے اور کہا کہ میں نے تم کو منع نہیں کیا اس درخت سے اور یہ بھی کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ تب حضرت آدم اور حوا دونوں روتے ہوئے کہنے لگے جیسا کہ حق تعالیٰ فرمایا ہے قَالَ ذُنُّبَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَانَا وَ اِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ترجمہ۔ آدم و حوا نے کہا اے رب ہمارے ہم نے ظلم کیا اپنی جان پر اور اگر نہ بخشے تو ہم کو اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ہو جائیں گے ناسر اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ اَصْطَفُوا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ عَزَٰذٌ وَ لَكُمْ فِيْ اٰذِهِ مَسْتَقَرٌّ وَ مَقٰلٌ اٰلٰی جِنِّہِ ترجمہ۔ کہاتم اترو ایک دوسرے کے دشمن ہوئے اور تم کو زمین پر ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ہے ایک وقت تک اور کہا اسی میں جو گئے اور اسی میں رو گئے اور پھر اسی سے نکالے جاؤ گے۔ (یہ مضمون کلام اللہ کا ہے) تب فرمان رب العالمین کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ہوا کہ آدم اور حوا اور سائب اور شیطان اور ملائکہ ان سب کو بہشت سے نکال کر دنیا میں بھیج دو حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے پاس گئے اور ان سے یہ حال بیان کیا وہ اس بات کو سننے ہی گھبرا گئے اور بہشت کی جدائی سے زلزلہ و قطار رونے لگے آخر ایک ٹکڑا لکڑی کا مسواک کے واسطے وہاں سے لیا اور وہ لکڑی پستہ پستہ ان کے خاندان میں چلی آئی یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کاٹ لیا۔ پس آدم و حوا اور مرد و سائب اور شیطان مرد و ان پانچوں کو بہشت سے نکال کر اول آدم کو سرخند پ میں کہ ہندوستان کا ایک جزیرہ ہے ڈالا، اور حوا و خلسا میں، اور طاؤس کو بیتان میں اور سائب کو اصفہان میں اور شیطان علیہ اللعنة کو کوہ و ماؤند میں ڈالا اس وقت سائب کے چار ہاتھ اور پاؤں مثل شتر کے تھے باعث راتہ ہونے اس باجرے کے اللہ تعالیٰ نے اس سے لے لیا کہ وہ پیٹ کے بل چلے اور ناک چھانے اور کھا دے۔ آدم کو جب سرانديپ میں ڈالا وہ اپنے گناہ سے چالیس برس تک روتے رہے اور دوسری روایت میں ہے کہ تین سو برس تک روتے رہے ایا کہ آپ چشم سے ان کی ہر س جادوی



ہوئیں اور کنارے پر نہروں کے درخت خرما اور نرگس اور باقل پیدا ہوا اور حوا کے آنسو سے ہندی ادر  
دسمہ ادر مرمہ پیدا ہوا اور جو قطرات ان کے آنسو کے دریا میں گرے اس سے مروارید پیدا ہوئے تاکہ ان  
کی لڑکیوں کے زیورات نہیں اور ایک روز جبرائیل آدم کے پاس آئے اور کہا اے آدم قبل اپنی موت کے  
بچ کر لو، وہ موت کی خبر سنتے ہی ڈرے اور اٹھ کھڑے ہوئے اور حج کا قصد کیا جس جگہ پر ان کا قدم  
جاتا وہاں گاؤں اور بستی ہو جاتی اور جس جگہ پر وہ ٹھہرتے اور اپنی مسافت کی منزل کرتے تو اس جگہ پر  
خداوند کریم چند روز میں شہر بنا دیتا اور بعض عمارتوں نے لکھا ہے کہ مکہ معظمہ تک حضرت آدم علیہ السلام کے تئیں  
قدم ہوئے تھے اور جب وہ مکہ کے نزدیک پہنچے سب فرشتے وہاں حضرت آدم کے پاس آئے اور کہا یا آدم  
ہزار برس ہوئے کہ ہم اس گھر کا طوفان کرتے ہیں اور اس وقت اس کعبہ کا نام بیت المعمور تھا اور اندر ماحمد  
اس کا ظاہر تھا اور اس کے اوپر خیمہ زبرجد کا تھا اور طنائیں اس کی سونے کی تھیں اور جو سنجیں اس کی تھیں  
آج وہ ستون ہیں اور حرم شریف میں داخل ہیں اور جو شکار اس میں پناہ لےوے اس کا مارنا حرام ہے اور  
آدم علیہ السلام میدان عرفات میں جبل رحمت پر آرام کے واسطے جب بیٹھے تو حوا کو دیکھا کہ جد سے کی طرف  
سے آئی ہیں، انہوں نے اٹھ کر انہیں گودی میں اٹھالیا اور دونوں ڈار ڈار رونے لگے، چنانچہ ان کے رونے  
سے آسمان کے فرشتے بھی رونے لگے پس دونوں نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور خداوند تعالیٰ نے حجاب کو ان  
کی آنکھوں سے اٹھالیا تب انہوں نے عرش کی طرف نظر کی جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا فَتَلَوْنِی اِدْہَم مِیْنِی  
ذَیْہِہٖ کَلِمًا بِحَافِیَّتِہِ، ترجمہ: پھر دیکھ لیں حضرت آدم نے اپنے رب سے کئی باتیں، پھر توجہ  
ہوا اس پر حق تعالیٰ ہے معاف کرنے والا ہر بان، اور ساق عرش پر یہ کلمہ لکھا ہوا دیکھا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا  
اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تب آدم نے کہا یا رب اس کلمہ مبارک کی برکت سے جو تیرے نام کے  
ساتھ ہے ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری توبہ قبول فرما، حال جبرائیل ان کے پاس آئے اور کہا کہ  
تعالیٰ نے تجھ پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے اگر تو بہشت میں اس نام کو شیغ بناتا تو تم کو ہرگز دنیا میں نہ  
بھیجا اور روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی مناجات میں یہ کہتے تھے یَا ذِیْہِکَ اِلٰی جَنَّتِی  
حِیْطَانُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِیَلْحَنَہُ حِیْطَانُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِیَلْحَنَہُ  
مُحَرَّاسُ فَقَالَ کَیْفَ دَخَلَ اِبْلِیْسُ وَعَزَا اِدْہَم قَالَ اللّٰہُ یَا مُوسٰی لَا تَفْسُ مِنْ قَضَائِیْ  
وَکَلِّ ذِہِکَ ترجمہ ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام مناجات میں کہتے تھے یا رب بہشت میں دیواریں  
ہیں یا نہیں حق تعالیٰ نے فرمایا دیواریں ہیں پھر کہا جنت کے دربان ہیں فرمایا ہیں تب موسیٰ علیہ السلام نے  
کہا کہ ابلیس لعین کیونکر بہشت میں گیا اور آدم کو فریب دیا کہا اللہ تعالیٰ نے اے موسیٰ میری مرضی سے مقرر

نہیں کیونکہ میری مرضی یہ تھی اور باری تعالیٰ فرمایا **حَدَّ لَہُمَا یَحْزُو** پھر کھینچ لیا ان کو فریب سے پس آدم نے جب حج سے فراغت پائی تو ان کے پاس حکم آیا۔ اے جبرائیل علیہ السلام حضرت آدم کو وادعیٰ نعمان میں جو ایک میدان کا نام ہے لے جا کر اپنے پردوں کو ان کی پشت پر مل دے جب جبرائیل نے طلب ذریات، بیٹہارا ان کی پشت سے نکلیں اس طرح پر کہ تمام عالم ان کی اولاد سے بھر گیا۔ پس حضرت آدم بولے یہ سب کون ہیں؟ جبریل نے فرمایا یہ سب تمہارے فرزند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اتنی مخلوق کی گنجائش زمین پر کیونکر ہوگی۔ تب آواز آئی اے آدم ان کی تدبیر میں نے آگے سے کر رکھی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے کہا یا رب اللطیف کیا تدبیر ہے حق تعالیٰ نے فرمایا بعضوں کو ان کے اباؤں کے اصحاب میں اور بعضوں کو اہل ہمارے کے ارحام میں کسی کو روئے زمینی پر اور کسی کو زیر زمین رکھوں گا پھر حضرت آدم نے کہا۔ خداوند امیرے فرزند کے لئے کیا فرماتے ہیں، فرمایا کوئی مومن ہے تو کوئی کافر ہے اور کوئی تو نکر ہے اور کوئی فقیر ہے کوئی خوشحال ہے، کوئی غناک، پھر کہا یہ سب مساوی ہوتے تو کیا خوب ہوتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم میں اس سے خوش ہوں جو میرا شکر کرے اس لئے خوشحال کو غناک اور تو نکر کو دردیش اور طبع کو عاصی نہ کیا تاکہ شکر کریں پس اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ ذریات آدم کی کھڑی ہوئیں صف باندھ کر مشرق سے مغرب تک اسی وقت کھڑی ہو گئیں سب کی سب جو لوگ داہنی طرف آدم کے کھڑے تھے وہ سب کے سب مومن تھے اور صف اول میں انبیاء اور انبیاء میں سب سے آگے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے تھے اور جو لوگ بائیں طرف ان کے کھڑے تھے وہ سب کافر اور صف اول میں ان کے جبار اور منکر تھے بعدہ امر الہی ہوا **اَسْتُ یَرَّجُکُمْ** کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ **قَالُوْا بَلٰی** بولے سب سچ ہے تو بیشک ہمارا رب ہے بعد اس کے حق تعالیٰ نے کہا کہ سجدہ کرو تم اپنے رب کو پس جو لوگ کہ داہنی کی طرف حضرت آدم کے کھڑے تھے وہ سب کے سب سجدے میں چلے گئے اور جو لوگ کہ بائیں طرف تھے ان لوگوں میں سے کسی نے بھی سجدہ نہیں کیا پھر دوسری دفعہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **اَسْجُدُوْا** یعنی سجدہ کرو تم اپنے رب کو جو لوگ بطرف راست تھے ان میں سے سجدہ کسی نے کیا اور کسی نے نہ کیا اور جو کہ بطرف چپ تھے ان میں سے بھی بعض نے سجدہ کیا اور بعض نے نہ کیا یہ حقیقت دیکھ کر حضرت آدم نے جناب باری میں عرض کیا اے رب اس میں عجیب غریب جو میں نے دیکھا اس سے تو مجھے آگاہ کر کہ جو لوگ داہنی طرف کھڑے تھے پہلے حکم میں سب نے سجدہ کیا اور ثانی حکم میں ان میں سے بعض نے کیا اور بعض نے نہ کیا اور جو قوم کہ بائیں طرف ہے اول حکم میں سجدہ نہ کیا ثانی میں بعض نے کیا اور بعض نے نہ کیا اس میں کیا راز الہی تھا خدا آئی اے آدم جس قوم نے کہ اول و آخر میں سجدہ کیا وہ مومن پیدا ہوں گے اور مومن



میں گے اور جنہوں نے اول و آخر میں سجدہ نہ کیا وہ کافر پیدا ہوں گے اور کافر میں گے اور جنہوں نے اول  
حکم میں سجدہ کیا اور ثانی میں نہ کیا وہ مومن پیدا ہوں گے اور کافر میں گے کَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ  
اور میں نے ثانی حکم میں سجدہ کیا اور اول میں نہ کیا وہ کافر پیدا ہو گا اور مومن مرے گا خَالَهُ هُوْدًا  
فِي الْجَنَّةِ وَلَا اُجَابِيْ دَعْوَاكَ فِي النَّارِ وَلَا اُجَابِيْ تَرْجَمَہ۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم جو لوگ  
تیری دہنی طرف ہیں سب بہشتی ہیں اس کی مجھے کچھ پرواہ نہیں اور جو کہ بائیں طرف کھڑے ہیں وہ  
دوزخی ہیں مجھے کچھ پرواہ نہیں اور جو کہ بائیں طرف کھڑے ہیں وہ دوزخی ہیں مجھے کچھ پرواہ نہیں اے آدم  
نہ اس کی اطاعت سے مجھے کچھ فائدہ ہے اور نہ ان کی عیت سے کچھ ضرر پس ایک فرشتے کو حکم کیا کہ عہد بنا  
یعنی عہد کا جو حکم فرمایا اس کے سوا اور دین قبول نہیں اور وہی فرشتہ اللہ کے حکم سے پتھر ہو گیا اور وہ پتھر  
خانہ کعبہ کے داہنے میں واپس ہیں رکھا گیا ہے اب اس کو حجر الاسود کہتے ہیں وہ دوزخی ہیں مجھے کچھ پرواہ  
نہیں اے آدم نہ ان کی اطاعت سے مجھے کچھ فائدہ ہے اور نہ ان کی معصیت سے کچھ ضرر پس ایک  
فرشتے کو حکم کیا کہ عہد نامہ یعنی عہد کا جو حکم فرمایا اس کے سوا اور دین قبول نہیں اور وہی فرشتہ اللہ کے حکم سے  
پتھر ہو گیا اور وہ پتھر خانہ کعبہ کے داہنے میں رکھا گیا ہے اب اس کو حجر الاسود کہتے ہیں اور سب حاجی اس کو  
بوسہ دیتے ہیں پھر روز قیامت میں وہی پتھر فرشتہ ہو گا جس صورت پر وہ پہلے تھا اور ہر ایک کا عہد نامہ  
کھولا جائے گا جو شخص اپنے عہد پر قائم ہو گا اس کو جنت ملے گی اور جو برخلاف ہو گا وہ دوزخی ہو گا اور حق تعالیٰ  
نے پیغمبروں کے ساتھ روز میثاق میں کہا۔ قَوْلَ تَعَالٰی - وَاِذَا اخَذَ اللّٰهُ مِنْ شَآءِ النَّبِيِّیْنَ لَمَّا  
اٰتٰیْکُمْ مِنْ کِتَابٍ وَحِکْمَةٍ شَحَّ جَاءَکُمْ دَسُوْلٌ مُّصِیْقٌ لِّیَّمَا مَعَکُمْ کَتُوْمٌ مِّنْ  
یَّہَا وَکَتُوْمٌ مِّنْہَا قَالُوْا اَفَرَدْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی دَآلِکُمْ اٰمُرٌ مِّنْہَا قَالُوْا اَمْرٌ مِّنْہَا  
قَالَ فَاَشْہَدُوْا اِذَا اَخَذْنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشَّٰحِیْدِیْنَ۔ ترجمہ جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے اقرار  
کیا جو کچھ میں نے تم کو دی ہے کتاب اور حکمت پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچ بتا دے تمہارے  
پاس آنے والے کو تو اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے حق تعالیٰ نے فرمایا اور تم نے اقرار کیا اور  
اس شرط پر میرا ذمہ لیا، سب بولے ہم نے اقرار کیا، فرمایا تم شاید یہ ہو اور میں بھی تمہارے ساتھ شہد ہوں پھر  
جائے اس کے بعد تو وہی لوگ ہیں بے حکم اور فرمایا تم سب گواہ رہو اے اور میں تم کو نوح پر اور اے نوح تم  
ابراہیم پر اے ابراہیم تم اسماعیل پر اے اسماعیل تم اسحاق پر گواہ رہو اسی طرح حضرت علیؑ تک اور فرمایا اے  
پیغمبرو تم سب رسالت پر پیغمبر آخرا الزمان کے گواہ رہو۔ اور اپنی قوم کو وصیت کجھو کہ ان کی رسالت پر  
ایمان لاؤ اور نصرت دیو، اللہ تعالیٰ نے اقرار کیا نبیوں کے مقدمے میں نبی اسرائیل سے

یہود مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تمہارا نبی ہم کو کہتا ہے کہ بندگی کرو اپنے رب کی۔ ہم تو پہلے ہی سے بندگی کرتے ہیں اس کی مگر وہ چاہتا ہے کہ میری بندگی کرو سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نبی بنا لے اور وہ لوگوں کو کفر سے نکال کر اسلام میں لائے پھر کہو مگر ان کو یہ بات سکھائے مگر تم کو یہ کہتا ہے کہ تم میں جو آگے دینداری تھی جیسا کہ کتاب کا پڑھنا اور سکھانا وہ نہیں ہے اب میری صحبت سے پھر وہی کمال حاصل کرو۔

## حضرت شہید علیہ السلام

جب حضرت آدمؑ بابل کی مصیبت میں بے قرار رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین کو ان کے خاطر مخلیں کی تسلی کے واسطے بھیجا کہ حق تعالیٰ تیرے تئیں ایک فرزند رشید عنایت کرے گا کہ اس کی نسل سے حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم سرور نبی آدم کا پیدا ہوگا چنانچہ بابل کے مرنے سے پانچ سال بعد حضرت شہیدؑ پیدا ہوئے اور وہ حسن صورت میں اور خوبی صورت میں مشابہ حضرت آدم کے تھے اور تمام اولاد سے حضرت آدم کے نزدیک محبوب تھے چنانچہ حضرت آدم کے نزدیک محبوب تھے چنانچہ حضرت آدم نے قبل وفات کے ان کو اپنا دلی عہد بنایا اور بطریق وصیت کے فرمایا کہ جب طوفان حضرت نوح کے زمانے میں واقع ہوا اگر تم اس زمانے کو پاؤ تو میری ہڈیوں کو شش میں رکھو ایو جو غرق ہونے سے محفوظ رہیں یا اپنی اولاد کو وصیت کرنا کہ اس طرح سے عمل میں لاؤں، اور حضرت شہیدؑ اکثر اوقات حضرت آدمؑ کی زبان سے احوال بہشت لذت کے سنا سنتے تھے اور آسمانی صحیفوں کا مضمون بھی دریافت کرتے تھے ای واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے تبحر و خلق سے اور انس حق سے خلیفہ کیا تھا۔ اور لوگوں سے تنہا ہو کر دنیا کی لذتیں چھوڑ کر اکثر اوقات غاف اور طاعت میں مشغول رہتے تھے اور نفس کی ریاضت اور تہذیب اخلاق ہمیشہ ان کے بہ نظر رہتا تھا اور حضرت شہیدؑ کے زمانے میں بنی آدم دو قسم کے تھے بعض تبعات حضرت شہیدؑ کی کرتے تھے اور بعض قابل کی اولاد کی تابعداری میں مشغول تھے اور حضرت شہیدؑ کی نصیحت سے بعض تو راہ راست پر آئے اور بعض بدستور نافرمانی پر قائم رہے جب نوسو بارہ برس ان کی عمر کے گزرے تو روح جم مبارک سے پرواز کر کے عرش معلیٰ کو پہنچی اور حضرت شہید علیہ السلام کی بعض نصیحتوں میں یہ ہے کہ مومن حقیقی وہ ہے کہ یہ خصلتیں اس میں ہوں، اول تو خدا کو پہچانا دوسرے نیک اور بد کو جاننا تیسرے بادشاہ وقت کا حکم بجالانا، چوتھے ماں باپ کا حق پہچانا اور ان کی خدمت کرنا، پانچواں صلہ رحمی یعنی اپنائیت کے لوگوں سے نیکی اور محبت کرنا، چھٹے غصہ کو زیادہ حد سے نہ بڑھانا، ساتواں محتاجوں اور مسکینوں کو صدقہ دینا اور رحم کرنا آٹھویں



گناہوں سے پرہیز اور مصیبتوں میں صبر کرنا، نانویں شکر الہی کا ذکر کرنا۔

## حضرت ادریس علیہ السلام

وجہ نام ادریس کی یہ ہے کہ پڑھانے کی کثرت کے سبب سے لقب آپکا ادریس ہوا۔ اور علم نجوم آپ کے معجزات میں سے ہے وہ زمین پر عبادت کرتے ان کو فرشتے سب آسمان پر لے جاتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذْ كُنْ فِي الْكَنَةِ اِذْ دُرِيَ اِنَّهُ كَانَ صِدْقًا نَبِیًّا ترجمہ اور یہ یاد کر کہ کتاب میں ادریس کو کہہ دیا تھا سچا تھا ہر روز ہیر بن سینتے تھے ہر دم سینے میں تسبیح پڑھتے تھے اور وہ اجرت سلائی کی کسی سے نہ لیتے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ وہ اپنے کام سے فراغت پا کر بیٹھتے تھے کہ اسی وقت ملک الموت بہ آرزوئے تمام امرا الہی سے آدمی کی صورت بن کر جہان کے طور پر درات کو حضرت ادریس کے دروازے پر آ پہنچے۔ آنحضرت صائم الدھر تھے جب شام ہوئی افطار کرتے وقت کھانا آپ کا بہشت سے آتا جس قدر چاہتے کھا لیتے باقی کھانا پھر بہشت میں چلا جاتا اور اس دن کا کھانا جب بہشت سے آیا تو حضرت ادریس علیہ السلام ان کا یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئے کہ یہ کون شخص ہے۔ جب روز روشن ہوا حضرت ادریس علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اے مسافر تو میرے ساتھ چل کر خدا کی قدرت مہر میں جا کر دیکھوں تب دونوں بزرگ گھر سے میدان کی طرف نکلے جاتے جاتے ایک گہوؤں کے کھیت میں جا پہنچے حضرت ملک الموت نے کہا چلو اس کھیت سے چند خوشے گہوؤں کے لئے کرسم تم مل کر کھاؤ میں حضرت ادریس نے فرمایا کہ عجیب ہے کہ تو نے شب گزشتہ کو کھانا حلال نہ کھایا اب حرام کھانا چاہتا ہے پھر وہاں سے دونوں بزرگ ایک دوسرے باغ میں جا پہنچے اور وہاں بھی انگور دیکھ کر حضرت عزرائیل نے کھانے کا قصد کیا حضرت ادریس نے فرمایا کہ تصرف ملک غیر میں حرام ہے پھر جاتے جاتے ایک بکری دیکھ کر عزرائیل نے کھانے کا ارادہ کیا پھر حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا کہ بیکری بکری کو ذبح کر کے کھانا ممنوع ہے پس اسی طرح تین روز تک دونوں باہم گفتگو کرتے رہے۔ جبکہ ادریس نے معلوم کیا کہ یہ کون شخص ہے اور بنی آدم میں سے معلوم نہیں ہوتا تب حضرت نے فرمایا کہ خدا کے واسطے ظاہر تو کر دو کہ تم کون ہو۔ اس نے عرض کیا کہ میں عزرائیل ہوں۔ تب حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی کیا سب مخلوقات کی جان تم ہی قبض کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت نے فرمایا شاید کہ تم میری جان قبض کرنے کے لئے آئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں میں تو تمہارے ساتھ خوش طبعی کرنے آیا ہوں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا کہ آج تین دن سے تو میرے ساتھ

ہے اس عرصے میں بھی تو نے کسی کی جان قبض کی ہے وہ بولے قَالَ كُلُّهَا بَيْنَ يَدَيَّ كَأَنَّهُ  
يَسْتَدِينُ خُبْرًا۔ ترجمہ۔ فرشتے نے کہا کہ کل جان قبض کرنا ہمارے ہاتھ میں ایسا ہے جیسا کہ تبارک  
دوں ہاتھ کے نیچے روٹی رکھی ہوئی ہے یعنی جس کی اجل آتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہاتھ بڑھا کر اس  
کی جان قبض کر لیتا ہوں، اور بولا اے حضرت ادریس میں چاہتا ہوں کہ تیرے ساتھ رشتہ برادری کا کروں  
حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تیرے ساتھ رشتہ برادری کا تب کروں کہ تلخی جان کی ایک بارگی  
تو مجھ کو چکھادے تاکہ خوف اور عبرت مجھے زیادہ ہو۔ اور پھر عبادت اپنے خالق کی زیادہ کروں، ملکوت  
نے کہا کہ بے رضا، الہی کسی کی جان قبض نہیں کر سکتا ہوں، تب حضرت ادریس علیہ السلام نے خداوند قدوس  
کی درگاہ میں عرض کی کہ ہوا کہ جان حضرت ادریس علیہ السلام کی قبض کر انہوں نے حضرت ادریس علیہ السلام کی  
جان قبض کر لی۔ پھر ملک الموت نے خدا کی درگاہ میں دعا مانگی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا اور حضرت ادریس  
علیہ السلام نے اٹھ کر ملک الموت کو اپنی گود میں لے لیا۔ دونوں نے آپس میں رشتہ برادری کا لگایا۔ پھر ملک الموت  
نے ان سے پوچھا اے بھائی تلخی جان کنی کی کیسی تھی وہ بولے کہ جیسے کسی زندہ جانور کی کھال سر سے پاؤں  
تک کھینچی جاتی ہے۔ ملک الموت نے کہا اے بھائی قسم ہے رب العالمین کی جیسا کہ میں نے تیرے ساتھ احسان  
کیا ہے ایسا کسی کے ساتھ نہیں کیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا اے بھائی مجھے دوزخ دیکھنے کا شوق  
ہے تو مجھ کو اس کے دروازے تک لے چل تاکہ اس کے دیکھنے سے خوف الہی زیادہ ہو اور میں پھر  
عبادت اور بندگی زیادہ کروں تب ملک الموت نے خدا تعالیٰ کے حکم سے ان کو سات طبق دوزخ کے  
دکھائے پھر حضرت ادریس علیہ السلام بولے اے بھائی مجھ کو بہشت دیکھنے کی آرزو ہے کہ اسے دیکھ کر  
خوشی حاصل کروں گا اور ملامت زیادہ کروں گا پھر ان کو بہشت کے دروازے پر لے گئے اور انہوں نے  
بہشت کے مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے پھر کہنے لگے اے بھائی میں تمہی جان کنی کی چکھ چکا ہوں اور دوزخ  
بھی دیکھی۔ مگر جگر میرا مارے پیاس کے جل گیا۔ اجازت ہو تو بہشت میں جا کر ایک پیالہ پیوں تب اس نے  
کہا تم وہاں سے واپس آئے کاہل کرو۔ بوجہ شدید پیاس کے حضرت ادریس علیہ السلام نے واپس آنے کا عہد  
کیا کہ میں واپس آجاؤں گا۔ اور حکم الہی اپنی غلیں درخت طوبی کے نیچے چھوڑ کر بہشت میں داخل ہو گئے۔  
کیونکہ عہد باہر آنے کا کیا تھا۔ اور غلیں کو بھی درخت طوبی کے نیچے چھوڑ آئے تھے۔ بہشت سے باہر نکل  
کر اپنی غلیں کو لے کر بہشت میں جا کر درخت پر جا بیٹھے۔ کچھ دیر کے بعد ملک الموت نے ان کو آواز دی کہ  
اے بھائی تاخیر مت کرو اس کے جواب میں حضرت ادریس نے فرمایا کہ اے شفیق جبار عالم فرماتا ہے۔  
كُلُّ نَفْسٍ ذَا عِلْقَالٍ الْمَوْتِ۔ ترجمہ۔ ہر جی کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ اب تو میں مزا جان کنی کا



چکھ چکا ہوں اور حق تعالیٰ فرماتا ہے **وَ اَنْ مِنْكُمْ اِلٰهٌ وَّ اِِدُّهَا**۔ اور نہیں کوئی تم سے جو نہ پہنچے گا اس میں سو میں دوزخ میں بھی پہنچ چکا ہوں اور یہی جلیل جبار فرماتا ہے **لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ فِيهَا مِنْهَا مُخَضَّرِينَ** ترجمہ۔ نہ پہنچے گی وہاں ان کو کچھ تکلیف اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے گا یعنی جو بہشت میں گیا پھر وہ باہر واپس نہ آوے گا۔ اسے بھائی میں اب ہرگز باہر نہیں آؤں گا درگاہ باری سے آواز آئی اسے عزرائیل تو حضرت ادریس علیہ السلام کو چھوڑ کر چلا جائیں ان کی تقدیر میں یہی لکھا تھا حضرت ادریس علیہ السلام موت کا مزہ چکھ کر اور دوزخ بھی دیکھ کر جنت میں جا رہے تب عزرائیل بولے **اِنَّ الْجَنَّةَ حَوَاصُّهَا عَلٰى اَذْنِبِيَّاءٍ حَتّٰى يَدْخُلَ خَاتِمُ اَذْنِبِيَّاءٍ** ترجمہ بہشت حرام ہے انبیاء پر جب تک کہ خاتم الانبیاء داخل نہ ہوں بہشت میں پھر آواز آئی اے عزرائیل میں بہشت کو دہریے نہیں رکھتا ہوں۔ لیکن اول بہشت میں محصلے اللہ علیہ وسلم داخل ہوں گے بعدہ سب امت ان کی اور قول دوسرا یہ ہے کہ طوفان کرنے والے سب طوفان کرتے رہیں بہشت میں اور حق تعالیٰ نے فرمایا **وَدَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا** اور اٹھایا ہم نے اس کو اونچے مکان پر پس بہشت میں حضرت ادریس تو جا رہے اور ان کے فرزند سب فراق سے شب دروز گریہ دزاری میں تھے ایکے وز ابلیس یسین ان کے پاس آیا اور کہا کہ تم رویا کرو میں تمہارا ہے باپ کی سی ایک صورت بنا دیتا ہوں تم اس کو شب روز دیکھا کرو اور پوچھو اس سے تمہارا ب کہ دروازہ غم جاتا رہے گا اور تم خوش رہو گے۔ ابلیس عید اللغۃ نے ایک ایسی صورت بنائی کہ ان کی شکل میں اور اس میں کوئی فرق نہ تھا۔ صورت اتنا ہی فرق تھا کہ یہ صورت بات نہ کرتی تھی اور وہ لوگ اس صورت کو بوجھا کرتے تھے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بت پرستی تمام عالم میں پھیل گئی، مشرق سے مغرب تک یہ رواج جاری رہا کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کو نہ جانتا تھا۔ علم و عمل ان میں مفقود تھا۔ بعدہ خدائے تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان پر پیغمبر بنا کر بھیجا تاکہ ان کو راہ ہدایت کی بتا دیں۔ **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ**

## بیان حضرت نوح علیہ السلام کا

حضرت نوح علیہ السلام کا نام شکر تھا۔ بعدہ نوح نام ہوا۔ اس واسطے کہ وہ اپنی قوم پر بہت نوحہ کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَلَقَدْ اَدْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمٍ قَلِيَّتٍ فِيْهِمْ اَلْفُ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا**۔ ترجمہ اور بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کے پاس پس رہے وہ اپنی قوم کے پاس ساڑے نو سو برس اور اس مدت میں چالیس مرد اور چالیس عورتوں کے سوا کوئی

ایمان نہ لایا۔ امراہی سے حضرت نوح علیہ السلام ہر روز بہار کی چوٹی پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف خلق اللہ کو دعوت الٰہی دیتے اور پکار کر کہتے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَخَذَ مَثْوًى فِي السَّمَاءِ اور ان کی آواز خدا کے حکم سے مشرق و مغرب تک پہنچ جاتی اس وقت کے مردود لوگ اس کلمہ کی آواز سن کر انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے اور بعض ملعون کپڑوں سے اپنے منہ کو چھپا لیتے اور بعض کافر یہ آواز سن کر بھاگ جاتے اور چلے ہو رہتے۔ جب کہ وہ ان مردودوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے تو وہ کافر سب کے سب بے ادبی سے حضرت نوح پر ہاتھ پلاتے اور مارتے مارتے بیہوش کر دیتے اور جب وہ بیہوش میں آتے تو پھر پکار کر بولتے: اے لوگو! تم کہو خدا واحد لا شریک ہے اور نوح اس کا برحق رسول ہے اور ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے گلے میں کافروں نے رسی ڈال کر کھینچا تو اس کے صدمے اور تکلیف سے حضرت نوح علیہ السلام تین روز شدید بے قرار رہے۔ پھر بھی دعوت الٰہی اللہ میں برابر لگے رہے اور کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں اور اللہ کے واسطے تکلیفیں اٹھا کر خلق اللہ کو دعوت دیا کرتے یہاں تک کہ طوفان کی نوبت آپہنچی اور حضرت نوح نے کہا قَالَ ذَبْ اِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا اَتَكْتُمُ يَوْمَ دُعَايَ لَا تَرَادُ اَمْ تَرَجَمَ اور حضرت نوح نے اپنے رب سے کہا اے رب میرے میں بلانا رہا ہوں اپنی قوم کو رات و دن مگر میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگتے ہی رہے اور میری مذہب پر سوائے ظلم و ستم کے کچھ نہیں کرتے اور مجھے ناسزا کہتے ہیں۔ اور ایک ن کا ذکر ہے کہ حضرت نوح نے اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دی تو کافروں نے اُن کو حضرت نوح کو ایسا مارا کہ تمام کپڑے ہولناک ہو گئے۔ تب ان کی بیوی جو کہ کافرہ تھیں کہنے لگیں کہ اے قوم! حضرت نوح دیوانہ ہوئے ہیں تم اتنا مت مارو جو وہ کہتا ہے اپنے دیوانے بن سے کہتا ہے اور وہ کچھ نہیں جانتا ہے حضرت نوح نے اپنی بیوی سے حجب یہ باتیں بے ادبی کی نہیں تب حضرت نوح نے آسمان کی طرف منہ کیا اور رو کر کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو رتعالیٰ خَذَّ عَذَابًا اِنِّي مَعْلُوبٌ فَاصْبِرْ پھر اس نے پکارا اپنے رب کو کہ گھر گیا ہوں کافروں میں اور تو میرا بدلہ ان سے لے۔ فی الفور جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا اے نوح تو دعا کرتی رہ دعا خدا کی درگاہ میں متجاہ ہے یہ قوم کفار تم پر ہرگز ایمان نہ لاوے گی اور تم اس درخت کو لگاؤ۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ جبرائیلؑ نے ایک شاخ درخت بہشت سے لاکر دی۔ حضرت نوح نے اس شاخ کو زمین پر لٹکایا جب چالیس برس گزرے وہ درخت اس قدر بڑا ہوا کہ چھ سو گز لمبا اور چار سو گز موٹا چوڑا ہو گیا اور اس چالیس برس کے اندر تمام یورپ ان کافروں کی بانجھ تھیں اور ننسیں ان کی منقطع اور باقی عذاب الٰہی سے معذوب ہوئیں۔ سب اس کا یہ ہوا کہ وہ اپنے بیٹوں کو نوح کے پاس لے جا کر بولیں کہ اے لڑکے! تم اس کو دشمن جانو اور اس کی بات نہ مانو



اس کو ہمیشہ ذلیل و خوار کیجیو کہ وہ دیوانہ ہے حضرت نوحؑ نے جب یہ وصیتیں ان سے سنیں تب ان لوگوں سے ناامید ہو کر درگاہ الہی میں زاری کی اور کہا وَمَا لَکُمْ خَرَبْتُمْ عَلٰی الْاَرْضِ مِنْ اَنْکَابٍ یُّنْزِلُ مِنْ سَآءٍ اَدَاۃً ۚ ترجمہ اور کہا نوحؑ نے اے رب میرے اب نہ چھوڑ زمین پر مکروں کا ایک گھر بھی بسنے والا کہ نسل کافروں کی باقی نہ رہے زمین پر تب جبرائیل تشریف لائے اور فرمایا کہ اے نوحؑ اس درخت سے تو ایک کشتی بناؤ نوحؑ نے کہا کس طرح بناؤں؟ جبرائیلؑ نے کہا کہ تو اس درخت کو کاٹ اور چیر کر تختے بنا میں تجھے بتاؤں گا۔ نوحؑ نے اس درخت کو کاٹا اور چیر کر تختے بنائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاصْبِرْ اِلَیَّ اِنْکُنَّ عَلٰی عَیْنِنَا وَرَوْحِنَا ۚ وَلَا تُخَاطَبُ فِی السِّینِ مِنْ ظَنُّکُمْ اِنَّہُمْ فُجَّوْنَ ؕ ترجمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمارے روبرو ایک کشتی بناؤ اور ظالموں کے بارے میں غصہ سے کچھ نہ بول یہ تو بیشک غرق ہوں گے۔ تو اس درخت کے تختوں سے کشتی بنا اور شاخوں سے اس کی میخیں لگا۔ حضرت نوحؑ نے بموجب تعلیم حضرت جبرائیلؑ کے درود گری سیکھ کر اس درخت کے تختے بنائے پہلے تختے پر نام آدمؑ کا اور دوسرے تختے پر نام شیتؑ کا اور تیسرے تختے پر نام ادریسؑ کا اور اسی طرح ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے نکالے یعنی ہر تختے پر ایک ایک پیغمبر کا نام لکھا تھا اور آخری تختے پر نام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اور خاتم الانبیاء میں حضرت نوحؑ نے جبرائیلؑ کی تعلیم سے کشتی بنائی۔ رسول اس کشتی کا ایک ہزار گز اور عرض اس کا چار سو گز تھا۔ جب کشتی تیار ہوئی تو اس کشتی کو دیکھ کر کافر لوگ بہت سے اور افسوس کرنے لگے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَیَضَعُ الْقُلُوبَ اَیُّہُمْ مَّہِیۡمٌ مَّا تَخَوَّۡا مِنْہٗ ؕ قَالَ اِنْ مَسَّخَرُوْا مِنْہٗ اَیُّہُمْ مَّا تَخَوَّۡا مِنْہُمْ کَمَا تَسْخَرُوْنَ ؕ فَمَنْ مَّعَیْہُمْ مِّنْ یَّآتِیْہِا عَذَابٌ یُّخْزِیْہِا وَیُجْعَلُ عَلَیْہِا عَذَابٌ مُّقِیۡمٌ ؕ ترجمہ۔ اور نوحؑ کشتی بناتے تھے اور جب اس قوم کے سردار اس پر سے گزرے تو ہنسی کرتے اس پر نوحؑ نے ان سے کہا کہ اگر تم ہنسی کہتے ہو تم پر تو ہم ہنستے ہیں تم پر جیسے تم ہنستے ہو اور اب آگے جان لو گے کہ کس پر عذاب آتا ہے عذاب رسوا کرنے والا اور ہمیشہ رہنے والا۔ یہ فائدہ تعمیر میں لکھا ہے کہ وہ کافر ہنستے تھے کہ فلک زمین میں غرق ہونے کا بچاؤ کرتا ہے اور حضرت نوحؑ اس چیز پر ہنستے تھے کہ دیکھو ان کے سر پر موت کھڑی ہے اور یہ لوگ ہنستے ہیں، غرض کشتی تیار ہو گئی اور اس میں چار تختے کم ہوئے۔ حضرت نوحؑ نے حضرت جبرائیلؑ سے کہا تو جبرائیلؑ نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں چار تختے ان کے چار درست کے نام سے ان کے نام یہ ہیں یعنی ابو بکر صدیق، دوسرے حضرت عمر بن الخطاب، تیسرے حضرت عثمان غنی اور چوتھے حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے نام سے لگنا چاہیے تو پھر کشتی تہاری اللہ تعالیٰ







ہم نے کھول دیئے دہانے پانی کے ریلے سے اور بہا دیئے زمین سے چٹے پھر مل گیا پانی ایک کام پر جو  
 ٹھہرنا تھا آسمان سے گرم پانی برسا اور زمین سے سردا بلا یہاں تک کہ بہاڑوں کے اوپر چالیس گز پانی  
 بلند ہوا تھا اور جس پہاڑ پر حضرت نوح کا بیٹا تھا اس پر بھی پانی جا پہنچا یہ کیفیت دیکھ کر حضرت نوح کو  
 شفقت پوری دل میں خود کو آئی کہ وہ کچھ دیر میں مارا جلے گا۔ تب آپ نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا  
 اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں درخواست کی کہ اے میرے رب تو نے وعدہ کیا تھا میرے ساتھ کہ تمہارے  
 اہلبیت کو ہلاک اور غرق نہ کروں گا۔ اب یہ میرا بیٹا کنان مارا جاتا ہے تو کہہ تعالیٰ وَخَادِيْ خُوْخَ دَجَّةٍ  
 فَقَالَ رَبِّ اِنَّ اِنْسِيْنَ مِنْ اَهْلِيْ وَوَعَدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ  
 اور پکارا حضرت نوح نے اپنے رب کو۔ بولے اے رب میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں سے اور تیرا وعدہ  
 سچ ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے فَاخْذْهُ یعنی ایک عورت تو ہلاک ہو چکی اب تو چاہے تو بیٹے کو ہلاک  
 کرے یا اس کو نجات دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے اور اس  
 کے کام بالکل ناکارہ ہیں اور ایمان بھی اس کا تمہارے ایمان کے موافق نہیں ہے، پس کچھ دیر میں ایک  
 موج پانی کی آئی اور اس نے کنان کو پانی میں غرق دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے  
 نوح تم کشتی پر سوار ہو جاؤ اور اپنی زبان سے اس کو پڑھو تو کہہ تعالیٰ وَقَالَ اٰذْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ  
 مَجْرِيْهَا وَتُمْسِكْهَا وَرَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اُوْھو تجوئی جیھہ فی موج کالجہ  
 ترجمہ: اور بولا سوار ہو اس پر اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا تحقیق میرا رب ہے بخشنے والا مہربان  
 اور وہ بہت ہی پانی کی لہروں میں مثل پہاڑ کے، یہ آیت جب پڑھی کشتی پانی پر رواں ہو گئی اور بول و  
 براز سے آدمیوں کے کشتی بہت غلط ہو گئی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اہام الہی سے ہاتھ کی پیشانی پر  
 ہاتھ پھیرا۔ قدرت الہی سے دوخو اس کی ناک سے پیدا ہوئے اور انہوں نے سب غلاط کشتی کی صف  
 کی اور ابلیس علیہ اللعنت نے خنزیر کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا تو اس کی ناک سے دو جو ہے پیدا ہوئے حضرت  
 نوح نے کہا کہ اے شیطان لعین تجھے اس کشتی پر کون لایا۔ شیطان ملعون بولا اس وقت کہ تو نے خنزیر  
 کو ملعون کہا اور میں جانتا تھا کہ تم مجھے کو ملعون کہو گے لہذا میں خنزیر کو ذریعے سے کشتی میں آیا ہوں۔  
 چنانچہ جو ہے جب کشتی میں سوار کرنے لگے۔ تب حضرت نوح نے خدا کی درگاہ میں فریاد کی حضرت  
 جبرائیل نے آکر حضرت نوح سے کہا کہ توشیر کی پیشانی پر ہاتھ پھیر۔ تب حضرت نوح نے شیر کی پیشانی پر  
 ہاتھ پھیرا تو وہ بیاں اس کی ناک سے پیدا ہوئیں اور ان بیوں نے سب جو ہے کشتی کے کھلے ادا کی  
 دن سے بی دشمن ہوئے جو ہے کی حضرت نوح نے ماہِ رجب کی دوسری تاریخ سے عشرہ محرم الحرام



ایک تقریباً چھ ماہ آنکھوں کی کشتی پر ہی رہے۔ بعدہ جناب باری سے ندا آئی کہ تَعَالٰی دَرَقِیْلَ یَا دَرَقِیْلَ اَنْفُجْ  
 مَاءَ لَکَ وَیَا سَمَاءَ اَطْلُجِی رَغِیْضَ الْمَاءِ وَفُضِی الْاَمْرَ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُودِیْرِی وَفِیْقِی  
 بَعْدَ الْیَقُوْمِ الظِّلْمِیْنَ ۛ تو ہمہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا اسے زمین نکل جا اپنا پانی اور اسے  
 آسمان ختم ہوا اور دکھایا پانی اور ہو چکا کام اور کشتی ٹھہری جو دی بہاڑ پر اور حکم ہوا کہ وہ ہر قوم سے جو بے ایمان ہے  
 فَاصْدُہ چالیس دن برابر پانی آسمان سے برستار ہا اور اسی طرح چالیس روز تک پانی زمین  
 سے ہر وقت ابتار ہا پھر چھ مہینے کے بعد بہاڑوں کے سر کھلے اور کشتی ٹھہری ہوئی تھی جو دی بہاڑ پر اور  
 یہ بہاڑ ملک شام میں ہے پھر جب بارش موقوف ہوئی اور زمین خشک ہو گئی اور اتنی خشک ہو گئی کہ ایک قطرہ  
 بھی پانی کا زمین پر نہ رہا اور جب پانی خشک ہو رہا تھا تو کشتی نوح اس دن زمین حجاز میں تقریباً ستر مرتبہ  
 بیت اللہ کا طواف کر کے ملک شام کی طرف نکل گئی اور جو دی بہاڑ پر ساکن ہو گئی اور پھر اس کے بعد  
 جہاں کہیں بہاڑ تھے وہ سب دکھائی دینے لگے۔ حضرت نوح نے کسی پرندے کو زمین پر بھیجا تاکہ  
 وہ خبر لائے کہ زمین پر کس قدر پانی ہے۔ وہ پرندہ جو حضرت نوح نے بھیجا تھا وہ زمین پر ہمارے دائرہ چلنے  
 میں مشغول ہو گیا اور پھر وہ واپس نہ آیا اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے اسے اڑنے سے معذور کر دیا۔ پھر  
 اس کے بعد حضرت نوح نے کبوتر کو بھیجا وہ زمین پر جا بیٹھے اور کچھ سرخی تر اپنے پاؤں پر لگا کر کشتی پر آیا  
 تب حضرت نوح نے کبوتر کے حال پر دعا فرمائی کہ پوری مخلوق اس کو پیار کی نگاہ سے دیکھے اور اسی وقت  
 جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے سات راہیں پانی کی بنا دیں اور سات دریائیں زمین  
 پر جاری ہوئے۔ تب سارا پانی جو کچھ نہریں میں باقی تھا وہ دریائوں میں جاگرا اور اس کے علاوہ جو کچھ ٹھوڑا  
 بہت رہ گیا وہ تمام کا تمام خشک ہو گیا اور حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی سے باہر نکل کر ایک جانور کو بھیجا وہ  
 زمین پر گیا وہ سبب پانی نہ ہونے کے نہ ٹھہر سکا پھر واپس آیا۔ تب حضرت نوح نے ان کے لئے دعا فرمائی  
 اور اپنی تمام قوم کو کشتی پر سے اتار لیا۔ اس وقت حکم اللہ تعالیٰ کا ہوا کہ اے نوح جتنے تم اور جڑیں ہیں یہ  
 سب زمین پر بودے پہنچو حضرت نوح کو تمام قوم کی جڑیں اور تم مل گئے لیکن انگوڑی جڑ نہ ملی تب جناب باری  
 میں عرض کی۔ آواز آئی کہ اسے ابلیس لعین نے چرایا ہے۔ تب حضرت نوح نے اس سے کہا کہ تو نے انگوڑی  
 کی جڑ چرائی ہے اس کو لاکر وہی شیطان نے انکار کیا حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر  
 دی ہے کہ تو نے ہی اس جڑ کو چرایا ہے۔ تب شیطان نے کہا کہ میں لاؤں گا۔ حضرت نوح نے قبول کر لیا  
 پھر کچھ ہی دیر میں اس نے لاکر حضرت نوح کے سامنے پیش کر دی اور اس نے ایک شرط بھی کی کہ جب تم بوڑھے  
 گئے تم اس کی جڑ میں ایک سارہ تم پانی دو گے اور میں بارہم پانی دیں گے۔ یہ بھی حضرت نوح نے قبول کر لیا





حام اور یافت باقی رہی۔ چنانچہ یہ پوری مخلوقات ان یمنوں کی نسل سے ہیں۔ اہل عرب و عجم سام کی اولاد ہیں اور اہل حبش حام کی اولاد سے ہیں اور اہل ترکستان یافت کی اولاد سے ہیں اہم روی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ایک درو سو گئے تھے ہوا سے کپڑا عورت کی ستر کا الگ ہو گیا تھا۔ اور حام کی نظر اس پر پڑی وہ ہنس کر چپکا ہو رہا اور سام کی نظر جب پڑی تو اس نے کپڑا اڑا دیا۔ جب نوح علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے تو ان دونوں کا ماجرا سنا تو حضرت نوح نے سام کو دعائیں دیں اس واسطے ان کی اولاد پیغمبر ہوئی اور حام کو بد دعا دی اسی واسطے سے ان کا منہ سیاہ ہوا اور اولاد بھی اس کی سیاہ رہی اور بعض نے کہا کہ حام نے سام کو دعا دی تھی اس لئے اولاد ان کی پیغمبر ہوئی اور مروی ہے کہ عمر نوح علیہ السلام کی چودہ سو برس کی تھی اور ایک دوسری روایت ہے کہ ایک ہزار بیس برس کی تھی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ساڑھے نو سو برس کی تھی اور غالباً یہی صحیح ہے۔ سورہ عنکبوت میں مذکور ہے جب نوح نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی تو فرشتوں نے ان سے پوچھا اے شیخ الانبیاء دنیا کو کیسا دیکھا حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا مجھے تو ایسا معلوم ہوا کہ ایک دروازے سے گھس کر دوسرے دروازے سے نکل آیا۔ بعدہ اولاد سام میں سے بعض نے کوٹے میں اور بعض نے یمن میں اور بعض حجاز و شام میں اور بعض نے مغرب میں جا کر شہر بسائے اور اولاد حام نے ہندستان میں آکر شہروں کو آباد کیا اور اولاد یافت ترکستان میں جا کر سکونت پذیر ہوئی اور وہاں بہت سے شہر آباد کئے چنانچہ سارا جہان ان یمنوں ہی سے آباد ہوا۔ سب سے پہلے شیطان علیہ اللعنة نے ہندوستان میں آکر لوگوں کو بت پرستی کی راہ بتائی۔ پھر اس کے بعد ترکستان جا کر لوگوں کو وہاں بھی بت پرستی سکھائی۔ بعدہ ملک عرب میں جا کر وہاں کے لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ اور ایک بادشاہ جس کا نام اس ملک عرب میں جبرہم تھا اور وہاں قد قدامت میں چار سو گز بلند تھا۔ تمام ملک عرب اس کا مطیع و فرمانبردار۔ بعض نے کہا کہ حضرت موت اسی کا نام تھا۔ اس نے وہاں مکانات و باغات اور نہریں بنائی تھیں۔ اور اس کی قوت و شجاعت میں اس کے برابر ملک عرب میں کوئی تانی نہ تھا۔ تقریباً سات سو برس تک ان میں سے کوئی بھی نہ مرا تھا اور وہ سب موت کو بھول گئے تھے اور زمین ان سے آباد و معمور تھی اور رب کے سب جاہل تھے کوئی بھی اہل علم نہ تھا اور تہذیب تمدن سے بالکل نا آشنا تھے۔ چنانچہ ایک دن شیطان ان کے پاس آیا اور اس نے لوگوں سے کہا کہ تم کسی کی پرستش کرتے ہو۔ ان لوگوں نے شیطان سے کہا کہ ہم لوگوں کو کچھ بھی علم نہیں ہے کہ کس معبود کی پرستش کرتے ہیں یہ بات ان لوگوں کی سن کر شیطان نے کہا کہ میں تم کو بتاؤں گا کہ جس کی تمہارے باپ دادا پرستش کرتے تھے۔ تب شیطان علیہ اللعنة ان لوگوں کی سن کر شیطان نے کہا کہ میں تم کو بتاؤں گا کہ جس کی تمہارے باپ دادا پرستش کرتے تھے۔ تب شیطان علیہ اللعنة ان لوگوں میں سے چند کو لے کر

خط ہندوستان آیا اور وہاں کے رہنے والے لوگوں کی پرستش کرتے ان لوگوں کو دکھائی اور ان پر پھر اچھے طور پر بت پرستی کی تلقین کی اور پورے طریقہ سے بت پرستی کا عادی بنایا اور وہ لوگ جو شیطان کے ہمراہ ہندوستان آئے تھے وہاں سے ان پانچ تہوں کو اٹھا کر اپنے گھروں میں لے گئے اور کہا اللہ تعالیٰ نے قرآن تعالیٰ و قائلو لا تَدْرُنَ الْاِلهَتَكُمْ وَلا تَدْرُنَ وَلا اَدْلَا سَوَاعَاہُ وَلا یَعُوذُ وَلا یَعُوذُ وَ فَسِّرُوا ترجمہ! اور بولے نہ چھوڑو اپنے گھروں کو یعنی دھوکہ اور نہ سواح اور نہ یثوت کو اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو اور یہ سب کے سب لوگ ان کو پوچھنے لگے اور تمام عالم بت پرست ہو گیا

## بیان حضرت ہود علیہ السلام کا

حق تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو قوم عاد پر بھیجا وہ قوم و راز قد اور جوڑے جم کی اور نہایت خونخوار تھی سب کے لبان میں سوگز کا اور ٹھکانا ساٹھ گز کا اور وہ سب کے سب بت پرستی کرتے تھے اور خدا پرستی سے از حد بیزار تھے اور وہ سنگ کو نر اس کے پہاڑوں میں اپنے مکان بناتے تھے اور اپنی ننگ نظری اور سنگ دی سے تہوں پر ایمان لاتے تھے مگر ان میں سے ایک فرقہ ایمان نہیں لایا تھا اور وہ ان کا نرول کے عطف سے اپنا ایمان چھپاتا تھا جب حضرت ہود کے ہند و نصائح حد سے زیادہ ہوئے تو سب کافر حضرت ہود علیہ السلام کو ایذا دینے کے لئے آمادہ ہو گئے جو لوگ ان پر ایمان لاپکے تھے انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کو اس بات کی اطلاع دی تو حضرت ہود علیہ السلام نے جناب باری میں ان کفاروں کے واسطے بد دعا کی بد دعا کے نتیجہ میں برسات موقوف ہو گئی اور زراعت سوکھ گئی اور تقریباً سات برس تک وہ کافر قحط کی بلا میں گرفتار ہوئے اور بھوک و پیاس کے مارے اپنی زندگی سے بیزار ہوئے حضرت ہود علیہ السلام نے ان لوگوں سے بہت ہی شفقت و محبت سے فرمایا کہ تم لوگ سب ایمان لے آؤ اور اپنے آپ کو دنیا کی آفت اور قیامت کی آتش سے بچاؤ اور یہ سب آفتیں تم کو جو پہنچ رہی ہیں وہ تمہارے کفر کی وجہ سے نازل ہوئی ہیں اور بت پرستی خدا کے نزدیک سب سے برا کام ہے اس سے بچو اور وہ لوگ ہمیشہ ہود علیہ السلام سے بڑی بے ادبی اور گستاخی سے کہتے تھے کہ ہم تمہارے کہنے سے اپنے تہوں کی پرستش نہ چھوڑیں گے اور اپنے دین باطل سے کبھی منہ نہ موڑیں گے اور اس زمانے کا یہ دستور تھا کہ جس پر کوئی بڑی شکل آتی تھی وہ سمجھتے تھے میں مبتلا ہو جاتا تھا تو وہ حرم میں لے جا کر التجا کرتا تھا اور جناب الہی میں نہایت عاجزی کرتا تھا لہذا اس کے دعا قبول ہوتی تھی ان دنوں ایک قوم کے میں رہتی تھی اور اپنے تئیں شریف اور رئیس کہہ اور سردار کہہ کھیتی تھی جب لوگ قوم کے ان بلاؤں میں گرفتار ہوئے تو ان میں سے سر رئیسوں نے جانے کا ارادہ کیا



اور وہ سب جانے کے واسطے تیار ہو گئے ساری قوم نے ان کو یہ وصیت کی کہ مکے میں جا کر دعا استقامہ باران رحمت مانگنے کی ہر شخص کوشش کرے۔ جب یہ لوگ اپنی مسافت منزلیں پوری کر کے مکہ پہنچے اور وہاں جا کر معاویہ ابن ابی بکر کے گھر میں اترے تو وہ ان سب لوگوں کے واسطے طعام و شراب کی فیاضیت کرنے و مجلس عیش و عشرت میں کا ناسوائے لگے۔ تو یہ لوگ اپنی بھوک و پیاس کی مصیبت کو بھول گئے کہاں کی دعا اور کہاں کا استقامہ وہ سب کے سب دن رات راگ و گانا سننے لگے۔ ادھر ساری قوم نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا اے ہود ہم تیرے خدا کو ہرگز نہ مانیں گے اگر تو ہم کو ڈراتا ہے غداپ سے تو کم از کم ہم کو اپنے خدا کو تو دکھاؤ کیسا ہے جو ہم پر عذاب لائے گا اور اگر تو نے ہم کو اپنے خدا کو نہ دکھایا تو پھر ہم تجھے ضرور مار ڈالیں گے۔ یہ باتیں سن کر حضرت ہود علیہ السلام نے اپنے خدا کی درگاہ میں تضرع کی اور کہا کہ خدا یا مجھے ان کے ظلم سے بچا کیوں کہ مجھے ان کے ساتھ ٹٹنے کی طاقت نہیں۔ شاید یہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے۔ اس قوم کے سردار کا نام عاد تھا۔ اس کے زمانے سے زمانہ لوط فان یک سات سو برس گزرے تھے۔ ارنیت اسی کی اس قدر تھی کہ اگر پتھر پر پاؤں مارتے تھے تو اپنی زانو تک اس میں گھس جاتے لیکن سب کے سب نافرمان تھے اور اپنی زبانوں سے یہ کہتے تھے **هٰنَا اَسَدٌ مُّمِيتٌ قَوْمًا** ترجمہ! یعنی کون ایسا ہے پردہ زمین پر کہ ہم سے قوت زیادہ رکھتا ہو۔ جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا ایک حدیث میں ہے کہ ہودہ ستر آدمی جو مجھ پر ایمان لائے ہیں ان کو اپنے ساتھ لے کر پہاڑ پر جا رہو تب حضرت ہود ان کو لے کر پہاڑ پر چلے گئے اور کہا اے قوم اب تم کو ہوا ہلاک کرے گی۔ اور تم پر غضب الہی عنقریب آئے گا وہ برے کون ایسی ہوا ہے جو ہم پر غالب ہوگی تب خدائے تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اپنی قوم سے کہہ دو **قُلْ تَعَالٰی دَعٰیْقَوْمِمْ اَسْتَخْفِرُوْا اَدْبٰبَكُمْ ثُمَّ تَوْبُوْا لَیْہِ یُرْسِلِ السَّمَاءُ عَلَیْكُمْ مَدَدًا رَّازِقًا** اے قوم! اپنے گناہوں کو بخشواؤ اپنے رب سے اور اپنے کورجوع کو اسی کی طرف تاکہ تم پر چھوڑ دے آسمان سے دھاریں اور زیادہ سے زیادہ تم کو دے اور نہ پھر جاؤ تم نگہار ہو کر کافروں نے کہا کہ ہم تو توبہ نہیں کریں گے اور نہ ہم تم کو اس کا رسول تسلیم کریں گے۔ پس ایک قوم کو بھیجا کہ کہے میں جا کر پانی طلب کریں پس اس قوم میں سے چھ آدمی مکے کو گئے ان میں سے صرف دو شخص مسلمان تھے لیکن دین اپنا چھپائے رکھے تھے اور ان دونوں کا نام مزید اور یقیم تھا اور ان کے سردار کا نام قیل تھا یہ ستر ہزار آدمی لے کر مکہ کو گئے مزید نے ان سے کہا کہ جب تک تم حضرت ہود پر ایمان نہ لاؤ گے اس وقت تم پر باران کا برسناموقوف رہے گا یہ بات مزید کی سن کر سب نے ان کو جھٹلایا اس کے بعد مزید اور یقیم نے کہا

یا الہی یہ لوگ تیری رحمت کے قابل نہیں ہیں تو ہماری حاجتیں پوری کر بارگاہ الہی سے آواز آئی کہ کیا مانگنا ہے  
 مانگ مزید نہ کہا یا الہی میں قیامت تک دنیا میں بھوکا نہ رہوں حکم ہوا کہ میں نے تیری یہ حاجت قبول کر لی  
 بعد ایتیم نے کہا۔ یا الہی سات دفعہ کے عمر مجھے عطا کر جس کی عمر چاہوں بطناً بعد بطن تین ہزار برس تک زندگی  
 کروں حکم ہوا میں نے تجھے بخش اور قیل نے کہا کہ خداوند کوئی ہماری قوم میں پیار نہیں ہوا کہ تجھ سے شفا  
 چاہوں اور نہ کسی مشکل میں پڑا ہوں کہ تجھ سے یاری مانگوں مگر پانی مانگتا ہوں واسطے قوم عاد کے۔ اتنے  
 میں تین ساعت کے اندر ابرسیاہ و سفید و سرخ پیدا ہوا اور آواز آئی کہ اے قلیل ان تین میں سے جس کو چاہے  
 اختیار کر۔ تب قیل نے دل میں سوچا کہ ابر سفید و سرخ میں پانی نہیں ہوتا مگر ابرسیاہ پانی سے خالی نہیں  
 ہوتا لہذا اس کو اختیار کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ابرسیاہ ساتھ ساتھ اس کے منزل مقصود کو جا پہنچا۔ وہاں  
 ابن مبر نے روایت کی ہے کہ ساتویں زمین پر ایک ہوا ہے اور اس کا نام ریح العقیم ہے اور ستر ہزار  
 زنجیروں سے اس کو باندھ رکھا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس پر محافظ اور موقوف ہیں۔ جب قیامت کا دن ہو گا  
 ہوا چھوڑ دی جائے گی اور وہ اتنی تیز ہوگی کہ پہاڑوں کو مانند زبرہ ابریشم کے اڈا دے گی اور آسمان گر پڑے  
 گا اور اس کے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اور وہ روٹی کے کالے کی مانند اڑتا پھرے گا جس کا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
 فَاِذَا فُتِحَتْ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دُكَّةً  
 وَّاحِدَةً فَيُتْرَكْنَ مَثَلُ الْاُفْعَالِ وَالنَّشَقِ السَّحَابِ فَيُفْجَرُ مَعْنَى يَوْمٍ مَّثْنًى وَ اِهْبِطَا  
 پھر جب چٹوئیں گے نہ ملنے میں ایک چٹوئیں اور اٹھائی جاوے گی زمین اور پہاڑ ٹپکے جاویں ایک چوٹ  
 اس دن ہو پڑے گی بوڑھے والی اور بچٹ جاوے گا آسمان پھر اس دن وہ سمت ہو گا۔ حکم ہوا کہ اے  
 فرشتو! وہ ہوا قوم عاد پر کچھ دیر کے واسطے چھوڑ دو۔ تب انہوں نے عرض کی کہ اے جبار عالم کس قدر چھوڑ  
 دیں حکم ہوا کہ گائے کی ناک کے نچنے کے انداز سے چھوڑ دو۔ انہوں نے پھر عرض کی کہ یا رب العالمین اس  
 مقدار سے تو سارا عالم ہی برباد ہو جائے گا تب حکم ہوا کہ سوئی کے ناک کے سوراخ کے برابر سے چھوڑا تو وہ  
 ہوا مانند ابرسیاہ کے پہاڑ کی طرف نکل کر آئی اس ہوا کو دیکھ کر قوم عاد بہت خوش ہوئے مگر اور کہنے لگی قولہ  
 لَقَالُوا اِهْبِطَا اَعَارِضُ مُطِرٌ مَّاءٌ تَوْحَمَہُ! بولے یہ ابر ہے ہم پر ضرور برسے گا۔ حضرت ہود  
 علیہ السلام نے کہا قولہ لعل۔ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ۔ وَجُودٌ فَيَفْضَعُ اَبْ اَلَيْمٌ ۝۵۔  
 ترجمہ: کوئی نہیں وہ یہی ہے کہ جس کی تم لوگ شتابی کرتے تھے اور یہ وہ ہوا ہے جس میں دکھ کی مار  
 ہے اور جب ہوائی کا فروں نے کہا اے ہود! ذرا صبر کرو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر عذاب الیم پہنچتا ہے وہ اس  
 ہود علیہ السلام نے فرمایا اے کافرو! ذرا صبر کرو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر عذاب الیم پہنچتا ہے وہ اس





اتفاقاً ایک روز شیطان مردود ان کے پاس آیا اور اس نے ان لوگوں سے کہا کہ تم سب کس کو پوجتے ہو۔ انہوں نے کہا زمین و آسمان کے خدا کو پوجتے ہیں۔ ابلیس عین نے کہا کہ کیا تم خدا کو دیکھتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں، شیطان نے یہ سن کر ان سے کہا کہ تم اس پتھر سے ایک بت بنا کر پوجا کرو تاکہ وہ روز قیامت تمہارے لئے نفع ہوئے ان لوگوں نے ابلیس کی باتوں پر یقین کر کے ایک بت پتھر بنا کر میدان میں رکھ دیا، جبکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا **ذَٰلَکَیْنِ جَاؤُا الصَّخْرَ جَاؤُا ۙ اِیْہَآ تَرْجَمُہُ** اور کہا کیا تیرے رب نے قوم نمود سے جنہوں نے تراشے پتھر واسطے بت بنانے نے اور ان کو دادی میں رکھ دیا۔ **خَاسِرٌ کَآءَ**۔ وادی میدان ان کے مکان کا نام ہے اور ان لوگوں نے پہاڑوں کو کھود کر اپنے رہنے کے واسطے گھر بنائے تھے اور اسی پتھر سے اپنے پوجنے کے واسطے بت بھی تراشے تھے اور اس بت کے چاروں طرف چھید کر کے اس میں نقرہ ملا دیا تھا اور ایک تخت عظیم الشان بچھا کر اس پر ایک سونے کی کرسی رکھ کر اس بت کو رکھ دیا تھا۔ بعدہ ابلیس نے کہا کہ تم سب اس کو سجدہ کرو۔ اور ابلیس کے کہنے سے سب لوگوں نے سجدہ کیا۔ اور وہ سب کافر ہو گئے اور اسی جگہ ایک گنبد عظیم الشان بنا کر اسے مسجد خانہ قرار دیا **وَاِذْ یَاۤلِیَہِیْمَ مٰۤیْمَہٗا بَعْدَ ۚہٗ خَدَآءُ لَہٗۤ اِیۡکُم مَّجْہَرٌ کُوۡہِجِیۡا** اس نے اس گنبد کو چھید کر کے بت کے اندر جاکر خرطوم اپنا اس کے سر میں چھبھ کر کرسی سمیت اس کو اٹھا کر دریا میں ڈال دیا۔ تمام کافر یہ حال دیکھ کر بہت متحیر و پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ اب ہم کس کو پوجیں گے۔ بعدہ خدا تعالیٰ نے اسی قوم کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا بعد قصہ حضرت ہود علیہ السلام کے قصہ شداد عین کا تحریر کرتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ بھی حضرت ہود علیہ السلام کے زمانے میں تھا اسی وجہ سے حضرت ہود علیہ السلام کے بعد ہی تحریر کیا گیا۔

## بیان شداد عین کا

اکثر مورخین حضرات نے شداد کا ذکر بھی حضرت ہود علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ کیا ہے چونکہ وہ بھی قوم عاد سے تھا۔ اور قوم عاد ہی کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ اس واسطے میں بموجب پیروی اہل تاریخ کے اس حال عجیب اور قصہ غریب کو تحریر کرتا ہوں کہ اہل ایمان کو اس احوال سے عبرت ہو اور خداوند قدوس کی قدرتوں پر یقین و اقی ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ عاد کے دو بیٹے تھے ایک کا نام شداد اور دوسرے کا نام شداد تھا اور یہ دونوں ہفت اقلیم کے بادشاہ تھے اور ان دونوں کا مسکن ملک شام تھا۔ شداد تو تقریباً سات سو برس تک بادشاہی کر کے مر گیا۔ بعدہ شداد ملعون بادشاہ ہوا اس نے تمام روئے



مسخر کیا۔ اور جہاں تک اس کی بادشاہت کا تعلق تھا اسی کا حکم چلتا تھا اور شب و روز اس کو حکومت ہی سے کام تھا اور وہ اسی خوشی میں خوش رہتا تھا اور اس کے ماننے والے اگرچہ کفر و شرک میں مبتلا تھے لیکن اس کے عدل کی وجہ سے شیرو کبریٰ ایک ہی جگہ پانی پیتے تھے۔ ایک نقل اس کے انصاف کی تحریر کرتا ہوا تاکہ اس کے عدل کی تاثیر ہو جائے۔ در شخص اس کے عکبرہ عدالت میں آئے ان دونوں نے اپنے اپنے عجیب احوال سنائے۔ ایک شخص بولا میں نے اس سے ایک قطعہ کا لیا ہے اور پوری قیمت دے کر اپنا قبضہ کیا۔ میں نے اس زمین میں خزانہ پایا ہے وہ اس کو دیتا ہوں اور یہ کہتا ہے کہ میں نے تو زمین کو بیچا ہے اب میں اس خزانہ کو ہرگز نہیں لیتا۔ دوسرا بولا کہ یہاں تو زمین خریدی ہے نہ کہ خزانہ خریدتا ہے اب یہ اس نے لینے میں بہت حید و بہانہ کرتا ہے جب حاکم وقت نے پوچھا کہ تمہارے دونوں کی کچھ اولاد بھی ہے یا ساری عمر تمہاری اولاد ہی سے برباد ہے۔ وہ بولے کہ ایک کی بیٹی اور ایک کے بیٹے حکم کیا دونوں کو آپس میں نکاح باندھ کر یہ مال ان کو دے دو اور ہو جب حصے کے ہر ایک تقسیم کرو۔ ایسے انصاف سے ان کا قضیہ طے کیا اور اس نے اپنے تئیں دنیا میں نیک نام کیا بعد حضرت ہود علیہ السلام کو اس کی ہدایت کے واسطے بھیجا ہر چند حضرت ہود علیہ السلام نے اس کو دعوت ایمان دی پر وہ ایمان نہ لایا اور کافر و مشرک مرا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے جب اس کو دعوت ایمان پیش کی اور ایمان لانے کے واسطے اس کو کہا تو دیکھنے لگا کہ اگر میں تمہارا دین قبول کر لوں تو ہم کو کیا فائدہ ہوگا حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ تجھ کو اس کے عوض بہشت جاودانی عنایت کرے گا اور ہمیشہ تجھ پر اپنا فضل و مہربانی مرحمت فرمائے گا حضرت ہود علیہ السلام نے اس کو اچھی اچھی باتیں جو آخرت میں اس کے واسطے نجات کا سبب بن سکتی تھیں لیکن اس ملعون نے ان بھلی باتوں پر کچھ بھی احساس و خیال نہ کیا اور مزید کہنے لگا کہ اے ہود تو مجھے بہشت کی طمع دلاتا ہے اور میں نے بہشت کی ہفت سنی ہے۔ میں بھی اسی دنیا میں مثل اس کے بہشت بناؤں گا۔ اور دن رات عیش و عشرت کر دوں گا، مجھے تیرے خدا کی بہشت کی کچھ حاجت نہیں اس مکالمہ کے بعد اس ملعون نے اسی وقت ہر ایک ملک کے بادشاہوں و وزیروں اور اکابرین کو خطوط لکھے جو اس کے زیر تالبع تھے اور اس میں لکھا ہے کہ تیرے ملک میں جس جگہ زمین ہموار اور میدان مسطح نشیب و فراز اس میں نہ ہو اس کی جلد ہم کو اطلاع دو۔ ہم اسی جگہ پر بہشت بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس کے بعد فوراً ہی اپنے قاصد ہر جگہ بھیجے تاکہ وہاں سے سونا چاندی اور جواہرات لے کر جلد آئیں۔ نیز ان قاصدوں سے یہ بھی کہہ دیا کہ جتنے بھی خشک و غیر اور مروارید ہاتھ آئیں وہ سب کے سب ہم ساتھ آویں کہا جاتا ہے کہ اس وقت شداد کے وزیر حکم ہزار ملک

اور ایک ہزار بڑے شہر تھے اور ملک اور ہر شہر میں تقریباً ایک لاکھ آدمی موجود تھے بہت ہی شدید  
جبوت کے بعد خطہ عرب میں ایک قطعہ زمین جس کی مسافت چالیس فرسنگ کی تھی لی۔ اس کے بعد فوراً  
امیر و امراء کو حکم ہوا کہ تین ہزار استاد پیمائش کرید۔ سب سے پہلے چالیس گز زمین نیچے سے کھود کر  
ننگ مرمر سے بنیاد بہشت کی رکھو چنانچہ اس کے حکم سے بنیاد درست کی گئی اور اس کی دیواریں  
چاندی اور سونے کی اینٹوں سے اٹھائی گئیں۔ چھت اور ستون زبرجد اور زمر و ہنر سے بنائے گئے  
چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شداد عین کی بہشت کے حال سے  
اور ستونوں سے اس کی خبر دی کہ دنیا میں کسی نے ایسی بہشت نہیں بنائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَمْ  
تَرَ كَيْفَ فَعَلْنَا ذُرِّيَّتَكَ يَعَادُهَا اَرْمَ ذَاتِ الْاَعْمَادِ هَ الْيَتٰى لَمْ تَحْلُقْ وِثْلَهَا  
فِي الْاَبْدَانِ هَ ترجمہ کیا تو نے نہیں دیکھا کیسا کیا رب تیرے نے ملو سے جو ارم کے بڑے ستون بنائے  
تھے جو کہی شہر میں ویسا بنا نہیں۔ فاحلہ کا یعنی ماد ایک تو مٹی اور ارم اس میں ایک قبیلہ تھا اور  
ان میں سلطنت تھی۔ ان میں عمارتیں وہ اپنی اپنی بناتے اور صفیں اس بہشت کی یہ ہیں کہ درخت اس  
میں نصف چاندی اور نصف سونے کے بنائے تھے اور پیاں ان درختوں کی زمر و ہنر سے جڑی  
تھیں اور ڈالیاں اس کی یا قوت سرخ سے تھیں اور میوے انواع و اقسام کے اس درخت پر لگائے  
تھے اور بجائے خاک کے اس میں مشک و عنبر و زعفران سے پرکے تھے اور بجائے پتھر کے اس کے صحن  
میں موتی اور منولگا ڈالتے تھے اور نہروں اس میں شیر و شراب و ہمد کی جاری کی تھیں اور بہشت کے روار  
پر چار میدان بنائے اور اشجار میوہ دار اس میں لگائے تھے۔ اور ہر ایک میدان میں ایک ایک لاکھ  
کرسیاں سونے چاندی کی بچھی تھی اور ہر کوئی کے سامنے ایک ایک ہزار خوان میں جملہ اقسام طرح طرح  
کی نعمتیں رکھی تھیں اور بھیجی خبر ہے کہ چالیس ہزار خزانے چاندی اور سونے کے بہشت کے چرخ کے  
واسطے تھے یہاں ملک کہ تین سو برس میں اس کا سراپا تمام ہوا اور وکیلوں کو ہر ملک میں بھیجا کہ درم بھر  
چاندی کسی ملک میں نہ چھوڑو سب اس بہشت میں لاکر جمع کرو آخر یہ نوبت پہنچی کہ ایک عورت برہیا  
غریب مسکین یتیم کہ اس کی بیٹی کے گلو بند میں ایک درم چاندی تھی۔ ظالموں نے اسے بھی نہ چھوڑا آخر  
وہ لڑکی و دیوتہ کو کہنے لگی کہ میں غریب فقیروں میں سوائے ایک درم چاندی کے اور کچھ نہیں ہے  
لہذا یہ ایک درم مجھ کو بخش دو مگر انہوں نے کچھ نہ سنا۔ تب اس غریب نے خدا کی درگاہ میں فریاد کی  
کہ یا الہی تو اس کا انصاف کر اس ظالم کے شر سے ظالم کو بچا اور اس کی بے انصافی کا تو انصاف کر اور  
اسے دینے کو آہ و فریاد اس کی خداوند قدس کی درگاہ میں قبول ہوئی بصدقہ اس حدیث کے۔



ثَالِثًا لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَقْبُوا دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَاِنَّهَا مَقْبُولَةٌ ترجمہ: پہلے  
 کرو مظلوم کی بددعا سے بیشک وہ مقبول ہوتی ہے۔ خبر ہے کہ شداو نے سارے ملک کے لڑکے اور لڑکیاں  
 خوبصورت حسین دیکھ کر دمشق میں جو اس کا مکان تھا اس میں جمع کیں کہ مانند حویہ عمان کے بہشت میں اس کی  
 خدمت میں رہیں۔ مکمل دس برس تک وہ کافر شداو ارادہ کرتا رہا کہ بہشت جا کر دیکھیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کو منظور  
 نہ تھا کہ وہ اپنی بنائی ہوئی بہشت میں جاوے۔ ایک روز کمال خواہش سے درو غلام ساتھ لے کر بہشت کو دیکھنے  
 گیا جب وہ بہشت کے نزدیک جا پہنچا اور اس نے اپنے غلاموں کو چاروں میدانوں میں بھجوا اور ایک غلام کو  
 ساتھ لے کر چاہا کہ بہشت میں جائیں وہیں بہشت کے دروازے پر ایک شخص کو کھڑا ہوا دیکھا۔ اس سے پوچھا  
 تو کون ہے اس نے جواب دیا کہ میں یہاں تیری جان قبض کرنے آیا ہوں۔ شداو نے اس سے کہا کہ تو ذرا  
 مجھے بہشت دے تاکہ میں اپنی بیوٹی ہوئی بہشت کو دیکھوں ملک الموت نے کہا کہ خدا کا حکم نہیں کہ تو اپنی بیوٹی  
 ہوئی بہشت میں جاوے کیونکہ تجھ کو دوزخ میں جانا ہے پھر شداو نے کہا کہ چھوڑ میں گھوڑے سے اتروں  
 ملک الموت نے کہا کہ نہیں۔ تب اسی حالت میں اس کا ایک پاؤں گھوڑے کی رکاب میں رہا اور دوسرا پاؤں  
 بہشت کے دروازے پر تھا کہ جان اس کی قبض کر لی گئی، وہ مردود بہشت نادیدہ دوزخی ہوا۔ اور ایک نئے شے  
 نے آسمان سے ایک ایسی سخت زور سے آواز کی کہ سب ساتھی اس کے ہلاک ہو گئے اور ایک قلعہ کھد نے  
 کی فرست نہ ہوئی اس وقت نہ مال رہا نہ ملک اپنی والدی فقیر و امیر سب برابر ہو گئے ملک غارت ہو گئے اور  
 وہ سب دوزخی ہو گئے اور اس کی بہشت کو زمین کے نیچے دبا دیا کہ قیامت تک کچھ اثر اس کا باقی نہ رہے  
 بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

## بیان حضرت صالح علیہ السلام

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔ وَالِیُّ ثَمُودَ اِخَاهُمْ صَالِحًا  
 قَالَ یَقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرِہٖ تَرٰجُمہ اور ثمود کی طرف بھیجا ان کے بھائی  
 صلح علیہ السلام کو انہوں نے کہا اے قوم بندگی کہ اللہ تعالیٰ کی اور نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ  
 کے ثمود حقیقت ایک جماعت صاحب مال کی تھی اور وہ بکریوں اور اونٹوں سے آسودہ حال تھے جب  
 قوم عاد کو حق تعالیٰ نے اس دنیا سے غارت کیا تو اس کے بعد قوم ثمود نے ان کے شکستہ مکانوں پر قبضہ کر لیا اور  
 ان کو از سر نو تعمیر کر لیا اور یہ قوم بھی کثرت مال و کثرت اولاد سے گمراہ ہوئی وہ اپنی دولت کے غرور پر نازاں  
 رہتے تھے اور جن کی عبادت میں مصروف رہتے اور ظلم و فساد کثرت سے کرتے تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام





ایک مشورہ کیا اور یہ بات طے پائی کہ ایک دن پانی پر اوٹنی جادے اور دوسرے دن ان لوگوں کے مویشی جاویں اور یہ خلاصہ تفسیر سے لکھا ہے اس کے بعد حضرت صالح علیہ السلام نے قوم ثمود سے کہا کہ خبردار یہ اوٹنی ہے اللہ تعالیٰ اور اس کو کبھی بھی مت چھیڑنا اور اس کو کوئی تکلیف بھی مت دینا ورنہ اس کی پاداش میں خداوند کریم تم پر سخت عذاب بھیجے گا۔ یہ بات حضرت صالح علیہ السلام کی سن کر وہ لوگ اس اوٹنی کو پیار کرتے تھے اور بہت ہی حفاظت سے رکھتے تھے اور اس کے دودھ سے مکھن اور گھی جمع کر کے شہر وں میں بے جا کر بیچتے اور اس سے فائدہ حاصل کرتے اور اسی وجہ سے وہ لوگ مالدار ہو گئے اور اسی صورت سے تقریباً چار سو سال گزر گئے ایک روز حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا اس مہینے کے اندر جس گھر میں لڑکا پیدا ہوگا اس سے ساری قوم ہلاک و تباہ ہو گئی۔ اتفاقاً ان حاضر شدہ لوگوں کی بیویاں سب کی سب حاملہ تھیں۔

مرضی الہی سے اسی مہینے میں جنہیں تو نو عورتوں نے اپنے بچوں کو مار ڈالا۔ اور ایک عورت نے بسبب اس کے کہ کوئی فرزند اس کا نہ تھا اس لئے اپنے بچے کو نہیں مارا اور زندہ رکھا۔ اور نام اس کا قرار رکھا جب وہ لڑکا بالغ ہوا شہ زور نکلا۔ اور وہ نو عورتیں جنہوں نے اپنے فرزندوں کو مار ڈالا تھا پشیمان ہوئی۔ اور کہنے لگیں کہ صالح کی بات چھوٹی تھی۔ اس سبب سے ایمان ان لوگوں کا حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی اوٹنی سے پٹ گیا۔ اور ایک روز وہ تدار اور ایک شخص کہ نام اس کا مصدع تھا اس کے ساتھ مل کر اور ہر قبیلے سے ایک شخص نے باہم متفق ہو کر اور خوب شراب پی کر اوٹنی کے مار ڈالنے کی صلاح کی اور اور یہ کہا کہ پانی پینے کے لئے جب کنوئیں کے کنارے پر جائے گی تو ہم لوگ اس کو اسی وقت مار ڈالیں گے۔ بمصدق اس آیت کے قولہ تَعَالٰی وَكَانَ فِي الْاَمْسِ يَوْمَ تَنْفَعَتَا لَهْمَا يُفْسِدُ ذُنُوبِ الْاَذْمِ وَلَا يُصْلِحُ حُوقُ ۝ ترجمہ! اور تھے اس شہر میں نو شخص خرابی کرتے ملک میں نہ سنوارتے دوسرے روز اوٹنی نے پانی پینے کے لئے اپنا سر جھکایا اور تدار بن سالف مردود نے آکر اس کی گردن پر تیر مار کر زخمی کر دیا اوٹنی نے اس پر حملہ کیا تو سب بھاگے اور مصدع بن دہر ملعون نے پیچھے سے آکر اس کے پاؤں میں تلوار مار دی اور اوٹنی گر پڑی اور اس کے بعد تمام ملعونوں نے مل کر اس کو جان سے مار ڈالا اور اوٹنی کا بچہ اپنی ماں کا یہ حال دیکھ کر بھاگا۔ سب مردودوں نے اس کا بھی پیچھا کیا لیکن وہ اس کو کچھ نہ سکے اور وہ بچہ اس پتھر میں چلا گیا جس پتھر سے اس کی ماں نکلی تھی۔

سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ قوم صالح علیہ السلام کی شراب نہ پیتی تو ہرگز اوٹنی کو نہ مارتی اور یہ کتبہ کبیرہ محض شراب پینے کی وجہ سے ہوا اور ایک حدیث میں آیا ہے اَلْخَمْرُ مَقْمُ الْخَبَاثَاتِ یعنی شراب تمام برائیوں کی ماں ہے۔ تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک عورت برکار کے گھر میں

گھائے، اونٹ، بکری وغیرہ بہت تھے اور چار سے اور پانی وغیرہ کی تکلیف سے اپنے یار کو کھایا کہ جاؤ اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالو چنانچہ اس نے ویسا ہی کیا اور اس واقعہ کے تین دن بعد ان پر دردناک عذاب آیا۔ حضرت صالح علیہ السلام کو خبر دی گئی اور ان سے کہا گیا کہ اسی قوم سے کہہ دو قولہ تعالیٰ فَعَقَرُوا هَٰذَا نَعَالَیٰ ثُمَّ تَعَدُّ اِیْذَا دَرِكْتُمْ ثَلٰثًا اَیَّامًا ذٰلِکَ دَعْوٰی عَنِ مَکَذٰبِہٖ ترجمہ! پھر اس کے پاؤں کاٹ ڈالے تب کہا فائدہ اٹھاؤ اپنے گھر میں تین دن اور یہ وعدہ تبھی ٹا نہ ہوگا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے کافروں سے کہا حیات تمہاری تین دن سے زیادہ نہیں ہے۔ جیران ہو کر بولے اس کی کیا علامت ہے حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ پہلے روز رنگ روپ تمہارا سرخ ہو جائے گا اور دوسرے روز زرد ہو جائے گا۔ اور تیسرے روز سیاہ ہو جائے گا۔ جب تین دن کے بعد یہ علامت مذکورہ ظاہر ہوئی تو جی لوگوں نے اونٹنی کو مارا اتحاد مرد و سب کے سب حضرت صالح کے گھر آئے تاکہ حضرت صالح علیہ السلام کو بھی مار ڈالیں۔ تب اس وقت ان پر غضب الہی نازل ہوا اور جبرائیلؑ نے ان کے گھروں کی تمام دیواریں ہلا دیں اور وہ تمام کافر اپنے اپنے مکانوں سے نکل بھاگے اسی وقت حضرت جبرائیلؑ نے ایسی چیخ ماری کہ ایک ہی آواز سے سب کے سب خاک میں مل گئے۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ ان ساتوں قبیلوں نے حضرت صالحؑ سے پوچھا کہ کس طرح ہم لوگ ہلاک ہوئے گئے آپ نے فرمایا کہ ایک ہی آواز سے حضرت جبرائیلؑ علیہ السلام کی اور تم سب خاک میں مل جاؤ گے یہ سن کر اسی وقت اسی قوم نے ایک کنواں بہت بڑا کھودا اور بیوی بچوں کو اس میں رکھ دیا تاکہ آواز کانوں تک نہ پہنچ سکے۔ کیونکہ جب آواز کانوں تک نہ آئے گی تو عذاب سے نجات مل جائے گی۔ یہ تدبیر کر کے خود بھی اس کے اندر جا رہے بعد ازاں اس کے اس فرشتہ نے وہاں جا کر ایک ہی آواز سے ساتوں قبیلوں کو فی النار والسقر کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّا اَدْۤسَلْنَا عٰیۤکُمْ ہٰذَا صَبٰحًا وَّ اَحَدًا فَاَکَاۤذُوۤا کَہٰۤمِیۡنِیۡمُ اِنۡہٗمۡ یَحۡضَرُوۡۤہٗ۔ ہم نے بھیجی ان پر ایک چنگھاڑ بھر رہ گئے جیسے روٹی دھنی ہوئی گالے کی مانند اور کچھ بھی نام و نشان ان کا زمین پر باقی نہ رہا۔ بعد صالح علیہ السلام ملک شام میں چلے گئے جس کو آج کل شہرستان عوج کہتے ہیں وہاں جا کر سکونت اختیار کی بعد ازاں کافی مدت میں انتقال فرمایا اور جامع مسجد کے داہنی طرف مدفون ہوئے اور ان کے ہمراہ تمام مومنین بھی وہیں جا کر رہے اور ان سب مدفون ہوئے۔



## بیان حضرت ابراہیم علیہ السلام

جب کوئی اولاد سام بن تارخ کی عرب و عجم میں نہ رہی۔ ان میں سے بعض لوگ تو طوفان نوح سے ہلاک ہو گئے اور بعض فرشتے کی آواز سے مرے۔ یا دشاہ نمرود علیہ اللعنة عجم کے ملک سے نکلا وہ بیٹا کنعان بن آدم بن سام بن نوح علیہ السلام کا تھا اور اس کی زبان۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ میکاؤس بیٹا کیتیا کا تھا اور وہ بیٹا منوچہر بیٹا فریدوں بن جشید کا تھا لیکن وہ صحیح نہیں ہے اور زیادہ صحیح یہی ہے کہ اس کا نام نمرود تھا اور اس کی بڑی قوت اور حشمت و شوکت تھی لبیب قوت لشکر کے ملک شام میں سلطنت قائم کی بعد اس کے ترکستان فتح کر کے اولاد یافت بن نوح کو اپنا فرمانبردار بنایا۔ بعد ہندوستان میں آکر اولاد سام بن نوح کو مطیع کیا۔ اور ملک روم کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا اور تمام جہان مشرق سے مغرب تک اپنے قبضہ میں لے لیا اور تمام جہان مشرق سے مغرب تک اپنے قبضہ و دخل میں لے لیا بعد اس کے کوفہ میں جا کر مقام کباد اب مہ کو بابل کہتے ہیں۔ وہیں تخت پر بیٹھا۔ ترکستان اور ہندوستان اور روم اور مغرب اور مشرق سے خراج اس کے لئے آتا تھا ایک ہزار سات سو برس اس نے بادشاہی کی بڑا متکبر تھا کبھی آسمان کی طرف نظر نہ کرتا اور اپنی حاجت کو کبھی اللہ سے نہ مانگتا تھا اور کہتا تھا کہ میں خدا ہوں اور آسمان کا خدا کیا چیز ہے (لعنت اللہ علیہ) بال ایک مرتبہ اس ملعون نے اس وقت آسمان کی طرف نظر کی تھی جب یہ گدھے پر سوار ہو کر خدا کو تیر مارنے جا رہا تھا۔ اور تیر کمان میں لگا کر کہتا تھا کہ اگر آسمان میں دوسرا خدا ہے تو اسے تیر سے مار ڈالوں گا اور جب وہ ملعون باہر نکلتا تو اس تخت کے چاروں پاس چار ہاتھیوں کی پیٹھ پر رکھ بیٹھا اور تخت کے نیچے ایک قہر دیائے رومی سے کچھ اتار موی اور جواہرات سے اُسے آراستہ کرنا اور لٹائیں اس میں زربفت کی لگائی جاتیں دن کو اسی تخت پر بیٹھا اور چار سو گریباں اس کے تخت کے نیچے بکھی رہتیں۔ اور ہر گری پر جادوگر اور منجم سب بیٹھتے اور امیر و صاحب اس کے گرد رہتے تھے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہفت تعلیم کی بادشاہی صرف چار شخصوں کو ملی اور ان چاروں کے برابر شہنشاہ کوئی نہیں ہوا و مسلمان ان میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور دوسرے سکندر و ذوالقرنین تھے اور دو کا فر ایک نمرود بن کنعان اور دوسرا بخت نصر ان چاروں کو ہفت اقلیم کی بادشاہی حاصل ہوئی تھی ایک روز غرند تخت پر بیٹھا تھا۔ اور تمام لشکر اس کے گرد حاضر تھا تقدیر الہی سے جادوگر اور منجم سب اپنا جھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔ نمرود نے کہا کہ آج تم کو کیا ہوا کہ دیگر اور غمناک بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا کہ خدائے تمہاری خیر کرے ایک ستارہ عجیب نکل پر نظر آتا تھا کہ کبھی ہم نے نہ دیکھا تھا آج مشرق کی طرف۔

سے نکلا ہے۔ فرد نے کہا کہ وہ سارہ کیسا ہے انہوں نے کہا کہ ایک لڑکا باپ کی جانب سے ماں کے رحم میں موجود ہو گا وہ تیری بادشاہت کو تباہ کرے گا فرد نے کہا کہ کس وقت وہ لڑکا باپ کی پشت سے ماں کے شکم میں آدے گا منجھوں نے کہا کہ وہ تین رات و دن میں پس فرد نے حکم کیا کہ یہ جتنی عورتیں بالغ ہیں وہ آج سے اپنے شوہروں کے ساتھ ہم بستری نہ کرنے پائیں۔ اتفاقاً فرد کا ایک جوہدار اس کا نام تاریخ تھا اور اس کے بھائی کا نام آذر تھا اور بعد وفات پدر کے یہی زندہ رہا جس کا ذکر مختلف تفاسیر میں موجود تھا، اور وہ ہمیشہ ایک ہاتھ میں شمع اور ایک ہاتھ میں ننگی تلوار کے تمام رات فرد کے سر ہانے کھڑا رہتا جس دن بہ حکم فرد نے جاری کیا اسی شب کو منبت ایزدی سے آذر کو خواہش ہوئی کہ اپنی بی بی سے مباشرت کرے اور ادھر حضرت نبی اکرمؐ کی ماں کو بھی خواہش ہوئی اور اپنے دل میں کہنے لگیں کہ کیونکر اپنے شوہر کے پاس جائز خوشی حاصل کروں اسی پس و پیش میں تھی کہ وہ فوراً اس سے آدھی رات کو گھر سے نکل کر دروازہ قندرہ پر پہنچی۔ دیکھا کہ دربان و پاسان سب کے سب غفلت میں ہیں۔ وہاں سے فرد کی خواہش بگاہ خاصہ میں بے ٹھکے ٹھکیں اور اپنے شوہر کو دیکھا کہ فرد کے سر ہانے ایک ہاتھ میں شمع اور دوسرے ہاتھ میں تلوار لئے پاسانی کو رہا ہے جب دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں اسی وقت شہوت نے غلبہ کیا اس نے اپنی بیوی سے کہا اب کیا صلاح ہے دونوں ہاتھ میرے بندھے ہوئے ہیں۔ اتنے میں اللہ کے حکم سے کوئی دوسرا آدمی کی شکل میں حاضر ہوا اور وہ شمع اور تلوار لے کر اسی طرح کھڑا ہو گیا اور یہاں ہوئی نے فرد کے سر ہانے مباشرت سے فراغت پائی اور اسی شب کو اللہ تعالیٰ کے حکم اور قدرت سے حضرت برہم نے باپ کی پیٹھ سے رحم مادر میں قرار پکڑا۔ آذر نے اپنی بیوی سے کہا خبردار یہ بھید کسی پر ظاہر نہ کرنا اور یہاں سے گھر جاتے تک راہ میں کوئی نہ دیکھے کیونکہ یہ فعل اس وقت موجب شرمندگی ہے تب بیوی ان کے وہاں سے نکل کر چپکے سے اپنے گھر کو چلی گئیں اور اس آئے جانے کی بجز خدا کے کسی کو خبر نہ ہوئی اور جب صبح ہوئی فرد یعنی میند سے بیدار ہوا اور آذر کی پیشانی کی طرف نگاہ کی، دیکھتا کیا ہے کہ نور اس کے چہرہ پر چمک رہا ہے۔ فرد نے کہا آذر آج چہرہ تیرا نورانی دیکھتا ہوں بخلاف اور دونوں کے۔ آذر نے اس کی ترقی اقبال کی دعا کی۔ بعدہ فرد وہاں سے اٹھ کر تخت پر جا بیٹھا۔ راہبوں اور منجھوں کو بلوا کر کہا کہ اپنے اپنے علم سے دریافت کر کے کہو کہ وہ لڑکا پیدا ہوا یا ابھی نہیں سمجھوں نے دریافت کر کے عرض کی کہ جہاں پناہ سلامت شب گذشتہ کو وہ لڑکا بحکم خدا باپ کے صلب سے ماں کے شکم میں آچکا ہے۔ فرد نے حکم دیا کہ جتنی عورتیں حاملہ ہیں وقت ولادت کے اپنے لڑکوں کو مار ڈالیں۔ اس سبب سے جتنی عورتیں حاملہ تھیں سب نے اپنے بچے مار ڈالے جب ابراہیمؑ کو اپنی ماں کے پیٹ میں نوچنے گزرے۔ تب انکی



ماں فروغ کے خوف سے اور بچے کی محبت سے گھر سے خاموشی سے باہر شہر کے جاگو میدان میں ایک  
 غار کے اندر جا بیٹھیں اور وہاں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے۔ ان کے نور سے غار کی تاریکی روشن ہو گیا اور  
 ان کی ماں رونے لگیں اسی خوف سے کہ مبلدا یہاں آکر کوئی لڑکے کو ارنہ ڈالے آخر لڑکے کو پیڑے میں  
 پیٹ کر وہیں چھوڑ کر گھر کی طرف روتی ہوئی چلا گئیں اسی وقت جبرائیل نازل ہوئے اور دونوں ہاتھوں  
 کے دونوں انگوٹھے بچے کے منہ میں رکھ دیئے خدا کے فضل و کرم سے ایک سے دودھ اور دوسرے  
 انگوٹھے سے شہد جاری ہوا اور حضرت ابراہیم اس کو پیتے رہے۔ اور کسی چیز کے محتاج نہ ہوئے اور ہر  
 بختے ان کی والدہ ان کے پاس جاتیں اور ان کی زندگی اور پرورش سے متعجب ہوتیں اور جب وہاں سے  
 یعنی غار سے باہر نکل آتیں تو اسی وقت غیب سے ایک چھڑا کر غار کے منہ کو بند کر دیتا اور جب ان کی  
 ماں ان کے پاس آتیں تو اس چھڑا کو الگ کر کے انہیں دیکھ بھال کر کے چلی جاتیں۔ اسی طرح سے سات  
 برس گزر گئے ایک دن حضرت ابراہیم نے اپنی ماں سے پوچھا یا اُمّی مَنْ دَبَّكَ تَرْجَمَہ۔  
 اے میری ماں تمہارا خدا کون ہے۔ وہ بولیں تیرا باپ ہے جو مجھے کھانے کو دیتا ہے۔ پھر بولے اس  
 کا خدا کون ہے وہ بولیں کو اکب یعنی ستارے۔ پھر پوچھا کہ کو اکب کا خدا کون ہے اس بات کو سن کر ان کی  
 ماں لا جواب ہوئیں اور شرمندہ ہو کر چلا گئیں اور یہ تحقیق اپنے شوہر کو سنائیں۔ اس نے یہ باتیں سن کر فوراً  
 ہی کہا کہ یہ لڑکا بادشاہ غزوہ کا دشمن ہے ان میں کوئی شک نہیں اسی فکر میں تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔  
 ایک رات ابراہیم نے غار سے باہر نکل کر آسمان کی طرف نظر کی ستاروں کو دیکھ کر کہا کہ میرے ماں باپ  
 ان کو خدا کہتے ہیں بمصدق اس آیت کے قَوْلَ تَعَالٰی فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْنَا لَئِنْ رَأَوْا كَوْكَبًا قَالَ  
 هَٰذَا اَرْبٰی فَكَلَّمَا اَقْلًا قَالَ لَدٰی حِجَبٌ اَلَّذِیْنِ ۙ تَرْجَمَہ پھر جب اندھیری آئی اُس پر  
 رات کو دیکھا کہ ایک ستارہ بولے یہ ہے میرا رب پھر جب وہ غائب ہوا بولے مجھ کو تمہاری خواہش ہے  
 چھپ جانے کی۔ پھر جب چاند نکلا بولے قَوْلَ تَعَالٰی فَلَمَّا رَآ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا اَرْبٰی  
 فَلَمَّا اَقْلًا قَالَ لَنْ نَحْمَدَکَ یٰ رَبِّیْ لَدٰی کَوْکَبٌ مِّنَ الْقَوْمِ الضَّالِّیْنَ ۙ۔  
 ترجمہ: پھر دیکھا چاند کو روشن بولے یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا تو حضرت ابراہیم بولے  
 کہ اگر نہ راہ سیدھی دے مجھ کو میرا رب تو بیشک میں بھٹکے ہوئے لوگوں میں رہوں یعنی گمراہوں میں پھر  
 جب دیکھا آفتاب کو بولے یہ ہے رب میرا کہ یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا بولے  
 قَوْلَ تَعَالٰی فَلَمَّا اَخْلَصَ قَالَ لِقَوْمٍ اٰتٰی بِرِیِّ مِمَّا تَشْرِکُوْنَ اِنِّیْ دَجَّهْتُ وَجْهَیْ  
 لَیْلِیْ فَاَنظَرُ السَّمٰوٰتِ وَاَلَا دُمْ حَنِیْظًا مَّا اَنَا مِنَ الْمَشْرِکِیْنَ۔ ترجمہ: پھر جب

وہ غائب ہو گیا تو بولے اے قوم میری میں ان چیزوں سے بالکل بیزار ہوں جن کو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے ہو اور میں اپنے منہ کو صرف اپنے معبود برحق کی طرف کرتا ہوں کیونکہ اسی کے آسمان وزمین کو یکطرفہ ہو کر یعنی صرف تنہا ہو کر بنایا اور میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والا نہیں ہوں۔

خاند کا حضرت ابراہیم جب لڑکے تھے تو قوم کو دیکھا کہ وہ زمین و آسمان کے خالق کو نہیں مانتے اور اپنی تمام حاجتوں اور مردوں کو اپنی بنائی ہوئی عورتوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور بعض لوگ قوم میں ایسی بھی ہیں کہ کوئی ستاروں کو اور کوئی چاند کو پوجتا ہے، یہ کیفیت دیکھ کر ان کو شرمندہ کرنے کی غرض سے آپ نے ان لوگوں سے کہا کہ میں بھی ایک کو اپنا رب ٹھہراؤں مورتوں میں سے یا ستاروں کو یا چاند کو چونکہ وہ پہلے بھی نام ہو چکے تھے اور ساری قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ناراض تھی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو جواب کرنے کے واسطے سب سے پہلے ایک ستارہ کو اپنا رب ٹھہرایا لیکن وہ کچھ دیر بعد غروب ہو گیا تو جاناکہ یہ ایک حال پر نہیں ہے اور کوئی دوسرا اس پر حاکم ہے اور اگر وہ رب مستقل ہوتا تو اعلیٰ حال سے ادنیٰ میں کیوں آتا۔ پھر اس کے بعد چاند و سورج میں بھی عیب پایا تو سب کو چھوڑ کر ایک ایسے خدا کو اختیار کیا کہ جس کو ساری مخلوقات اپنا رب مانتے ہیں اور وہی سب سے بڑا رب ہے اور عقل سلیم اس بات پر شاہد ہے کہ اپنا رب ایسی ہستی کو مانا جائے کہ جس سے سب کا کام نکل سکے اور رب پر قادر ہو اس سورت کسی دوسرے کو ماننا کچھ ضروری نہیں، یہ نائدہ ظاہر میں مرقوم ہے آذر نے کہا اسے عجیزے فرزند۔ میرا خدا تو سوائے فرد کے اور کوئی نہیں نصرت اللہ علیہ۔ حضرت ابراہیم نے کہا اے میرے ابا جان فرد تو تمہارا خدا کیسے ہو سکتا ہے۔ اور خدا تو وہی ہو سکتا ہے کہ جو زمین و آسمان کو اکب اور جملہ مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہی بلا شریک ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو گمراہ دیکھا تو بہت افسوس کرنے لگے اور کہا تو کہ تعالیٰ وَاِذْ قَالِ اِبْرٰہِیْمُ اِذْ رَیْبِنَا اِذْ اَنْتَ خَلَقْتَ اُمَّصًا اِلٰہَہٗنَا ۚ اِنِّیْ اَرَاکَ وَ قَوْمَکَ فِی ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝

۱۰ اس مقام میں اہل تواضع سے غلطی ہو گئی ہے کیونکہ یہ واقعہ ابتدا کا نہیں ہے بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب فرد کے سامنے گئے تھے اس وقت ان سے بطور طنز کے کہا تھا کہ تم اس خدا کو مانتے ہو اور اسی کو اپنا معبود مانتے ہو کہا کہ ہرگز نہیں، میرا خدا وہی ہے جو سب کو پیدا کرنے والا ہے اور جن کو تم مانتے ہو وہ خدا ہرگز نہیں ہو سکتے کیونکہ تمہارے خداؤں کی حالت ہر وقت بدلتی رہتی ہے کبھی طلوع ہوتے ہیں اور کبھی غروب اور میرے خداوند قیوم کی ذات تغیر سے پاک ہے اور نیز اس واقعے سے ظہر کہ یہاں پر ہے۔

۱۱ آئمہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے معبود میں شک تھا کہ کون ہے آخر میں معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ ہے اور حالانکہ انبیاء علیہم السلام کو ولادت کے وقت معلوم ہوتا ہے۔ جو خالق بیل و نہار ہے اور رزاق کل کائنات ہے اور وہی وحدہ لا شریک ہے۔



میرے ابا جان تم کو ساری قوم کو بہت بڑی گمراہی میں دیکھتا ہوں باپ نے بیٹے کی یہ بات سن کر کہا خود  
 تَعَالَى قَالُوا أَجِئْنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ۝ ترجمہ! وہ بولے اے ابراہیم کیا تو ہمارے  
 پاس کوئی سچی بات لے کر آیا ہے یا ہم سے مذاق اڑھیل کرتا ہے یا کسی اور سے یہ باتیں سن لی ہیں۔ حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کی یہ باتیں سن کر جواب میں کہا تو کہ تَعَالَى بَنَى رَبِّكَ ذَبْتَ السَّمَوَاتِ  
 وَالْأَرْضِ مِنَ النَّارِ نَظَرَ هُوَ وَانْزَلَ عَلَى ذَاكَ آيَاتِهِ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ ترجمہ! ہمیں اے  
 میرے ابا جان، بلکہ رب تمہارا وہی ہے جو رب ہے آسمان و زمین کا جس نے ان کو بنایا اور میں اس  
 بات کا قائل ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باوجود دیکھانے سے اور بتانے کے آذر نے کسی طرح بھی نہیں  
 مانا اور اپنی گمراہی کی ضد بر اصرار کرتا رہا آخر مجبوراً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قسم کھا کر کہا اے میرے ابا جان  
 میں تمہارے بتوں کا کچھ علاج کروں گا بمصدق اس آیت کے قول تَعَالَى وَتَقَاتِلْ لَنَا آيَاتِنَا آمِنًا  
 مَكَرُ بَعْدَ أَنْ تَقُولُوا مَدْيَسِينَ ۝ ترجمہ! قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں تمہارے بتوں کا تمہارے  
 بتوں کی جب تم لوگ کہیں جاؤ گے۔

فائدہ۔ یہ بات انہوں نے چپکے سے کہی، پھر جب وہ ٹہرے باہر میہ میں گئے۔ تب حضرت  
 ابراہیم نے بت خانے میں جا کر سب بتوں کو توڑ ڈالا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا  
 لَا يَدْعُ إِلَهُمْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ يَزِيحُونَهُ ۝ ترجمہ! پھر ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بتوں کو  
 ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا مگر ان میں سے ایک جو سب سے بڑا تھا اس کو ثابت رکھا اس واسطے کہ شاید اس کے پاس  
 وہ میہ سے واپسی میں پھر آویں اور اپنے تمام بتوں کو ذیل و خوار دیکھیں اور انکے پوجنے سے باز آجائیں۔  
 اور نصیحت و ہدایت ان کو ہو کہ یہ کیونکر ہمارے معبود ہو سکتے جو خود آپس میں لڑتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم کو جس  
 قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا ان میں ہر سال دو مرتبہ عید کا جشن منایا جاتا تھا یعنی ایک روز عرنے کے  
 دن اور دوسرے عید کے دن۔ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ آذر نے کہا کہ اے بیٹے ابراہیم  
 تم میرے ساتھ میلے میں چلو اور وہ عظیم الشان میلہ ایک بہت بڑے میدان میں مکتابے اور ہزاروں آدمی ہاں  
 تین میلے میں شریک ہوتے ہیں اور بہت اچھی ہمتاری آخر تک بھی ہو جائے گی اور اس میلے کے  
 جشن سے بھی واقفیت ہو جائے گی۔ حضرت ابراہیم نے اپنے باپ کی فرمائش پر میلے میں جانے سے غصہ  
 کیا اور کہا بمصدق اس آیت کریمہ کے قول فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ۝ ترجمہ! پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 نے ناکہ کی ایک بارتاروں پر پھر کہا کہ میں جاتا ہوں۔ یہ جواب سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے

وہ ناراض ہو کر چلے گئے اور یہ بات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کئی بار کہی گئی تاکہ ان کے فہم و سمجھ میں آجائے اور وہ ہمارے ساتھ میلے میں چلیں تاکہ ان پر ہمارے عقائد باطلہ کا اثر ہو اور وہ اپنی باتوں کو چھڑ دیں لیکن وہ باوجود کثیر اصرار برابر نہ جانے پر غور کرتے رہے اور ان کا سمجھنا ان کی سمجھ میں نہیں آیا اور آذر اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر بڑے میدان کی طرف نکل گئے۔ خلاصہ تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ وہ لوگ اکثر ان میں منجومی تھے اسی واسطے ان کے دکھانے کو تاروں کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں بیمار ہوں یعنی میں مغرب بہ بیمار ہو جاؤں گا چونکہ وہ لوگ روزِ عید شہر کے باہر جاتے اور ایک بہت بڑے میدان میں تہوں کی پوجا کرتے تھے یہ ان کا آبائی دستور تھا۔ جس کو کرنا وہ نہایت ضروری سمجھتے تھے اور اپنے بت خانوں کے معبودانِ باطل کو چھوڑ جاتے تھے۔ بعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد ایک تبرے کرت خانے میں جا کر سب تہوں کے ہاتھ پاؤں توڑتا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک سب سے بڑے بت کی گردن پر اسی تبر کو رکھ کر بت خانے سے نکل آئے شیطان ملعون یہ حال دیکھ کر اس بڑے میدان میں گیا جہاں وہ کافر لوگ اپنے بتوں کی مناسبت تھے شیطان ملعون ان کافروں کے پاس جا کر رونے لگا اور روتے ہوئے کہنے لگا کہ تمہارے معبودوں کے ہاتھ توڑتا کہ وہ زبرد زبرد کر دیا گیا ہے یہ سنتے ہی وہ کافر مرد و سب معنوم و متعمر ہو کر اپنی اپنی سواریوں کی طرف دوڑے اور اپنوں نے چاہا کہ جلد سواریوں پر جائیں لیکن ان کی سواریوں کے جانور بھاگ گئے اور وہ ہاتھ نہ آئے تب پشیمان ہو کر یا پیادہ شہر میں آئے اور سیدھے اپنے بت خانے کی طرف پہنچے اور وہاں جا کر جب انہوں نے اپنے بتوں کا یہ حال دیکھا تو بہت زیادہ افسوس اور فکر میں مبتلا ہو گئے اور کہنے لگے کہ قولہ تعالیٰ قَالُوا مَن فَعَلَ هَٰذَا بِآيَاتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۝ ترجمہ! وہ سب کے سب بولے یہ کام کس نے کیا ہے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کام جس نے بھی کیا ہے نہایت مذموم ہے اور وہ سخت مجرم و ظالم ہے ہم البتہ اس کا بدلہ اس سے ضرور لیں گے۔ پھر وہ لوگ آپس میں بہت کچھ مشورے کرنے لگے کہ قولہ تعالیٰ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَدْعُنَا إِلَىٰ كُفْرٍ هَٰذَا بِنِعْمَةِ رَبِّنَا ۝ ترجمہ! وہ سب آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے سنا ہے کہ ایک نوجوان کو جس کا ذکر کیا جاتا ہے اور نام اس کا ابراہیم ہے ہو سکتا ہے شاید وہی ہو کیونکہ وہ نوجوان ہمارے ہمارے پتھر کے جو معبود ہیں ان کا سخت دشمن ہے اس لئے زیادہ گمان اسی نوجوان پر ہے ممکن ہے یہ گمان ہمارا صحیح ہو۔ اس طویل گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور سب ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا کہ قولہ تعالیٰ قَالُوا اِنَّا نَذِيرُكَ عَنِ آلِهَتِنَا إِنَّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ ترجمہ! وہ سب کے سب ترغیب ہو کر کہنے لگے کہ ان نوجوان کو سب لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ ہم سب لوگ اس جوان کو دیکھیں اس نے یہ جرات کیسے



کی، اگر فی الحقیقت یہ کام اس نوجوان نے ہی کیا ہے تو وہ سخت ظالم ہے اور ہم سب کے سب اس ظلم پر گواہی  
 دیں گے تاکہ اس کو اس جرم کی پاداش میں سخت سزا دی جاسکے تاکہ وہ آئندہ کبھی اس ظلم کا ارتکاب نہ کر سکے  
 یہ خبر بادشاہِ نمرود تک بھی پہنچ گئی اور وہ بھی یہ کیفیات سن کر نہایت حیران و پریشان ہوا اس نے اپنی رعایا میں  
 سے جو سنجیدہ لوگ تھے ان سب کو طلب کیا تاکہ کوئی مشورہ کیا جائے اور اس مجرم کو جس نے ہمارے معبودوں  
 کے ساتھ یہ نازیبا حرکت کی ہے سزا دی جائے چنانچہ بادشاہِ نمرود نے بڑے بڑے اپنی قوم کے سرداروں  
 اور جو درجہ یوں کو بلایا اور خوب مشورہ سے کئے۔ بالآخر یہ طے پایا کہ ایک عام دربار منعقد کیا جائے اور جب  
 تمام لوگ اس دربار میں حاضر ہو جائیں پھر اس نوجوان کو بھی طلب کیا جائے اور اس سے باقاعدہ مقابلہ  
 کیا جائے تاکہ وہ لا جواب ہو کر ہمارے معبودوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے چنانچہ بادشاہِ نمرود نے  
 دربار منعقد کرنے کی تاریخ مقرر کر دی اور عام منادی کوادی گئی اور اس دربار میں حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 کو طلب کیا گیا۔ جب دربار شاہی کی تاریخ آئی اور اس قوم نے اپنے بادشاہ وقت کے حکم کی تعمیل کی  
 اور وہ سب کے سب دربار شاہی میں حاضر ہوئے پھر جب مجمع کثیر ہو گیا تو نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 اللہ کو بلوایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سارے مجمع نے اور خود بادشاہِ نمرود نے بہت دھمکایا اور  
 ڈرایا اور کہنے لگے یہ کام ہمارے بتوں کے ساتھ تم نے کیا ہے۔ اسے ابراہیم افسوس ہے تم نے سب  
 کو ہی توڑ دیا کسی کو بھی ثابت نہیں رکھا۔ آخر یہ کیا بات تھی۔ یہ باتیں درباریوں کی حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 نے نہیں اور پھر بولے میں نے تو ان کو نہیں توڑا۔ یہ جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جب سنا تو قریب  
 ایک وار آئی کہ میں گواہی دیتا ہوں اسے ابراہیم علیہ السلام ایک دن تم نے کہا تھا کہ میں تمہارے بتوں  
 کی فکر کروں گا شاید تمہیں نے ہمارے معبودوں کو توڑا ہے۔ پھر کافروں نے بالاصرار حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام سے پوچھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو کہ تعالیٰ قَالُوا اِنَّكَ فَعَلْتَ هٰذَا اَبَا الْحَمِيْنِ  
 يَا اَجْرًا اِھِمْ ۝ ترجمہ: کافروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سخت لہجے میں کہا کہ کیا تم نے  
 ہمارے معبودوں کے ساتھ ایسا کیا ہے، اور ہم لوگ زیادہ تر گمان بھی تم پر ہی کرتے ہیں حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام پر برابر یہ لوگ زبردستی رہے تھے اور چاہتے یہ تھے کہ وہ خود اپنی زبان سے اپنے جرم کا اقرار  
 کر لیں۔ لیکن یہ کام بذاتِ خود حضرت ابراہیم کا نہیں تھا بلکہ یہ کام تو اس ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف سے تھا  
 جس نے حضرت ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا تاکہ وہ اپنے باطل عقائد پر نادام و پشیمان اور شرمندہ یوں  
 چنانچہ دربار الہی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں نے اتنے  
 اتنے معبود سے دریافت کرتے جو سب سے بڑا ہے اور اسی کے ہاتھ میں کھڑا ہے، ارشاد

ربانی ہے قولہ تعالیٰ۔ قَالَ يَدَّ نَعْلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْتَكْبَرُوا هُذَا ۖ اِنْ كَاٰنُوْا يُنْطِقُوْنَ  
 ترجمہ حضرت ابراہیم نے ان لوگوں کو شرمندہ کرنے کے واسطے ان سے کہا کہ یہ چیز مجھ سے کیوں  
 دریافت کرتے ہو تم اپنے سب سے بڑے معبود سے کیوں نہیں دریافت کرتے اگر وہ بولنے پر قدرت  
 رکھتے ہیں تو وہ تمام ماجرا آپ لوگوں کو بتائے گا تاکہ آپ سب اس واقعہ سے مطمئن ہو جائیں انہوں  
 نے نہایت ہی شرمندہ ہو کر جواب دیا کہ اے ابراہیم بت بھی کہیں بولتے ہیں وہ نہ سنتے ہیں نہ حرکت کرتے  
 ہیں اور نہ وہ دیکھتے ہیں۔ یہ مایوسی کا جواب جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے سنا تو آپ نے  
 اپنی ساری قوم سے کہا کہ اے میری قوم جو معبود بات نہیں کرتے اور نہ دیکھتے اور نہ سنتے ہیں پھر ان کو خدا کیوں  
 کہتے ہو اور ان کی عبادت کرتے ہو یہ کیسی عقل مندی کے خلاف ہے ذرا تو غور کرو۔ یہ جواب حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام کا سن کر ساری قوم نے اپنا اپنا سر نیچا کر لیا اور آپ میں کہنے لگے یہ نوجوان سچ کہتا ہے اور باتیں  
 اس کی بالکل صحیح ہیں۔ قولہ تعالیٰ ثُمَّ فُكِسُوْا اَعْلٰی ۚ وَفِيْهِمْ هُكْمٌ لِّمَنْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ اِلاَّ  
 يُنْطِقُوْنَ ۚ ترجمہ اوجہ شرمندگی کے ساری قوم نے اپنے اپنے سر نیچے کر لیے اور اسی حالت  
 میں کہنے لگے کہ اے ابراہیم یہ تو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 نے اپنی ساری قوم کا مایوسانہ جواب سنا اور یہ خیال کیا کہ سب کے سب لاجواب ہو گئے ہیں پھر اس  
 کے بعد حضرت ابراہیم نے فرمایا قولہ تعالیٰ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ  
 شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ۚ اَيُّ مَثَلٍ لِّمَنْ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَخَلَا تَعْقِلُوْنَ  
 ترجمہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو یہ حکم دیا ہے  
 کہ تم اپنی قوم سے کہہ دو کہ پھر تم ایسی چیزوں کو اپنا معبود بناتے ہو سو اٹے خداوند قدوس کے جو تمہارا  
 کچھ بھی بھلا برائہ کر سکے میں تو اس معبود سے بالکل بیزار ہوں اور تم سے بھی کہ تم لوگ کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتے  
 کیونکہ جن پتھروں کو تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے وہ تو تمہارے خود تراشیدہ ہیں اسی لحاظ سے تم  
 خود ان کے خالق ہو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے قوم اگر تم کو عقل ہے تو اس ہستی کی عبادت  
 کرو جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور یہ پتھروں کی بت پرستی چھوڑ دو، یہ کام بالکل فضول اور عبث ہے  
 اور تم کو ساری عمر عبادت کرنے کے باوجود کوئی نفع نہیں پہنچے گا جب ان کافروں سے کوئی دلیل نہ  
 بن سکی اور ہر بات میں وہ ناکام اور لاجواب رہے تو مجبوراً ان کے سرداروں نے حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام کو مار ڈالنے کی تجویز دربار خروید میں پیش کر دی تاکہ وہ اتفاقاً وائے سے منظور ہو جائے۔  
 اور چونکہ بادشاہ خروید بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مینا کی اور صحیح جواب سے عاجز آچکا تھا لہذا



اس نے ان سرداروں کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے واسطے درباری مجلس طلب کر لی جس میں یہ طے پایا جائے کہ حضرت ابراہیم کو اس طریقے سے مارا جائے تاکہ ہمیں آئے دن کی شرمندگی اور مذمت سے نجات حاصل ہو کچھ ہی دن گذرے تھے کہ بادشاہ فردوسی طرف سے قوم کے سرداروں کی طلبی ہو گئی اور اس میں بہت عجلت کے ساتھ اس تجویز پر جو کہ حضرت ابراہیم کے مار ڈالنے کے متعلق طے کی گئی تھی اس کو کس طرح عملی جامہ پہنایا جائے ہر سردار نے اپنی اپنی رائیں دربار شاہی میں پیش کیں اور تمام قوم کے سرداروں نے ہر تجویز پر ہمدست غور و خوض کیا لیکن اچھی صحیح نتیجہ پر پہنچ نہ سکے تھے کہ ایک بہت ہی سمرا اور نصیحت ائمہ سردار نے ایک تجویز پیش کی کہ ایسے مجرم کو عام لوگوں کے سامنے سزا دی جائے تاکہ قوم کا کوئی دوسرا فرد اس قسم کی کوئی حرکت نہ کر سکے اس نے کہا میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ ساری قوم لکڑیاں اکٹھی کرے اور بہت بڑے میدان میں جمع کی جائیں اور ہر شخص اس کام کو اپنا قومی فرض سمجھے اور تھوڑی تھوڑی محنت و مشقت کر کے لکڑیاں جنگل سے لاکر اس میدان میں رکھے جہاں اکٹھی کی جائیں اور جب کافی تعداد میں لکڑیاں آجائیں تو لکڑیوں میں آگ لگادی جائے جب آگ اپنے شباب پر ہو اور شدید شعلہ مارتی ہو تو اس وقت اس نوجوان کو کسی بلند جگہ سے بذریعہ متعین اس میں پھینک دیا جائے تاکہ پھریہ نہ نکل سکے اور تمام قوم کو عبرت حاصل ہو ساری قوم اس ضعیف العزم شخص کی بات پر متفق ہو گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے انہوں نے یہی علاج سوچا تو اللہ تعالیٰ فرمایا **فَاَلْقُوْهُ حَيْرًا فَشَوْهٖ وَاَنْصُرُوْهُ ۙ اِنَّ لَّهٗ تَكْوِيْنًا** ترجمہ! اور ساری قوم نے یہ ایک آواز کہا کہ اس نوجوان کو شعلہ مارتی ہوئی آگ میں جلاؤ اور اپنے اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہم اپنے معبودوں کو بچائیں تو بھر صرف یہی ایک تدبیر ہے کہ جلو جنگل چلیں اور وہاں سے حتی المقدور لکڑیاں لائیں تاکہ لکڑیاں کافی تعداد میں جمع ہو جائیں اور جو تجویز پاس کی گئی ہے وہ پایہ تکمیل تک پہنچے پھر وہ آپس میں کہنے لگے **قَوْلَ تَعَالٰی فَاَلْقُوْهُ اَنْزِلْنَا اِلَیْہٖ بُنْيٰنًا مِّنَ السَّمَآءِ فَاِیْنِیْ جَحِيْمٌ** ہمارا انہوں نے کہ بناؤ اس کے واسطے ایک عمارت یعنی چار دیواری اٹھاؤ پختہ چاروں طرف سے پھر ڈالو اس کو اس آگ کے دھیر میں پس بادشاہ فردوس نے اس چار دیواری بنانے کا فوری حکم دے دیا اور اس کی پیمائش کا اندازہ بھی ان بنانے والے کاریگروں کو دے دیا گیا تاکہ پیمائش کے مطابق بنائی جائے اور چار دیواری کی عمارت ایسی بناؤ کہ اس کا احاطہ بارہ کوس کا ہو اور اونچائی اس کی سو گز کی ہو پس ایک دیوار اسی حکم کے مطابق تیار ہوئی بعدہ فردوس نے حکم دیا کہ سارے ملکوں میں منادی کرادی جائے کہ ملک بھر میں جتنے ہمارے دوست ہیں لکڑیاں کاٹ کر یہاں لاکر جمع کر دیں۔ بادشاہ فردوس کے اس حکم کو پاتے ہی ہر شخص نے اپنے حوصلہ کے مطابق لکڑیاں

لا کہ اس دیوار کے اندر چاروں طرف جھکیں۔ پھر جب اس میں آگ لگادی گئی تو شعلہ اس کا اس قدر اونچا  
 ہوا کہ وہاں سے تین میل کے فاصلے پر جو جانور اڑتے تو اس کی پیش سے جل بھی کر خاک ہو جاتے اس میں  
 سب کا فرستہ ہوئے کہ ابراہیم کو کیونکر اس آگ میں ڈالیں اتنے میں ابلیس علیہ اللعنتہ نے آکر کافروں  
 کو حکمت بتائی اور بولا ایک وچنی جگہ سب مل کر بناؤ انہوں نے منجینق کے کاریگروں کو بلایا اور  
 ان کاریگروں نے منجینق تیار کی اور اس منجینق کے معنی اردو زبان میں گوبچن بھی کہتے ہیں اور اس سے پہلے  
 کبھی کسی نے منجینق نہیں بنائی تھی۔ بلکہ کسی نے دیکھی بھی نہ تھی۔ اور یہ چیز ابلیس علیہ اللعنتہ نے دوزخ میں دیکھی  
 تھی اور یہ خاص طریقہ دوزخ کے واسطے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ کیونکہ جب دوزخی کو دوزخ میں ڈالاجائے  
 گا تو اسی منجینق میں رکھ کر ڈالاجائے گا جب ابراہیم علیہ السلام کو اس منجینق میں رکھ کر اس شعلہ مارتی ہوئی آگ  
 میں رکھ کر اس شعلہ مارتی ہوئی آگ میں ڈالایا اور اس ملعون نے منجینق کو درست کر کے جب ٹھیک تھا کہ  
 کیا تو اسی وقت بارگاہ الہی سے آواز آئی اے جبرائیل آسمان کے سب دروازے کھول دو تاکہ سب فرشتے  
 علیل کو دیکھیں کہ دشمن کے ہاتھ میں نے دیباہ اور میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ دشمن خدا ہمارے  
 خلیل علیہ السلام کو کس طرح جلاتے ہیں۔ حضرت جبرائیل نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آسمان کے سب دروازے  
 کھول دیئے تب تمام ملائکہ یہ حال دیکھ کر سجدے میں آگئے اور کہنے لگے یا الہی اس میدان میں ایک ہی  
 موجود ہے جو تیری عبادت کرتا ہے اور ہر وقت تیرا نام زبان پر جاری رکھتا ہے اس کو دشمن کے ہاتھ  
 میں تو نے ڈال دیا ہے اور وہ اس کو آگ میں جلاتے ہیں۔ اسی وقت باری تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے فرشتہ تم اگر  
 چاہتے ہو تو اس کو امان دو ابلیس نے گوبچن کو درست کر کے چار سو ریاں اس میں لگائیں وزیر نے فرود  
 کو کہا کہ بیراہن اپنا اس کو پہناؤ کیونکہ اگر وہ نہ جلے گا تو لوگ کہیں گے کہ ابراہیم بیراہن کی برکت سے  
 نہ جلا۔ یہ صلاح ٹھہرا کر بیراہن فرود مردود کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنا دیا اور ہاتھ پاؤں باندھ  
 کر گوبچن میں رکھ کر چار سو آدمیوں نے مل کر یکبارگی زور کیا مگر منجینق اپنی جگہ سے نہ ہلئی اور ابراہیم علیہ  
 السلام کے باپ آذر نے بھی آکر کہا کہ مجھے بھی ایک رسی دو کہ اس کو مل بھی کھینچوں اگرچہ وہ میرا فرزند  
 ہے لیکن ہمارے دین کا مخالف ہے اور وہ ایک سی پکڑ کر کھینچنے لگا۔ حضرت ابراہیم نے جب اپنے  
 باپ کو منجینق کھینچتے دیکھا تو کہا یا الہی میرا باپ بھی میرا دشمن ہے۔ اے میرے خدا میں آج سب  
 سے بیگانہ ہوں۔ سولے تیرے مجھے کوئی پناہ دینے والا نہیں۔ پس چار ہزار آدمی مل کر اس کو گوبچن کو  
 کھینچتے تھے اس میں ابلیس بھس ایک مرد پیر کی صورت بن کر ان کے پاس آیا اور کہا کہ اگر تمام  
 آدمی مشرق و مغرب کے منجینق کو کھینچیں گے تو بھی ہرگز منجینق کو نہ اٹھا سکیں گے۔ تب ان لوگوں نے



کہا کہ آخر پھر کیا ہوگا شیطان یقین نے کہا کہ میں تم کو ایک راہ بتائے دیتا ہوں تم اگر اس کو عمل میں لاؤ گے تو البتہ ان کو گوہرین سے اٹھا کر آگ میں ڈال سکو گے۔ چلے کہ اڈل کچھ لوگ زناہ کریں اس کے بعد پھر منجینق کو اٹھائیں تو آسان ہوگا۔ پس اس قوم سے چالیس مرد و عورت نے آپس میں مل کر زنا کیا۔ اسی وقت فرشتے اس حرکت قبیح سے نفرت کر کے چلے گئے۔ اور شیطان نے بھی انہی کے ساتھ زنا کر کے منجینق کو کپڑے کچھ بچھا۔ تب کافروں نے حضرت ابراہیمؑ کو اٹھا کر معلق آتش میں ڈال دیا۔ اسی وقت فرشتے آسمانوں کے یہ حال دیکھ کر سجدے میں گر پڑے اور بوسے بار بار تیرے خلیل کو کافروں نے آگ میں ڈالا ہے۔ حضرت جبرائیلؑ ستر ہزار فرشتوں کو ساتھ لے کر ان کے پاس پہنچے اور کہا کہ اے ابراہیمؑ! اگر تو چاہتا ہے تو میں ایک پر آگ پر ماروں اور آگ دریا بنے محیط میں ڈال دوں۔ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے حضرت جبرائیلؑ سے کہا کہ جبرائیلؑ یہ بات خدا تعالیٰ نے فرمائی ہے یا نہیں جو آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ اور اے جبرائیلؑ جو خالق برحق نے فرمایا ہے وہ تم کو جو نہ کہ میں اسی میں خوش ہوں جس میں میرا رب خوش ہے یہ بات سن کر حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ تمہارا کیا مطلب ہے فرمایا کچھ مطلب ہے ضرور لیکن تم سے نہیں کوئی حاجت میری ہے تو اس رب العالمین سے جس کا سارا عالم محتاج ہے۔ حضرت ابراہیمؑ جب آگ میں جا کر سے اور وہ جہنم ناپاک نمرود مرد کا جو حضرت کو بنایا تھا اسی گھڑی جل گیا اور اس آگ میں جو زہر بدست شعلہ زن تھی حضرت ابراہیمؑ کو کچھ بھی گزند نہ پہنچا سکی کیونکہ آپ کے ساتھ رب العزت کا فضل کرم تھا جس کی وجہ سے آپ آگ جیسی چیز سے بھی محفوظ رہے اور اسی وقت شعلہ مارنی ہوئی آگ مثل گلزار کے ہو گئی اس بارغ میں بلبلیں بھی ہزاروں کی تعداد میں اڑتی ہوئی حضرت ابراہیمؑ کو نظر آئیں اور ان بلبلوں نے بھی اسی بارغ آتش میں نشیمن بنائے اور اسی وقت نبی سے آواز آئی قَوْلَ تَعَالٰی یَا حَٰمَّادُ کُوْنِیْ بِرَزْدَا قَوْلًا مَّا عَلٰی اِٰتِیْرَاحِیْمِمْ ۚ وَ اَزْ اَدُوْیْہِمَا کَیْدًا ۚ فَجَعَلْنٰہُمْ اِلٰہَ خَسِرَیْنِ ۝ ترجمہ! ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا۔ سلامتی ہو ابراہیمؑ پر اور جن لوگوں نے ان کا مبرا چاہا تو ہم نے انہیں لوگوں کو نقصان میں ڈالا۔ پھر اس میں ایک چشمہ پانی کا بھی جاری ہوا اور حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کے واسطے حضرت جبرائیلؑ علیہ السلام نے ایک تخت بہشت سے بھی لا دیا اور ایک جگہ اعلیٰ اقسام کا بہشت سے لا کر پہنا دیا اور اسی تخت پر حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کو بٹھا دیا۔ اور جس رسی سے ہاتھ و پاؤں باندھ کر کافروں نے حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کو آگ میں ڈال تھا وہ رسی اس آگ سے جل گئی۔ اور اس آگ سے حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کو ایک سر موبر ابھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آگ کا صدمہ نہ پہنچا یہ دیکھ کر حضرت جبرائیلؑ علیہ السلام بڑے متحرم ہوئے اور حضرت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو حضرت ابراہیمؑ کہنے لگے کہ اے خدا تعالیٰ

دیکھتے ہو وہ بولے کہ مجھے تعجب ہے کہ ایسے وقت پر جو سخت مشکل وقت تھا لوگ اس وقت سخت پریشانی کی وجہ سے نہ معلوم کیا کچھ کرتے ہیں لیکن تم بفضل خدا ثابت قدم رہے اور اپنے پائے استقامت میں ذرا بھی لغزش نہ آنے دی اور مجھے اس وقت اللہ تعالیٰ کی قدرت پر تعجب آیا اور آپ کا صبر بھی عجیب صبر رہا کہ ایسے اہم مقام میں آپ نے سوائے خداوند کریم کے کسی سے کوئی بھی حاجت طلب نہیں کی اور نہ کچھ مدد مانگی اور نہ اس کے متعلق کسی سے کچھ کہا اس لئے یہ معجزہ اور رحمت اللہ تعالیٰ نے تم پر بخشا اور تم سے پہلے ایسی عنایت کسی پر نہ ہوئی تھی اور کہتے ہیں کہ جو درخت جلے تھے ان کی شاخیں تروتاڑہ ہو کر میوے لائیں اور حضرت کے چاروں طرف ٹرس و بنفشہ کے پھول رہے اور فرود علیہ اللعنت نے ایک مینار پر چڑھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک نگاہ دیکھا وہ دیکھتے ہی بڑا حیران اور پریشان ہوا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ اتنی کثیر تعداد میں لکڑیاں جمع کی گئیں اور اتنی بلند شعلہ زن آگ میں ڈال گیا۔ لیکن حضرت ابراہیم کو کوئی بھی آگ سے گزند نہ پہنچی اور آپ گل ریحان کے نہچھ میں سایہ دار درخت کے نیچے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر اس مردود نے کہا کہ انوس میری تخت برباد ہو گئی وہ ملعون حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پتھر پھینک پھینک مارنے لگا اور حکم خدا وہ بتھر جو مردود مردود پھینک رہا تھا ہوا پر معلق ہو گئے اور ایک گھر سے برنے آپ پر سایہ بھی کر دیا اور اس ابر سے اتنا پانی برساکہ اس پانی سے آتش فرد بالکل بجھ گئی اور اس کا دیر با مان میں بلند مینارہ پر چڑھ کر باؤز بلند کہنے لگا اے ابراہیم ذبح دے دے بغیر راست، نیک ہے پروردگار تمہارا کہ ایسی آگ سے تمہیں نجات بخشی اور تمام عالم میں بزرگ آیا۔ فرد نے کہا اے ابراہیم! تیرا خدا بڑا بزرگ ہے کہ اس نے شدید شعلہ مارتی ہوئی آگ سے تمہیں محفوظ رکھا اور یہ کہتا ہو ان فرد مردود اپنے گھر چلا گیا۔ اور چند روز اسی ٹکڑ میں رہا اور کسی سے نہ بولا اور فرد بہت زیادہ متفکر رہتے لگا اور اپنے دل میں ہر وقت سوچتا کہ میں مسلمان ہو جاؤں اور حضرت ابراہیم پر ایمان لے آؤں کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فی الحقیقت سچے بنی ہیں اور سچے سول معلوم ہوتے ہیں پھر اس بات سے بھی خوف کرتا کہ اگر میں مسلمان ہو گیا تو میری کل بادشاہی برباد ہو جائے گی اور پوری قوم میری دشمن ہو جائے گی پھر کچھ اپنے دل میں احساس کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور کہا میں تمہارے خدا کے واسطے کچھ قربانی دینا چاہتا ہوں آپ کی کمدارے ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تمہاری قربانی منظور نہیں ہوگی اس وقت تک جب تک کہ تم مسلمان نہ ہو جاؤ فرد دیکھنے لگا کہ میں قربانی کر دوں گا چاہے قبول ہو یا نہ ہو۔ اس کے بعد اس نے فوراً اپنے کارکنوں کو حکم دیا کہ چار ہزار گائیں لاؤ۔ چنانچہ وہ چار ہزار گائیں لائی گئیں۔ پھر اس نے ان سب کو قربان کیا۔ پھر بولاکہ دس ہزار خزانے سے ذبح سرخ اور دس ہزار گنچ سیم



کے تم کو دیتا ہوں کیونکہ میں نے تم کو اپنی آنکھوں سے جو تہارا حال دیکھا وہ نہایت ہی تعجب والی بات ہے اور تم کو اس نے اتنی بڑی کرامت بخشی جو آج تک کسی کو عنایت نہیں کی گئی۔ نمرود کا خیال سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اے ملعون میرا خدا جو دیتا ہے وہ بے عوض دیتا ہے اور جو مال تیرے پاس ہے اسی کا دیا ہوا ہے یہ کہہ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے پاس سے چلے گئے پھر وزیر ہامان نے نمرود بادشاہ سے کہا کہ ابراہیم نے وہ بزرگیاں بہ سبب آتش پرستی کے پائی ہیں اور اسی طرح کی چند باتیں اس نے کہیں کہ آگ ایک فرشتہ ہے جسے وہ چاہتا ہے عذاب کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے نہیں کرتا۔ ہامان کے کہنے کے مطابق اگر خیال کیا جائے تو ابراہیم علیہ السلام **فَعُوْذُ بِاللّٰهِ** **ذَ الْاَلَةِ** آتش پرست ہوئے وزیر ہامان ملعون یہ باتیں نمرود سے کہہ ہی رہا تھا کہ ذرا سی آگ کہیں سے اڑ کر اس کی آنکھ میں جاگڑی اس سر درد کی آنکھ جل گئی اور وہ اس آنکھ کی تکلیف کی وجہ سے سخت پریشان ہو گیا۔ اور وہ آنکھ اس کی بالکل روشنی سے محروم ہو گئی۔

نمرود کی بیٹی بالا خانہ پر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھ رہی تھی کہ ابراہیم علیہ السلام اچھی حثیت و رفتی کے ساتھ آگ میں تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور کنارے برائے کے چٹے جاری ہیں اور ان کے تخت کے چاروں طرف گل و بنفشہ و زرخیز دریاں کھل رہے ہیں۔ اور جو پتھر کافروں نے حضرت ابراہیم کے اوپر پھینکے تھے وہ تمام پتھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سر پر ملے مانتا رہے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کا بلند آواز سے نام پڑھ رہے ہیں۔ نمرود ملعون نے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ تو نے وزیر ہامان کو بھی دیکھا یہ بات سن کر اس نے ہامان کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ وہ خاک میں پڑا ہوا اپنی آنکھ کی سوزش سے لوٹ رہا ہے پھر نمرود نے اپنی بیٹی سے پوچھا تو نے ابراہیم کو دیکھا۔ وہ بولی ہاں میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور میں حیرت میں رہ گئی یہ کیفیت دیکھ کر اس نے اپنے باپ نمرود سے کہا کہ اے میرے ابا جان حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مرتبے پر اور ہامان اس عذاب میں مبتلا ہے۔ اے میرے ابا جان آپ کیوں چپکے بیٹھے ہیں کہوں نہیں کہتے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خدا برحق ہے۔ تب نمرود نے اپنی بیٹی کو بھڑک کر کہا۔ چپ رہ اور یہ کہہ کر وہ ملعون اپنے وزیر ہامان کے پاس چلا گیا اور اس کے بعد نمرود کی بیٹی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئی اور حضرت ابراہیم سے بولی اے ابراہیم تو مجھ پر کرم کر میں تیرے خدا پر ایمان لاتی ہوں۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو ایمان کی راہ بتائی اور یہ کلمہ پڑھایا۔ **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَسْمٰ اَھْمِمْ** **رَسُوْلُ اللّٰهِ** جب اس نے یہ کلمہ پڑھا تو وہ لڑکی مومنہ ہو گئی اور کہنے لگی کہ میں اپنے باپ کو بھی اس کلمہ کی دعوت دی

گی۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بہت بہتر ہے وہ اپنے باپ سے جا کر بولی کہ کیوں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے خدا پر ایمان نہیں لاتے ہو۔ اور میں ان کے دین سے مشرف ہو چکی ہوں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خدا برحق ہے۔ اور تمہارا خدا باطل ہے۔ تب اس کے باپ نے اس کو مارنا چاہا اچانک ایک ابر آیا اور اس کو وہاں سے اٹھا کر کوہ قاف کے پاس لے جا کر رکھا۔ اور دوسرا قول یہ بھی ہے کہ ہوا اٹھا کر لے گئی اور وہ لڑکی اسی دن سے خدا کی عبادت میں مشغول ہے خلق اللہ جب اس ماہرے سے آگاہ ہوئی۔ ہدایت ازلی جس کے ساتھ تھی وہ اپنا پاؤں اس آگ میں رکھ دیتا وہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خدا پر ایمان لاتا اور مسلمان ہو جاتا تھا۔

## میکان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آتش کدہ سے نکلنے کا

راوی کہتا ہے کہ مسلسل چالیس دن تک آتش کدہ فرو میں رہنے کے بعد جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس آتش کدہ سے باہر آئے اور ملک شام کی طرف چل دیے اور وہاں جا کر ایک شہر جو خزانہ الوجہ کہلاتا ہے آپ نے وہاں قیام اس شہر میں پہنچنے کے بعد کیا، دیکھتے ہیں کہ ہزاروں آدمی نفیس لباس پہن کر ایک عظیم الشان میدان کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دیکھ کر وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم لوگ سب کے سب نفیس لباس پہن کر کہاں جا رہے ہو وہ انہوں نے کہا کہ یہاں ایک بادشاہ کی شہزادی ہے اور وہ صاحب جمال ہے اور خیال یہ کیا جاتا ہے کہ اسی جیسا آج تک سارے عالم میں کوئی نہیں ہے۔ اور ہر ملک کے بادشاہ اور شہزادے سب اس کی خواستگاری کرتے ہیں اور وہ شہزادی کسی کو قبول نہیں کرتی اور وہ یہ کہتی ہے کہ میں اپنی پسند سے شادی کروں گی۔ آج تقریباً سات دن ہو رہے ہیں لوگ برابر وہاں جاتے ہیں اور اسی کا طریق عمل یہ ہے کہ جب سب جمع ہو جاتے ہیں تو وہ شہزادی خود نکل کر دیکھتی ہے لیکن پسند کسی کو نہیں کرتی یہ بات جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سنی تو انہی لوگوں کے ساتھ ہوئے اور اسی میدان کے ایک گوشہ میں جا بیٹھے جب وہ ہر ہو گئی اور تمام لوگ حاضر ہو گئے تو وہ شہزادی اپنے ساتھ ستر خواہیں لے کر اور تاج زرین ہریہ رکھ کر اور نقاب چہرے پر ڈال کر اور ایک تہرنجہ زرین جو اہرات سے جڑا ہوا ہاتھ میں لے کر میدان میں جا کر ایک سرے سے سب کو دیکھنے لگی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچی دیکھا کہ ایک نوراں کی پیشانی پر چمکتا ہے وہ نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا وہ شہزادی اس نور کو دیکھ کر ان کے حسن و جمال پر عاشق ہو گئی اور تہرنجہ زرین کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گود میں ڈال دیا اور خود



تخت پر جا بیٹھی۔ اس کے بعد بادشاہ وقت کے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بادشاہ کے پاس لے گئے اور حقیقت وہ نورجس پر شہزادی عاشق ہوئی وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی پر نوردار ہوا تھا۔ بادشاہ نے اسے دیکھ کر اپنی بیٹی کی طرف نگاہ کی اور کہا کہ اے بیٹی نیک شوہر تو نے پایا۔ مگر مرد غریب ہے کچھ فائدہ نہیں (آخر الامر) سب امراؤں نے مل کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کی شادی کر دی اور تمام رسومات بادشاہ ادا کیں اور سارے شہر میں خوشی و خرمی ہوئی، اور یہ بھی بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہِ سنہ خاتون اور حتر علیہا السلام کے نہ کوئی سمجھ و جمال میں ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ **اَلَا مَا شَاءَ اللہ** اور شادی کے چند ماہ بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک شام کی طرف جانے کا قصد کیا۔ سائرہ خاتون نے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی اور بغیر تمہارے میری زندگی محال ہے لہذا مجھ کو بھی اپنے ہمراہ لے چلو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا باپ تمہیں نہیں چھوڑے گا سائرہ خاتون بولیں کہ میرے باپ کی قدر تمہارے وجود کے سامنے میرے نزدیک کچھ بھی نہیں ہے اگر چھوڑے گا تو قبہا و گردنہ بے حکم اس کے تمہارے ساتھ چلوں گی۔ کیونکہ تمہارے بغیر زندگی محال اور وبال ہے۔ پھر سائرہ خاتون نے اپنے باپ سے رخصت مانگی اس نے ان کو اجازت دے دی تب حضرت ابراہیم علیہ السلام سائرہ خاتون کو لے کر شہر سے نکلے اور اللہ تعالیٰ کا حکم بھی یہی تھا۔ راستے میں کچھ لوگوں نے کہا کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام مفرک بادشاہ بڑا ظالم ہے اور عورتوں کی خواہش بہت رکھتا ہے۔ اور بالخصوص عروس کو کابیت زیادہ شائق ہے۔ اور بیت جلد اس طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس کے راستہ پر دی آدمی متعین رہتے ہیں جو کوئی مال و اسباب مہر سے لے جاتا ہے تو اسی کو پکڑ کر لیتے۔ اس ظلم کا حصول لیتا ہے اور اگر کوئی سوداگر اپنی عورت کو ساتھ لے جاتا ہے تو وہ اس عورت کو اس سے چھین لیتا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اندیشہ کرنے لگے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ناموس میں جرگ تھے اور سائرہ خاتون کے برابر حسینہ سارے جہان میں کوئی عورت نہ تھی اور اس راہ کے واسطے کوئی دوسری راہ بھی تھی۔ آخر الامر ناجار ہو کر ایک صندوق بنا کر سائرہ خاتون کو اس میں چھپا کر قفل لگا دیا اور صندوق کو اونٹ پر کسوا دیا۔ جب شہر میں جا پہنچے تو حصول والے اگر صندوق کھولنے لگے تاکہ اس کی جنس کو دیکھ کر اس کے موافق اس کا حصول یومی اس پر حضرت ابراہیم نے کہا کہ صندوق مست کھولو اس کا حصول جو ہو گا وہ میں دوں گا۔ اگر تم یہ چاہو کہ صندوق کے وزن کے برابر سونا چاندی تو تو بھی تم کو دے دی جائے گی یہی کراہی بھی زیادہ اشیائے ہوا کہ نہ معلوم اس میں کیا چیز ہے ضرور کھولنا چاہیے چنانچہ انہوں نے بالامر اس صندوق کو کھولا تو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک عورت صاحب جمال حسن سے مملو آفتاب کے مانند اس میں بیٹھی ہے جس کا ثانی اگر تلاش بھی کیا جائے تو ملنا ناممکن ہے۔ پس اس عورت کو بادشاہ کے پاس لے گئے چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی واسطے فرمایا کہ **اَمْشَوْ خَلْقِي اللّٰہُ اَصَدُّ ذُنُفَ تَرْجَمَ** بدترین آدمیوں میں راہ کے ٹکیان ہوتے ہیں یعنی مراد اس سے ہے حصول لینے والے جب حصول والے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سائرہ خاتون کو بادشاہ کے نزدیک لے گئے

تو اس بادشاہ ملعون نے پوچھا کہ یہ عورت تمہاری ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ کو جواب دیا جو اسلامی جواب تھا آپ نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے اور نبی کو بہن کہنا از روئے شریعت درست ہے یہ جواب سن کر اس ملعون نے کہا تم اپنی بہن کو مجھے دیدو تب حضرت نے فرمایا کہ وہ اپنی ذات کی مالک ہے سائرہ خاتون نے کہا صَعَاذَ اللہ یعنی پناہ مانگتی ہوں میں اللہ تعالیٰ سے وہ ملعون یہ سن کر ہنسا اور حکم کیا کہ ان کو حمام میں لے جاؤ اور نہلا دھلا کر اور لباس فاخرہ پہنا کر خوشبو سے منظر کر کے میرے پاس لاؤ یہ حکم اس ملعون کے ایسا ہی کیا گیا جب وہ تمام کام سے فراغت پا چکی تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ پردہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے سے اٹھائی تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ تمام گفتگو جو ملعون حضرت سائرہ خاتون کے ساتھ کرے سن سکیں اور ان کے تمام حالات اپنی آنکھوں سے دیکھیں جب جمال مبارک حضرت سائرہ خاتون کا اس ملعون نے دیکھا تو فوراً اس نے دست درازی کا قصد کیا۔ اسی وقت اس کا ہاتھ مثل اور خشک ہو گیا۔ پھر اس نے چاہا کہ بے ادبی کرے تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے زانو تک زمین میں دھنسی گیا۔ جب اس کو ٹپس نہ مل سکا تو فوراً کہنے لگا یہ عورت تو جادو گر ہے حضرت سائرہ خاتون نے اس ملعون سے کہا اے بد بخت میں جادو گر نہیں ہوں، لیکن خاوند میرا خداوند قدوس کا دوست ہے جو سب کی گمبانی کرنے والا ہے اور میرا خاوند خداوند کریم کی درگاہ میں دعا کرتا ہے تاکہ تو مجھے بے عزت نہ کر سکے یہ سنی کر اس نے توبہ کی رقی انصور ہاتھ اس کا دوست ہو گیا اور زمین نے بھی اس کو چھوڑ دیا پھر جب دوسری مرتبہ سائرہ خاتون کی طرف نگاہ بد سے دیکھا تو وہ اسی وقت اندھا ہو گیا تب اس ملعون نے کہا اے نبی معسوم میرے حال پر دعا کرو اور میں اس کام سے ہمیشہ کے لئے توبہ کرتا ہوں جب آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کے حکم سے اس کی آنکھیں اچھی ہو گئیں پھر جب حالات ٹھیک ہو گئے تو غلبہ شیطانی سے عہد شکنی کرنی چاہی کہ میں حضرت سائرہ خاتون پر دست دراز ہوں تو اسی وقت تمام بدن اس کا خشک اور مثل ہو گیا اور پھر آنکھیں جاتی رہیں پھر کہنے لگا اے نبی پاک دامن یہ سے واسطے اپنے خدا سے دعا کیجئے حضرت سائرہ خاتون بولیں کہ اے بد بخت یہ زمانہ میرا جس سے ہر میرے نہ ہر جو میرے ساتھ ہیں ان کی دعا ہے اور وہ خداوند کریم کے دست میں کردہ چاہیں کچھ معاف کر دیں یا نہ کر دیں تب اس نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہاں لاؤ پھر اس کے سامنے ابراہیم علیہ السلام وہاں شریعت لے گئے وہ بادشاہ بولا اے ابراہیم علیہ السلام مجھے معاف کر دیجئے آپ پر برا ظلم کیا ہے اور میں اس پر توبہ کرتا ہوں حضرت ابراہیم



علیہ السلام نے اس بادشاہ سے کہا کہ یہ میرے حکم سے نہیں ہے یہ رب خداوند قدوس کے حکم سے ہوتا ہے جو  
 تمام جہان کا رب و مالک ہے۔ دیکھو خدا کی مرضی کیا ہوتی ہے اسی کے مطابق کرنا ہوگا اسی وقت حضرت  
 جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا کہ اے ابراہیم خلیل اللہ خدا نے تمہارے لئے تمہیں سلام کہا اور فرمایا ہے  
 کہ جب تک یہ تمام ملک اور خزانہ اپنا تم کو نہ دے دے تم ہرگز اس سے راضی نہ ہونا۔ پھر حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام نے اس بادشاہ سے یہ بات کہی کہ میرا رب ایسا فرماتا ہے بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے  
 جب یہ باتیں سنیں تو یہی تمام سلطنت اور اپنا خزانہ حضرت ابراہیم کو دے دیا یہ کیفیت ہونے پر پھر  
 حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ کے حال پر دعا کی اور اس نے دعا کی برکت سے صحت و تندرستی  
 پائی۔ مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس ملک کے دو حصے کر کے آدھا حصہ جو جانب کعبہ  
 کے تھا آپ نے خود لے لیا اور باقی جو حصہ بچا اسی کو واپس دے دیا پس بادشاہ نے ایک صاحبزادی دینے  
 تک رسوخ و خوبصورت صاحب جمال لاکر حضرت سائرہ خاتون سے کہا کہ اے نیک نعت بنی میں نے  
 تمہاری بے حد محبت کی کوشش کی اور میں نے تم کو دیکھ کر اندیشہ بد کیا پس تمہارے نود و معاف کے  
 شکرانہ میں یہ بی بی حاجرہ کو تمہیں دیتا ہوں اور جو گناہ و تفسیریں مجھ سے ہوئیں معاف کیجئے پس حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام سائرہ خاتون اور بی بی حاجرہ کو لے کر کعبہ کے چلے رہے تھے حضرت سائرہ خاتون اپنا حال  
 جو بادشاہ کے یہاں گزر رہا تھا وہ بیان کرنے لگیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے سائرہ خاتون  
 تم خاطر جمع رکھو اب کچھ اندیشہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہماری آنکھوں کے  
 سامنے سے پردہ غیب اٹھا دیا جو باتیں مجھ پر گزرتی تھیں مجھ پر سب ظاہر ہو جاتی تھیں۔ اور جو  
 تم کرتی اور کہتی تھیں سو وہ میں دیکھتا اور برابر سننا تھا۔ بعد اسی کے سائرہ خاتون نے بی بی حاجرہ  
 کو حضرت ابراہیم کی خدمت میں دے دیا۔ یہاں ایک سوال ہے یعنی باوجود اس کے کہ جناب سرور  
 عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے اور حضرت ابراہیم کے درجے میں زمین و آسمان کا فرق ہے  
 پس اس میں کیا راز ہے کہ جب منافقوں اور کافروں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت  
 لگائی تھی تو اس وقت اللہ رب العزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ  
 کے درمیان سے پردہ نہ اٹھایا بلکہ حضرت عائشہ کی تہمت اور پاک دامنی کی خبر دی اس کا جواب  
 یہ ہے کہ اگر حق تعالیٰ عز و جل مابین ان کے پردہ نہ رکھتا تو حضرت عائشہ کی تہمت اور پاک دامنی  
 کی خبر دی اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حق تعالیٰ عز و جل مابین ان کے پردہ نہ رکھتا تو حضرت عائشہ کو  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو اس وقت منافق لوگ حضرت رسول خدا پر طعن کرتے اور

کہتے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنی بی بی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عصمت کے حال سے آگاہ تھے۔ لیکن باوجود اس کے ان کے حال کو ظاہر نہیں کیا گیا اور خداوند قدوس کو یہ منظور تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ کی عصمت کو بندیدہ وحی آسمانی سے ثابت اور مستحق کہ وہ تاکہ ام المؤمنین پر جنہوں نے بہت لگائی تھی وہ جھوٹے اور رو سیاہ ہوں اور منافق پھر ان پر کسی قسم کا کوئی ظلم نہ کر سکیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے سے اللہ تعالیٰ نے پردہ اٹھایا اور کہا کہ اے ابراہیم تو اپنی بی بی کو بچشم خود دیکھ لے اور جناب رسول خدا صلعم کو فرمایا اے یہ عالم صلعم غائب میں خود عائشہ کا نگہبان ہوں۔ پس ان دونوں کے درمیان از رو سے مرتبہ اتنا فرق ہوا کہ حضرت سائرہ خاتون کے نگہبان حضرت ابراہیم خلیل اللہ تھے اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس بان رب العالمین تھا۔

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شہر فلسطین میں سکونت اختیار کرنا

الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر مذکور سے نکل کر بیت المقدس کی طرف چلے گئے جس کو فلسطین بھی کہتے ہیں۔ جب حضرت ابراہیم بیت المقدس میں پہنچے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور آکر فرمانے لگے اے حضرت ابراہیم زمین کی طرف جتنا دیکھو گے اتنا ہی فائدہ ہوگا جب حضرت ابراہیم نے زمین کی طرف دیکھا تو اسی جگہ سے آب رواں جاری ہو گیا۔ پھر اسی کے بعد دیکھتے کیا ہیں کہ نرم زمین میں میوہ دار درخت لگے ہوئے ہیں اور بغیر پانی کے فصل پیدا ہوتی ہے اور سائرہ خاتون نے حضرت ابراہیم کی خدمت میں بی بی حاجرہ کو دیا تھا باجرہ نام بھی اسی واسطے ہوا کہ جب بادشاہ سائرہ خاتون کے ساتھ براقد کر تا تھا تو اسی وقت اس کا ہاتھ خشک ہو جاتا تھا اسی کے بعد اس نے توہر کی اور حضرت سائرہ خاتون سے کہا کہ میرے پاس ایک خادمہ ہے آپ اس کو اپنی خدمت میں لے جائیے کہ جس وقت میں اس سے براقد کر تا تھا اس وقت ہی ہاتھ میرا ایسا ہی خشک ہو جاتا تھا اور نسلی اقبال سے بی بی حاجرہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دادی ہوتی ہیں اور ان ہی کے بطن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل منسوب ہے پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شہر مذکور میں قیام کیا اور عمارتیں بنوائیں اور روایت ہے کہ ایک شخص سام بن نوح کی اولاد میں سے حضرت خلیل اللہ کے زمانے تک بقید حیات موجود تھا چنانچہ انہوں نے بھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ مل کر ملک آباد کیا اور بہت کثیر تعداد میں لوگوں کو شرعی احکامات بتائے۔ جب کچھ



لوگ آپ کے ہم عقیدہ ہو گئے تو ان لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہم کو ایک قبلہ چاہیے۔ تاکہ ہم سب لوگ اس کی طرقت منوجہ ہو کر خدا کی عبادت کیا کریں۔ یہ گفتگو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنی قوم سے ہو رہی تھی کہ حضرت جبرائیل نثریت لے آئے اور رضائے الہی سے ایک چھتر ہشت سے لاکر اب جہاں بیت المقدس ہے وہاں رکھ دیا اور کہا اے ابراہیم ۲

هٰذَا قِبْلَتُكَ وَ قِبْلَةُ الْاٰیٰتِ وَ مِنْ بَعْدِكَ ۝ ترجمہ لکھا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اے خلیل اللہ یہ تمہارا قبلہ ہے اور تمہارے بعد انبیاءوں کا قبلہ ہے اور حدیث میں آتا ہے کہ جالیس ہزار پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی نسل سے ہیں، ان سب انبیاءوں میں سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور سب سے آخر میں پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پس اس چھتر کی طرف قبلہ رو ہو کر خدا کی عبادت کرتے تھے اور اس چھتر کا نام صخرۃ اللہ ہے پس حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں رہے اور اولاد بھی ان کی وہاں پیدا ہوئی اور فرمان الہی ہوا کہ اے ابراہیم علیہ السلام تم سرود کے پاس جاؤ اور اس کو تمام شکر سمیت میری طرف بلائے کی دعوت دو تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے زمین با بل میں جا کر سرود لین سے کہا اے سرود کہہ لا اَللّٰہُ اَبْرٰہِیْمُ مَرْسُوْلُ اللّٰہِ سرود نے کہا اے ابراہیم علیہ السلام تیرے خدا سے مجھے کچھ حاجت نہیں اور تو یہ بھی دیکھنا کہ آسمان کی مملکت بھی میں تیرے خدا سے عجیب لوں گا اس کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے ملعون تو آسمان پر کس طرح جائے گا۔ وہ بولا کہ میں آسمان پر جانے کی تدبیر کرتا ہوں۔ تب اس ملعون نے اپنے درباریوں کو حکم کیا کہ چار گدھوں کو پالیں۔ جب وہ بڑے ہو گئے تو ایک تابوت بنوایا لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اب کیا کیا جائے بڑا ہی متردو ہوا کہ اب کیا کروں شیطان سرود بھی اس کے ہم نشینوں میں آکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ تابوت کے چاروں کنارے چار گدھوں کو باندھو ایک رات تک ان کو بالکل جھکوا رکھو، بعد اس کے ہر ایک کے سامنے اوپر کی طرف گوشت باندھ کر لٹکا دو۔ جب یہ چاروں گدھ گوشت کھا نے کا قصد کر رہے تھے کہ آسمان کی طرف لے اڑیں گے اور تھوڑے ہی عرصہ میں تابوت سمیت تجھے آسمان پر پہنچا دیں گے۔ جب تو وہاں پہنچ جائے گا تو ابراہیم کے خدا سے سلطنت فوراً تمہیں لینا اور پھر اپنا تسلط وہاں پر قائم کر دینا اور اپنے ہمراہ ایک مصاحب کو بھی لے لینا۔ جب ایک روز اوپر گزرے گا میلے اور پہاڑوں نے زمین کے یکساں معلوم ہوں گے پھر دوسرے دن تمام عالم دریا کی مانند نظر آوے گا اس وقت سمجھنا کہ میں اب آسمان پر پہنچ گیا ہوں۔ ابراہیم علیہ العنتہ نے ایک کو کہا اور سرود بادشاہ نے اس سے سنا اور پھر دیا ہی کیا

اور ایک مصاحب کو اپنے ساتھ لے کر اس تابوت میں سوار ہو کر آسمان کی طرف چلا۔ جب کچھ بلند ہوا تو اپنا تیر گمان سے لگا کر چاہا کہ آسمان کی طرف لگاوے اس وقت اس کے مصاحب نے کہا کہ اے مردود بادشاہ تو یہ کیا کرتا ہے۔ اس مردود نے کہا کہ آسمان کے خدا کو تیر لگا کر ملک آسمان اس سے چھین لیتا ہوں اس نے کہا اے مردود تو جس کو تیر لگانا چاہتا ہے وہ خدا اس لائق نہیں ہے اور اے وہ سچا خدا ہے کہ تیری کو حضرت ابراہیمؑ پر جو جتا ہے اور نام اس کا تبار و جبار بھی ہے تو سب سے بد بخت ہے تب مردود پلید نے غصہ میں آکر اس کو دہاں دھکیل کر گرادیار۔ فوراً اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام آکر اس کو بے عتاب و کتاب بہشت میں لے گئے پس مردود نے آسمان کی طرف تیر لگایا اس وقت جناب باری سے حکم آیا اے جبرائیل مردود کے تیر کو لے کر پھیلی کی پشت پر لگا کر مردود کی طرف ڈال دو تاکہ کوئی دشمن بھی میری درگاہ سے غروم نہ جادے تب جبرائیل علیہ السلام اس تیر کو لے کر پھیلی کے پاؤں آئے پھیلی نے کہا اس کو کیا کر دے حضرت جبرائیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ اس تیر کو تیری پیٹھ کے خون سے آلود کر کے مردود کی طرف ڈال دوں تاکہ وہ خدا کی درگاہ سے نا امید نہ بھاوے یہ سن کر پھیلی نے درگاہ الہی سے نہایت موذبانہ انکسار کی کہ یا اہی تو اس بے گناہ کو دشمن کے تیر سے مارتا ہے تب ندا آئی کہ اے پھیلی اس وقت جو رہے تجھے کوں موتا ہے دوسری بار تجھ کو ہرگز نہ ہوگا اور نہ تجھ کو کوئی نلکھ ہوگی پس حضرت جبرائیل نے مردود کے تیر میں پھیلی کا خون لگا کر اس ملعون کی طرف پھینک دیا۔ جب مردود نے اپنے تیر کو خون آلود دیکھا تو بہت خوش ہوا اور کہنے لگا میرا جو مقصد تھا وہ پورا ہو گیا اب آسمان کے خدا کو میں نے مار ڈالا پس جو گوشت کہ اوپر کی طرف باندھا تھا اب وہی گوشت تابوت کے نیچے کی طرف باندھ دیا۔ جب گدھوں نے گوشت نیچے کی طرف دیکھا تو انہوں نے نیچے کی طرف قصد کیا فوراً زمین پر آہنپنا اور جب تمام لوگوں کو اس بات کی خبر ہوئی تو بہت سے لوگ بوجہ خوشی کے بے ہوش ہو گئے اور بعد ایک ساعت کے ہوش میں آئے تو سب کے سب علیحدہ علیحدہ اپنا اپنا خیال بیان کرتے گئے اور ان میں کوئی بھی ایک دوسرے کی باتیں سنتا ہی نہیں تھا جبکہ بوجہ خوشی کے پھولے نہ مہانے تھے اور اصل حقیقت کو بھی پوچھتے نہ تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جو دی پہاڑ پر جب کشتی پر سے اترے تو جو لوگ کہ حضرت کے ساتھ کشتی پر تھے انہوں نے ایک ایک گاؤں جہاں آباد کیا تھا اور علاقہ کا نام ٹمانینہ تھا۔ وجہ تسمیہ اس کی حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ میں بیان ہو چکی ہے ان لوگوں کو حضرت نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی اپنی آبادی میں جا کر رہے اس بات کو کسی نے نہ مانا پس حضرت نے دعا کی تب ہر قوم کی علیحدہ علیحدہ



زبان پیدا ہوئی کوئی کسی کی بات نہ سمجھتا کہ یہ کیا کہتا ہے۔ اسی وجہ سے متفرق ہو کر اطراف جہان میں پھر آباد عمارت بنا کر بے اور دوسرا قول یہ ہے کہ کشتی نوح کے ساتھ کسی نے دشمنی پیدا کی تھی وہ بولے جب نوح کشتی سے اترے گا تو ہم اس کو مار ڈالیں گے وہ لوگ کشتی سے باہر نکلے تب خدا تعالیٰ نے ہر ایک کی زبان مختلف کر دی تاکہ کسی کی بات کوئی نہ سمجھے اور حضرت نوح علیہ السلام سے دشمنی نہ کر سکے اس وقت ہر شخص اپنے اپنے حال پر رہ گیا۔ القصد جب نمرود لعین آسمان پر سے زمین پر آیا تو حضرت ابراہیم سے کہا دیکھ تیرے خدا کو میں نے ملوث الامیر سے تیرے جو خون لگا ہوا ہے یہ اسی کا نشان ہے اب تیرے خدا سے میں سے ملک آسمان چھین لیا یہ باتیں سننے کے بعد حضرت ابراہیم نے کہا اے مردود میرے خدا کو کوئی نہیں مار سکتا اور نہ وہ کہی مرنے والا ہے اور وہ سب پر قادر ہے وہ قہار ہے اور سب مقہور اور وہ رزاق ہے سب مرزوق، اور وہ خالق ہے سب مخلوق، پھر اس لعین نے کہا اے ابراہیم تیرے خدا کا لشکر کتنا ہوگا، میں تیرے خدا کو تو آسمان پر مار چکا ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے لشکر کو بھی مار ڈالوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کہ میرے خدا کے لشکر کی کوئی خبر نہیں جانتا سوائے اس کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ وَمَا يَخْلُقُ جُنُودًا يَكُنْ إِلَّا هُوَ تَرَاهُ۔ اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کا لشکر مگر وہی۔ پھر نمرود نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ میں اپنا لشکر جمع کرتا ہوں تو بھی اپنے خدا کا لشکر جمع کرتا کہ میرے ساتھ مقابلہ ہو۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا اے مردود تو اپنا لشکر جمع کر میرا خدا کس خیسکون میں جمع کر دے گا تب اس مردود نے مشرق اور مغرب اور روم اور ترکستان اور ہند سے تمام لشکر و فوج بلا کر جمع کیا۔ تین سو فرنگ یعنی نو سو کوس تک اس کے لشکر کی چھاؤنی پڑی تھی اور وہ مردود تقریباً ساٹھ برس تک اسی خیال باطل اور فکر بے ہودہ میں پڑا رہا۔ تمام لشکر و فوج زمین باطن میں لاکھ جمع کرنا رہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے پلید خدا سے شرم کر کہ وہ تمام مخلوقات کا خالق و رازق ہے اس سے خدا تو ڈر اور اپنا خالق جان کہ اس نے تجھے دنیا میں سلطنت دی اور آخرت میں بھی دینے والا ہے۔ اسی پلید و ناپاک نے کہا کہ مجھے تیرے خدا سے کچھ حاجت نہیں تب حضرت ابراہیم نے خدا سے دعا مانگی۔ اے بابہ الہیہ ملعون نا فرمان تیرے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو اس کو ہلاک کر، تب حضرت جبرائیل آئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ تمہاری دعا قبول ہوئی پس نمرود نے ساٹھ لاکھ سوار تندرہ پوش تیار کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ خدا کو اگر طاقت ہے تو کہہ دے کہ دنیا کی بادشاہی ہم سے چھین لے مگر پہلے میری فوج سے آکر ٹرے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کی۔ حکم آیا تو کیا مانگتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ خدایا

تیری مخلوقات میں سے مجھ راہی صلیف اور ہر جانور کی خوراک ہے میں اسے مانگتا ہوں۔ فرشتوں کو حکم ہوا کہ مجھروں کو چھوڑ دیں اور اسی وقت فرشتوں پر فرماں الہی ہوا کہ تم کوہ قاف میں جا کر مجھروں کے سوراخوں میں سے ایک سوراخ کھول دو۔ فرشتوں نے عرض کی یا الہی کتنے مجھر چھوڑ دیں۔ حکم ہوا کہ صرف ساٹھ لاکھ مجھر چھوڑ دو تاکہ ہر ایک سوراخ کے مقابل میں لشکرِ فرد کے ایک ایک ہو جائے تو فرد داہنی قوت اور شجاعت کو دیکھے اور معلوم کرے۔ فرشتوں نے حکم الہی سے جا کر ایک سوراخ اسی میں کھول دیا۔ تب مجھراہر کی مانند زمین بابل میں جہاں فرد کی لشکر گاہ تھی جا پہنچے۔ جناب باری تعالیٰ کا حکم ہوا۔ اسے مجھر داہنہری خوراک فرد کے لشکر میں ہے تم سب ان کو کھاؤ۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے جا کر کہا کہ اسے فرد اور کچھ میرے خدا کی قوت آپہنچی ہے جب فرد نے دیکھا کہ مانند ابراہیم کے ہوا پر کچھ چلا آتا ہے تو اس یمن نے اپنے سپاہیوں کو کہا کہ ہاں ہوشیار ہو کہ عزم کھڑا کرو اور لڑائی کا تقابہ بجاؤ۔ انہوں نے ویسا ہی کیا اور کہتے ہیں کہ شور و غل سے فرد کے لشکر وں کے زمین میں زلزلہ پڑ گیا۔ پس کیا تھا۔ آنا فنا فوج الہی آپہنچی۔ شور و غل آدمیوں کا جو فرد کے لشکر وں میں ہو رہا تھا مجھروں کی آوازوں سے کم ہو گیا اور جہاں پر نزع پڑ گیا اور مجھروں کے غل سے جہاں پر ہو گیا اور جوش و خروش اس مردود کا جاتا رہا۔ اور ہر سوراخ کے سر پہ ایک ایک مجھر بیٹھ گیا اور مجھراپنے دھمک ان کے سروں میں چھو چھو کر مغز اور گوشت اور پوست اور رگ و آنت اور خون سمیت سب کا سب کھا گئے۔ اور خدا کے فضل و کرم سے مجھر ذرا بھی ماندے نہ ہوئے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ بڑی ٹمک ان کی کھا گئے۔ اسی ملعون کے لشکر کی لشکر گاہ میں ایک آدمی بھی باقی نہ رہا۔ اور ایک مجھر کا نا لنگڑا ٹوٹا لنگڑیہ ہر عضو میں اسی کے نقص تھا وہ مجھروں کا سردار تھا اسی نے خدا کی درگاہ میں عرض کی کہ الہی فرد ملعون کو میرے ہاتھ سے ہلاک کر تو اس کے عوض مجھے ثواب ملے پس خدا نے اس کی معروفات قبول فرمائیں۔ جب فرد مردود اکیلا لنگڑیہ طرف بھاگا اپنی لشکر گاہ سے تو بالا خانہ میں حرم بابل کے بیٹھ کر یہ تو تشویش کر رہا تھا کہ ہمارا اتنا بڑا لشکر سارے کا سارا مارا گیا اور ہم میں سے کوئی بھی ایک مجھر کو نہ مار سکا۔ وہ سردار مجھر جو لنگڑا اور ایک آنکھ کا کاٹا تھا اس فرد کے زانوں پر جا بیٹھا۔ اسے دیکھ کر اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اسی طرح کے جانور آکر ہمارے سارے لشکر کھس گئے۔ اور یہ کہہ کر چاہا کہ اس کو پکڑے اتنے میں وہ مجھر اس پلیدی کی ناک میں جا گھسا اور باغ میں جا کر اس کا مغز کھانے لگا وہ مردود اس عذاب میں گرفتار ہوا کہ جس کا چارہ کچھ نہ ہو سکا۔ ۱۰ میں دن رات اسی طرح پریشانی میں گزر رہے۔ جب اس کے دوست آشنا کو کہہ جا کر اس کے سر پہ



لکڑی یا کنفی باری کرتے تو اس کے صدمے سے وہ پھر جبرائیل کے دماغ میں گھس چکا تھا تو پوری دیر  
 کے لئے دم لیتا پھر اس کو کچھ معمولی سا چین آجاتا ہے۔ بعد چالیس دن رات کے حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 کے پاس وحی نازل ہوئی کہ اے ابراہیم تم فرد ملعون کے پاس جاؤ اور میری طرف سے اس کو بلاؤ اور  
 اس کو سیدھی راہ بتاؤ تاکہ اس کا کچھ بھلا ہو تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے فرد کے پاس  
 جا کر کہا کہ اے فرد تو کہہ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۝ فرد ملعون نے یہ سن  
 کر کہا کہ وہ اور تو کون ہے کہ میں گواہی دوں اسی کی وحدانیت کی اور تیری رسالت کی حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تیرے گھر کی سب چیزیں گواہی دیں کہ خدا ایک ہے اور میں اس کا رسول  
 ہوں۔ تب تو ایمان لے آئے گا پس اتنے میں نماز فرض فروش اور چھت پردے اور آلات اور  
 اثاث البیت غرض سب شے نے باوازمند کہا لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ذٰلِكَ اِبْرٰهِيْمٌ  
 رَّسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فرد نے کہا کہ تمام اسباب و آلات گھر کا جلا کر دریا میں ڈال دو ویسا ہی  
 کیا گیا تب فرد پلید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اب پھر کون بولے گا کہ تیرا خدا ایک ہے اور  
 تو اس کا رسول برحق ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام در و دیوار اور ستون اور مکانات  
 اور سب چیزیں اس کی شہادت دیں گی۔ اسی وقت سب نے باوازمند فصیح زبان سے کہا۔ لا اِلٰهَ  
 اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ذٰلِكَ اِبْرٰهِيْمٌ رَّسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ پھر فرد نے  
 ان سب شے کو یعنی در و دیوار و مکان و ستون سب کھد کر جلا دیا۔ پھر فرد ملعون نے کہا اے  
 ابراہیم بتاؤ اب کون تمہارے خدا کی گواہی دے گا اور تمہاری رسالت کی گواہی دے گا حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرے بدن کی پوشاک گواہی دے گی۔ پھر اسی وقت پکڑوں نے  
 گواہی دی۔ ان کو بھی فرد ملعون نے اتار کر جلا دیا۔ پھر پلید نابکار نے حضرت ابراہیم سے کہا  
 بتاؤ اور کون بولے گا۔ پھر اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت خلیل اللہ سے کہنے  
 لگے۔ اے ابراہیم علیہ السلام تمام کافروں نے موت کے وقت خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا تھا مگر یہ فرد  
 کافر ہرگز ایمان نہ لائے اور قیامت تک اس پر عذاب شدید ہوگا۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ  
 جس وقت عبد اللہ ابن مسعود نے ابو جہل کا سر کاٹنا چاہا اس وقت ابو جہل نے کہا اے عبد اللہ تم اپنے  
 محمد سے کہہ دو کہ جب سے میں اس کو دشمن جانتا ہوں تب ہی سے ہی ہوتا ہوں کہ وہ رسول خدا کا  
 ہیں۔ پس قیامت کے دن حشر کے میدان میں حضرت بلال حبشی نماز کے لئے اذان دیں گے اَشْهَدُ  
 اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۝۔ پس سر ابو جہل وہاں بھی

ہوئے گا محمد رسول اللہ خدا کا رسول جیسے پس یہ دروڑ مرد و ابو جہل اور مرد و دنیا میں بڑے کافر تھے اور آخرت میں بھی ہمیشہ عذاب الہی پر ہے حضرت جبرائیل نے اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اس ملعون کی اجل آج چکی ہے اور اب کچھ دن بھی باقی نہیں ہیں جس گھڑی وہ پھر اس کی ناک سے نکل کر چلا گیا۔ وہ مرد و وہیں جہاں تھا مر گیا اور جہنم واصل ہوا اور قیامت تک عذاب میں مبتلا رہے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مرد و کے مرد و سوٹا مارنے کے لئے ایک دکر مقرر تھا۔ جب شب روزاں کو سوٹا مارا جاتا تو اس کو کچھ قرار و آرام ہوتا اسی طرح جب رات دن سوٹے لگاتے لگاتے چالیس دن گزرے تو نوکر مقرر تھا وہ ناچار ہوا آخر غصہ ہو کر ایک ہی دفعہ زور سے ایک سوٹا ایسا مارا کہ اس مرد و کا مرد و بکڑے ہو گیا اور اس کے سر کا پورا بھینسا نکل پڑا اور اسی حالت میں اس کی جان نکل گئی اور وہ جہنم میں داخل ہو گیا اور وہ پھر مغز کی کر کافی بڑا ہو گیا خدا وہ سر کے پھٹ جانے سے باہر نکل آیا اور پھر وہ بھی چلا گیا۔

## حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی مراجعت

جب مرد و واصل جہنم ہو گیا تو اس کی قوم میں جو لوگ موجود تھے سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگے کہ آج تک یہ ملک مرد و پیدا کرتا، اب تمہارا ملک ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے ملک گیری سے کچھ کام نہیں اور یہ ملک ہمیشہ ملک بے زوال کا ہے اور میں بندہ بازول اس بے مثال کا ہوں ملک مصر و عجم بادشاہوں کی جگہ ہے اور ملک شام نبیوں کی جگہ ہے میں تو شام جا رہوں گا۔ لوگوں نے کہا ہم بھی آپ کے ساتھ شام میں جا دیں گے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کی طرف راہی ہوئے۔ راجیہ نامی ایک جگہ ہے وہاں آپ اپنے اس ملک اور شہر کو رونق بخشی اور وہاں سے ریائے فرات کے کنارے پہنچے وہاں بھی ایک شہر آباد کیا اور اس شہر کا نام رقیہ ہے، پھر وہاں سے حلب میں تشریف لائے اور وجہ تسمیہ حلب کی یہ ہے کہ سب وہاں دودھ دوا کرتے تھے اور وہاں حلب احمر میں آئے اور پھر وہاں سے عین میں آئے کہ جہاں کے بادشاہ نے حضرت ہاجرہ کو دیا تھا اور وہ بادشاہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور دین اسلام سے مشرف ہوا اور پھر جو بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات کو آتے وہ دین اسلام سے مشرف ہوتے وہاں چند روز قیام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معاً بنی زور و محترمہ کے دمشق میں آگئے اور وہاں اسی دین اسلام کا طریقہ و اطوار لوگوں کو بتایا اور بہت سے لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے اس کے بعد شہر لیب میں وارد ہوئے اور



کے اہل شہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آنے سے پہاڑوں میں بھاگ کر چلے گئے اور جو مسلمان  
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھے ان لوگوں نے وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے ان کے چھوڑے  
 ہوئے مال و دولت سے فائدہ اٹھایا اور وہ تمام مال نینت لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے  
 ساتھ کنعان میں آ پہنچے اور ان لوگوں نے وہاں ایک نہر جاری دیکھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے  
 فرمایا کہ اس کا پانی سات جگہوں میں جا کر گرتا ہے۔ ملا۔ دقا۔ و و غایم و زقوم اور اسی کے مانند  
 دیگر جگہ۔ لیکن یہاں کے آدمی تکب و فعل بد نہ دیتے ہیں۔ نیز۔ رو کے ساتھ مرد اور عورت کے  
 ساتھ عورت فعل بد نہ کرتی ہیں۔ نہ ہرنی کو لے کر وٹوں سے مال جبین لیتے ہیں اور یہ لوگ ساری عمر اسی  
 فعل بد پر رہتے اور پھر مر گئے اور یہ شہر ان قوم کو عا پھر وہاں سے بیت المقدس میں تشریف لائے  
 تب سائرہ خاتون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آنے سے ازراہ خوشی دو سو دینار فقرا کو  
 تصدق کئے اور تمام شہر کے لوگ خوش و مسرور ہو گئے تقدیر الہی سے ایسا اتفاق ہوا کہ نور پشانی سے  
 حضرت باجرہ کی پیشانی پر ظاہر ہوا۔ بعد وہاں سے اٹھ کر حضرت سائرہ خاتون کے پاس تشریف  
 لے گئے۔ تب حضرت سائرہ خاتون نے اس حال سے واقف ہو کر حضرت باجرہ کے کان چھید دیئے  
 پس حضرت باجرہ کے کان چھیدنے سے اور بھی زیادہ خوبی آگئی حضرت سائرہ خاتون نے کہا کہ واہ  
 واہ اس عیب نے تو اور ہی خوبصورتی بخشی پھر غصہ ہو کر ان کا خستہ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا  
 کہ اے ابراہیم علیہ السلام میں نے تمام زن و مرد پر یہ سنت باجرہ کی جاری کر دی کہ ساری امت ان کی  
 قیامت تک پیروی کرے۔ حضرت سائرہ خاتون کو اور بھی غیرت پیدا ہوئی اور حضرت ابراہیم سے  
 بولیں کہ یہ چیز مجھ کو برداشت نہیں ہے کہ باجرہ کے کوئی فرزند پیدا ہوا اور مجھ کو نہ ہوا اور جب  
 جینے گذر گئے تو حضرت باجرہ کے بطن سے حضرت اسماعیل تولد ہوئے بعد وہ سائرہ خاتون نے  
 حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اگر وہ باجرہ یہاں رہے گی تو پھر میں یہاں نہ رہوں گی اور میں  
 یہاں سے کہیں چلی جاؤں گی۔ نہیں تو ان کو یہاں سے کہیں ایسی جگہ پر لے جا کر رکھو کہ وہاں میوے  
 اور آبادی اور پانی بھی نہ ہو تاکہ یہ اچھی طرح سے آرام نہ پاسکے اور میں بھی اسی کو نہ دیکھ سکوں۔  
 حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بات کو نہ بہت مزہ و تفکر ہوئے لستے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر  
 فرمایا اے ابراہیم۔ سائرہ خاتون جو کہتی ہیں سو کو رہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے باجرہ اور حضرت  
 اسماعیل زبیح اللہ کو ایک دنٹ پر سوار کیا اور آپ بھی ایک دنٹ پر سوار ہو کر بیت المقدس سے  
 نکل کر اب جہاں خانہ کعبہ ہے وہاں پہنچے تب باجرہ سے کہا کہ تم یہاں ذرا شہر و میں آتا ہوں۔ باجرہ حضرت اسماعیل  
 کو لیکر وہاں بیٹھی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام دیکر ہو کر اور اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے ملک شام کی طرف تشریف لے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھے ان لوگوں نے وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے ان کے چھوڑے ہوئے مال و دولت سے فائدہ اٹھایا اور وہ تمام مال نینت لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کنعان میں آ پہنچے اور ان لوگوں نے وہاں ایک نہر جاری دیکھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا پانی سات جگہوں میں جا کر گرتا ہے۔ ملا۔ دقا۔ و و غایم و زقوم اور اسی کے مانند دیگر جگہ۔ لیکن یہاں کے آدمی تکب و فعل بد نہ دیتے ہیں۔ نیز۔ رو کے ساتھ مرد اور عورت کے ساتھ عورت فعل بد نہ کرتی ہیں۔ نہ ہرنی کو لے کر وٹوں سے مال جبین لیتے ہیں اور یہ لوگ ساری عمر اسی فعل بد پر رہتے اور پھر مر گئے اور یہ شہر ان قوم کو عا پھر وہاں سے بیت المقدس میں تشریف لائے تب سائرہ خاتون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آنے سے ازراہ خوشی دو سو دینار فقرا کو تصدق کئے اور تمام شہر کے لوگ خوش و مسرور ہو گئے تقدیر الہی سے ایسا اتفاق ہوا کہ نور پشانی سے حضرت باجرہ کی پیشانی پر ظاہر ہوا۔ بعد وہاں سے اٹھ کر حضرت سائرہ خاتون کے پاس تشریف لے گئے۔ تب حضرت سائرہ خاتون نے اس حال سے واقف ہو کر حضرت باجرہ کے کان چھید دیئے پس حضرت باجرہ کے کان چھیدنے سے اور بھی زیادہ خوبی آگئی حضرت سائرہ خاتون نے کہا کہ واہ واہ اس عیب نے تو اور ہی خوبصورتی بخشی پھر غصہ ہو کر ان کا خستہ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے ابراہیم علیہ السلام میں نے تمام زن و مرد پر یہ سنت باجرہ کی جاری کر دی کہ ساری امت ان کی قیامت تک پیروی کرے۔ حضرت سائرہ خاتون کو اور بھی غیرت پیدا ہوئی اور حضرت ابراہیم سے بولیں کہ یہ چیز مجھ کو برداشت نہیں ہے کہ باجرہ کے کوئی فرزند پیدا ہوا اور مجھ کو نہ ہوا اور جب جینے گذر گئے تو حضرت باجرہ کے بطن سے حضرت اسماعیل تولد ہوئے بعد وہ سائرہ خاتون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اگر وہ باجرہ یہاں رہے گی تو پھر میں یہاں نہ رہوں گی اور میں یہاں سے کہیں چلی جاؤں گی۔ نہیں تو ان کو یہاں سے کہیں ایسی جگہ پر لے جا کر رکھو کہ وہاں میوے اور آبادی اور پانی بھی نہ ہو تاکہ یہ اچھی طرح سے آرام نہ پاسکے اور میں بھی اسی کو نہ دیکھ سکوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بات کو نہ بہت مزہ و تفکر ہوئے لستے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا اے ابراہیم۔ سائرہ خاتون جو کہتی ہیں سو کو رہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے باجرہ اور حضرت اسماعیل زبیح اللہ کو ایک دنٹ پر سوار کیا اور آپ بھی ایک دنٹ پر سوار ہو کر بیت المقدس سے نکل کر اب جہاں خانہ کعبہ ہے وہاں پہنچے تب باجرہ سے کہا کہ تم یہاں ذرا شہر و میں آتا ہوں۔ باجرہ حضرت اسماعیل کو لیکر وہاں بیٹھی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام دیکر ہو کر اور اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے ملک شام کی طرف تشریف لے

تشریف ملائے اور آفتاب گرم ہوا تو سر پر گرمی پہنچی تو پیاس کی شدت محسوس ہوئی اور اس پیاس کی شدت کی وجہ سے حضرت ہاجرہ کو وہ صفا و مروہ کی طرف دوڑیں وہاں بھی کہیں پانی نظر نہ آیا۔ اسی طرح پانی کے لئے صفا و مروہ کا سات دفعہ اہل سنت والجماعت کے مذہب میں حاجیوں پر قیامت تک سنت ہاجرہ جاری رہے گی اور ہر حاجی اسی طرح سات مرتبہ دونوں بہاؤں پر دوڑتے ہیں جب حضرت اسماعیلؑ کو حضرت ہاجرہ اس میدان میں اب جس جگہ چاہ زم زم ہے لٹا کر پانی کے لئے صفا و مروہ کی طرف دوڑیں اور پانی نہ پایا تو آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا جب وہاں سے واپس آئیں اور حضرت اسماعیلؑ کے پاس آکر دیکھا کہ حضرت اسماعیلؑ شدت پیاس سے جس زمین پر بیر رکھتے تھے اسی جگہ بحکم خداوند قدوس پانی کا فوارہ جاری ہوا اور بفضل خدا اب تک وہ چشمہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ یہ کیفیت دیکھ کر حضرت ہاجرہ بہت خوش ہوئیں اور کہنے لگیں کہ الحمد للہ یہ مبارک فرزند اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عنایت فرمایا ہے۔ پس وہی پانی حضرت ہاجرہ نے خوب سیر ہو کر پیا اور مٹی و پتھر لاکر چاروں طرف سے اسی پانی کو بند کر دیا تاکہ زیادہ نہ پھیلنے پائے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ہاجرہ وہ پانی بند نہ کرتیں تو وہ تمام مکے منغلہ کی تمام حدود میں قیامت تک جاری رہتا۔ پس جو کھانے پیتے کا تھا کھا لیا۔ اتفاقاً ایک روز سوداگروں کا قافلہ پانی کی تلاش میں مدینہ منورہ کے تمام موشیوں کے بوجہ پیاس کے کوہ صفا پر آیا تو اس قافلہ نے وہاں ایک عورت کو پانی کے کنارے بیٹھے دیکھا اور اس قافلہ کا بیان ہے کہ اس جگہ سے جب ہم لوگ گزرے تھے تو کبھی بھی ان لوگوں نے اس جگہ پانی نہ دیکھا تھا یہ دیکھ کر وہ لوگ بہت حیران ہوئے اور وہ اسی شجہ میں حضرت ہاجرہ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ تم کون ہو اور یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ حضرت ہاجرہ نے اس قافلہ والوں سے جو حال اپنے اوپر اور حضرت اسماعیلؑ پر اور پانی کا جو اجرا گزرا تھا وہ سب سرگزشت انہیں سنائی۔ یہ سن کر وہ لوگ کہنے لگے۔ اگر اجازت ہو تو ہم لوگ تمہارے پاس اپنی بود و باش اختیار کریں اور پانی کے عوض تم کو ہر سال عشر دیویں تاکہ ہم کو یہ پانی حلال ہو۔ حضرت ہاجرہ نے فرمایا اچھا۔ تب وہ لوگ وہاں آئے اور اپنے اپنے خیمے نصب کئے اور آہستہ آہستہ اور باتوں اور پکریوں کو جبرائیلؑ میں چھوڑ دیا۔ بہت دنوں تک وہ لوگ وہیں رہے۔ اس عرصہ میں حضرت اسماعیلؑ بالغ ہوئے اور حضرت ہاجرہ ابرہہ بن کعبہؓ کی گزراوقات کیا کرتی تھیں۔ اسی طرح ایک مدت گزر گئی ایک روز حضرت خلیل اللہؑ کو حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کے دیکھنے کی آرزو ہوئی اور اپنے دل میں کہنے لگے کہ خدا جانے وہ دونوں کس حال میں ہوں گے۔ تب حضرت سائرہ خاتون نے فوراً اجازت دے دی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عہد لیا کہ تم وہاں سواری پر



سے نہ اتنا۔ اور جلدی دیکھ کر وہاں سے چلے ۲ تا یہ عہد کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت المقدس سے نکل کر بیا بان کی راہ لی۔ جب مکہ میں پہنچے تو وہاں قوم عرب کو دیکھا کہ اونٹ کبری چراتے ہیں اور کسی کو بیٹھنے اور کوئی چٹا پھر تا ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کسی نے نہ پہچانا۔ مگر حضرت ہاجرہ دور سے دیکھ کر بغرض استقبال آگے بڑھیں اور ان کو نہایت تنگ و اعتشام سے اپنی جلتے رہائش پر لائیں۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے عہد کا خیال کر کے اونٹ پر سے زمین پر پاؤں نہ رکھا حضرت ہاجرہ نے اسماعیلؑ کو بلا کر کہا کہ دیکھو والد آئے ہیں۔ حضرت اسماعیلؑ نے اپنے باپ کو دیکھا تو وہ بہت زیادہ خوش ہوئے اور اسی وقت حضرت اسماعیلؑ کچھ بڑے ہو گئے تھے۔ حضرت ہاجرہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بالادھر کہا کہ آپ سواری سے اتر لیے تاکہ آپ کے ہاتھ پاؤں دھوا دیے اور اچھی طرح سے ہاتھ پاؤں دھلا دیے۔ اور میں پھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پاؤں رکھا تھا اب وہ مقام خلائق کا مصطفیٰ ہے جیسا کہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: **وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ إِنَّكَ أَنتَ مِنَ الْمُسْتَضِیِّ** پس حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو دیکھ کر بیت المقدس کو تشریف لے گئے پاس ہمان مزا بنا کر خلق اللہ کی دعوت و ہمانداری کرتے تھے۔ اور حضرت سائرہ خاتون

## حضرت اسماعیل علیہ السلام کا قصہ

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شب حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے خواب میں دیکھا کہ کوئی ان سے کہتا ہے کہ اے ابراہیم اٹھ اور قربانی کر تب حضرت نے فجر کو اٹھ کر دو سواونٹ خدا کی راہ میں قربان کر دیئے اسی طرح تین دن تک یہ خواب دیکھا۔ تینوں دن دو سواونٹ قربانی کے پھر چوتھی شب کو خواب میں دیکھا کہ اپنے فرزند اسماعیلؑ مینہ سنا کہ خداوند قدوس کی راہ میں قربان کر سب ان اللہ سبحانہ سے کہ خواب میں بغیروں کا بمنزہ دہی کے ہوتا ہے ایک روز فجر کو نیند سے بیدار ہو کر حضرت سائرہ خاتون سے کہا کہ آج مجھ کو خواب میں حکم ہوا ہے کہ اپنے فرزند کو خدا کی راہ میں قربان کر دو لہذا میں اس حکم خداوندی کو بجالانے کو تیار ہوں۔ حضرت سائرہ خاتون نے بہا بہت اچھا اپنے فرزند تخت جگہ کر خدا کی راہ میں قربان کر و اس گفتگو کے بعد فوراً ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے شتر پر سوار ہو کر حضرت ہاجرہ کے پاس جا پہنچے اور اس وقت حضرت اسماعیلؑ کی عمر نو برس کی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ سے فرمایا کہ اسماعیلؑ کے سر میں کنگھی کر کے اور اس کے بال مشک و عنبر سے خوشبودار کر کے اور آنکھوں میں سرمہ لگا کر اور پاکیزہ کپڑے پہنا کر میرے

ساتھ دعوت میں بھیج دو میں اسے اپنے ساتھ دعوت الی اللہ میں لے جاؤں گا۔ اس حکم کو سن کر حضرت  
 ہاجرہ نے ان کو خوب اچھی طرح نبلا دھلا کر اور پاکیزہ کپڑے پہنا کر کہا کہ تم آج اپنے باپ کے ساتھ ضیافت  
 میں جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک چھری تیز دھار والی اپنی آستین میں چھپائی اور ہاجرہ کے  
 سامنے سے نکل آئے اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ اپنے باپ کے پیچھے چلنے لگے۔ یہ کیفیت دیکھ کر شیطان  
 لعین حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کے پاس آیا لیکن اس نے ان سے بھی کہنا مناسب نہ سمجھا اور فوراً ہی وہ  
 شیطان حضرت ہاجرہ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ آج اسماعیل تمہارا بیٹا کہاں ہے۔ حضرت ہاجرہ نے اس سے  
 کہا کہ آج وہ اپنے باپ کے ہمراہ ایک ضیافت میں گیا ہے شیطان نے کہا کہ افسوس اس بیچارے کو تو اس کا باپ  
 ذبح کرنے کے لئے گیا ہے۔ حضرت ہاجرہ نے کہا معاذ اللہ تم نے سنا ہے کہ باپ نے اپنے بیٹے کو بیگناہ  
 مارا ہے۔ ابلیس نے کہا کہ خدا نے اسے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ حضرت ہاجرہ نے کہا کہ واقعی خدا کا فرمان ہے  
 تو میں بھی اس کی رضا پر راضی ہوں۔ پس ابلیس حضرت اسماعیل کے پاس آیا اور اس لعین نے یہ گمان کیا  
 کہ ابھی تو یہ لڑکا ہے ہم اس کو نہایت آسانی سے خدا کے حکم سے جھٹکا سکیں گے۔ ابلیس نے حضرت اسماعیل  
 سے کہا تو کہاں جاتا ہے۔ حضرت اسماعیل نے جواب میں کہا کہ میں آج اپنے باپ کے ساتھ ضیافت میں  
 جاتا ہوں۔ شیطان بولا۔ نہیں تمہارا باپ تو تم کو آج ذبح کرنے کے لئے لے جا رہا ہے آپ نے لعین  
 حضرت اسماعیل ذبیح اللہ نے اس شیطان لعین سے کہا کہ کبھی باپ بھی اپنے بیٹے کو بے گناہ مارتا ہے  
 کیا کبھی تم نے ایسا سنا ہے۔ ابلیس نے حضرت اسماعیل سے کہا کہ اس کو تو یہ حکم خدا نے دیا ہے کہ وہ آج  
 اپنے بیٹے کو خدا کی راہ میں قربان کر دے یہ سن کر حضرت اسماعیل ذبیح اللہ نے جواب دیا چہرہ ہزار جان بھی  
 میری خدا کی راہ میں۔ خدا میں بخوفی اس کی راہ میں قربان ہونا چاہتا ہوں۔ جب وہ دونوں  
 بزرگ دور تک نکل گئے تب اسماعیل نے اپنے باپ سے عرض کیا کہ اے میرے ابا جان مجھے کہاں لے  
 جا رہے ہو۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی کی گئی تھی وہ اپنے نعت بگڑ  
 فرزند ارجمند کے سامنے انہیں الفاظ کے ساتھ بیان کر دی تو وہ تعالیٰ فَعَدَّابَكُمْ مَعَدَّ السَّعْيِ  
 قَالَ يَبْنِي رَافِي اَرَى فِي الْمَنَامِ اَنِّي اُذْ حُكِّلْتُ فَانْظُرْ مَاذَا مَرَّتِي۔ ترجمہ !  
 پھر جب وہ اچھی طرح چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو باپ نے اپنے نعت بگڑ سے فرمایا۔ اے  
 بیٹے میرے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھ کو ذبح اللہ کے راستے میں کر رہا ہوں۔ پس اے  
 بیٹے میرے مجھے بتا دو تمہاری اس میں کیا رائے ہے یہ سن کر حضرت اسماعیل نے اپنے باپ سے عرض  
 کی اے میرے ابا جان یہ تو بڑی بھاری میرے واسطے سعادت ہے اور آپ تو خداوند قدوس کے  
 دست میں اور رات کو بہت کم سوتے ہیں۔ جب آپ بحکم خدا سوئے تو رحمت رب سے آپ کو یہ



خواب کی سعادت نصیب ہوئی، میں بخوشی راضی ہوں جس میں میرا خدا راضی ہے۔ اور کہنے لگے قال  
يَا بَتِ افْعَلْ مَا قَوْمُكَ سَيَّحِدُ فِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ترجمہ حضرت اسماعیل  
نے اپنے ابا جان سے کہا کہ اے میرے باپ کو ڈالے جو کچھ آپ کو خدا کی طرف سے حکم ہو اسے اور مجھے آپ  
انشاء اللہ ما برین میں پائیں گے۔ فائدہ۔ فرمایا گیا ہے ذی الحجہ کی آٹھویں شب کو خواب میں دیکھا کہ میں بیٹے  
کو ذبح کرتا ہوں جب صبح ہوئی تو بہت ہی غلامند ہوئے کہ اس خواب کی کیا تعبیر ہوگی۔ پھر نویں شب میں بھی یہی  
خواب دیکھا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہوں۔ پھر دسویں شب میں بھی یہی خواب دیکھا۔ پھر اس کے بعد جب  
کچھ تعبیر سمجھ میں نہیں آئی تو پھر اپنے بیٹے سے کہا اور انہوں نے باپ کے فرمان کے مطابق فوراً تسلیم کر لیا ایسے  
باپ اور بیٹے پر ہزاروں رحمتیں نازل ہوں۔ حضرت اسماعیل نے اپنے باپ سے عرض کیا کہ اے میرے باپ  
اللہ تعالیٰ نے حکم آپ کو دیا ہے اس میں جلدی کیجئے انشاء اللہ مجھ کو تم ماہروں میں سے پاؤ گے اور میں خدا تعالیٰ  
کا مطیع ہوں نافرمان نہیں ہوں اس لئے آپ جلدی کیجئے ہو سکتا ہے کہ تاخیر کے سبب شیطان لعین دوسرے  
ڈالے کیونکہ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ ہم کو صحیح راستے سے بھٹکا دے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت فرمایا  
کہ اس لعین پر پتھر نثارو۔ تب باپ اور بیٹے نے اس لعین پر پتھر پھینکے اور اب یہ حاجیوں پر سنت ہے کہ حج کے  
دنوں میں اس طرف پتھر پھینکتے ہیں۔ بعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اس جگہ پر جا  
پہنچے اب جس کو اس وقت منیٰ بازار کہتے ہیں اور جہاں جا کر تمام حاجی اپنے اپنے جانوروں کی قربانی کرتے  
ہیں پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اب تمہاری کیا صلاح ہے۔ وہ بولے کہ ہزار جان  
بھی میری خدا کی راہ میں تصدیق ہیں خدا کا فکر ہے کہ آپ نے مجھے قربان ہوتے ہوئے اپنے خواب میں  
دیکھا۔ پس آپ جس طرح بھی ممکن ہو جلدی کیجئے اور امر الہی بجالائیے کیا خوب شعر ہے۔

وہ مقید ہوئے امر سبحان کے۔ ہوئے دونوں راضی وہ قربان کے

قوله تعالى۔ اسْلَعَا وَحَلَاكَ الْفَجْجِي ۝ ترجمہ! پھر جب دونوں حکم خداوندی پر راضی ہو گئے اور  
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے تخت جگر گوز میں پر مل گئے۔ بل بچھاڑا تا کہ بیٹے کا منہ سامنے نظر نہ  
آوے اور محبت جو شہ نہ کرے اور حکم خداوندی میں کبھی کوتاہی نہ ہو جائے اور یہ بات درحقیقت بیٹے نے  
اپنے باپ کو سکھائی تاکہ میری قربانی کی فرمائش کی تکمیل ہو سکے اور میں خداوند قدوس کے یہاں مقبول ہو  
جاؤں۔ کہتے ہیں کہ اس امر کے بجالانے میں حضرت ابراہیم نے کوئی کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی مگر دل  
پر جو کچھ گزری ہوگی وہ تو خدا ہی کو خوب معلوم ہے اور حضرت اسماعیل نے بوقت ذبح اپنے ابا جان  
سے مود بائہ التماس کی کہ اے ابا جان میری اس وقت صرف تین گز ریشم ہیں اور میری دھیتیں سمجھ لیجئے

سب سے پہلے میرے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے باندھ لیجئے۔ کہ جان نازک ہے۔ چھری کے زخم کے مارے جنبش  
 میں نہ آ جاؤں خدا نخواستہ قطرہ خون کا بھی آپ کے کپڑوں میں لگ جاوے تو میں قیامت کے دن گرفتار ہو  
 ہو جاؤں اور عذاب خدا برداشت نہ کر سکوں۔ اور دوسری وصیت یہ ہے کہ منہ میرا زمین کی طرف نہ کھلے  
 تاکہ منہ میرا تم کو نظر نہ آوے اور میں بھی آپ کی طرف نظر نہ کر سکوں تاکہ آپس میں محبت جو شے نہ کرے اور  
 یہ ہمارے لوہے کے درمیان قصور کا سبب بن جائے۔ اور تیسری وصیت یہ ہے کہ جب آپ گھر کی  
 طرف تشریف لے جائیں تو وہاں جا کر میری ختمہ والدہ صاحبہ کی خدمت میں سلام کہنا اور میرا کپڑا خون بھرا  
 ان کو دینا تاکہ یہ نشانی ان کو تسلی کا کام دے اور یہ صرف اس واسطے کر رہا ہوں کہ ان کا کوئی دوسرا فرزند  
 نہیں ہے۔ یہ باتیں اپنے بیٹے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہیں اور اس کے بعد اپنے کرے  
 کی آستین سے چھپی اور سی نکال کر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں خوب اچھی طرح سے مضبوط  
 باندھے اور ان کا منہ بھی زمین کی طرف کر دیا۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا اے میرے ابا جان  
 میرے ہاتھ پاؤں کھول دیجیے کیونکہ جو بندہ بھانسنے والا ہوتا ہے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر خدا کی  
 درگاہ میں لاتے ہیں۔ لیکن یہ بات حضرت ابراہیم نے نہ مانی اور گلے پر چھری زور سے چلائی مگر حکم خدا  
 کچھ بھی نہ کیا۔ حضرت اسماعیل نے اپنے باپ سے عرض کیا کہ میرے ابا جان کیا چھری کی پشت سے ذبح  
 کرتے ہو جو کشتی نہیں ہے تب حضرت ابراہیم نے چھری پر زور لگایا لیکن بچہ جھکی نہ ہوا۔ پھر  
 حضرت اسماعیل نے اپنے ابا جان سے کہا اب کی مرتبہ چھری کی نوک سے گلے میں ڈال کر زور سے  
 کھج کر شاید یہ کامیاب ہو اور میں خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے سے  
 کہنے سے دیا ہی کیا لیکن پھر بھی کچھ کٹ نہ سکا۔ چھری دستے کے اندر اور دوسرے حلق پر رہ گیا غرض  
 وہ ذبح کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غصہ میں آ کر چھری کو زمین پر ڈال  
 دیا اسی وقت چھری نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کلام کیا کہ اے حضرت ابراہیم خدا تمہیں کہتا ہے کہ  
 کاٹو۔ اور مجھے کہتا ہے کہ مت کاٹو۔ اور آپ کو ایک دفعہ فرماتا ہے کہ مجھے دس مرتبہ فرماتا ہے کہ مت  
 کاٹو اور یہ جملہ لوگ علم الہی سب سے بہتر اور اس کے حکم کے آگے کسی کا حکم نہیں چل سکتا۔ حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام اسی گفتگو میں تھے کہ اتنے میں ہی مجھے سے ایک آواز تبلیہ کی آئی۔ اَللّٰهُمَّ اَلْبَسِ الْكَتْبَ  
 لَكَ لَمَّا اَلَا اللّٰهُمَّ وَاللّٰهُمَّ اَلْبَسِ الْكَتْبَ لَكَ لَمَّا اَلْبَسِ الْكَتْبَ لَكَ لَمَّا اَلْبَسِ الْكَتْبَ لَكَ لَمَّا  
 آواز سے کہتے ہوئے آئے قولہ تَعَالٰی دَخَلْنَا دَارَنَا اَنْ يَّاتَا بَنُو اٰدَمَ قَدْ صَدَّقَتْ الرُّوْحَاہُ  
 اِنَّا كُنَّا اِلَيْكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّ هٰذَا لَهٗوَ الْبَدَاۃِ الْعَيْنِیْنِ ۝ وَ ذٰلِیْہٖ ۝



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَتَرْكُنَا عَلَيْنَا فِي الْآخِرِينَ  
سَلَامًا مَّا عَلَا اِبْرَاهِيمُ هَكَذَا لَيْتَ نَجْزِي فِي الْمُحْسِنِينَ اِنَّهَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝  
توجہ! اور پکارا ہم نے اس کو یوں کہ اے ابراہیم! بیشک تجھے کیا تم نے اپنے خواب کی تحقیق اسی طرح ہم  
بجرا دیتے ہیں احسان کرنے والوں کو یعنی ایسے مشکل حکم میں ڈال کر آزماتے ہیں اور پھر ان کو ثابت قدم  
رکھتے ہیں۔ پھر اس کے بدلے میں بلند درجات عطا کرتے ہیں۔ بیشک یہی ہے صریح آزمائش۔ اور ہم  
نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ایک بڑی قربانی کے بدلے چھڑا لیا یعنی بڑے درجے کا بہشت سے ایک  
دنبہ آیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آنکھیں پٹی سے باندھ کر چھری ایسے زور سے چلائی کہ  
اللہ تعالیٰ کے حکم سے گلانہ کٹا حضرت جبرائیل نے حضرت اسماعیل کو اس جگہ سے ہٹا دیا اور ایک  
دنبہ جبر بہشت سے لائے تھے ان کی جگہ پر رکھ دیا۔ جب حضرت ابراہیم نے اپنی آنکھوں سے پٹی کھول  
کر دیکھا تو ان کے بیٹے کے بدلے میں ایک دنبہ ذبح ہوا پڑا تھا اور یہ سنت آندو لے نسلوں کے  
واسطے قائم کر دی گئی اور دنیا تک یہ سنت جاری رہے گی اور سلامتی ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر  
ہم یوں ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ہر نیکی کرنے والوں کو اور وہ ہمارے بندوں میں بہت ہی زیادہ دیا ناز  
ہیں اور ہم اس کو اپنی نعمتوں اور برکتوں سے نوازتے رہیں گے اور ان کی نسل پر بھی ہمارا لطف و رحم  
جاری رہے گا۔ فائدہ کا۔ پس معلوم ہوا کہ وہ پہلی خوشخبری حضرت اسماعیل کی تھی اور سارا  
واقعہ اللہ کے راستے میں ذبح کا انہیں سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن یہود کہتے ہیں کہ حضرت اسحاق کو ذبح  
کیا گیا اور یہ بات حقیقت کے خلاف ہے۔ کیونکہ حضرت اسحاق کی خوشخبری کے ساتھ حضرت یعقوب  
علیہ السلام کی بھی خوشخبری ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں  
سے اولاد بہت جھلی اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت اسحاق کی اولاد سے بنی اسرائیل میں نبی کثرت  
سے آتے رہے اور آخر نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حضرت اسماعیل کی اولاد سے تعلق رکھتے  
ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اس قربانی عظیم کے بدلہ میں ایک دنبہ ابلق و ذریہ اور تندرست  
جنت سے بھیجا تھا اور بعضوں نے کہ اس دینے کو بائبل نے بھی قربانی کیا تھا۔ بعد اس کے دو  
ہزار برس خدا تعالیٰ نے اے بہشت میں پال کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں حضرت  
اسماعیل کے عوض فدیہ بھیجا تھا کہ وہ نجات پاویں پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس دنبے کو  
موضن اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کیا اور اسی کے چمڑے سے اسی کے دسترخوان بنوا کر خالق اللہ

کو اس پر کھانا اٹھلایا کرتے اور اس کی پشیم سے حضرت سائرہ خاتون نے ایک چادر بنوائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس چادر کو سکینہ کے تابوت میں رکھ دیا۔ ایک دن جبرائیل علیہ السلام اس تابوت کو لے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور وہ حضور نے حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کو عنایت فرمایا تاکہ اس کا خزانہ بنا کر پہنیں اور وہ خزانہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس زندگانی بھر رہا اور وہ اس کو ہمیشہ پہنتے تھے تاکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تعمیل ہو سکے چونکہ وہ جانے تھے کہ آخرت میں نجات کا دار و مدار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جذبہ و سونے عنایت فرمائے۔ آمین۔

## تعمیر کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب قرآنی سے فراغت پائی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا تو ان کے خداوند قدوس کا شکر بجالائے اور پھر اس کے بعد حضرت سائرہ خاتون کے یہاں تشریف لے گئے۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت ابراہیم سے کہنے لگے کہ اے ابراہیم! ہم پر خدا تعالیٰ نے سلام بھیجا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ اس سرزمین میں ایک خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کے واسطے بناؤ تاکہ مخلوق خدا کو زیادہ سے زیادہ نالہ و بے نیجہ سکے۔ یہ بات حضرت جبرائیل علیہ السلام کی سن کر عرض کرنے لگے کہ یہ خانہ کعبہ کہاں بناؤں فوراً بنی اللہ تعالیٰ کا حکم دیا کہ اے ابراہیم! اونٹ پر سوار ہو جاؤ تو میرے حکم سے ایک ابراہیم آوے گا تم اس کے ساتھ چلے رہنا اور وہ جہاں پر ٹھہر جائے اور سایہ اس کا جہاں تک گرے وہاں تک نشان دیکر وہیں کعبہ کی بنیاد ڈال دینا۔ چنانچہ بحکم خداوندی ایسا ہی ہوا۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک سانپ نے آکر چاروں طرف حلقہ کیا، اسی انداز سے جو حلقہ کا نشان تھا بیت اللہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور ایک دوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر جہاں تک بتایا وہاں تک بنا لیا۔ **قوله تعالیٰ وَلَاذُبُواْ اٰخِلَادِمْ اِبْرٰهٖمَ مَکٰثَ النَّبِیِّۤ اَنْ لَاۡ تَشْرِکَۤ اٰیۡ شَیْئًا وَّطَهَّرَ بَیۡتَیَّ لِلطَّٰقَاتِہِیۡنِ وَالتَّقٰیۡمِیۡنِ وَالتَّوَّٰعِیۡنِ اٰلِہٖمُ السَّلَامُ** ترجمہ! اور جب ٹھیک کر دیا ہم نے ابراہیم کا ٹھکانہ اس گھر کا شریک نہ کر میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور گھر سے پہننے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے واسطے کیونکہ اور دیگر سابقہ امتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص صفت ایمانست کو عنایت کی گئی اور یہ بھی حضرت ابراہیم کو بتایا گیا کہ آئندہ آنے والی نسلیں اس گھر کو آباد کریں گی جب الطینان کامل ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی خداوند اس کے واسطے پتھر کہاں سے لاؤں تاکہ اس خانہ کعبہ کی تعمیر شروع ہو سکے۔



کی جائے اور تیرے حکم کی فرمانبرداری کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم ہوا کہ اسے ابراہیمؑ جس پتھر کی تم کو نہ دیت ہوسے ہو رہی ہو وہ پتھر تم کو پانچ پہاڑوں سے مل سکیں گے یعنی کوہ لبنان اور حرہ البقیس اور کوہ صفا و مروہ۔ ان پانچوں پہاڑوں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام پتھر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ بناتے جاتے تھے اور اس نمیری کاموں میں حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی مدد کرتے تھے خداوند قدس کا حکم ہوا کہ اے ابراہیمؑ سب سے پہلے پتھر مسجد کی محراب میں رکھو۔ چنانچہ آپ نے بموجب فرمان الہی پہلا پتھر اسی جگہ پر رکھا جہاں حکم دیا گیا تھا۔ یعنی حراب مسجد میں نصب کیا اور دیکھتے کیا ہیں کہ اس پتھر پر نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہوا ہے پھر اس کے بعد ایک پتھر داہنی طرف کعبہ کے رکھا تو اس میں نام ابو بکر صدیق کا لکھا تھا اور ایک پتھر بائیں طرف رکھا تو اس پتھر پر نام حضرت عمر بن الخطاب کا ظاہر ہوا۔ اسی طرح اور دو پتھر لگانے ان دونوں پتھروں پر حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام ظاہر ہوئے۔ غرضیکہ مطلب یہ ہے کہ جب تک ان پانچوں حضرات سے سچی محبت نہ کرے گا اس کی نہ نماز قبول ہوگی اور نہ حج قبول ہوگا اور نہ کوئی عبادت خدا کے دربار میں قبول ہوگی بیت اللہ تیار ہونے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مندرجہ ذیل دعا مانگی۔

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً يَا مَعْزُومِي ۚ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا اَعْلَمُ ۚ وَاجْعَلْ لِي آيَةً يَا مَعْزُومِي ۚ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا اَعْلَمُ ۚ وَاجْعَلْ لِي آيَةً يَا مَعْزُومِي ۚ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا اَعْلَمُ ۚ

اور اسماعیل بنیادیں اس گھر کی تب کہنے لگے۔ اے رب قبول کر تو ہی اصل سننے والا اور جاننے والا ہے اور کہا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔

اِذَا قَالَ اِجْعَلْ لِي آيَةً ۚ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا اَعْلَمُ ۚ وَاجْعَلْ لِي آيَةً ۚ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا اَعْلَمُ ۚ وَاجْعَلْ لِي آيَةً ۚ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا اَعْلَمُ ۚ

اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے رب کہ اس شہر کو اس دامن والا اور درازی دے اس کے لوگوں کو میوؤں سے جو کوئی ان میں سے نہیں لادے اللہ تعالیٰ پر اور پچھلے دن پر جو آنے والا یقیناً ہے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَالَ وَفَرَقْنَا بَيْنَهُمَا فَاَنْتَبِهَا ۚ فَاَنْتَبِهَا ۚ فَاَنْتَبِهَا ۚ فَاَنْتَبِهَا ۚ فَاَنْتَبِهَا ۚ

وَجَعَلْنَا الْاَرْضَ رِجًّا لِلنَّاسِ ۚ وَجَعَلْنَا الْاَرْضَ رِجًّا لِلنَّاسِ ۚ وَجَعَلْنَا الْاَرْضَ رِجًّا لِلنَّاسِ ۚ وَجَعَلْنَا الْاَرْضَ رِجًّا لِلنَّاسِ ۚ

اس کو قید کر کے بلاؤں کا برسے عذاب و دوزخ کے اور نہایت ہی بری جگہ ہے۔ پس ابراہیم علیہ السلام خدا کا شکر بجالائے کہ ہم لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے بیت اللہ بنایا بعدہ جبرائیل علیہ السلام نے اگر فرمایا اے ابراہیم خدا تعالیٰ نے تم کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ تم لوگوں نے بڑی محنت سے یہ گھر خدا کا ہمارے نزدیک اس محنت کی بہت ہی زیادہ تدر و منزلت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا

فدوس سے عرض کی کہ یا الہی تو نے فرمایا ہے۔ بھوکے پیاسے کو کھانا کھلانا پلانا اور ننگے کو کپڑا پہنانا نزدیک میرے ایسا بڑا درجہ رکھتا ہے جیسا کہ اس گھر کا مرتبہ ہے اور ایک ہزار رکعت نماز ہر ہر رکعت پر تو نے اس کی ادا کی، پھر ارشاد ہوا اے ابراہیم لوگوں کو اس گھر کی طرف بلائے کی دعوت دو تو لہ تعالیٰ وَاذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ترجمہ! اور اعلان کرو و لوگوں میں حج کے واسطے کہ لوگ غانہ کعبہ کے واسطے پیادے اور اگر سواری میں سے ہو تو سواری پر اگرچہ ان کے اونٹ و بٹ ہی ہوں نہ ہوں۔ کیونکہ یہ حکم دردی مسافت کے واسطے ہے بہر حال ہر ممکن طریقہ پر اس گھر کی طرف چلے آئیں۔ یہ حکم سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی یا الہی کہاں تک میری آواز پہنچے گی اور اس آواز کو کون سنے گا۔ حکم ہوا کہ تم بلند آواز سے پکارو میں تیری آواز کو تمام مخلوقات کے کانوں میں بہاں تک کہ جو روحیں باپ کے صلب میں اور ماؤں کے رحم میں ہیں سب کو سنا دوں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بلند بہاؤ پر چڑھ کر بآواز بلند لوگوں کو اس گھر کی طرف بلائے کی دعوت دی اور کہا کہ اے لوگو! تم پر اللہ تعالیٰ نے ایک بلند بہاؤ پر چڑھ کر بآواز بلند لوگوں کو اس گھر کی طرف بلائے کی دعوت دی اور کہا کہ اے لوگو! تم پر اللہ تعالیٰ نے حج فرض کیا ہے۔ لہذا ہر شخص کو اس حج کے واسطے آنا ضروری ہے۔ چنانچہ جن کی قسمت میں حج تھا۔ ایک باریاد و باریاد زیادہ اپنے شوق سے باپ کی پشت اور ماں کے رحم میں لپیٹ کہا۔ حضرت نے کسی کو نہ دیکھا اور چاروں طرف سے آواز آئی۔ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ يَا سَيِّدِي وَمَوْدَايَ۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکے کے میدان میں چاروں طرف نظر کی دیکھا کہ نہ پانی ہے نہ گھاس ہے اور نہ زراعت غرض کہ کچھ بھی نہ تھا۔ تو یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں درخواست کی تو لہ تعالیٰ وَبَنَّا إِيَّاهُ اسْمٰكُنْتَ مِنْ ذُرِّيَّتِي مَوْادٍ عَنِيرِ ذِي دَرْعٍ عِنْدَ كَيْدَةِ الْخَمْرَةِ وَبَنَّا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَذَرِّهُمْ وَذَرِّهُمْ مِّنَ الشُّرَاطِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ترجمہ! یارب میں نے بسائی ہے ایک اولاد کو میدان میں جہاں کھیتی نہیں۔ تیرے ادب والے گھر کے پاس۔ اے رب ہمارے ہم کو قائم رکھ واسطے اپنی نمازوں کے کیونکہ جو تیرا بوجہ تلبہ اس کا دل تیری طرف ہی جھکتا ہے اور جو لوگ اس جگہ آباد ہو جائیں تو تو ان لوگوں کو میوؤں سے روزی دے تاکہ وہ تیرا شکر زیادہ کریں۔

فائدہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گھر ملک شام میں تھا بعد تولد حضرت اسماعیل علیہ السلام



کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو ان کی مال کے ساتھ اس جنگل میں لاکر جہاں پر اب مکہ مکرمہ ہے بٹھا کر پلے گئے پھر رفتہ رفتہ مکہ شہر آباد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زم زم کا چشمہ نکالا اور اس وجہ سے اور زیادہ جلد اس جگہ پر لوگ آباد ہو گئے، کیونکہ یہ زمین کھیتی اور میوے کے درختوں کے واسطے موزوں نہ تھی اسی کے نزدیک ایک زمین طائف تھی اس زمین کو زرخیز و سرسبز و شاداب کر دیا تاکہ بہتر سے بہتر میوے وہاں پر ہوں اور شہر مکہ میں وہاں سے پہنچیں بعد اس کے خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے چھتیس کوں تک زمین کے کی جو کہ سنگریزے سے بھری تھی اسے کھود کر ملک شام میں لے جا کر رکھ دی۔ اور اس کے عوض میں دریائے نیل کی زمین کے میں لاکر رکھ دی اور فرشتے سب اس زمین کے گرد و گیسو کے سات دفعہ طواف کرتے رہے اور اس جگہ سے کہ جہاں سے حضرت جبرائیل نے مٹی کھود کر ملک شام میں پھینکی تھی لے جا کر اسی کا نام طائف رکھا اس واسطے کہ سات دفعہ گرویت اللہ کے طواف کیا تھا اب ہر طرح کے میوہ جات طائف میں پیدا ہوتے ہیں۔ اسی کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک شام میں جا کر رہائش اختیار کر لی کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ غانہ کعبہ خراب نہ ہوگا آباد رہے گا۔ اسی واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہانہ سراٹھائی اور عبد کیا کہ بغیر بہانہ کے میں کھانا نہ کھاؤں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک عرصہ مدینہ منورہ میں عبادت کرتے رہے اور مسافروں کی ممان برداری کرتے رہے۔ کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد ایک دن حضرت عزرائیل آدمی کی صورت بن کر آپ کے پاس آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا تم کیون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں عزرائیل ہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سن کر عزرائیل سے کہا تم میری ملاقات کو آئے ہو کہ جان نہیں کرنے کو؟ انہوں نے کہا میں آپ کی ملاقات کو آیا ہوں اور آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو درست کہا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کون ہے اور اسی کی علامت کیا ہے حضرت ملک الموت نے کہا اس کی علامت یہ ہے کہ وہ مردے کو زندہ کر سکتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ کاش میں دیسا ہی جوتا یا اسے دیکھتا تو میں اس کے ساتھ درستی کرتا۔ اس کے بعد عزرائیل علیہ السلام غائب ہو گئے۔ ایک روایت میں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ملاوت کرتے یا عبادت کرتے تو آپ کی آواز ایک کوس تک جاتی اور اس آواز کو جو سننا وہ کہتا کہ یہ آواز تو حضرت خلیل اللہ کی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے خدا کی عبادت کر رہے ہیں ایک دن آپ نے تنہا کی اسے خداوند تو مرنے کو کس طرح زندہ کرتا ہے اگر یہ چیز تو مجھے آنکھوں سے دکھا دے تو بہت سی بات ہو۔ پس خدا کی درگاہ میں عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے اِذَا قَالَ اٰیٰہِمْ رَحْمٰتِیْ اُیْرِیْ نِیْ کَیْفَ تَخْجِی النُّفُوْۃُ اور جب کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اے رب دکھا مجھ کو کیونکر جلاتا ہے تو مردے کو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ اُدْلُحْ تَوْرًا مِنْ مَا تَرْجُمُ اِہَا کِیَا تُوْنِ یَقِیْنُ نَبِیْنِ کِیَا، تو فوراً ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گزارش کی۔ تو اللہ تعالیٰ قَالَ بَلٰی وَ لٰکِیْنِیْ یَطْمَعُنْ قَلْبِیْ تَرْجُمَہٗ کَمَا حَقَّ بَہٗ فَرَمَانَا تَبْرَا مگر اس واسطے کہ تسکین ہو دے میرے دل کو، باری تعالیٰ نے فرمایا۔ فَخَذْنَا اُذْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصَنَرُھُنَّ رَاۤیْکَ شَھْرًا جَعَلْنَا عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءًا شَھْرًا اَذْعٰھُنَّ یَاۤتِیْنٰکَ سَعِیًاہٗ وَ اَعْلَمْنَا اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ تَرْجُمہٗ افرمایا کہ تم پکڑ لو چار جانور اڑنے والے پھر ان کو اپنے سے مانوس کر کے بلاؤ پھر ان کے ٹکڑے کر ڈالو اور پھر ان ٹکڑوں کو مختلف پہاڑوں پر ڈال دو پھر تم ان کو بلاؤ اور تباہی آواز پر اپنے اپنے جس کی طرف ہر ٹکڑا آوے گا اور وہ میرے حکم سے اپنی پہلی حالت پر آجائیں گے اور سب کے سب زندہ ہو جائیں گے۔ اور یہ اچھی طرح سے جان لو کہ اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے حکم الہی حضرت خلیل اللہ جانور لائے۔ ایک ان میں طاؤس تھا اور دوسرا مرغ اور تیسرا کوا اور چوتھا ان میں ایک کبوتر تھا ان کو انہوں نے پالا اور اچھی طرح سے اپنے سے ہلایا، جب ان کو اطمینان ہو گیا کہ یہ ہم سے اچھی طرح مانوس ہو چکے ہیں اور ان کو پہچان بھی لیا تاکہ بھول نہ ہونے پائے۔ پھر ایک دن ان سب کو ذبح کر ڈالا اور اس کی تقسیم اسی طرح سے کی کہ ایک پہاڑ پر ان چاروں جانوروں کے سر رکھے اور ایک پر پاؤں اور ایک پر دھڑ اور ایک پر انکے تمام بالوں کو رکھا اور اپنے دل میں اطمینان بھی کر لیا کہ خداوند قدس کی قدرت کے مناظر دیکھیں گے۔ پھر انہوں نے بیچوں بیچ کھڑے۔ ایک جانور کو پکارا تو اس کا سر اٹھ کر ہوا میں کھڑا ہوا پھر کچھ دیر میں دھڑ اس سے آکر مل گیا۔ پھر پاؤں ملے پھر آخر میں پر آکر مل گئے اور جب وہ اپنی پہلی اصلی حالت میں ہو گیا تو وہ دوڑتا ہوا چلا آیا۔ اسی طرح چاروں جانوروں باری باری سے درست ہوتے گئے اور اپنے اپنے اعضا سے مل کر صحیح سالم اپنی اصلی حالت پر اڑتے ہوئے حاضر ہو گئے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے براہیم چار جانور پکڑ مرغا، طاؤس، کوا اور گدھ بعض نے کبوتر کہلے پس ان دونوں میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔

مسوالت:۔ اس کا کیا سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاروں جانوروں کو مرغا فرمایا اور دوسرے جانور کا ذکر نہیں۔

جواب:۔ مرغ ان جانوروں پر فضیلت رکھتا ہے اور دوسرے جانور اتنی فضیلت نہیں رکھتے ہیں۔ مرغ ذبح کرنے کو اس وجہ سے کہا کہ شہوت میں اس سے زیادہ کوئی جانور نہیں۔ ایسا ہی تو بھی اپنی شہوت کو ترک کر اور مورد کھانے واسطے کہ اس کے برابر زیادتیوں کوئی جانور نہیں۔ لہذا ایسا ہی تو بھی اپنی زینت کو اور آرائش دنیا کو چھوڑ دے، اور کوسے کو اس لئے کہ اس کے برابر کوئی حریص دنیا نہیں



تو بھی ایسا ہی حرص دنیا کو چھوڑ دے اور گدھ کو اس واسطے کہ اس کی عمر پانچ سو برس سے بھی زیادہ ہوتی ہے، لیکن آخر کو موت ہے۔ ہذا تو بھی اپنی موت کو زندگی پر ترجیح دے اور یہ عارضی زندگی پر امید نہ کرے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان چاروں جانوروں کو ذبح کر کے گوشت اور پوست اور ہڈی اور رگ کو باروں دستے میں کوٹا اور چار گویاں بنا کر چار طرف ڈال دیں اور چاروں جانوروں کا میرا پنے ہاتھ میں لے کر ہلایا کہ اے فلاں فلاں جانور اللہ تعالیٰ کے حکم سے آؤ اور اپنی پہلی امیٰ حالت پر ہو جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ آواز سن کر وہ گویاں جو جانوروں کو کات کر ریزہ ریزہ کر رہی تھیں وہ اس طرح آکر مل گئیں کہ کوئی یہ کہہ بھی نہ سکتا تھا کہ ان کو ریزہ ریزہ کر دیا گیا تھا اور ان کے اعضاء کو کوٹ کر گویاں بنا دی گئی تھیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پاس اللہ کے حکم سے آگئیں اور چاروں جانوروں کے سر جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ہاتھ میں تھے اس میں منسلک ہو گئے یعنی مرغ کے سر میں مرغ کا بدن اور مور کے سر میں مور کا بدن اور کتے کے سر میں کتے کا بدن اور گدھ کے سر میں گدھ کا بدن آ لگا اور سب کے سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو گئے اور پھر وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ہاتھ سے اڑ گئے اور وہ چاروں جانور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے چاروں طرف طواف کرنے لگے اور یہ طواف کا سلسلہ ہر ابرسات دن رات جاری رہا پھر اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ابلی ہوا کہ اے ابراہیم تو نے اسماعیل کو جیسا کہ خدا کی راہ میں دیا ہے ویسا ہی اپنا جمیع مال و متاع بھی دے تو تو میرا بندہ خالص و مخلص زیادہ ہو گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِذْ قَالَ لَئِيْكَ ذَرِّبْهُ اَسْلَحٌ قَالَ اَسْلَحْتُ يَتِيْمًا اَلْعَلِيْمِيْنَ ۝ ترجمہ: جب کہا اس کو اس کے رب نے حکم بردار ہو بلو لائیں حکم بردار ہو بلو لائیں حکم بردار ہوں اپنے رب العالمین کا۔ پس یہ حکم سننے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا مال و متاع فقیروں کو ٹھادیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اب اولاد کی طرف سے مایوس تھے اور اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف نوے برس کی تھی۔ اور اس وقت تک حضرت سائرہ خاتون سے کوئی فرزند نہیں ہوا تھا اس لئے بدگمان ہو کر کٹھوسالے کو حضرت سائرہ خاتون قلاوہ زریں پہنا کر بجائے فرزند کے اس کی پرورش کرنے لگیں۔ نقل کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم نے سات رات دن تک مسافروں کے لئے کھانا نہیں کھایا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارہ شخص جو اویٹیک و دشال غلاموں کے مزید ہی ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے سلام کیا۔ اس کا جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وعلیکم السلام سے دیا اور یہ خیال کیا کہ سب آدمی

میں حالانکہ وہ فرشتے تھے ان کے ہاتھ پکڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر لے گئے قولہ تعالیٰ ذَلَّلْنَا  
 جَانَّتْ رُسُلَنَا جُزْأِھِمْ یَا بَشَرُ فَاٰلَہُ مَاۃَ سَلٰةٍ قَالِ سَلٰةً مَّرَّةً فَمَا لَیْتَ اَنْ یَّجَآءَ  
 بِعَبْدٍ حَنِیْفٍ ۚ ترجمہ! اور آپ کے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لے کر بولے  
 سلام ہو تم پر اور وہ بولے سلام ہو تم پر پھر دیر نہ کی کہ لے آیا ایک گائے کا بچہ تلا ہوا۔ اور حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام نے فرمایا اسے ساڑھ سات دن بعد آج ہمان عزیز و مکرم آئے ہیں جو چیز تم عزیز رکھتی ہو  
 ان کے واسطے بھی وہی چیز ہے آؤ۔ حضرت ساڑھ بولیں کہ اسے حضرت میں اس بچے سے زیادہ  
 عزیز کی چیز کو نہیں رکھتی ہوں اور اسے بمنزلہ فرزند کے میں نے پالا ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو میں اس  
 کو قربانی کر کے اور تل کر آپ کے مہانوں کے سامنے لا کر رکھ دوں۔ چنانچہ حضرت نے اسے اسی وقت  
 ذبح کیا اور اس کو بھون کر مہانوں کے سامنے لا کر رکھا۔ اور آپ خود بھی ان مہانوں کے ساتھ سر نہ بچا کیے  
 با ادب کھانے لگے۔ حضرت ساڑھ خاتون نے پردے سے دیکھا اور کہنے لگیں اے حضرت آپ تو  
 کھاتے ہیں لیکن آپ کے مہان نہیں کھاتے ہیں۔ اسی وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا سراٹھا کر  
 مہانوں کی طرف دیکھا کہ مہان کھاتے نہیں ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مہانوں سے پوچھا  
 آپ کیوں نہیں کھاتے ان مہانوں نے حضرت ابراہیم کے بلوچنے پر جواب دیا کہ ہم کو اس کی قیمت  
 دینے بغیر کھانا درمت نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان مہانوں سے کہا کہ اچھا آپ لوگ اس کی  
 قیمت ادا کر دیجئے مہانوں نے عرض کی کہ آپ اس کی قیمت کیا چاہتے ہیں تب آپ نے ان مہانوں سے  
 فرمایا کہ اس کی قیمت تو یہ ہے کہ آپ سب لوگ بِسْمِ اللّٰہِ الشَّحْمِیْنِ الشَّرْحِیْمِ ۚ کہہ کر کھانا شروع  
 کر دیں اس کی قیمت ادا ہو جائے گی اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو پھر الحمد للہ کہنا یہی اس  
 کی قیمت ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے باواز بند کہا اے ابراہیم اس بات سے خدا تعالیٰ تم سے  
 بہت خوش ہوا اور تمہیں اپنا دوست بنا لیا اتنا کہنے کے بعد بولے کہ آپ قطعاً ترس نہ کیجئے ہم لوگ اللہ  
 تعالیٰ کے فرشتے ہیں اور ہم میں جبرائیل اور اسرافیل، دروائیل اور عقیل اور کئی دیگر فرشتے شامل ہیں  
 اور ہم کو اللہ رب العالمین کا حکم ہوا ہے کہ پہلے آپ کے پاس جاویں کیونکہ آپ نے ہمیں کیا ہوا ہے کہ  
 کھانا ہمان کے ساتھ کھائیں گے ورنہ نہیں کھائیں گے اور آج تقریباً سات دن ہوئے کچھ نہیں کھایاؤ  
 بطور رفقہ دار کے ہیں اور ہم لوگ محض اسی مقصد کی وجہ سے بصورت انسان بھیجے گئے آپ ہمان کو ناری  
 کر میں اور ہمارے ساتھ کھانا کھلائیں گے تو آپ کا روزہ کھل جائے گا اور جو بوجہ بھوک اور فاقہ کوٹنے  
 سے پریشانی لاحق ہوئی جاتی رہے گی اس کے بعد اللہ رب العزت کا حکم ہے کہ شہرستان میں



حضرت لوط علیہ السلام کے یہاں جاویں اور وہ بھی پیغمبر مرسل ہے ان کو وہاں کی بلا سے نجات دیوں گے اور آپ کو ایک بشارت بھی دیتے ہیں کہ اُنہ سے مستقبل قریب میں آپ کے یہاں ایک فرزند مبارک تولد ہوگا اور نام اس کا اسحاق اور اس کے بیٹے یعقوب ہوں گے اس وقت حضرت سائرہ خاتون کھڑی تھیں اس بات کے سننے پر کہ منس پڑیں تو فرمائی کہ اَمْرًا تَنْتَ قَائِمًا فَضَحِكْتَ فَبَشِّرْ نَهَابًا مَسْحَقًا وَهَيْنٌ وَكَرَّ اَعْرَاسُ حَقَّقَ يَحْقُوبُ ترجمہ اور ان کی عورت کھڑی تھیں اور یہ باتیں سن کر ہنس پڑی۔ پھر ہم نے خوشخبری دی اس کو اسحق کی اور اسحق کے بیچے یعقوب کی تب حضرت سائرہ بولیں تو فرمائی کہ اَنْتَ يَوْمَ يَكُنِي عَمَلٌ وَاَنْتَا عَجُوزٌ هَذَا اَبْعَلِي شَيْخًا اِنْ هَذَا الشَّيْءُ عَجِيبٌ قَالُوا اَتَعْجَبِينَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَةً اللّٰهِ وَبَرَكَاتًا عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْبَيْتِ اِنَّهُ حَسْبُنَا مَعْجِدٌ ترجمہ بولو اے خرابی کیا میں جنوں کی حالاکہ میں بڑھیا ہوں اور خاوند بھی میرا بڑھا ہے یہ تو عجیب بات ہے وہ فرشتے بولے کیا تم تعجب کرتی ہو اللہ تعالیٰ کے حکم میں یہ خداوند قدوس کی حکمت اور مہر ہے اور اسی کی تمام برکتیں ہیں تم پر اور تمہارے تمام گھر پر کہنے لگے اے سائرہ خاتون تم اللہ تعالیٰ کے کارخانہ قدرت میں تعجب مت کرو اور ہم مزید خوشخبری یہ دیتے ہیں کہ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسحق کی پشت سے ستر ہزار پیغمبر اور پیدا ہوں گے یہ سن کر حضرت سائرہ خاتون نے ان فرشتوں سے کہا کہ اس کے کیا آثار ہیں وہ بولے کہ تم کو معلوم نہیں آج تم خدا کی قدرت کا ادنیٰ کرشمہ بھی دیکھ لو کہنے لگے یہ بڑیاں بچھرے کی جو کہ بڑے طباقیں رکھی ہیں تم اس کی طرف نہ کر کے کہو کہ تم باذن اللہ اسی وقت یہ بچھرے کا بچھر جی اٹھے گا اور دوڑتا ہوا اپنی ماں کے پاس جا کر دودھ پینے لگے گا اور دوسری علامت یہ ہے کہ ایک شاخ درخت کی سونگھی نیم سوختہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر میں تھی۔ حضرت جبرائیلؑ نے اپنا پد اس پر ملائی الفود وہ سونگھی ہوئی درخت کی شاخ سبز ہو گئی اور اس میں ہری ہری پتیاں بھی لگ گئیں اور سیوہ پھلا اور پھر بخنہ ہوا تب حضرت سائرہ کو دیا انہوں نے اس کو کھایا۔ بعد ازاں حضرت سائرہ خاتون سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے کہ تم نے خداوند قدوس کی قدرت کا علم دیکھی کہ کتنے دن کی سونگھی کھڑی سبز ہو گئی اور اس کے میوے پھلے اور تم نے اس کو کھا بھی لیا تو کیا یہ رب العزت کی قدرت سے بعید ہے کہ وہ تم کو ایسے وقت میں ایک نیک فرزند احمد نیک صالح اور پیغمبر عطا فرمائے گا جس کا نام حضرت اسحق ہو گا اور ان کے بیٹے حضرت یعقوب ہوں گے جن کی پشت سے ہزاروں امیاد پیدا ہوں گے اور رب العزت کی وحدانیت اور الوہیت کا چرچا چارواں گ عالم میں تسلیم کیا جائے تاکہ مخلوق خدا اپنے حقیقی معبود کو پہچان سکے اور دنیا کے مبودان مائل سے منہ موڑے جس میں اس پر اکٹا کرتا ہوں۔

# حضرت لوط علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انور سے فارغ ہوئے تو ان فرشتوں نے شہرستان لوط کا قصد دار ارادہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان فرشتوں سے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں وہ فرشتے بولے اے ابراہیم خلیل اللہ ہم لوگ تو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں اور اس شہر کے باشندوں کو ہلاک کرنے کے لئے جاتے ہیں آپ ہمارے ساتھ نہ چلیں کیونکہ عذاب الہی کے دیکھنے کی طاقت تمہیں نہ ہوگی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا خدا حافظ ہے میں تو تمہارے ساتھ عذاب الہی کو دیکھنے چلوں گا جو قوم لوط پر بھیجا گیا ہے یہ کہتے ہیں حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر ان فرشتوں کے ہمراہ چل دیئے جب تقریباً ڈیڑھ کوں کے فاصلہ پر جا پہنچے تو فرشتوں نے باادب عرض کی کہ ابراہیم خلیل اللہ آپ ہمیں ٹھہریں آپ کے واسطے آگے جانے کا حکم قطعا نہیں ہے پس کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فوراً اپنے اونٹ پر سے نیچے اتر پڑے اور خدا کی عجلت میں مشغول ہو گئے اور فرشتے اس شہرستان میں قوم لوط کی اس جگہ پر جا پہنچے کہ جس جگہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ یہاں کے لوگ بدکردار اور بد فعل ہیں کہ مردوں کے ساتھ مرد اور عورتوں کے ساتھ عورتیں فعل بد کی مرتکب ہوتی ہیں اور رہبر فی سے لوگوں کا مال بچھین لیتے ہیں اور اسی وقت یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ جو لوگ اس فعل بد میں گرفتار ہیں ان پر غضب الہی آئے گا اور وہ سب کے سب ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ اور یہ چیز خداوند قدوس اپنے فیصلے میں طے کر چکا ہے کہ جو قوم سرکش ظلم و تعدی کرے گی اور خدا تعالیٰ کے احکاموں سے روبرو گردانی کرے گی اس پر خود غضب الہی نازل ہوگا اور اسی دنیا میں ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبروں میں سے ہیں اور خداوند کریم اپنے پیغمبروں کی بات کبھی رائیگاں اور مسترد نہیں کرتا چنانچہ آپ نے جس چیز کی خبر اس قوم کو دی تھی۔ وہ بہت جلد ان پر مسطہ کر دی گئی اور وہ لوگ ہمیشہ کے لئے اس صفحہ بستی سے مٹا دیئے گئے۔ چونکہ وہ فرشتے خدا کا حکم لے کر اس قوم لوط کی طرف بھیجے گئے تھے تو انہوں نے اللہ کے حکم سے ان شہروں کو سوائے ایک شہر جس کو سدوم کہتے ہیں اس کو خیر لکھا اور باقی تمام شہرستان کو الٹ دیا۔ چونکہ سدوم کے رہنے والے اس فعل میں گرفتار نہیں تھے اور جب انہوں نے ان چھ شہروں کے لوگوں کو دیکھا کہ یہ لوگ اپنی بدکرداریوں اور بد فعلیوں میں مبتلا ہیں تو ان لوگوں نے ان کے ساتھ اپنی شادی بیلا وغیرہ بھی موقوف کر دیا۔ اس



واسطے اللہ تعالیٰ نے اہل سدوم کو ان پر فحشیت دی اور بھلتی بخشی اور اس شہرستان کے باشندوں  
 میں لاکھوں آدمی بڑے سیکل اور جنگی تھے سب کے سب ہلاک کر دیئے گئے الغرض وہ فرشتے جو اللہ  
 تعالیٰ کی طرف سے عذاب الہی لے کر آئے تھے وہ سب حضرت لوط علیہ السلام کے گھر گئے اور ان کی  
 بیٹیوں کو سلام کیا اور ان کی بیٹیوں نے سلام کا جواب دیا۔ بعدہ حضرت جبرائیلؑ نے ان سے کہا  
 کہ کوئی آدمی اس شہر میں ایسا ہے کہ ہم مسافروں کو آج کی رات یہاں رکھے اور کھانا کھلائے۔  
 انہوں نے جواب دیا کہ سوائے ہمارے باپ کے اس شہر میں تو کوئی نہیں آپ لوگ ذرا صبر کیجئے وہ  
 خدا کی عبادت سے فراغت پالیں تو البتہ وہ تمہاری کچھ خدمت ضرور کریں گے جب حضرت لوط علیہ  
 السلام نے خدا کی عبادت سے فراغت پائی تو اپنے صر کے دروازے پر دیکھا کہ بارہ شخص صاحب جمال  
 اور کمسن بال بنائے ہوئے اور کپڑے معلوم بنے ہوئے آئے ہیں آپ ان کو دیکھ کر کچھ اندیشہ کرنے  
 لگے کہ یہ مہمان تو صاحب جمال و کمسن ہیں۔ خدا نخواستہ اگر قوم کو معلوم ہو گیا تو یہ قوم ان مہمانوں کے  
 ساتھ بد فعلی نہ کرنے لگے تو ہمارے لئے بڑی ندامت اور شرمندگی کی بات ہوگی اور میں اس سے بہت  
 زیادہ رسوا ہو جاؤں گا۔ اور بھی کہیں بھی اپنا منہ نہ دکھا سکوں گا۔ لوگ مجھ کو بہت ذلیل کریں گے جیسا کہ  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَكَمَا جَاءَتْ دُسُلًا نُّرْطَا سِجِّیْ بِهَھْ دَمَاقٍ بِهَھْ دَرَّ عَا دَ خَالَے  
 هَھْ اَیْوَمَ عَصِیْبَہْ وَجَاہْ قَوْمَہْ یُھْوَ عَوْنٌ اَیْیَہْ ۛ وَ مِنْ تَبَلٌ قَا نَو اَیْکَمْلُوْنَ  
 السَّیِّئَاتِ ترجمہ! اور پہنچے میرے پیچھے ہوئے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس فرشتے تو وہ ان کے  
 آنے سے اپنے دل میں رنجیدہ ہوئے اور اپنے جی میں کہنے لگے کہ ہمارے لئے آج کچھ دن بڑا سخت  
 دن ہے اور آئی اس کے پاس قوم دوڑتی ہوئی اور وہ سب بے اختیار تھے اور وہ بہت زیادہ منظر  
 تھے اس فعل بد کے کرنے کے فائدہ درحقیقت وہ فرشتے لڑکے کم سن بن کر گئے تھے حضرت  
 لوط کے گھر میں چونکہ حضرت کو اس قوم کی بد افہائیاں اور بد خویاں اچھی طرح معلوم تھیں اسی وجہ سے  
 وہ اپنے دل میں سخت خفا تھے اور اسی وجہ سے حضرت لوط علیہ السلام کو اپنی قوم سے لڑائی کرنی پڑی آخر  
 مجبوری و ناچار ہی ان مہمانوں کو حضرت علیہ السلام اپنے گھر لے گئے اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوا  
 کا فرہ تھی۔ اس وجہ سے اس نے جا کر اپنی ساری قوم سے ان مہمانوں کی خبر کر دی اور وہ قوم لوطی تھے۔  
 بس ناکہاں قوم کے لوگ حضرت لوط کی حویلی پر آئے اور بلند آواز سے کہنے لگے کہ اے لوط تم وہ بارہ  
 اشخاص کو جو خیر و اور نہایت حسین و جمیل ہیں اور کم سن بھی ہیں اور وہ آج سب تیرے گھر میں مہمان  
 ہوئے ہیں تم انہیں ہمارے پاس بھیج دو حضرت لوط علیہ السلام نے بوجہ خوف کے ان لوگوں سے

کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کَالِیَقْوَمِمْ هُوَ لَدِیْ بَنَاتِیْ هُنَّ اُطَهَرُ کُفُّ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَلَا  
 تُخْزَوْنِ فِیْ ضِیَعِیْ اَلْاَیْمٰنِ وَکُفُّ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ ترجمہ! حضرت لوط علیہ السلام علیہ السلام نے  
 کہا اے قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں اور یہ پاک ہیں تمہارا نکاح ان سے کروں گا پس تم لوگ اللہ تعالیٰ  
 سے ڈرتے رہو۔ اور مجھ کو رسوا مت کرو یہ لوگ ہمارے جہان ہیں۔ کیا اے قوم میری تم میں سے ایک آدمی  
 بھی ایسا نہیں ہے کہ وہ سیدھے راستے پر گامزن ہو۔ اور وہ ایک بات کے سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔  
 خاتمہ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں فرشتے جہان بن کر اترے تھے اور قوم ان کو جہانوں  
 اور صاحب جمال مہانوں کو دیکھ کر دوڑی ہوئی حضرت لوط علیہ السلام کے گھر آئی اور حضرت لوط علیہ السلام  
 نے ان مہانوں کی عزت و آبرو بچانے کے لئے اپنی بیٹیوں کا نکاح کر دینا اپنی قوم کے ساتھ قبول کر لیا۔  
 لیکن قوم نے اس پر بھی نہ مانا اور اسی وقت شریعت میں زن مومنہ کو کافر سے بیاہ دینا منع نہ تھا۔ پس  
 اس پر بھی اسی کافر قوم نے حضرت لوط علیہ السلام کی بات تسلیم نہ کی اور حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کے دروازے  
 توڑ ڈالے اور پھر کہا تو لہ تعالیٰ کَاؤُ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا لَنَا فِیْ بَنَاتِنَا مِنْ الْخُبْرِ وَاِنَّکُمْ لَتَعْلَمُنَّ  
 مَا تُخْرِیْدُوْنَ ترجمہ! وہ قوم کے لوگ بولے تو جہان چکا ہے کہ ہم کو تیری بیٹیوں سے غرض نہیں اور  
 تجھ کو تو ابھی طرح معلوم ہے جو ہم چاہتے ہیں تم اپنے مہانوں کو ہمارے پاس بھیج دو۔ حضرت لوط علیہ  
 السلام نے فرمایا تو لہ تعالیٰ کَاؤُ اَنْ یَّکُفُّ قُوَّةً اَوْ اَدَاوٰی اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ ۝ -  
 حضرت لوط علیہ السلام کہنے لگے اگر مجھ کو تمہارے سامنے زبرد ہو یا بیٹھنا کسی حکم آسے میں۔ یعنی اے  
 قوم مجھے قوت ہوتی تو تمہارے ساتھ لڑتا لیکن میں نے صبر کیا اور پناہ چاہی خدا کی تمہارے شر سے میرے  
 مہانوں کو خدا محفوظ رکھے اور فرشتوں کو خدا کی طرف سے یہی حکم تھا کہ جب تک لوط علیہ السلام تمہارے  
 پاس اس قوم بدکار کی شکایتیں تین دفعہ نہ لادیں۔ اسی وقت تک ہرگز اس قوم سے برائی نہ کرنا اور نام  
 بھی اپنا مت بتانا جب حضرت لوط علیہ السلام اپنے گھر واپس گئے تو قوم نے حضرت لوط علیہ السلام کو زخمی کیا  
 اور شدید رنج پہنچایا پھر حضرت لوط نے اپنے آئے مہانوں سے کہا کہ میں اپنے اندر اتنی قوت نہیں رکھتا  
 کہ ان کا باقاعدہ مقابلہ کروں اور ان ملعونوں کے شر سے بچوں اور تم کو بھی بچاؤں اور اس خاتم قوم کو اپنے  
 سے دفع کروں۔ حضرت لوط علیہ السلام نہایت ابدیدہ ہو کر اپنے مہانوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ پھر اس  
 قوم کے لوگوں نے اگر حضرت لوط علیہ السلام پر بے ادبی سے ہاتھ چلایا اور ناپاوار ہو کر حضرت لوط علیہ  
 السلام ان مہانوں کے پاس نااطاعتی کی صورت میں آئے۔ جب تین مرتبہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے  
 مہانوں سے اپنی قوم کی شکایتیں کیں اور پھر شدید ابدیدہ ہو گئے یہ دیکھ کر مہانوں نے کہا تو لہ تعالیٰ



خَالُوا لَوْطًا اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصْلُوْا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاهْلِكَ بِقَطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ  
 ذٰلِكَ يَلْقَافَتُمْ مِنْكُمْ اَحَدًا اِلَّا اَمْرًا تَكْتُمُوْنَ اِنَّمَا مُصِیْبُهُمَا مَا اَصَابَهُمْ ذٰلِكَ اِنْ مَّوْعِدُ  
 عَذَابِ النَّصِیْبَةِ تَرْجُمَهُ ! مہمان بولے اے لوط تم مجھے ہوئے ہیں تیرے رب کے اور یہ لوگ ہرگز نہ پہنچ  
 سکیں گے تجھ تک سونگل اپنے گھر سے کچھ رات رہے اور پھر تم میں سے کوئی شخص منہ موڑ کر بھی نہ دیکھے  
 مگر تیری عورت تو ان ہی میں سے ہے اور جو عذاب الہی ساری قوم پر آئے گا وہی تمہاری بیوی پر بھی آئے گا  
 اور عذاب الہی کے آنے کا وقت اور وعدہ علی الصبح ہے پھر ہماروں نے حضرت لوط علیہ السلام سے اچھی طرح  
 ظہر کر دیا کہ ہم لوگ سب اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں اور قوم لوط پر عذاب الہی لے کر آئے ہیں اور  
 ہم لوگ یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ آپ آج کی شب اس قوم سے بچ کر کسی محفوظ جگہ پر چلے جائیں جہاں اللہ تعالیٰ  
 کا حکم ہو کیونکہ آج شب کو صبح کے وقت اس قوم پر عذاب الہی آئے گا۔

حضرت لوط علیہ السلام نے مزید معلومات کی صورت میں ان فرشتوں سے پوچھا کہ یہ عذاب الہی اول  
 شب آئے گا یا آخر شب اتنے میں وہ مردود بھی حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کو کھودنے لگے اور کہنے لگے قولہ  
 تَعَالٰی اٰلَیْسَ الصَّبِيْحُ تَقْدِیْبٌ تَرْجُمَهُ ! اے لوط ابھی تک صبح نزدیک نہیں ہوئی یعنی اے لوط صبح ہو رہی  
 ہے۔ مگر تم نے جرم سے کہا تھا وہ اب تک کچھ نہ کیا اور یہ کہتے ہی ان لوگوں نے چاہا کہ فرشتوں پر دست  
 ہوویں یہ کیفیت دیکھ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کچھ معمولی سے حرکت کی اور بحکم خدا وہ فی الفور طس ہو گئے  
 یعنی آنکھ ناک منہ ان کے یکساں ہو گئے جیسا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِنَّ الْقَدْرَ اَوْ دُزْخًا عَن  
 ضَیْفِهِمْ فَطَعْنَا اَعْيُنَهُمْ فَذَوْ قُوْا عَذَابًا اِنِّیْ وَنُذِرُ تَرْجُمَهُ اور تحقیق ارادہ کیا حضرت لوط  
 کے ہمانوں پر دست درازی کا تو کھودیں ہم نے ان کی آنکھیں اب چکھو عذاب میرے کو اور ہنسی اسی  
 مصیبت کو جو تمہارے واسطے تیار کی گئی ہے پھر اس کے بعد فوراً ہی ان پر شدید عذاب الہی نازل کیا گیا  
 اور وہ وقت بالکل صحیح کا تھا تاکہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کر سکے اور مجرموں کے کردار کی سزا دے تو اللہ تعالیٰ  
 ذٰلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابًا مُّسْتَقَرًّا فَذَوْ قُوْا عَذَابًا اِنِّیْ وَنُذِرُ تَرْجُمَهُ !  
 بیشک نازل ہوا ان پر عذاب صبح کے وقت سو وہ بہت بڑا عذاب تھا تاکہ تم کو معلوم ہو جائے میرا عذاب  
 اور مصیبت چنانچہ پہلا عذاب اس قوم پر یہ ہوا کہ نہ ان کی آنکھیں رہیں اور نہ ناک اور نہ منہ لگے واویلا کرنے  
 اور اسی فتنہ میں بولے کہ لوط نے اپنے گھر میں جادوگروں کو بلا رکھا ہے پھر کہنے لگے اے لوط تو اپنے  
 آئے ہوئے ہماروں سے کہہ دے کہ وہ ہماری آنکھیں ابھی کر دیں تو ہم ان برے فعلوں سے توبہ کر لیں  
 گے۔ یہ سنی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پیر لنگے چہروں پر مل دیا۔ اسی وقت ان کی آنکھیں ناک

اور نہ بالکل درست ہو گئے پھر جب وہ ٹیک ہو گئے تو انہوں نے پھر ان فرشتوں پر دست درازی کا قصد کیا تو اس مرتبہ ان کا تمام بدن خشک اور شل ہو گیا۔ پھر توبہ کی پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا یران کی آنکھوں پر اور بدن پر مل دیا وہ سب اچھے ہو گئے بعد وہ لوگ سب کے سب حضرت لوط کے گھر سے نکل گئے اور تمام شہر کے دروازے بند کر دیئے اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ کل لوط کے بھانوں سے اس کا بدلہ لیں گے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام سے عرض کی کہ تم اپنے اہل و عیال و اطفال کو لے کر اس شہر سے نکل جاؤ کیونکہ ان مردوں نے پورے شہر کے دروازے بند کر دیئے ہیں پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کو مع اہل و عیال کے شہر سے نکال کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے گھر تک پہنچا دیا چونکہ حضرت لوط کی بیوی کا فوجہ تھی اس لئے آپ نے اسے چھوڑ دیا اور اپنی بیٹیوں کو لے کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے گھر داخل ہو گئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط اور ان کے اہل و عیال کو بڑی چاہت سے رکھا بعد اسی کے جب آفتاب طلوع ہوا تو غدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پڑمیں کے نیچے دے کر شہرستان لوط کو اس طرح سے پلٹ دیا کہ ایک پتہ درخت کا اور ایک حلقہ دروازے کا نہ ملا اور ہمارے بھی بچوں کے لغزش میں نہ آئے بس اس کی طرح ہوا پر اڑا دیا۔ اور آواز ان فرشتوں کی حضرت لوط علیہ السلام تک پہنچی اور پھر اس قوم کفار کی کچھ خبر نہ ملی حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کی ہیبت سے بے ہوش ہو گئے اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تسلی دی اور اپنی گود میں لے لیا تو یہ تعالیٰ - فَلَمَّا جَاءَ أَمْسُنَا جَعَلْنَا عَاقِبَتَهُمَا مِثْلَ بَعَثَةٍ اَوْ مَطَرٍ مَّا حَلَّيْهَا جَعَلْنَا مَنضُودًا تَرْجَمُ! جب پہنچا حکم ہمارا کہ رڈالی وہ بستی نیچے اوپر اور ہر سائیں ہم نے ان پر کنگہ یاں پتھر کی تباہ۔ حضرت لوط یہ حال دیکھ کر تاسف و زاری کرنے لگے اور شہر کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تو بہت غراب ہو چکا ہے اور ہر شخص کے گلے میں لنت کا طوق پڑا ہوا ہے اور اس طوق پر اس کا نام بھی لکھا ہوا ہے قولہ تعالیٰ مَسْوَمًا عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِشَيْءٍ تَوْحِيدًا لِّفَانِ كُتِبَ لَهُ نَزِيكٌ وَرَوَّارٌ تیرے کے اور نہیں ہے وہ ظالموں سے دوسرے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اس قوم کا کوئی جگہ ٹھکانہ ہے۔ وہ بولے کہ ان لوگوں کا سات طبق نیچے دوزخ باد یہ میں ٹھکانہ ہوگا۔ حشر کے دن حساب سے فارغ کر کے ان لوگوں کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس بات کو سن کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ پھر اپنے خدا کی مبادت میں مشغول ہو گئے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چار بیٹے تھے یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام بی بی ہاجرہ کے بطن سے اور حضرت اسحاق



علیہ السلام اور مدین اور مدائن بنی سائرہ خاتون کے بطن سے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے  
 طرف ایک بیٹے تھے لیکن تواریت میں لکھا ہے کہ بارہ بیٹے تھے۔ ایک بیٹے کی روایت زیادہ صحیح  
 معلوم ہوتی ہے ان کا نام قیدار تھا اور ان کے جسم کی قدامت چالیس گز لمبے سات گز موٹے اور  
 چوڑے عرب کے سلطان تھے اور تمام عرب ان کا مطیع اور فرمانبردار تھا اور حضرت اسحاق علیہ السلام  
 کے دو بیٹے تھے ایک کا نام عیسیٰ اور دوسرے کا نام یعقوب اور مدین کے ایک بیٹے کا نام شعیب  
 تھا اور وہ مدین کے بیٹے عثم کے بادشاہ تھے یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس برس  
 کی ہوئی تو آپ کو موت آئی اور چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام موت سے ہر وقت ڈرتے تھے اس لیے  
 حق تعالیٰ نے چاہا کہ ان کی موت ان کی مرضی کے موافق کی جائے ناگہاں ایک بوڑھا مہمان حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے کھانا کھلا دیا مار سے ضعف کے وہ کھانا نہ  
 کھا کا تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ آپ کی کیا عمر ہو گی اس نے جواب میں حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ میری عمر اس وقت تقریباً ایک سو بیس سال کی ہے یہ سن کر حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام بہت انوس کرنے لگے کہ مجھ کو کبھی شاید اسی سن و سال میں یہ حال گزرے ابھی تو میری عمر  
 اس سے دس سال کم ہے تب آپ نے کہا یا الہی میں اپنی عمر اس سے زیادہ نہیں چاہتا ہوں اس  
 کے بعد چاروں بیٹوں کو بلا کر وصیت کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَصَّيْ بِهٖمَا اِبْرٰهٖمُ  
 نَبِيُّہٗ وَیَعْقُوْبُ ؕ یٰۤاِبْنٰی اِنَّ اللّٰہَ صَظَفَ لَکُمُ السَّیِّئٰتِ حٰدًا مَّسْوُوْمًا اِنَّ  
 دَاۤاِبۡنَکُمۡ مَّسۡحُوْرًا ؕ اور یہی وصیت کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب  
 نے بھی کہ اے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق میں سے تم کو چین کر اپنا دین دیا اور تم کبھی بھی غیر مسلم  
 ہو کر نہ مرنے اللہ تعالیٰ نے اس دین کو دین اسلام فرمایا اور یہ چیز میں سے تم کو سنا دی اور بتا دی ہے  
 حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ کو خدا تعالیٰ  
 نے کسی کام کے سبب سے نبوت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تین  
 سبب سے مجھے نبوت سے اللہ تعالیٰ نے نوازا۔ اول میں نے کبھی بھی روزی کا غم نہیں کیا کہ میں  
 کل کیا کھاؤں گا۔ اور دوسرا بغیر مہمان کے کھانے کو نہیں کھایا۔ اور تیسرا یہ کہ جب کوئی کام دنیا و  
 آخرت کا آپر تا تو پہلے آخرت کا کام کرتا یہ سچے دنیا کا۔ یہ تین کام کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو  
 خلافت و نبوت و کرامت بخشی بمصدق اس آیت کو میرے قولہ تعالیٰ وَ اِنَّکَ اَعْدٰی بَنَیۡہِمۡ  
 حٰکِمٌ ؕ ترجمہ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنا لیا۔ یہ وصیت کو کر کے

اپنے بیٹوں کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے بعد انتقال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سب بیٹے اپنے اپنے مقام پر چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حضرت اسحاق علیہ السلام سے کہا کہ مجھے کچھ باپ کی شے سے حصہ دو تاکہ باپ کا نشان و تبرک ہمارے پاس بھی رہے اسی کے جواب میں حضرت اسحق علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کہا کہ تم ہمارے برابر نہیں ہو اس لئے محروم المیراث ہو اور تمہیں باپ کا حصہ نہیں ملے گا۔ اس بات کو سن کر حضرت اسحاق علیہ السلام کچھ رنجیدہ ہوئے اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر حضرت اسحق علیہ السلام کو کہا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام پر فریفتہ ہو کر کہنے لگے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پشت سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جویدہ النبیاء ہیں اور پھر تمام مومن انکی پشت سے ہوں گے اور تمہاری پشت سے تمام جہود اور گمراہ پیدا ہوں گے اور تمہاری اولاد کو ان کی اولاد ہمیشہ خوار رکھیں گے اور بے نکل لونڈیاں ان پر حلال ہوں گی اور ان کی امت بہت کثیر تعداد میں ہوگی۔ اس بات کو سن کر حضرت اسحاق علیہ السلام اتنے روئے کہ ان کی آنکھوں میں چھالے پڑ گئے اور وہ اس روئے کی وجہ سے نابینا ہو گئے اس بات کو دو برس گزرنے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ اے اسحاق علیہ السلام میں تم کو خدا کی طرف سے بشارت دیتا ہوں کہ تیری پشت سے چار ہزار پیغمبر ہوں گے اور ایک پیغمبر ان میں حضرت موسیٰ ہوگا جو خداوند کریم سے باتیں کرے گا اور اللہ کا لقب بھی کلیم اللہ ہوگا اور خدا چاہے تو تمہیں بینا کرے یا دیسا ہی رکھے اگر تم کو خداوند کریم نے نابینا رکھا تو قیامت میں آنکھیں کھلیں گی اور خدا تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ یہ سن لینے کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام نے کہا کہ بس میں اپنی آنکھیں نہیں مانگتا اور میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ اس کے عوض خداوند قدوس مجھ کو اپنا دیدار دکھائے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے دو بیٹے تھے ان کا نام یعقوب اور یعقوب تھا۔ جب یہ دونوں بڑے ہوئے تو حضرت اسحاق علیہ السلام نے انتقال فرمایا اور اپنے والد کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔

## بیان حضرت اسماعیل علیہ السلام

تواریخ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہر سال کے شریف سے اپنے والد بزرگوار کی زیارت کو ملک شام جاتے تھے اور وہاں حضرت اسحاق اور دوسرے بھائیوں



کو دیکھ کر کچھ مکہ شریف تشریف لے آتے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی مکے کے شریفوں میں سے تھیں اور ان سے بارہ بیٹے تولد ہوئے ایک روز اچانک حق تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اے اسمعیل تم مغرب کی زمین میں جاؤ اور وہاں کے بت پرستوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ اور دعوت الی الحق دو۔ چنانچہ یہ حکم خداوندی پاتے ہی فوراً وہاں گئے اور تقریباً پچاس برس تک خلق اللہ کو ہدایت کی یہاں تک کہ تمام بت پرست مومن ہو گئے (ارشاد ربانی ہے)۔

وَ اِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ اِسْمَاعِيْلَ اِنَّكَ كَانْ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَادَ كَسُوْلًا نَبِيًّا وَ كَانَ يَامُرُ اَهْلًا بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ وَ كَانَ يَدْعُوْا اِلٰى مَرْضٰىيَّاهُ ترجمہ! اور یاد کر کتاب میں اسمعیل علیہ السلام کو کہ وہ اپنے وعدے میں بچا تھا اور اپنے رب کے پاس پسندیدہ۔ یعنی حضرت اسمعیل علیہ السلام نے ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ جب تو وہاں نہ آوے گا میں اسی جگہ ٹھہرا ہوں گا اور وہ شخص تقریباً ایک سال تک نہ آیا حضرت اسمعیل علیہ السلام ایک برس تک اسی جگہ پر اس کے منتظر رہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو صادق الوعدہ فرمایا اور عمر شریف حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایک سو تیس برس کی ہوئی تھی آخر عمر تک کے ہی میں رہے اور بعض راویوں نے کہا ہے کہ آخر عمر کے سے ملک شام میں تشریف لے گئے اور وہاں جا کر دیکھا کہ حضرت اسحاق نابینا ہو گئے اور ان سے دو بیٹے تولد ہوئے ہیں جن کے نام عیصٰی اور یعقوب ہیں اور آپ کی ایک بیٹی بھی تھی اس کا نام تہیہ تھا۔ حضرت عیصٰی کے ساتھ اس کا بیاہ کر دیا تھا اور اور حضرت اسحق کو وصیت کر کے پھر مکے میں تشریف لے گئے اور اس واقعہ کے ایک برس بعد انتقال فرمایا اور حضرت کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ بعد اس کے ان کے بیٹے ہر ایک ملک میں متفرق ہو گئے۔ مگر دو بیٹے ایک ثابت و دوسرے قیدار دونوں کے ہی میں رہ گئے اور بنی اسرائیل عرب اور حجاز انہیں کی نسل سے ہیں۔

## حضرت اسحاق و حضرت یعقوب علیہما السلام

روایت کی گئی ہے کہ حضرت اسحاق نے حضرت اسماعیل السلام کے بعد وفات پائی اور حضرت اسحاق کی عمر ایک سو ساٹھ برس کی ہوئی اور حق تعالیٰ کی طرف سے ان کو اہل کنعان پر پیغمبر بنا کر بھیجا گیا۔ اور حضرت اسحاق کی بیوی بھی اہل کنعان کے سردار کی بیٹی تھیں اور ان سے دو بیٹے ہوئے عیصٰی اور یعقوب وجہ تسمیہ یعقوب کی یہ ہے کہ عیصٰی کے عقب یعنی پیچھے تولد ہوئے جب

دونوں حضرات بڑے ہوئے تو حضرت اسحاق علیہ السلام نے عیص کو حضرت اسماعیل کی بیٹی سے  
 بیاہ دیا اور حضرت یعقوب کو کہا کہ تم کو کنعان کے سردار کی بیٹی سے بیاہ دوں گا اور ان کی ماں نے  
 کہا کہ تمہارے ماموں کی بیٹی سے تمہاری شادی کر دوں گی کہ وہ بڑا مالدار ہے ملک شام میں اس  
 کے برابر کوئی نہیں حضرت یعقوب اس بات کو سن کر تعلق کرتے تھے کہ میں شادی نہیں کروں گا۔ اور حضرت  
 عیص کو حضرت اسحاق علیہ السلام بہت چاہتے تھے اور وہ اکثر اوقات شکار کیا کرتے تھے لیکن حضرت  
 یعقوب نہیں کرتے تھے۔ ایک روز حالت صیغی میں حضرت اسحاق نے عیص سے کہا کہ آج ایک بکری  
 جنگلی یاہرن شکار کر کے لاؤ اور اس کے کباب بنا کر مجھے کھلاؤ تو میں اللہ رب العزت سے دعا کروں گا کہ  
 خدا تعالیٰ تمہ کو پیغمبری عنایت فرمائے۔ یہ سن کر عیص اپنا تیر و کمان لے کر باپ کے واسطے شکار کے لئے  
 باہر نکلے اور ان کی ماں حضرت یعقوب کو زیادہ پیار کرتی تھیں انہوں نے حضرت یعقوب سے کہا کہ اپنی بکری  
 جو موٹی تازی اور فربہ ہے اس کو لا کر ذبح کر کے کباب بنا کر جلدی سے اپنے باپ کو کھلاؤ وہ تم کو دعا  
 دیں گے۔ حضرت یعقوب نے اپنی والدہ کا فرمان سن کر فوراً ایک بکری ذبح کر کے جلدی کباب بنا  
 کر لائے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام تو آنکھوں سے مسدود تھے بونے کباب پا کر کہنے لگے کہ یہ کباب کون لایا ہے  
 حضرت یعقوب کی والدہ نے کہا کہ عیص لایا ہے فرمانے لگے کہ ان کبابوں کو سامنے لاؤ حضرت یعقوب نے  
 سامنے لا کر رکھ دیئے جب حضرت اسحاق ان کبابوں کو کھا کر خوش ہوئے تو حضرت یعقوب کی والدہ نے کہا  
 کہ یا حضرت آپ گوشت کھلانے والے کے واسطے دعا کیجئے ان کے کہنے سے حضرت اسحاق علیہ السلام نے  
 اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی اور کہا کہ یا رب مجھے جس بیٹے نے یہ گوشت کھلایا ہے اسی کو اور اسی کی اولاد کو پیغمبر  
 کیجئے اس کے بعد حضرت عیص شکار سے واپس آئے کباب بنا کر حضرت اسحاق کے سامنے رکھ دیا پھر اس  
 وقت حضرت اسحاق علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ میری بیوی نے جلد بنا کر یعقوب کے ہاتھ سے کباب کھلائے  
 تھے اور اس کے حق سے دعا کر دانی تھی کیونکہ وہ حضرت یعقوب کو بہت چاہتی تھیں۔ پھر حضرت اسحاق  
 علیہ السلام نے اپنے بیٹے عیص سے کہا کہ اسے عیص تیری دعا تیرے بھائی یعقوب نے لے لی عیص نے اس  
 بات کو سن کر طیش میں آکر کہا کہ میں یعقوب کو مار ڈالوں گا تب حضرت اسحاق علیہ السلام نے کہا کہ یعقوب کو مت  
 مار اور میں تیرے لئے بھی دعا کروں گا۔ کہ تیری نسل سے بہت مخلوق پیدا ہو۔ جب حضرت اسحاق علیہ  
 السلام نے حضرت عیص کو وعادی تو اس کی برکت سے حضرت عیص کی اولاد بہت بڑھی۔ مغرب  
 اور اسکندریہ اور دریائے کنہار سے تک ان کی اولاد پھیل گئی۔ ایک بیٹے کا نام روم بھی تھا۔ اب جس  
 شہر کا نام روم ہے اور اسی کو استنبول بھی کہتے ہیں چرمکہ شہر انہوں ہی نے بسایا تھا اسی لئے اسے



شہر کی نسبت بھی انہیں کی طرف سے اور ان کی اولاد بہت ہے اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے تقریباً  
 ایک سو ساٹھ برس کی عمر میں وفات پائی اور اپنی والدہ حضرت سائرہ خاتون کی قبر کے پاس مدقون  
 ہوئے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے انتقال کے بعد حضرت یعقوب ڈر گئے کہ مبادا عیسیٰ مجھے مار نہ  
 ڈالے اسی خوف کی وجہ سے وہ سارا دن چپے رہتے تھے اور رات میں نکلا کرتے تھے۔ اسی طرح تقریباً  
 ایک سال گزر گیا۔ یہ حال دیکھ کر ان کی والدہ نے حضرت یعقوب سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تم اپنے ماموں  
 کے پاس ملک شام چلے جاؤ اور وہیں رہا کرو کیونکہ وہ وہاں کا بہت بڑا رئیس اور مالدار ہے اور  
 اسی کی بیٹی سے تمہاری شادی بھی کر دوں گی اور تم اپنے باپ کی وصیت بجالاؤ اور یہاں مت رہو اور اس  
 طرح تمہاری جان کی حفاظت ہو جائے گی اور یہ الفاظ اپنے والدہ کے سن کر حضرت یعقوب کنعان سے  
 رات ہی رات نکل کر ملک شام روانہ ہو گئے اور اسی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام اسرائیل  
 رکھا گیا کیونکہ انہوں نے رات ہی رات سفر طے کیا۔ اور توجہ تسمیہ اسرائیل کی شب کو نکلنے کے باعث  
 ہوئی اور یعقوب کا نام بسبب عقب ہونے اپنے بھائی عیسیٰ کے ہوا اور یہ پورا حال توریت میں بھی مرقوم  
 ہے۔ پس دونوں ناموں کی وجہ تسمیہ معلوم ہو گئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام جب اپنے ماموں جان  
 کے پاس پہنچے تو انہوں نے حضرت یعقوب کو بہت تسلی و شفایابی دی اور کہا کہ تم یہاں رہو، اور ان کے  
 ماموں ان سے بہت پیار و محبت بھی کرنے لگے۔ حضرت یعقوب کے ماموں کی دو بیٹیاں تھیں ایک  
 کا نام لیا اور چھوٹی بیٹی کا نام راحیل تھا۔ لیکن راحیل نہایت خوبصورت اور حسین و جمیل تھی حضرت  
 یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں جان سے کہا کہ راحیل کو میرے ساتھ بیاہ دو اور یہی وصیت بھی  
 میرے باپ کی ہے کہ تم اپنے ماموں جان کی بیٹی سے شادی کرنا۔ یہ بات حضرت یعقوب کی سن کر ان  
 کے ماموں نے کہا کہ تمہارے باپ کی کوئی بیٹی بھی شے تمہارے پاس نہیں ہے میں اپنی بیٹی کی کیونکہ  
 شادی کر دوں۔ دین مہر کہاں سے دو گے۔ جب کہ مجھے دولت چاہیئے حضرت یعقوب نے اپنے  
 ماموں جان سے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ ہاں گہرا ایسا ہو سکتا ہے کہ میں چند سال تمہاری  
 بکریاں چرا کر اس کی مزدوری سے دین مہر ادا کر دوں گا۔ یہ بات سن کر ماموں نے کہا کہ مجھے یہ  
 بتاؤ کہ تم کو کونسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تو راحیل  
 راحیل کو سمجھتا ہوں حضرت یعقوب کی فرمائش کو ان کے ماموں جان نے منظور کر لیا اور مامین یہ شرط  
 قائم ہوئی کہ یعقوب سات برس میری بکریاں چرا کر راحیل سے شادی کرے گی۔ جب سات برس  
 پورے ہو گئے تو حضرت یعقوب نے اپنے ماموں سے درخواست کی کہ اب سات برس پورے ہو

چلے ہیں اب آپ میرے ساتھ راحیل کی شادی کر دیجئے یہ بات سن کر ماموں نے اپنی بڑی کوجسی کا نام یا تھا اس کو نکوت میں حضرت یعقوب کے سپرد کر دیا حالانکہ شرط شادی کی راحیل سے تھی یعقوب کے دوسرے دن اپنے ماموں سے جا کر کہا کہ میں لیا کو نہیں چاہتا آپ سے تو میں نے راحیل کی درخواست کی تھی ان کے ماموں نے حضرت یعقوب سے کہا کہ ہماری قوم کا دستور ہے کہ پہلے بڑی بیٹی سے شادی کرتے ہیں پھر اس کے بعد چھوٹی بیٹی کی شادی کرتے ہیں اگر ایسا ہم نہ کریں گے تو لوگ ہم پر طعنہ کریں گے کہ وہ دیکھو غلام نہیں قوم نے اپنی بڑی کو تو اپنے گھر میں بٹھا رکھا ہے اور چھوٹی بیٹی کو بیاہ دیا ہے یہ بڑے عیب کی بات سمجھی جاتی ہے اگر تم یہ چاہتے ہو کہ راحیل سے شادی ہو جائے تو پھر تم کو سات برس تک بکریاں چرانا ہوں گی اور سات برس تک تم اپنے ساتھ لیا کو نکاح میں رکھو، پھر تم کو اختیار ہو گا چاہے دونوں بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھو یا نہ رکھو اور یہ حکم اس زمانہ میں جائز تھا کہ ایک شخص دو بہنوں کو بھی ایک وقت میں نکاح میں رکھ سکتا تھا اور اب شریعت محمدیہ میں بیک وقت دو بہنوں کو ایک نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ چنانچہ قرآن مجید آخری آسمانی کتاب ہے اور اس کے قوانین قیامت تک کے واسطے کارآمد ہوں گے اور اس میں کسی وقت بھی کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں ہو سکتی اور دو بہنوں کو بیک وقت جمع کرنا حرام ابراہیم سے لے کر تانزل تو ریت تک تھا اور قرآن مجید میں دو بہنوں کو بیک وقت جمع کرنا حرام ہے جیسا کہ حق تعالیٰ سبحانہ ارشاد فرماتا ہے **وَاَنْتُمْ لَا تَدْرِيْنَ تَجْمَعُوْنَ اَبْنٰی الْاُخْتَيْنِیْ** **اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ** ترجمہ اور نہ جمع کرو دو بہنوں کو مگر جو آگے ہو چکا ہے سو ہو چکا پس یہ باتیں سن کر حضرت یعقوب نے اپنے ماموں جان کی سات برس اور بکریاں چرائیں، پھر اس کے بعد حضرت یعقوب کی شادی راحیل سے ہوئی اور ان کے ماموں نے بہت کثیر تعداد میں مال و اسباب دے کر دونوں بیٹیوں اور داماد کو بھی اپنے پاس ہی رکھا۔ بی بی لیا کے بطن سے چھ بیٹے تولد ہوئے ان کے نام یہ ہیں۔ روئیں، خمنون، لیوی، یہودا، اسخار، زبولوں اور یہ نام تو ریت میں مذکور ہیں اور ایک مدت تک بی بی راحیل سے کوئی اولاد نہ ہوئی ان کی ایک لونڈی تھی جس کا نام زلفی تھا اسے حضرت یعقوب کی خدمت میں دیا اس سے دو بیٹے پیدا ہوئے وان اور تفتان پھر بی بی لیا نے بھی اس سے رشک کر کے حضرت یعقوب کو ایک لونڈی دی اور اس سے بھی دو بیٹے پیدا ہوئے اور نام ان کا رکھا کاوا اور بشری۔ پھر کچھ روز بعد لیوی راحیل سے حضرت یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوبصورتی اور حسن و جمال ایسا تھا کہ جس کا وصف اللہ تعالیٰ نے



قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے پس حضرت یعقوب علیہ السلام کے یوسف علیہ السلام سمیت کل گیارہ بیٹے تولد ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تمام بیٹوں میں یوسف علیہ السلام سے زیادہ پیار کرتے تھے اور اپنی سے بہت زیادہ محبت و انیت تھی۔ یہاں تک کہ ایک گھڑی بھی اپنی آنکھوں سے جدا نہ کرتے اور یوسف علیہ السلام کی پیدائش اس وقت ہوئی جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو کنعان چھوڑے ہوئے تقریباً اکیس یا بائیس سال ہو گئے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مال و اولاد بہت عنایت فرمائی تھی۔ اچانک دل میں خیال آیا کہ کنعان جا کر اپنی محترمہ والدہ صاحبہ کو دیکھیں اور ان کی خدمت سے مشروب ہو دیں، پس حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں جان سے اجازت مانگی انہوں نے بخوشی اجازت دے دی اور مال اسباب بھی بہت سارے کر دو نوں بیٹیوں کو ان کے ہمراہ کر دیا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی دو نوں بیٹیوں اور ان کے بچوں اور بہت مال و اسباب اور بہت سے مویشی لے کر کنعان کو چل دیئے اور راستے میں یہ اندیشہ غالب تھا کہ ہنوڑ عداوت و غصہ عیسیٰ کے دل سے نہ گیا ہو۔ شاید مجھ کو مار ڈالے اسی تفکرات میں پورا سفر طے کر کے شہر کنعان پہنچے۔ اتفاقاً حضرت عیسیٰ میدانی کی طرف نکلا کہ کوئلے تھے راستے ہی میں ملاقات ہو گئی، ان کو حضرت یعقوب نے دور سے ہی پہچان لیا اور حضرت یعقوب نے اپنے قافلہ والوں سے کہہ دیا تھا کہ اگر عیسیٰ تم لوگوں سے پوچھے کہ یہ مال و اسباب کس کا ہے تو تم یہ کہہ دینا کہ یہ عیسیٰ کا ایک غلام تھا اس کا نام یعقوب تھا وہ ملک شام میں چلا گیا تھا یہ سب مال و اسباب اسی کا ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام مارے ڈر کے اپنے قافلے کے اندر چھپے ہوئے آئے تھے۔ جب بکریوں کے ساٹھان حضرت عیسیٰ کے پاس پہنچے تو عیسیٰ نے ان سے دریافت کیا کہ یہ بکری خاند کس کا ہے سب لوگوں نے اس کے جواب میں کہا کہ یہ عیسیٰ کا غلام یعقوب جو ملک شام میں کچھ روز قبل چلا گیا تھا اسی کا ہے جب عیسیٰ نے یعقوب کا نام سنا تو آبدیدہ ہو کر کہنے لگے کہ عیسیٰ کا یعقوب غلام نہیں بلکہ وہ تو اس کا بھائی ہے اور وہ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے اس بات کو سن کر سب لوگ کہنے لگے کہ حضرت یعقوب ملک شام میں بھی رہتے تھے میں عیسیٰ کا غلام ہوں جب حضرت یعقوب نے دور سے دیکھا کہ عیسیٰ بہت ہی آبدیدہ ہو رہے ہیں اور نہایت افسوس کر رہے ہیں تو حضرت یعقوب اپنے قافلے سے الگ ہو کر عیسیٰ سے بے فکر ہوئے اور گود میں لے لیا اور دونوں بھائی زار زار خوب روئے۔ ان وجوہات کے سبب آج ہمیں منزل کوئی اور پھر دوسرے دن گھر میں تشریف لائے اور تقریباً ایک سال گزرنے کے بعد نبی بنی راحیل سے ایک اور بیٹا پیدا ہوا اور اس کا نام بنیامین رکھا بعد تولد ہونے ان کی ماں نے انتقال

فرمایا اور نبی بی یاس نے بنیامین کی پرورش کی۔ تیا اپنے بیٹوں اور یوسف سے زیادہ پیار کرتی تھیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے پیدا ہونے کے بعد حق تعالیٰ نے پیغمبری عنایت فرمائی تب کنعان میں بہت مخلوق خدا پر ایمان لائی اور ان لوگوں نے ہدایت پائی اور جب عیص کو ان کی پیغمبری کی دلیل پہنچی تو ان کو بھی یقین ہو گیا۔ پھر ان کو ایک جگہ رہنے کا اتفاق نہیں ہوا، اور عیص نے کہا کہ بھائی میں نے یہاں ایک مدت گزار لی اور ہنوز غریب ہی رہا ہوں۔ اور تم بھی کچھ روز میرے ساتھ اسی جگہ رہے ہو، اور اب تم یہاں بود و باش اختیار کرو اور تم اس سرزمین کے پیغمبر بھی ہو اور میں کسی دوسری جگہ پر جا کر رہوں گا روایت ہے کہ حضرت عیص یہاں سے رخصت ہو کر اس جگہ جا پہنچے جس جگہ کو اب روم کہتے ہیں اور روم ان کے بیٹے کا نام بھی تھا اور بتی بھی اسی کے نام سے آباد ہوئی تھی اسی واسطے اس جگہ کو روم کہتے ہیں اور وہیں جا کر انہوں نے انتقال فرمایا اور جتنی اولادیں ان کی تھیں وہ سب کی سب وہیں رہیں اور ان کی اولاد کی بہت کثرت ہو گئی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عیص کی اولادوں میں سے سولہ حضرت ایوب علیہ السلام کے کوئی دوسرا نہیں ہوا اور باقی تمام پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل سے ہوئے ہیں۔

## حضرت یوسف علیہ السلام

در حقیقت حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ نہایت اہم اور نصیحت آموز واقعہ ہے جس کے سننے سے نیک کاموں کی محبت اور گناہوں سے بچنے کی ہدایت اور طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو جس کو خدا تعالیٰ نے احسن القصص فرمایا ہے اور علمائے متقدمین اور فضلاء متاخرین کے کتابوں میں یہ ذکر آیا ہے کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کو قرآن مجید میں احسن القصص کہہ کر بیان فرمایا ہے اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عظیم الشان واقعہ سے خوب واقف فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **يَحْسُنُ الْقَصَّ عَيْنِكَ أَحْسَنُ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنَ وَذَلِكُنَا كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِيسَ الْغَافِلِينَ** ۱۰ ترجمہ ہم آپ سے بہتر قصوں میں ایک قصہ بیان کرتے ہیں اس واسطے کہ بھجبا ہم نے تیری طرف قرآن اور تو تھا پہلے اس سے بے خبروں میں سے بعض علماء کرام نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ نے اس قصے کو سب قصوں قرآن مجید کا بہتر قصہ کیوں فرمایا، اور بعضوں نے یہ کہا کہ یہ قصہ سب پیغمبروں کے قصے سے احسن ہے، اور بعضوں نے کہا کہ صبر جمیل یعقوب علیہ السلام



کا قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اور صبر سب سے بہتر چیز ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس قصہ کو احسن  
 کہا اور بھٹوں نے یہ بھی کہا کہ پہلی باتیں خواب کی تھیں اور تمام حقیقتیں اس قصہ میں بیان ہوئی ہیں۔  
 خیر جو کچھ بھی ہو بہر حال یہ قصہ عجیب و غریب اور نہایت موثر ہے اس کے بڑھتے سے ہر انسان نیک  
 بن سکتا ہے اور دنیا کی تمام برائیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اور سورہ یوسف کے نازل ہونے کا  
 سبب یہ تھا کہ ایک روز سات یہودیوں نے آکر حضرت عمر ابن الخطاب سے مباحثہ کیا یعنی یہودیوں  
 نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ ہماری توریت بہتر ہے تمہارے قرآن مجید سے اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہمارا  
 قرآن مجید بہتر ہے تمہاری توریت سے اس کے جواب میں یہودیوں نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ  
 السلام کا قصہ توریت میں مذکور ہے اور آپ کے قرآن مجید میں نہیں درآنا لیکہ وہ بہتر فتنوں میں سے  
 ہے۔ حضرت عمرؓ اس بات کو کہ کہتے ہی زیادہ رنجیدہ و غمگین ہوئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے پاس آئے مناظرہ کا حال بیان کیا۔ رسول خدا یہ سن کر اور حضرت عمرؓ کو غمگین دیکھ کر بہت  
 زیادہ متشکر ہوئے۔ اتنے میں حضرت جبرائیل امین تشریف لے آئے بحکم رب العالمین اور پورا  
 قصہ حضرت یوسف علیہ السلام کا بیان فرمایا۔ اور قصہ کا شروع یہ تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بعد  
 مدت کے ٹہر کنعان میں تشریف لائے اور پھر یہیں مقیم ہوئے۔ اور بی بی راحیل بیٹی دالہ محترمہ  
 حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر صرف پانچ برس کی تھی اور اپنے گیارہ بھائیوں میں سب سے زیادہ  
 حسین و جمیل تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام ان کو سب سے زیادہ پیار کرتے تھے اور دنیا میں  
 اس وقت شیر خوار بچے تھے اور ان کی خالہ لیا نے ان کی پرورش کی تھی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی  
 ایک بہن تھی ایک دن انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے گھر جا کر سب بیٹوں کو دیکھا  
 لیکن ان کو کسی پر پیار نہ آیا۔ مگر حضرت یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہو گئیں یہ دیکھ کر  
 حضرت یعقوب علیہ السلام کی بہن نے حضرت یعقوب سے عرض کی کہ آپ کشمیر  
 والا وادیں اور آپ کی صرف ایک ہی بیوی ہے سب بیٹوں کی خدمت ایک بیوی سے نہیں ہو سکتی  
 لہذا اگر آپ چاہیں تو یوسف کو مجھے دے دیں ہم اس کی بوری خدمت اور پرورش کر لیں گے  
 حضرت یعقوب علیہ السلام نے بہن کی فرمائش پر حضرت کو ان کے سپرد کیا اور وہ حضرت یوسف کو  
 اپنے گھر لے گئیں۔ اور ان کی پرورش بہت ہی ناز و نعمت سے کرنے لگیں۔ اور حضرت یعقوب

علیہ السلام کا یوسف علیہ السلام کو دیکھنے کے لئے سرگھڑی دل تڑپتا رہتا تھا اور وہ فرط محبت میں اپنی بہن  
 کے گھر جا کر دیکھ آتے تھے اور اسی طرح روز بروز حضرت یعقوب کی محبت یوسف سے زیادہ  
 بڑھنے لگی۔ تب بہن سے کہا کہ میں بغیر یوسف کے ایک ساعت بھی نہیں رہ سکتا ہوں میرے پاس  
 ہی یوسف کو بھیج دو۔ اس بات کو سن کر ان کی ہمیشہ نے کہا کہ میں بھی بغیر یوسف کے نہیں رہ  
 سکتی۔ اس پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا ایسا کر دو کہ یوسف ایک ہفتہ تمہارے  
 پاس رہے اور ایک ہفتہ میرے پاس۔ انہوں نے کہا اچھا پہلا ہفتہ میرے پاس ہی رہے گا،  
 حضرت یعقوب نے یہ بھی منظور کر لیا اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ کا ایک قمر بند  
 تھا۔ حضرت یعقوب کی بڑی بہن کو وہ مکر بند اپنے دادا کی میراث سے ان کے حصے میں پہنچا تھا اور  
 اسی قمر بند سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بوقت قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ہاتھ  
 پاؤں باندھے تھے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنی پھوپھی کے گھر میں سات دن رہے  
 اس کے بعد حضرت یعقوب نے ان کو طلب کیا۔ تب ان کی بہن نے حیلہ سازی کی تاکہ یوسف کو ان  
 کے باپ نہ لے جا سکیں۔ وہی مکر بند حضرت یوسف کی کمر میں چھپا کر کپڑے کے تلے باندھ دیا تھا  
 کہ یوسف کو کسی پہانے سے چور بنا کر بھراپنے گھر لے آؤں۔ اور اس وقت کی شریعت ایسی تھی  
 یہ قانون تھا کہ جو کوئی کسی کی چیز چراتا اور وہ پکڑا جاتا تو وہ شخص صاحب مال کا غلام ہو جاتا۔ پس  
 بعد سات دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو منگوایا، پھر ان کی  
 بہن نے حیلہ کر کے یعقوب علیہ السلام سے آکر کہا کہ میرے باپ کا مکر بند گم ہو گیا ہے اور یہ  
 یقین ہے کہ یوسف کے ہمراہ جو لوگ تھے انہوں نے چھپایا ہے۔ لہذا آپ سب کو حاضر کیجئے  
 ہر ایک سے جھوٹ موٹ پوچھ کر حضرت یوسف کے پاس جا کر ان کی کمر سے مکر بند جھٹ کھول  
 ڈالا اور کہا کہ یوسف میرے پاس مجرم ہوا اور اب وہ دل بریں میرے پاس رہے گا اور ہماری  
 خدمت کرے گا یہ حال دیکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے خجالت کی وجہ سے اپنی بہن کو  
 یوسف کے لئے جانے کی اجازت دے دی بعد دو برس کے ان کی خواہر نے وفات کی پھر بعد  
 وفات اپنی بہن سے یوسف کو اپنے گھر واپس لے آئے اور سب فرزندوں سے زیادہ حضرت  
 یوسف کو عزیز رکھتے تھے۔ ایک دن حضرت یوسف نے اپنے والد سے بیان کیا کہ میں نے  
 شب گذشتہ کو خواب میں دیکھا ہے کہ آفتاب اور مہتاب اور گیارہ ستاروں نے آسمان سے  
 اتر کر مجھے سجدہ کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِذْ قَالَ يٰٓؤُسُفُ لَا مِثْلَ مَا بَرَأْتَ



اِنِّیْ رَاٰیْتُ اَحَدًا عَشَرَ کَوْکَبًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مَا یَتَّبِعُهُ رِیْ سَجْدَیْنِ ۝ ترجمہ  
 جس وقت کہا یوسف نے اپنے باپ سے اے میرے ابا جان میں نے خواب دیکھا ہے شب کے  
 گیارہ ستارے اور سورج اور چاند نے مجھے سجدہ کیا یعقوب نے جب معلوم کیا کہ بھائی سب ان  
 کو ذیل کریں گے تب کہا ان سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ دُؤْیَاکَ  
 عَلٰی فِئْیَکَہٗ ذٰلَکَ کَیْدٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ لِیَلْیَسَّیَنَّ عَلَیْکَ دُصْبَیْنِ ۝ اور کہا یعقوب  
 علیہ السلام نے اے بیٹے میرے مت بیان کر خواب اپنا بھائیوں سے کیونکہ اس خواب کو سن کر  
 وہ تیرے واسطے البتہ کچھ فریب بنائیں گے اور شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے یعنی اس خواب کی تعبیر سنتے  
 ہی وہ سمجھ لیں گے، بارہ بھائی اور ایک باپ اور چار ماؤں سے اور وہ یہ سمجھ لیں گے کہ سب تیری  
 طرف محتاج ہوئے ہیں۔ اور شیطان یعنی ان کے دل میں حسد ڈالے گا اور حضرت یعقوب علیہ السلام  
 نے اس خواب کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام کو بتائی جیسا کہ فرمایا اللہ رب العزت نے اپنے  
 کلام پاک میں ذٰلَکَ یَجْتَنِبُکَ رَبُّکَ وَیُعَظِّمُکَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ  
 دَیْتَحُ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَ عَلٰی اٰلِ یَعْقُوْبَ کَمَا اَتَمَّہَا عَلٰی اَبُوْیْکَ  
 مِنْ قَبْلُ ۝ اَبْرٰہِیْمَ ۝ اِسْحٰقَ ۝ اِنَّ رَبَّکَ عَلَیْمٌ حَکِیْمٌ ۝ ترجمہ اور  
 اسی طرح نوازے گا تیرا رب اور بتاوے گا تجھ کو ٹھیک اور درست بات یعنی تعبیر خوابوں کی اور  
 پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر اور حضرت یعقوب کے جیسا کہ پورا کیا تیرے دو باپوں پر جو تجھ سے  
 پہلے تھے یعنی دودا دے ابراہیم واسحق علیہما السلام پر اور البتہ تیرا رب بہت خبر والا ہے اور  
 حکمت والا ہے۔ جب یہ خواب کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے سنی تو وہ بہت  
 ہی حسد کرنے لگے اور بولے قَوْلِیْ تَمٰلَے۔ اِذْ قَالُوْا یٰکُوْفُیْکَ وَ اَخُوْہٗ اَحَبُّ اِلَیْ اٰیٰتِنَا  
 وَ نَحْنُ عُصْبَتٌ اِنَّ اٰبَا نَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ ترجمہ اور جب کہنے لگے ان کے بھائی البتہ  
 یوسف اور اس کا بھائی زیادہ پیارا ہے باپ کو ہم سے اور کہنے لگے کہ ہم لوگ قوت والے ہیں  
 اور ہمارا باپ اپنی اولاد کے معاملے میں صریح غلطی پر ہے اور ہم ہی لوگ ان کے وقت پر کا آنے  
 والے ہیں اور میرا بھائی یوسف ابھی چھوٹا ہے اور دوسرا بھائی بھی جوانی کا سگاہ ہے وہ ابھی  
 چھوٹا ہے اور ہم سب سوتیلے ہیں۔ اور یہ باتیں یوسف علیہ السلام کی بالنی میں کبھی کبھی تھیں حالانکہ  
 یہ باتیں لطیف زنی پر معمول ہوتی ہیں۔ لہذا یہ باتیں بھائیوں کو کہنا کسی طرح درست نہ تھا حالانکہ حضرت  
 یوسف کے سب بھائی بنے ہوئے اور ایک نے اللہ کی طرف سے بڑا مرتبہ پایا۔ لیکن ابتداء

میں سب نے رنج اٹھائے اپنے باپ کے بھی اور اپنے بھائی کے بھی اور وہ سب کہنے لگے  
 قَوْلَ تَعَالٰی اِنَّمَا تُؤْمِنُ بِمَا قُلْنَا بِكَ وَ اِنَّا لَنَاصِرُوكَ ۝ اِذَا طَرَحْتُمُوهُ اَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُهُ اَرْضًا مِّنْ غَيْرِهَا  
 فَتُؤْمِنُ بِمَا قُلْنَا بِكَ وَ اِنَّا لَنَاصِرُوكَ ۝ اِذَا طَرَحْتُمُوهُ اَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُهُ اَرْضًا مِّنْ غَيْرِهَا  
 اب یوسف کو کسی طرح سے مار ڈالو ایسی جگہ پھینک دو جہاں سے وہ نہ آسکے اور وہ کسی دوسرے  
 ملک میں اکیلے رہتا ہے تاکہ والد محترم کی پوری توجہ تم لوگوں پر رہے۔ اور بعض نے یہ بھی کہا کہ اگر مناسب  
 خیال کرو تو میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ کہیں جنگل میں جا کر کسی گوٹھ میں پھینک دیں تاکہ وہ اپنے باپ  
 کو دکھائی دے، اور پھر تو یہ کہہ لو اور اپنے باپ کے ہمیشہ مطلع اور فرمانبردار ہوتا کہ بہر حال دیکھ کر اللہ  
 تعالیٰ بھی ہم کو اس حرکت ناشائستہ سے درگزر فرمائے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں سے  
 ایک بھائی کا نام یہود تھا اور تمام بھائی اس کے فرمانبردار تھے اس نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ  
 مت مارو یہ ہمارے بھائی ہیں جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا قَالَ قَاتِلْهُمْ لَا تَقْتُلُوا  
 یُوسُفَ وَ اَاقُوَّهُ بِغِيٍّ غَلَبَتْ الْجُبْنَ يَلْتَقِطُ مِنْ بَعْضِ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ۝  
 ترجمہ۔ ایک بولا بولنے والا کہ مت مارو یوسف کو اور پھینک دو اس کو ایک گنہگار کنوئیں میں کہ  
 اٹھالے جاوے اس کو کوئی مسافر اور یہ باتیں ان کے بڑے بھائی نے کہیں کہ اگر تم کو اپنے بھائی  
 یوسف کے ساتھ کرنا ہے تو بس یہی کرو اتنا ہی کافی ہے کیونکہ جان سے مار ڈالنا بہت بڑا  
 گناہ ہے اور میری رائے تو صرف یہ ہے کہ راستے کے کنارے پر کسی کنوئیں میں جو میدان میں واقع  
 ہو اس میں ڈالنا ایک حد تک درست ہو سکتا ہے تاکہ کوئی راہ چلتا سوداگر پانی کے واسطے کنوئیں پر  
 آئے گا اور اسے اٹھا کر اپنے ہمارے ملک میں لے جائے گا اور اس طرح یوسف اپنے باپ کی  
 نظروں سے دور ہو جائے گا اور ہم کو اس طرح بدنامی بھی کم ہوگی اور خون ناحق سے بھی ہمارا  
 چھٹکا رہا ہو جائے گا۔ یہ رائے تقریباً سب بھائیوں کو پسند آئی اور سب نے ایک جگہ جمع ہو کر  
 صلاح و مشورہ کیا کہ یوسف کو ان کے باپ سے کسی طرح اور کیونکر لیا جائے اور کب اور کس وقت  
 دور میدان میں لے جایا جائے جو ہمارے دلوں کی غرض و غایت اور مقصد ہے۔ سب بھائی حضرت  
 یوسف کے اپنے والد بزرگوار کو ہر وقت سمجھاتے اور طمینان دلاتے یہاں تک کہ ان کے بھائیوں  
 نے کہا کہ تھوڑی دیر کے واسطے عزیز یوسف کو ہمارے ہمراہ کر دیجئے تاکہ کسی بڑے میدان میں  
 جا کر ان کو کچھ کھیل دکھائیں لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کسی طرح سے قبول نہ کرتے تھے پھر سب  
 بھائیوں نے آپس میں اتفاق کیا کہ یوسف ہی کو فریب دینا چاہیئے تو یہ خود اپنے باپ سے چلنے



کے واسطے اصرار کریں گے، مشورہ کرنے کے بعد ان کے بھائیوں نے حضرت یوسف سے کہا کہ اے ہمارے بھائی تم ہمارے ساتھ سیر کو اور تماشہ میدان کا دیکھنے چلو ہم لوگ تم کو خوب تماشہ اور کھیل میدان میں دکھائیں گے اور وہاں بکری کا دودھ بھی خوب پلائیں گے۔ یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ بیشک میں آپ لوگوں کے کہنے سے اس جگہ جانا چاہتا ہوں لیکن والد صاحب کا حکم نہیں ہے اس لئے میں کیونکر جاؤں۔ ان کے بھائیوں نے حضرت یوسف سے کہا کہ تم خود ہی اپنے والد صاحب کے پاس جا کر بولو تو البتہ وہ تم کو حکم دے دیں گے پھر ان کے بھائیوں نے حضرت یوسف کے سر میں کٹھنی وغیرہ کر کے والد صاحب کے پاس بھیج دیا، حضرت یعقوب نے ان کو دیکھ کر اپنی گود میں اٹھالیا۔ اور ان کے سرو چشم پر بوسہ دیا اور حضرت یوسف بھی اپنے باپ کے ہاتھ پاؤں کو چوم کر کہنے لگے کہ اے میرے ابا جان میں اپنے بھائیوں کے ساتھ میدان میں جانا چاہتا ہوں تاکہ میں کچھ سیر میدان کی کر لوں اور وہاں تماشہ بھی دیکھوں اور وہیں بکری کا دودھ بھی پیوں گا اگر حضور کی اجازت ہو تو میں ان کے ہمراہ جاؤں اور اپنا دل خوش کر آؤں۔ حضرت یعقوب نے اپنے تخت بکر کی بیٹی بیٹی باتیں سن کر فرمایا نعم یہ بات ان کے بھائیوں نے سنی کہ حضرت یوسف کے جواب میں والد صاحب نے نعم کہا ہے اور ان دن دے دیا ہے یہ سن کر بڑے بھائی یہود نے کہا کہ اب تم لوگ والد بزرگوار کے پاس جاؤ اور ان سے اجازت طلب کر لو اور تم لوگ ہمارے ساتھ عہد پیمان کر لو کہ اپنے چھوٹے بھائی کو کس طرح کوئی گزند نہ پہنچے گی اس کے بعد سب متفق ہو کر اپنے والد بزرگوار کے پاس گئے اور اپنے والد صاحب سے کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قَالُوا يَا أَبَا خَامَلَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَى يُوسُفَ وَإِنَّا لَآ لَنَصِيحُونَ ۝ اذِ مِيلَهُ مَعَنَا عِنْدَ اِيْرَتَع ۝ يَلْعَب ۝ اِنَّا لَنَاسٌ كٰفِيْقُونَ ترجمہ بولے اے باپ کہ اعتبار نہیں کرتے ہو ہمارا یوسف پر اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں بھیج دیجئے ان کو ہمارے ساتھ کل کو کیونکہ ہم لوگ یوسف کی ہر طرح نگہبانی کرنے والے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ اے بیٹو میں ڈرتا ہوں کہ تم جاؤ گے اور یوسف کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ گے اور میں اکیلا گھر میں رہ جاؤں گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قَوْلَهُ تَعَالٰی قَالَ اِنِّيْ لَخِزْنَتِيْ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَآخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ السَّيْءُ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝ ترجمہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا تھا کو غم ہوتا ہے اس سے کہ تم لے جاؤ گے اس کو اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کو کھیلٹا

کھا جائے اور تم سب کے سب اس سے بے خبر رہو۔ یعنی ان کو بھی بھڑیئے کا ہی بہانہ کرنا تھا سو وہ ہی حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں اس کا خوف آیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھڑیئے کا تذکرہ اس وجہ سے ان کے سامنے کیا کہ وہ اپنے خواب میں یہ دیکھ چکے تھے کہ بھڑیئے نے حضرت یوسف علیہ السلام پر حملہ کیا ہے اور وہ ہمیشہ اس خواب سے ڈر کرتے تھے۔ کیونکہ انبیاء کے خواب سچے ہوتے ہیں جھوٹے نہیں ہوتے۔ بہر حال یہ گفتگو حضرت یعقوب علیہ السلام کی سن کر حضرت یوسف کے بھائی بولے، جیسا کہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ **اَكَلَهُ الشَّيْطَانُ وَنَحْنُ عُصْبَتُ اِيْنَا اِذَا الْخَسِرُوْنَ** ترجمہ وہ سب لوگ کہ اگر کھا گیا اس کو بھڑیا۔ اور ہم تو سب پوری جماعت ہیں ایسا نہ ہو گا اور ہم سب صاحب قوت ہیں، اگر کچھ بھی وہ کھا گیا تو ہم نے سب کچھ گنوا دیا۔ یعنی اگر بھڑیا اس کو کھائے گا تو کیا ہم لوگوں سے اتنا بھی نہ ہو گا کہ ہم دس بھائی ہیں اس کو اپنے بھائی کے کھانے سے روکیں اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہم سب سخت گنہگار ہوں گے۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان باتوں کا فریب کھا کر یوسف کو ایک روز کی اجازت دے دی اور رخصت کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا اے میری جان میرے دیدے سے اپنا دیدہ ملا کر جاؤ اور ذرا میرے پاس آؤ تو میں تمہیں گود میں لے لوں کیا پتہ پھر تمہیں دیکھوں یا نہ دیکھوں۔ بعد اس کے اپنے دیگر بیٹوں سے کہ اگر یوسف کو تمہیں سوچنا اب جاؤ پھر اسی پاؤں سے سلامت آؤ میرے پاس یہ کہہ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو رخصت کیا اور وہ سب کے سب ان سے اجازت لے کر چل دیئے قول تائی **فَلَمَّا ذَهَبُوا اِيْهِ وَاجْتَمَعُوا اَنْ يَّجْعَلُوْهَا فِىْ عَمِيْقِ الْجُبِّ** پھر جب لے کر چلے اور آپس میں متفق ہوئے کہ ڈالیں اس کو گناہ گنہگاروں میں پس جاتے جاتے کنعان سے چھ کوں کے فاصلہ پر اپنی بکریوں کی چراگاہ میں جا پہنچے حضرت یوسف کھیل کود کے ساتھ خوشیاں کرتے ہوئے چلے۔ بھائیوں نے ان پر ظلم اور دست درازی اور طلبہ لگانا شروع کر دیئے حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے فریاد و زاری کی اور کہنے لگے کہ میں نے ایسا کون سا گناہ کیا ہے جو تم مجھ پر اتنا ظلم کر رہے ہو کیا میرے باپ نے مجھے تم کو نہیں سوچا ہے، یا تم میرے بھائی نہیں ہو۔ تم لوگ اپنے باپ کی وصیتیں اور نعمتیں مت بھولو اور میری بے ماری اور میری پرہیزگاروں پر چند کہ یوسف نے کہا۔ لیکن انہوں نے کچھ بھی نہ سنا اور برابر مارتے ہی رہے پھر وہ سب کہنے لگے کہ تو نے یہ بات جھوٹ بنا کر اپنے باپ سے کہی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا



ہے کہ آفتاب اور مہتاب اور گیارہ ستاروں نے اس کو بھٹکے دیا ہے شاید تیری ہی آرزو ہے کہ ہم سب تیرے زیرِ حکم رہیں۔ اور اب تو تیری موت آچکی ہے اور اس جگہ پر کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ تیری پشت پناہی کر سکے اور تجھ کو ہم لوگوں سے چھڑا سکے۔ نبِ حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے یہ باتیں سنیں تو وہ اپنے بڑے بھائی یہودا کے پاس چلے گئے ان سے یہ ماجرا بیان کیا انہوں نے یہ سن کر اپنے بھائیوں کو سختی سے منع کیا اور کہا کہ تم لوگ اپنے عہد پر قائم رہو اور انہیں مت مارو۔ اس پر وہ سب کہنے لگے کہ اس کو کسی گناہ میں ڈالنا چاہیے۔ پھر اس کے بعد حضرت یوسف کو سب بھائی مل کر ایک گناہ کنویں کے کنارے پرے گئے اور ان کے تمام کپڑے اتار لئے اور ننگا کر کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ایک ڈول میں بٹھا کر کنویں میں ڈال دیا۔ حضرت یوسف بہت فریاد و زاری کرنے لگے اور کہا کہ آج کوئی ایسا نہیں ہے کہ وہ میرے ضعیف باپ کو خبر پہنچا دے اور وہ آکر دیکھیں کہ ان ظالموں نے ایک گناہ کنویں میں مجھے بے گناہ کرادیا ہے اور ذرا بھی ان کو ترس نہ گیا۔ حضرت یوسف اس اندھیرے کنویں میں جب آدھی راہ میں جا پہنچے اور سی ڈول کی اس وقت بڑے بھائی یہودا کے ہاتھ میں تھی۔ تو دوسرے بڑے بھائی شمعون نے آکر سی کاٹ دی اور اس کا دلی ارادہ یہ تھا کہ جلدی سے کنویں میں جا کرے اور پھر وہیں مر جائے۔ قضا الہی سے ایک نیزہ پاؤں کنویں میں خالی تھا۔ خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اگر ان کو کنویں کے اندر پانی کے ادھر ایک پتھر پر بٹھادیا۔ حضرت یوسف کو پانی کے اندر جانے نہ دیا کہ ان کو کسی قسم کا ضرر نہ ہو۔ محققین نے اخلاص کیا ہے کہ حضرت یوسف کنویں میں کئی دن رہے۔ بعضوں نے کہا کہ صرف ایک دن رات جب بھائیوں نے آکر ان کو کنویں میں ڈالا تھا تو ان کو یقین ہو گیا تھا کہ یوسف کنویں کے اندر مر گئے اور ہم لوگوں نے بجات پانی، آپس میں کہنے لگے کہ اب بہتر یہ ہے کہ ہم سب توبہ کریں۔ اور ہماری توبہ خدا قبول کرے اور اس چیز کا عزم صمیم کریں کہ شب و روز اپنے باپ کی خدمت کیا کریں تاکہ وہ ہم سب سے راضی و خوش رہیں۔ ادھر حضرت یوسف کنویں کے اندر روتے روتے اذ حد ٹھہال ہو گئے تو روتے ہوئے۔ اِکِنَّہٗ لَکُنَّ یَشْتٰہُمۡ بِاَمْرِہُمۡ ہٰذَا وَاَھُمۡ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝۵۔ اور ہم نے دھی کی اس کو کہ بتا دے گا ان کو ان کا یہ کام اور وہ نہ جانیں گے فائدہ پھر جب لے کر چلے اور آگے نہ فرمایا کہ کیا ہوا اس واسطے کہ لائقِ بیان کے نہیں جو کچھ ان کے بھائیوں نے سلوک کیا اور راستے میں بری طرح مارتے اور ہرا بھلا کہتے ہوئے لے گئے تھے نہ انہوں نے حضرت یوسف کے رونے پر رحم کھایا نہ فریاد پر پھر کنویں میں ڈالا تو وہ کنویں کے کنارے کو پکڑ کر رہ گئے اور بہت روتے مگر

بجائے رحم کھانے کے رسی میں باندھ کر اس کنویں میں لٹکا دیا۔ اور جب آدمی دور پہنچے تھے تو رسی  
 کو کاٹ دیا اور سب بھائیوں نے مل کر ان کے کپڑے اتار لئے تھے بالکل نکا کر دیا تھا جس ان  
 انہوں نے رسی کاٹی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ میرے پیارے  
 بندے کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ حکم ملے ہی فوراً حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے  
 اور حضرت یوسف سے کہنے لگے کہ اے یوسف خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب تم کچھ اندیشہ مت کرو  
 بلکہ تم کو اپنے بھائیوں کے ظلم سے نجات مل گئی اور خداوند قدوس نے تم کو نہایت ہی برگزیدہ کیا ہے  
 اور ان کے بھائیوں کو ایسا وقت عفریب آئے گا کہ وہ تیرے سب کے سب مطیع اور فرمانبردار ہوں  
 گے ادھر حضرت یوسف کے سب بھائی آپس میں کہنے لگے کہ اب یہ بتاؤ کہ اپنے باپ کے پاس جا کر  
 کیا جواب دیں گے جو کچھ کرنا تھا وہ تو کر دیا۔ اب کیا کرنا ہے اگر ہمارے باپ نے حضرت یوسف  
 کو طلب کیا تو اس کی کیا تدبیر ہو گئی۔ آپس میں مشورے ہوتے رہے لیکن اسی کا کچھ جواب سمجھ میں  
 نہ آتا تھا۔ آخر ایک بھائی نے مجبوراً کہا کہ بھائی صاحبان ہم سب کو یہی کہنا ہو گا کہ یوسف کو تو بھیڑیے  
 نے کھالیا اور ایک بچہ بکری کا ذبح کر کے اس کے خون سے پیرا بن یوسف کا جو کہ انہوں نے ہرقت  
 کنویں میں ڈالتے ہوئے اتار لیا تھا آلودہ کر لیا اور یہی یوسف کا کہہ کر حضرت یعقوب کے پاس  
 یعنی حضرت یوسف کے والد بزرگوار کے سامنے بے جا کر رکھا تاکہ ایک حد تک ان کو یقین و  
 اطمینان ہو جائے اور ان سب بھائیوں نے کچھ مکر بھی کیا۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَ  
 جَاءَهُمْ عِشَاءٌ وَیَبْكُونُ ۚ قَالُوا یَا بَنَاؤُنَا ۖ هَٰذَا هَبْنَا شَتَبًا وَذَرَرْنَا  
 یُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا ۚ كَلِّمُوكُمُ الذِّبْ ۚ مَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا ۚ وَكُلُّنَا  
 صُلٰی قَتٰیۢنَ ۚ ترجمہ۔ اور آئے اپنے باپ کے پاس اندھیرا ہونے پر اور بہت ہی روتے ہوئے  
 سب کے سب اور نہایت عاجزی سے کہنے لگے اے ہمارے باپ ہم سب دھڑنے لگے اور ایک  
 دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش میں لگ گئے اور چھوٹے بھائی یوسف کو اپنے سامان  
 و اسباب کے پاس چھوڑ دیا اور ہم لوگ ان کی طرف سے کچھ دیر غفلت میں پڑ گئے اتنے میں کوئی بھیڑیا  
 ان کی طرف آ نکلا اور یوسف کو اکیلا اور بچہ سمجھ کر اس پر حملہ کر دیا اور پھر اس کو کھالیا اور ہم لوگ  
 یہ سمجھ رہے ہیں کہ آپ ہمارے کئے ہوئے کو باور نہیں کریں گے۔ اگرچہ ہم سب بچہ سمجھ رہے ہیں  
 اسی رات کو وہ کہہ تا بھی جو بکری کے خون سے آلودہ کیا تھا حضرت یعقوب کو پیش کر دیا اور پھر  
 کہنے لگے بعض ان میں سے کہ اے باپ ہم بکریوں کے گلے میں گئے تھے اور یوسف کو اسباب کے



پاں چھوڑ دیا تھا ناگہان بھیڑ یا اس طرف آگیا اور یوسف کو کھا گیا اور ہمارے باپ ہم کو معلوم ہے کہ ہماری بات کو نہیں مانتیں گے بلکہ مذبذب کریں گے اگرچہ ہم ہزاروں طریقوں پر معتمد ہیں۔ لیکن پھر بھی آپ ہماری بات کا یقین نہیں کریں گے، پھر ان لوگوں نے یوسف کا کونہ جو خون آلود تھا نکال کر دکھایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بات پر قطعاً یقین نہیں کیا اور متفکر ہو گئے تو لہ تعالیٰ دَجَّادُ عَلٰی قَمِيصِهِ يَدَاهُمْ كَذِبٌ ۝ تَوَحَّهٖ اور حضرت یوسف کے کرتے پر ہولنگا کر جھوٹ مرث لائے۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب اس

خون آلود کرتے کو دیکھا اور غور کیا کہ یہ کرتا خون آلود تو بے شک ہے لیکن کہیں سے چھڑا ہوا نہیں ہے آخر یہ کیا بات ہے۔ بیٹوں سے فرمایا کہ اس پیرا ہن میں یوسف کے خون کی بو نہیں آتی ہے اور اس بھیڑیے نے کھاتے وقت کرتے کو چھڑا بھی نہیں بالکل ثابت اتار دیا جو تم لوگ میرے پاس لائے ہو۔ شاید بھیڑ یا یوسف پر تم سے زیادہ مہربان ہو گا کیونکہ یوسف تو کھالیا اور اس کے پیرا ہن کو نہیں چھڑا۔ اگر تم لوگ اپنے کہنے میں سچے ہو تو اس بھیڑیے کو میرے پاس حاضر کرو اس بات کو سن کر اپنے باپ کے حکم کے واسطے ایک بھیڑیے کو پکڑا اور اس کے منہ میں ہولنگا کر باپ کے سامنے پیش کر دیا۔ حضرت یعقوب نے اس بھیڑیے سے پوچھا کہ تو نے میرے فرزند جگر بند یوسف کو کھا یا ہے اور تو نے اس نازک بدن پر کچھ بھی رحم نہیں کیا اور میری صفیٰ پر تھجھ کر کچھ افسوس نہ ہوا۔ بھیڑ یا اللہ تعالیٰ کے حکم سے بولا یا رسول اللہ خدا کی قسم میں نے تیرے یوسف کو نہیں کھایا کیونکہ گوشت پوشت انبیاء صلحاء کا ہم پر حرام ہے، اور یا حضرت میں تو ایک بہت بڑی بلا ورنج میں مبتلا ہوں۔ قابلِ عرض یہ ہے کہ بعض انبیاء کو ام کو اللہ رب العزت معجزات عطا فرمائیں گے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو بطور معجزات کے اس بھیڑیے سے گفتگو کرنے کا معجزہ عطا فرمایا گیا۔ اس بھیڑیے نے جو کہ یوسف کے بھائیوں نے اپنے باپ کے پاس ہولنگا کر حاضر کیا تھا وہ کہنے لگا کہ میرا ایک بھائی تھا چند روز ہوئے مجھ سے جدا ہو کر کہیں نکل گیا۔ میں اس کی تلاش کے واسطے نکلا ہوں اور بوجہ گردش کے جس کو آج تقریباً تین دن ہو رہے ہیں کھانا پینا بھی نہیں کھایا پیاجھوکا ہیسا دوڑتا ہوا تین فرسنگ کی راہ سے شب گذشتہ کو اس صحرائے آہنچا ہوں، آج البص صابرا دوں نے مجھے پکڑ کر میرے منہ میں بکری کا ہولنگا کر آپ کے حضور پیش کر دیا۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگرچہ جھٹی درست نہیں مگر بسبب بے گناہی کے حضور آپ کی پیغمبری کے لحاظ سے جو جو باتیں کہ سچ تھیں وہ میں نے آپ کے سامنے عرض کر دیں، پس آپ مالک ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب یہ باتیں اس سے سنیں تو فرمانے لگے کہ بھڑیا بیچ کتاب ہے۔ پھر حضرت یعقوب نے اس بھڑیے کو اپنے پاس سے کھانا کھلا کر اس کو رخصت کر دیا اور اپنے بیٹوں کو فرما دیا کہ میں نے یوسف کو خدا پر سوپنا اور اپنے رب العالمین سے صبر مانگتا ہوں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **إِنَّا جَاءَ بِكَ عَلَىٰ بَدَنِكَ** لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْوَالٌ فَصَبِرُوا جَمِيعًا **وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ** **عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ** اور کہا حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہ کوئی بھی ٹھیک بات تم نے ہم کو نہیں بتائی۔ جس پر تمہارے دل خود گواہ ہیں لہذا میں صبر جمیل اور اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتا ہوں، اس بات پر جو تم مجھ سے اگر بتاتے ہو یعنی کہ تہ پر ہو کالگانا ان کا بالکل جھوٹ ہے اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک بیت الاحزان بنایا اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے جاتیٹھے اور شب و روز فراق یوسف میں روتے روتے ان کی آنکھیں بھی جاتی رہیں یعنی وہ اس قدر یوسف کے واسطے روتے کہ نابینا ہو گئے اسی جگہ حضرت یعقوب کے پاس ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے ان سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے دریافت کیا یا انجی ہمارا یوسف کہاں ملے گا میں کہہ کر جاؤں، میرے یوسف کو اللہ رکھے تو بہتر ہے، اتنے میں جناب بدی تعالیٰ سے اہام ہوا ہے یعقوب تیرا بیٹا محفوظ ہے اور اس کی حفاظت وہی کر رہا ہے جس کو تو نے سوپنا اور تم ان سے معلوم کر دو۔ کہا الہی میں تصور وار ہوں میں نے خطا کی ہے مجھ پر رحم فرما۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ملک الموت کو جانتے ہو وہ ہر شخص کی جان کو قبض کرتے ہیں تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ملک الموت سے جا کر پوچھا کہ یوسف سلامت ہیں یا نہیں۔ ملک الموت نے کہا کہ یوسف سلامت ہیں اور ان کی روح قبض کرنے کا ابھی تک کوئی حکم نہیں ہے یہ بات سن کر حضرت یعقوب کو تسلی اور بھروسہ ہوا لیکن بوجہ فراق کے آہ و زاری کرتے رہے۔ روایت یوں کی جاتی ہے کہ یوسف کے گم ہونے کا سبب یوں تھا کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے کسی کی ضیافت کی تھی۔ اسی آشنا میں ایک فقیر محتاج ان کے در پر حاضر ہوا اور اسی محتاج نے کھانے کا سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ شاہ جی بیٹھو کھانا حاضر ہے اتنا بول کر حضرت یعقوب علیہ السلام کسی کام میں مشغول ہو گئے اور اس آنے والے محتاج کو کھانا نہ کھلا سکے، وہ فقیر محروم بھوکا یہ دعا کر کے چلا گیا۔ الہی تو اس کی آرزوں کو اس سے دور رکھیو یہ دعا خدا کے دربار میں قبول ہو گئی۔ پس اگر فقیر کو کھانا کھلاتے تو اس کی قوت چالیس دن تک رہتی اب اس کے عوض تو چالیس برس تک یوسف کے غم میں رہے گا، یہ ہذر بیہ ایہام ملنے لگا گیا۔ یہ اہام سنتے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام نے خدا کی درگاہ میں التجا کی تو رحیم و



کریم عالم الغیب ہے جو خطا مجھ سے ہوئی وہ قصداً نہیں ہوئی غفلت سے ہوئی ہے۔ یہ التجا دربار الہی میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو ہی رہے تھے کہ فوراً جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور فرمایا کہ اے یعقوب تم پر جو رنج گزرا ہے اس سے اس بات کو سوچنا چاہیئے تاکہ بندوں کو علم ہو کہ خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اس کے کام میں کسی کو دخل نہیں۔ مروی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے بدن سے کپڑے اتار کر بنکا کر کے انہیں کنویں میں ڈالا۔ اسی وقت امر الہی سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پیراہن حریر کا ہشت سے لاکر انہیں پہنا دیا اور وہ پیراہن خلیل اللہ کا تھا جس کی برکت سے آتش فرودان پر گھزار ہوئی تھی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے نجات پائی تھی مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا سن مبارک اسی وقت بارہ برس کا تھا اور بعضوں نے لکھا تھا کہ تیرہویں برس کا تھا اور بعضوں نے لکھا ہے کہ سترہ برس کا تھا اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس اندھیرے کنویں میں یوسف تین دن رات رہے۔ اتفاقاً مرضی الہی سے ایک قافلہ سوداگروں کا مدین سے اسباب تجارت کا مصر کو لے جا رہا تھا۔ ماندگی کے سبب سے راہ بھول کر اس کنویں کے پاس آ پہنچا۔ اس جگہ کی آب و ہوا خوش گوار پاکر منزل کی۔ لیکن وہ کنواں سانپ بچھوڑنے سے پر اور شہر کی آبادی سے دور تھا اور پانی بھی اس کا تلخ اور شور تھا مگر حضرت کے گرنے سے اس کا پانی شیریں ہو گیا اور سوداگروں کے سردار کا نام مالک زغر تھا اور بشیر نام کا ایک غلام تھا وہ بغرض پانی اس کنویں پر آیا اور پانی کے واسطے اس کنویں میں ڈول ڈالا۔ تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خدا کے حکم سے آکر کہا کہ اے یوسف تم اس ڈول میں بیٹھ جاؤ جب اس غلام نے ڈول کھینچ کر اٹھایا دیکھا کہ ایک لڑکا نہایت حسین خوبصورت اس میں بیٹھا ہے اس نے دیکھ کر کہا کہ ہم نے تو ایما اور اتنا خوبصورت لڑکا کبھی نہیں دیکھا اور نہ اس وقت اس کا کوئی ثانی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے جملہ حسن کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بخشا اور دوسرا حصہ سارے جہان کو دیا۔ سوداگروں نے جب اس کی صاحبِ جمال کمال صورت دیکھی تو وہ پوچھنے لگے کہ تم کون ہو بنی آدم ہو یا فرشتے، وہ بولے میں نسلِ آدم سے ہوں اور ان کے بھائی بھی اس وقت سب کے سب کنویں کے کنارے پر تھے یہ شو و غل سن کر ان کے پاس آئے یوسف کو انہوں نے دیکھا تب وہ بولے کہ یہ غلام ہمارے گھر کا ہے مارے ڈر کے گھر سے بھاگ کر اس کنویں میں آگرا ہے۔ حضرت یوسف نے جب جھوٹی بکواس سنی تو چاہا کہ کچھ بولیں۔ ان کے بھائی شمعون نے عربی زبان میں کہا تم ان سے کچھ کہو گے تو جان سے مار ڈالیں

گا۔ پھر حضرت یوسف نے خوف کی وجہ سے ان سے کچھ نہ کہا، مالک بن زغر نے ان کو سوداگروں کے قافلے میں لے جا کر چھپا دیا۔ لوگوں نے اپنے سردار سے پوچھا کہ یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔ پھر لوگوں نے حضرت یوسف سے پوچھا کہ تم ہی بتاؤ کہ تم کون شخص ہو اور کہاں سے آئے ہو سردار نے سوداگروں کو جواب دیا کہ بہت قیمتی متاع ہے دوسرے دن ان کے بھائیوں نے ان سوداگروں سے جا کر کہا کہ اس غلام کو ہم بیچیں گے مالک بن زغر نے کہا اس کو خرید لوں گا لیکن اس وقت صرف میرے پاس اٹھارہ درہم مصر کے ہیں اور وہ درہم خرید و فروخت میں چلتے بھی نہیں ہیں تم اگر چاہو تو لے لو۔ پس اس قافلے کے سردار نے وہ درہم ان کے حوالے کئے اور ایک لطف یہ ہے کہ مصر کے دو درہم کنعان کے ایک درہم کے برابر ہیں اور اس حساب سے کنعان کے صرف نو درہم ہوتے ہیں۔ حضرت یوسف کو اسی قیمت پر بیچا اور ان کے بھائیوں کی غرض یہ تھی کہ کس طرح سے باپ کی نظروں سے دور کر ڈالیں ورنہ وہ محتاج نہ تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا۔ **وَشَرَّوْهُ بِثَمَنٍ بَخِيسٍ دَرَاهِمَ اَھَرَمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوا فِيْهَا مِنَ السَّاعِيْنَ** ۱ ترجمہ۔ اور بیچ آئے اس کو ناقص مول میں یعنی گنتی کے چونیوں میں اور وہ یوسف سے بیزار ہو رہے تھے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اگلے دن حضرت یوسف علیہ السلام کے سب بھائی اس کنویں پر گئے اور حضرت یوسف کو قافلے میں پایا تو یہ سب بھائی کہنے لگے یہ ہمارا غلام ہے اور ہم اس کو بیچنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ ہم سے بھاگتا رہتا ہے اگر تم اسے خریدنا چاہو تو خرید سکتے ہو۔ قافلے والوں نے کہا کہ ہم تو اس کو اٹھارہ درہم میں خرید سکتے ہیں اگر تم کو منظور ہو تو ہمارے ہاتھ بیچ دو اور یہ اٹھارہ درہم لے لو۔ چنانچہ سب بھائیوں نے مشورہ کر کے یوسف کو قافلے والوں کو اٹھارہ درہم میں دے دیا، پھر وہ درہم انہوں نے آپس میں بانٹ لئے اور ایک بھائی نے اپنا حصہ نہ لیا۔ پھر یوسف کو آگے جا کر مصر میں قافلے والوں نے بیچا، لیکن اللہ تعالیٰ نے صرف ایک مرتبہ چنانچہ کتابیان فرمایا اور پھر پردہ پوشی کے لئے دوسری مرتبہ نہیں فرمایا لیکن اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ سستے مول تو پہلی مرتبہ ہی بیچا گیا اور روایت کی گئی ہے کہ مملوک ہونے کا یوسف کے یہ سبب تھا کہ ایک دن حضرت یوسف نے آئینہ میں اپنے جمال کو دیکھ کر کہا تھا کہ اگر میں غلام ہوتا تو کوئی شخص میری قیمت نہیں دے سکتا تھا۔ حضرت یوسف کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ بوجہ لطافت و نزاکت جو چیز بھی وہ کھاتے گلے سے اترتی ہوئی نظر آتی تھی جب یہ حسن و جمال اپنا دیکھا تو فخر سے کہا اگر میں غلام ہوتا تو کوئی شخص میری قیمت نہیں دے سکتا۔ جب اپنے دل میں



یہ تصور کیا تو باری تعالیٰ کو ناپسند ہوا اسی کی پاداش میں ان پر عتاب آیا۔ اور ان کو بتایا گیا کہ اسے یوسف تم نے بڑی شیخی کی بات کی ایسی بات کہنا نبی کی شان سے بعید ہے۔ نبی میں غرور و فخر نہیں ہوتا وہ تو اپنے فرض منصبی کے بجالانے میں ہمہ تن مصروف رہتا ہے تاکہ مخلوق خدا کو ہدایت ہو اور اسے یوسف تم نے تو فخر یہاں تک کیا کہ اپنی صورت آئینے میں دیکھ کر خود ہی اپنی قیمت ٹھہرائی اور تم نے اپنے حقیقی مصور کی طرف کچھ بھی خیال نہ کیا یہ اسی کا نتیجہ ہے جو تو نے فخر کیا کہ دیکھ اب تجھ کو کیسا غلام بناتا ہوں اور کتنی معمولی قیمت پر فروخت کر دیتا ہوں تاکہ لوگ دیکھیں کہ ایسی صورت اور اتنی تھوڑی قیمت پر فروخت ہو رہی ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ سلطنت مصر کی ان کی تقدیر میں لکھی جا چکی تھی اور یہ دنیا کا دستور ہی اصول ہے کہ جب تک کسی کی خدمت نہ کرے اس وقت تک خادموں کی قدر وہ کیا جانے اور پھر وہی خادم کی وقت مخدوم کہلاتا ہے۔ الغرض مالک بن زغر نے یوسف کو بشرط خدمت مول لیا مٹھا اور ایک قبائلہ اس مضمون کا ان بھائیوں سے مکھوایا مٹھا اور وہ یہ ہے کہ مالک ابن زغر نے یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کے بیٹوں سے ایک غلام نے اٹھارہ درہم سے لیا ہے یہ گواہی گواہان معتبرین کے مالک بن زغر کے ہاتھوں میں اسے سپرد کیا اس کے بعد مالک بن زغر نے حضرت یوسف کے پاؤں میں بیری ڈال کر اونٹ پر سوار کیا اور ایک موٹا پشمینہ اڑھا کر چل دیا۔ کچھ دور جانے کے بعد جب راستے میں حضرت یوسف کی والدہ ماجدہ کی قبر آئی تو وہ اونٹ کو روک کر اتر پڑے اور اپنی مال کی قبر کی زیارت کی اور قبر سے چپٹ کر روئے لگے اور کہتے رہے کہ یا امی بھائیوں نے مجھ پر بوجہ حسد کے بہت ظلم کیا ہے اور اس قافلے والوں کے ہاتھ نہ بچ دیا ہے اور مجھے ان قافلے والوں نے زنجیروں بیٹیوں سے جکڑ دیا ہے اور باپ کی خدمت، وطن اور تمہاری زیارت سے مجھے محروم کر دیا ہے اتنے عرصہ میں قافلہ برداروں کا تھوڑی دور وہاں سے نکل چکا تھا۔ ایک شخص اسی قافلے سے پیچھے دوڑا ہوا آیا اور وہ آکر بولا ارے تو اب تک یہاں ہے سچ ہے تو واقعی جھگڑا معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ کہ اس شخص نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک ایسا طمانچہ مارا کہ اس وقت حضرت یوسف کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا ہو گیا۔ یہ حالات دیکھ کر حضرت یوسف نے اس وقت آسمان کی طرف نگاہ کی اور رورور کہنے لگے کہ خدایا ان ظالموں کے شر سے مجھے بچا دے تاکہ ایف میں برداشت نہیں کر سکتا جو مجھ پر گزری ہیں اور اسے میرے خدا یہ تجھ کو خوب معلوم ہے کہ میں بے قصور ہوں۔ پھر اس کے بعد حضرت یوسف اسی قافلے میں جا ملے یہ الفاظ اللہ رب العزت نے حضرت

یوسف علیہ السلام کے قول فرمائے اور فوراً ایک ابرہیمیت جس میں ہوا بھی سخت تیز تھی، وہ ان پر برسے گا اور اس ابرہیمیت کی لڑک دھک بہت تیز تھی اور ابرہان پر اتنا شدید برساکہ وہ سارا کاسواں ہلاک ہو گیا اور جو کچھ اندیس سے بچے وہ آپس میں کہنے لگے کہ دیکھو تو کس کے گناہ سے ہم اس آفت ناکہانی میں مبتلا ہوئے، وہ جس نے حضرت کو ملنا بچھا مارا تھا ابھی مرنا تھا وہ بولا کہ میں نے گناہ کیا ہے جس گھڑی میں نے اس غلام کو ملنا بچھا مارا تھا تو یہ غلام آسمان کی طرف منہ کر کے کچھ بول رہا تھا اور بعد اس کے فوراً ہی یہ بلاٹہ ہلکے و ناکہانی آپہنچی۔ یہ سننے ہی سب نے جو باقی بچے تھے حضرت یوسف کے پاس جا کر اپنی تقصیر کے معافی مانگی، حضرت یوسف نے ترس کھا کہ ان کو معاف کر دیا اور اسی وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی تب وہ فوراً ہی ابرہیمیت کھلا اور ہوا بھی کم ہو گئی اور حالات معمول پر آ گئے باقی ماندہ جب وہ وہاں سے چلے تو قبل اس کے کہ وہ قافلہ مصر پہنچے وہاں یہ خبر ہو گئی کہ آج جو قافلہ مالک ابن زغر کا آ رہا ہے اس میں مالک ابن زغر ایک ایسا غلام عبرانی لا رہا ہے کہ اس کی خوبصورتی اور حسن و جمال لاثانی ہے اور پر وہ زمین پر نہ ایسا آج تک ہوا ہے اور نہ ہوگا یہ سن کر تمام اہل مصر سو داگر کے استقبال کو آئے تو تمام اہل مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا اور جو فضیلت کہ سنی تھیں اس سے بھی کہیں زیادہ ان میں پائیں۔ مالک ابن زغر نے اپنے گھر کو اچھی طرح سنوارا اور باقاعدہ اپنے گھر میں فرش و فرش دیباے رومی کے بچھائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو لباس فاخرہ پہنا کر تاج زرین سر پر رکھا۔ اس کے بعد مالک ابن زغر نے پورے شہر میں منادی کرا دی کہ میں غلام بنایت خوبصورت خوش خلق، عقلمند، دانا، چالاک، فرمانبردار، حیا دار، بیچتا ہوں جس کی خواہش اس کے خریدنے کی ہو وہ وقت مقررہ پر حاضر ہوئے۔ یہ منادی سن کر اہل مصر ادنیٰ و اعلیٰ مالک ابن زغر کے گھر آ کر سب جمع ہو گئے۔ اتفاقاً حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی ان لوگوں کی طرف دیکھا کہ میری قیمت میں یہ لوگ بہت ہی پس و پیش کر رہے ہیں اور حضرت یوسف نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ مالک میرے بچنے میں عجب خطا میں پڑا ہے کہ اس دن میرے بچائیوں کے ہاتھ سے جو اصل قیمت میری ان سب کو معلوم تھی نو درہم کمول خریدا تھا اور آج مجھ کو کوئی نہیں پہچانتا ہے کیوں نہیں یہ مجھ کو بچا کر درہم میں بیچتا اور یہ قیمت حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی انکساری سے ٹھہرائی۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہام ہوا کہ اسے یوسف کو نے ایک روز آئینہ میں اپنی شکل و صورت دیکھ کر خفس سے اپنی قیمت کا آپ ہی مول زیادہ خیال کیا تھا اور آج بنایت عجز و انکساری سے اپنی قیمت کم کہی اور اسی وجہ سے اب تجھ پر فضل خدا ہوتا ہے اور اب تو دیکھ کہ تیری قیمت کس قدر زیادہ ہوئی ہے اور تجھ پر کتنا فضل خدا ہوتا ہے۔ مالک ابن زغر نے حضرت یوسف کو لباس فاخرہ پہنا



کہ کرکے پر بٹھایا اور لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر بولا مَنْ يَشْتَرِي غُلَامًا حَسِينًا لَطِيفًا ظَرِيفًا  
 لَيْسَ مِثْلَهُ فِي الدُّنْيَا۔ یہ سن کر حضرت یوسف نے کہا کہ اے مالک ابن زغریوں مت کہو اور  
 یوں کہو مَنْ يَشْتَرِي غُلَامًا ضَعِيفًا غَرِيبًا مَظْلُومًا لَيْسَ مِثْلَهُ فِي الدُّنْيَا۔  
 یہ سن کر دلال بولے کہ ایسا دستور نہیں ہے کہنے کا۔ پھر حضرت یوسف نے فرمایا کہ اگر یہاں کہنے کا  
 دستور نہیں ہے کہنے کا۔ پھر حضرت یوسف نے فرمایا کہ اگر یہاں کہنے دستور نہیں ہے تو پھر یوں کہو  
 مَنْ يَشْتَرِي يُوْسُفَ صَدِّيقَ اللّٰهِ ابْنِ يَعْقُوْبَ! سَرَّاءَ يَمْلِكُ اللّٰهُ ابْنَ اسْحَقَ  
 صَفِيَّ اللّٰهِ اَخِي! سَمِيعًا ذِي بَحْثِ اللّٰهِ ابْنِ! بَدِّهِيْمَ خَلِيْلَ اللّٰهِ!۔ یہ سن کر مالک  
 دلالوں نے کہا چپ رہئے ایسا مت کہو اگر لوگ نہیں گے تو خریدنے سے انکار کر دیں گے پھر اس  
 کے بعد پکار لگائی کہ ایک ہزار بدرے اشرفی اس غلام کی قیمت ہے کیا کوئی ہے اس کو خریدنے کے  
 واسطے تیار اور ننت میں بدرہ کہتے ہیں ایک تھیلی کو جس میں ایک ہزار درہم بھی ہوتے ہیں اور دس  
 ہزار درہم بھی ہوتے ہیں اور سات ہزار دینار کو بھی کہتے ہیں اور اب آپ حضرات خود ہی گن لیجئے کہ کتنی  
 قیمت ہوئی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا کہ سات ہزار عذم وارید اور ہزار حمامہ الطس رومی اور ہزار قصب  
 یعنی مصری جامعہ اور ایک ہزار اونٹ بغدادی اور ایک ہزار گھوڑے عربی معہ ذین و لکام زرین کے  
 اور ایک ہزار لونڈیاں رومی اور ایک ہزار غلام خطامی اور ایک ہزار شمشیر چاہئے، جب یہ قیمت  
 ٹھہری تو جتنے خریدار تھے سب کے سب چپ رہے۔ عزیز مصر نے جو بادشاہ مصر کا مختار کل تھا اس  
 نے دونی قیمت ادا کر کے حضرت یوسف کو لے لیا اور اپنے محل میں لے جا کر زیلخانہ کے حوالے کر دیا۔  
 اور اسی نے زیلخانہ سے کہا کہ میں نے یوسف کو بڑی قیمت دے کر خرید لیا ہے تم اس کو اچھی طرح رکھنا  
 اور بطور فرزند کے پیار و خدمت کیجو، غلام کے طور پر نہ رکھنا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَقَالَ  
 السَّيِّدُ اشْتَرِهِ مِنْ قِصْرِ لِمَسْرَاكِتِ الْكُرْمِيِّ مَتَّوَحَهُ حَسْبِي اَنْ يَنْفَعَنَا وَ  
 مَتَّخِذًا ذَكَرًا تَوَجَّهَ اور کہا جس نے خریدا کیا اس کو مصر سے اپنی عورت کو آبرو سے رکھ  
 اس کو شائد یہ ہمارے کام آوے یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں۔ جب یوسف کو زیلخانہ دیکھا تو ایسی  
 فریفتہ ہو گئیں کہ ایک دم آنکھوں سے جلا نہ کرتیں اور دن رات ان کی خدمت میں رہا کرتیں اور  
 ہر چیز ان پر تصدق و نثار کرتی تھیں اور دنیا کی ہر قسم کی نعمتیں ان کو لالا کر کھلایا کرتی تھیں اور  
 نئے نئے لباس فاخرہ ہر روز ان کو پہناتی تھیں اور ایک تاج مرصع بھی ان کے سر پر کھواتی تھیں  
 اور ان کو اعلیٰ منہ پر بٹھا کر اپنی آرزو مٹاتیں اور ان کی ہر طرح سے دلاری کرتی تھیں، اسی طرح

سے تقریباً سات سال گذرے، اور حضرت یوسف کا شغل اکثر یہ تھا کہ اپنے ہاتھ میں ایک عہ اٹے مرصع لے کر، ہمیشہ برفالہ کے ساتھ کھیل کرتے تھے۔ اتنے عرصہ میں زلیخا کے ہوش و بصیر کی طاقت جہتی رہی اور نوبت یہاں تک پہنچی اور اپنا بھید بھی کسی پر ظاہر نہ کرتی تھیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ جتنی دلگیری زلیخا حضرت یوسف کی کرتی تھیں وہ زلیخا کی طرف کچھ بھی التفانہ کرتے تھے۔ جب کبھی زلیخا اپنی غرض کی باتیں حضرت یوسف سے کرتی تھیں تو وہ اس کا کوئی جواب نہ دیتے تھے اسی حالت میں حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے پاس تقریباً سات برس رہے لیکن باوجود اتنی قربت کے انہوں نے کسی وقت بھی فعل شنیع کا خیال نہ کیا اور ہمیشہ اس سے باز رہے۔ زلیخا اپنی پوری کوشش برابر کرتی رہی، لیکن اپنے ناپاک ارادے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکی، زلیخا ہر تدبیر سے تنگ آگئی اور کوئی تدبیر کارگر نہ ثابت نہ ہوئی اور اسی فکر میں رات دن ٹڈھال رہنے لگی۔ اتفاقاً ایک بوڑھی عورت ہمسائی نے زلیخا سے کہا کہ اے زلیخا خیر تو ہے پہلے تو میں تجھ کو بہت خوشی و خرم دیکھتی تھی لیکن اب چند روز سے تم کو بہت فکر مند دیکھتی ہوں ایسی کون سی خطرناک بات سامنے آگئی ہے جس کی فکر تم کو غمزہ کئے ہوئے اور تم کو بہت ہی بے قرار دیکھ رہی ہوں۔ اسی غم و فکر میں تیری صورت بھی تبدیل ہو گئی ہے۔ آخر اس میں کیا ماجرا ہے، ہنایت دہی ہوئی آواز میں زلیخا اس بوڑھی عورت سے بولی کہ ایک غلام عبرانی کے عشق نے مجھ کو رنج و غم میں ڈال دیا ہے اور اس نے اپنے عشق میں ایسا پھنسا دیا ہے کہ میں ہر وقت اس کے چہرے کو دیکھتی رہتی ہوں لیکن فی الحقیقت وہ ایسا سنگدل ہے کہ میری طرف ایک نظر بھی دیکھتا اور نہ کچھ بولتا ہے۔ میں تم سے پوچھتی ہوں اے میری خالہ اس کا کیا علاج کرنا چاہیے۔ زلیخا کے اسرار پر وہ بوڑھیا بولی کہ اے زلیخا میں تجھ کو ایک صورت بتاتی ہوں۔ اگر اس کو عمل میں لاؤ گی تو تمہارا مقصد پورا ہوگا اور تمہاری جو دلی تمنا ہے وہ بھی پوری ہوگی مگر اسی میں خرچ ہوگا۔ اسی بات کو سن کر زلیخا نے کبھی خزانے کی قفل خزانے کا اس کے حوالے کر دیا پس اس خزانے سے رقم خریدنے کے ایک ہفت خانہ منقش طلا قاری کا خوشنما اور دلچسپ بنایا گیا اور اس کے در و دیوار چھت پر دس فرش فروش تک طلا قاری کے اور صورت یوسف زلیخا کی ایک جگہ ہم تصویر کھینچی اور وہ ہفت خانہ ایسا بنایا گیا کہ اس میں کوئی جگہ ان دونوں کی تصویر سے خالی نہ تھی اور زر ہفت مشجر کپڑے سے تمام گھر آراستہ کیا گیا اور اس میں تخت زرین بھاری مکمل جو امبر کا اس مکان میں رکھ دیا گیا اور فرش بھی گونا گوں پھولوں اور غنہ کی خوشبودن سے بے بایا گیا الغرض بسبب بادشاہی ہفت خانہ میں سب موجود تھے بالآخر زلیخا مباشرت کے ارادے



سے حضرت یوسف کو اس کے اندر لے گئی اور ان کی منصبت پر مکر باندھی تمام مکان کے دروازے مقفل کر دیئے گئے اور پھر حضرت یوسف کو ساتھ لے کر بیٹھی، حضرت یوسف نے نظر کر کے دیکھا کہ ہفت خانے کے در و دیوار و چھت و پردے و فرش و فرش پر تمام تصویریں دونوں کی آویزاں ہیں اور تمام مکان بھی خوشبو سے معطر ہو رہا ہے جس طرف نظر کرتے تو دیکھتے کہ صورت اپنی اور زینبا کی آویزاں ہے یہ دیکھ کر حضرت یوسف نے سوچا کہ شاید یہ کچھ راز ہے جس کی وجہ سے یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف نے معلوم کیا کہ میرے لئے کچھ فریب کیا گیا ہے اور اپنے دل میں بختہ خیال کیا کہ اگر مجھ کو کڑے ٹکڑے بھی کر دیا جائے تب بھی میں اس کے قبضہ میں نہ آؤں گا اور میں اپنی پاک و امنی پر ہی رہوں گا کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت یوسف کے خدا کو یاد نہ کیا اس لئے شیطان لعین نے ان کے دل میں زینبا کے واسطے کچھ وسوساں ڈالا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو معصیت سے باز رکھا اور زینبا اپنے ناپاک ارادے میں کامیاب نہ ہو سکی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَادَّخَلَهُ النَّبِيُّ هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهَا وَهَرَبَ بِهَا - ترجمہ:

اور مجھ کو دیا اس کو عورت نے اور وہ اس کے گھر میں تھا اپنے جی تھا منے سے اور بند کے دروازے اور بولی زینبا حضرت یوسف سے شباب کر حضرت یوسف نے فوراً کہا کہ خدا کی پناہ وہ عزیز ملک ہے میرا اور میں اس میں البتہ بھلائی نہیں پاتا اور جو لوگ بے انصاف ہیں وہ ایسا کرتے ہیں اور البتہ عورت نے خواہش کی اور پھر اس نے بھی خواہش کی تھ جب یوسف علیہ السلام ہفت خانے میں کٹے زینبا کی طرف نظر نہ کی اور آسمان کی طرف دیکھا کہ بخت پر اپنی صورت زینبا کے ساتھ مصور ہے پھر دائیں بائیں نظر کی پھر وہی تصویر دونوں کی بہم دیکھی الغرض تمام گھر میں فقط تصویریں نظر آئیں۔ پھر ناچار ہو کر حضرت یوسف نے زینبا کی طرف نظر کی اور زینبا کو بغور دیکھا اور اپنے دل میں یقین کرنے لگے کہ انفس کی گری نے میرے کام کیا ہے۔ پھر یہ دیکھ کر زینبا بولی کہ اے

مہ انبیاء کا کہنا غلط ہے اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور انبیاء کے قلب میں ایسے خلل نہ ہوتے ہیں کہ وہ کہنا ہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ مگر یہ بھی توجہ غلط ہے کہ آیت یوں ہے وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأَى بُرْهَانَ رَبِّهِ یعنی یوسف ہی اس کے قصد کرتا اگر نہ دیکھتا دلیل اپنے رب کی، ہندو یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قصد نہیں کیا اور نہ آیت پوری کے معنی نہیں ہوئے اور پھر ان کو تو غی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ہمارے غفلت بندوں میں سے ہے اور جو غفلت بند ہوتے ہیں ان پر شیطان کا بس نہیں چل سکتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں موجود ہے ۱۷ عبہ

یوسف مجھ پر ایک نظر کر کہ میں مستغنی ہوں اور غموں سے خلاصی پاؤں حضرت یوسف نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرا خدا مجھے زنا کاروں میں کھڑا کرے گا۔ حالانکہ میں پیغمبر زادہ ہوں اور یہ فعل بد مجھ سے نہ ہو سکے گا خدا نہ کرے جو میں ایسے فعل میں گرفتار ہوں کیونکہ میں نے خداوند قدوس کو منہ دکھانا ہے، پھر زلیخا بولی اسے یوسف ذرا مجھ پر نظر کر۔ ذرا آتجھے گو وہیں لوں اور اپنی چھاتی سے لگاؤں، ماہر و کامل کو میرے ساتھ ملا۔ حضرت یوسف نے کہا کہ مصیبت کی طرف دیکھ یہ بال خاک میں بیس گئے۔ پھر زلیخا بولی کیوں مجھے ستاتا ہے آرام جان دے۔ آپ نے کہا کہ مجھے دو باتوں کا غم ہے ایک تو مجھے خدا کا ڈر ہے اور یہ سب سے بڑا ڈر ہے اور دوسرے یہ حق عزیز کا ہے میں کیسے استعمال کروں اور اسی نے مجھے ہر طرح سے آرام میں رکھا ہے میری غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ میں ایسی حرکت کروں اس بات کو سن کر زلیخا بولی کہ عزیز مصر سے مت ڈر میں اس کو نہ ہر قاتل کھلا کر مار ڈالوں گی اور پھر اسے گھر کی سلطنت بھی تم کو دے دوں گی۔ اور تم تو مجھ کو یہ کہتے ہو کہ میرا خدا بڑا رحیم و کریم ہے اور گنہگاروں پر ہمیشہ رحم کرتا ہے اور میں یہ بھی وعدہ کرتی ہوں کہ اگر تو نے میری خواہش پوری کر دی تو جو کچھ کہج و خزانہ میرا ہے سب تیرے خدا کے نام پر صدقہ و کفارہ دوں گی تب تو تیرا خدا خوش ہو جائے گا اور اور سارے گناہ بھی معاف کر دے گا۔ یہ باتیں سن کر حضرت یوسف نے فرمایا اسے زلیخا میرا خدا شرف نہیں لیتا جو تو ارادہ رکھتی ہے، اسے زلیخا یہ تمام خرافات کہلاتے ہیں مجھ سے ہرگز نہیں ہو سکتے یہ سن کر زلیخا بالکل مایوس ہو گئی اور نہت ہی بے تابی کے ساتھ رونے لگی اور حضرت یوسف برابر اس فعل بد سے انکار ہی کرتے رہے اور کسی لمحہ بھی آپ نے اس فعل بد کا ارادہ یا قصد نہ فرمایا اور یہی شان نبی کی ہوتی ہے۔ پس بار بار اصرار پر حضرت یوسف کچھ مائل ہوئے لیکن پھر دل میں سخت اندیشہ کرنے لگے (یہاں پر کچھ اعتراض ہے) حضرت یوسف پیغمبر تھے اور پھر اس فعل قبیح پر قصد کیا۔ جواب اس کا بعض علماء محققین نے یہ دیا ہے کہ حضرت یوسف اس طرف مائل ہونے کے وقت پیغمبر نہ تھے اور حالت شباب میں قصد قبیح کرنا مقتضائے بشریت سے بعید نہیں اور دوسرے یہ کہ جو فعل نہیں کیا ہو اس میں اندیشہ کرنا مواخذہ نہیں ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ شاید یوسف اس لئے اندیشہ کرتے تھے کہ اگر شوہر اس کا نہ ہوتا تو میں اس سے نکاح کر لیتا اور مفسرین نے تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف نے جب زلیخا کو حد درجہ مضطرب دیکھا اور اپنی جان دینے پر مستعد ہوتی تب آپ نے ارادہ کیا کہ میں زلیخا سے رہائی پاؤں اور بعضوں نے کہا کہ دلیل سے یوں ثابت ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے جب دیکھا کہ زلیخا نے ہفت خانے کے دروازے بند کر دیئے



اور اپنی جان دینے پر مستعد ہوئی تب ناچار اس کے سوا کوئی رہائی نہ دیکھی اور پھر اس کی طرف مخاطب ہوئے اور رمنا دی اور ازار بند میں اپنے سات سات گرہ دے رکھی تھیں تاکہ اس کے کھولنے میں تاخیر ہووے اور یوسف اللہ کی طرف نظر کئے تھے کہ اتنے میں زینخانے خوش و محفوظ ہو کر عبدی سے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ متقاضی مباشرت کی ہوئی، پس یوسف کے ازار بند کی ایک گرہ کھولنے میں لگتی اور دوسری گرہ ازار بند کی لگ جاتی اور حضرت یوسف کا دھیان بھی اس وقت خدا ہی پر تھا، پھر ایک آواز غیب سے آئی کہ اے یوسف مت اس کے فریب میں آ اور نہ اس کی طرف کوئی توجہ کر، اے تو نے اس کی طرف توجہ کی تو تو فعل بد کا مرتکب ہو جائے گا اور تیرا نام بھی خدا کے ہاں اس جرم کی پاداش میں انبیاءوں کے دفتر سے مٹا دیا جائے گا اور نہ معلوم خدا تیرے ساتھ کیا معاملہ کرے چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **يَا يُوسُفُ كُودًا فَتُتِ الْخَطِيئَةُ يَمُحُوهُ اللَّهُ سَمَّكَ مِنْ دِيْوَانِ الْأَنْبِيَاءِ** ترجمہ۔ اے یوسف اگر موافقت کی تم نے گناہ کی تو مٹا دے گا اللہ تعالیٰ تیرا نام انبیاءوں کے دفتر سے تب سنتے ہی یہ الفاظ غیبی حضرت یوسف دروازے کی طرف دوڑے باہر نکل جانے کے واسطے اور پیچھے زینخا دوڑی ان کے پکڑنے کو، خدا کے حکم سے دروازے خود بخود کھلتے چلے گئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت جبرائیل نے آکر یوسف کی پشت پر ایک خط کھینچا خدا کے حکم سے صاف اس فعل سے بچ گئے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ لڑکا دودھ پیتا عزیز مر رہا تھا اور وہ تقریباً چھ ماہ کا تھا وہ اپنے گہوارے پر ہی سے بولا **يَا أَيُّهَا الْيَقِينُ اسْتُرْنِي** ترجمہ۔ اے یوسف صدیق تم زنا کرنا چاہتے تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ زینخانے ایک سونے کا بت بنا رکھا تھا جس کو وہ بوجہتی تھی اور وہ بھی اسی جگہ رکھا تھا اس کو زری کے کپڑے سے ڈھانکنے لگی۔ اتنے میں حضرت یوسف کی نظر اس پر جا پڑی پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے جو تو نے پردے کے اندر رکھی ہے وہ فوراً بولی کہ یہ میرا خدا ہے جسے میں سجدہ کرتی ہوں اور اسی واسطے میں نے اس کو پردے میں رکھا ہے کہ وہ مجھ کو دیکھنے نہ پاوے اور میں اس کے نزدیک شرمندہ و گنہگار نہ بنوں یہ سن کر حضرت یوسف نے کہا اے زینخا **أَنْتِ تَسْتَحْيِي مِنَ الصُّمِّ وَأَنَا لَا أَسْتَحْيِي مِنَ الصُّمِّ** ترجمہ۔ اے زینخا تو شرم کرتی ہے اپنے بت سے کہ جس میں کوئی حس و حرکت نہیں ہے اور میں کیونکر شرم نہ کروں اپنے اللہ تعالیٰ سے جو بے نیاز خیر و بصیر و رب العالمین ہے پھر حضرت یوسف گھر آکر وہاں سے اٹھ بھاگے اور فوراً دروازے پر آگئے اور ادھر زینخانے

اپنے بال و منہ کو پریشان حال بنا کر ان کے پیچھے سے جا کر کپڑے کا دامن پکڑ کر چیر چاڑھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ساتوں دروازوں کے قفل کھل گئے اور حضرت یوسف کی ٹوپی سر سے گر پڑی تھی اور سر کے بال پراگندہ ہو گئے تھے اور زلیخا کے سر کے بال بھی الجھ کر رہ گئے تھے اور خود زلیخا تنگی تھی اور عزیز مصر نے دروازے پر دونوں کو اسی حالت میں نبھا گئے ہوئے پایا۔ عزیز مصر کو دیکھ کر زلیخا نے جھوٹی باتیں بنا کر عزیز مصر سے کہا کہ تم نے ایسا غلام اپنے گھر میں رکھا ہے کہ وہ مجھ سے بد فعلی کرنا چاہتا ہے۔ یہ دیکھو میرا حال کیسا ہو رہا ہے۔ قوله تعالیٰ: وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَيْصُهَا مِنْ دُبُرٍ وَالْغِيَا سَيِّدَهَا لَدَ الْبَابِ تَا كُنْتَ مَا جِذَاءَ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يَسْتَجِزَ أَوْ وَعَدَ ابْنُ آيَتِهِمْ اور دونوں دروازے کی طرف بڑھے اور عورت نے چیر ڈالا اس کا کرتہ پیچھے سے اور دونوں کے دونوں مل گئے عورت کے غاوند سے دروازے میں، زلیخا بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر میں برائی مگر یہی کہ قید میں پڑے یا دھک کی باریک کر عزیز مصر نے حضرت یوسف سے کہا کہ تجھ کو میں نے اپنا بیٹا بنایا تھا اور اپنے گھر کا امین بنایا تھا اب مکافات اس کی یہی ٹھہری کہ تمہاری عورت پر نظر بد رکھتے ہو، حضرت یوسف نے عزیز مصر سے کہا کہ زلیخا مجھ پر ناحق افترا و تهمت رکھتی ہے اور میری صداقت و دیانت پر جھوٹ بہتا بنا رہی ہے اور مجھ کو گنہگار بتاتی ہے اور میں اس سے مبرا ہوں، ایک کیفیت حال یہ ہے کہ جب زلیخا نے مجھ کو پکڑا تو میں دروازے کی طرف بھاگا مجھ پر پیچھے سے میرے کرتے کا دامن پکڑ کر چھاڑ ڈالا۔ عزیز مصر نے جب یہ باتیں سنیں تو اپنے جی میں سوچا کہ یہ غلام جب سے میرے گھر میں ہے کبھی اس سے میں نے خیانت نہیں پائی اور نہ جھوٹ بات کبھی اس نے کہی ہے۔ پھر عزیز مصر نے حضرت یوسف سے کہا کہ میں تیرے قول کو جب سچ جانوں گا کہ تو بہت سچا ہے اور ہر سیرت کے اور زلیخا جھوٹی ہر سیرت بال بل ہے کہ اس بات پر تو گواہ لا تو اس وقت حضرت نے ایک بچے کو کھوارے پر اشارہ کیا کہ تم اس لڑکے سے پوچھ لو عزیز مصر نے مسکرا کر کہا کہ تو نے جو کیا اب مجھ کو معلوم ہوا لگنا تیری طرف سے ہے تو مجھ کو منال ہے کیونکہ چھ مہینے کے لڑکے سے پوچھوں چھ مہینے گزرنے کے بھی کبھی سوال جواب کیا ہے، جو مجھ کو بتا لے۔ اتنے میں خدا کے حکم سے وہ لڑکا اپنے پالنے میں سے بول اٹھا کہ اے عزیز مصر! یوسف علیہ السلام صدیق اس بات پر کچھ ہیں اور تم میری بات کو جھوٹ نہ جانو۔ جب عزیز مصر نے لڑکے کی زبانی یہ بات سنی تو بڑا ہی متعجب ہوا اور اس نے اس کے پالنے کے قریب جا کر اس سے دریافت کیا کہ اسے لڑکے تو نے کیا دیکھا ہے تب وہ بولا قوله تعالیٰ: وَشَهِدَ مُتَاجِدٌ



مِنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَبِيضًا قَدْ مِّنْ قَبْلِ نَصْدَاكَ وَهُوَ مِنَ الْكَلْبِ بَيْنَ وَ إِنْ  
 كَانَ قَبِيضًا قَدْ مِّنْ دُبُرِكَكَ بَتَّ وَهُوَ مِنَ الصَّيْدِ قَيْنٌ ۝ اور گواہی دی کہ  
 گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے اگر ہے کہ یہ اس کا چھٹا آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹا ہے  
 اور اگر کہتا ہے اس کے پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے تب عزیز مصر نے دیکھا کہ کبریٰ یوسف  
 کا پیچھے سے چھٹا ہے قولہ تِلْكَ فَتَمَسَّ أَقْبِيضَهُ قَدْ مِّنْ دُبُرِكَ قَالَ إِنْ مِّنْ كَيْدٍ  
 كُنْتَ هَٰذَا إِنْ كَيْدٍ كُنْتَ عَظِيمًا ترجمہ پھر جب دیکھا عزیز مصر نے دیکھا کہ چھٹا پیچھے سے کہا  
 بیشک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا اور البتہ عورتوں کا بڑا فریب ہوتا ہے بعد اس کے عزیز مصر نے  
 زینبا کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا اور یوسف کو قید کرنا چاہا اس کے لڑکے نے کہا اے عزیز مصر تم نے  
 جو کچھ خیال کیا ہے وہ عقلمند لوگوں کے خیال سے بعید ہے اگر تم ایسا کرو گے تو تمام خلائق کے نزدیک  
 آپ ہی رسوا ہو جاؤ گے یہ بات سن کر عزیز مصر نے یوسف کو کہا کہ اس بات کو جانے دو اور زینبا سے  
 کہا کہ میں نے تجھے معاف کیا جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے يَوْمَئِذٍ أَغْرَضَ مِنْ  
 هَٰذَا (اسکتے) اور زینبا کو کہا اِسْتَغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْكَ ۝ اِنَّكَ كُنْتَ مِنَ الظَّالِمِيْنَ ۝  
 اے یوسف جانے دو اس بات کو اور اپنی عورت سے کہا یعنی زینبا کو کہا کہ تو بخشو اپنے گناہ یقین  
 ہے تو ہی گنہگار تھی کہتے ہیں اس وقت یہ باتیں ہوتی تھیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام وہاں حاضر  
 تھے جو کہتے تھے یوسف علیہ السلام عزیز مصر کو قولہ تعالیٰ قَالَ هِيَ سَآوَةٌ ذِيْنِيْ مِنْ نَّفْسِيْ  
 ترجمہ حضرت یوسف بولے کہ اس نے خواہش کی مجھ سے اور میں اپنے دل کو قابو میں کئے ہوئے  
 تھا اس وقت حضرت جبرائیل بولے کہ اے حضرت یوسف کیوں اس کا پردہ فاش کرتے ہو حالانکہ اس  
 نے تمہاری محبت کا سچا دعویٰ کیا ہے عقلمند اور ہمدردوں کا یہ مشورہ نہیں ہوا کہ تاکہ وہ اپنے محب کا  
 عقد کھولے پھر حضرت بولے یا الہی تو نے ناحق مجھے عزیز مصر کے سپرد کیا کہ یہ مجھ کو بے گناہ عذاب  
 میں مبتلا کرتا ہے حضرت جبرائیل نے کہا اے حضرت یوسف تم نہیں جانتے کہ دوست کی دوستی  
 میں مصیبت اٹھانا ہوتی ہے اور محققوں نے یوں بھی لکھا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت جبرائیل کو  
 منع فرمایا تھا کہ حضرت یوسف زینبا کا عیب ظاہر نہ کرے اگرچہ زینبا اس وقت کافر ہی تھی لیکن خدا  
 کو یہ منظور تھا کہ یوسف زینبا کی پردہ دری کریں کیونکہ خداوند قدوس کی صفیوں میں سے ایک صفت  
 تبار العیوب بھی ہے اور دوسری صفت غافر الذنوب ہے اس لئے عیب کی پردہ پوشی زیادہ بہتر  
 ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ کو پسند نہیں ہے تم کو رنج و غم دینا اگر کوئی شخص جفا کرے

تو میں اس کے عہد میں بھی وفا کرتا ہوں۔ بعض محققوں نے کہا ہے کہ حضرت یوسف نے عزیز مصر کے ساتھ بات چیت کرتے وقت اپنے جی میں کہا کہ میری بات عزیز مصر کو یاد نہیں ہوتی اور مجھ کو سچا نہیں جانتا حالانکہ اس نے مجھ سے کبھی جھوٹ بات نہیں سنی اور نہ مجھ سے کبھی خیانت پائی ہے حضرت جبرائیل نے فرمایا کہ جو انردی اس چھ مہینے کے لڑکے سے سیکھ لو اس نے جو گواہی دی ساتھ دلیل کے وہ تمہارے جیسا نہیں کہ بے تامل کہہ بیٹے کہ گناہ زینخانے کیا ہے۔ لیکن لڑکے نے یہ ظاہر نہ کیا اور گواہی دے دی۔ اور خدا کو بھی یہ کب منظور ہے کہ بندہ مؤمن کا عیب ظاہر ہو اور تمام مخلوق کے سامنے رسوا ہو دے اگرچہ اس سے گناہ ہی صادر کیوں نہ ہوا ہو تب بھی اپنے حکم سے پردہ پوشی کیا چاہے۔ اس بات میں بعضوں نے اختلاف بھی کیا ہے کہ کسی نے تین مہینے اور کسی نے سات مہینے بعد اس کے یہ ظاہر ہوا کہ یہ بات خلق اللہ کے کان پہنچی کہتے ہیں کہ یہ بات حضرت یوسف کی زبان سے پانچ عورتوں نے سنی تھی جو کہ زینخانہ کی ہمراز تھیں وہ سب کی سب زینخانہ کو ملامت کرنے لگیں۔ ایک تو ان میں ساتی ملکہ تھیں اور دوسری باورچن اور امیر میرو عورت خوان برادر تھی اور جو تھی بلانے والی اور پانچویں جہانمی تھی یہ سب ملکہ زینخانہ کو ملامت کرنے لگیں ایک روز زینخانہ نے دعوت طعام دے کر ان سب کو بیک وقت بلایا ایک جگہ مجلس کی مقرر کی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَمَلَكًا مَسِيحًا مَسْكُوٰهًا اَزْ سَكْتٍ اَيْكَهْنَ وَ اَعْتَكْتْ كَهْنَ مَتَكَا وَ اَمْتَكْلَّ وَ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَسْكِينًا وَ قَالَتْ اَخْرُجْ عَلَيْنِهْنَ ترجمہ۔ جب سنا تو قریب بلایا ان کو اور تیار کی ان کے واسطے ایک مجلس اور دی ان کو ہر ایک کے ہاتھ میں چھری اور ایک لیوں اور ادھر حضرت یوسف سے بولی کہ اب نکلوان کے سامنے سے اور چھری کاٹنے کو دے دی گئی اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو زربفت کے پٹریے سے قریب مکمل زرد یا قوت سے بجا کر اس مجلس میں لا کر بٹھایا گیا جب عورتوں نے ایک باریگی ان کی طرف نظر کی سب کی سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں اور بجائے لیوں تراشنے کی اپنی انگلیاں کاٹ لیں اور حضرت یوسف کی شکل و صورت پر سب کی سب عاشق ہو گئیں ۲ اور جب مجلس برخواست ہوئی تو بعد اس کے وہ عورتیں اپنے اپنے پوش میں آئیں اور ہر عورت نے اپنے اپنے ہاتھوں کی انگلی کٹی ہوئی دیکھیں اور اپنے پٹریے بھی خون سے آلودہ دیکھے تو یہ کیفیت دیکھ کر بعض ان میں سے کہنے لگیں کہ حضرت یوسف تو بشر نہیں ہیں کوئی فرشتہ معلوم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ فَمَلَكًا اَيْتَدُّ اَكْبَرُ مَا وَ قَطْعَنَ اَيِسَ يَهْنَ وَ قُلْنَ هَا شَ لِيْ



مَا هَذَا بَشَرًا ۖ إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ترجمہ ۱۔ پھر جب دیکھا حضرت  
 یوسف کو دیکھا تو دہشت میں آگئیں اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ اور کہنے لگیں حاشا للہ یہ شخص تو  
 آدمی معلوم نہیں ہوتا شاید یہ کوئی بزرگ فرشتہ ہے یہ دیکھ کر زینبا بولی کہ یہ وہی شخص ہے جس کے  
 لئے تم مجھے طعن اور ملامت کرتی ہو۔ وہ عورتیں کہنے لگیں کہ اسے زینبا ہم پر ملامت ہے تجھ پر نہیں  
 بلکہ تجھ پر رحمت ہو کہ تو نے ایسا معشوق پایا۔ اور پھر وہی عورتیں کہنے لگیں کہ تو نے ہمیشہ اپنے گھر  
 میں رکھا اور تو اس کو فریب نہ دے سکی۔ اس کے جواب میں زینبا نے کہا میں نے بہت کوشش کی  
 اور ابھی تک کوہری ہوں لیکن وہ شخص میرے ہاتھ نہ آتا۔ اور اس معاملہ میں وہ میرا کہنا قطعاً نہیں  
 سنتا بمصدق اس آیت مذکورہ کے قولہ تعالیٰ وَ لَقَدْ زَاوَدْتُنَّ عَنْ نَفْسِهَا فَاسْتَعْصَمَهُ  
 وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا امُورُهُ لَيَسْجُنَنَّ وَ لَيَكُونَنَّ مِنَ الصَّغِيرِينَ۔ ترجمہ۔  
 اور میں نے اس سے چاہا کہ جی بھریوں مگر وہ اپنی جگہ اپنے ارادہ پر برابر قائم رہا اور اگر اب  
 بھی نہ کرے گا جو میں کہتی ہوں تو البتہ قید خانے میں پڑے گا اور ہو گا وہ بڑا بے عزت عورتوں  
 نے زینبا کو صلاح دی کہ دوسری مرتبہ پھر یوسف کو بلا کہ ہم اس کو ملامت کریں اور نصیحت کریں  
 ممکن ہے کہ تیرے کام میں آسانی ہو حالانکہ ان عورتوں کی غرض یہ تھی کہ اس جیلے پھر یوسف کو دیکھیں  
 چنانچہ زینبا نے پھر یوسف کو بلایا اور سب کے سامنے بٹھا کر ان عورتوں نے حضرت یوسف سے  
 کہا کہ اے صاحب آپ کس واسطے اس بیچاری سیدہ پر بے رحم ہیں اس کے ساتھ کیوں نہیں شوق  
 فرماتے اور ہم لوگ یہ ڈرتے ہیں کہ آپ بلا وجہ اس کے عتاب میں آکر قید خانہ میں پڑیں۔ اس بات  
 کو سن کر حضرت یوسف نے کہا میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ قید خانہ میں پڑوں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا۔ قَالَ رَبِّ اسْتَجِبْ أَحِبِّ اِلٰیَّ مَا يَسِدُّ عَوْصِي ۚ اَكْبِدْ ۚ وَالْاَنْصَرِفْ  
 عَيْتِي كَيْدًا هُنَّ اَصْبُ ۚ اَيَنْهَقْ ۚ وَاَكُنْ مِنَ الْجَاهِلِينَ۔ ترجمہ۔ حضرت  
 یوسف بولے کہ اے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جس طرف یہ مجھ کو بلاتی ہے اور  
 اگر تو نہ دفع کرے گا مجھ سے ان کا فریب تو شاید میں کبھی مائل نہ ہو جاؤں ان کی طرف اور میں  
 ہو جاؤں بے عقل، یہاں پر ایک اعتراض ہے کہ مصر کی عورتوں نے جہاں یوسف کا دیکھ کر  
 بے ہوش ہو کر لیموں تراشنے کے عوض انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے لیکن باوجود زینبا کے  
 عاشق ہونے کے اس کا کوئی ہاتھ نہ کٹا یہ کیا ماجرا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ جس شخص کا کئی چیز  
 میں دل لگا ہو اور ہمیشہ اسے دیکھتا ہو تو اسے کچھ خوف و خطر نہیں رہتا اور جس شخص نے کہ وہ

چیز نہ دیکھی ہو تو اس پر دہشت ہوتی ہے۔ چونکہ یوسف پر زلیخا عاشق تھی اور ان کے واسطے بہت محنت اٹھاتی تھی اور ان کے ساتھ مدتوں رہی تھی اس لئے زلیخا اپنے حال بہرہ برقرار تھی اور ان عورتوں نے اس سے قبل حضرت یوسف کو نہ دیکھا تھا، اس لئے صورت ان کی اچانک دیکھ کر بے ہوش ہو کر لمبوں تراشنے میں اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے کیونکہ ان عورتوں نے ایسا خوبصورت صاحبِ جمال شخص کبھی نہ دیکھا تھا اور بعضوں کے اشارے سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ مومنوں کو عند الموت فرشتوں کے ہاتھ سے تکلیف دلوادے گا اور پھر ملک الموت سے بھی ڈراوے گا اور قبر کے اندر مشکِ بکیر سواں و جواہر کمرے لگے اور قیامت کے دن دوزخ کو بھی دکھاوے گا لیکن مومن اس سے نہیں ڈرے گا جب مومن ایک بار دیکھے گا تو جان لے گا کیونکہ اسی لئے ہمارے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں تمام احوال عالمِ ارواح اور بہشت اور دوزخ کو دکھایا تاکہ وہ احوال قیامت کا دیکھ کر حشر کے دن قلب ان کا دوسری طرف مائل و مشغول نہ ہو اور اپنی امت کی شفاعت کرنے سے باز نہ رہیں۔ اور یہ بھی ایک روایت ہے کہ مصر کی عورتوں نے یوسف کو دیکھتے ہی عاشق ہو کر لمبوں تراشنے میں اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے یہ دیکھ کر آتشِ بغیرت نے گریبانِ عاشق سے زلیخا کے سر مارا وہ مانند مسرغِ نیم لہلہ کے ترپنے لگیں اور رو رو کر کہنے لگیں کہ میں نے ہے ہے کیا برا کام کیا خدا فسوس ہے کہ یہ عورتی سے میں معشوق کے لئے بیچ دریا ٹے رنج و بلا کے غوطے کھاتی ہوں کہ ہنوز کشتی مراد کنارے میں مقصود کے نہ پہنچی اور غیروں کو یہ متاع دکھانا محض بے جبری ہے اور اس سے کوئی فائدہ بھی نہ ہو گا اور اب میری صلاح یہ ہے کہ یوسف کو ان سے چھپایا جائے اور بہتر یہی ہے کہ ان کو جیل خانے میں بھیج دیا جائے یہ سب حقیقتیں جب سزید مصر کو معلوم ہوئیں کہ مصر کے لوگ اس وقوعِ ماجرے سے آگاہ ہوئے۔ تب نام ہو کر باتفاق زلیخا کے حضرت یوسف کو قید خانے میں بھیجا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا شَحَدَ بَنُو الْمَثَرِ مِنْ بَعْدِ مَا سَأَوُا اَيَاتِ كَيْسُ جُنْتَا حَتَّى حِينِ ۙ پھر یہ سوچا لوگوں کو ان نشانیوں کے دیکھنے پر قید رکھیں اس کو ایک مدت تک فائدہ اگرچہ نشان سب دیکھ چکے کہ گناہ سب عفت کا ہے تو بھی ان کو یہی قید کیا تاکہ خلق میں بدنامی عورت کی نہ ہو اور یوسف بھی زلیخا کی نظر سے دور رہے پھر حضرت یوسف کو تاجِ مکمل سر پہ رکھ کر اور لباسِ فاخرہ پہنا کر کمر بند زری کا کمر میں باندھ کر بہت اچھا سجا کر قید خانے میں بھیجا۔ قید خانے کے نگہبان و نگران لوگوں نے حضرت یوسف کو دیکھا تو بڑا تعجب کیا اور پھر زلیخا کے پاس آدمی بھیجا کہ قید کو اس قدر شان و شوکت سے قید خانے میں نہ بھیجا جائے حکم ہوا کہ سب پوشاک اس کے بدن سے اتروا ڈالیں اور ساتھ ہی



یہ حکم بھی دیا کہ یوسف قیدی نہیں ہیں بلکہ حصار میں ہیں۔ اور میں نے اس لئے وہاں بھیجا ہے کہ کوئی اس کو نہ دیکھے اور لوگوں کی نظروں سے محفوظ رہے اس اشارے سے ایک اور فائدہ محققوں نے لکھا ہے کہ ہر مومن کے وقت عمامہ شہادت کا سر پر اور لباس معرفت کا بدن پر اور کمر بند خدمت کا کمر میں اور موزہ اسلام کا پاؤں میں پہنایا جائے گا پھر فرشتے کہیں گے کہ یا حق تعالیٰ اس کی اس لباس عمدہ اور فضائل حمیدہ کے ساتھ کیونکر جان قبض کی جائے گی۔ اگر حکم ہو تو سب آئاریوں تب حکم ہو گا یہ حصار میں زندانی نہیں ہیں اور لباس اس کا دلہا ہی رہنے دو اور تم جان لو کہ وہ میرے بندے ہیں بدنہیں ہیں اور اس قہقے میں آیا ہے کہ زلیخا نے حکم کیا تھا کہ اس بندی خانے کو ابھی طرح سے پاک و صاف اور درست کمر کے ایک عمارت عالی شان پر تکلف بنا کر اور اس میں ایک تخت جڑاؤ مرصع کار وہاں رکھو اور دیباے نفیس اس پر بچھو اور غیر و عود گوناگوں خوشبو کے لئے بھلا دو پھر اس کے بعد حضرت یوسف کو اس تخت پر بچھا دو اس زمانے میں بادشاہ مصر کا ملک ایران تھا۔ اس کے دو غلام عقلمند صاحب ہوش تھے اور کسی خطا میں بادشاہ نے ان کو قید خانے میں بھیجا تھا۔ دونوں کے نام یہ تھے ایک کا نام ساقی اور دوسرے کا نام طباح تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَذَخَلَ مَعَهُ السَّجْنُ فَنُتِيَهُ تَرْجَمَهُ اور داخل ہوئے اس کے ساتھ بندی خانے میں دو نوجوان تو وہ دونوں یوسف کا حال دیکھ کر ان کے جمال پر متحیر ہو گئے اور برت امد عبادت ان کی دیکھ کر ان کے پاس جایٹھے اور باتیں کرنے لگے اور ہر ایک ان میں سے اپنے اپنے قصے بیان کرنے لگے اور جب تین دن گزرے تو ساقی نے خواب میں دیکھا کہ خوشہ انگور کا پھوٹتے ہیں اور طباح نے دیکھا تھا کہ ربوئی سر پر اس کے رکھی ہے اور پرند سب ہو اپنے آپ کے لچا کے کھاتے ہیں دوسرے دن اس خواب کو آپس میں قیل و قال کرنے لگے۔ تعبیر اس خواب کی یوسف سے پوچھنا چاہیے دیکھیں وہ اس خواب کی کیا تعبیر بتاتے ہیں۔ یہ خیال کر کے وہ دونوں حضرت یوسف کے پاس گئے اور حضرت یوسف سے کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے رات کو خواب دیکھے ہیں اور ہم لوگ اس وجہ سے آپ کے پاس آئے ہیں کہ آپ ہم کو اس خواب کی تعبیر بتائیں کہ کیا ہے۔ حضرت یوسف نے ان کے خواب سنے اور سننے کے بعد ان سے فرمایا کہ تم دونوں صاحب ذرا ٹھہرو تب میں اس کی تعبیر بتاؤں گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَأَيْتُ أَعِصِي خَمْرًا ج وَ قَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَأَيْتُ أَخِيلُ فَوَقَى رَأْسِي خُبْرًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبْتُهَا وَمَا وَجَدْنَا لَكَ مِنَ الْفَضِيلَةِ

قَالَ لَا يَأْتِيَكُمَا طَعَامٌ تُزْذِقْنِهِ إِلَّا نَبَأُكُمْ مِمَّا تَدِينُ بِهِ قَبْلَ أَنْ  
يَأْتِيَكُمَا هَذَا ذِكْرًا مِمَّا عَلَّمَنِی رَبِّیْ هَٰذَا لِأَنْ تَرْكَبْتَ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ  
بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۝ ترجمہ: کہنے لگا ایک ان میں سے کہ میں  
دیکھتا ہوں کہ میں نچوڑتا ہوں شراب اور دوسرے نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اٹھارہ ہوں  
اپنے سر پر روٹی کہ جانور کھاتے ہیں اس میں سے، لہذا آپ ہم دونوں کی تعبیر بتائیں کیونکہ ہم  
آپ کو نیکی والا دیکھتے ہیں حضرت یوسف نے کہا کہ نہ آنے پاوے گا تم کو کھانا جو ہر روز کو ملتا  
ہے مگر بتا چکوں گا تم کو تعبیر اس کے آنے سے پہلے یہ علم ہے کہ مجھ کو سکھایا میرے رب نے  
اور میں نے چھوڑا دین اس قوم کا کہ یقین نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت سے بھی وہ منکر ہیں  
جس نے شراب دیکھی تھی وہ بادشاہ کا شراب ساز تھا اور دوسرا نابالغ تھا لیکن خلاف عادت دیکھا  
کہ سر پر سے جانور نوچتے ہیں۔ زہر کی تہمت میں دونوں قیدی تھے آخر نابالغی پر جرم ثابت ہوا۔

**فائدہ** دوسری قید میں حق تعالیٰ نے یہ حکمت رکھی تھی کہ ان کا دل کافروں کی محبت سے  
توڑا تو دل پر اللہ کا علم روشن ہوا اور چاہا کہ اول ان کو دین کی بات سنا دوں اور اس کے بعد خواب  
کی تعبیر بتاؤں گا۔ دراصل قصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف نے جب ان دونوں جوانوں کو دیکھا کہ بہت  
دانا اور عقلمند ہیں تو انہوں نے چاہا کہ اول ان کو اسلام کی دعوت دی اور اسی لئے ان کے خواب  
کی تعبیر میں تامل کیا اور ان سے آپ نے فرمایا کہ دیکھو یہ چیز جو تم مجھ سے پوچھ رہے ہو۔ وہ خدا نے  
میں ہی مجھے سکھائی ہے اس بات پر وہ دونوں بولے کہ ہمیں بتاؤ کہ تمہارا خدا کون ہے حضرت یوسف  
علیہ السلام بولے کہ خدا میرا وہی ہے جو سارے جہان کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہی ہر شخص کو روزی  
دیتا ہے اور مری مارتا اور جلاتا ہے پھر وہ دونوں بولے کہ آپ ہم کو بتائیں کہ آپ کا کون سا دین ہے۔  
جو تم ہمارے بتوں سے بیزار ہو حضرت یوسف نے فرمایا کہ میں موافق ہوں اپنے باپ دادا کے  
راہ کے پھر وہ بولے تمہارے باپ دادا کون ہیں۔ تو حضرت یوسف نے فرمایا کہ میرا باپ حضرت  
یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ وَاتَّبَعَتْ مَلَّةَ  
أَبَائِنَا اِبْرٰهٖمَ وَاسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ۝ مَا کَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِکَ بِمَا اللّٰهُ مِنْ  
شَیْءٍ ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلٰی النَّاسِ وَلٰکِنْ اَکْثَرَ النَّاسِ  
لَا یَشْکُرُوْنَ ۝ اور پھر میں نے دین اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب علیہم  
السلام کا اور ہمارا کام نہیں کہ شریک کریں اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو یہ فضل ہے اللہ کا ہم پر



اور سب لوگوں پر لیکن بہت لوگ شک نہیں کرتے ہمارا اس دین پر نہنا سب خلق پر فضل ہے اور ہم سے راہ سیکھیں۔ وہ بولے کہ ہم کسی چیز کو پوجتے ہیں۔ حضرت یوسف نے کہا کہ تم ایسی چیز کو پوجتے ہو جو خدا کی لائق نہیں۔ انہوں نے اس بات کو کہ کہا کہ تم پیغمبر زادے کہلاتے ہو اور تم غلام کسی طرح ہوئے۔ تو پھر حضرت یوسف نے ان دونوں سے کہا کہ میرے بھائیوں نے مجھ سے حد کر کے مجھے بیچ ڈال دیا ہے اور بالتفصیل ان کو اپنا پورا واقعہ بیان کر دیا یہ سن کر ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہم کو کیا فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اپنے دین پر ثابت قدم رہیں۔ یا اپنے دین سے پھر جاویں۔ حضرت یوسف نے ان لوگوں سے کہا کہ پہلے تم لوگ اپنے دل میں تصور کر کے دیکھو کہ کس کا دین بہتر ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ **فَيَصَاحِبِيَ الْمَسْجِدَ إِذْ جَاءُ مُتَفَرِّقُونَ خِيَرُوا أَلِلَّهُمُ الْوَاحِدُ الْقَهَّانُ** ترجمہ۔ اے رفیقو بندہ خدا نے کے بھلا سوچو تو کہ کئی مہود جدا جدا بہتر ہیں یا ایک اللہ بہتر ہے پس حضرت یوسف نے فرمایا کہ اے دوستو! بندی خانے کے تمہارے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا بھلا دیکھو تو تمہارے کتنے خدائیں اور تم اپنے ہاتھوں سے بتوں کو بنا کر پوجتے ہو اور انہیں خدا بھی کہتے ہو ان سے نہ کچھ نفع ہو سکتا ہے اور نہ ضرر، ان بتوں کو جو تم اپنے ہاتھوں سے بنالیتے ہو پوجنا تمہارا اور تمہارے باپ دادوں کا بالکل ہی عبث ہے اور پوجنا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو روا نہیں ہے اور وہ واحد مطلق ہے بمصدق اس آیت کریمہ کے ارشاد ربانی ہے۔ **مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاءُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ سُلْطَانٍ إِنَّ الْحُكْمَ لِلَّهِ آمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الْبَيِّنُ الْقَيِّمُ ۚ وَلَكِنَّ أَكْثَرِ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ** ترجمہ۔ تم نہیں پوجتے ہو سوائے اس کے مگر نام ہی رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے اور انہیں اتنا ہی اللہ نے ان کی کوئی سند حکومت نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی اس نے فرمایا کہ نہ پوجو مگر اس کو یہی ہے راہ سیدھی لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ تب وہ دونوں قیدی حضرت یوسف کے دین پر ایمان لائے اور پھر بولے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہ ہم اپنے دین کو چھوڑ کر تمہارے اباؤ اجداد کے دین پر ایمان لائے اور مسلمان ہوئے ہیں اب تو تمہارے خواب کی تفسیر بیان کر دیجئے تب حضرت یوسف نے فرمایا کہ اے رفیقو! بندی خانے کے تم دونوں میں سے ایک نے جو دیکھا ہے شراب بھرتے خواب میں اس کی تفسیر یہ ہے کہ کل بادشاہ اس کو قید خانے سے خلاص کرے گا اور خوش بھی کرے گا خلعت دے کر اور وہ اپنے خداوند کو بھی پلائے گا۔ شراب اور دوسرے نے جو دیکھا ہے کہ سر چراپنے روٹی رکھی ہے اور

اُرتے جانور اس کو کھا جاتے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ کل وہ سولی پر چڑھے گا اور اُرتے جانور اس کے مغز کو کھا جاویں گے بمصادقِ ال کرت شریفہ کے یَصَاحِبِی الْمِیْحَنِ اَمَّا اَحَدُکُمَا فِیْسَقِی رَبُّہَا خُمْرًا ۚ اَمَّا الْاٰخَرُ فِیْصُدُّکُمْ مِّنْ کُلِّ الطَّیْرِ مِنْ ذَا سِیْمٍ فِیْہِ الْاَمْرُ السَّیِّئِ فِیْہِ تَسْتَفْتِیْہِ ۵۔ اسے رفیقہ بندی خانے کے ایک جو ہے تم دونوں میں سے سو پلاؤ گے گا اپنے خداوند کو شراب اور دوسرا جو ہے سودہ سولی پر چڑھے گا، پھر کھا دیں گے جانور اس کے سر سے مغز کو اب فیصل ہو گیا وہ کام جس کی تم تحقیق چاہتے تھے اور حضرت یوسف نے کہہ دیا تھا جس کو خواب کی تعبیر یہی تھی کہ کل قید سے خلاصی پاؤ گے اور اپنے خداوند کو شراب پلاؤ گے اور ہماری بات بھی تم اپنے بادشاہ سے کہنا کہ ایک نوجوان بے گناہ قید میں پڑا ہے پس اس بات کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند کیا اور بیزار ہوا کہ ہم کو بھول کر یوسف نے غیر سے نجات مانگی۔ تب ساقی کے ذہن سے اس بات کو بھلا دیا کہ یوسف کی بات اپنے بادشاہ سے کہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَقَالَ یٰسَیِّدِی طَرِّقْ اَنْتَ خَازِنَہُمَا اذْکُرْنِیْ عِندَ ذٰلِکَ فَانَّہُ الشَّیْطٰنُ ذِکْرٌ دَیْتِہِا قَلِیْلٌ فِی الْمِیْحَنِ بِضَعِ سِیْنِیْ ۵۔ اور کہہ دیا حضرت یوسف نے اس کو جو کہ بچے کا ان دونوں میں سے میرا ذکر کرنا اپنے خداوند کے پاس سو بھلا دیا شیطان نے ذکر کرنا اپنے خداوند سے پھر رہ گیا یوسف قید میں کئی برس اکثر مورخ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف اس قید میں تقریباً سات برس رہے مروی ہے کہ جبرائیل نے کئی دفعہ قید خانے میں آکر دیکھا حضرت یوسف کو عبادت کرتے اور دعا مانگتے تب ان سے کہا کہ حضرت یوسف تم نے کیوں نہیں نجات مانگی بھی اللہ تعالیٰ سے اس سے پہلے اور تم نے مخلوق سے اپنی نجات چاہی کہ میرا ذکر کرنا اپنے بادشاہ سے اور یاد پر گزر چکا ہے اب اس کے بدلے سات برس تک قید خانے میں رہو گے۔ حضرت یوسف نے فرمایا کہ میرا خدا جس پر راضی ہے اسی پر میں بھی شاکر ہوں اور بولے اسے حضرت آپ تو سب مخلوق سے برتر ہیں اور آپ کیونکہ قید خانے کیف میں تشریف لائے۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا۔ پھر حضرت یوسف نے فرمایا۔ اے حضرت جبرائیل کس گناہ سے مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قید خانے میں ڈالا اور اپنی شفقت اور رحمت سے اس ذلت و خرابی میں رکھا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے شوق سے ذلت کو اختیار کیا ہے اور اپنے کام کو خدا کے توکل پر نہ چھوڑا حالانکہ وہی قاضی الحاجات ہے جو اس سے مانگو گے سو پاؤ گے اور درحقیقت تم نے قید ہی مانگی تھی وہی تم کو مل گئی۔ قولہ تعالیٰ۔ قَالَ رَبِّ الْمِیْحَنِ اَحَبُّ اِلَیَّ وَمَا یَدُعُّ عُوْنِیْ اِیْنِیْ وَالْاَلَمُ



عَتِي كَيْدَهُنَّ أَصَبُ أَكُنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ  
فَصَوَّرَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ ترجمہ۔ بولے یوسف اے رب  
ہمارے مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے کہ مجھ کو بلاتی ہیں طرف اس کے اور اگر تو نہ دفع کرے گا مجھ  
سے ان کا فریب تو خاندان میں مائل ہو جاؤں ان کی طرف اور ہو جاؤں میں بے عقل، یہ دعا اس کے  
رب نے قبول کر لی۔ پھر دفع کیا ان سے ان کا فریب وہی ہے سننے والا خبردار پس ظاہر ہوتا ہے  
کہ اپنے مانگنے سے قید میں پڑے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا فریب جو وہ حضرت یوسف پر چلانا  
چاہتی تھی چل نہ سکا اور حضرت یوسف کی دعا کو رب العزت نے قبول فرمایا اور ان کا فریب حضرت  
یوسف سے دفع کر دیا اور قید ہونا ان کی قیمت میں تھا وہی ہوا یہاں سے یہ بات واضح ہوتی ہے  
کہ آدمی کو گھبرا کر اپنے حق میں برائی نہ مانگنی چاہیے بلکہ اس کو لازم ہے کہ ہر وقت بھلائی طلب کرتا رہے  
پھر جبرائیل نے حضرت یوسف نے پوچھا اے جبرائیل علیہ السلام هَلْ عَمِلْتَ خَيْرًا وَ  
الَّتِي اَسَے جبرائیل میرے والد بزرگوار کی خبر تم کو کچھ معلوم ہے حضرت جبرائیل نے کہا  
وَحَلَّ بَيْنَ الْاَخْرَانِ وَهُوَ كَظِيمٌ وَعَمِيَ كَمَا جبرائیل نے وہ اپنے گھر بیٹھے  
غم کرتے ہیں اور روتے روتے ان کی آنکھیں بھی جاتی رہی ہیں۔ اور شغلہ ان کا رات دن عبادت  
کرتا ہے اس کے علاوہ دوسرا کوئی کام نہیں کرتے۔ پھر پوچھا کہ میرے باپ کو حق تعالیٰ نے اس  
میں کیوں مبتلا کیا ہے۔ کہا کہ تمہاری محبت نے ایسا کیا ہے اور یہ چیز خدا کو پسند نہیں کہ خالص کو چھوڑ  
کر مخلوق سے یاری و مدد طلب کرے۔ حضرت یوسف نے کہا کہ اس قدر رنج اٹھاتے ہیں آخر ان  
کو کچھ فلاح ہوگی یا نہیں تو حضرت جبرائیل نے کہا کہ ان کو ہر روز ایک شہید کا درجہ ملے گا یہ سن کر  
حضرت یوسف نے کہا کہ پھر کوئی مضائقہ نہیں۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت یوسف نے جب تعبیر  
خواب کی ان دونوں نوجوانوں کو بتادی اس کے ایک دن بعد ملک ریان نے ان دونوں نوجوانوں  
کو قید سے خلاص کیا تو ساقی کو قید سے نوازش فرمائی اور خلعت بخشا اور باورچی کو سولی پر چڑھا دیا۔ تمام  
جانوروں نے اگر اس کا مغز اور گوشت اور آنکھیں اس کی کھالیں اور ساقی کے دل سے وہ بات جو  
حضرت یوسف نے کہی تھی شیطان نے بھلا دی اور وہ بات حضرت یوسف کی اپنے بادشاہ سے  
نہ کہہ سکا اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں تقریباً سات برس تک رہے اور بعض  
نے کہا ہے کہ حضرت یوسف قید خانے میں نو برس تک رہے اسی قید بند کی حالت میں بھی  
شب و روز اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے اور ہر وقت درس

دیتے رہتے تھے اور ادھر زلیخا ان کے لئے غم و اندوہ میں رات دن پہنچ و تاب کھاتی رہتی اور وہ  
 پانچ عورتیں جو حضرت یوسف پر عاشق تھیں وہ حضرت یوسف کے لئے کھانا دونوں وقت قید خانے  
 میں پہنچا کر دیتی تھیں حضرت یوسف علیہ السلام اس کھانے میں سے کچھ تو کھا لیتے اور جو باقی بچتا وہ  
 قید خانے کے قیدیوں کو دے دیتے، قرآن مجید میں آیا ہے کہ ایک شب ملک ریحان نے خواب  
 میں دیکھا کہ سات کٹا میں فرہ موٹی ان کو سات کٹا میں دہلی کھا گئیں پھر اس کے ساتھ ہی سات بایاں غلے  
 کی ہری تازی دیکھیں کہ ان کو سات بایاں سوکھی لگا کھا گئیں۔ صبح کو بادشاہ بہت ہی متحیر ہوا اور اپنے  
 ملک کے تمام بخومیوں کو طلب کیا جب تمام بخومی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو گئے تو بادشاہ نے بہت  
 زیادہ متحیر ہو کر اپنے خواب کا پورا ماحول ان بخومیوں کے سامنے پیش کر دیا اور تمام بخومی اس خواب  
 کی تعبیر بتانے سے حیران ہو گئے۔ آخر کار کہنے لگے کہ بادشاہ سلامت یہ تو اڑتے اچھٹے کا خواب ہے  
 اور ہم لوگ اس خواب کی تعبیر نہیں بتا سکتے اس بات کو سن کر بادشاہ اور بھی حیران ہو گیا کہ آخر کار اس  
 خواب کی تعبیر کون بتائے گا۔ ہم کسی سے پوچھیں یہی ساقی جو دو نوجوانوں میں ایک بچا تھا وہ بادشاہ  
 کے پاس اس وقت حاضر تھا۔ اس وقت اس کو وہ بات جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی  
 خواب کی تعبیر بتانے کے وقت کہی تھی وہ اتنی مدت کے بعد اس کو یاد آ گئی پھر اس نے اس وقت  
 اپنے بادشاہ سے کہا کہ اس خواب کی تعبیر ایک شخص بتا سکتا ہے اس نے بادشاہ سے کہا کہ یہ دن ہم  
 دونوں نے خواب دیکھا کہ میں تو جام شراب کا بھرتا ہوں تم سے پیالے میں اور باورچی نے دیکھا تھا  
 سر پر اپنے روٹی کا خون اور اڑتے جانور آکر اسے کھاتے ہیں، چنانچہ بیان اس کا اوپر گزر چکا ہے  
 بادشاہ سلامت یوسف نامی ایک شخص ہے اس کے پاس ہم نے یہ بیان کیا۔ چنانچہ اس نے خواب کی  
 جو تعبیر کہی تھی وہ تو ہاتھوں ہاتھ بالکل سچ پائی، اگر حکم مالی ہو تو اسے بلا دیں، وہ خواب کی تعبیر بتا  
 سکتے ہیں پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اچھا اس خواب کی تعبیر معلوم کی جائے ساقی نے حضرت یوسف کے  
 پاس جا کر بہت عذر خواہی کی کہ میں آپ کی بات بادشاہ کو کہنا بھول گیا تھا یہ سن کر حضرت یوسف نے  
 اس ساقی سے کہا کہ یہ بھول چوک ہونا تمہارا ہمارے لئے باعث گرجی تھی اور میرے لئے ابھی قید خانے  
 میں رہنا تھا اس نے کہا کہ بعد مدت کے تمہاری مجھ کو یاد آئی۔ حضرت جی بزرگیاں آپ کی میں نے  
 اپنے بادشاہ سے بیان کیں تو بادشاہ نے خوش ہو کر مجھے تمہارے پاس بھیجا اور کہا ہے کہ اس خواب  
 کی تعبیر معلوم کر لیجئے۔ قولہ تعالیٰ: وَ قَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سَوِيَّاتٍ يَأْكُلْنَ  
 سَبْعَ عِجَافٍ وَ سَبْعَ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَ أُخْرٍ يَلْبَسُ هَٰذَا ثِيَابُهَا ۚ لَبَّ اٰمَنُوْنِ



رَفِیْ یَا یَا اِنْ كُنْتُمْ یَسْتَعْمِلُوْنَ مَا تَعْبُرُوْنَ ؕ قَالُوْا اَصْغَاثُ اَحْلَامٍ ؕ وَهَـٰذَا  
 نَحْنُ بِتَاوِیْلِیْهِ اِلَّا اَحْلَامٌ یَّعْلَمُوْنَ ؕ - ترجمہ اور کہا بادشاہ نے میں نے خواب دیکھا سات  
 گائیں موٹی کو سات گائیں دہلی کھاتی ہیں۔ اور اسی طرح دیکھا کہ سات بالی ہری تازی کو سات بالیں بوکھی  
 کھاتی ہیں۔ اسے میرے دربار پر اس خواب کی تعبیر بتاؤ اگر ہو تم تعبیر بتانے والے وہ کہنے لگے کہ یہ تو  
 اڑتے ہوئے خواب ہیں ہم لوگوں کو ان خوابوں کی تعبیر نہیں معلوم ہے۔ پھر یہ سن کر حضرت یوسف نے  
 اس آنے والے ساقی سے کہا کہ میں تم کو اس خواب کی تعبیر بتا دوں گا وہ تم اپنے بادشاہ سے جا کر کہہ دینا  
 اور اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اس ملک میں سات برس تک بارشانی رہے گی اور کھیتی خوب ہوگی پھر  
 اس کے بعد بڑا زبردست قحط ہوگا اور زراعت بہت ہی کم ہوگی اور لوگ شدید تکالیف میں مبتلا ہوں  
 گے اور وہ کہ اذیت اٹھائیں گے۔ سارے لوگ جو بادشاہ کے دربار میں حاضر تھے یہ سن کر حیرت  
 میں آ گئے۔ پس ملکریان نے کہا کہ پھر اس کی کیا تدبیر کرنی چاہیئے اسے ساقی تم بتاؤ بلکہ میری رائے  
 تو یہ ہے کہ اس شخص کے پاس پھر جاؤ اور اس سے پھر اچھی طرح سے پوچھ آؤ۔ بادشاہ کے کہنے  
 سے ساقی پھر حضرت یوسف کے پاس گیا اور جا کر پوچھا تو لہ لہا۔ یُوسُفُ اٰیَتُهَا الصِّدِّیْقُ  
 اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرَاتٍ سَمَانٍ یَّاكُلُهُنَّ سَبْعُ عِجَافٍ وَ سَبْعِ سُبُلٍ خُضْبٍ  
 وَ اٰخَرَ یَلْبَسُ لَعَلَّیْ اُذْجَعُ فِی الدُّنْیَا لَعَلَّہُمْ یَعْلَمُوْنَ ؕ - ترجمہ ساقی نے  
 جا کر کہا کہ اے یوسف سچی بات مجھ کو بتاؤ اس خواب کی سات گائیں موٹی کو سات گائیں دہلی کھاتی  
 ہیں اور سات بالی ہری تازہ کو سات بالیں بوکھی کھاتی ہیں۔ پھر ساقی نے کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم  
 تم کو لوگوں کے پاس لے چلیں تاکہ تمہاری ان کو قدر معلوم ہو، لیکن حضرت یوسف نے اس بات کی  
 کوئی پرواہ نہ کی اور اس ساقی سے فرمادیا کہ جا کر کہہ دو کہ سات برس کھیتی کر دو گے خوب غلہ ہوگا۔  
 پھر اس کے بعد سات برس تک اس ملک میں قحط رہے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔  
 قَالَ تَزِدُّهُمْ رَعُوْنَ سَبْعَ سِنٍ وَّ اَبَاہُ فَمَا حَصَدُ ثُمَّ ذَآءٌ فِیْ سُنْبُلِہٖ  
 اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ؕ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ سَبْعٌ مِّنْ اٰیَاتِیْ لَعَلَّ  
 مَا تَدَّعٰتُمْ لَہُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَخْضَلُوْنَ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ عَامٌ  
 فِیْہِ یَصْغَاثُ النَّاسُ وَ فِیْہِ یَعْمُرُوْنَ ؕ کہا یوسف نے تم جتنی کر دو گے سات برس محنت  
 سے پس چھوڑ دو اس کو بیج بالی اس کی کے گہر تھوڑا سا اس میں سے جو کھاتے آویں گے اس کے پیچھے  
 سات برس سختی کے پھر کھاؤ گے جو کھاتے نے ان کے واسطے گہر تھوڑا جو روک رکھو گے پھر آئے

لگا اس کے پیچھے ایک برس اس میں بارش پاویں گے لوگ اور اس خوشی میں وہ شراہیں بنائیں گے  
 اور یہ بھی حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ سات برس کا غلہ رکھنا ذخیرہ جمع کر کے اور بہتر یہ ہے  
 کہ ذخیرہ بالیوں میں ہی لگا رہنے دینا تاکہ زمین ہی گل نہ جائے اور کھڑا نہ لگے سات برس تک کیونکہ  
 وہ قحط پورے سات برس تک رہے گا۔ پس ساتی نے جو جو تعبیر سنی حضرت یوسف علیہ السلام سے  
 وہ سب اپنے بادشاہ ملک ریان کو جا کر سنا دی اور باقی جو لوگ وہاں مصری باشندے موجود تھے  
 سب کے سب یہ تعبیر خواب سن کر حیرت میں آ گئے اور اس بات کی بادشاہ نے بھی تصدیق کر دی  
 اور بادشاہ نے کہا کہ یہ شخص تو بڑا عقلمند اور دانالہ ہے اور قابل وزارت ہے اس کے بعد اسی ساتی  
 سے پوچھا کہ وہ شخص کیسا ہے اور اطور اس کے کیسے ہیں ساتی بولا وہ عقلمند صالح ہے اور بہت سی  
 صفیں اس کے بیان سے باہر ہیں عزیز مصر نے اس کو مالک بن زغر سوداگر سے مولے کو بطور غلام  
 کے اپنے گھر رکھا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اس کو قید میں کیوں رکھا ہے۔ ساتی بولا کہ وہ شخص یہ کہتا  
 ہے کہ میں کسی کا غلام نہیں ہوں میرے بھائیوں نے مجھے حمد اور دشمنی سے بیگناہ مالک ابن زغر سوداگر  
 کے پاس لاکر بیچ ڈالا ہے یہ حال ساتی نے جب بادشاہ سے بیان کیا تو بادشاہ نے یہ حال سن کر  
 بہت افسوس کیا اور قید خانے کے امین اور واروغہ کو بلا کر پوچھا کہ یوسف جو تمہارے قید خانے  
 میں ہے وہ کیا آدمی ہے اور عادت و خصیت اس کی کیسی ہیں کیا تم لوگ اس کی عادات وغیرہ سے  
 واقفیت رکھتے ہو اور رکھتے ہو تو صفات صاف بتاؤ۔ تب انہوں نے کہا کہ وہ ایسا نوجوان آدمی  
 ہے کہ اس جیسا خوبصورت آج تک پیدا نہیں ہوا بلکہ ہمارے باپ دادا نے بھی کبھی دیکھا نہیں  
 وہ تو مثل چہرہ آدم کے شب و روز دعا و تسبیح و تہلیل و عبادت میں مشغول رہتا ہے اور تمام قید خانے  
 والوں کو درس و تدریس دیتا ہے اور ہر شخص کی غمخواری کرتا ہے اور جتنی چیزیں اس کے کھانے کے  
 لئے آتی ہیں وہ سب کی سب محتاج اور فقیروں کو دے ڈالتا ہے اور وہ بہت تھوڑا کھاتا ہے  
 اور وہ شخص کسی کو ایذا و تکلیف بھی نہیں پہنچاتا۔ اور وہ پیغمبر زادہ کہلاتا ہے۔ پھر بادشاہ نے پوچھا  
 کہ بتاؤ اس کو کھانا پینا کون دیتا ہے اور وہ کھانا کہاں سے آتا ہے وہ بولے کبھی کبھی تو زینا اور  
 کبھی مصر کی نادانی پانچ عورتیں محبت مخفی رکھتے ہوئے بھیج دیتی ہیں لیکن وہ جوان کسی چیز کو قبول  
 نہیں کرتا۔ نہ اس کو صحیح طریقہ پر کھاتا ہے بلکہ دوسرے لوگوں کو دے دیتا ہے اور بعض دفعہ تو  
 دیکھا گیا ہے کہ وہ کبھی نہیں کھاتا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عزیز مصر نے اس بے گناہ کو عورت کی  
 تہمت کی یا رشتہ میں اس جوان کو قید میں ڈال رکھا ہے۔ پھر یہ سن کر بادشاہ نے کہا اچھا اب



عزیز مصر کو بلاؤ جب عزیز مصر بادشاہ کے پاس حاضر ہوا تو اس سے بادشاہ نے پوچھا کہ تم اس صالح نیک  
مرد کو کس واسطے قید خانے میں ڈالا ہے۔ تم ناحق مرد خدا کو اذیت دیتے ہو، اور تم مجھے بتاؤ کہ اس کو تم کہاں  
سے لائے ہو۔ عزیز مصر نے باادب عرض کیا کہ حضور کو معلوم ہو گا کہ میں نے اس مرد خدا کو مالک ابن  
زغر سوداگر سے خرید لیا ہے اور اس کو تو میں نے اپنا بیٹا بنا رکھا تھا اور اپنے سارے گھر کا مالک و مختار  
بننا رکھا تھا اور میں یہ نہ جانتا تھا کہ وہ میری خیانت کرے گا اور میرے گھر میں بد نظر رکھے گا اس لئے  
میں نے اس بار سے میں پکڑ کر اسے قید کر رکھا ہے یہ ساری کیفیت بادشاہ سن چکا تو بادشاہ نے  
ای سی ساقی سے کہا کہ تم عزت و اکرام کے ساتھ یوسف کو گھوڑے پر سوار کر کے میرے پاس لاؤ۔ تب ساقی  
کے کہنے سے ساقی نے حضرت یوسف کے پاس جا کر وہ تمام باتیں بیان کر دیں جو بادشاہ اور عزیز  
مصر کے درمیان ہوئی تھیں۔ یہ باتیں حضرت یوسف نے سن کر ساقی سے کہا کہ تم بادشاہ کے پاس جا  
کر بولو کہ بے رخصت عزیز مصر کے میں نہیں آسکتا ہوں مجھے اس کی رضا ضروری چاہیئے اور ان عورتوں سے  
پوچھنا چاہیئے کہ جنہوں نے مجھے دیکھ کر بے پوش ہو کر لیہوں تراشنے میں اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے کہ  
میں گنہگار ہوں یا اور کوئی گنہگار ہے اس بات کی تحقیق کرنی چاہیئے ہو جب فرمان بادشاہ کے ساقی  
نے حضرت یوسف سے کہا اور حضرت یوسف نے جو کہا وہ بادشاہ سے آکر بیان کر دیا جیسا کہ  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّكَ اَنْتَ بِنِيْسَ ۖ فَلَمَّا جَاءَكَ الرَّسُوْلُ قَالْ  
اُذِیْعَ اِلٰی رَبِّكَ فَاَمْسَلْنَا مَابَ لُ الْیَسُوْعَ الَّذِیْ قَطَعْنَ اَیْدِیْھِمْ  
اِنَّ ذَٰلِیْ بِمَکِیْنٍ ھُنَّ عَلَیْہِمْ تَرْجَمَہ۔ اور کہا بادشاہ نے اے آؤ اس کو میرے پاس پھر جب  
یہ پہنچا اس کے پاس قاصد کہا اس نے پھر جاتو اپنے بادشاہ کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے  
ان عورتوں کی جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے۔ تحقیق میرا رب تو ضرب ان کا اچھی طرح سے جانتا ہے  
اور وہ سب عورتیں اس حقیقت پر شاہد ہیں اگر بادشاہ پوچھے تو پورا قصہ کھول کر بیان کر دو تاکہ حقیقت  
واضح اور تقصیر کا بھی صحیح پتہ چل جائے کہ اصل تقصیر کس کی ہے۔ پھر ساقی نے حضرت یوسف سے یہ  
ماجرا سن کر بادشاہ سے جا کر کہا بادشاہ نے زینما اور سب عورتوں کو بلا کر پوچھا، تو اللہ تعالیٰ۔ قَالَ مَا  
خَطْبُکُمْ۔ اِذْ مَرَّ اَوْ دُرُّسُ یُوسُفَ عَنْ نَفْسِہِ قُلْنَا حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْہِ  
مِنْ سُوْءٍ ۭ قَالَتْ اَمْرَاۃُ الْعَزِیْزِ الْخُبْرُ حَضَّحَصَ الْحَقُّ اَنَّا رَاَدُّوْا  
عَنْ نَفْسِہِ ۭ وَاَنْتَ لَسِمَ الْمَصْدِقِیْنِ۔ ۭ ترجمہ۔ پوچھا بادشاہ نے ان عورتوں سے  
کیا حقیقت ہے تمہاری جب تم نے پھسلا یا یوسف کو اس کے جی سے۔ بولیں حاشا للہ ہم کو

نہیں معلوم اس پر کچھ برائی بولی عورت عزیز مصر کی کہ اب کھل گئی ہے سچی بات میں نے یوسف کو پھیلایا  
 اس کے جی سے، اور حقیقت یہ ہے کہ وہ بالکل بچا سے۔ دیکھا حضرت یوسف نے بادشاہ کو سب کا  
 فریب دکھلایا اس واسطے کہ ایک ہی مجرم تھی مگر اس کی سب مددگار تھیں اور فریب دینے والی کا نام لیا  
 کیونکہ انہوں نے ہر طرح سے خدمت کی فکر رکھی تھی۔ پھر بادشاہ نے ان تمام عورتوں کو بلوایا اور  
 پوچھا کہ تم نے یوسف کی خواہش کی تھی یا اس نے تمہاری خواہش کی تھی تم سب بچ کہہ دو۔ وہ بولیں  
 کہ ہم نے کبھی ایسا حسن و جمال نہ دیکھا تھا جب ہم نے اس نوجوان کو دیکھا تو ایک بارگی بیہوش ہو کر  
 اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے، اور یہ بالکل سچ ہے کہ ہم نے اس کو طلب کیا تھا اور وہ بے گناہ قید میں پڑا تھا  
 ادھر زلیخا نے جب دیکھا کہ اپنا حال سب منکشف ہوتا ہے تب بادشاہ سے کہنے لگی اے بادشاہ  
 تم ان سے کیا پوچھتے ہو جو کچھ خطا ہوئی ہے مجھ سے ہوئی ہے اور جو شخص فکر مند ہوتا ہے۔ تو سب  
 اس کو گواہ سے ثابت کرتا ہے لیکن میں تو آپ ہی اقرار کر رہی ہوں کہ یہ گناہ مجھ سے سرزد ہوا ہے  
 اور حضرت یوسف کو بے گناہ قید میں ڈالا اور میں اس کے عشق میں بے قرار ہو رہی ہوں اب آپ مجھے  
 جو چاہیں سزا دیں میں سزاوار ہوں زلیخا کی آہ و زاری سن کر لوگ بڑے متعجب ہو رہے تھے اور سب  
 کی آنکھوں میں آنسو جاری تھے اور عزیز مصر نے یہ حال زلیخا کا دیکھ کر اس کو چھوڑ دیا اور نہایت شرمندہ  
 اور پشیمان ہو رہا تھا اور وہ چند روز اسی غم میں مبتلا رہا پھر اس کے بعد اس نے انتقال کیا۔ بادشاہ حضرت  
 یوسف کے لئے مضطرب ہوا اور پھر فرمایا کہ یوسف کو میرے پاس لاؤ جب حضرت یوسف بادشاہ  
 کے پاس آئے تو اس نے حضرت یوسف کو بہت عزت سے بٹھایا اور وہ سارا حال عزیز مصر کا سنا دیا۔  
 حضرت یوسف نے کہا میں نے جو کہا تھا وہ عزیز مصر کو شرمندہ کرنے کے لئے نہیں کہا تھا بلکہ اس سے  
 میرا مطلب یہ تھا کہ اس کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ مجھ سے کوئی کھلی قسم کی خیانت نہیں ہوئی۔ قول تعالیٰ  
 ذَا لِكْ يَعْْلَمُ اَنِّي نَزَعْتُ يَدِي مِنَ الْغَيْبِ ۚ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِيْنَ ۝  
 ترجمہ کہا یوسف نے یہ تحقیقات اس واسطے کی ہے تاکہ جانے خاندان اس کا عزیز نہ یہ کہ میں نے کوئی  
 خیانت نہیں کی اور تحقیق اللہ نہیں ہدایت دیتا خیانت کرنے والوں کو، خبر ہے کہ جس وقت یوسف  
 نے کہا کہ میں بے گناہ ہوں اور میں نے خیانت نہیں کی اس وقت حضرت خیرائیل علیہ السلام موجود  
 تھے اور کہا کہ يَا يُوسُفُ اَدْ لَا هَمَمْتَ۔ ترجمہ۔ اے یوسف کیا تو نے قصد نہیں کیا تھا۔ حضرت  
 یوسف اس بات سے بہت نادم ہوئے اور آبدیدہ ہو کر کہنے لگے قول تعالیٰ وَ مَا أُبْرِيْ  
 نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَآ مَلَاكًا بِالسُّوْرِ ۚ لَا مَا دَحَّجَرَ رَبِّيْ ۚ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ



سَاحِیْمٌ ۵۔ اور میں نہیں پاک کہتا اپنی جان کو تحقیق البتہ حجِ عکرم کرنے والا ہے ساتھ برائی کے  
 مگر جو رحم کو سے پروردگار میرا بخشے والا اور نہایت مہربان ہے۔ رولویوں نے روایت کی ہے کہ ملک  
 ریمان نے حضرت یوسف کے ساتھ چالیس زبائوں میں بائیں کی تھیں اور سب زبائوں کا جواب حضرت  
 یوسف نے فوری طور پر بادشاہ کو دیا تھا اور بادشاہ نے عزیز مصر کے سامنے ہی یہ کہا تھا کہ میں  
 نے اس قوم کو تم سے زیادہ امین اور صاحبِ قوت گویا پا یا تو کہ تیلے فَلَیْتَا کَلَمَہُ قَالَ اِنَّکَ  
 اَیُّوْمَ لَکَ دَیْنًا هَکَیْنٌ ۵۔ ترجمہ۔ پھر بائیں کیس اس نے تحقیق تو آج نزدیک ہمارے مرتبہ  
 والا ہے پس عزیز مصر کا علاقہ سرکاری موقوف ہوا اور حضرت یوسف کو اپنے پاس رکھا۔ بادشاہ نے  
 حضرت یوسف سے کہا کہ میں تم کو عنایت و وزارت دوں گا آپ نے بادشاہ سے کہا کہ میں وزارت  
 نہیں مانگتا ہوں کیونکہ لوگوں کی خبر گیری مجھ سے نہ ہو سکے گی، پھر بادشاہ نے اچھا میں تم کو عزیز  
 مصر کا کام دوں گا۔ پھر حضرت یوسف بولے نہیں کیونکہ حق عزیز کا مجھ سے بہت ہے وہ اپنے مقام پر  
 قائم رہے اس کا کام لینا مجھ سے بہت بدنامی ہے پھر بادشاہ بولا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ حضرت یوسف  
 بولے کہ مجھے سارے ملک کے اناج اور غلہ کا مختار کر دو تو میں اس کام کو انجام دوں گا۔ اور پھر آپ کا  
 کام بھی آسان ہو جائے گا اور تمام رعایا کا کام بھی آسانی سے ہوتا رہے گا۔ اور تمام رعایا آپ سے  
 خوش رہے گی کیونکہ میں رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لوں گا اور اس کام سے حضرت یوسف  
 کی یہ غرض تھی کہ اس زمانے میں جو بادشاہ رعیت پر ظلم کرتا تو آدھا حصہ غلے کا رعیت سے لے لیتا  
 اس لئے حضرت یوسف نے بادشاہ سے سارے غلے کی مختاری مانگی تاکہ رعیت پر نظر عدل کی کی جائے  
 پھر بادشاہ نے آپ کے فرمان کو تسلیم کرتے ہوئے حضرت یوسف کو اس کام پر مقرر فرما دیا اس  
 سے تمام خلق خوش و راہی ہوئی اور پھر غلہ بھی بہت جمع کیا جب سال تمام ہوا بادشاہ ان کے نیک  
 اطوار دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور اپنی رعیت سے بھی معلومات کی تو آپ کو رعیت پر درہی پایا۔ یہ  
 کیفیت معلوم ہوتے ہی بادشاہ نے اپنا تاج شاہی ان کے سر پر رکھ دیا اور اپنی تلوار بھی اپنی کمر  
 سے کھول کر ان کی کمر میں باندھی اور تختِ مرصع زرو یا قوت سے جڑا ہوا کہ طول اس کا تیس گز اور  
 عرض اس کا دس گز تھا۔ لباسی زرق برق بیش قیمت ان کو پہنا کر اسی تخت پر بٹھا دیا اس وقت چہرہ مبارک  
 حضرت یوسف علیہ السلام کا ایسا تھا جیسا چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے جو شخص بھی ان کی طرف  
 نظر کرتا تو مانند آئینے کے اپنا چہرہ اس میں اس کو نظر آتا تھا اور حضرت یوسف کے چہرے کی لطافت  
 و صفائی اس قدر تھی کہ اسے دیکھ کر آفتاب بھی شرمندہ ہوتا تھا۔ اور جملہ ارکانِ دولت اور

ایمان سلطنت بادشاہ کے ان کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور پھر تمام کاروبار بھی مصر کا ان کے سپرد ہوا اور سارے مصر میں ان کا سکہ جاری ہوا اور بعد فوت ہو جانے عزیز مہر کے تمام خزانے اس کے حضرت یوسف کی ملک میں آگئے اور بادشاہ بھی اپنی تمام سلطنت سے ہاتھ اٹھا کر خانہ نشین ہو گیا اور بادشاہ نے انکو اپنا ولی مقرر کر دیا۔ تب حضرت یوسف نے تمام غلہ و اناج مصر میں لا کر جمع کیا الغرض اسی طرح سات برس گزر گئے اسی کے بعد حضرت یوسف کو حضرت جبرائیل نے آکر خوشخبری دی کہ خلائی شب فلاں گھڑی میں قحط نازل ہوگا، حضرت یوسف یہ خبر سن کر اسی کی انتظار میں اسی شب سے رہے۔ اب وقت آ پہنچا تب سب کو فرما دیا کہ اناج غلہ سب میرے پاس لا کر جمع کرو کیونکہ خلق خدا پر قحط نازل ہوا ہے۔ جب قحط کی مصیبت نازل ہوئی تب خلائی شہروں کی بادشاہ مصر کے پاس آکر حاضر ہوئی اور اپنی زبانوں میں فریاد کرنے لگی اَلْجُوعُ اَلْجُوعُ یہ خبر حضرت یوسف کو پہنچی کہ خلائی بھوک سے سخت تکلیف میں مبتلا ہے اور بھوک سے عاجز آگئے ہیں تب وہ غلہ جو جمع کیا تھا وہ سب کو بانٹنے لگے یہ دیکھ کر لوگوں کو کچھ تسلی خاطر ہوئی اور پھر جان میں جان آئی۔ اور ادھر زلیخا بوجہ قحط کے آہ و زاری کرنے لگیں۔ جو شخص بھی یوسف کا نام زلیخا کے پاس لیتا وہ انعام و اکرام دے کر رخصت کرتی اور بہت کچھ اس کو رقم بھی دیتی تھی جتنی دولت تھی سب اس نے لٹا دی یہاں تک کہ خود محتاج اور فقیر بن ہو گئی اور شب روز حضرت یوسف کے لئے روتے بڑھیا اور ضعیف ہو گئی اور دونوں آنکھوں کی روشنی بھی جاتی رہی آخر میں یہاں تک نوبت پہنچی کہ چلتے پھرنے سے معذور ہو گئی، چند روز اسی آتش فراق میں گزرے حضرت یوسف کی حشمت و دبیدہ بادشاہی کا اس قدر تھا کہ جس وقت حضرت یوسف گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے تھے تو چالیس ہزار جوان مسلح پوش اور چار ہزار جوان کمر بند زریں اور ایک ہزار صاحب ہوشمند ان کے ہمراہ چلتے تھے۔ خبر ہے کہ ایک دن حضرت یوسف سوار ہو کر مرضی الہی سے اسی راستے سے گزرے جسی راستے پر زلیخا تھیں لونڈیوں نے ان کو دیکھ کر زلیخا کو جا کر خبر دی کہ اسے زلیخا آج یوسف یہاں آئے ہوئے ہیں یہ سنتے ہی زلیخا بے ستماشا دوڑی ہوئی آئیں اور حضرت یوسف کو پکارنے لگیں اے کرم ابن کرم ورا تو ٹھہر جا اور اس ضعیفہ کا کچھ حال زار تو سن لے۔ حضرت یوسف نے یہ سن کر فوراً اپنا گھوڑا وہیں روک دیا اور بولے کہ اسے زلیخا یہ کیا حال ہے تیرا۔ کہا لبہ وہ جن و جمال اور خوبی تھی۔ بولی کہ تیرے عشق نے برباد کر دیا، اس کے جواب میں حضرت یوسف نے فرمایا کہ ابھی تک وہی تیرا عشق موجود ہے۔ وہ بولی کہ ہاتھ کا چابک میرے منہ کے پاس لا کر ذرا دیکھ حضرت یوسف نے اپنا ہاتھ دراز کیا اور زلیخا نے یکایک ایک ایسی آہ آئیں دل سوزاں سے



چھوڑی کہ اس سے حضرت کا چاہک جو ہاتھ میں تھا ایک دم گرم ہو گیا۔ مارتے پش کے حضرت یوسف نے اس چاہک کو اپنے ہاتھ سے زمین پر چھوڑ دیا۔ زلیخا بولی اسے یوسف آج تقریباً چالیس برس ہوئی یہ شعلہ آتشیں میرے دل پر جلتا ہے اور میں تیرے عشق میں جل گئی ہوں۔ دیکھا ذرا شعلہ آتش میرے دل کا تجھے برداشت نہ ہوا اور فوراً ہی اپنا چاہک زمین پر ڈال دیا۔ اسے یوسف میں کیونکر تیرے شب و روز پہنچ و تاب کھاتی رہوں حضرت یوسف رحم کھا کر اور یہ حال تباہ زلیخا کا دیکھ کر اپنے گھوڑے سے اتار پڑے اور وہیں زمین پر بیٹھ کر بولے اے زلیخا تو میرے خدا پر ایمان لے آ۔ یہ کہتے ہی زلیخا فوراً مشرف بہ اسلام ہوئی۔ پھر حضرت یوسف نے فرمایا کہ اے زلیخا اب بتا کہ تو کیا مانگتی ہے۔ وہ بولی اسے یوسف خدا کے دربار میں میرے واسطے دعا کیجئے کہ وہی جمال و جوانی اور عینا ٹی چشم کی پھر نجد کو عنایت ہو تو باقی عمر اپنی تیری خدمت میں صرف کر دوں اور اپنے خدا کی عبادت میں مصروف رہوں یہ سن کر حضرت یوسف نے اپنے سر کو نیچا کر لیا اور کچھ دیر تاویل میں رہے اسی وقت وحی نازل ہوئی کہ اسے یوسف تو کیا مانگتا ہے مانگ تیری ہر دعا قبول ہوگی تب حضرت یوسف نے دو رکعت نماز شکوہ ادا کی اور پھر سجدے میں چلے گئے اور کافی دیر خداوند قدوس سے دعا مانگی ابھی آپ نے اپنا سر سجدے سے نہ اٹھایا تھا کہ زلیخا نے آواز دی کہ اے یوسف اپنا سر اٹھا و مسجد سے جو تم نے چاہا تھا وہ حاصل ہو گیا ہے۔ ان کے کہنے سے حضرت یوسف نے اپنا سر سجدے سے اٹھا کر زلیخا کی طرف دیکھا تو دیکھتے کیا ہیں کہ صورت جوانی اور عینا ٹی چشم اسے خدا نے عنایت فرمائی ہے۔ زلیخا نے جب اپنی صورت کو آئینے میں دیکھا تو خدا کا شکر بجالائی اور پھر ایمان میں ترقی بھی ہو گئی اور پھر حضرت یوسف کی طرف خیال نہ کیا اور چلی گئی ان کے جانے کے بعد حضرت یوسف فرمانے لگے اے زلیخا تم کہاں جاتی ہو مجھے چھوڑ کر۔ وہ بولیں کہ جس نے یہ شکل و صورت و عینا ٹی چشم کی مجھ کو بخشی ہے اس کو چھوڑ کر ناحق یوسف سے کیوں اپنے کو برباد کروں اور مجھے جائے کہ میں اسی پر خیال کروں۔ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف نے زلیخا پر بہت خواہش کی مگر وہ بھاگتی رہی غیب سے آواز آئی کہ اے یوسف صبر کر جلدی مت کر اس کے بعد زلیخا غم خانے میں جا بیٹھی اور حضرت یوسف نے خواہشگاری میں اس کی لوگوں کو بھیجا لیکن وہ قبول نہیں کرتی تھیں۔ تقریباً چالیس روز اسی طرح بہرگز رہے کہ اس چالیس دن کے اندر حضرت یوسف نے اتنا درد زلیخا کے لئے کھینچا کہ زلیخا نے چالیس برس میں بھی ایسا درد نہ اٹھایا تھا۔ ادھر ملک ریان نے زلیخا کے پاس پیغام بھیجا تھا اور بہت سے لوگ اس کو وعظ و نصیحت کرتے تھے، بعد ازاں اس نے چند روز کے

نکاح قبول کر لیا۔ جیسا کہ شپ زفات کو سلاطین اور ملوک کا رسم شرعی ہوتا ہے ذیابہ زفات کہنہ ائی ہوا اور زلیخا کو دوشیزہ یعنی باکرہ پایا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد حضرت یوسف حضرت زلیخا سے گزشتہ حال معلوم کیا وہ بولیں کہ عزیز مصر ضعیف مرد تھا اور میں اس وقت جوان تھی جو کام زن و شوہر کا تخلیہ میں ہوتا ہے وہ میرے اور عزیز مصر کے بیچ نہ ہوتا تھا۔ اور دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت یوسف کے لئے زلیخا کو بچا کر رکھا تھا اس لئے ایک شیطان آکر اللہ کے حکم سے عزیز مصر اور زلیخا کے درمیان میں سوہا ہوا تھا اور عزیز مصر کو یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ زلیخا ہے اور وہ کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔ پس حضرت یوسف اور زلیخا نے مل کر اپنے گھر کو بنایا اور رہن بہن شروع کر دیا کچھ عرصہ کے بعد ان سے دولٹر کے پیدا ہوئے۔ ملک ریان جب بالکل بوڑھا ہو گیا تو تمام کاروبار بھی بادشاہی کا حضرت یوسف کو دے دیا اور خود گوشہ نشینی اختیار کی حضرت یوسف کو جب اپنی سلطنت کے کل اختیارات مل گئے تو وہ خلق اللہ کی پرورش کرنے لگے بقدر حاجت کے غلہ کو رعیت کے ہاتھ بیچتے اور صدقہ بکثرت فقیروں اور محتاجوں کو دیتے کچھ مدت کے بعد قحط سالی آئی یہاں تک کہ ایک من غلہ کا نرخ دو دینار ہو گیا اور تمام گرد و نواح اطراف سے مصر کی رعیت آکر جمع ہوئی پھر تمام اہل مصر مجتمع ہو کر کہنے لگے کہ سارا غلہ غیروں کے ہاتھ نہ بچا جائے۔ اگر ایسا کیا جاتا رہا تو وہ وقت قریب ہے کہ ہم لوگ بھوکے مریں گے، یہ سن کر حضرت یوسف نے فرمایا کہ تمام خلق اللہ کا اس میں حق ہے اگر ہم نہ دیں گے تو لوگ محتاج رہیں گے لہذا ان کو دینا لازمی ہے اور غلہ سے محروم رکھنا سخت گناہ کا کام ہے اگر ان لوگوں کے ہاتھ نہ بیچوں گا تو یہ لوگ بھوکے مر جائیں گے تب بقدر حاجت کے بیچتے رہے یہاں تک کہ سارے ملک میں کمی کے ہاتھ میں پیسہ دور ہم و دینار نہ رہا اور سب کا سب حضرت یوسف کے خزانے میں داخل ہو گیا۔ پھر جب دوسرا سال آیا تو تمام مویشی لوگوں کے بعض لوگوں کے حضرت یوسف کے پاس بک گئے اور چوتھے سال میں تمام کپڑے وغیرہ اور جو کچھ تھا حضرت یوسف کے ہاتھ بیچ کھایا اور پانچویں سال میں جو کچھ زمینیں تھیں بیچ ڈالیں اور پچھٹے سال میں لوگوں نے اپنے بیٹے بیٹی کو بعض غلے کے ہمہ کر دیا اور ساتویں سال میں لوگوں نے اپنی ذات کو حضرت یوسف کے پاس اجرت میں دے دیا اور کوئی آدمی بھی سارے ملک میں ایسا نہ رہا کہ تمام نوکر چاکر خدمت کار لونڈی باندی حضرت یوسف کے نہ ہو گئے ہوں۔ یہ حال دیکھ کر تمام خلائق تعجب میں تھی اور کہتی تھی کہ ہم نے کبھی اتنا بڑا بادشاہ نہیں دیکھا اور نہ کبھی نا۔ حضرت یوسف نے جب خلق اللہ کو



غریب و ناپچار دیکھا تو پھر بادشاہ ریان بن ولید سے کہا کہ شکر اس خدا کا ہے کہ اس نے مجھ کو کیا کیا نعمتیں بخشیں ہیں اگر ہر مال کے مندریں سو سو زبانیں بھی ہوں تو شکر نعمت کا اس کا ادانہ ہو سکے گا۔ یہ سن کر ریان بن ولید نے کہا کہ حق ہے جو آپ فرماتے ہیں کیلئے دستبردار ہوں اور میں حضرت یوسف کو اختیار دیتا ہوں کہ جو ان کی مرضی مبارک میں آئے وہی کام خلق اللہ میں کریں پھر حضرت یوسف نے فرمایا کہ میں نے اہل مصر کو خدا کی راہ پر آزاد کر دیا اور تمام مال و اسباب جی کا تھا اسی کو واپس دے دیا۔ روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام ہرگز کھانا سیر ہو کر نہیں کھاتے تھے اور تمام خلق اللہ کی موافقت کرتے تھے لوگوں نے کہا کہ آپ کیوں نہیں آسودہ ہو کر کھاتے او بھوکے رہتے ہیں اور آپ کے ملک مصر میں خزانہ و انبار اس قدر ہے۔ یہ سن کر حضرت یوسف نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں اگر میں سیر ہو کر کھاؤں تو باقی جو لوگ بھوکے پیاسے ہیں میں ان کو بھول جاؤں گا اور ان کو نظر انداز کر دوں گا اور سیر ہو کر کھانا کھانا یہ کام ملک کے سرداروں کا نہیں ہے اور آئندہ خدا کو کیا جواب دوں گا۔ جب ساتواں سال تمام ہوا اور تقریباً چالیس دن اور باقی تھے اور کچھ اناج و غلہ مصر میں باقی نہ رہا شدید بھوک کی وجہ سے حضرت یوسف کے پاس آگولمچی ہوئے حضرت یوسف لوگوں کے حال دیکھ کر متروک ہوئے اور آدھی رات کو اٹھ کر تفرغ و زاری کی کہ اے رب العالمین تیرے بندے بھوک کی وجہ سے مرے جاتے ہیں اگر تو رحم نہ کرے گا تو تمام مخلوق ہلاک ہو جائے گی۔ تب خدا کا رحم ہوا اور ایک آواز غیب سے آئی اے یوسف تو میرا پیارا ہے تو کچھ بھی غم مت کر کہ تیری صورت ہی کو لوگوں کی غذا کر دوں گا یعنی تیری صورت و جمال کو دیکھ کر لوگ آسودہ پیٹ ہو جائیں گے پس اس حکم کو پاتے ہی حضرت یوسف علیہ السلام ایک میدان میں جا بیٹھے اور تمام لوگوں کو وہاں بلایا اور اپنا چہرہ مبارک سب کو دکھاتے رہے حضرت یوسف کے چہرہ مبارک کو دیکھتے ہی اللہ کے فضل و کرم سے لوگوں کی بھوک پیاس جاتی رہی اور پھر ان کو کھانا کھانے کی حاجت نہ رہی چالیس دن کا قحط اسی طرح سے گزر گیا۔ اور آٹھویں سال میں اللہ کے فضل و کرم سے کھیتی بہت ہوئی اور اناج بے شمار پیدا ہوا اور تمام مخلوقات خدا نے اس قحط سے نجات پائی اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لڑکا اندھا مادر زاد اس کو حضرت یوسف کے پاس لائے تاکہ حضرت یوسف اسی کے واسطے خداوند قدوس سے دعا کریں کہ اس کی آنکھیں اچھی ہو جائیں تو حضرت یوسف نے اپنا چہرہ مبارک اس لڑکے کی طرف کیا اور اپنے روشن چہرہ کی شعاعیں اسی پر ڈالیں تو خدا کے فضل و کرم سے اس لڑکے کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ اکثر راویوں نے اس روایت کو یوں بیان کیا ہے کہ ملک مصر و شام میں جب قحط پھیل گیا اور کسی ملک میں اناج و غلہ نہ رہا، سو اُسے حضرت یوسف کے

اور تمام مخلوق خدا اطراف میں غلہ حاصل کرنے کے لئے جاتی تھی اور مختلف جگہ سے معمولی غلہ لے کر آجاتی تھی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام بھی اسی قحط سالی میں مبتلا تھے اور انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا کہ تم بھی مصر جاؤ اور وہاں کے عزیز مصر کے غلہ لے آؤ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے حکم کو سن کر ان کے دس بیٹوں نے مصر جانے کا قصد کیا اور ایک چھوٹا بھائی بنیامین جس کا نام تھا۔ اس کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس خاطر جمع کے لئے چھوڑ دیا اور حضرت یعقوب کے بیٹوں کے پاس جو کچھ مال و متاع پشیمین تھا وہ اپنے اونٹ پر لاد کر مصر کو چل دیئے جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے۔

جَاءَ إِشْوَةُ يَوْسُفَ فَخَلَّوْا عَلَيْهِ فَعَزَّزَهُمْ وَرَزَقَهُمْ لَحْمَ مَنَكٍ ۚ وَكَانَ يَوْمَئِذٍ يَسُوفُ ۚ

اے بھائی حضرت یوسف کے پھر داخل ہوئے اس کے پاس تو انہوں نے ان کو پہچانا اور ان کے بھائیوں نے ان کو نہیں پہچانا۔ حضرت یوسف جب ملک مصر کے مختار ہوئے موافق سات برس تک خود آبادی کی اور تمام ملکوں کا اناج بھرتے اور جمع کرتے گئے پھر سات برس قحط سالی میں رہے۔ اس قحط سالی میں ایک ہی بھاؤ میانہ باندھ کر غلہ بکوا یا۔ اپنے ملک والوں اور غیر ملک والوں کو برابر ایک ہی بھاؤ سے فروخت کر دیا مگر پردیسوں کو ایک اونٹ کے بوجھ سے زیادہ تہ دیتے تھے اس اصول سے تمام خلافت کو بہولت رہی اور قحط کی مصیبت سے بچتی رہی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا سارا خزانہ مال و دولت سے بھر گیا اور ہر ملک میں یہ خبر تھی کہ مصر میں اناج و غلہ سستا ہے۔ یہ خبر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی غلہ خریدنے کے واسطے مصر میں آئے حضرت یوسف نے جب اپنے بھائیوں کو دور سے پہچان لیا تو فرمایا ان سب کو میرے پاس لاؤ، چنانچہ سب بھائی حضرت یوسف کے پاس آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں طریق یقین واثق سے ان کو پہچان لیا۔ اور ان کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نہ پہچانا اور بعض روایتوں میں آئی ہے کہ حضرت یوسف اس وقت بادشاہی ٹوٹی اپنے سر پر رکھ کر اور لباس شہانہ پہن کر طوق دریں پہن کر تخت شاہی پر متمکن تھے اس لئے اس نے ان کو بھائیوں نے نہیں پہچانا۔ اور بعض محققوں نے کہا ہے کہ انہوں نے یوسف پر ظلم کیا تھا اور ظالموں کے دل سیاہ ہوتے ہیں اس لئے حضرت یوسف کو وہ نہ پہچان سکے۔ پھر جب حضرت یوسف نے ان کی طرف دیکھا تو زبان عبرانی میں اپنے بھائیوں سے بات چیت کرنے لگے پھر اسی گفتگو میں حضرت یوسف نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اور کہاں سے آئے ہو اور کیا کام کرتے ہو مجھے تمہاری شکل و صورت سے پیار معلوم ہوتا ہے۔ وہ بولے کہ ہم کنعان سے آئے ہیں میرے چار شہابی ہیں۔ چونکہ ہماری ولایت میں قحط ہوا ہے اس لئے اناج و غلہ خریدنے



کو ہم لوگ یہاں آئے ہیں۔ حضرت یوسف نے ان لوگوں سے کہا کہ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ جاسوس ہو اور اس شہر میں جاسوسی کو آٹے ہو یہاں کا حال معلوم کر کے دشمنوں کو خبر دو گے یہ سن کر وہ یوں کہ ہم دس بھائی ہیں ایک ہی باپ سے ہیں اور ہمارا یہ کام نہیں ہے، اور ہمارے باپ بھی پیغمبر ہیں جن کا نام حضرت یعقوب ہے۔ پھر حضرت یوسف نے پوچھا کہ تم کتنے بھائی ہو وہ فوراً بولے کہ حضرت جی ہم اپنے باپ کے کل بارہ بھائی تھے اور ہم میں سب سے چھوٹا بھائی جو تھا وہ ایک دن ہمارے ساتھ بکریاں چرانے گیا، ہم اس سے غافل ہو گئے اتنے میں اسے بھیڑ پا کھا گیا اور اس کا ایک ٹال کے بطن سے ایک بھائی اور ہے۔ اسی کو باپ نے اپنے پاس رکھا ہے واسطے تشفی خاطر کے کیونکہ وہ اس وقت اکیلے ہیں، حضرت یوسف نے ان سے کہا کہ اگر تمہارے گواہ نہیں ہیں تو جو بھائی تمہارے باپ کے پاس ہے اسے لے آؤ تو ہم جانیں گے کہ تم سچے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اسے باپ نہیں چھوڑیں گے اور وہ اپنی نظر سے اس کو ایک ساعت بھی علیحدہ نہیں کریں گے۔ بہت اچھا ہم لوگ اپنے باپ سے کہیں گے اور اس کو آئندہ لانے کی کوشش کریں گے اگر ہو سکا تو اس کو ضرور باپ کے پاس لائیں گے، حضرت یوسف نے ان سے کہا کہ اس وقت تم سب جاؤ صرت ایک بھائی تمہارا یہاں بطور قید کے رہے کیونکہ تم اس کو یہاں لاؤ گے۔ تب سب نے آپس میں مل کر تبادلہ خیال کیا کہ یہاں کون رہے گا پھر سب کے نام سے قرعہ اندازی کی گئی اور وہ قرعہ شمعوں کے ناپ پر نکلا وہی حضرت یوسف کے پاس بطور قید کے رہا پھر حضرت یوسف نے فرمایا کہ اناج ایک ایک شتر کا بوجھ دیکر رخصت کرو اور قیمت اناج کی ان کو پھیر دو، تب ملازمان بادشاہ نے ویسا ہی کیا پھر انکو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اگر تم اپنے چھوٹے بھائی کو اب کی دفعہ لاؤ گے تو اور بھی اناج تم کو ایک ایک شتر کا بوجھ زیادہ دوں گا خبر ہے جو مال حضرت یوسف کے بھائی اپنے ہمراہ لائے تھے اناج وغلہ خریدنے کو وہ مال بھی حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو واپس کر دیا وہ ان واسطے کہ معلوم تھا ان کو کہ باپ کے پاس سوائے اتنے مال کے اور کچھ نہیں ہے۔ اور یہ بھی معلومت تھی تاکہ ان کو دوبارہ بھیجیں اور ایک روایت میں ہے کہ مال بھائیوں کو اس لئے پھیر دیا کہ باپ معلوم کریں کہ میرا مال پھیر دینا یہ کام کسی کا نہیں ہے سوائے یوسف کے پس شمعوں کا مقید رہنا کچھ مضائقہ نہیں ہے یہ سمجھ بوجھ کر پھر اپنے بیٹے کو بھیجیں، خبر ہے کہ جب حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو دیکھا دل میں چاہا کہ ان کو کچھ سزا دیں، اسی وقت جناب باری تعالیٰ سے آواز آئی کہ اے یوسف اگر اپنے بھائیوں سے تم نے مکافات لیں تو ان میں اور تجھ میں کیا فرق رہے گا، بلکہ غصہ کرنا موجب حسرت کا ہے

اور اپنے لوان سے چھپا اور ان کو مت اپنی پہچان دے تاکہ وہ تجھ سے شرمندہ ہو کر اپنی حاجات سے محروم نہ جاوے اور صاحب استغاثت کو یہ لائق نہیں ہے کہ وہ اپنے قرب سے ان کی ضروریات سے محروم رکھے، اسے یوسف ان واقعات کو جانے دو کیونکہ وہ تیرے در پر محتاج بن کر آئے ہیں خوش ہو کر ان کو اپنے سے رخصت کرو۔ حضرت یوسف نے بموجب خطاب الہی کے اپنے بھائیوں سے کچھ مواخذہ نہ کیا اور ان کو اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کس جگہ کے رہنے والے ہو۔ وہ بولے کہ ہم کنعان سے آئے ہیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام جو پیغمبر ہیں ان کے بیٹے ہیں پھر حضرت یوسف نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے باپ ابھی حیات میں، بولے ہاں ابھی حیات میں۔ پھر پوچھا کہ کس شغل میں ہیں وہ بولے کہ ہوائے عبادت کے اور کچھ کام نہیں کرتے ان کو تو اللہ تعالیٰ نے پیغمبری دی ہے شوگر کنعان میں وہ بہت ضعیف اور اپنی آنکھوں سے منور ہیں۔ پھر حضرت یوسف نے ان سے پوچھا کہ ان کی آنکھیں کیوں جاتی رہیں وہ بولے کہ ایک بیٹا ان کا تھا اور وہ اس کو خوب چاہتے تھے اور نام اس کا یوسف تھا وہ نہایت حسین و جمیل تھا ایک لحظہ نظروں سے جدا نہ کرتے تھے اللہ کی مرضی ہوئی اسی کو بھیڑ پا کھا گیا اس لئے اتنا روئے کہ آنکھیں ان کے جاتی رہیں۔ پھر حضرت یوسف نے ان سے کہا کہ اتنے بیٹے رکھتے ہو کیوں ایک کے لئے ایسا حال ہوا۔ وہ بولے ایک اور بھئی اس کا سکا بھائی ہے اس کا نام بنیامین ہے اور اس کی چھ بہنیں موجود ہیں۔ لیکن یوسف ان میں بہت ہی خوبصورت تھے انہیں کے غم میں شب و روز روتے روتے اپنی آنکھیں کھودیں اور ایک مکان شہر کے باہر بنا کر نام اس کا بیت الاحزان رکھا اسی مکان میں عبادت کرتے ہیں اور وہیں یوسف کی جدائی میں ہر وقت روتے رہتے ہیں پھر حضرت یوسف نے پوچھا کہ شاید وہ ہنر میں تم سے زیادہ تھا۔ وہ بولے نہیں ہاں البتہ وہ اپنے حسن اور خوبصورتی میں زیادہ تھا۔ دائی اور عقلمندی میں بھی ہم سب سے تیز تھا الغرض اس کی صفیتیں بیان سے باہر ہیں۔ یہ سن کر حضرت یوسف نے اپنے دل میں سوچا کہ ان کو اس وقت معاف کیا جائے اگرچہ ان لوگوں نے مجھ کو بہت ستایا اور مجھ پر ظلم بھی کیا ہے۔ مگر جو کہتے ہیں سچ کہتے ہیں۔ حضرت یوسف نے اپنے خدمتگاروں کو بلایا اور ان سے کہا کہ دیکھو یہ بیچارے مسافر بے عیاد و وطن غریب اس ملک میں کبھی نہیں آئے ان کو کوئی جگہ دو اور ان کو کھانا بھی اچھی طرح لطیف و پاکیزہ کھلایا کرو اور جب تک یہ لوگ اس شہر میں رہیں اس وقت تک ان کو لباس بھی اچھا اور اعلیٰ قسم کا پہنے دو دو اور جب نہرادن ہوا تو حضرت یوسف نے ان کو بلا کر پوچھا کہ تم اس شہر میں کیوں آئے ہو انہوں



فے کہا کہ ہمارے شہر میں قحط پڑا ہے اور ہم نے سنا ہے کہ آپ کی سرکاری اناج سستا کیا ہے  
 اس کو خرید لے آئے ہیں۔ حضرت یوسف نے کہا کہ تم لوگ کیا مال لائے ہو اناج لینے کے واسطے  
 اس مال کو حاضر کرو، تب وہ اپنا لایا ہوا مال پیش کرنے لگے وہ مال تم پینہ وغیرہ کا تھا اور اس کی  
 قیمت دو سو دینار تھی لیکن وہ مال قابل خرید نہ تھا کہ اس کو خرید کیا جائے۔ حضرت یوسف نے ان  
 سے کہا اگر یہ مال تمہارا ہمارے لینے کے لائق نہیں ہے پھر بھی ہم نے تم کو اس کے عوض مال دے  
 دیا ہے۔ چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے **كَلَّمَآ وَخَلَقُوا عَلَيْهِ قَالُوْا يَا جَہَا الْعَزِيزُ  
 مَسَدًا اَهْلَنَّا الضَّرَّ وَجِئْنَا بِمِصَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَاَوْفِنَا لَنَا الْكَیْلَ وَ  
 قَصَدَقْ عَلَیْنَا ۚ اِنَّ اللّٰہَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ**۔ ترجمہ۔ پھر جب داخل  
 ہوئے اس کے پاس بولے اے عزیز! پڑھی ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی اور لائے ہیں ہم  
 پونجی ناقص سو پوری دے ہم کو پورا پورا دنیا یعنی تم خیرات کرو ہم پر کیونکہ اللہ تعالیٰ خیرات  
 کرنے والوں کو بدلہ دیتا ہے پس حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو کئی دن کھلا پا کر ایک ایک  
 شتر کا بوجھ اناج دے کر رخصت کیا اور فرمایا کہ تمہارا مال اگرچہ دو سو دینار کے قابل نہ تھا تو بھی میں  
 نے تم کو کندم دے دیا۔ اگر اب کی دفعہ آؤ تو اپنے چھوٹے بھائی کو ضرورے آنا اور بھی ہم ایک  
 ایک شتر کا بوجھ دے کر تم کو خوش کر دیں گے۔ اور مصر والوں کو بھی ہم نے اس قدر کندم نہیں دیا  
 سوائے تمہارے بمقدار اس آیت شریفہ کے **قَالَ تَعَالٰی اِنَّمَا جَعَلْہُمْ بِجَہَادِہُمْ  
 قَالَ اَسْتَوْفِیْ بِاَیْخَ تَکْمُ مِنْ اَیْمِکُمْ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْ اُؤْتِی الْکِیْلَ وَاَنَا  
 خَیْرُ الْمُزْلِیْنَ ۙ فَاِنْ لَّمْ تَاْخُذُوْا بِہِ فَاِنَّ لَکُمْ عِندَیْ  
 وَلَا تَقْرَبُوْنَ** ۵۰۰۰۔ ترجمہ۔ اور جب تیار کیا ان کو اس کا اسباب اور کہا اے آئیو میرے  
 پاس ایک بھائی جو تمہارا ہے باپ کی طرف سے کیا نہیں دیکھتے ہو تم کہ پورا پورا مانپ دے رہا  
 ہوں اور میں سب سے زیادہ مانپ کر دینے والوں میں سے ہوں جس بھائی کی طرف حضرت یوسف  
 نے اپنے بھائیوں کی توجہ دلائی تھی وہ حضرت یوسف کا چھوٹا سا بھائی تھا اس کو اپنے پاس  
 ان بھائیوں کے ذریعہ بلوایا اور تیزی بھی حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگر تم اس  
 کو نہ لاؤ گے تو پھر آئندہ میرے پاس نہ آنا کیونکہ میں آئندہ کندم تم کو نہ دوں گا۔ یہی ان کو ہدایت  
 دے کہ حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو رخصت کیا اور وہ بولے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے  
 فرمایا ہے۔ **قَالُوْا سَتَرُوْا دُعَآءَ اَبَاہٖ وَاَنَا لَفَاعِلُوْنَ ۙ**۔ ترجمہ۔ کہا انہوں

نے کہ تم سب خواہی ظاہر کریں گے اپنے باپ سے اس کے لانے کی اپنے ہمراہ اور یہ کاؤ کو کرنا ہے  
 ضروری پس حضرت یوسف نے اپنے ملازموں کو کہہ دیا کہ جو پونجی ان کی دو سو دینار کی ہے اس کو بھی  
 ان کے بوجھوں میں جا کر رکھ دو۔ چنانچہ ان کے بھائی یہودا کے اونٹ کے بوجھ میں چھپا کر رکھ  
 دی گئی اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا۔ قَالَ يٰقَتِيٰلَا اَجْعَلُوْا بَيْنَ  
 عَهْدِيْكُمْ رَاقِيًا يَخْبِرُ فُرْطَنَهَا سَعْدَهُمْ اِذَا انْقَبَضُوْا اِلٰى اٰحْلٰبِهِمْ لَعَلَّكُمْ  
 يَرْجِعُوْنَ ج۔ اور کہہ دیا اپنے خدمتگاروں کو کہ ان کی پونجی کو ان کے اونٹ کے بوجھوں میں  
 رکھ دو شاید وہ اپنے گھروں میں پہنچے پر اس کو پہچانیں اور شاید اسی وجہ سے وہ پھر واپس ہمارے  
 پاؤں آویں یعنی حاصل مطلب یہ ہے کہ جو حقیقت وہ لے کر آئے تھے سو اس کو چھپا کر ان کے اونٹوں  
 کے بوجھوں میں رکھ دی گئی بطور احسان کے تاکہ وہ اس احسان کے بدلے پھر دوسری مرتبہ  
 آویں اور اپنے ہمراہ اس چھوٹے بھائی کو بھی لاویں جس کی ہدایت چلتے وقت حضرت یوسف  
 نے کی تھی۔ مروی ہے کہ حضرت یوسف نے جب اپنے بھائیوں پر بہت مہربانی کی لینے دینے  
 میں تب یہودا کو کمال یقین ہوا کہ یہ میرا بھائی یوسف ہے کیونکہ ہم کو کھانا پکانا اور تنی خاطر  
 مہارت کرنا اور باپ کا حال احوال پوچھنا سولے یوسف کے اور کون کر سکتا ہے اور ان کو  
 بول چال اور آواز بھی اسی طرح پر ہے اور اگر فی الحقیقت یہ یوسف نہ ہو تو اغلب ہے کوئی  
 ہمارے خاندان میں سے یا اہل بیت سے ہوگا یہ سن کر ان کے بھائیوں نے آپس میں کہا کہ  
 اگر واقعی یہ ہمارا یوسف ہے تو اس کو اتنی بڑی مملکت کس طرح سے ملی ہے اور اس نے یہ دولت  
 و لشکر اور اتنا اعلیٰ مرتبہ کیسے پایا پھر وہ آپس میں تعجب سے کہنے لگے کہ کیا یوسف بھی ہمک زندہ  
 ہے، اُجی وہ تو کبھی کامرچکا ہوگا اور اب تو اس کا نام و نشان بھی نہ ہوگا۔ اور جنس ان بھائیوں  
 میں سے کہنے لگے ارے بھائی اگر واقعی یوسف ہوتا تو یہ سلوک ہمارے ساتھ گیر نہ کرتا بلکہ  
 وہ تو ہم سے ضرور انتقام لیتا۔ پھر یہودا بولا کہ اگر یوسف نہ ہوتا تو اپنے چھوٹے بھائی بنیامین  
 کو کیوں طلب کرتا، البتہ جو میں کہتا ہوں بس سچ ہے یہ شخص ہی یوسف ہے اور یہودا کے  
 بھائیوں نے یہ غور نہ کیا اور جلدی میں وہ یوسف سے رخصت ہو کر ملک مصر سے چلے گئے اور  
 اپنے ملک کنعان میں جا پہنچے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور کنعان کے باشندے بہت  
 حیران ہوئے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ اے بیٹو! تمہارا حال  
 بیان کرو ورنہ تم پر کیا گزری وہ مجھ سے بیان کرو۔ تب انہوں نے احوال راز نہ کیا اور مصر کے غلام



کی ضیافت و مہربانی کی پوری کیفیت بیان کی۔ یعقوب نے کہا اے بیٹو! ذرا یہ تو بتاؤ تمہیں کہیں میرے  
یوسف کی بھی خبر ملی ہے وہ سب کہنے لگے اے ابا جان تعجب ہے یوسف کو بھیڑ یا کب کا کھا گیا اور  
اس کو بہت دن گزر گئے اور یہ خبر ہم کس سے پوچھیں اور اگر ہم لوگوں سے معلوم بھی کر لیں تو لوگ کہیں  
گے کہ یہ کہاں کی بات ہے اور کب کی بات ہے۔ ہاں ایک بات ضروری عرض کرنا ہے کہ عزیز مصر  
بنیامین کو دیکھنا چاہتا ہے اور وہاں اس کے لے جانے سے ایک ایک شتر کا بوجھ کم ملے گا اور  
اگر ہم اسکو وہاں لے جاویں گے تو ہم کو کچھ نہیں ملے گا۔ اس بات کو سن کر حضرت یعقوب نے اپنے دل میں  
سوچا کہ وہاں میرا یوسف ہے وہاں نہ ہوتا تو بنیامین کو کیوں دیکھنا چاہتا۔ یہ سمجھنے کی بات ہے  
کہ عزیز مصر کو بنیامین سے کیا مطلب وہ سب بھائی اپنے جان سے عرض کرنے لگے کہ عزیز مصر  
نے ہماری شکلیں دیکھیں اور پھر خوش ہو کر کہنے لگے کہ تم لوگ اپنے چھوٹے بھائی کو آئندہ ضرور  
اپنے ہمراہ لانا اور نہ گندم نہ ملے گا۔ مجھے اس کے دیکھنے کا بہت شوق ہے کیونکہ وہ آپ لوگوں  
سے سب سے چھوٹے ہیں۔ بمصدق اس آیت شریفہ کے قولہ تعالیٰ: ﴿ذَلَّكَادْجَعُواالْأَفْ  
رَیْہُمْ قَالُوا یَا بَنَاتَامَتَّعِوْنَا الْکَیْلُ تَارِیْلٌ مَعَنَا آخَانَا مَکْتُلٌ وَاِذَا نَالَهُ  
لَحَا یَظُنُّوْنَ ؕ قَالَ هَلْ اَمْنُکُمْ عَلَیْہِ اِلَّا کُنَا اَمْنُکُمْ عَلٰی اَیْہِیْمِنْ  
مَبْلُوٰ ؕ فَاَللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا ؕ وَهَمَّوْا رَحْمَۃَ الرَّحِیْمِ ۝۵۔ ترجمہ ....  
پس جب پھر آئے طرف باپ اپنے کے کہا انہوں نے اے ہمارے باپ منع کیا گیا ہے ہم  
سے پس بھیج ساتھ ہمارے بھائی کو ہمارے درمیان تاکہ ہم اس کی نگہبانی کریں حضرت یعقوب  
نے کہا کیا اعتبار کروں تمہارا اس پر مگر وہی جیسا کہ اعتبار کیا تھا اس کے بھائی پر پہلے کہنے  
لگے اللہ تعالیٰ بہتر نگہبان ہے اور سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے جب وہ لوگ سب  
کے سب اپنے باپ کے پاس آئے اور اپنا لایا ہوا سبب کھولا تو اس اباب میں اپنا مال  
بھی پایا جو لے گئے تھے قولہ تعالیٰ: ﴿وَلَسَا نَحْنُوْا اَمْنًا عَلَہُمْ وَحِیْدٌ وَّاِبْصَاعُہُمْ  
رُذَّتْ اَیْہُمْ قَالُوْا یَا بَنَاتَامَتَّعِیْ حَصْبَہٗ یَضَاعَتْنَا رُذَّتْ اَلِیْنَا ؕ وَ  
کَیْسِرٌ اَصْلَنَا وَنَحْفَظْ اَخَانَا وَنُرْزِدْ اَدْکَیْلٌ بَعِیْرُہٗ ذٰلِکَ کَیْلٌ کَیْسِرٌ  
قَالَ اَرْسِلْہُ مَعْکُمْ حَتّٰی تَوَلُّوْنَ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰہِ لَسَا تُفْنِیْ بِہِ اِلَّا  
نَحَاطْ بِکُمْ ۝۵۔ ترجمہ اور جب کھولا انہوں نے اسباب اپنا وہی پونجی جو تھی وہ اس میں پائی  
اور انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ جو ہم لوگ لے کر گئے وہ سب واپس آگئی ہے۔ اگر آپ

نے چھوٹے بھائی ہمارے کو ہمراہ روانہ کیا تو آئندہ بھی ہم سب کو غلہ ایک ایک بوجھ اونٹ  
 کاٹے گا ورنہ ہم سب کو محروم کر دیا جائے گا پھر یہ بات سن کر حضرت یعقوب نے کہا کہ ہرگز نہ  
 بھیجوں گا اپنے چھوٹے بیٹے کو تمہارے ساتھ یہاں تک کہ قسم وہ اللہ تعالیٰ کی میرے روبرو  
 کہ اس کو لے آؤ گے واپس میرے پاس پس جب دیا انہوں نے ان کو عہد اپنا کہا اللہ تعالیٰ  
 ان بات پر شاہد ہے اور جو کچھ ہم لوگ آپ سے کہتے ہیں وہی ہمارا اور آپ کا کارساز ہے۔  
 پھر سب بھائیوں نے اپنے باپ کے ساتھ عہد کیا اور پھر قسم کھاٹی۔ تب حضرت یعقوب علیہ السلام  
 نے فرمایا کہ خدا حافظ ہے اور شاہد ہے تمہارے قول و قرار پر اور یہ بھی خبر ہے کہ حضرت یعقوب  
 علیہ السلام نے جب اپنی پونجی پائی اونٹوں کے بوجھوں میں جو مال بھیجا تھا اناج کے لئے مصر میں  
 پس حضرت یعقوب علیہ السلام کو کامل یقین ہوا کہ مصر میں میرا یوسف ہے اگر یوسف نہ ہوتا تو اپنے  
 چھوٹے بھائی بنیامین کو مصر میں کیوں بلاتا اور میں نے بھی یقین کیا اگر مجھے یقین نہ ہوتا تو اپنے  
 چھوٹے بیٹے بنیامین کو اپنے بیٹوں کے ساتھ مصر کیوں بھیجتا اور جو اناج مصر سے آیا تھا اس  
 میں آدھا اپنے خربوش و اقارب کو دیا اور آدھا ملک شام میں بھیج دیا۔ اور بنیامین کو اپنے بیٹوں  
 کے ہمراہ مصر روانہ کر دیا اور چلتے وقت یہ وصیت کی کہ تمام یکبارگی ایک ہی دروازے سے غھر  
 مصر میں داخل مت ہوں بلکہ سب مختلف دروازوں سے داخل ہوں ممکن ہے کسی کی بد نظر تم  
 پر پڑے اور جو میری پونجی وہاں سے بذریعہ شتر کے بوجھ میں واپس آگئی ہے یہ تم لیتے جاؤ  
 اور یہ وہاں سے دینا ہو کتابے شاید بھول میں چلے آئی ہو اور یہ چیز اناج کی قیمت میں دی  
 گئی ہے تمہیں واپس رکھنا حلال نہیں یہ وصیت فرمائی اور پھر کہا جاؤ میں نے تمہیں خدا پر مویا  
 خُذْتُ عَلَی اللہ کہہ کر رونے لگے اور اہل کنعان نے آپ کو روتے دیکھا تو وہ لوگ  
 بھی آپ کے ساتھ رونے لگے۔ ادھر حضرت یوسف اپنے چھوٹے بھائی کے بہت منتظر تھے  
 کہ دیکھیں کب آویں گے عرض یہ کہ وہ سب لوگ چند ہی روز میں مصر جا پہنچے اور حضرت یوسف  
 کو خبر دی گئی کہ آپ کے پاس کنعان سے گیارہ آدمی آئے ہیں یہ خبر سن کر حضرت یوسف بہت  
 خوش ہوئے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ گیارہ آدمی بنیامین کو لے کر آئے ہیں اور سب بھائی بوجیب  
 وصیت اپنے اپنے باپ کی علیحدہ علیحدہ دروازے سے متفرق صورت میں داخل ہوئے جہاں کہ  
 حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تو قتلے ذَاقَ یَبِئْتِی لَا تَمَنَّا خُذُوا مِنَّا بَابَ  
 وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِن اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۝ وَمَا عَنَّا مِنْكُمْ مِنَ



اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ إِنَّ الْحَكْمَ لِلّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ  
 الْمُتَوَكِّلُونَ ۚ ترجمہ۔ اور حضرت یعقوب نے کہا کہ اے میرے بیٹے داخل ہونا ایک  
 دروازے سے اور تم داخل ہونا مختلف علیحدہ علیحدہ دروازوں سے اور میں کچھ بھی طاقت نہیں رکھتا  
 کہ میں کسی چیز سے بچا سکوں بجز حکم خداوندی کے اور حکم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا نہیں اور  
 اسی پر تجھ کو بھروسہ ہے اور یہ بھی مجھے کامل یقین ہے کہ اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے بھروسہ کرنے والوں  
 کو۔ یہ درحقیقت لوگوں کی ٹول کا بچاؤ بتایا اور پھر بھروسہ کیا اللہ تعالیٰ پر اور لوگ گنتی غلط  
 نہیں ہے اور اس کا بچاؤ کرنا بھی جائز ہے۔ وَ لَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ أَدَّىٰ إِلَيْهِ  
 أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ ترجمہ۔

اور جب داخل ہوئے یوسف کے پاس اپنے پاس رکھا اور اپنے بھائی کو کہا میں ہوں بھائی تیرا  
 اور تم کسی طرح پر غمگین مت ہو۔ ان کاموں سے جو کرتے رہیں سب بھائی مل کر اور وہ سب شہزادیں  
 جاکر ایک جگہ اترے۔ بعد اترنے کے ایک ملازم شہر کا ان کو سیدھے راستے سے حضرت یوسف  
 کے پاس لے گیا سب بھائیوں نے بروقت ملاقات کے حضرت یوسف کے پاس لے گیا سب  
 بھائیوں نے بروقت ملاقات کے حضرت یوسف کو باادب سلام علیک عرض کیا اور ایک دستار  
 جو حضرت یعقوب کو اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے میراث میں ملی تھی وہ انہوں نے  
 اپنے باپ کے کہنے کے مطابق حضرت یوسف کو پیش کر دی اور حضرت یوسف سے کہا کہ یہ  
 ہمارے باپ کا دیا ہوا بدیہ ہے حضرت یوسف علیہ السلام اپنے باپ کی بھیجی ہوئی دستار دیکھ  
 دیکھ کر از حد خوش ہوئے کیونکہ یہ دستار جس کسی کو پہنچی وہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوا اور معلوم کیا کہ  
 جو پونجی اپنے بھائیوں کو پھیر دی تھی کہ تم لوگ اس کو لے جا کر اسے اپنے خرچ وغیرہ میں لانا پھر  
 اس کو دیا ہی باپ نے واپس کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت یوسف کو کچھ افسوس ہوا۔ لیکن مہمانوں کی  
 مہمان نوازی کرنا ضروری تھا۔ فوراً اپنے خادموں اور خاناں کو حکم دیا کہ کھانے جلد از جلد  
 تیار کرو اور باقاعدہ دسترخوان لگاؤ۔ چنانچہ آپ کے کہنے کے مطابق کھانے نہایت نفیس اور  
 مختلف قسم کے دسترخوانوں پر چمن دیئے گئے۔ پھر حضرت یوسف نے اپنے مہمانوں کو طلب  
 کیا اور ان سے فرمایا کہ اس وقت کھانا تیار ہے آپ حضرات دسترخوان پر بیٹھ کر کھا لیجئے لیکن  
 ایک بات ضرور کہنی ہے کہ جو جو بھائی ایک ہی ماں کے بطن سے ہوں تو وہ ایک ہی جگہ پر بیٹھ  
 کر کھانا کھائیں۔ یہ بات حضرت یوسف کی سن کر سب بھائی ایک ہی جگہ پر بیٹھ گئے صرف نبی امین

اسی اکیلے رہ گئے۔ اور یہ حال دیکھ کر رونے لگے حضرت یوسف نے بنیامین سے کہا کہ بھائی تم بول  
 روتے ہو اور تمہارے رونے کا سبب کیا ہے بنیامین نے روتے ہوئے کہا کہ میرا ایک سگ  
 بھائی تھا اور اس کا نام یوسف تھا میرے بھائیوں کی غفلت سے اس کو بھیڑیے نے کھالیا اور  
 میں اپنی ماں سے اکیلا بھائی ہوں اس وقت مجھے خیال آیا کہ اگر وہ ہوتا تو وہ میرے ساتھ بیٹھ کر  
 کھانا کھاتا۔ اس بات کو سن کر حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم لوگ اپنے چھوٹے بھائی  
 یعنی بنیامین کو اہازت دو کہ وہ میرے ساتھ اس وقت بیٹھ کر کھانا کھائے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ  
 یوں نوازش و کرم فرماتے ہیں تو یہ ہماری سرفرازی ہے اس بات کو طے کر کے حضرت یوسف نے ان  
 کے ساتھ کھانا کھایا اور بنیامین کو اپنے ساتھ لے کر خلوت سرا میں چلے گئے اور اپنے شاہانہ چہرہ کا  
 نقاب اٹھا کر بنیامین کو دکھایا، بنیامین حضرت یوسف کی شکل و صورت دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔ پھر  
 حضرت یوسف نے ان کے چہرے پر عرق کلاب چھڑکا جس کی وجہ سے وہ ہوش میں آ گئے۔ حضرت یوسف  
 نے بنیامین سے کہا کہ تم کو کیا ہوا شاید تم کو مرگئی کی بیماری ہے پھر بہت ہی غم غوری اور دلاسا دینے  
 لگے۔ بنیامین نے کہا کہ میں بنیمیر زادہ ہوں ہم کو مرگئی کی بیماری نہیں ہوتی ہے میں تو آپ کو دیکھ کر  
 بے ہوش ہو گیا تھا آپ تو میرے بھائی جو گم ہو گئے ہیں جن کا نام یوسف ہے انہیں کے مثل ہیں۔  
 بنیامین کی یہ بات سن کر حضرت یوسف نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو میں وہی تمہارا بھائی گم ہوا یوسف  
 ہوں اب تم کچھ اندیشہ نہ کرو اور خاطر جمع رکھو یہ بات سن کر بنیامین چہرے ہوش ہو گئے تقریباً ایک  
 گھنٹہ کے بعد اٹھ کر بیٹھے اور ہوش میں آ گئے۔ پھر حضرت یوسف بنیامین سے والد بزرگوار کا حال پوچھنے  
 لگے کہ ہمارے والد اب کیا کرتے ہیں اور وہ کسی حال میں رہتے ہیں۔ وہ بولے تمہارے فراق میں  
 بیت الاحزان میں بیٹھے عبادت کرتے رہتے ہیں اور تمہارے لئے شب و روز روتے روتے  
 دونوں آنکھیں جاتی رہی ہیں اور تمہارے غم میں ان کی زندگی تلخ ہو گئی ہے، حضرت یوسف بنیامین  
 کی یہ باتیں سن کر بہت روتے گئے اور کہا تم کھانا کھاؤ اسے میرے پیارے چھوٹے بھائی! میں اپنی  
 مصیبت کا قصہ جو جو ظلم بھائیوں نے مجھ پر کیا وہ میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ سب سے پہلی بات  
 ظلم کی یہ کہ میرے باپ سے بہانہ بنا کر جنگل میں لے گئے۔ اور وہاں جا کر مجھے اندھیرے کنویں  
 میں ڈال دیا۔ اور پھر کچھ دن بعد گوند نے واسے قافلہ نے ہم کو اسی اندھیرے کنویں سے نکالا تو پھر  
 ہمارے انہی بھائیوں نے اسی قافلہ کے سردار کے ہاتھ ہم کو بیچ دیا ہم نے کنویں میں بہت تکلیف  
 اٹھائی اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس تکلیف و مصیبت کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے اس سلطنت



کی دولت سے نواز رہے اور تم اس بات کو میری بطور امانت رکھنا اور یہ بات کسی سے نہ کہنا اور اپنے بھائی یہ بات سننے نہ پائیں میں کسی جیلے سے تم کو اپنے پاس رکھوں گا اور بہت اچھی طرح سے میرے پاس رہو گے، پھر یہ باتیں کر کے بنیامین اس خلوت مرا سے باہر نکل آئے۔ حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو براہِ بمن دن تک کھانا نہ دینا کھلایا پھر چلتے وقت ہر ایک کو ایک ایک شتر کا بوجھ اناج دے کر رخصت کیا اور ایک سیلہ ساندی کر کے چپکے سے ایک پیالہ چاندی کا جو جو اہر سے جڑا ہوا تھا ایک کنڈانی غلام کو کہہ دیا کہ اس پیالے بے بہا کو بنیامین کے شتر کے بوجھ میں چھپا کر رکھ دینا۔ چنانچہ اس غلام نے ایسا ہی کیا جیسا کہ اس کو حکم دیا گیا تھا اور وہ سب تقریباً ایک منزل کی راہ نکل چکے تھے اس کے بعد حضرت یوسف نے اپنے چند سواروں کو ان کے پیچھے بھیجا کہ پیالہ پانی پینے کا منع بنیامین کے ہمارے پاس لائیں یہ خبر سنتے ہی چند سوار فوراً ان کے پیچھے روانہ ہو گئے اور انہوں نے اس قافلے کو دور جا کر پایا اور اس قافلہ کو پکارا اے قافلہ والو! ذرا ٹھہرو تم کہاں جا رہے ہو ہماری ایک قیمتی چیز گم ہو گئی بہت ممکن ہے وہ تم لوگوں کے پاس ہو پہلے تو تم لوگ اپنی تلاشی دے دو شاید وہ چیز تمہارے پاس سے نکل آئے اور ممکن ہے کہ تم ہی چور ہو۔ بیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَلَمَّا جَهَنَزَهُمْ يَحْيَا رَهُمُ جَعَلَ السَّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذِنَ مُؤَدِّنَ أَيَّتُهَا الْعِيرُ! انْتَكُمُ لَسَارِقُونَ قَالُوا وَمَا قَبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ؟ قَالُوا تَفْقِدُ صَوَاعِمَ الْمَلِكِ وَلَئِنْ جَاءَهُمْ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِمْ رَعِيمٌ قَالُوا يَا اللَّهُ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْتُمْ لِنَفْسِنَا فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ وَجِدَ فِي سَرْحِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ اور پھر جب تیار کر دیا ان کو اسباب ان کا اور رکھ دیا پانی پینے کا پیالہ جان بوجھ کر اپنے بھائی (بنیامین) کے بوجھ میں پھر لپکا رپکارنے والوں نے اسے قافلے والو یقیناً تم چور ہو، کہنے لگے اپنا منہ کر کے ان کی طرف کیا تم نہیں پاتے وہ بولے کہ ہم نہیں پاتے بادشاہ کا ناپ یعنی پیالہ اور جو کوئی وہ پیالہ لاوے گا تو اس کو ایک اونٹ کا بوجھ انعام میں ملے گا اور میں اس کا ضامن ہوں۔ وہ بولے قسم ہے اللہ کی تم کو معلوم ہے کہ ہم شرارت کرنے نہیں آئے تھے اس ملک میں اور نہ ہم کبھی چور تھے اور نہ ہم لوگوں نے کبھی چوری کی ہے ان لوگوں نے ان سے کہا کہ پھر کیا منزا ہے اس کی اگر تم جھوٹے ہوئے تو وہ سب کہنے لگے اس کی منزا بس یہی ہے کہ جس کے بوجھ میں پاؤں ہی





یوسف نے کہا کہ حکم شرعی تمہارے دین میں یہی ہے اور تم نے بھی یہ چیز پہلے قبول کر لی تھی کہ چور پکڑا جاوے ہو جب شرع کے وہ ہماری قید میں ایک سال تک رہے گا اور تم لوگوں نے بھی یہ کہا تھا کہ ہم سب پیغمبر زادے ہیں اور میک مرد ہیں بھلا بتاؤ کیا یہ درست ہے کہ تمہارا بھائی میری چوری کرے وہ بولے کہ آپ صحیح فرماتے ہیں، چوری کرنا اس کے حق میں عجب نہیں اس کا بھائی بھی چور تھا، چنانچہ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے یوں وضاحت بیان فرمائی تو کہ تعالیٰ قَالَ اِنَّ يٰسُقَ ذٰلِكَ سَرَقَ اَخًا لَّهِ وَنَاقَبْتُمْ لَكُمْ رَجْمًا۔ انہوں نے کہا اگر اس نے چرایا تو چوری کی اس کے بھائی نے بھی پہلے تب حضرت یوسف نے یہ سن کر دل میں کہا تو کہ تعالیٰ۔ فَاسْتَوٰهُ يٰسُقَ فِيْ نَفْسِهِ ذٰلِكَ مَنَ يٰسُقَ هَا لَهْمُ قَالَ اَنْتُمْ شَرُّ مَكَانًا ۝ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ۝ ترجمہ۔ تب آہستہ کہا یوسف نے اپنے جی میں اور ان کو نہ جتایا اور بولا کہ تم بدتر ہو درجے میں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم بتاتے ہو۔ مروی ہے کہ اگرچہ وہ چوری کا ذکر نہ کرتے تو بنیامین کو لے جاسکتے تھے چونکہ انہوں نے چوری کا ذکر کیا اس بات کو سن کر حضرت یوسف نے غصہ میں ہو کر اپنے دل میں کہا کہ تم نے ایسی چوری کی کہ اس کے بھائی کو باپ سے چرا کر بیچ ڈالا اور میری چوری کا حال اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے ان پر چوری کے طعن کا قصہ یہ ہے کہ حضرت یوسفؑ کو چھوٹی نے پچیس میں پالا جب بڑے ہوئے تو باپ نے چاہا کہ اپنے پاس رکھوں اور چھوٹی کو محبت تھی اس لئے انہوں نے چھپا کر ایک ٹپکا ان کی کمر سے باندھ دیا۔ پھر کچھ دیر بعد وہ اس کو دھونڈنے لگیں آخر لوگوں میں چرچا ہوا آخر وہ ٹپکا یوسف کی کمر سے نکالا گیا۔ بایں سبب موافق ان کے دین کے ایک برس تک ان کی چھوٹی نے اس جیل سے حضرت یوسف کو اپنے پاس رکھا اور حضرت یوسف نے کہا کہ بھائیوں نے کہ بھائیوں نے مجھ پر اتنا ظلم کیا اور ستایا یہاں تک کہ مجھ کو بید الوطن کیا۔ پھر بھی یہ لوگ چوری کی تہمت دیتے ہیں یہ سب لوگ عجیب آدمی ہیں۔ بالا آخر بھائیوں نے حضرت یوسف سے عرض کیا کہ اسے عزیز مصر ان کے والد بزرگوار بہت ضعیف اور نابینا ہیں اور ان کی مفلکت میں اور بھی زیادہ پریشان ہوں گے آپ ہمارے اور بھائیوں میں سے ایک بھائی کو رکھ لیجئے اس کا بدلہ ہو جائے گا اور ہم میں سے آپ کی خدمت بھی بخوبی کر سکے گا تو کہ تعالیٰ۔ قَالَ يٰاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَّهٗ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدًا مِّنْكَ ۝ ۝ اِنَّا نَكْرٰ اِلَيْكَ مِّنْ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ترجمہ کہنے لگے اے عزیز مصر اس کا باپ ہے بوڑھا بڑی عمر کا سو آپ ہم میں سے اس کے بدلے دوسرے کو رکھ لیں اور ہم آپ کو بہت احسان والا دیکھتے ہیں حضرت

یوسف نے اسی کے جواب میں کہا تو کہ تعالیٰ قَالْ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنْ كُنَّا خُذْنَا لَا مَنَّا ۚ  
 جَذْ خَامَتَا عَنَّا جِنَّةً ۙ هَٰٓ اِنَّا اِذَا الظَّالِمُوْنَ هُتِرْجَمَ - یوسف اللہ تعالیٰ اپنا  
 دے کہ ہم کسی کو پکڑیں مگر اس کو کہ جس کے پاس پائی اپنی چیز اگر ہم اس کے خلاف کریں گے تو بہت  
 بے انصاف ہوں گے یعنی حضرت یوسف نے فرمایا کہ معاذ اللہ ہم بے گناہ کو پکڑیں گے لیکن ہم  
 اس کو گرفتار کریں گے کہ جس کے پاس پائی گئی ہماری چیز اور اگر ہم تمہارے کہنے سے کسی بے گناہ  
 کو پکڑیں گے تو پھر ہم تو بہت ظالم ہوں گے اور اس جملہ میں حضرت یوسف نے ایک اشارہ فرمایا  
 ہے جو آخرت پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ حضرت یوسف نے فرمایا کہ ہم بے گناہ کو نہیں پکڑیں گے مگر  
 ہم پکڑیں گے اسی کو جس نے چوری کی ہے ایسا ہی قیامت کے دن جو شخص چاہے کہ کسی کو بخشا  
 دے اللہ تعالیٰ سے حق سبحانہ تعالیٰ اسی وقت فرمائے گا کہ جس بندے نے میرے حکم کو مانا اور  
 مجھ کو واحد جانا اسی کو بخشوں گا۔ حاصل کلام، ہر چند بھائیوں نے چاہا کہ حضرت یوسف سے اپنے  
 چھوٹے بھائی بنیامین کو چھڑالیں لیکن وہ کسی طرح سے چھڑانے سکے اور بہت ہی مایوس ہو گئے اور سب  
 کے سب شہر کے دروازے پر جا بیٹھے اور آپس میں صلاح مشورہ کرنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیئے اور  
 بعض ان میں سے کہنے لگے کہ نہ ہم ادھر جا سکتے ہیں اور نہ ادھر۔ اور بنیامین کو یہاں چھوڑ کر کہاں جاویں  
 کہنے لگے جب شامت ہم پر آئی آخر باپ کو جا کر کیا جواب دیں تو کہ تعالیٰ خَلَسْنَا سَيِّئَاتِنَا  
 مِنْهُ خَلَصْنَا بِحَيَاتِهِ قَالْ كَيْزُوهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنْ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ  
 عَلَيْكُمْ مَّوَدِعًا مِنَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ مَا كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ فِیْ یُوسُفَۃ فَكُنْ اَبْرَحَ  
 الْاَرْضِ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْ اَبِیْ اَوْ یَحْكُمَ اللّٰهُ لِیْ ۚ وَهُوَ خَیْرٌ اَلْحٰكِمِیْنَ ۙ - ترجمہ -  
 جب ناامید ہوئے اس سے تو اکیلے بیٹھے مصلحت سمجھنے کو پھر بولا ان کا بڑا بھائی جس کا نام شمعون  
 تھا اسی نے کہا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ تمہارے باپ نے تم سے لیا ہے عہد اللہ تعالیٰ کا اور اس  
 سے پہلے جو قصور یوسف کے بارے میں کر چکے ہو اس کا حال تم کو اچھی طرح معلوم ہے لہذا میں  
 اس ملک سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ میرا باپ اس ملک پر روانگی کی اجازت  
 نہ دے اور ممکن ہے اللہ تعالیٰ کوئی حکم کرے میرے واسطے اور وہ البتہ بہتر حکمت کو نبوالا ہے  
 اسی کے بعد تمام بھائیوں کو بڑے بھائی نے رخصت کر دیا اور خود رہیں رہ گیا اس امید پر کہ شاید  
 مہربان ہو کر بنیامین کی خلاصی کر دیں۔ اور ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ سب بھائیوں  
 نے کہا کہ اے عزیز مصر ہمارے چھوٹے بھائی بنیامین کو نہ چھوڑو گے تو ہم اپنے زور و طاقت سے



نے یوں گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایسی طاقت دی ہے، اور ہر ایک ان میں سے بولا اگر ہم  
 چاہیں تو ایک ایک بھائی ایک ایک کو لے سکتا ہے۔ پس کیوں ہم اس معاملہ میں نامردی کریں، اور  
 ایک بھائی نے فخر سے جس کا نام یہود تھا کہا کہ میں اکیلا ہی ملک مصر کو لے سکتا ہوں، یہ کہہ کر وہ  
 سب بھائی لڑنے کو مستعد ہو گئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ ہر ایک بھائی ہر ایک دروازے پر جا کر  
 جنگ کا نعرہ مارو اور حضرت یوسف ان کی قوت سے خوب اچھی طرح آگاہ تھے، ایک جاسوس  
 پوشیدہ طور پر ان کی خبر کو بھیجا اور وہ جاسوس ان لوگوں کی خبر لایا کہ کنعان کے باشندے حضرت  
 یوسف عزیز مصر سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس خبر کو سن کر حضرت نے چالیس ہزار مرد جنگی  
 سلاح پوش تیار کئے اور تمام اہل مصر کو خبر دی کہ لڑائی کا سامان تیار کرو اور ہر وقت بہت زیادہ  
 ہوشیار رہو۔ یہ خبر ملک ریان تک پہنچی اس نے کہا کہ یہ خبر کیا ہے تو مصریوں نے اس کے جواب  
 میں ملک ریان سے کہا کہ کنعانیوں نے ایک پیالہ سرکاری چوری کیا تھا اور غذا الحقیق وہ پیالہ ان  
 کے شلیتوں میں سے نکلا اس جرم میں ان کا ایک بھائی بموجب آئین و قانون مقید ہے اور وہ کنعانی  
 اس لئے ہم سے لڑنا چاہتے ہیں ملک ریان نے کہا کہ میں بھی حاضر ہوتا ہوں تمہاری مدد کے لئے  
 مع تمام لشکر کے۔ حضرت یوسف نے ملک ریان سے کہا کہ ابھی میں کافی ہوں اور ابھی آپ کو  
 تکلیف دینا مناسب نہیں۔ جب ضرورت ہوگی آپ کو یاد کرو لیا جائے گا آپ اپنی جگہ آرام کریں  
 چنانچہ دوسرے دن قافلے اور لشکر نے شہر کے اندر آکر حملے شروع کر دیے اور ان کے بھائیوں  
 میں سے ایک بھائی یہود نے دروازے پر جا کر ایک ایسا نعرہ مارا کہ چالیس ہزار مرد کار نڈا مصر  
 کے یکبارگی بے ہوش ہو گئے اور دشمنوں نے بھی دوسری راہ سے آکر اپنی شجاعت دکھائی۔ مصر  
 کے لشکریوں نے جب یہ حال دیکھا سب شکست کھا کر پسا ہوئے اور حضرت یوسف چالیس ہزار  
 مرد سپاہ کے بیچ میں تھے دیکھا کہ ان کے بڑے بھائی نے ایک پتھر اٹھا کر قلعہ کے گوشک پر  
 پھینکا اس سے مکان کی تمام کھڑکیاں ٹوٹ گئیں اور یہ بھی دیکھا کہ تمام لشکر مصر کا بییت سے پسا  
 ہو گیا ہے تب انہوں نے وہ دستار جو بھائیوں نے باپ سے لا کر دی تھی اور وہ حضرت ابراہیم خلیل  
 کی دستار تھی جو بطور معجزے کے ان کو لا کر دی تھی وہ ان کو دکھائی۔ پھر سب بھائیوں نے اس دستار  
 کو دیکھا تو دیکھتے ہی سب بھائی سست اور کمزور ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت یوسف نے ایک ہی  
 حملے میں ان سب کو پکڑ لیا۔ یہ دیکھ کر اہل مصر کو بہت تسلی ہوئی اور بادشاہ ریان نے حضرت یوسف  
 کی جو امر دی دیکھی تو بہت تعریف کی حضرت یوسف نے ان لوگوں سے کہا کہ شاید تم نے اپنے اپنے

دل میں یہی بات ٹھہرائی ہوئی کہ ملک مصر میں تمہارے مقابل کا نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی یہی مرضی تھی کہ آخر میں ہم تمہارے ہاتھ سے گرفتار ہو جائیں، لیکن ہم کو اس جنگ سے یہ بخوبی اعزاز ہو گیا کہ مصر میں ہمارے مقابل نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد حضرت یوسف نے ان لوگوں کو اونٹوں کے بوجھ سمیت اپنے پاس بلوایا تاکہ لوگ یہ جانیں کہ ان پر ضرور سزا مقرر کی جائے گی۔ اور وہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ یہ کوئی ہمارے خاندان سے تعلق رکھتا ہے یا ہمارے آباؤ اجداد سے کچھ بزرگی پائی ہوگی کہ ہم سے مقابل ہو کے لڑے اور ہم اس کے ساتھ نہ لڑ سکے۔ اس پر یہود ا نے کہا کہ میری بات سچ ہے جو کچھ عرصہ پہلے میں نے کہا تھا کہ یہ میرا بھائی یوسف ہے۔ پھر اس کے بھائیوں نے کہا اگر ہمارا بھائی یوسف ہوتا تو ہم پر اس طرح احسان نہ کرتا ہم لوگوں کو تو اسی وقت مار ڈالتا۔ الغرض حضرت یوسف نے ان سب لوگوں کو تین دن تک قید میں رکھا تاکہ شہر کے لوگوں کو خاطر جمع رہے، جب تین دن قید کے گزر گئے تو انہوں نے ان لوگوں کو بلوایا کہ تم پر بادشاہ کی طرف سے حکم تھا کہ فوراً جان سے مار دیا جائے لیکن میں نے تمہارے ساتھ ہمدردی کی اور تمہاری سزا کو دلائی۔ کیونکہ تم لوگ نیک آدمی ہو اور ہم ایسے لوگوں کو پسند کرتے ہیں اور پیا کرتے ہیں۔ پس میں نے تم کو معاف کیا اور اس قید سے تم کو خلاصی دی اب تم لوگ جہاں طبیعت چاہے وہاں جاؤ، شمعون نے کہا کہ اسے بھائیو! میں یہاں رہوں گا اور تم سب لوگ جاؤ اپنے باپ کے پاس اور یہ حقیقت و ماجرا جا کر بیان کر دو۔ پھر دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ: **اِذْ جَعَلْنَا اِلٰی اَبْنٰکُمْ نَقُوْلًا اِنَّا جَاعِلٰکُمْ اَبْنٰکُمْ سَرَقَہُ ترجمہ** شمعون نے کہا کہ تم سب بھائی اپنے باپ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہمارے ابا جان آپ کے ایک بیٹے نے چوری کی ہے۔ پس بموجب کہنے شمعون کے نو بھائی کنعان میں گئے۔ اور یہاں شمعون بنیامین رہے اور ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کے واسطے اندیشے میں تھے اور بوجہ فکر کے لوگوں کو راستے میں بٹھا رکھا تھا کہ بیٹوں کے آمد کی خبر ہم تک جلد پہنچائیں۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام کو لوگوں نے ان کے بیٹوں کی آمد کی خبر دی اور کہا مصر سے صرف نو بیٹے آئے ہیں اور ان کے ہمراہ نہ اونٹ ہیں اور نہ ان کے بوجھ ہیں یعنی ان کے ساتھ کچھ نہیں ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام بہت فکر مند ہوئے اور رونے لگے۔ اور جب بیٹے ان کے پاس آئے تو انہوں نے ساری حقیقت اپنی جو جو حال ان پر گزرا تھا وہ کہہ سنایا اور کہا گندم ناپنے کا ایک صاع چوری ہو گیا تھا اس کے عوض بنیامین کو قید میں رکھا اور وہاں کے عزیز مصر یوسف سے ٹھائی ہوئی اور ہم سب بھائیوں



کی عزیز مصر یوسف نے بہت اچھی ضیافت کی اور بہت ہی اچھی طرح سے ہم لوگوں کو رکھا۔ اور اے  
 ہمارے ابا جان اگر آپ کو ان باتوں میں ذرا بھی شک معلوم ہو تو ہمارے قافلے کے دوسرے لوگوں  
 سے معلوم کر لیجئے اور ہم نے جو کچھ آپ سے عرض کیا ہے بالکل سچ ہے ذرا بھی اس میں فرق نہیں  
 ہے اور اس معاملہ میں ہم لوگ بے گناہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **اَسْأَلُ الْقَضِيَّةَ**  
**الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيَازَ الَّتِي اَنْبَلْنَا فِيهَا وَ اِنَّا لَطَلِّقُ قَوْلَهُ تَرْجَمَ۔** اور پوچھ  
 اے میرے باپ ان بستی والوں سے جس میں ہم تھے اور اس قافلے والوں سے بھی جس قافلے کے  
 ہم لوگ واپس آئے ہیں اور بیشک ہم لوگ سچ کہتے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا  
 نہیں ہے جو تم کہتے ہو اور تم لوگوں نے اپنے دل سے یہ بات بنالی ہے اور اب مجھے سولے صبر  
 کے کچھ بھی نہ بن آئے گا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے قولہ تعالیٰ **قَالَ بَلْ سَوَّيْتُ لَكَ لُكُؤًا فَاَنْتَ شَاكِرٌ**  
**اَمْ رَا فَاَصْبَرُ بِحَمِيلٍ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاتِيَنِي مِنْهُمْ جَمِيعًا ؕ اِنَّهَا هِيَ الْعَلَمُ الْاَكْبَرُ**  
**الْحَكِيمُ۔** ترجمہ۔ بولا کوئی نہیں بنائی ہے تمہارے جی نے یہ بات، اب صبر کرنا ہی بہتر ہے۔  
 شاید اے اللہ تعالیٰ میرے پاس ان سب کو وہی ہے خبردار حکمت والا، فرض حضرت یعقوب  
 علیہ السلام نے جب اپنے بیٹوں سے یہ دروغ آمیز باتیں سنیں تو ان سے مزید معلوم ہوا اور قیاس  
 ان کی باتوں کا کیا کہ بہت ممکن ہے میرا یوسف مصر میں ہے پھر ان سے توجہ ہٹالی اور پھر کہا تولہ  
 تعالیٰ **دَعَا نِي عَنْهُمْ وَ قَالَ يَا سَعْيَىٰ عَلٰى يٰوْسُفَ وَ اَبْيَضَّتْ عَيْنُهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ**  
**كَظِيمٌ۔** ترجمہ اور منہ پھیرا ان سے اور کہا اے افسوس اوپر یوسف کے اور سفید ہو گئیں ان کی  
 آنکھیں یوسف کے غم سے کیونکہ وہ یوسف کے غم میں بھرے ہوئے تھے بیٹوں نے جب اپنے  
 باپ کو دیکھا کہ یوسف کے غم میں روتے روتے آنکھیں جاتی رہیں اور ضعیف و ناتوانی سے پشت بھی  
 خم ہو گئی تب وہ کہنے لگے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **قَالُوْا قَالِيْهِ تَفْتَقِمْ اِنَّ دُرُيُوْسَفَ**  
**حَتّٰى تَكُوْنُ حَرَصًا اَوْ تَكُوْنُ مِنْ اَلْهٰٓءِ الْكٰثِرِيْنَ۔** ترجمہ۔ کہا انہوں نے قسم ہے  
 خدا کی کہ ہمیشہ رہے گا تو یاد کرتا یوسف کو یہاں تک کہ ہو جاوے تو مضطرب یا ہو جاوے ہلاک ہونے  
 والوں سے یعنی بنیامین کے جانے سے پھر یوسف کا غم تازہ ہوا حضرت یعقوب علیہ السلام نے  
 کہا قولہ تعالیٰ **قَالَ اِنَّمَا اَشْكُوْ بَنِيَّ وَ حُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا**  
**تَعْلَمُوْنَ ؕ** کہا سو اس کے نہیں کہ شکایت کرتا ہوں اپنی بے قراری کی اور اپنے غم کی اللہ  
 کی طرف اور میں جانتا ہوں خدا کی طرف سے جو کچھ تم نہیں جانتے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے

اپنے بیٹوں سے کہا کہ کیا تم مجھ کو صبر سکھاؤ گے۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ بے صبر وہ ہے جو خلق کے آگے شکایت کرے مخلوق کی اور میں اسی خدا سے کہتا ہوں جس نے مجھے یہ درود دکھ دیا ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے مجھ پر آزمائش ہے۔ دیکھو یہ آزمائش کہاں تک بس ہوتی ہے جس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کے قید ہو جانے کی خبر سنی اس زور کی آہ ماری کہ آنکھیں اٹ گئیں۔ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا۔ اے یعقوب! اگر تم خدا کو یاد کرو گے اور اور نہ روؤ گے تو تم کو راحت ملے گی ورنہ اور زیادہ پریشانی ہوگی اور یہ آہ و بکا عبث ہوگی یہ ارشاد حضرت جبرائیل علیہ السلام کا سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو تسلی ہوئی اور کچھ دل میں خیال پیدا ہوا کہ میرا یوسف اب مصر میں ملے گا پھر اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں خدا کی طرف سے جس چیز کو جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے اور فرمایا تو نے تعالیٰ جِئْتَنِي اِذْ هَبُوا خَتَمَاسُوْا مِنْ يُّوسُفَ وَ اٰيُتِهٖ وَلَا تَجْسُوْا مِنْ رُّوحِ اللّٰهِ ۚ اِنَّهٗ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ ۝۵۔ ترجمہ۔ اے بیٹو! جاؤ اور تلاش کرو یوسف کی اور اس کے بھائی کی اور مت ناامید ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بیشک ناامید نہیں اللہ کے فضل سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں۔ خبر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام پانچ برس تک حضرت یوسف کے لئے روتے رہے اور ان فراق یوسف کے دنوں میں سوائے عبادت الہی اور ذکر یوسف کے اور کچھ نہ کرتے تھے یہاں تک کہ بھوک و پیاس کی حالت میں بھی ذکر رہا کرتا تھا ایک طرح سے یہ ذکر ان کی زندگی کی غذا بن گیا۔ اس لئے شب و روز یہی کام تھا اور کوئی دوسرا کام کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا یہ بھی فرط محنت اپنے بیٹے سے، ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے آکر کہا کہ خدا تعالیٰ نے تم کو سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ اگر تم اس سے زیادہ یوسف کے لئے گریہ و زاری کرو گے تو بھی مرضی الہی کے سوا تم کو کچھ نہ مل سکے گا اور نام بھی تمہارا پیغمبروں کے دفتر سے مٹا دیا جائے گا یہ باتیں سن کر حضرت یعقوب نے حکم الہی پر دھیان کیا پھر ان گورب العزت نے اپنے حکم سے ملوادیہ اگر معترض یہ کہے کہ حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو ناحق چور بنا کر کیوں پکڑا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے بھی حضرت یوسف کو ناحق چور کہلوایا تھا۔ اس کی مکافات دنیا میں یوں ہوئی بمصداق اس آیت کے قَوْلُ تَعَالٰی قَاتِلُوْا ذِيْنَ يَسْرِقُوْا فَعَدُوْا مَسْرُوْقًا ۚ اَخْرَجْنٰهُ مِنْ قَبْلِ ۙ اَکْرَأْسَ نَے چرایا تو چوری کی اس کے ایک بھائی نے بھی پہلے یعنی حضرت یوسف کی شان پر تہمت لگائی ان کے





يَفْزِقِ اُولَٰئِكَ فَمِنْهُمْ عَلِيٌّ وَ عَلِيٌّكَ يَا الصَّبْرُ الْحَبِيبُ خَانَ مَنْ صَبَرَ  
صَفَرَ كَمَا صَبَرَ اَبَاءُكَ فَظَفَرَ فَظَايِرُ خَطِّ جِبِّ حَضْرَتِ يَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كے پاس پہنچا  
تو اسی کو دیکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے لوگوں کو بلا کر کہا کہ اس خط میں تو مجھے یوسف کا اثر  
معلوم ہوتا ہے۔ یہ سن کر وہ لوگ کہنے لگے کہ حضرت جی یہ آپ کو کسی طرح معلوم ہوا اس کے جواب  
میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے لوگوں سے کہا کہ میرے خط کا جواب لکھنا سوائے پیٹیروں  
کے اور کسی کوادرک و فہم ممکن نہیں پھر اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس خط کا  
جواب لکھ کر قاصد کے حوالے کیا اور ساتھ ہی ساتھ ایک خط بیٹوں کے پاس بھی لکھا کہ اے  
میرے بیٹو! تم عزیز مصر یوسف کے پاس جا کر عجز و انکساری سے اپنے بھائی بنیامین کو طلب  
کرو۔ شاید وہ ہریان ہو کر میرے بیٹے بنیامین کو چھوڑ دے اور ساتھ ہی اس کے گھوڑوں سے  
ایک اونٹ کا بوجھ بھی دے کیونکہ یہاں پر قحط زوروں پر ہے اور لوگ بوجھ بھوک جاں بلب  
ہیں یہ خط جب یہود کو ملا تو وہ فوراً اس خط کو لے کر حضرت یوسف کے پاس گیا اور ان کے پاس  
جا کر گدیہ وزاری کرنے لگے اے عزیز مصر یوسف! ہم بیچارے غریب پردہسی اس ملک میں آئے  
ہیں تمہارے پاس اور باپ ہمارے بوڑھے گھر میں ہیں اور ہمارے لئے تو پتے ہیں اور جو کچھ  
مال ہم لوگ آپ کے پاس لائے وہ آپ ہم سے لے لیجئے اور بمقدار اس کے ہم کو اس کے عوض میں  
کچھ گندم دے دیجئے اور ہمارے چھوٹے بھائی بنیامین کو اپنا صدق کر کے چھوڑ دیں اور ہم لوگ  
یہ ابھی طرح سمجھتے ہیں کہ تمام اہل ملک آپ کے قفس میں ہو رہے ہیں اور آپ کے واسطے ایک تیرکی  
کو چھوڑنا کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے! ہم کو امید ہے کہ آپ ضرور ہماری طرف توجہ فرمائیں گے  
اور پھر کہنے لگے۔ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَنَا أَبَا شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَخَاَنَا  
مَكَانَهُ ج. اِنَّا نُرْمِكَ مِنَ الْمُخْسِنِينَ هُ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ اِنْ تَاَخَذْنَا مِنْ  
رَجَدْنَا مَتَاعًا عِنْدَكَ اِلَّا مَا اِذَا الظَّالِمُونَ هُ فَلَمَّا سَتَا يُتَسَوِّمُهُ خَلَصُوا  
نَحْيًا تَالِ كَيْبَرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوا اِنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَوْثِقًا  
فَإِنَّ اللَّهَ وَمِنْ ثَبَدُ مَا نَرَا ظَنَّمُ فِي بُرُسْتَهُ فَلَنُ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى  
يَا ذَنْ لِي أَبِي اَذِيحُكُمْ اللَّهُ لِي. وَ هُوَ خَيْرٌ مُنْجِيْنِي هُ - اور کہنے لگے اے عزیز  
مصر یوسف! کا ایک باپ ہے بہت بوڑھا بڑا عمر والا سو اس کے بدلے میں ایک ہم میں  
سے رکھ لیجئے اور اس کو چھوڑ دیجئے اور ہم کو یہ معلوم ہے کہ آپ بہت احسان کرنے والے ہیں



یہ سن کر حضرت یوسف نے فرمایا کہ اللہ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑیں مگر جس کے پاس پائی اپنی چیز اگر ہم اس اصول کے خلاف کریں گے تو پھر ہم بے انصاف ہوئے یہ باتیں عزیز مصر یوسف کی سن کر جب وہ ناسید ہوئے پھر اکیلے بیٹھ کر مصلحت کو سوچنے لگے۔ لیکن کوئی تدبیر ان کی سمجھ میں نہیں آئی تھی اور وہ سب ہر چند غور و فکر کرتے تھے ان میں سے جو سب سے بڑا تھا وہ بولا کیا تم نہیں جانتے کہ چلتے وقت باپ نے تم سے کیا عہد لیا تھا اور وہ عہد بھی معمولی عہد نہیں ہے، کیونکہ اس عہد میں اللہ کو گواہ کیا گیا ہے اور پھر اس سے پہلے حضرت یوسف کے بارے میں زبردست قصور کر چکے ہو اس حال کو بھی غور کرو آخر اس کا کیا جواب ہو گا اور میں یہ تو فیصلہ کر چکا ہوں کہ میں اسی جگہ سے ہرگز نہ جاؤں گا جب تک حکم نہ دے میرا باپ یا پھر آسمان سے اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ کر دے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ چکانے والا حضرت یوسف نے اپنے بھائی یعنی بنیامین کو عمدہ لباس پہنا رکھا تھا اور ان کی خدمت میں نوکر لگا رکھے تھے اور ایک مکان بنایت عایشان بھی ان کی رہائش کے واسطے دیا تھا اور ہر روز اپنے ساتھ سیر کو لے جاتے تھے اور ہر وقت اور ہر لحظہ اپنے باپ کا ذکر ان سے کیا کرتے تھے اور بنیامین اپنے دل میں کہتے تھے کہ اس حال کی خبر جلد از جلد باپ کو کو دنیا چلا بیٹے تاکہ وہ جلد از جلد یہاں آجائیں کیونکہ یہ جگہ بہت آرام و سکون کی ہے ادھر بھائیوں نے بنیامین کو دیکھا لباس شہانہ پہن کر تخت پر برابر یوسف کے بیٹھا کرتے ہیں یہ دیکھ کر وہ آپس میں کہنے لگے کہ شاید یہ عزیز مصر نہیں ہے بلکہ یہ یوسف ہیں ورنہ اسی شفقت سے اپنے برابر تخت پر بٹھانا سوائے حقیقی بھائی کے کون کسی کو ٹھاتا ہے۔ خدا نخواستہ اگر ہم لوگوں کو مصیبت پڑے تو اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو شفیع کریں گے حضرت یوسف نے جب ان لوگوں کا بہرہ متغیر دیکھا تو فرمایا کہ کم از کم تم یاد کرو ان کے بھائی یوسف پر تم لوگوں نے کیا کیا ظلم کیا تھا۔ خود تعالیٰ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مِيسِرَ كَيْفَ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ ترجمہ کہا حضرت یوسف نے تم پر کیا کیا تھا یوسف سے اور اس کے بھائی سے جب تم کو سمجھ نہ تھی وہ بولے قولہ تعالیٰ خَالِدًا فِيكَ لَا تَأْتِيكَ يَدُ يُوسُفَ ۚ قَالَ أَخَا يُوسُفَ وَهَذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا ۚ إِنَّهُ مَن يَشَقَّ وَيُصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِلُّعَ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ترجمہ کہا انہوں نے کیا سچ تو ہی یوسف ہے؟ تو اس کے جواب میں حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں ہی یوسف ابن یعقوب ہوں۔ اور یہ میرا حقیقی بھائی ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا۔ اور وہ ہر پرہیزگاروں پر احسان کرتا ہے البتہ جو کوئی پرہیزگاری کرے اور پھر بھی صبر کرے پس تحقیق اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا ثواب ضائع نہیں کرتا اور احسان کرنے والوں کو احسان کا بدلہ ضرور دیتا ہے۔ یعنی حاصل مطلب یہ ہے کہ جس پر

کچھ تکلیف پڑے اور وہ حدود و شروع سے باہر نہ ہو اور نہ وہ ان مصائب کو دیکھ کر گھبرائے  
اور اس کو صبر شکر کے ساتھ برداشت کرے تو بالآخر اس کو اللہ رب العزت ضرور اس کا نعم البدل فرمائیگا  
فرمائے گا۔ حضرت یوسف سے جب ان کے بھائیوں نے یہ بات سنی تو یکبارگی ناچار ہو کر گریہ پڑے  
اور زار زار رونے لگے اور اپنی زبانوں سے کہنے لگے۔ قَوْلَهُ تَعَالَى قَالُوا قَاتِلُوا ابْنًا لِّكُلِّ آلٍ مِّمَّا  
اَللّٰهُ عَلَّمَتْ وَ اِنَّ كُنَّا لَعَاطِلِيْنَ ۝ ترجمہ کیا انہوں نے قسم ہے خدا کی کہ تحقیق پسند کیا تجھ کو  
اللہ تعالیٰ نے اپر ہمارے اور تحقیق تھے ہم البتہ خطا وار۔ یعنی تمہارا خواب سچ اور ہمارا حسد غلط  
اور اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنا فضل کیا۔ اور اب ہم سب گنہگار ہیں اور اب ہم نے توبہ کی اپنے گناہوں  
سے اور ان کے بدلے میں جو کچھ بھی تم سزا مقرر کرو وہ سب جائز ہے اور اگر تم بنظر عفو معاف کر دو تو یہ  
آپ کی بزرگی کے لائق ہے۔ اور اگر سزا دو تو وہ ہمارے تقصیروں کے لائق ہے حضرت نے یہ عاجز  
کلام جب اپنے بھائیوں نے سنا تو فرمانے لگے قَوْلَهُ تَعَالَى قَالَ لَا تَثْرِيْبٌ عَلَيْكُمْ اَلَيْسَ هٰذَا  
يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ۝ ۵۔ ترجمہ! کہا یوسف نے کہ کچھ بھی لازم  
نہیں تم پر آج اور اللہ تعالیٰ تمہاری تقصیرات کو بخشے اور وہ ہے سب ہر بانوں سے زیادہ  
مہربان قرآن مجید میں آیا ہے کہ جو کوئی آدمی گناہ اور تقصیر سے توبہ کرے اور معافی چاہے تو اس  
کو اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے معاف فرمادیتے ہیں۔ اسی اشارات پر حضرت یوسف نے اپنے  
بھائیوں سے بسبب توبہ و انکساری کے معاف کیا اور اگر ایسا یہاں نہ ہوتا تو حشر میں انصاف کے دن  
خدا کے پاس یہ معاملہ پیش ہوتا اور اللہ تعالیٰ انصاف کرتا تو اس کی پاداش میں نہ معلوم کیا خداوند قدوس  
سزا مقرر فرماتا اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے تمام تقصیرات کو اپنے بھائیوں سے دب کر فرمایا  
الغرض حضرت یوسف نے اسی وقت اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم سب کو میں نے خطا و ماضی سے معاف  
کیا اور اب تم لوگ کچھ غم نہ کرو۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تم پر رحم کرے اور میں نے تمہاری ساری  
تقصیریں معاف کیں۔ اور اللہ تعالیٰ بھی تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ اب تم کو لازم ہے کہ  
ہماری ملاقات جلد ہمارے باپ سے کرو اور تب تو تمہارا چھٹا راہے بھلا یہ تو مجھے بتاؤ کہ میرے باپ  
کی آنکھیں کس طرح جاتی رہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا پیراہن آنکھوں پر رکھ کر شب و روز روتے  
دوتے اندھے ہو گئے۔ تب حضرت یوسف نے کہا کہ اچھا اب یہ میرا دوسرا پیراہن لے جاؤ اور  
میرے باپ کے منہ پر ڈال دو۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ بینا ہو جائیں گے، ان کا علاج بھی ہے جیسا  
کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِذْ هَبُوا ۙ بَقِيَّيْنِ هٰذَا لَقَوْهُ عَطَا ۙ وَ جِئَا بِئِيْكَ



جَعِيْرًا ۝ اَتُوْنِيْ بِاَهْلِيْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ ترجمہ حضرت یوسف بولے لے جاؤ یہ گھر  
 میرا اور میرے باپ کے منہ پر ڈالو انشاء اللہ وہ اپنی نظر کے ساتھ دیکھتے ہوئے چلے آویں گے  
 اور یہ بھی کرو کہ سارا گھر میرے پاس لے آؤ یہ بات کہہ کر منہ اپنے بھائیوں کے کھانا کھایا اور پھر  
 ان سب کو اچھی اچھی پوشائیں پہنائیں جو نہایت قیمتی تھیں اور پھر ان سے کہنے لگے کہ تم میں کوئی  
 ایسا بھی ہے کہ جو میرے باپ کو جلد اسی امر کی خبر پہنچا دے تاکہ جلد ان کو میری طرف سے تسلی خاطر  
 ہو۔ ان میں سے ایک شخص جس کا نام ناز تھا۔ ہر روز اس کو تقریباً ڈیڑھ سو کوں چلنے کی عادت تھی  
 اس کو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ تم جاؤ اور میرے باپ کو یہاں آئے کا خبر دہ دو۔ اور ایک  
 پیرا بن کو جس کی برکت سے حضرت خلیل اللہ نے آگ سے نجات پائی تھی اور آگ گلزار ہو گئی  
 تھی وہ پیرا بن حضرت یوسف کے بازو میں تھا۔ جب ان کے بھائیوں نے ان کو کنوئیں میں  
 ڈالا تھا تو اسی پیرا بن کو کھول کر آپ نے یہود کے ہاتھ میں دیا۔ اور پھر بولے کہ یہ باپ کے منہ پر  
 لے کر ڈال دو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے باپ کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں گی اور  
 وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے چلے آویں گے میرے پاس اور یہ بھی تاکید کی کہ جب تم مصر کے دروازے  
 سے باہر ہو جاؤ تو اس پیرا بن کو کنعان کی طرف ہوا کے رخ پر رکھنا تاکہ بومیرے پیرا بن کی  
 جلد میرے باپ کو پہنچے، اکی تاکید کے مطابق یہود نے مصر کے دروازے کے باہر جا کر اس  
 پیرا بن کو ہوا کے رخ پر رکھا اور باد صبا نے بولے پیرا بن یوسف کی فوراً حضرت یعقوب علیہ  
 السلام کو پہنچائی اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ اپنی اولاد کو جو ان کے پاس  
 اسی وقت حاضر تھی یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کے پاس بیٹھے تھے تو ان سے کہنے لگے  
 اے بیٹو! اب تو یوسف کے پیرا بن کی بو پاتا ہوں تم مجھ کو دیوانہ مت کہنا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ  
 نے ارشاد فرمایا ۝ لَمَّا فَصَلَ الْيَعْقُوبُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَا اَجِدُ رِيْحَ يَوْسُفَ  
 نُوْلًا اَنْ تَفْتِيْدُنَا ۝ ترجمہ۔ اور جب جدا ہوا قافلہ مصر سے کہا ان کے باپ سے میں  
 پاتا ہوں بویوسف کی کبھی ایسا نہ ہو کہ تم کہنے لگو کہ اللہ تعالیٰ ۝ اِنِّيْ لَا اَجِدُ رِيْحَ يَوْسُفَ  
 ترجمہ۔ لوگ کہنے لگے قسم خدا کی تحقیق تو البتہ بیچ و ہم دگمان اپنے قدیم کے ہے اسی بات کو کہے  
 ہوئے کچھ ہی ساعت گذری کہ زائر پیک نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو جا کر حضرت یوسف  
 کی طرف سے بشارت دی یہ سنتے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام نے جلدی سے اٹھ کر اسی کو گود میں  
 لے لیا اور پھر بہت ہی مشاق ہو کر اس سے پوچھنے لگے یہ تو مجھے بتاؤ کہ میرا یوسف اس وقت





نکل جاتا فرشتے بھی اس سے کہیں گے اے مومنو! تم کو حبیب عیسا کے اور غفلت کے راہ امر و نہی خدا کی نہیں سوچنی تھی۔ اب جاتے وقت تکلیف کیجئے ہو اور روتے ہو۔ اس لئے پیرا بنی مغفرت کا اللہ تعالیٰ نے تم کو بھیجا تاکہ آنکھوں میں تمہارے روشنی آجائے اور اپنی جگہ بہشت میں پاؤ۔ الفرض حضرت یوسف نے بعد رخصت کرنے اثر پیک کے اور بھی تین بھائیوں کی تدبیر میں رہے ان کو اچھے اچھے عمدہ کپڑے پہن کر اور ہر بھائی کو علیحدہ علیحدہ دے کر اور اہل کنگان کے لئے ایک ہزار اونٹ معہ بوجھ گندم کے اور اقسام اقسام کے کھانے کی چیزیں اور اچھے اچھے گھوڑے بطور ہدیہ باپ کے پاس بھیجا تاکہ تمام اہل کنگان کو حصہ پہنچے اور تمام اہل کنگان میرے باپ کے حق میں دعا کریں۔ یہ چیزیں کئی دن کے بعد شہر کنگان پہنچ گئیں پھر اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام تمام اپنے اہل بیت کو لے کر مصر کے قریب پہنچے۔ اس خبر کو سن کر بادشاہ ریان بہت خوش ہوا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ ادائے شکر تم کو واجب ہے اپنے ماں باپ سے اور تمام اہل بیت سے تمہاری ملاقات ہوئی اور جتنا مال پہلے سب کے واسطے تم نے اپنے والد بزرگوار کے پاس بھیجا تھا ہم اس سے بہت ہی خوش ہوئے۔ اور بھی اتنا ہی مال خزانے سے لے کر ادائے شکر میں فقیروں و محتاجوں کو خیرات کرو اور پھر ملک یان نے بھی ہدیہ خاص حضرت یعقوب علیہ السلام کے واسطے بھیجا اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام مصر کو دیہائے رومی سے آتہ کریں اور مکانات نئے نئے ہداگانہ تیار ہوویں۔ پس حضرت یوسف مع اپنے لشکر بادشاہت کے مصر سے نکل کر دو منزل آگے باپ کے استقبال کو آئے اور ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام کا حال یہ تھا کہ جب کسی سے راستے میں ملاقات ہوتی تو اس سے پہلے ہی بات دریافت کرتے کہ بتاؤ میرا یوسف کہاں ہے کیا تم لوگوں میں ہے یا نہیں وہ لوگ اس کے جواب میں کہتے کہ وہ ہم لوگوں میں کیسے ہو سکتے ہیں لوگ تو ان کے غلام ہیں۔ چنانچہ اسی راستے میں تقریباً اسی سو اونٹ پر گزرے ان سب سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کا حال دریافت کیا اس کے بعد حضرت یوسف بذات خود نہایت باحشمت و دیدہ بشکر لے ساتھ آ رہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اس فخر کی عماری پر تشریف لائے جو حضرت یوسف علیہ السلام نے خاص اپنے والد مہترم کے واسطے بھیجا تھا۔ چنانچہ راستے ہی میں باپ بیٹے ملاقات ہو گئی اور بعض تغیروں میں لکھا ہے کہ ملک ریان نے حضرت یوسف سے کہہ دیا تھا کہ جب اپنے والد بزرگوار سے ملاقات ہوئی تو تم اپنے گھوڑے سے نیچے نہ اترنا اگرچہ اپنے باپ کی تعظیم واجب ہے لیکن بادشاہوں کا پاپیادہ ہونا مناسب نہیں تب حضرت یوسف یہ بات سن کر یہ تجویز عمل میں لائے کہ بادشاہ ریان کے

حکم کی بھی تعمیل ہو جائے اور اپنے والد محترم بزرگوار کی تعظیم بھی بجالاؤں تو وہ ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے  
 جا اترے اور اس کے بعد وہ فوراً شاہدے میں گئے غیب سے ایک ندا آئی کہ اے یوسف جو جس کا محبوب  
 جانی ہو تالہ سے تو اس کی ماں جیسی محبت ہوتی ہے یہ آواز سنتے ہی حضرت یوسف نے ہانا کرہ ہدایت  
 منہاںب اللہ ہے اور حضرت یعقوب حضرت یوسف کو دیکھتے ہی اپنی سواری سے اتر پڑے اور محبت  
 و تعظیم سے یوسف کو اپنی عماری پر اٹھالیا اور پھر دونوں مل کر بہت روئے اور یہ حال دیکھ کر تمام اہل شکر  
 بھی رو دیا ان کے رونے سے سب بھائی اور تمام لشکر یا پیادہ مصر میں آئے بعد اس کے نزدکوہر  
 نثار کئے خبر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جب لشکر یوسف کیساتھ آئے اور ان میں نشان جتنے تھے وہ  
 سب ہمت ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا سر سب سے بلند ہوا یہ دیکھ کر سب بہت حیران و  
 متعجب ہوئے اور اسی اثنا میں دیکھا گیا کہ کبھی حضرت یعقوب علیہ السلام ہنستے تھے اور حضرت یوسف  
 یوسف علیہ السلام روتے تھے اور کبھی حضرت یوسف علیہ السلام ہنستے تھے تو حضرت یعقوب علیہ السلام  
 روتے تھے۔ اس میں ایک اشارہ ہے جو درحقیقت عاشقانہ کہلاتا ہے یعنی کبھی عاشق روتے ہیں  
 تو معشوق ہنستے نظر آتے ہیں اور کبھی معشوق روتے ہیں تو عاشق ہنستے نظر آتے ہیں۔ پھر اس کے بعد  
 حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے تمام اہل بیت کو لے کر اس قصر معلیٰ میں جا اترے۔ جو کہ خاص  
 حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے بنایا گیا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو لے  
 کر شاہی تخت پر بٹھا دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ **وَدَفَعَ أَبَوَيْهِ إِلَى الْخُرُوشِ**  
**وَحَزَّزَ لَهُ سُبْعًا ۝** اور بلندی پر تخت شاہی کے اپنے ماں باپ کو بٹھایا اور پھر سب کے  
 سب بھائی اس کے آگے سجدہ تطہیٰ میں گر گئے یہ سجدہ تطہیٰ اس وقت شریعت میں جائز تھا اب منع کر  
 دیا گیا۔ پھر سجدے سے اٹھ کر حضرت یوسف نے اپنے باپ سے کہا **تَوَلَّ تَعَالَىٰ ۝** قَالَ يَا بَتِ لَهَذَا  
**فَأَوْصِلْ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَجْعَلَ هَذِي حَقًّا ۝** وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي  
**مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكَ مِنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ أَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي**  
**وَبَيْنَ إِخْوَتِي ۝** إِنَّ دَرِيَّ لَطِيفٌ لِمَا يَشَاءُ ۝ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝  
 ترجمہ! اور کہا یوسف نے اے میرے باپ یہ بیان ہے میرے اس پہلے خواب کا اکی کو میرے  
 رب نے سچ کیا اور اس نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا کہ مجھ کو قید خانے سے نکالا۔ اور پھر تم سب کو  
 میرے پاس لے آیا۔ بعد اس چیز کے کہ جھگڑا اٹھایا مجھ میں اور میرے بھائیوں میں شیطان مردود  
 نے اور میرا رب ہر کام کو بذریعہ تدبیر کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے بیشک وہی ہے خرد دار حکمت



والا۔ اگلے زمانے میں سجدہ کرنا بڑوں کی تعظیم سمجھی جاتی تھی اور فرشتوں نے بھی حضرت آدم کو سجدہ کیا تھا اور اسی شریعت محمدیہ میں وہ رواج بالکل موقوف کر دیا بلکہ سجدہ کرنا کسی مخلوق کو حرام کر دیا اور حکم دے دیا کہ **وَأَنذَرْتُ الْمَنَاجِدَ رَبِّي** ترجمہ تحقیق مساجد اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں جن میں سجدہ کرنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور سوائے اس کے کسی کو روا نہیں ہے۔ چونکہ کچھ احکام خداوندی پہلے کی شریعتوں میں جاری کئے گئے تھے جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں بہنوں سے نکاح جائز تھا پھر وہ موقوف کر دیا گیا اسی طرح سے یہ سجدہ تعظیم کا حکم پہلے قلم مگر شریعت محمدیہ میں ہمیشہ کے لئے موقوف کر دیا پس حضرت یوسف نے کہا کہ اے میرے ابا جان! یہ وہی خواب ہے جو میں نے دیکھا تھا کہ آفتاب اور مہتاب اور گیارہ ستارے مجھ کو سجدہ کرتے ہیں اب اللہ تعالیٰ نے وہی خواب میرے سامنے کر دیا۔ بعد اس کے دوسرے دن تمام اہل مصر نے اپنے اپنے ہدیے و نذرانے حضرت یعقوب علیہ السلام کو پیش کئے جو درحقیقت حساب و گنتی سے باہر ہیں اور وہ سب مال حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو دے ڈالا اور پھر ملک ریان بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھنے آیا۔ خدا کے فضل و کرم سے ان کی صحبت کی بدولت سے وہ دین اسلام سے مشرف ہوا پھر اسی کے کئی لوگ آئے اور مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھنے جاتا اپنی بیوی کا ایک نوران کی پیشانی پر چمکتا ہوا دیکھتا اور وہ نہایت ہی منیجر ہوتا اور پھر وہ دین اسلام قبول کر لیتا۔ اسی کے بعد ملک ریان نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا اے حضرت کیا یوسف آپ ہی کے صاحبزادے ہیں بولے جی ہاں وہ میرے بیٹے ہیں تب بادشاہ ریان نے کہا کہ میں ان سے بہت خوش ہوں اور میں نے ہی اسی خوشی میں اپنی سلطنت کا کل اختیار ان کو دے دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ملک ریان یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے ہی کہ کل جہان کو اختیار ہے وہ جو چاہتا ہے کر لے۔ راولوں نے روایت کی ہے کہ اس وقت بادشاہ نے اسے تین سات چکیاں رنگیں طلائی تھیں اور ہر ایک چکی وزن میں پانچ ہزار من کی تھی۔ ایک دن حضرت یوسف علیہ السلام کے پاؤں میں ایک چکی کی ٹھوکری لگی تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس چکی کو اٹھا کر پھینک دیا۔ اور یہ طاقت حضرت یوسف علیہ السلام کو نبوت کے سبب حاصل تھی اب میں چاہتا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کو مختصر کر دوں تاکہ پڑھنے والوں کو آسانی ہو اور میرے واسطے دماغ خیر کرتے رہیں۔ الغرض حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے دریائے نیل کے کنارے پر اپنے رہنے کے واسطے عمارت بنوائی اور پھر وہیں سکونت اختیار کر لی۔ روایت ہے کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے

حضرت یوسفؑ سے کہا کہ تم کو معلوم تھا کہ میں کنعان میں ہوں تو کیوں تم نے مجھ کو اپنے حال سے خبر نہ دی  
 حضرت یوسفؑ نے اپنے باپ سے مؤثرانہ عرض کی کہ ابا جان میں نے خطوط آپ کی خدمت میں لکھے اور  
 وہ سب کے سب اب تک ایک صندوق میں رکھے ہوئے ہیں اور کہا کہ جب میں آپ کو خط لکھ کر بھیجنے  
 کا ارادہ کرتا تو اسی وقت جبرائیل آتے اور مجھ کو بھیجنے سے منع فرما دیتے اور مجھ سے یہ فرماتے کہ  
 اے یوسف خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابھی تمہاری ملاقات کا وقت نہیں آیا اور ابھی کچھ عرصہ باقی ہے  
 اب تم اس وقت یہ خط اپنے والد بزرگوار کو دست بھیجو یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام کہنے لگے کہ اللہ تم چیز  
 پر قادر ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت  
 یوسفؑ سے پوچھا مجھے بتاؤ کہ تمہارے بھائیوں نے تمہارے ساتھ کیا بدسلوکی کی ہے یہ سن کر حضرت  
 یوسفؑ خاموش رہے اور کچھ نہ کہا۔ لیکن تمام بھائیوں نے خود ہی اکر کہا کہ اے ابا جان ہم سب ان کے  
 بدخواہ تھے اور ہم ہی گنہگار ہیں اور اب ہم سب معافی چاہتے ہیں آپ سے اور امید تو یہ کرتے ہیں کہ آپ  
 ضرور ہماری غلطیوں کو درگزر فرمائیں گے تو یہ کہنے لگے۔ قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا  
 إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ ۝ قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ۝ إِنَّهُ هُوَ الْعَفُوُّ الرَّحِيمُ  
 ترجمہ۔ کہا انہوں نے اے میرے باپ بخشو! ہمارے گناہوں کو بیشک ہم تھے خطا کرنے والے،  
 حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو تسلی دیتے ہوئے ان سے کہا کہ اے بیٹو! غنقرب غنقراؤں  
 گا تمہارے گناہ اپنے رب سے کیوں کہ وہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے (سوال) اس میں کیا بات تھی  
 جب حضرت یعقوب علیہ السلام سے ان کے بیٹوں نے اپنی خطا کی معافی مانگی جو انہوں نے حضرت  
 یوسفؑ کے بارے میں خفا کی تھی اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وعدہ میں دکھا اور  
 کہا میں غنقرب غنقراؤں گا۔ تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ وہ وعدہ جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے  
 بیٹوں سے کیا تھا وہ علی الصبح کیا تھا کیونکہ صبح کی دعا اللہ تعالیٰ کے یہاں سبب ہوتی ہے اور بعض  
 مؤرخین حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کے حق میں دعا کرنے  
 میں اس واسطے تاخیر کی تھی کہ حق تعالیٰ کسی کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک کہ اسی شخص  
 کو راضی نہ کر لے جس کے حق میں غلطی اور گناہ کیا گیا جو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کا گناہ اور  
 ظلم حضرت یوسفؑ کے حق میں تھا اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس وقت تک تاخیر کی جب  
 تک آپ نے حضرت یوسفؑ سے ان کے بھائیوں کی معافی کا تذکرہ نہ کیا جب حضرت یعقوب علیہ السلام  
 نے حضرت یوسفؑ سے پوچھا کہ تم اپنے بھائیوں سے راضی و خوش ہو یا نہیں حضرت یوسفؑ نے اپنے



والد بزرگوار سے عرض کیا کہ میں اپنے تمام بھائیوں سے راضی ہوں اور ان کی پچھلی تمام غلطیوں کو معاف کرتا ہوں یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی فراموشی دعا خداوند قدوس سے مانگی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور ان کے وہ قصور جو انہوں نے اپنے بھائی حضرت یوسف کے حق میں کئے تھے معاف کر دیئے اسی دعا کے چند ہی روز بعد حضرت یعقوب علیہ السلام انتقال فرما گئے۔ اس کے بعد شمعوں بنی ہوئے اور بعض معتبر روایتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام تقریباً چوبیس برس تک نبوت کے فرائض انجام دیتے رہے جب آپ کی عمر ستر برس کی ہوئی تو موت بالکل قریب آگئی تو اس وقت آپ نے دوبار خداوندی میں دعا مانگی اور کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَبِّ فَتَدَّ آتِيَتِي مِنَ الْمُلْكِ وَهَلَسْتَنِي مِنْ تَابِلِ الْأَحْيَاءِ يَتِيهِ فَأَطِيرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِينَ تَفْ أُنْتُ دَلِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ خَوَاتِنِي مُسْلِمًا وَالْحَقِيقِي بِالصَّالِحِينَ۔ اے پروردگار میرے دی تو نے میرے تئیں کچھ بادشاہی اور سکھائی تو نے میرے تئیں تعبیر خوابوں کی اسے پیدا کرنے والے آسمان زمین کے تو ہی ہے دوست یعنی کار ساز میرا دنیا و آخرت میں اور میں امید کرتا ہوں کہ میری موت بھی نیک نجات میں ہو اور بعد مرنے کے میرے مجھے صالحین میں ملا دے ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا کہ ہمارا بھائی یوسف بادشاہ ہے اور وہ قیامت کے دن بادشاہ کے زمرے میں اٹھے گا اور وہ پسندیدگی کی نگاہ سے بیوں میں نہیں دیکھا جائے گا۔ اس بات کو حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی سن لیا تھا تب ہی تو موت کے وقت خدا کی درگاہ میں دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار تو نے میرے تئیں بادشاہی دی دنیا میں اور موت دے مجھ کو ایمان کے ساتھ اور آخرت میں انبیاء صالحین کے ساتھ ملا دے۔ اور ستر برس کی عمر میں رحلت فرمائی اور روایت میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد یکے بعد دیگرے تمام بھائی بنی ہوئے اور اسی طرح سے انتقال ہوتا رہا۔ اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک بارہ نوموں پر مشتمل تھے قرآن شریف میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کو اسباط فرمایا ہے اور اسباط کہتے ہیں بنی اسرائیل کو یعنی اولاد یعقوب کو اور دوسرے بنی اسرائیل کو قبائل کہتے ہیں تاکہ تمیز ہو سکے ان دونوں فریقوں میں یہاں تک میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں۔ اَللّٰهُمَّ اَعْلَمُ

## اصحاب کہف کا قصہ

ایک روایت میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ ملک روم میں ایک بادشاہ تھا جس کا نام دقتیانوس تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت بڑی سلطنت دے رکھی تھی اور فوج و لشکر بہت کثیر تعداد میں تھا۔ اتفاقاً ایک روز کسی قاصد نے آکر اس بادشاہ سے کہا کہ فلاں بادشاہ تیرے ساتھ لڑنے کو تیار ہو رہا ہے اور اپنی کثیر تعداد میں تیرے مقابلے کے لئے میدان جنگ میں کود پڑا اور وہ بادشاہ جو اس پر چڑھاٹی کر کے آیا تھا آخر کار دقتیانوس بادشاہ کے ہاتھ مارا گیا اور اس کے جتنے بیٹے تھے وہ سب کے سب گرفتار ہو گئے۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ کے چھ بیٹے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ پانچ بیٹے تھے۔ بادشاہ روم دقتیاں نے سب کو اپنی خدمت خاص میں رکھا مرن الہ میں سے ایک کو عہدہ جائے ضرور کا دیا تھا جب بادشاہ دقتیانوس جائے ضرور کو جاتا تو اس سے آبدست کروا لیتا اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہ ایسا جوان فریبہ ہوتا تھا کہ اس کا ہاتھ جائے مقدمہ پر نہیں پہنچتا تھا۔ برا عظیم البدن تھا۔ اور بچی بعض مورخین لکھتے ہیں کہ وہ ملعون خدائی کا دعویٰ بھی کرتا تھا پس اللہ تعالیٰ نے ان شہزادوں کو خطاب اصحاب کہف کا دیا۔ جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا اَمْ حَسِبْتَ اَنْ اَخْتَابَ الْكَافِرِیْنَ السَّعِیْمِ كَاَنْوَیْنِ اٰیْتِنَا عَجَبًا اِذَا وِی الْفِتْنٰی اِلٰی الْكَافِرِیْنَ فَقَالُوْا بَنٰۤی اٰیْتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ دَحْمٰتٌ وَھٰیْنُ كُنَّا مِنْ اَمْرِ مَا رَشَدْنَا اھ ترجمہ کیا تو خیال رکھنا ہے کہ غلام والے اور کوہ والے ہماری قدرتوں میں اچھٹھا تھے جب جلا بیٹھے وہ جوان اس کوہ میں پھر لو لے اے رب دے ہم کو اپنے پاس سے ہر اور بنا ہمارے کام کو درست یہی شہزادے مذکور سب کچھ تہہ ہیرار حید کرنے لگے کہ کیوں کہ اس ظالم بد بخت کے ہاتھ سے ہم غلامی پائیں اور خدا کی عبادت کریں ایک روز دقتیاں اپنی جائے ضرور کو گیا تھا اور اس غلام کو جسے اس نے اس کام کے واسطے خادم مقرر کیا تھا۔ پایا کہ اس کی مقدمہ کو دھلائے تب اس ظالم ملعون نے خفا ہو کر حکم کیا کہ اس کو اس کے سب بھائیوں کو ایک ایک سو دس سو دس جاؤں اور ان کو تاکید کر دو کہ آئندہ کبھی ایسا نہ ہونے پائے اور آئندہ سے اپنے کام پر برابر حاضر رہیں اور اپنے کام سے غفلت نہ ہونے پائے۔ اس حکم کو سننے کے بعد وہ شاہزادہ کو جس کا عہدہ جائے ضرور کا تھا جب رات ہوئی تو سب بھائیوں کو لے کر بیٹھا، وہ سب ایک جگہ اکٹھا ہو کر صلح و مشورہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ ملعون ہم کو ہر روز ستاتا ہے اور خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور سب سے اپنے کو عہدہ کروا تا ہے اب ہم کو واجب ہے کہ اس کی خدمت کرنے سے



ہزار ہیں اور یہاں سے کسی طرف نکل جاویں اور اپنے خالق ارض و سما کی عبادت کریں جو آخرت میں ہمارے  
 مرنے کے بعد کام آوے۔ یہ بات ایک بھائی نے اپنے مشورے سے بتائی تھی سب بھائیوں نے اس  
 بات کو بہتر سمجھ کر قبول کیا اور کہا کہ بھائی بات تو بڑی اچھی ہے جو تم کہتے ہو۔ اب کسی صورت و تدبیر سے  
 یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ تب باقی بھائی بولے کہ ایک تدبیر ہے کہ وہ ملعون میدان میں چوگان کھیلنے  
 کو جانے کا بہتر حکم کو بھی لے جائے گا جب ہم لوگوں کو کھیلنے کو کہے گا تب ہم لوگوں کو ایسی جیتی و چالاکی  
 سے چوگان کھیلنا چاہیے کہ وہ غور سے نہ دیکھے اور آہستہ آہستہ کونے لگے جب شام قریب ہوگی تب میں چوگان  
 میدان سے باہر بھیجوں گا اس وقت تم لوگ بھی مہارے پیچھے میدان سے باہر نکل آنا اور سب ایک جگہ  
 جاکر میلے اور پرانے پیرے بہن لینا اور پاؤں پاؤں چلے جانا اسی طرح سے کوئی ہم کو دیکھے گا بھی نہیں  
 اور ہم لوگ اپنے قاصد میں کامیاب ہو جائیں گے چنانچہ سب بھائیوں نے اپنا ارادہ مضبوط کر لیا اور عزم  
 یا جزم اپنے حصول مقصد میں رکھ کر دوسرے دن دقیانوس بادشاہ کے پاس سب حاضر ہوئے اور  
 اپنے اپنے ہند پر جا کھڑے ہوئے اور وہ ملعون تخت شاہی پر بیٹھ خدا کی دعا پڑھتا تھا ائمۃ اللہ علیہ  
 اتفاقاً ہی وقت ایک بلی بالا خانے پر سے اس کے پاس آنا تک آکری اس کے گھرنے سے وہ ملعون  
 چونک پڑا اور بہت ڈرا۔ تب وہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ بھو یہ ملعون نہ ہوتا تو بلی سے کیوں ڈرتا۔  
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ مردود جھوٹا ہے اور دعویٰ اس کا باطل ہے اکی کھڑی ایک شیطان بصورت انسان  
 اس کے آگے آکر کہنے لگا اے ملعون اگر تجھ کو دعویٰ خدا کی کا ہے تو ادنیٰ ترین ایک ذی روح  
 جانور مکھی ہے اس کو تو پیدا کر تب ہم جانیں گے تیرا دعویٰ حق ہے اس مردود نے ایک بہانہ کر کے  
 کہا کہ ایسے بد جانور کو ہم پیدا نہیں کرتے شیطان بولا خدا نے تو اس کو پیدا کیا ہے البتہ کچھ حکمت ہوگی  
 وہ ملعون بولا اس میں کیا حکمت ہوگی۔ اس کے جواب میں شیطان بولا خدا نے اس کو پیدا کیا ہے۔  
 البتہ کچھ حکمت ہوگی۔ وہ ملعون بولا اس میں کیا حکمت ہوگی۔ اس کے جواب میں شیطان بولا جب تو  
 ہمارے ضرور میں جا بیٹھتا ہے وہ مکھی تیری گندگی میں بیٹھ کر اپنے ہاتھ پاؤں میں نجاست آلودہ کر کے  
 تیری داڑھی پر جا بیٹھتی ہے۔ یہ بھی ایک کار حکمت ہے یہ کہہ کر وہ شیطان غائب ہو گیا اور وہ  
 ملعون یہ سن کر بہت شرمندہ ہوا۔ پس دوسرے دن دقیانوس چوگان کھیلنے کو میدان میں گیا اور  
 ان ہزاروں کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ پس جب وہ میدان میں پہنچ گئے تو چوگان کا کھیل کھیلنے لگے۔  
 دقیانوس ان ہزاروں کے کھیل سے بہت زیادہ محفوظ ہوا اور ہر لا جمع کو تم سب کو خلعت دے کر خوش  
 کروں گا۔ جب شام ہوئی اور دن بھی آخر ختم ہو ہی گیا۔ ہزاروں اپنے مشورہ کے مطابق چوگان میدان

سے پھینکے گئے اور اسی طرح آہستہ آہستہ کھینچے ہوئے دور تک نکل گئے۔ دنیائے ان و دُنیا کو کھیل  
 میں مشغول چھوڑ کر اپنے محل کی طرف چل دیا اور وہ شہزادے سب فرصت کو لے پا کر خدا کو ذکر کے  
 وہاں سے نکل پڑے میدان کی طرف گھوڑا اٹھا کر رات ہی رات چلے گئے۔ صبح ہوئی اپنے  
 گھوڑوں کو چھوڑ کر کسی شہر کے کنارے جا پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ چند آدمی پامبان بکری وغیرہ کے گھسے  
 ان سے ملاقات ہوئی وہ سب کہنے لگے کہ اے عزیزو! تم یہاں جاتے ہو، انہوں نے ان کو جواب  
 دیا کہ ہم لوگ خالق ارض و سما کی طلب کو جلاتے ہیں اور مرنے والے وہ کیسا ہے جسے تم لوگ چاہتے  
 ہو وہ بولے کہ وہ خدا ہے زمین و آسمان اور جو کچھ اسی کے ذمیان ہے وہ سب کا پروردگار ہے تمام  
 کائنات کو ملک عدم سے ملک وجود میں لانے والا وہی خدا ہے پس ان سب باتوں سے وہ لوگ بہت  
 خوش ہوئے اور وہ واپس میں کہنے لگے کہ یہ سب لوگ سچ کہتے ہیں۔ تب وہ بھی اپنی پاسبانی چھوڑ  
 کر شہزادوں کے ساتھ مل گئے اور ان کی صحبت اختیار کر لی اور ایک کتاب بھی ان کے ساتھ تھا وہ بھی ان  
 کے ہمراہ یہ شہزادے ان لوگوں سے بولے کہ تم لوگ اس کتے کو واپس کر دو تو بہت اچھا ہے ورنہ  
 ہمارے ساتھ رہے گا تو کبھی بھونٹے گا اور اس کی آواز سن کر لوگ ہم کو آکر پکڑ لیں گے۔ ان شہزادوں  
 کے کہنے سے ان پاسبانوں نے اپنے کتے کو مارا پیٹا اور یہاں تک کہ اس کے ہاتھ پاؤں بھی توڑ  
 ڈالے اور سارا بدن اس کا زخمی کر دیا تو بھی اس کتے نے ان لوگوں کا پیچھا نہ چھوڑا۔ آخر وہ کتاب بھی ان  
 لوگوں کے ساتھ رہ گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قوت گویائی سکھائی تو کتے نے کہا کہ اے یارو  
 مجھے مت مارو۔ تم جس کے بندے ہو میں بھی اس کا فرمانبردار ہوں۔ اور تم جس کی یاد کو جاتے ہو۔ میں  
 بھی اس کو چاہتا ہوں لہذا مجھ کو بھی تم اپنے ہمراہ لے جاؤ۔ پس کتے سے یہ باتیں سن کر اصحاب کہف کو ترس  
 آ گیا اور اسے پیار کر کے اپنے ہمراہ لے چلے۔ تمام رات چلتے چلتے جب صبح نمودار ہوئی تو ایک پہاڑ  
 کے اندر کھوہ میں جا گھسے اور بولے یہاں فرادم لینا چاہیے کہ رات کی ماندگی دور ہو جائے آخر وہاں  
 ٹھہر گئے اور آرام کرنے لگے اور وہ اکی آرام کی رات میں تھے کہ نیند کا غلبہ ہوا اور وہ سو گئے تو اللہ تعالیٰ  
 اِذَا رَآى الْفِتْنَةَ اٰلِی الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَا اِنَّا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَهَیْئْ  
 لَنَا مِنْ اَمْرِنا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰی اِذَانِهِمْ فِی الْكَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا ۝  
 شَقَّ بَعَثْتُهُمْ لِنَعْلَمَ اَفِی الْحِزْبِ مِنْهُمْ اَحْسَنُ لِمَا لَیْسَ بِۡہِمْ ۝ مَّا ۝ ترجمہ۔  
 جب جا بٹھے وہ جوان اس کھوہ میں پھر وہ بولے اے رب دے ہم کو اپنے پاس مہر اور بنارے  
 ہمارے کام۔ پس پردہ ڈال دیا ہم نے اوپر کانوں ان کے یعنی سلا دیا ہم نے ان کو تیج نذر کے



برس گنتی کے پھر اٹھایا ہم نے ان کو کہ وہ معلوم کریں ہم دو فرقوں میں سے کسی نے یاد رکھی ہے جتنی مدت  
 وہ سوئے رہے تھے۔ "الغرض و قیانوس نے اس کھیل کے میدان میں ان شاہزادوں کو نہ پا کے بہت  
 تاسف کیا اور فوراً ہی اپنے ہوشیار چند سواروں کو ان کے پیچھے دوڑا یا تھیں و محسوس کرتے ہوئے  
 اسی کھوہ کے باپ بچے اور خدا کے فضل و کرم سے اس غار کا منہ بھی چیز میوں کے سوراخ جیسا بن گیا اور  
 وہ سوار اس پر بڑبڑلاش کرتے رہے لیکو وہ ان کا ناؤ نشان تک نہ پاسکے آخر مجبوراً واپس چلے آئے  
 اور بعض روایت میں یوں آیا ہے کہ اس کھوہ کے کنارہ پر ان سب کو مردہ پایا تھا تو وہ لوگ اسی کھوہ  
 میں ڈال کر چلے آئے تھے اور اسی دن سے ان سب کا ناؤ لقب اصحاب کہف ہوا اور بعضوں نے  
 اس روایت کو یوں بھی بیان کیا ہے کہ وہ بادشاہ کے باہرچی کے بیٹے تھے اور بعض ان میں نابنائی کے  
 بیٹے اور بادشاہ و قیانوس نے ان میں سے ایک کو جادو سیکھنے کو جادوگر کے پاس بھیجا تھا۔ ایک  
 دن اس لڑکے کی اٹھارہ راہ میں ایک راہب سے ملاقات ہوئی راہب نے اس لڑکے سے پوچھا تم کہاں  
 جاتے ہو وہ بولا میں جادو سیکھنے جاتا ہوں راہب بولا کیا جادو سیکھنا تو کفر ہے تو مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا  
 تب وہ راہب کے کہنے سے اور خدا کے فضل و کرم سے اسی وقت ایمان لے آیا اور مسلمان ہو گیا بادشاہ  
 و قیانوس اس بات کو سن کر بہت خفا ہوا اور اس لڑکے کو پھانسی کا حکم دے دیا۔ روایت میں ہے کہ اس  
 لڑکے پانچ مرتبہ سولی پر چڑھایا تو بھی نہ مرا اور اللہ کے فضل و کرم سلامت رہا اور کہا۔ "اِنَّهُ مُتَّيْمٌ  
 الْعَالَمِيْنَ۔ آخر اس کو بادشاہ و قیانوس نے قید شدید میں رکھے۔ اس کے ہم جنس اور پانچ چھ لڑکے  
 و قیانوس کے ملازم تھے انہوں نے باہم صلاح و مشورہ کر کے کسی حیلہ سے اس کو قید سے چھڑا لیا  
 اور اس کے بعد وہ متفق ہو کر اس ظالم بادشاہ کے قبضہ سے اس شہر سے باہر خدا کی عبادت کو نکلے  
 اور ایک پہاڑ کی طرف چلے گئے اور وہاں جا کر ایک کھوہ میں بیٹھ گئے اور وہیں سو گئے اور ان پر خدا  
 کی طرف سے ایسی نیند ڈالی گئی کہ وہ تقریباً تین سو برس تک سوتے رہے تین سو نو برس۔ اور اصحاب  
 کہف کے نام میں اور ان کے اعداد میں بہت اختلاف ہے۔ یہ سب کے سب اہل روم تھے اور ان  
 کا فار بھی ارض روم میں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے دین میں تھے۔ اور قاموس میں لکھتے  
 اور ابن قتیبہ نے روایت کی ہے کہ اصحاب کہف کا دین و مذہب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے فقط وہ  
 لوگ صرف توحید پر قائم تھے اور وہ کسی بنی کی شریعت کے ساتھ منسلک نہیں ہوئے مگر جس نے  
 اس کی خبر پائی معتقد ہوئے اور ان کے پاس مکان زیارت بنا دیا۔ وہ نصاریٰ تھے۔ اور نا ان  
 کے یہ ہیں۔ مکسینا۔ وایما۔ دیکر۔ مرکوش۔ نواس۔ سانیوش۔ سلططوس۔ اور بعضوں نے کہا

ہے۔ مکینا۔ ملیخا۔ ویکسر۔ مرطوس۔ بینوس۔ ساوٹس۔ کسٹطوس۔ ذونواس اور بعضوں نے کہا ہے مکینا۔ ملیخا۔ مرطوس بینوس۔ دواس۔ تسفیط۔ اور بعضوں کے نزدیک یہ نام ہیں مکینا ایٹا۔ مرطوس۔ سارنبوس۔ بطنوس کشفوط۔ ذواس اور آٹھواں ان کا کتاب ہے کہ کتنے کا نام قلم تھا قاموس میں بھی لکھا ہے لیکن شمار ان کا سوائے خداوند تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کتنے آدمی تھے۔ اسی واسطے ان کے اعداد و شمار میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعد ازاں آیت مذکورہ کے قول تعلق۔ سَبَّحُوْهُ زِيْدًا ۚ رَّآٰ اِلَهُمْ كُلَّهُمْ ۚ وَ يَقُوْلُوْنَ خَمْسَةَ سَلْسَلَةٍ ۚ كُلُّهُمْ رَجُلٌ بِالْغَيْبِ ۚ وَ يَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ ۚ وَ شَأْنُهُمْ كُلُّهُمْ قُلُوبٌ ۚ رَفِیْ اَعْلَمُ بِعَدَّتِهِمْ مَا يَخْلَعُهُمْ ۚ اِلَّا قَلِيْلٌ ۚ ترجمہ البتہ کہیں گے وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتاب ہے اور یہ بھی کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں چٹا ان کا کتاب۔ بغیر دیکھے نشانی کے پتھر جلانا اور یہ بھی کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں چٹا ان کا کتاب۔ بغیر دیکھے نشانی کے پتھر جلانا اور یہ بھی کہیں گے کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتاب ہے تو کہہ کر پروردگار میرا خواب جاتا ہے کہ کتنے آدمی ان کے پاس ہیں کچھ صحیح خبر ان کی نہیں رکھتے مگر کھوٹے لوگ۔ جب وہ لوگ تین سو نو برس کے بعد نیند سے بیدار ہوئے اصحاب بخت آپس میں پوچھنے لگے ایک دوسرے سے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَ كَذٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوْا بَلِيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ كَمْ بَلِيْنُهُمْ ۚ فَاَبْعَثْ اَحَدَكُمْ يُوْدِقْكُمْ هُنَا ۚ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَهْلَهَا ۚ اِذْ كُلٌّ طَعَامًا نُّفِيَا تِكُمْ مِيْرَدٌ مِّنْهُ ۚ وَ فَيَتَكَلَّفُ وَ لَا يُشْعَوْنَ مِنْكُمْ اَحَدًا ۚ ترجمہ۔ اسی طرح ان کو جگادیا ہم نے پھر وہ آپس میں پوچھنے لگے۔ ایک بولا ان میں سے کہ کتنی دیر سوتے رہے تم وہ بولے کہ ہم سوتے رہے ایک دن یا اس سے بھی کم۔ پھر کہنے لگے کہ تمہارا رب بہتر جاننے والا ہے کہ جتنی دیر تم لوگ اس غار میں رہے۔ اب تم بھیجو اپنے میں سے ایک کو کہ یہاں پر روپیہ لے کر شہر کو جادے اور وہاں سے کوئی کھانا پاکیزہ لے کر آوے اور نہایت ہوشیاری سے جائے اور اپنا بھید بھی کسی کو نہ بتائے اور نہ اپنی رہائش کی خبر کسی کو بتائے۔ چونکہ وہ تقریباً تین سو برس بعد نیند سے بیدار ہوئے تھے تو تمام اصحاب بخت پر بھوک کا غلبہ تھا ان میں سے ملیخا کو شہر میں روٹی لانے کو نانبائی کی دوکان پر بھیجا اور اس کے پاس دینار و تینانوس بادشاہ کی حکومت کا تھا وہی لے کر وہ روٹی لینے کو گیا۔ روٹی والے نے ملیخا سے پوچھا کہ یہاں پر رہنا کہاں سے لائے ہو کیا تم نے کوئی کڑا ہوا دینہ پایا ہے کیونکہ میں اسی دینار پر دینانوس بادشاہ کا نام دیکھتا ہوں اور اس بادشاہ



کو ترسوں ہوئے گزرے ہوئے اور وہ تو کبھی کانٹا چکا ہے اور اس کا تو کوئی نام و نشان بھی نہیں اب  
تم ایسا کرو کہ مجھے بھی اس کا کچھ حصہ دو۔ ورنہ میں تجھے موجودہ بادشاہ کے حضور لے جاؤں گا اور وہ  
دیکھتے ہی تم سب سے رو پیہارا پھینکے گا۔ آخر مجبور ہو کر یلیخا نے اس سے اپنا سارا قصہ بیان  
کیا یہ سنتے ہی بہت سے آدمی ایک جگہ پر مجتمع ہو گئے اور یلیخا کا قصہ سننے لگے یہاں تک کہ یہ خبر  
موجودہ بادشاہ تک پہنچی۔ بادشاہ بہت عادل مزاج تھا اس نے یلیخا کو اپنے حضور میں طلب کر لیا  
اور یلیخا سے اس سے گزری ہوئی ساری حقیقت پوچھی۔ بادشاہ کے پورے چہرے پر یلیخا نے کہا کہ ہم لوگ  
کئی آدمی ہیں۔ اور بادشاہ و قیانوس کے ظلم سے بھاگ کر نلاسنے پہاڑ کی کھوہ میں جا رہے ہیں اور  
بعد ایک مدت کے جب ہم لوگ اپنی نیند سے بیدار ہوئے تو بھوک سے بیباک ہوئے اور  
برداشت نہ کر سکے اور باقی لوگوں کو وہیں بٹھا کر مٹی اکیلا روٹی پینے کے واسطے شہر آیا ہوں۔ بادشاہ  
یہ سن کر بہت متعجب ہوا اور علماء کو توراہ پڑھ جانے والوں کو بلوایا اور پھر ان سے پوچھا کہ کیا تم لوگ یہ بتا  
سکتے ہو کہ بادشاہ و قیانوس کون سے زمانے میں گزرا ہے۔ ان علماء کو توراہ پڑھنے سے اتفاق ہو کر باؤٹا  
سے کہا کہ جہاں پناہ جو باتیں یلیخا نے آپ سے عرض کی ہیں وہ سب سچ ہیں۔ ہم لوگوں نے تو اتنے  
عالم میں پڑھا ہے کہ بادشاہ و قیانوس بڑا ظالم تھا اور زمانہ سابقہ میں گزرا۔ اس یہ بادشاہ  
عادل اور منصف مزاج تھا یہ حقیقت سن کر یلیخا کے ساتھ اس غار میں جانے کا حکم کیا اور نہایت  
شان و شوکت سے سوار ہو کر ان غار پہنچا۔ یلیخا نے بادشاہ سے کہا کہ اگر آپ اس شان و  
شوکت اور بدبے کے ساتھ ان کے پاس جائیں گے تو وہ لوگ آپ کو دیکھ کر رہیں گے اور  
کئی دوسری جگہ جا کر چھپ جائیں گے اور پھر آپ سے کچھ بھی بات چیت نہ کریں گے مناسب ہے  
کہ آپ یہاں ذرا ٹھہریں اور میں جا کر ان لوگوں کو آپ کے آنے کی خبر دوں اور یہ بھی ان سے جا  
کر کہہ دوں کہ بادشاہ و قیانوس دنیا سے رحلت ہو چکا ہے تاکہ ان کو خاطر جمع ہو جائے۔ اور ان  
سے کہہ دوں کہ مسلمان بادشاہ ہے آؤ شہر میں چلیں۔ یہ بات کہہ کر یلیخا اس غار میں چلا گیا اور تمام  
اعمال جو اس پر گزرا تھا وہ ان لوگوں سے جا کر بیان کیا وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم کو اب کھانے پینے کی  
کچھ حاجت نہیں اور ہم کو دنیا سے بھی کچھ غرض نہیں ہم کو تو اپنے خدا ہی سے کلام ہے۔ یہ کہہ کر پھر وہ  
لوگ سو گئے۔ بعض راتوں نے کہا ہے کہ وہ لوگ اب تک سو رہے ہیں اور وہ اسی طرح تباہ  
تک سو رہے ہیں گئے۔ یلیخا پھر بادشاہ کے پاس نہیں آیا اور بادشاہ کے ساتھیوں نے کافی دیر تک  
انتظار کیا۔ اور پھر بادشاہ نے اس کھوہ میں جانے کا ارادہ کیا۔ کہہ رہا تھا اس غار میں جانے سے قاصر

رہا اور اب اس کو کوئی راہ جانے کی نہ مل سکی نا امید ہو کر وہ بادشاہ اور اس کے ساتھی واپس آگئے اور اس پہاڑ کے کنارے بہن میں ایک عبادت گاہ بنا کر وہیں رہ گئے۔ اور یہ ایک روایت ہے کہ اصحاب کہف کے لئے حق تعالیٰ نے فرشتے مقرر کئے ہوئے ہیں جو ان کو پہلو بہ پہلو سلاتے ہیں اور گرد میں دلاتے رہتے ہیں اور بہشت کے پتھروں سے ہوا کرتے ہیں اور گرمی اور سردی وغیرہ ان کو نہیں لگتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُتَّقِينَ إِذَا طَلَعَتْ شَذَاوُ رُ عَنْ كَفِّهِمْ ذَاتَ الْعَيْنِ وَلَا ذَا عَا كَبَتْ تَقْوَاهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَالشِّمَالِ وَكَسَفْنَا فُجُورَهُمْ هَٰذَا ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ مَنْ يَصِدْ اللَّهُ فَهُوَ الْمُتَّقِينَ هَٰذَا مَنْ يُضِلُّ مَنْ لَنْ تَجِدَ لَهُ دَلِيلًا مُرْشِدًا هَٰذَا۔ اور تو دیکھے دھوپ جب نکلتی ہے پہچ کے جاتی ہے ان کے کھوہ سے رہنے کو اور جب دُرجتی ہے کترا جاتی ہے ان سے بائیں کو تاکہ اثر گرمی اور سردی کا ان پر نہ پڑے اور وہ سب لوگ میدان میں ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کی ایک نشانی ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی سیدھی راہ پاتا ہے اور جس کو وہ گمراہ کر دے تو پھر اس کو کوئی راہ دکھانے والا نہیں، اگرچہ اس کے قریب ہی رفیق بکوں نہ ہوں اور یہ بھی ایک روایت میں ہے کہ وہ لوگ سب سوتے ہیں لیکن ان کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں تاکہ اس سے کوئی دیکھنے والا یہ سمجھے کہ وہ جاگتے ہیں اور حق تعالیٰ نے اس جگہ پر دہشت رکھی ہے تاکہ لوگ اس جگہ کو متاثر نہ بن سکیں اور وہ اس سبب سے بے آرام ہو جائیں۔ اور ان کے ساتھ ایک کتابھی لک گیا تھا وہ بھی ان ہی کے ساتھ ہے۔ مردی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قبل زمانے سے اصحاب کف غار میں جا گئے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہی غار میں گئے تھے اور وہ لوگ انجیل پر ایمان لائے تھے لیکن اکثر کا قول یہ ہے کہ دین و مذہب ان کا بجز خدا کے کسی کو معلوم نہیں واللہ اعلم بالصواب۔

## حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت شعیب علیہ السلام حضرت ملک علیہ السلام کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں اور بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا لقب خطیب الانبیاء رکھا ہے کہ وہ فصیح اللسان اور فصاحت و بلاغت کے ماہر تھے اور وہ اہل مدین اور اصحاب ایکہ کی طرف مبسوٹ گئے گئے تھے اور حقیقت میں اہل مدین اور اصحاب ایکہ ایک ہی گروہ کے دو نام ہیں اور یہ لوگ باوجود بڑی بڑی کے نام و تول میں



بھی انسان سے کام نہ لیتے تھے اور مسافروں کا راستہ بھی منقطع کیا کرتے تھے اسی قوم کی طرف حضرت  
 شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ آپ کو خداوند قدوس نے قادر الکلامی سے سرفراز کیا تھا اس لئے آپ  
 اپنی قوم کو اعلیٰ پیمانے پر دعوت الی الحق دیتے تھے۔ اور شہر مدین آپ کا وطن تھا جیسا کہ اللہ  
 رب العزت نے ارشاد فرمایا۔ **وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۖ قَالَ يَبْنَؤُا عِبَادُ  
 اللَّهِ مَا لَكُمْ مِنْ آلِهِ عَنِيرَةٌ وَلَا تَنْقُصُوا الْحِكْمَ ۚ وَالْمِيزَانَ ۚ لَئِنْ  
 أَزْكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ۝۵** ترجمہ -  
 اور شہر مدین کی طرف بھیجا ہم نے ان کے بھائی شعیب کو وہ جا کر لو لے اسے قوم بندگی نہ کرو  
 اللہ تعالیٰ کی کوئی نہیں تمہارا خدا کے سوا اور نہ گھٹاؤ ناپ اور تول میں اور تم کو اس سبب سے آرمہ  
 دیکھتا ہوں لیکن ڈرتا ہوں ایسے عذاب سے کہ وہ جب آوے گا تو تمام کو اپنے گھیرے میں  
 لے لیکار کوئی بھی اس گھیرے سے نکل بھی نہیں سکتا اور اسے قوم پورا کرو تم اپنے ناپ و تول  
 کو انصاف کے ساتھ اور مت کم دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ مجاؤں اس کے سبب سے فساد  
 زمین پر۔ یہ شکر حضرت شعیب علیہ السلام کو کافروں نے جواب دیا اسے شعیب تم کو معلوم ہونا چاہیے  
 کہ مال ہمارا بے خواہ ہم اس کو زیادہ میں بچیں خواہ اس کو گھٹا کر فروخت کریں اور تم کو ہمارے وزن  
 اور ناپ تول سے کیا کام ہے اور ہم جو کچھ کرتے ہیں اپنی سمجھ سے کرتے ہیں آپ کو ہماری  
 تجارت کے کاموں میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے آپ تو اسی کام کو کہ جاد جس کام کی لوگوں  
 کو دعوت دیتے ہو اور ہم لوگوں کی تجارت کی طرف تو خیال بھی نہ کرو اس سے ہمارے کام میں کاڈ  
 پڑے گی پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم خدا کی بندگی کرو اگر تم بندگی نہ کرو گے  
 اور اپنے وزن ناپ تول اور میزان کے درست نہ رکھو گے تو یقیناً تم کو عذاب خداوند می پہنچے گا جیسا  
 کہ عذاب پہنچا قوم نوحؑ پر اور قوم ہود اور قوم صالحؑ پر اور قوم لوطؑ پر۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ  
 نے۔ **وَيَقُولُ لَا يُجْرِمُكُمْ شِقَاقِي ۚ أَنْ يَصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ  
 نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِنْكُمْ بِبَعِيدٍ ۚ وَ  
 اسْتَغْفِرُوا ذُنُوبَكُمْ شَمَّ تُوْبُوا لِيَنْزِلَ إِلَيْكُمْ رَحِيمٌ وَدُودٌ ۝۶**

ترجمہ - اے میری قوم نہ برا ٹھیکہ کرے تم کو میری مخالفت کی ضد میں خدا کی نافرمانی کرتے رہو  
 جیسا کہ ضد میرے نافرمانی کرتی رہی قوم نوحؑ اور قوم ہودؑ اور قوم صالحؑ

اور قوم لوط قوم سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں ہے۔ میری غرض یہ ہے کہ تم لوگ پروردگار کی طرف رجوع ہو اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو۔ بیشک میرا رب بہت مہربان سے محبت والا ہے۔ یہ فرمان حضرت شعیب علیہ السلام کا سن کر ان کی قوم نے جواب میں کہا تو نے تمہارے قائلے یُسْعِبُ مَا نَفَقَهُ كَثِيرًا امَّا تَقُولُ اِنَّا لَنُرَاكَ فَيِّنًا ضَعِيفًا وَلَا رَحْمَتَكَ لَنَرَجُكَ مَا اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ۝ اے شعیب ہم نہیں سمجھتے بہت باتیں جو تو کہتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں تو ہم لوگوں میں کمزور ہے اور نہ ہوتے تیرے بھائی بند تو بھہ کو ہم لوگ سنگسار کر دیتے۔ اور یہ بھی نہیں ہے تو ہم پر کوئی سزا وار ہے۔ اس کے بعد پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اے قوم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اسی کی عبادت کرو اور مجھے اللہ کی جانب سے آیا ہوا نبی تسلیم کرو اور میں جس چیز کو حکم دوں اس کو بھی مانو اور ہر امر میں میرا کہنا مانو۔ ہر چند اور ہر وقت حضرت شعیب اپنی قوم کو نصیحت اور ہدایت کرتے رہے لیکن قوم برابر انکار ہی کرتی رہی۔ جب قوم نے اسی طرح سے حضرت شعیب علیہ السلام کا کہنا نہ مانا اور برابر سرکشی اور اپنی ضد پر مصر رہی تو بہت ہی مجبور و مایوس ہو کر حضرت شعیب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس قوم کے واسطے بددعا کی اس بددعا کے کرتے ہی حضرت جبرائیل علیہ السلام فوراً حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے اے شعیب قریب ہے کہ تمہاری قوم پر خدا تعالیٰ عذاب نازل کرے گا۔ لہذا تم ہوشیار رہو۔ اور جو لوگ تم پر ایمان لائے ہیں ان سب کو لے کر شہر سے باہر نکل جاؤ اور اب اس قوم سے دور رہو اس فرمان الہی کو سن کر حضرت شعیب علیہ السلام اپنے اہل و عیال اور وہ لوگ جو ان پر ایمان لائے تھے وہ سب ملا کر ایک ہزار سات سو آدمی تھے ان سب کو لے کر شہر سے باہر چلے گئے۔ یہ دیکھ کر تمام کافر لوگ ہنسنے لگے اور بولے اے شعیب تم پر کیا مصیبت آپڑی ہے کہاں جاتے ہو یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے شہر والو میں تم سے جدا ہوتا ہوں اور یہ حکم مجھ کو میرے خدا نے دیا ہے اب بعد ا کے حق تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل کرے گا۔ یہ فرمان حضرت شعیب نے اپنی قوم کو سنایا اور پھر وہاں سے چل دیئے۔ تقریباً تین کوس کے فاصلے پر نکل گئے۔ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے انہوں نے آکر خبر دی کہ کل صبح تمہاری قوم پر عذاب خداوندی نازل ہو گا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت شعیب علیہ السلام عبادت الہی میں مشغول ہوئے اور جتنی قوم کفار کی تھی وہ سب اپنے اپنے گھروں میں مورتے تھے اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے



اور خدا کے حکم سے ایک ایسی جمعہ باری کہ تمام کافر شہر میں ہلاک ہو گئے یہاں تک کہ کوئی مریشی بھی نہ رہا اور ایک ایسی آگ نمودار ہوئی کہ تمام لاشوں کو جلا گئی۔ اس عذاب الہی کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام نے دربار الہی میں التجا کی کہ میرے پروردگار میں کہاں جاؤں اور کس جگہ رہوں غیب سے ندا آئی کہ میرے پیغمبر تم اپنے گھروں میں جا کر رہو۔ یہ حکم الہی سن کر حضرت شعیب علیہ السلام اپنی ساری قوم جو آپ پر ایمان لا چکی تھی اور آپ کے ہمراہ تھی ان سب کو لے کر شہر میں آئے اور دیکھا کہ سارے مرد و جل جہن کر خاک ہو گئے ہیں، پھر شعیب علیہ السلام کے دوبارہ آجانے سے شہر مدین آباد ہوا اور وہاں کے اشجار و درخت از سر نو پھر تر و تازہ ہوئے اور خوب پھول و پھل پھلنے لگے۔ اور کثرت سے پیدا ہونے لگے۔ روایت ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو بارہ برس تک شریعت سکھائی اور اپنی قوم کے ہلاک ہونے میں اپنی بد دعا سے بہت افسوس کرنے لگے اور اسی غم میں روتے روتے آنکھیں جاتی رہیں۔ مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نازل ہو کر حضرت شعیب سے کہا اے شعیب تم اپنی قوم کا کیوں غم کھاتے ہو۔ اور اگر تم اپنی آنکھوں کے لئے روتے ہو تو تم کو آنکھیں دے دی جائیں گی اور اگر تم کسی اور کام کے واسطے روتے ہو تو وہ بھی حاصل ہو جائے گا اور اگر تم کو دوزخ کا ڈر ہے تو کچھ اندیشہ مت کرو اور اگر تم دنیا کے لئے روتے ہو تو تم کو دنیا بھی دی جائے گی کیونکہ خداوند قدوس اپنے نیک بندوں پر بہت مہربان ہے۔ یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا اے جبرائیل علیہ السلام میں کچھ نہیں چاہتا ہوں۔ بس ایک آرزو میری ہے کہ خدا کا دیدار ہو جائے۔ حضرت جبرائیل نے یہ سن کر باری تعالیٰ سے عرض کی کہ الہی تو دانا و بینا ہے ٹیب جو کہتا ہے تجھ کو خوب معلوم ہے ندا آئی اے جبرائیل تم اس سے جا کر میری طرف سے کہو کہ ہمارا دیدار تو یتا مت کوئے کا الغرض حضرت شعیب علیہ السلام بارہ برس تک دنیا میں نابینا رہے اور اسی حالت میں پیغمبری کے فرائض انجام دیتے رہے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آپہنچا اور اس کی شرع بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیان میں عرض کر دی گئی اور یہ بھی ایک روایت ہے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کے آنے کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام صرف چار برس اور چار مہینے زندہ رہے اور بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آٹھ برس تک جئے پھر اس کے بعد انتقال فرمایا۔ میں حضرت شعیب علیہ السلام کے بیان کو اس پر اکتفا کرتا ہوں۔

## حضرت یونس علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام بہت مشہور پیغمبروں سے تعلق رکھتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے انہیں  
 نہر ینونا میں جس کو آج کل دمشق کہتے ہیں پیغمبر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اپنے فرائض منصبی کو اتم  
 درجہ تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی اور دعوت الی اللہ میں ہمہ تن مصروف رہے اور  
 خداوند قدوس کی مہربانیوں و انعام اکرام سے لوگوں کو امیدیں دلائیں اور غضب الہی سے  
 بھی ہر طرح ڈرایا لیکن کسی نے بھی فرمانبرداری نہیں کی اور ہمیشہ آپ کی رسالت کی تکذیب کرتے  
 رہے بلکہ دست و زبان سے بھی رنج و اذیت دینا شروع کر دیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت  
 یونس علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام کی اولاد سے تعلق رکھتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں  
 دمشق میں جی بنا کر بھیجا۔ اس جگہ قوم شمد آباد تھی اور وہ سب کے سب بت پرست تھے۔ ایک روز  
 ابو جرحہ بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسالت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت  
 یونس علیہ السلام کی قوم کتنی تھی آپ نے فرمایا ایک لاکھ سے زیادہ تھی اور وہ سب کے سب نافرمان  
 تھے چنانچہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: مَا آتَانَا مِنْهُ إِلَّا بَعْدَ ظَنِّ  
 اٰذِیْنٰ مِیْثُوْنٌ۔ یعنی اور بھیجا اس کو ایک لاکھ تھے اور سب چھوٹے بڑوں کو شمار کیا جائے  
 تو ایک لاکھ سے زائد تھے ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو چالیس  
 برس تک خدا کی دعوت دی۔ اور ہمیشہ کہتے رہے اے قوم کہو لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ یَوْمَ تَنْفَخُ  
 نَسِیْۤیُ اللّٰہِ وہ مردود قوم بھی اس کلمہ کو اپنی زبان پر نہ لائی اور حضرت یونس علیہ السلام  
 یہ کہتی رہی کہ اے یونس اگر ہم کو بارہ بارہ بھی کر دیا جائے تو بھی تم کو نبی اللہ نہ کہیں گے۔ حضرت  
 یونس علیہ السلام اس بات سے بہت مغموم و مایوس ہوئے اور ساری قوم بت پرستی میں مدہوش تھی  
 حضرت یونس علیہ السلام نے ایک دن اپنی قوم کے بڑے بچے میں جا کر قوم سے خطاب کرتے  
 ہوئے فرمایا کہ اے قوم اپنے خالق ارض و سما کو چھوڑ کر کیوں بت پرستی کرتے ہو اور اس میں  
 تمہارے واسطے کوئی بھی نفع کی بات نہیں ہے کیونکہ وہ نہ ضرر کے اختیار رکھتے ہیں۔ اور نہ فائدہ  
 کے وہ تمہارے خود راہنہ بت ہیں۔ لیکن پھر بھی قوم نے قطعاً اس بات پر توجہ نہ دی اور ساری  
 قوم حضرت یونس علیہ السلام سے کہنے لگی کہ ہم تیرے خدا کو نہیں مانتے۔ اور پھر ضد میں آکر حضرت  
 یونس علیہ السلام کو اذیت دینے لگے لیکن باوجود اس قدر اذیت و تکلیف کے حضرت یونس علیہ



علیہ السلام اپنی قوم کو برابر ہدایت کرتے رہے اور ہر وقت ان سے کہتے کہ اے میری قوم خدائے واحد  
 کی عبادت کرو اور تم لوگوں نے جو راہ ضلالت اختیار کر رکھی ہے اس کو فوراً چھوڑ دو اگر تم نے راہ ضلالت  
 نہ چھوڑی تو ہمیں خدائے تعالیٰ اپنا عذاب تم پر نہ نازل کر دے اور مجھے اس بات سے خوف معلوم  
 ہوتا ہے کہ تم لوگوں نے جب یونس علیہ السلام سے یہ تہدید امیر الفاظ سنے تو کہنے لگے۔ اے  
 یونس یہ بناؤ کہ عذاب کیا چیز ہے اور وہ کیا ہوتا ہے یہ تم سمجھ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم ہر  
 دنت کیا کرتی تھی اور حضرت یونس نے ان کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ عذاب آتش  
 و دوزخ ہے یہ جواب سن کر مسخر کے ہلچے میں ان مردودوں نے کہا بھلا اس میں کچھ مفائقہ نہیں  
 آخر حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کی بہت دھرمی اور فدا سے عاجز آگئے۔ پھر جب کوئی  
 ایسی امید نہ رہی کہ قوم کسی وقت بھی دعوت الی الحق کو قبول کر لے گی اور اللہ کے بتائے ہوئے  
 طریقہ پر کامزن ہو جائے گی تو پھر حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے خداوند قدوس سے اس  
 ظالم قوم کے واسطے بد دعا کی، تو نند آئی اے یونس آپ عذاب طلب کرنے میں جلدی مت کرو  
 جب وقت آئے گا تو اس قوم پر عذاب نازل کر دیا جائے گا۔ یہ سنتے ہی حضرت یونس کچھ خفا ہو کر  
 اس شہر سے اپنی قوم کو چھوڑ کر بے رضائے الٰہی چل دیئے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بلا میں  
 مبتلا کیا چنانچہ ارشاد رہا ہے۔ وَذَٰلِکَ النُّوْنُ اِذْ ذُہِبَ مُعَاضِبًا قَطَعَتْ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ  
 عَلَیْہِ فَاٰذٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّٰلِمِیْنَ  
 فَاَسْجَنَآہُ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ النُّعْمِہِ وَکَذٰلِکَ نُنَجِّیُ الْمُؤْمِنِیْنَ  
 بھلا والے کو دیکھو جب چلا گیا غصہ سے لڑ کر اور پس وہ سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے پس پکارا  
 بیچ اندھیریوں کے کہ وہاں کوئی حاکم نہیں تیرے سوائے تو بے عیب ہے بیشک میں تھا  
 گنہگاروں میں، پس قبول کی اس کی پکار اور نجات دی ہم نے اس کو غم سے اور اندھیرے سے اور  
 اسی طرح ہم نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو حضرت یونس علیہ السلام عبادت کے بہت بڑے  
 شوقین تھے اور وہ دنیا سے بالکل الگ تھے۔ حکم ہوا ان کو وہ فوراً پینیس شہر دمشق میں تاکہ وہاں  
 کے مشرک باشندوں کو بت پرستی سے منع کر دیں اور یہ خفا ہو کر چلے راہ میں ایک ندی آئی ایک  
 بیٹے کو کنارے پر چھوڑ کر ایک بیٹے کو کندھے پر لے لیا اور عورت کو ہاتھ پکڑا اور جب وہ  
 پانی میں پہنچے تو ندی کے پانی نے زور کیا تو اتفاقاً اس زور کی وجہ سے عورت کا چھوٹ گیا اور  
 بچہ کے دیکھتے رہ گئے اور جو لڑکا کنارے پر لے لیا تھا اور کسی طرح سے ہاتھ پکڑ لیا اسی

گھبراہٹ میں ندی کے کنارے پر آئے تو وہاں کے سرداروں سے ملے اور ان کو اللہ تعالیٰ باری  
 پہنچایا وہ ٹھٹھا کرنے لگے اور پھر وہ ایک مدت تک وہاں رہے آخر پھر خفا ہو کر اس قوم کے  
 واسطے اللہ تعالیٰ سے بددعا کی اور خود وہاں سے تین دن کا وعدہ کر کے اس شہر سے دور نکل  
 گئے تیسرے دن جب اس قوم پر عذاب الہی آیا تو اس شہر کے سب لوگ جنگل میں نکلے اور سب  
 نے اللہ سے توبہ کی اور بہت ہی گریہ و زاری کی اور تمام اپنے بنائے ہوئے بت توڑ ڈالے اس  
 وجہ سے آیا ہوا عذاب مٹ گیا شیطان نے حضرت یونس علیہ السلام کو خبر دی کہ وہ قوم نوا بھی بھلی  
 ہے اور اس پر کوئی عذاب نہیں آیا۔ یہ خبر سن کر حضرت یونس علیہ السلام اپنے دل میں بہت خفا ہوئے  
 کہ یہ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا۔ اور میں اپنی قوم سے جھوٹا ہو گیا، یہ کہہ کر وہ کسی طرف پھل دیئے اور اللہ تعالیٰ  
 کے حکم کا انتظار نہ کیا چلتے چلتے وہ دریا کے کنارے پہنچے اور وہ ایک کشتی پر سوار ہو گئے۔ جب وہ کشتی  
 دریا کے بہنے میں پہنچی تو بھنور کے چکر کھانے لگی۔ یہ کیفیت دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ بھائی اس کشتی  
 میں کی کا غلام ہے جو اپنے مالک سے خفا ہو کر بھاگا ہوا ہے کشتی والے نے بہت معلومات کی کچھ بھی  
 پتہ نہ چلا آخر قمرہ اندازہ کی گئی تو اس قمرہ میں یونس علیہ السلام کا ہی نام نکلا۔ چنانچہ کشتی والوں  
 نے حضرت یونس علیہ السلام کو دریا میں ڈال دیا تاکہ کشتی بھنور سے بڑک سکے۔ جب حضرت یونس کو دریا  
 میں ڈال دیا گیا تو اسی وقت ایک بڑی مچھلی کو حکم ہوا کہ میرے پیارے بندہ یونس علیہ السلام کو ثابت  
 نکل جا اور کسی طرح سے کوئی گزند نہ پہنچے یہ سنتے ہی ایک بڑی مچھلی حضرت یونس علیہ السلام کے قریب  
 آئی اور وہ ثابت نکل گئی۔ حضرت یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ میں پہنچے تو وہاں شدید اندھیرا  
 تھا اسی اندھیرے میں اپنے رب کو پکارا تو یہ قبول ہوئی اور وہی مچھلی اس دریا کے کنارے آئی  
 اور حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا۔ جس جگہ اس مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا تھا تو  
 اس جگہ پر کوئی سایہ وغیرہ نہ تھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے کوہ کی بیل کو اگایا اور اس بیل کے حضرت یونس  
 علیہ السلام کو سارے کر دیا۔ اور اللہ کی طرف سے ایک ہرنی کو حکم دیا گیا کہ وہ روزانہ حضرت یونس علیہ  
 علیہ السلام کو اپنا دودھ پلایا کرے۔ جب حضرت یونس علیہ السلام کے بدن میں قوت و طاقت آ گئی  
 تو پھر اسی قوم میں جانے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا، اور وہ قوم حضرت یونس علیہ السلام کی آمد  
 کی آرزو مند تھی۔ اور ان کی عورت کو اور لڑکے کو لوگوں نے دریا سے نکال لیا تھا اور ایک لڑکے  
 کو بھڑیے سے بھی چھڑا لیا تھا۔ اب اسی دمشق میں حضرت یونس علیہ السلام کی قبر موجود ہے۔

سوال: اگر کوئی پوچھے کہ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نکل گئی تھی۔ وہ کیسا ماجرا تھا۔ تو اس کا



جواب یہ ہے کہ خدا کو منظور بھی تھا کہ اپنے بندوں کو دکھلا دے کہ میں ناطہ و رشتہ کی سے نہیں رکھتا۔ مگر جو میری اطاعت و فرمانبرداری کرے گا وہ میرا بندہ ہے اور میرا بھیجا ہوا فی تھا اس نے اس نے میرا کہنا نہ مانا اور خفا ہو کر بے حکم میرے چلا گیا اس لئے میں نے اسے مچھلی کے پیٹ میں رکھا تھا تاکہ میرے بندوں کو معلوم ہو جائے کہ بندہ بے حکم کو اسی طرح سزا ملتی ہے، اور ایک دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام خدا کی مرضی نہ دریافت کر کے جلدی غصہ ہوئے اس لئے خدا نے تعالے نے ان کی عبرت کے لئے مچھلی کے پیٹ میں ان کو چند روز رکھا اور اس میں حکمت بھی تھی کہ مومن بندوں کو دکھلا دے کہ عبرت دکھلانے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندے اور پیغمبر کو بھی نہ چھوڑا۔ آخر ان کو بھی نرا کا مستحق ٹھہرایا اور مچھلی کے پیٹ کے اندھیروں میں رکھا پھر یہ سزا دینے کے بعد ان کو نجات دی پس مومن بندوں کو لازم ہے کہ مرضی الہی سے کسی امر میں سرکشی نہ کریں اور ہر آن اس کا شکر یہ ادا کریں۔

الفرض حضرت یونس علیہ السلام کچھ عرصہ وہیں رہے اور پھر چلتے چلتے کسی ندی کے کنارے پہنچے دیکھا کہ لوگ کشتی پر سوار ہو کر پار اترتے ہیں آپ بھی جا کر سوار ہوئے تین تبا نہ روز کشتی پر رہے۔ چوتھے روز تمام دریا میں ایک بارگی اندھیرا ہو گیا اور بڑی بڑی مچھلیاں آکر کشتی کو حرکت دینے لگیں۔ لوگوں نے کہا کہ کوئی گنہگار بندہ کشتی پر سوار ہے۔ اس کو کشتی سے نکال کر دریا میں ڈال دو اور اس کو مچھلی نگل جائے گی۔ شاید ہم لوگ اس ناکہانی آفت سے بچ سکیں کبھی ایسا نہ ہو کہ اس گنہگار کی وجہ سے پوری کشتی ہی دریا میں غرق ہو جائے اور ہم سب دریا میں ڈوب جائیں حضرت یونس علیہ السلام اس بات کو سننے ہی کشتی پر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کشتی والوں سے کہنے لگے کہ بس میں ہی ایک بندہ ہوں مجھ کو ہی دریا میں ڈال دو اور مجھے مچھلی نگل جائے گی۔ سب اہل کشتی نے آپ کی طرف نظر کی اور پھر کہا کہ ہم تو آپ کو درویش صفت دیکھتے ہیں اور عقلمند لوگ کبھی آپ پر بدگمانی نہیں کر سکتے بلکہ بہ نسبت آپ کے ہم لوگ آپ سے ہمیں زیادہ گنہگار بندے ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان کشتی والوں سے کہا کہ میں اپنے مالک خداوند قدوس سے خفا ہو کر اس شہر سے چلا آیا ہوں جس شہر کی طرف مجھے بنی بنا کر بھیجا گیا تھا یہ سن کر اہل کشتی نے ناچار ہو کر اس دریا میں حضرت یونس علیہ السلام کو ڈال دیا اور فوراً ایک بڑی مچھلی نے حضرت یونس کو نگل لیا جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا **فَاَتَلَقَمَهَا فَتَنَفَّسَتْ** وَ هِيَ مَلِيْمَةٌ **۝۱۰** پس نگل لیا اس کو مچھلی نے اور وہ ملامت میں پڑا ہوا تھا۔ اور تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ مچھلی نے حضرت یونس

علیہ السلام سے یہ بات کہی کہ اے پیغمبر خدا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھ کو اچھی طرح پیٹ میں رکھوں اور کسی طرح سے اذیت نہ دوں۔ اور میرا پیٹ اب آپ کے واسطے زنداں ہوا جب خدا چاہے گا۔ تو یہاں سے نکال لے گا اور میرا پیٹ بھی حفاظت سے پاک ہے کیونکہ میں ہر وقت خدا کی یاد میں لگی رہتی ہوں اور میرا کام تسبیح و تقدیس میں مصروف رہنا ہے اور تمہارے واسطے بھی میرا پیٹ عبادت گاہ بنا لے مومنو ذرا غور تو کرو کہ مچھلی کس طرح خدا کی عبادت کرتی ہے اور حضرت یونس پر غور کرو کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں بھی خدا کی عبادت کرتے رہے اور تم لوگ دنیا کے پیچھے اپنے اوقات برباد کرتے ہو کیوں خدا کی عبادت نہیں کرتے اور ہر آن آلائش دنیا میں اپنے کو ڈالتے ہو اور خدا سے دور ہوتے ہو اور اپنی عاقبت خراب کرتے ہو۔ یاد رکھو جو مومن خدا کا پیارا ہوگا وہ البتہ اس کی عبادت میں کثرت سے مصروف رہے گا اور اپنے کو معصیت سے باز رکھے گا۔ الغرض بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مچھلی حضرت یونس علیہ السلام کو نگلی گئی تھی اس مچھلی نے چالیس دن تک اپنا منہ کھلا رکھا تھا کہ کہیں منہ بند کرنے سے حضرت یونس علیہ السلام کو کوئی اذیت نہ پہنچے کیونکہ وہ بندہ خاص خداوند کریم کے ہیں اور مسلسل چالیس روز تک حضرت یونس علیہ السلام نے کچھ کھانا پینا نہیں کھا یا پیا۔ اس وجہ سے بدن کی تاب و طاقت جاتی رہی اور نہایت نحیف و کمزور ہو گئے لیکن اس کمزوری کے باوجود بھی وہ عبادت الہی اور ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے اور اسی ذکر و اذکار کی وجہ سے اللہ رب العزت نے ان کو اس مچھلی کے پیٹ کے اندر صیروں سے نجات دی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ فَلَوْلَا إِحْسَانُكَ يَا مَعْشَرَ الْفَالِغِينَ لَئِيتَ فِي بَطْنِهِمْ لَا يَوْمُ مَرِيضَةٍ عَشُونَ ۖ ترجمہ۔ پس اگر نہ ہوتی یہ بات کہ تھا وہ تسبیح کرنے والوں سے البتہ رہتا مچھلی کے پیٹ میں اس دن تک کہ جب اٹھائے جاویں مرنے یعنی حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر اگر مچھلی کے پیٹ میں خدا کو یاد نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔ پھر انہوں نے کثرت سے اپنے معبود برحق کو یاد کیا اور اسی کی عبادت کی اور ہر وقت تسبیح و تقدیس میں لگے رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات بخشی تو کیا عجب ہے کہ اگر تم بھی خدا کی عبادت و بندگی کرو گے تو آتش و دوزخ سے نجات پاؤ گے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ یا کی تمام مچھلیاں بیمار ہو گئی تھیں۔ تسبیح و تحمیل سے وہ اچھی اور ٹھیک ہو گئیں اور پھر جناب بارہ تعالیٰ سے مچھلیوں نے عرض کی یا رب العالمین تیرے بندے جب بیمار ہو ویں تو تیری رحمت کے علاج سے آرام پائیں اور ہم کو بھی اپنے لطف و کرم کے شفا خاتے سے دار و شفا کی



بتلا دے تاکہ ہم بھی اس سے بچلے اور ٹھیک ہو جائیں۔ تب باری تعالیٰ سے ارشاد ہوا کہ اسے  
 پھیلو! یونس جس بھیل کے پیٹ میں تھا تم اسے جاکر سونگھا کیجو! ہر مرض سے شفا پاؤ گی، اور  
 پھر کبھی بیمار نہ ہو گی۔ چونکہ اس بھیل نے حضرت یونس علیہ السلام کی صحبت پائی ہے اور چالیس  
 سال تک حضرت یونس کو اپنے پیٹ میں رکھا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس بھیل کے پیٹ میں  
 جمیع امراض پھیلنے کی دوا کر دانی یعنی جو بھیل بیمار ہو جائے وہ اس بھیل کے پاس جاکر اس کو  
 سونگھے بفضل خدا اس کو آرام ہو جائے گا لہذا یہاں پر یہ ضروری گزارش ہے کہ اسے مومن بھائیو!  
 جو شخص خدا اور رسول کی محبت اور رضا پر رہے گا اور اس کا حکم بجالائے گا تو امید قوی ہے کہ عذاب  
 و دوزخ سے وہ نجات پائے گا اور حضرت یونس علیہ السلام کے بھیل کے پیٹ میں جانے کی دوسری برہم  
 تھی کہ دریا کی مچھلیاں اپنی تسبیح و تحمیل سے فخر کرتی تھیں کہ ہم تسبیح پڑھتے ہیں اور عبادت کرتے  
 ہیں تیری فاضل ترین مخلوق ہیں یہاں تک وہ اپنے آپ کو بنی آدم سے بہتر سمجھتی تھیں۔ اس چیز  
 کو دکھانے کے لئے حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو بھیل کے پیٹ میں قید فرمایا اور  
 پھر کہا اے پھیلو دیکھو تو یونس کی جگہ تک و تاریک میں ہمارا نام لیتا ہے اور تم تو جائے آرام  
 میں رہ کر ہمارا ذکر کرتی ہو۔ پس اس کی عبادت فضیلت رکھتی ہے تمہاری عبادت پر۔ جب حضرت  
 یونس علیہ السلام کے حال عبادت سے دریا کی مچھلیاں آگاہ ہو جائیں گیں تو پھر خدا کی دیکھا کہ میں شرمندہ  
 ہو گئیں۔ خبر ہے کہ چھ پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے سخت آزمائشوں میں مبتلا کیا تھا تو بھی انہوں  
 نے اپنی حالت مصیبت میں اپنے خالق کی بندگی نہ چھوڑی اور تمام ارض و سما کے فرشتے اور بنی آدم کو  
 اللہ رب العزت نے دکھلایا اور تنبیہ کی کہ دیکھو کبھی کسی مصیبت میں ہمارا بندہ مبتلا رہا پر ہم کو نہ بھولا  
 یاد کرنا رہا تو اس کے حلے میں ہم نے اس کو نجات دی۔ چنانچہ پہلے حضرت نوحؑ پر تنبیہ کہ ان کی قوم کے  
 سبب سے رنج و بلا میں گرفتار کیا تھا اور پھر ان کو اس سے نجات دی۔ اور دوسرے ابراہیمؑ خلیلؑ  
 کو آگ میں ڈالا۔ دوستی اور صدق اعتقاد ان تمام فرشتوں اور خلائق کو دکھلایا پھر ان کو بھی  
 ہم نے نجات دی۔ تیسرے حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر کو بھیل کے پیٹ میں رکھا تھا۔ پھر ان کو نجات  
 بخشی۔ چوتھے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں اور زندان میں اور غلامی میں ان سب بلاؤں اور  
 مصیبتوں میں مبتلا کیا تھا تو بھی انہوں نے ان مقامات میں برابر خدا کی عبادت کی اور خدا کی عبادت  
 سے کبھی غفلت نہ برتی۔ پھر ہم نے ان تمام مصائب سے نجات دی اور پانچویں حضرت ایوب علیہ السلام  
 کو بیماری میں مبتلا کیا تھا۔ ایسا کہ ان بدن میں آبلے پڑے کہ ان میں کیڑے پڑ گئے تھے باوجود اس

نخت تکلیف کے حضرت ایوب علیہ السلام نے خدا کی عبادت نہ چھوڑی۔ پھر خداوند قدوس نے اپنی کرم نوازی سے ان تکالیف سے نجات بخشی اور چھپے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذیاب مبارک شہید ہوا اور غار میں رہے اور شب معراج میں ساتویں آسمان میں سے لامکاں پر تشریف لے گئے یہ صدق محبت ان کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت آسمان کے فرشتوں کو دکھائی۔ اس حالت میں بھی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند قدوس کی اطاعت نہ چھوڑی تب اللہ تعالیٰ نے ان کو مقرب تر مقربین اور مکرم تر مکرمین سے کیا تاکہ عالم بالا کو معلوم ہو کہ سب سے زیادہ بزرگی اور شرافت اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو دی ہے اور کسی کو نہیں دیں۔ الغرض اس مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں لے کر سات سمندر پھیر آیا اور تمام قدرت الہی کو دربار میں دیکھی اور تقریباً چالیس دن کے بعد حضرت یونس علیہ السلام نے خصوصیت سے اللہ تعالیٰ کو پکارا اور بہت ہی گریہ وزاری کی، ان الفاظوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نقل فرمایا ہے ارشاد ہوا کہ تَعَالَى يَوْمَ هُوَ خَتَاوِي فِي الظُّلُمَاتِ اَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ ۝ ترجمہ! پس پکارا یونس نے ان اندھیروں میں کہ کوئی حاکم نہیں ہے سوائے تیرے تو بے عیب ہے اور بیشک میں گنہگاروں میں سے ہوں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام اس وقت چار تاریکی میں تھے ایک تاریکی ذلت و خواری کی اور دوسری رنج و عذاب اور تیسری قصر دریا۔ اور چوتھی تاریکی مچھلی کے پیٹ میں تھے۔ بمصداق اس آیت شریفہ کے۔ مَا سَجَّيْنَا لَهُ وَجَعًا مِّنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ ۝ ترجمہ! پھر سن لی ہم نے اس کی پکار اور نجات دی ہم نے اس کو اس غم سے اور ہم اسی طرح نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو حضرت یونس پس اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس مچھلی کے پیٹ سے باہر خشکی پر آئے اور اس نصیحتانہ آزمائش سے نجات ہو گئی تو حضرت یونس نے اس کے شکرانہ میں چار رکعت نماز ادا کی۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ وہ چار رکعت جو حضرت یونس نے بطور شکرانہ ادا کی تھیں وہ عصر کی نماز تھی اور اس نفل نماز کو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے واسطے فرض کر دیا۔ اور جس قوم سے حضرت یونس علیہ السلام خفا ہو کر شہر سے نکل گئے تھے پیچھے ان کے خدا نے ان پر عذاب نازل کیا اور انک ایک آگ غضبناک آسمان سے مثل آب سرخ کے نازل ہوئی اور وہ آٹا خانان کے سردوں پر آجڑ ہوئی۔ اور وہ مارے خوف کے سب کے سب ایک میدان میں جا کر وہ فرقوں میں تقیم ہو گئے یعنی ایک فرقہ بوڑھے اور جوانوں کا اور دوسرا فرقہ عورتوں اور لڑکوں کا اور ایک جگہ پر تمام موشیوں کو جمع



کہہ دیا۔ اس کے بعد سب نے اپنے اپنے سروں کو نکالا اور پھر سب گئے سب مسجد میں گر گئے  
اور بہت ہی زیادہ خدا کے دربار میں تضرع و گریہ و زاری کی اور خدا سے دعا مانگی اور ساتھ ہی ساتھ  
یہ بھی اتار کر کہتے جاتے تھے کہ یا نبی اب ہم تیرے پیغمبر کی باتیں ضرور مانیں گے اور ہم نے اب  
توبہ کی تو اب ہم کو اس پلانے کا پانی سے نجات دے اگرچہ ہم سب عذاب کے مستحق ہیں تو یہی  
ہماری توبہ قبول کرنے والا ہے۔ درہم و عذاب سے نجات دینے والا ہے۔ جب اس طرح انہوں  
نے تضرع و گریہ زاری کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اس بلا و عذاب سے نجات  
دی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا  
قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آَمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ غِيظَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ  
الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ترجمہ - سو نہ ہوئی بستی کہ یقین لاتی پس کام آتا ان  
کو یقین لانا مگر یونس علیہ السلام کی قوم جب وہ یقین لائی کھول دیا ہم نے ان سے ذلت کا عذاب  
دنیا کی زندگی میں اور کام چلایا ان کا ایک وقت تک دنیا میں حالانکہ عذاب دیکھ کر یقین لانا کسی  
کو کام نہیں آیا مگر قوم یونس علیہ السلام کو اس واسطے کہ ان پر عذاب کا حکم نہ پہنچا تھا۔ حضرت  
یونس علیہ السلام کی کتابی سے صورت عذاب نمودار ہوئی تھی، پھر وہ لوگ حضرت یونس علیہ السلام  
پر ایمان لے آئے اس وجہ سے وہ عذاب سے بچ گئے اور اس کے بعد پوری قوم نے حضرت یونس  
علیہ السلام کو بہت تلاش کیا انہوں نے کہیں نہیں پایا اور ساری قوم نے مل کر اللہ رب العزت سے  
دعا مانگی۔ کہ پھر اس پیغمبر کو ہماری قوم میں بھیجے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی دعا کو قبول فرمایا  
اور مچھلی کو حکم دیا کہ میرے محبوب بندے کو دریا کے کنارے خشک زمین پر جا کر اٹکل دے۔ یہ  
حکم سن کر مچھلی فوراً دریا کے کنارے پر گئی اور خشک و سوکھی ہوئی زمین پر حضرت یونس علیہ السلام کو  
اس مچھلی نے اٹکل دیا اس وقت حضرت یونس علیہ السلام کے تمام اعضا نازک و ضعیف ہو رہے تھے  
کچھ کھا نا بچنا نہ کھا سکتے تھے اور آپ کو سایہ کی منت ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اپنے  
فصل و کرم سے ایک درخت کدو کا پیدا کر دیا حضرت یونس علیہ السلام اسی کو کھاتے اور اسی کے  
سایہ تلے دھوپ سے بچاؤ پا کر آرام کرتے۔ چنانچہ اسی طرح پر حضرت یونس علیہ السلام مسلسل  
چالیس دن بلب دریا کدو کی بیل کے نیچے آرام کرتے رہے پھر کچھ بم میں قوت سیٹی۔ بعد اس کے اللہ  
تعالیٰ کے فرمان کے مطابق پھر اسی قوم کی طرف تشریف لے گئے۔ ارشاد ربانی ہے۔ وَبَيْنَا  
بَانِعًا أَوْ هَدًى سَقِيمٌ ؕ وَ أَنْتَبْنَا مِنْ شَجَرَةٍ مِّنْ بَقْعٍ طِينٍ ؕ ذَٰلِكَ سَلَكُنَا

اِلٰی مَاشَۃً اَلْفِ اَوْ سَبْعِۤیْنَ ذَنْۢۙ فَاَمَنُوْۤا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰی حَبْنِہٖ ثُمَّ اِلٰی  
 دَالِ دِیَاسِہِمْ نَہِ اِسْ کُوہِیْنِ گَھاسِ زَیْنِ اور وہ بیمار تھا اور گایا ہم نے اوپر اس کے ایک درخت  
 میل والا یعنی کدو کا درخت اور بھیجا ہم نے اس کو ایک لاکھ آدمیوں کی طرف بلکہ اس سے بھی زیادہ  
 کی طرف پس وہ لوگ ایمان لائے اور ہم نے ان لوگوں کو ایک مدت تک فائدہ دیا اور وہ یہی وہ  
 قوم تھی جو حضرت یونس علیہ السلام کی ہدایت سے روکتی تھی اور پھر جب ایمان لے آئے وہ لوگ  
 تو یہی قوم حضرت یونس علیہ السلام ————— تو یہی قوم حضرت یونس علیہ السلام  
 کو تلاش کرتی تھی۔ پھر کچھ عرصہ میں حضرت یونس علیہ السلام ان کے پاس جا پہنچے تو ان کو بڑی خوشی ہوئی  
 اور حضرت یونس علیہ السلام کو اس شہر کے داخلے کے وقت سارے قوم بڑے تزک و احتشام سے لے  
 گئی اور پھر حضرت یونس علیہ السلام سے ان لوگوں نے شریعت سیکھی تقریباً حضرت یونس علیہ  
 السلام اس قوم میں اکتیس برس تک رہے پھر حضرت یونس علیہ السلام نے انتقال فرمایا اور وہ پیغمبر  
 مرسل تھے جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ یُّوْسُفَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝  
 تحقیق یونس البتہ پیغمبر مرسلوں میں سے تھے۔ جناب باری تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ  
 وسلم کو باری الفاظ ارشاد فرمایا۔ فَاَصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ لَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتُ  
 اِذْ نَادٰی وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ۝ ترجمہ۔ اور راہ دیکھیے اپنے رب کے حکم کی اور مت  
 ہونا اس جیسا کہ مچھلی والے نے جب پکارا تو وہ غم میں بھرا ہوا تھا۔ پس اے مومنو! جبکہ  
 یونس علیہ السلام چالیس روز مچھلی کے پیٹ میں رہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو صاحبِ حوت  
 فرمایا یعنی مچھلی کے یار۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسولِ خدا صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں رہے اور وہ یارِ غار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے یعنی کے  
 کے کافروں نے جب حضرت کا بیچھا کیا تو پھر آپ مجبوراً حضرت ابوبکر صدیق کو لے کر مکہ کے  
 نزدیک ایک پہاڑ پر جا کر ایک غار میں ٹھہر گئے اور ایک رات اور ایک دن گزارنے کے بعد  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع ابوبکر صدیق کے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ  
 نے ارشاد فرمایا۔ اِذْ اَخْرَجَہُ السَّیِّدُیْنِ کَفَرُوْۤا فَاِیُّ اٰتَمِیْنِیْ سَادَۃً ۙ اِھْمَا فِی الْغَارِ  
 اِذْ یَقْمُوْنَ لِصَاحِبِہِمْ لَا فَحْشُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ۙ تَرْجَمَہُ۔ جس وقت ان کو نکالا  
 کافروں نے دونوں تھے غار میں تو ان میں سے ایک کہنے لگے اپنے رفیق کو تو غم نہ کھائیوں کہ



اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، پس رفیق غار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جس دن ہجرت کی مکہ سے مدینہ منورہ میں اور بعض اصحاب حضرت کے آگے نکل گئے اور بعض حضرت کے پیچھے تھے۔ اے ایمان والو! اپنا پیشوا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جانو تاکہ ہم سب نجات پا سکیں۔

## حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام بھی بہت پیغمبروں کے سے ہیں اور ان کے سلسلے نسب سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام بہت قریب ہی رشتہ میں حضرت عیسیٰ کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی طبیعت نہایت حلیم الطبع اور نیک صالح اور اعلیٰ درجے کے صابر تھے آپ کا وطن ملک شام تھا، افریقہ بن یوسف کی بیٹی سے شادی ہوئی تھی اور یہ ان کا معمول تھا کہ وہ روزانہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے بغیر وہ خود بھی کھانا نہ کھاتے تھے اور اسی طرح سے وہ جب کوئی نیا کپڑا استعمال کرنا چاہتے تھے تو پہلے دس مسکینوں کو کپڑا پہناتے پھر خود پہنتے تھے۔ کیرڑوں کی بلا میں مبتلا ہونے سے قبل وہ مرتبہ نبی بنائے گئے تھے لیکن اس ابتلا کے بعد وہ مرسل بنائے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مال و فرزند عنایت کئے تھے غرض کہ وہ دنیاوی زندگی میں ہر طرح سے خوش تھے اور وہ کثرت سے خداوند قدوس کی شب و روز عبادت و بندگی میں لگے رہتے تھے چنانچہ ایک دن شیطان مردود نے یہ دیکھ کر خدا کی درگاہ میں عرض کی اے رب تیرا بندہ ایوب جو اتنی عبادت کرتا ہے اور لوگوں سے جو سلوک کرتا ہے صرف یہ دولت اور فرزندوں کے باعث ہے کیونکہ تو نے اس کو مہبت و دولت اور فرزند دیئے ہیں اگر ایسا نہ کرتا تو وہ قیری عبادت اتنی زیادہ کبھی نہ کرتا۔ پس ہم کو اس کے پاس جانے کی اجازت دے دی جاؤں پھر دیکھیں کہ قیری عبادت و بندگی کیونکر کرتا ہے اور پھر کسی طرح ثابت قدم رہتا ہے ہم اس کو کسی راستے سے گمراہ کر دیں گے۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ان کے پاس جانے کی اجازت دیدی تاکہ حضرت ایوب کو آزمایا جائے۔ شیطان یسین خوش ہو کر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا تو دیکھا حضرت ایوب عبادت الہی میں مشغول ہیں۔ بہر صورت شیطان یسین نے چاہا کہ میں حضرت ایوب کو کسی طرح سے مغالطہ دوں مگر وہ کسی طرح سے حضرت ایوب کو مغالطہ نہ دے سکا آخر منہ موڑ کر مردود یسین چلا گیا۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ فرشتوں نے ان کی عبادت و بندگی دیکھ کر تعجب کیا اور جناب باری تعالیٰ نے ہی عرض کی کہ حضرت ایوب علیہ السلام مال و دولت

زن و فرزند پانے کے سبب تیری بندگی کرتے ہیں اور تو نے ان کو دنیا میں ہر طرح سے آرام دے رکھا ہے اسی لئے وہ اولے شکر کرتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے فرشتے! تواطاعت و بندگی اس کی عوضِ دولت کے نہیں، بلکہ وہ تو خاص میرے لئے ہے اور جو نعمتیں میں نے اس کو دی ہیں اس کے شکر یہ ہیں وہ ضرور میری بندگی کرے گا اور وہ ہر حال میں ہماری رضا پر شاکر و صابر ہے اور یہ بھی تم یاد رکھو کہ جس طرح وہ اس وقت میرا مطیع و فرمانبردار ہے حالتِ فقری میں اس سے زیادہ وہ میرا مطیع و فرمانبردار ہوگا روایت کہ حضرت ابوبکر علیہ السلام نے بذاتِ خود برائے آزمائش کے بلا و مصیبت اپنے اوپر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کہ میری تھی تاکہ ہر ایشانی کی حالت میں اور زیادہ اپنے رب کا شکر ادا کروں اور مجھے میرا پروردگار صابر و صلیب میں نسا مل کرے اور میں بہت زیادہ ثوابِ عظیم کا مستحق ہو جاؤں بذریعہ وحی کے حضرت ابوبکر علیہ السلام کو بتایا گیا اے ابوبکر تو مجھ سے صحت و تندرستی مانگتا، بجائے اس کے تو نے رنج و بلا طلب کیا۔ حضرت ابوبکر علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے مؤذبانہ عرض کی کہ اے میرے رب میرے لئے مصیبت تیری بہتر ہے صحت و عافیت سے پس تجو ایش اپنی مرضی مرضی میں گرفتار ہوئے مرضی الہی سے ان کے تمام بدن میں پیچھو لے پڑ گئے اور پھر ان میں کیرے بھی پڑ گئے اور ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکر علیہ السلام کو کسی نے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال و فرزند اور دنیاوی نعمتیں عطا فرمائی ہیں تو اس کے جواب

میں حضرت ابوبکر علیہ السلام نے اس سے کہا کہ بھائی ہم تو اس کے عوض میں بہت زیادہ اس کی عبادت و بندگی کرتے ہیں یہ کلام حضرت ابوبکر کا اللہ تعالیٰ کو مانگا اور برا معلوم ہوا۔ چنانچہ اسی کلام کی پاداش میں حضرت ابوبکر کو زخموں کے کیروں کے مرضی میں مبتلا کیا۔ اور یہ بھی بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اول نقصان مال و ارباب کا ہوا اور اس کے بعد فرزندوں کی جدائی ہوئی اور پھر ایک ایک یہ تمام آرام و آسائش کی چیزیں جاتی رہیں کیر تک ان کی اولاد تو چھت کے تلے دب کے مر گئی ہے اور پھر اس کے بعد چالیس ہزار بھیڑ بکری ہانچی گھوڑے اونٹ گائے بیل مویشی تھے وہ سب مر گئے پھر اس کے بعد بابائوں نے آکر حضرت ابوبکر علیہ السلام کو بھر دی تو آپ اس وقت عبادتِ الہی میں مشغول تھے۔ بعد فراغتِ عبادتِ الہی سے ان لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ آپ کی بھیڑ بکریاں میدان میں جتنی تھیں غیب سے الگ آئی وہ سب کو جلا گئی۔ حضرت ابوبکر نے اس کے جواب میں کہا



کہ کیا کروں جس کی چیز تھی اس نے اس کو جلا دیا یہ کہہ کر وہ پھر عبادت الہی میں مشغول ہو گئے۔  
پھر اس کے بعد ایک آگ آئی اس نے جتنے گائے بیل تھے سب کو جلا دیا۔ چرواہے نے آکر حضرت  
ایوبؑ کو خبر دی کہ اے اللہ کے بچا آپ کے گائے بیل جتنے میدان میں تھے وہ سب نظر آتش  
غیب ہو گئے۔ یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام پھر عبادت الہی میں مشغول ہو گئے اس کے بعد تیراؤں  
نے آکر حضرت ایوب علیہ السلام کو خبر دی کہ اے حضرت جتنے ہزار اونٹ آپ کے تھے وہ سب کے  
سب جل گئے۔ یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا مرنے والی ہی ہے میں کیا کروں۔ پھر کچھ دیر  
کے بعد ہی سائیموں نے آکر کہا اے حضرت جتنے آپ کے گھوڑے تھے وہ سب مر گئے کوئی بھی نہ  
بچا۔ پھر حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم تو ای میں راضی ہیں جس میں ہمارا خدا راضی ہے۔ سوائے  
مشیت الہی کے کوئی چارہ نہیں بعد اس کے تمام اسباب و اثاث گھر دروازے فرش و فرش چیت  
پر دے سب آگ سے جل گئے۔ غرضیکہ کوئی چیز باقی نہ رہی۔ اور اس وقت حضرت ایوب علیہ السلام  
خدا کی عبادت میں مشغول تھے، شعلہ آگ کے ان کے سامنے آکر گرے لوگوں نے گھبرا کر حضرت  
ایوبؑ سے کہا کہ اے حضرت آپ کیا دیکھتے ہیں اب تو کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ یہ سن کر آپ مکرائے  
اور آپ نے فرمایا لوگو! خدا کا شکر ہے کہ ہنوز جان باقی ہے بہر حال جو ہے وہ بہت بہتر ہے  
پھر دوسرے دن چار بیٹے تین بیٹیاں معلم صاحب کے پاس پڑھتی تھیں اتفاقاً معلم صاحب کسی کا  
کو مکتب سے باہر گئے ہوئے تھے تھوڑی دیر بعد جب واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ لڑکے و  
لڑکیاں چھت کے گرنے سے دب کر مر گئے۔ یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام سے عرض کی کہ اے  
حضرت آپ کی اولاد سب کی سب چھت گرنے سے دب کر مر گئی۔ یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام  
نے فرمایا کہ وہ سب شہید ہوئے، غرض زن و فرزند مال و متاع گھر بلکہ سب جاتا رہا کوئی چیز باقی  
نہ رہی۔ غم فرزندوں سے صبر کرتے اور اپنی بیوی کو سمجھاتے اور یہ کہتے تھے کہ اَلْقَبْرُ مَقْتًا حُ  
الْقَدْرُ جَم۔ یعنی صبر کرنا دگر کی کفنی ہے پھر ایک ہفتہ کے بعد حالت نماز میں ہی ان کے جسم میں  
ایک پھپھو لاپٹا اور پھر اس سے زخم پیدا ہو گیا اور یہاں تک کہ تمام بدن سگھوشت شرم میں کپڑے  
پڑ گئے اور باوجود اتنی سخت تکلیف اور پریشانی کے پھر بھی خدا کی عبادت و بندگی میں سستی نہ کرتے  
تھے بلکہ اور زیادہ عبادت میں مصروف رہتے اور حالت اس درجہ خراب ہو گئی کہ ایک ہی جگہ  
پڑے بہتے اٹھنے۔ میٹھے بننے جلنے کی طاقت نہ تھی۔ اسی طرح سے چار برس تک ذی فرش  
رہے یہاں تک کہ آنکھوں میں بھی کپڑے پڑ گئے تھے۔ خوبش وافر باپتے بیگانے غلے والے

ان سے نفرت کرنے لگے سب سے رشتہ چھوٹ گیا، چار بیویاں تھیں وہ بھی مطلق ہو گئیں۔ صرف ایک بیوی جس کا نام رحیمہ تھا وہ بہت نیک بخت تھیں وہ ہر وقت حضرت ایوب علیہ السلام کی خدمت کیا کرتی تھیں اور انہوں نے حضرت ایوب سے کہا کہ جس طرح میں آپ کی صحت و تندرستی میں اور دولت و نعمت کھانے پینے میں شریک حیات تھی اب اس مصیبت میں بھی انشاء اللہ ہر وقت آپ کی شریک حیات رہوں گی۔ اور مجھے امید ہے کہ آخرت میں میری بجات کا سبب ہو گا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پس اسی پریشانی و مصیبت میں سات برس گزرے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو اسی مرض میں تقریباً اٹھارہ سال گزرے یعنی ان کے تمام بدن کے زخموں میں کیڑے پڑ گئے تھے اور ان لوگوں نے کہا ان زخموں کی بدبو کی وجہ سے غلہ میں نہیں رہ سکتے اور ہم یہ بھی ڈرتے ہیں کہ خدا خواستہ الگو ان کی بیماری ہم میں سرایت کر گئی تو ہم سب بھی اسی مرض میں گرفتار ہو جائیں گے۔ ان وجوہات کے سبب حضرت ایوب کو اس قریہ میں رہنے نہ دیا اور خویش و اقربا کسی نے بھی نہ بوجھا صرف حضرت ایوب علیہ السلام کی ایک بیوی جن کا نام رحیمہ تھا۔ اور دو شاگرد ان کے پاس رہے ان لوگوں نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ایک ٹاٹ میں لپیٹ کر ایک گھاؤں سے دوسرے گھاؤں میں لے جا کر رکھا۔ پس یہ حالت دیکھ کر بہت روتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا اللہ ہماری سرداری کہاں لگئی اور زن و فرزند اور میرے عزیز و اقارب کہاں گئے آج کوئی کام نہیں آتا مگر صرف تو ہی میرا مالک اور رحم کرنے والا ہے۔ یہ خرابی میرے اندر ہے کہ لوگ اپنے گھاؤں سے مجھے دور کرتے ہیں۔ پھر وہاں سے اٹھا کر تیسرے گھاؤں میں رکھا تو وہاں کے لوگوں نے جب حضرت ایوب علیہ السلام کو دیکھا تو نفرت کرنے لگے اور پھر اپنے گھاؤں سے بھی نکال دیا۔ آخر دونوں شاگردوں نے ان کو ناچار ہو کر ایک میدان میں لے جا کر ایک درخت کے سایہ تلے رکھا اور وہ دونوں شاگرد چند روز کے بعد واپس اپنے اپنے گھروں پر چلے گئے صرف ان کی بیوی رحیمہ ان کی خدمت میں رہیں۔ کہتے ہیں کہ بی بی رحیمہ ہر روز حضرت کو اس میدان میں اکیلا جھوڑ کر محلے میں جا کر محنت و مشقت کر کے اور جو کچھ ملتا وہ لاکر کھلاتیں اور پھر دست بستہ خدمت میں رہتی تھیں۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ اپنی مادت کے موافق گھاؤں میں نکل گئیں کہ کچھ محنت و مشقت کر کے اپنے معتمد شوہر کو کھلائیں اس دن کسی نے بھی حذروری میں نہ بلایا۔ آخر شام کے وقت نہایت حیران پریشانی مایوس ہو کر اپنے دل میں کہنے لگیں کہ آج خالی ہاتھ کس طرح شوہر کے پاس جاؤں گی اور ان کو کیا کھلاؤں گی خدا یا آج مجھ کو کہیں سے کچھ دے



یہ کہہ کر ایک عورت کافر کے پاس گئیں۔ سوال کیا کہ اسے بی بی محمد کو آج کھانے پکانے کو کچھ نہیں ہے تم محمد کو کچھ دے دو تاکہ میں اپنے شوہر کی جاکر خبر لوں کیونکہ وہ شدید مرض میں مبتلا ہے اسی کو کھلاؤں گی اور کل جو مزدوری ہوگی اس سے میں اراکمروں کی وہ کافرہ عورت بولی کہ کل میرا کچھ کام نہیں ہے مگر تیرے سر کے بال مجھ کو بہت خوش نظر آتے ہیں۔ تھوڑے سے کاٹ کر مجھ کو دے جا تب تجھ کو کھائے کو دوں گی۔ بی بی رحیمہ یہ سن کر رو پڑیں اور نہایت عاجزی و انکساری سے کہنے لگیں اے بی بی اس بات سے مجھ کو معاف رکھ شوہر میرا بیمار ہے طاقت بالکل نہیں ہے بجائے عساکے میرے ان بالوں کو پکڑ کر نماز کے لئے اٹھتا بیٹھتا ہے آخر بہتیرا سمجھایا لیکن اس کافرہ عورت نے یہ بات نہ مانی اور بی بی رحیمہ نے ناچار ہو کر اپنے سر کے بال کاٹ کر اس کافرہ عورت کو دے دیے اور اس کافرہ عورت سے اپنے شوہر کے واسطے کھانے کو لائیں اس وقت شیطان مردود نے بصورت پیر مرد کے حضرت ایوب علیہ السلام سے جا کر کہا کہ تیری بیوی کو غلامی عورت نے بدکاری کی چوری میں پکڑ کر سر کے بال کاٹ ڈالے ہیں۔ حضرت ایوب یہ سن کر بہت غمگین ہوئے اور اس پریشانی کی حالت میں بہت روئے۔ کہتے ہیں کہ اس بات کو سن کر جی تدر روئے تھے وہ اٹھارہ سال کی بیماری میں ایسا کبھی نہیں روئے مگر شیطان علیہ اللعنة کی ہمت دینے سے اپنی بیوی بد روئے اور قسم کھا کر عہد کیا کہ میں اگر اس بیماری سے آرام پاؤں گا تو اپنی رحیمہ کو تدر سے ماروں گا اور بعض علماء مورخین لکھتے ہیں کہ بال کاٹنے کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ بعض روایتوں میں یوں ہے کہ بی بی رحیمہ گاؤں سے محنت و مشقت کر کے حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے کچھ نہ کچھ لے آتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ راستے میں شیطان مردود سے ملاقات ہو گئی شیطان بولا تم کون ہو کہاں سے آتی ہو اور کہاں جاؤ گی ایسی پریشان خاطر کیوں ہو۔ بی بی رحیمہ نے کہا میرا شوہر سخت بیمار ہے اور اس قدر نحیف ہے کہ اس میں جس دھرت کی بھی طاقت نہیں بلکہ صاحب فرش ہے اس لئے میں سخت پریشان ہوں کیا کروں۔ پس شیطان لعین نے ان سے کہا کہ میں ایک دوام کو بتاتا ہوں اگر تم اس کو اپنے عمل میں لاؤ گی تو تمہارا شوہر بہت جلد اچھا ہو جائے گا اور وہ یہ ہے کہ اگر سو را اور شراب استعمال میں لاؤ گی تو البتہ بہت جلد آرام ہو جائے گا اور مرض بالکل جاتا رہے گا اور یہ بہت اچھی دوا ہے۔ پس بی بی رحیمہ حضرت ایوب کو جاکر بولیں کہ اے حضرت ایک شخص پیر مرد سے میری ملاقات راستہ میں ہوئی تو میں نے تمام حال آپ کا ان سے ظاہر کیا اور انہوں نے مجھ کو ایک دوا بتلائی ہے حضرت ایوب علیہ السلام

نے یہ بات سن کر کہا کہ وہ دوائی کیا بتائی ہے۔ وہ بولیں اگر آپ شرب اور نور کے گرفت کو استعمال میں لاویں گے تو فوراً آرام ہو جائے گا۔ یہ بات سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے ذرا غصہ نہ کیا اور کہا اے رحیمہ تو مجھ کو کہنا کہ کتنا چاہتی ہے۔ اس وقت حضرت ایوب علیہ السلام انہیں کھا کر بولے کہ اگر میں آرام پاؤں گا اور بالکل ٹھیک ہو جاؤں گا تو مجھ کو سو گز می مار دیں گا۔ کیوں تو نے ایسی بات کہی۔ اس کے بعد دربار خداوندی میں بہت ہی تضرع و زاری کی اور کہا یا اللہ میں نے اتنے دن بیماری میں برداشت کئے اور صبر کیا اب مجھ میں صبر کی طاقت نہیں رہی اور اے میرے مولا تو مجھے اس مصیبت و بلا سے نجات دے اور میں بہت زیادہ غم اٹھا چکا ہوں اب مجھ پر رحم کر اور اپنا رحم فرما۔

**سوال۔** حضرت ایوب علیہ السلام نے اتنے برس صبر کیا آخری درجہ میں کیوں رہے؟  
**جواب۔** حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس میں کئی روایات ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ حضرت ایوب علیہ السلام گمے رونے کا سبب یہ تھا کہ ان کے دو شاگرد حقے قراتیوں میں سے جو ہمیشہ حضرت ایوب علیہ السلام کی عیادت و تیماردی میں آیا کرتے تھے ایک روز کہنے لگے کہ حضرت ایوب اگر کوئی گناہ نہ کرتے تو خدا ان کو مرض میں کیوں گرفتار کرتا اور اللہ تعالیٰ عادل ہے بے گناہ کو نہیں پکڑتا ہے۔ تب حضرت ایوب اس بات کو سن کر بہت متنگین ہوئے اور رو کر کہنے لگے یا الہی تجھ کو خوب معلوم ہے میرے گناہوں کا حال اور دوسری ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک دن دو کیرے ان کے زخم سے باہر نکل گئے تو حضرت ایوب علیہ السلام نے ان دونوں کیروں کو پکڑ کر اسی گھاؤ میں رکھ دیا اور کہا کہ اپنی جگہ میں رہو تب وہ ایسا کاٹنے لگے کہ ابتداء بیماری سے اٹھارہ برس تک ان کو کبھی ایسا درد نہ پہنچا تھا جناب باری تعالیٰ میں فریاد کی قولہ تعالیٰ **وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ ۖ إِنَّنِيَ مَسْتَجِيءُ الضُّعْفُ وَأَنْتَ أَزْهَقُ الرَّاحِمِينَ** ترجمہ۔ اور ایوب نے پکارا جس وقت اپنے رب کو الہی بیشک پہنچا ہے مجھ کو درد اور تو ہے مہربان رحم والوں سے رحم والا۔ تب حضرت جبرائیل نازل ہوئے اور انہوں نے حضرت ایوب علیہ السلام سے عین کی کہ اے ایوب تم کیوں روتے ہو تو انہوں نے کہا کہ میں اس کیرے کے کاٹنے سے بیتاب ہوا ہوں اور اس کا کٹنا برداشت نہیں کر سکتا اور میں نے اٹھارہ برس سے ایسی تکلیف نہیں اٹھائی اس کے جواب میں حضرت جبرائیل نے ان سے کہا کہ اے ایوب تم نے تو آپ سے اس عین کو خرا سے ہٹا دیا ہے اور جو کیر آپ کے زخم سے باہر ہو گیا تھا اس کو



بھی تو نے اپنے آپ اٹھا کر اس گھاؤ میں رکھا ہے یہ تکلیف اسی کی وجہ سے ہو رہی ہے اور خدا نے کتنا  
 کی کو تکلیف نہیں دیتا اور نہ اس نے کسی لعن میں کسی کو اختیار دیا ہے مگر جو جیسا خدا سے مانگتا ہے وہی  
 ہی پاتا ہے۔ اور بعض روایات میں یوں ذکر کیا گیا ہے کہ ایک روز سوراگردوں کے قافلے حضرت  
 ایوب کے دروازے پر آئے انہوں نے پوچھا کہ یہ مکان کسی کا ہے اور اس میں کون رہتا ہے  
 لوگوں نے کہا کہ اس مکان میں حضرت ایوب پیغمبر خدا رہتے ہیں وہ بولے اگر نیک بندہ خدا کا ہے  
 تو وہ اس بلا میں کیوں گرفتار ہے شاید وہ خدا کے نزدیک گناہگاروں میں ہو گا۔ حضرت ایوب  
 علیہ السلام اس بات کو سن کر زار و قطار رونے لگے اور کہنے لگے کہ وہ سچ کہتے ہوں گے اور مجھ کو تو  
 معلوم نہیں کہ میں نے کیا گناہ کیا ہے۔ چنانچہ ایک آواز آسمان سے آئی اے ایوب اب تم اندیشہ  
 مت کرو اور جس مصیبت و بلا میں گرفتار ہو اس میں گھبراؤ مت اس میں تو اللہ رب العزت کی رحمت  
 مضمر ہے۔ پس یہ سن کر حضرت ایوب نے جانا کہ ضرور مجھ پر کوئی نہ کوئی اللہ تعالیٰ کا عتاب آیا  
 ہے پھر حضرت ایوب علیہ السلام نے روح الامیں کو پکارا تم کہاں ہو آواز آئی میں روح الامیں  
 نہیں ہوں میں ایک فرشتہ ہوں فرشتوں میں سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر عتاب  
 لے کر آیا تھا تب ایوب علیہ السلام نے دروے اپنے معبود برحق کو پکارا قولہ تعالیٰ: **وَ اَيُّوبَ  
 اِذْ نَادٰى رَبَّهُۥ ۙ اِنِّىۡ مَسْتَعِیْذُ الْضُرِّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ۝۵**  
**مُتَجَبِّنَا لَہٗ فَکَشَفْنَا مَا بِہِ مِنْ ضُرٍّ وَ اَنۡفَخْنَا فِیْہِ اَہْلَہٗ وَ مِثْلَہُمۡ  
 مَعَہُمْ مِّنۡ عِندِنَا وَ ذِکْرٰی لِلْعَبِیۡدِیۡنَ ۝۵** - ترجمہ۔ اور پکارا ایوب  
 علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو تحقیق مجھ کو پہنچی ہے ایذا اور تو بہت مہربان ہے سب مہربانی  
 کرنے والوں سے پھر ہم نے سن لیا اس کی پکار کو، اٹھا دی ہم نے جو اس پر تھی تکلیف اور اس  
 کو دیا ہم نے اور اس کی گھروالی کو اور ان کے برابر ساتھ ان کے اپنے، پس کی مہر سے اور  
 نصیحت دی ہم نے بندگی والوں کو، مروی ہے کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام کی بلا و تکلیف  
 اللہ تعالیٰ نے دور کی اور اس مرض مہلک سے شفا دے دی اور خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل  
 علیہ السلام نے آکر فرمایا اے حضرت ایوب علیہ السلام **قُضِیَ ذِکْرُکَ ۙ اِنَّہٗ لَیۡسَ بِکَ مِنْکَ**  
**وَ مُرَحَّلَکَ مِنَ الْعَجۃِ ۙ** - ترجمہ۔ اٹھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے خدا نے رحم کیا تجھ پر اور  
 راحت دی تجھ کو غم سے۔ بولے اے جبرائیل! میں کیونکر اٹھوں اس حال میں کہ مجھ میں کچھ بھی  
 طاقت نہیں ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بولے کہ آپ اپنے پاؤں کو زمین پر مارو۔ چنانچہ

کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَرْكُضْ مِزْجِيْلَكَ هَذَا مُغْتَسِلٌ بِأَرْدٍ  
وَمُسْرَابٍ تَرْجَمُهُ، فرمایا لات مار اپنے پاؤں سے یہ بے چشمہ ہنارے کا اور پانی پینے کا تب  
حضرت ایوب علیہ السلام نے لات ماری اس سے چشمہ نکلا حضرت جبرائیل علیہ السلام ہوئے اس میں  
ہناؤ اور پانی بیو، خدا کے فضل و کرم سے آرام پاؤ گے یہ بات سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے الہا  
ہی کیا یعنی اس چشمہ ہاریہ سے نہائے اور اسی سے پانی پیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالکل  
چٹکے ہو گئے اور اتنے خوبصورت ہو گئے کہ مانند چاند چودھویں رات کے روشن ہو گئے۔ اور ایک  
چادر بھٹی بہشت سے اڑادی گئی۔ اور اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام ایک پہل پر جو قریب ہی تھا۔ اس  
پر جا بیٹھے چند ہی ساعت کے بعد بی بی رحیمہ گاؤں سے محنت و مشقت کر کے حضرت ایوب کے  
لے کچھ کھانے کو لائیں آکر دیکھتی ہیں کہ جس جگہ پر حضرت ایوب علیہ السلام کو پھونکنے والے تھیں وہاں پر  
نہیں۔ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئیں اور پکار پکار کر روتی ہوئی کہنے لگیں وائے افسوس صد افسوس  
اس ضعیف بیمار پر کاش کہ میں اگر جانی تو یہاں سے نہ جاتی تم کہاں ہو کیا تم کو خبر کھا گیا ہے یا بھیر یا  
لے گیا ہے، انہیں ہوتی تو میں بھی تمہارے ساتھ ہی جان دے دیتی اور اس بنا اور مصیبت کے  
جدائی سے تمہاری خلاصی پاتی اگر تمہاری ہڈی بھی ملتی تو اس کو تعویذ بنا کر اپنے گلے میں رکھتی تو اس  
سے تمہاری یادگار رہتی۔ اب میں کہاں جاؤں اور کہاں سے پوچھوں کچھ بھی بن نہیں آتی عرض  
ای طرح میدان میں چاروں طرف اور زار زار روتی رہیں۔ جب وہ حضرت ایوب  
علیہ السلام کے قریب پہنچیں اور حضرت ایوب علیہ السلام نے ان کو اس طرح روتا ہوا دیکھا تو ان  
سے اجنبی ہو کر پوچھا اے بی بی تم کیوں روتی ہو اور تمہاری کیا چیز کم ہو گئی ہے۔ وہ بولیں یہاں ایک  
بیمار تھا میں ان کو تلاش کرتی ہوں، اگر تمہیں معلوم ہو تو مجھے بتا دو۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کہ  
اس بیمار کا کیا نام تھا۔ اور اس کی شکل و صورت کیسی تھی۔ وہ بولیں بس شکل و صورت تو آپ کی سی  
تھی جب وہ تندرست تھے اور ان کا نام ایوب تھا اور وہ بغیر خدا بھی تھے اور ان کے گوشت پوست  
رگوں میں کیڑے بڑ گئے تھے اور وہ بہت ناتوان و ضعیف تھے اور ان میں کوہٹ بدلنے کی طاقت  
بھی نہ تھی۔ یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام مسکرائے اور پھر کہا کہ میرا نام ایوب ہے تم پہچانتی  
ہو۔ پس رحیمہ بی بی نے انہی تامل میں ہی پہچان لیا اور صورت و شکل ان کی بدل گئی تھی پس  
رحیمہ بی بی نے جلدی سے ان کو گود میں بٹھالیا۔ اور خوش و محفوظ ہو کر پوچھنے لگیں کہ اے  
حضرت یہ تو بتاؤ مجھے کہ آپ کی طرح سے صحت یاب ہوئے۔ ان کے پوچھنے پر حضرت ایوب



علیہ السلام نے اپنا حال بیان کیا اور وہ چشمہ آب شفا کا دکھایا۔ بنی فریمہ وہ چشمہ دیکھ کر خدا کا شکر  
 بجا لائیں۔ پھر اسی کے بعد دونوں اپنے مکان کی طرف تشریف لے گئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے  
 جو بیٹے بیٹیاں چھت سے دب کو مر گئے تھے سب کو جلا دیا۔ یہ انبیاء کرام کو معجزے دیے گئے ہیں  
 اس میں شک کرنے کی گنجائش نہیں ہے اور جو جو چیزیں گم ہو گئی تھیں وہ بھی واپس سب ملے  
 گئیں اور بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو دنیا میں سب طرح  
 سے آسودہ رکھا تھا کھیت اور مویشی اور لونڈی غلام اور اولاد صالح اور عورت موانق مرضی کے  
 اور بڑی شکر گزار ہی تھی، پھر آزمانے کے لئے ان پر شیطان کو مسلط کیا کھیت جل گئے، مویشی  
 مر گئے، اولاد اکٹھی چھت کے نیچے دب کو مری اور جو درخت و درختے وہ بھی الگ ہو گئے اور راک  
 بدن میں آبلے پڑ کر کیرٹے پڑ گئے، اس موقع پر صرف ایک عورت رفیق رہی جسے نعمت میں شاکر  
 تھے دیے ہی بلا میں صابر رہے ایک زمانہ گزرنے کے بعد تو یہ کی اور دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ  
 نے اس دعا کو قبول فرمایا اور ان کی دبی ہوئی اولاد کو پھر زندہ کر دیا اور ان کے علاوہ اور بھی  
 نیک اولاد عطا فرمائی اور زمین سے چشمہ نکالا اسی چشمے سے پانی پیتے اور نہاتے رہے اور پھر اللہ  
 تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے صحت مند اور تندرست کر دیا اور ان پر سونے کی ٹڈیاں برسائیں  
 اور ہر طرح سے درست کر دیا، الغرض جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے طور پر لے لیں  
 تھیں وہ پھر بلکہ اس سے بھی زیادہ نعمتیں عطا فرمادیں اور جو بیبیاں چلی گئی تھیں وہ بھی واپس  
 آگئیں۔ اللہ تعالیٰ کے جو نیک اور صابر بندے ہوتے ہیں ان کو خداوند قدوس اپنی بیشمار نعمتیں  
 بخشتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَدَحْنٰلَہٗ وَدَمِیْطُہُمْ مَّعَہُمْ وَخٰتَہٗ یٰۤاٰیُّہَا  
 ذٰلِکَ رَیِّیْ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا وَرَبِّیْ اَعْلَمُ** اور دیا ہم نے اس کو اس کی گھر والیاں اور ان کے  
 برابر ان کے ساتھ اپنی طرف سے جبر سے اور یادگاری واسطے عقلمندوں کے جب اللہ تعالیٰ  
 نے چاہا کہ ان کو چنگا کرے ایک چشمہ نکالا ان کے لات مارنے سے وہ اسی چشمہ سے نہایا کرتے  
 اور پیتے ہی ان کی شفا ہوئی اور جو ان کے بیٹے بیٹیاں چھت کے نیچے دب کو مرے تھے ان  
 کو زندہ کیا اور اتنی ہی اولاد اور عنایت فرمائی اور رسول بنایا ان کو پھر وہ اپنی قوم کو ہدایت  
 کرتے اور شریعت سکھاتے اور حالت براری میں جو نعم کھائی تھی کہ جب میں تندرست ہو جاؤں  
 لگا تو اپنی زوجہ رحیمہ کو سو بکڑی ماروں گا۔ چاہا کہ اس کی ادائیگی کروں حضرت جبرائیل نے آکر  
 خدا کے حکم کے تحت ان کو منع فرمایا اور کہا کہ اے ایوب زوجہ رحیمہ مستوجب سزا نہیں ہیں تم

اس کو رنج و غم نہ دو۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں نے حالت بیماری میں قسم کھائی تھی کہ اس کو سو مکہ کی ماروں گا یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ایک مٹھا سیکوں کا لو جس میں سو خوشے گندم کے ہوں وہ مارو صرف ایک دفعہ تاکہ تمہاری قسم بھی پوری ہو جائے اور وہ چونکہ سو خوشے کا ہو گا اس لئے تمہاری قسم کی تصدیق ہو جائے گی اور پھر اپنی قسم کی وجہ سے گنہگار بھی نہ ہو گے چنانچہ ارشاد ربانی ہے وَحُذْذِمِیْکَ لَہٗ جِنٌّ مُّضِیْبٌ یَّہْدِیْکَ وَلَا تَحْشَا تَرَجَمَ! اور پکڑ اپنے ہاتھوں میں سیکوں کا مٹھا پس مار اسے اور اپنی قسم میں جبرئیل نہ ہو۔

سوال۔ حضرت ایوب علیہ السلام بڑے صابر تھے آخر صبر کی جزا میں صحت پائی کیونکہ حق بھانہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا۔ اِحْذِ حَافَہٗ صَاحِدَاہٗ نِعْمَ الْعَبْدُ اِذَا بَدَا بِہٖ تَرْجَمَ! تحقیق پایا ہم نے اس کو صبر کرنے والا اچھا بندہ تحقیق وہ رجوع کرنے والا تھا۔ آخر اس میں کیا حکمت تھی خدا کو معلوم ہے کہ بندہ کو کسی امر میں صبر نہیں اس لئے ایوب علیہ السلام کو بلا میں مبتلا کر کے خدا نے عبرت دلوائی تاکہ گناہ سے باز رہے اور وہ چشمہ پیدا کرنے کا یہ ماجرا تھا کہ جو شخص گناہ کے مرض میں مبتلا ہو تو اپنا بدن آبِ ندامت سے دھو کر توبہ استغفار کرے تاکہ اس کا گناہ جاتا رہے اور وہ خدا کے نزدیک پاک صاف ہو جائے جس طرح حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن سے کیڑے جاتے رہے اس چشمہ میں نہا کر اور پانی پی کر اور خدا کے فضل و کرم سے صحت و شفا پائی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اے حضرت ایوب تم اس سے نہاؤ اسی پانی کو پو تاکہ خدا کی مخلوق کو معلوم ہو کہ عبادت بھی کمرے اور شکر بھی کمرے اپنے پروردگار کا۔ پس اے ایمان والو! ہم سب کو بھی ہر وقت خداوند قدوس سے ڈرنے رہنا چاہیے کیونکہ وہ سمیع و بصیرت ہے یعنی وہ ہماری ہر حرکت و سکنت سے بخوبی واقف ہے اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اس لئے ہم سب کو لازم ہے کہ ہر وقت اس کا شکر ادا کریں اور اس کی وی ہوئی نعمتوں کی قدر دانی کریں اور اس کے حکم بجالانے کی ہر ممکن کوشش کریں اور یہ دینائے آفرینش سے خداوند تعالیٰ کا دستور ہے کہ وہ اپنے



نیک و صالح بندوں پر آزمائش کے مواقع پیش کرتا ہے چنانچہ ابتدائے دنیا سے آج تک بحوالہ  
تواریخ پتہ چلتا ہے کہ ہر زمانے میں اللہ رب العزت نے اپنے نیک بندوں کی آزمائش کی اور  
پھر اس کے صلہ میں اپنی نعمتوں سے بھی نوازا جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو آزمائش میں مبتلا کیا  
اور پھر اپنی بھرپور نعمتوں سے بھی نوازا چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام اپنی رسالت اور نبوت  
میں اڑتالیس برس اور زندہ رہے پھر انتقال فرمایا۔

## سکندر ذوالقرنین

مقبرہ راولپنڈی سے یہ چیز واضح ہو گئی ہے کہ یہ ہے اسکندر کبیر ذوالقرنین کہتے کہ وہ  
قاف سے قاف تک گئے یعنی وہ مشرق سے مغرب تک اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہت دی  
تھی اور انہوں نے اپنی بادشاہت کے طول و عرض میں سیر کی اور قرن کہتے ہیں تیس برس یا اسی  
برس یا ایک سو بیس کو کہتے ہیں یہی صحیح ہے حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ایک مرد  
عشق قرنا۔ اور اس مرد کی عمر اس وقت سو برس کی تھی اور ایک میں قرن گوشہ جہان کو بھی کہتے  
ہیں۔ یعنی ایک گوشہ جہاں کا وہ ہے کہ جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے اور دوسرا گوشہ وہ  
ہے جہاں آفتاب غروب ہوتا ہے پس اسکندر ذوالقرنین دونوں گوشوں تک پہنچے تھے اور  
ذوالقرنین اسی لئے کہتے ہیں کہ ان کے دو شاخ تھیں اور اسکندر اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا تولد  
شہر اسکندر میں ہوا تھا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب  
ابو جہل اور مکے کے کفار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہ لائے اور بطور  
شرارت بد ذاتی کبر کے حضرت کی پیغمبر آزمائش کے لئے ایک شخص کو ملک یشرب میں علماء یہود  
کے پاس بھیجا کہ ہمارے درمیان ایک شخص ہے اور وہ دعویٰ نبوت کا کرتا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے  
یہ شخص کچھ کہتا ہے یا جھوٹ۔ تم کو تو علم توریت خوب معلوم لہذا ہمارے لئے چند مسئلے قدیم زمانہ  
گزشہ کے جس کا وہ جواب نہ دے سکے اپنی کتابوں سے چن چن کر ہمارے پاس بھیج دو یہاں آکر  
ہم کو سوالات اس کے سکھا دو کہ ہم اسی سے پوچھیں اور سوال کر میں پھر دیکھیں وہ اس کا جواب  
دے سکے میں یا نہیں۔ تب یہودیوں نے کئی سوالات مشکل ترین اپنی کتاب توریت و زبور سے  
دیکھ دیکھ کر نکالے مثلاً ان سے پوچھو کہ روح کیا چیز ہے اور اصحاب کف کون لوگ ہیں اور  
ان کا حال کیا تھا اور اسکندر ذوالقرنین کون ہے اور ان کا کیا حال تھا یہ مشکل سوالات یہودیوں کا

کے بہت نامور عالموں نے اپنی کتاب سے نکالے تھے اور یہ سب سوالات و مسائل الہی جہل کے پاس لکھ کر بھیجے تب اس ملعون نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر سوالات مذکورہ شروع کئے۔ سب سے پہلے اس نے یہ کہا کہ: **اِنْ اَنْتَ الْكَتِبُ بِمِثْلِ مَا اَوْفَتْیْ مُؤْتَلٰی مِیْنِ الْكِتٰبِ لَا مَتَّحِیْكَ**۔ ترجمہ: یعنی اگر آئے تم کتاب کے ساتھ مثل اس کتاب کے کہ دی گئی ہوئے کو یعنی توریت تو البتہ ہم تم پر ایمان لا دیں گے۔ جیسا کہ توریت پر ایمان لائے، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کا جواب میں کل دول گا۔ اور یہ جملہ اس وجہ سے آپ نے فرمایا کہ کل جبرائیل علیہ السلام آویں گے تو ان سے پوچھیں گے اور ان کا مکمل جواب دے دیں گے۔ لیکن یہ جملہ کہتے وقت آپ نے انشاء اللہ نہ کہا اس لئے یکبارہ دن تک حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام نہیں آئے، اور آپ ان سوالوں کا جواب بھی یکبارہ دن تک نہ دے سکے۔ یہ دیکھ کر کافروں نے آکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمد! تیرے خدا نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے یہ بات کافروں کی سن کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت بہت ہی غمگین ہوئے اور پھر جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ کافر لوگ ہم پر طعن دے رہے ہیں میں ان کا کیا جواب دوں یہ آپ کی معروضات سن کر اللہ رب العالمین نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حمد کے دن فجر کے وقت نازل فرمایا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود سلام پہنچایا اور یہ فرمان خداوندی بھی اپنے ساتھ لائے **قوله تعالیٰ وَ لَا تَقْوَلَنَّ لِیْسَ بٰی اِنِّیْ کَا عِیْلٌ ذَا لِیْلَۃٍ اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ**۔ ترجمہ اور نہ کہو تم کسی کا کہ میں یہ کہوں گا کل کو تم پر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ اور اگر کو بھول جاؤ تو یاد آوے۔ اگرچہ وقت گزر چکا ہو تو بھی پھر انشاء اللہ کہنا چاہیے۔ اور کافروں نے جو کہا تھا کہ خدا نے تم کو چھوڑ دیا ہے، وہ تو یہ دشمنی سے کہتے تھے بلکہ وہ خود منفعل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم کھا کر۔ **وَ الضُّحٰی ۝ وَ النَّیْلُ ۝ اِذَا سَجٰی ۝ مَا وَدَّ عَمَّكَ رَبُّکَ وَ مَا حَسْبُ ۝** ترجمہ: قسم ہے دھوپ چڑھتے وقت کی اور رات کی جب چھا جاوے نہ رخصت کیا تیرے رب نے تجھ کو اور نہ بنزار ہوا تجھ سے یعنی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی دن تک وحی نہ آئی دل میں بڑا فکر پیدا ہوا اور دل کے مقدر ہونے کی وجہ سے تجھ کو نہ اٹھے۔ یہ دیکھ کر کافروں نے شور کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب نے انہیں چھوڑ دیا ہے اور وہ چند سوالوں کے جوابات نہ بتلا سکے پس یہ سورۃ نازل ہوئی پہلے تم کھائی دھوپ کی اور رات اندھیری کی یعنی ظاہر میں بھی اللہ تعالیٰ کی دو قدریں ہیں اور باطن میں بھی چاندنی



ہے اور کبھی اندھیرا اور وہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی ہیں اور بندہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت  
 بھی دور نہیں اور یہ نوائے کتب لغات میں سے لکھے ہیں اور اگر اسے نبی سوال کریں تجھ سے جیسا کہ  
 ارشاد باری تعالیٰ ہے قَوْلَهُ تَعَالَى دَلَّيْكُمْ عَنْ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝ ترجمہ! اور اسے نبی  
 اگر تجھ سے پوچھیں روح کے بارے میں تو تم کہہ دو کہ وہ تو میرے رب کے حکم سے ہے اور  
 میں نے ٹھوڑی سی خبر دی ہے یعنی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزلے کو ہونے  
 آپ سے پوچھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ان کو اتنی سمجھ کا حوصلہ اور صلاحیت نہیں ہے اور  
 اس سے قبل کسی پیغمبر کی امت نے ایسی باتیں نہ پوچھی تھیں۔ خیر بس اتنا ہی لوگوں کا جاننا کافی ہے  
 کہ اللہ تعالیٰ کے ایک چیز بدن میں آپری وہ بدن زندہ ہو گیا اور جب وہ چیز اللہ تعالیٰ کے حکم  
 سے اس بدن سے نکل گئی تو وہی بدن پھر مردہ ہو گیا اور یہ بھی ایک تفسیر کا مفہوم ہے۔ اور اسے نبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم انورہ کافر لوگ تجھ سے سوال کریں اَلْكَذِبُ وَالْقُرْآنُ سے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ  
 ہے۔ دَلَّيْكُمْ عَنْ ذِي الْقُرْآنِ قُلْ مَا تَشَاءُ عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا  
 إِذَا مَكَانَهُ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَابٌ نَاثِرٌ مَبْرُورٌ  
 حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ  
 وَوَجَدَهَا قَوْمًا قُلْنَا يَا ذَا الْقُرْآنِ إِنَّمَا أَنْتَ تُعَذِّبُ وَإِنَّمَا  
 أَنْتَ تَتَّخِذُ فِيهِمْ حُسْنًا قَالَ أَتَأْتُونَ ظُلْمًا مِّنْ ظُلْمٍ فَتَعَذِّبُهُمْ  
 يُعَذِّبُ إِلَىٰ ذِيهِمْ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا مُّكْرَرًا ۖ وَأَمَّا مَنِ امْنٌ وَعَمِلَ صَالِحًا  
 فَلَهُ جَزَاءٌ مِّنَ الْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِ مَا يُشْرَاهُ۔ ترجمہ۔ اور سوال  
 کرتے ہیں تجھ سے ذوالقرنین کے بارے میں تو آپ کہہ دیجئے کہ عنقریب پڑھوں گا میں ادبیر  
 تمہارے اس میں سے کچھ مذکور ہے شک اللہ تعالیٰ نے اسے قوت عطا کی تھی زمین میں اور اس میں  
 دنیا کے ہر راستے پر چلنے کی صلاحیت دی تھی۔ یعنی سراج نام سفر کا کرنے لگا یہاں تک کہ جب  
 پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ پر تو اس نے سورج کو ڈوبتا ہوا پایا ایک دلدل کی ندی میں اور اس نے  
 اس جگہ پر ایک قوم کو بھی پایا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے کہا ہے ذوالقرنین یا یہ کہ عذاب کرے تو ان کو  
 یا یہ کہ کپڑے تو ان میں بھلائی۔ یہ کہ ذوالقرنین بولا جو شخص ظالم ہے پس البتہ عذاب کریں گے ہم ان  
 کو کچھ پھیرا جاوے گا اپنے پروردگار کی طرف پس عذاب کرنے گا اس کو عذاب بڑا اور جہانگاہ کہ

ایمان لائے اور عمل کیے اچھے پس ان لوگوں کے واسطے بطریق جزا کے نیکی ہے اور البتہ ہم کہیں گے اس کو اپنے سے کام آسان فائدہ۔ پس جو حکم عادل ہو اس کی بھی راہ ہے کہ بروں کو سزا دے ان کی برائی کی اور بھلے لوگوں سے نرمی اختیار کرے پس اسکندر ذوالقرنین نے یہ بات کہی۔ یعنی اس نے یہ طریقہ اختیار کیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے روایت کی ہے کہ اسکندر ذوالقرنین نے یہ بات کی زمین میں اپنے لشکر کے ساتھ کئی برس رہے اور لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیتے رہے اس دعوت الی الحق کا یہ اثر ہوا کہ وہاں کے سب لوگ ان کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے اور ان لوگوں کو نوازشیں بھی کیں اور جو لوگ ان کے باغی رہے تو ان لوگوں کو جہنم دکھائی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اسکندر ذوالقرنین کی موت اور بادشاہت میں بعض حضرات کو اختلاف ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ اول بادشاہ تھے پھر اس کے بعد وہ بنی ہوئے اور بعضوں نے کہا کہ اول وہ بنی تھے پھر بادشاہ ہوئے اور بعضوں نے اسی پر دلیل قائم کی ہے کہ اگر اسکندر ذوالقرنین بنی نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ قلنا مَا ذَاقُوا مَنِين۔ مگر کے خطاب کیوں فرماتا۔ لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ وحی الہامی تھی۔ جیسا کہ حضرت نوئے علیہ السلام کی ماں کو حق تعالیٰ نے فرمایا۔ ذَا وَحَيْنَا اِلٰی اُمَّمٍ مُّوَسٰی اَنْ مَشْرِقٍ مِّنْ مَّغْرِبٍ تَمُکْ اور تَمَاجِیْ رَاہِ مَلِکِ کی سمجھائی تھی مشرق اور مغرب اور مختلف جزائر اور دیگر شہروں میں جا کر خلق خدا کو خدا کی دعوت پہنچاتا یہاں تک کہ زمین مغرب میں جہاں آفتاب غروب ہوتا ہے جا پہنچے تو وہاں جا کر ایک شہر ایسا بھی پایا کہ اس کی چار دیواری روئیں کی تھی اور اس کے اندر کسی طرف سے جانے کے واسطے کوئی راہ نہ تھی آپ کا تمام لشکر اس کے ارد گرد پڑا رہا اور آپس میں کہتے تھے کہ آؤ اس کے اندر کس طرح جائیں۔ پھر تقدیر کی حکمت عملی سے رسی اور کندہ دیوار پر ڈال کر ایک آدھی کو اس پار کر دیا اور وہ پھر نہ آیا، کچھ دیر کے بعد اسی حکمت عملی سے دوسرے آدھی کو بھی دیوار پر چڑھایا اور اس سے کہا کہ شاید اس طرف بہشت یا اور کچھ ہو گا لہذا تم آگے مت جانا اور پھر کریم کو خبر دتا کہ ہم کو معلوم ہو کہ اس کے پیچھے کیا ہے لیکن باوجود اس تاکید کے وہ بھی پھر واپس نہ آیا۔ یہ کیفیت حال دیکھ کر اسکندر ذوالقرنین نے سمجھا کہ میں جس کو بھی بھیجوں گا وہ واپس نہیں آوے گا۔ پس ملک کی حد بنا کر واپس مشرق کی طرف چل دیئے، چلتے چلتے ایک جزیرے میں جا پہنچے وہاں بھی ایک شہر آباد دیکھا لیکن بغیر گشتی کے وہاں جانا بالکل محال تھا اور اس جگہ پر دانا غنہ اور حکیم تھے۔ جب ان لوگوں کو جو اس شہر میں آباد تھے اسکندر ذوالقرنین کے آنے کی خبر پہنچی تو انہوں



نے تمام کشتیاں جزیروں سے چھپا دیں، غرض سکندر ذوالقرنین سے اپنے لشکر کے بلب دریا چند روز تک ٹھہرے اور یہ سوچتے رہے کہ کسی حکمت عملی سے دریا عبور کر کے اسی جزیرے میں جاتریں وہاں کے جو لوگ ان کو ملتے وہ اپنے بھی اعتبار سے بہت ہی ذلیل تھے ان سے پوچھتے کہ تمہارے دُعا بتلا ہونے کا کیا سبب ہے اس کے جواب میں ان لوگوں نے سکندر سے کہا کہ یہ ہمارے شہر کی غذا اور آب و ہوا کا اثر ہے ہم لوگ بڑی حکمت سے غذا کھاتے ہیں، چنانچہ اس کی خاصیت بھی یہی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ پس ان لوگوں نے سکندر ذوالقرنین کی دعوت طعام کی اور اس شیافت میں اپنی حکمت عملی سے غذا تیار کر کے ایک خوان، جو اسرات سما کر سکندر ذوالقرنین کے سامنے لا رکھا اور پھر وہ سب کے سب الگ ہو گئے اور سکندر ذوالقرنین سے کہنے لگے کہ آپ تناول کیجئے سکندر ذوالقرنین نے لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ بھی آویں اور ہمارے ساتھ شامل ہو کر کھانا تناول کریں اور سکندر ذوالقرنین نے ان سے یہ بھی کہا کہ بھئی یہ تو ہماری غذا نہیں ہے اور ہم یہ غذا کس طرح سے کھا دیں اس کے جواب میں ان لوگوں نے سکندر ذوالقرنین سے کہا کہ تم اسی لئے یہاں تک آئے ہو اور تمہاری یہاں تک آنے کی کیا غرض و مقصود ہے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو چیزیں آپ کے سامنے ہم لوگوں نے پیش کی ہیں وہ بھوک کو نفع دیتی ہیں، پھر آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں، جب یہ باتیں ذوالقرنین نے ان لوگوں سے سنیں تو پھر وہاں سے بندوستان کی طرف روانہ ہو گئے اور اپنا ایک قاصد بھی شاہ بند کے پاس روانہ کر دیا کہ وہاں جا کر کہو کہ ہمارے ساتھ بہت لشکر بھی ہے اور ہم یہ بھی چاہتے کہ تمہارا ملک برادرانہ ہووے اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم سے ڈرائی کریں پس تمہیں لازم ہے کہ اس خبر کو پاتے ہی سب کے سب ہماری اطاعت میں آجاؤ اور جو خراج ہم مقرر کریں اس کو قبول کرو۔ چنانچہ سکندر ذوالقرنین کے قاصد نے یہ باتیں شاہ بند سے جا کر کہیں کہ آپ ہمارے شہنشاہ کا شاہانہ استقبال کے ساتھ بجالائے یہ سن کر شاہ بند نے نہایت تعظیم و مکرمی سے ایک ایلیچی معہ تحفہ و ہدایا دے کر سکندر ذوالقرنین کے پاس بھیجا جب شاہ بند کا ایلیچی سکندر ذوالقرنین کے پاس پہنچا تو اس نے بادشاہ بند کا بھیجا ہوا تحفہ و ہدایا اور نذرانے ان کے سامنے پیش کئے تو سکندر ذوالقرنین نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ اس ایلیچی کو لے جاؤ اور اچھی طرح رہنے کو جگہ دو اور تین دن کے بعد اس ایلیچی کو میرے پاس حاضر کرنا۔ چنانچہ حسب الحکم ملازموں نے اس کو لے جا کر اچھی طرح سے ایک جگہ پر رکھا اور تین دن کے بعد حضرت سکندر ذوالقرنین کی خدمت میں حاضر کیا سکندر ذوالقرنین نے اس کو دیکھ کر اپنا سر

بچا کیا اور اس اپنی نے اسکندر ذوالقرنین کو دیکھ کر اپنی ایک انگلی ناک کے تھکنے میں ڈال کر پھر  
 نکال لی اور بغیر کبے کسی سے اپنی جگہ پر چلا گیا۔ خاص لوگوں نے یہ حال دیکھ کر اسکندر ذوالقرنین  
 سے عرض کی اسے بادشاہ آپ نے شاہ ہند کے اپنی کو دیکھ کر اپنا سر بچا کیا اور یہ بات سب کو  
 اچھی طرح معلوم ہے کہ جسے قد کا آدمی احمق اور بوقوت ہوتا ہے اور یہ مثل مشہور ہے کہ کُلَّ طَائِلٍ  
 أَهْمَقٌ إِلَّا عَمْرًا وَكُلَّ قَصِيدٍ فِتْنَةٌ إِلَّا عَلَى رَمٍ یعنی دیکھا گیا ہے کہ آدمی دراز قد والے  
 زیادہ تر احمق ہوتے ہیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ہر پستہ قد  
 آدمی فتنہ ہوتا ہے مگر حضرت علیؑ نہیں ہیں۔ اور اس نے جو اپنی ناک کے سوراخ پر انگلی رکھی تھی کہ یہ  
 میرا طالب اسکندری دیکھنے پھر جاؤ اور اس کو میرے پاس لے آؤ اور اس کو کھانا کھاؤ وہ بزرگ  
 آدمی ہے۔ پھر اس کو واپس لے آئے اور اس کے کھانے کے واسطے صرف روٹی اور گھی بھیج دیا تاکہ  
 اس کی عقل کی آزمائش ہو جائے چنانچہ وہ روٹی اور گھی کھا گیا اور اس نے ایک سوئی میں رکھ کر اسکندر  
 ذوالقرنین نے اسی سوئی کو بیاہ رنگ کر کے اسی روٹی اور گھی پر رکھ کر پھر اس کے پاس بھیج دی اور  
 اس نے پھر ایک ٹکڑا آئینہ کا اس پر رکھ کر اسکندر ذوالقرنین سے عرض کی کہ اے جہان پناہ  
 اس میں کیا حکمت ہے بادشاہ بولے کہ روٹی اور گھی دینے کا مجھ کو یہ مطلب تھا کہ مرد علم و حکمت میں  
 خوب ہوتے ہیں جیسے روٹی ساتھ گھی کے اور جو اس نے روٹی اور گھی پر سوئی رکھ کر بھیجی تھی یہ  
 سمجھ کر کہ وہ علم و حکمت میں خوب ہے۔ پھر میں نے اس کی سوئی کو بیاہ رنگ کر کے جو بھیجا تھا اس کا  
 یہ مطلب تھا کہ اس کا علم اور حکمت مانند آئینہ کے صاف روشن ہے اور ہم نے اس سے معلوم کر  
 لیا کہ جسے آدمی حقیقتاً بوقوت ہوتے ہیں۔ پس ہم دونوں میں بھی اشارات میں گفتگو جاری تھی۔  
 پھر ہند سے ذوالقرنین مشرق کو جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے وہاں پہنچے حق تعالیٰ فرماتا  
 ہے۔ مَتَّعْنَا نَبَّاهٍ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ  
 قَوْمٍ لَّمْ يَجْعَلُوا لَهَا مِذْبَاحًا مِثْلَ مِذْبَاحِ بَابِلَ۔ پھر لگا ایک باب کے پیچھے یعنی سفر کا  
 سراپنام کیا یہاں تک پہنچا ذوالقرنین سورج نکلنے کی جگہ پر تو اس نے پایا کہ سورج نکلتا ہے اور  
 اسی جگہ پر ایک قوم کو بھی پایا کہ ان کے لئے کوئی گھر ہے اور نہ سایہ اور نہ کپڑا اور وہ لوگ  
 بیابان ریگستان میں رہتے تھے۔ کیونکہ ریگستان میں گھر وغیرہ نہیں بن سکتے اور نہ روٹی کی کھیتی ہو  
 سکتی ہے کہ اس سے کپڑا بنادیں اور وہاں جاڑا بہت ہوتا ہے اور وہ لوگ اپنے کھانے کو دوسرے  
 شہروں سے لاکر کھاتے ہیں اور زن و مرد سب ننگے رہتے ہیں اور مثال جانوروں کے جماع وغیرہ



کی کوئی ریتے ہیں اور جب دھوپ نکلتی ہے تو ان کے بدن میں توت آتی ہے اور جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو سخت سردی پڑتی ہے یہ دیکھنے کے بعد پھر اسکندر ذوالقرنین دوسری جگہ پہنچا پہنچے۔ چنانچہ اندر ب العزت بایل الفاظ ارشاد فرماتا ہے قَوْلُهُ لَقَالَتْ شَجَرٌ اَنْتَ سَيِّئٌ حَتَّى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَحَدَّ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا۔ ترجمہ: پھر تیجے چلا اسکندر ذوالقرنین اور راہ کے یہاں تک کہ جب پہنچا میان دو دیواروں کے تو پایا اس نے ان دیواروں کے پاس ایک قوم کو جو ان دیواروں کے نزدیک تھی اور وہ یہ بات نہ سمجھتے تھے۔ خاندانہ حد مشرق میں دو پہاڑ بلند ہیں اور درمیان ان دونوں پہاڑوں کے زاہد و حکیم بہت تھے اور وہ ایک دوسرے کی بولی کو نہیں سمجھتے تھے کیونکہ ان کے درمیان دو پہاڑ حائل تھے اور وہی دو پہاڑ یا جوج ماجوج کے ملک کے درمیان اسکاڑ ہیں لیکن درمیان میں کچھ کھلا تھا۔ چنانچہ اسی راہ سے یا جوج ماجوج آتے اور ان لوگوں کو لوٹ مار کر کے چٹے جاتے پس ذوالقرنین نے وہاں کے زاہد دل اور حکیموں کو وعظ و نصیحت کی اور خداوند قدوس کی راہ بتائی اسی کے بعد وہ ان دونوں پہاڑوں کی طرف گئے وہ دونوں نہایت ہی عظیم الشان پہاڑ تھے جانے کی راہ اس میں کسی طرف نہ تھی اور اس میں آدمی دو گروہ ان کی تعداد بحد و بیشمار سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اور ان کو قوم یا جوج ماجوج کہتے ہیں اور ایک اولاد یا جوج کی ایک پہاڑ میں رہتی ہے اور دوسرے پہاڑ میں اولاد ماجوج کے رہتی ہے اور یہ دونوں بھائی یا خست بن نوح کی اولاد میں سے ہیں، اور یہ لوگ طوفان نوح کے بعد وہاں رہ گئے اور نسل ان کی بحد ہے اور بصورت آدمی ہیں لیکن قد و قامت کم و بیش ہیں۔ یعنی بعض تو دراز قد اور بعض ایک گز اور بعض ایک باشت کے ہیں اور کان ان کے اتنے بڑے ہیں کہ وہ زمین پر ٹکتے ہیں اور جب وہ لوگ سوتے ہیں تو اپنا ایک کان زمین پر بکھالیتے ہیں اور دوسرا کان بطور چادر کے اوڑھتے ہیں اور مثل حیوانات کے ایک سے ایک جماع کرتا ہے۔ ان میں کچھ شر و گویا نہیں ہے اور مثل بہائم کے بول و براہ کرتے ہیں اور ان کے کھیتوں میں سوائے تل کے اور دوسری کوئی چیز بھی پیدا نہیں ہوتی۔ لہذا اسی کو وہ روزانہ کھاتے ہیں اور کسی دین و مذہب سے کوئی تعلق نہیں رکھتے یہاں تک کہ وہ خدا کو بھی نہیں جانتے اور نہ مانتے ہیں اور وہ مرتے بھی نہیں ہیں کافی عرصہ سے زندہ ہیں اور اپنی اسی طرح زندگی گزار رہے ہیں۔ پس وہ پہاڑ سے نکل کر ان زاہد دل اور حکیموں پر آکر ظلم کیا کرتے اور جس کو

بھی پاتے مار ڈالتے کھیت و مویشی انکے لوٹ مار کر کھا جاتے اور وہ اس قوم وحشی سے مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ جب اسکندر ذوالقرنین و بال تشریف لے لئے تو ان زاہدوں زور حکیموں پر بڑی نوازش فرمائی چنانچہ ان سب نے مل کر اسکندر ذوالقرنین سے عرض کیا کہ یا جوج ماجوج کے ظلم سے ہم لوگ یہاں نہیں رہ سکتے اور ان پر جو جواحوال گزے تھے وہ سب ذوالقرنین کے سامنے بیان کئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قَالُوا يَا ذَا الْقُرْنَيْنِ اِنَّ يَاجُوجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَاَنْتَ نَهَلُ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰی اَنْ تَجْعَلَ مَبْنٰی دَیْنًا وَهَـٰذَا هٗ - کہا انہوں نے اے ذوالقرنین تحقیق یا جوج اور ماجوج فساد کرنے والے ہیں زمین میں پس کر دیو یں ہم واسطے تیرے کچھ مال اور اس بات کے کہ کر دیوے تو درمیان ہمارے اور درمیان ان کے دیوار کہ وہ ہماری طرف نہ آسکیں۔ پس خراج گزار بھی ہمیشہ ہم تیرے ہوں گے۔ یہ سن کر اسکندر ذوالقرنین نے فرمایا۔ توہ تعالیٰ قَالَ مَا مَكْنٰی فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ نَّافِیْوْنِیْ یَقُوۡةٌ اَجْعَلُ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا اَتُوْنِیْ ذِبَہَ الْحَدِیْدِ حَتّٰی اِذَا سَادَیْ بَیْنَ الصَّدَکَیْنِیْ حَتّٰی اَنْفُخُوۡحَتّٰی اِذَا جَعَلۡہٗ نَادًا قَالِ اَتُوْنِیْ اَنْفِرْ عَلَیْہِ قَطْرًا نِّمَاسُطَاعُوۡا اَنْ یَّظْہَرُوۡہٗ دَمَا اَسْتَطَاعُوۡا لَہٗ نَقْبًا قَالَ ہٰذَا رَحِمَۃٌ مِّنْ رَبِّیْ ہٗ فَاِذَا اَجَآءَ وَعَدُۤیْ جَعَلۡہٗ دُکَآءَہٗ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا - ترجمہ! کہا اسکندر ذوالقرنین نے جو مقدر دیا مجھ کو میرے رب نے وہ بہتر ہے پہنچ اس کے پس مدد کر و میری ساتھ قوت کے کہ کروں میں درمیان تمہارے اور درمیان یا جوج و ماجوج کے ایک دیوار موٹی اور کہا کہ تم لے آؤ میرے پاس تختے لوہے کے یہاں تک کہ جب برابر کر دیا دو پچھاٹکوں تک پہاڑ کی گھاٹیوں کو یہاں تک کہ جب کر دیا اس کو آگ ذوالقرنین نے کہا لے آؤ میرے پاس تختے لوہے کے یہاں تک کہ جب برابر کر دیا دو پچھاٹکوں تک پہاڑ کی گھاٹیوں کو یہاں تک کہ جب کر دیا اس کو آگ ذوالقرنین نے کہا لے آؤ میرے پاس کہ ڈالو اس پر تانبا پگھلا ہوا۔ پس تاکہ نہ جڑھ سکیں کہ آ دیں اور اس کے اور نہ سوراخ کر سکیں اس میں کہ یہ میرے پروردگار کا پیسہ ہے۔ خاتمہ اول لوہے کے بڑے بڑے تختے بنا لئے ایک پر ایک دھرتے گئے کہ دو پہاڑوں کے برابر ملا دیا پھر تانبا پگھلا کے اس کے اوپر ڈالا اور وہ تانبا درندوں میں بیٹھ کر جم گیا سب مل کر ایک پہاڑ کے مانند ہو گیا ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ میں سدکنندری تک گیا ہوں اور میں نے اس کو دیکھا بھی ہے۔ یہ سن کر حضرت رسول اکرم صلی اللہ



علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی کیفیت بیان کرو۔ اس نے کہا کہ وہ دیوار ایسی ہے کہ جیسا چار خانہ لنگی  
 آپ نے یہ کہہ کر فرمایا کہ تو بیچ کہتا ہے کیونکہ اس دیوار میں لوہے کے تختے لگے ہیں اور ان کے  
 دیواروں میں تاننا چکلا کر بھر دیا گیا ہے اس لئے وہ چار خانے کی شکل بن گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ  
 نے فرمایا ہے۔ حَتَّىٰ اِذَا فُتِحَتْ يَابَا جُوْجُ وَ مَا جُوْجُ وَ هَضَمِنْ كُلِّ حَدَابٍ  
 يَنْسِلُوْنَ ۝۔ یہاں تک کہ کھولے جاویں گے یا جوج اور ما جوج اور وہ ہر ارنچان سے دوڑتے  
 ہوں گے یعنی جب روضہ قیامت نزدیک آوے گا یا جوج ما جوج سد سکندری سے نکلیں گے  
 اور تمام آدے زمین پر منتشر ہوں گے جہاں جہاں جو چیزیں ہاویں گے کھا جائیں گے اور پھر خدا  
 کے حکم سے صور بھونکا جائے گا اس کی آواز سے ساری مخلوق مڑ جاوے گی۔ اور ایک روایت حضرت  
 علی کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ ہر روز یا جوج اور ما جوج کو کشش کرتے ہیں کہ سد سکندی کو توڑ کر  
 باہر آویں لیکن بجگ خدا وہ توڑ نہیں سکتے۔ صبح سے شام تک اس دیوار کو سب چلٹے ہیں مثلاً پوست  
 بیضہ کے کڑا لے رہے ہیں۔ پس تھوڑی سی باقی رہ جاتی ہے۔ پھر وہ لوگ آپس میں کہتے ہیں کہ کل سب  
 توڑ دیں گے اور پھر آسانی سے باہر نکل جائیں گے۔ مگر وہ انشاء اللہ اپنی زبان سے نہیں بولتے  
 اس لئے وہ توڑ نہیں سکتے۔ پس صبح سے شام تک ان کا یہی معمول ہے۔ اور جب ان کا خروج ہوگا  
 قیامت کے نزدیک تو اس قوم میں ایک ٹکاسلمان پیدا ہوگا اور جب وہ ٹرا ہوگا تو انہیں لوگوں کے  
 ساتھ مل کر بہم اللہ کر کے دیوار چاٹنا شروع کرے گا اور پھر شام کو انشاء اللہ پڑھے گا۔ کہ کل  
 انشاء اللہ اس کو توڑ ڈالوں گا۔ جب وہ خدا کے حکم سے سد سکندری ٹوٹے گی۔ اور پھر اس کے بعد  
 سب قوم اس دیوار سے باہر نکل آوے گی۔ روایت ہے کہ ٹول اس دیوار کا چھتیس کوس کی راہ ہے  
 اور عرض اس کا تین کوس کی راہ ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس دیوار کا طول تین کوس کی راہ ہے اور  
 عرض اس دیوار کا تین کوس کی راہ ہے اور اونچائی ستر گز اور یہ بھی خبر ہے کہ جب وہ دیوار توڑ کر  
 باہر نکلیں گے تو سب سے پہلے ملک شام میں آئیں گے اس کے بعد ملنے میں ہیں اسکندر ذوالقرنین  
 نے یہاں سے مشرق کی طرف جانے کا قصد کیا موجودہ علماء و حکماء سے پوچھا کہ تم نے کسی کتاب  
 میں دیکھا ہے کہ درازی عمر کن چیز کے سبب ہوتی ہے ان میں سے ایک حکیم صاحب نے اسکندر  
 ذوالقرنین سے عرض کی کہ اے جہاں پناہ میں نے حضرت آدم کے وصیت نامہ میں دیکھا ہے کہ حق  
 تعالیٰ نے ایک چشمہ آب حیات ظلمات میں کوہ قاف کے اندر پیدا کیا ہے کہ بانی اس کا وہ  
 سے زیادہ سفید اور برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا اور مکھن سے نرم اور

شک سے زیادہ خوشنودار ہے جو اسے پیے گا تو اس کو موت نہ آوے گا اور وہ قیامت تک زندہ رہے گا اور اس کا نام بھی آپ حیات ہے۔ یہ سن کر حضرت اسکندر ذوالقرنین کو اس کا شوق پیدا ہوا کہ اس چشمہ آب حیات کا پانی پینا چاہیے اور علماؤں سے بھی اسکندر ذوالقرنین نے کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ اس کوہ قاف کے ظلمات میں چلو۔ انہوں نے کہا کہ آپ جائیے اور ہم تو یہاں کے قطب ہیں۔ دنیا کی آفت سے ہم لوگ کس طرح جائیں۔ اس لئے ہم نہیں جاسکتے۔ اسکندر ذوالقرنین نے کہا کہ تم لوگوں کا ہمارے ساتھ ہونا بہت ضروری ہے۔ اور تم لوگ یہ بھی بتاؤ کہ سواری میں سب سے زیادہ کونسا جانور چست و چالاک ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ گھوڑی کر جس نے ابھی تک بچہ نہ جنا ہو تو وہ نہایت چست و چالاک ہوتا ہے چنانچہ انہوں نے چند اعلیٰ قسم کی گھوڑیاں چن کر مخصوص کر لیں اور ادھر حضرت خضر علیہ السلام کو بھی اس لشکر کا پیشوا مقرر کیا اور ان سے کہا کہ جب ہم اس کوہ قاف کے ظلمات میں جا سہیں گے تو یقین ہے کہ کوئی کمی کو نہ پاوے گا تو اس وقت کیا ہوگا اس وقت حکما نے کہا کہ لعل و گوہر شاہ سوار حضور کی سرکاریں ہو تو لے لیجئے جب اللہ کوئی نوبت آوے گی تو اس کی روشنی سے راہ چلیں گے پھر ایک گویا ہر شب چراغ خزانہ عامر سے نکال کر حضرت سفر کے حوالے کیا اور تخت و تاج اور سلطنت ملازموں سے اپنے ایک دانا عقلمند کے سپرد کیا اور بارہ برس کے وعدہ پر رخصت ہو کر اور کھانے پینے کا گوشہ سرا ختم ہائے ظلمات کوہ قاف کی طرف آپ حیات کی تلاش میں روانہ ہو گئے راہ بھول کر ایک برس مسلسل گھومتے رہے اور حضرت خضر بھی لشکر سے علیحدہ ہو کر ایک اندھیرے میں جا پڑے اس وقت اس گویا ہر شب چراغ کو جیب سے نکال کر زمیں پر رکھ دیا تو اس کی روشنی سے تاریکی جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے چشمہ آب حیات کا ان کو ملا پھر حضرت خضر نے اس میں منہ باقیہ دھو کر آب حیات پی لیا اور خدا کا شکر بجالائے۔ پس اس وجہ سے حضرت خضر کی عمر دراز ہوئی پھر وہاں سے مراجعت کر کے دوسری تاریکی میں آپڑے۔ پھر اس گویا ہر شب چراغ کو نکال کر زمیں پر رکھ دیا اس کی وجہ سے سب میں اُجالا ہو گیا۔ اور جتنے لشکر اندھیرے میں پڑے ہوئے تھے سب حضرت کے پاس آکر جمع ہو گئے۔ اور اسکندر ذوالقرنین اپنے لشکر سے کہہ رہے تھے کہ تم لوگ یہاں ٹھہرو میں آگے چل کر کچھ تماشہ عجیب و غریب دیکھ آؤں یہ کہہ کر جب وہ آگے بڑھے ایک بالا ہانہ نظر آیا چار دیواری اس کی ہوا پر معلق ہے اور اس میں مرغ پرندے بہت دیکھے مرغوں نے جہ سے کہہ اسی ظلمت میں بستی چھوڑ کر کیوں آئے ہو اس کے جواب میں حضرت اسکندر



ذوالقرنین نے کہا کہ میں آپ حیات پینے کو آیا ہوں پھر ایک مرغ جو ان بل شاہ تھا وہ حضرت اسکندر ذوالقرنین سے کہنے لگا کہ اسے ذوالقرنین اب وہ وقت آپ پہنچا ہے کہ مرد سب لباس حریر کا پہنیں گے اور اچھے اچھے مکان بنا کر دنیا کے چھپے ہو بسبب عیش نشا ط میں مصروف رہیں گے یہ کہہ کر پھر وہ اسی بالا خانہ کو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بالا خانہ تمام کا تمام جو اہل بیت کا بن گیا۔ پھر کہا اسے ذوالقرنین اب وہ وقت آگیا ہے کہ جنگ و رباب اور بربط اور طہورہ بنے گا۔ پھر تھوڑی دیر میں کیا دیکھتے ہیں کہ تمام بالا خانہ نعل و ماتحت کا بن گیا ہے پھر تو یہ دیکھ کر بہت حیران رہ گئے اس مرغ نے پھر حضرت اسکندر ذوالقرنین سے کہا کہ اے مرد مجاہد تو مت خوف کر یہ تمام کارخانہ ابلیس لعین کا ہے۔ اس مرغ نے پھر کہا کہ اب فنا و ظاہر ہو گا مجھے یہ بتاؤ کہ اس وقت لا ایلہ الا اللہ باقی ہے یا نہیں اس کے جواب میں حضرت اسکندر نے کہا بجا ہے پھر وہ مرغ اس جگہ سے دوسری جگہ پر چلا گیا ایک ایٹ میں یوں بھی آیا ہے کہ اس مرغ نے کہا کہ تم اس بالا خانہ پر جا کر دیکھو وہاں کیا چیز ہے۔ تب ذوالقرنین وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص پاؤں پر کپڑا اپنے منہ میں صورت لئے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے کہتے ہیں کہ وہ اسرائیل تھے۔ ذوالقرنین اپنی سلطنت اور روشنی ملک کی چھوڑ کر اس ظلمات میں کیوں آپڑے کیا وہ تجھ کو بس نہ تھا آپ نے اسی کے جواب میں کہا کہ میں آپ حیات کو پینے آیا ہوں تاکہ آپ حیات پینے سے زندگی زیادہ ہو اور خدا کی عبادت زیادہ کروں اس بات کو سن کر حضرت اسرائیل علیہ السلام نے اسکندر ذوالقرنین کے ہاتھ میں ایک پتھر مثل بی کے سر کے برابر دیا اور کہا کہ میں نے تجھ کو غفلت سے ہوشیار کرنا تھا اور اب تم یہاں سے چلے جاؤ اتنے زیادہ عربی مت بنو یہ سن کر اسکندر ذوالقرنین وہاں آپ حیات نہ پا کر اپنے لشکر میں آگئے پھر سب اکٹھے ہو کر چلے آتے تھے اندھیری رات میں ٹکڑے ٹکڑے سنگ مرمر کے ٹھوڑوں کے پیر کے تلمے مثال لعل شب چراغ کے چمکتے دیکھ کر بوچھا کہ یہ سب کیا چیز ہے جو حکمہ اس وقت ان کے ہمراہ تھے وہ بوسے پتھر میں جو غصہ بھی اس کو اکٹھاے گا وہ بچھٹائے گا اور جو غصہ اس کو نہ اکٹھاے گا تو وہ بھی پھٹے گا آخر کسی نے ان کو جن لیا اور کسی نے ان کو نہ چنا جب ظلمات سے نکل آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ پتھر جن لوگوں کے چمن لئے تھے سب تباہ و برباد ہو گئے

لعل اور زبرجد اور زبرجد اور یاقوت اور فیروزہ اور زمرد ہیں یہ دیکھ کر وہ لوگ بہت پچھتا نے  
 لگے جنہوں نے ان کو نہ چنا تھا۔ اور جن لوگوں نے ان کو چن لیا تھا وہ اس لئے پچھتا ئے کہ کیوں  
 نہیں زیادہ سنے۔ اسکندر ذوالقرنین نے اپنے حکماء سے دریافت کیا کہ اس میں کیا امر ہے وہ  
 بولے کہ اب سب کے چھتر تار کو اس پلے میں ایک مشت خاک رکھ دو جب ایک مشت خاک کو  
 پلے میں رکھا تو دونوں پلے ترازو کے برابر آئے۔ دونوں طرف برابر رہے پھر پوچھا کہ اس میں  
 کیا سمجھ ہے حکماء نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مشرق سے مغرب تک بادشاہت دی ہے تو بھی  
 تم کو سیری نہیں مگر تم کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ تمہارا پیٹ اور گھوہری کی خواہش ایک مٹھی خاک  
 سے بھرے گی جو گورستان میں نصیب ہوگی۔ جب اسکندر ذوالقرنین نے یہ بات سنی تب تمام لشکر  
 کو اپنے پاس سے رخصت کیا اور سب اپنے اپنے ملک میں واپس چلے گئے اور اسکندر ذوالقرنین  
 یہیں رہ گئے اور پھر عبادت الہی میں مشغول ہو گئے اور پھر چند روز بعد ہی انتقال کیا اور پھر  
 مومنے کے تابوت میں وہی مدفون ہوئے اور یہ بھی بذریعہ ایک خمر کے معلوم ہوتا ہے کہ  
 ذوالقرنین نے اپنے مرنے کے وقت اپنا مال کو وصیت کی تھی کہ بعد موت کے میری روح کو  
 ثواب بخشو اور یتیم، اسیر، غریب، مسکین، یتیم، بیگمیں محتاجوں کو خوب کھانا کھلانا اور ان  
 سے میری مغفرت کی دعا کرنا جب ان کی مال کو یہ خمر پہنچی تو وہ زار زار رونے لگیں اور بعد  
 مرنے کے ان کی وصیت کو پورے طور سے پجلا نہیں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
 احوال اسکندر ذوالقرنین کو اور سوالات مذکورہ سے ابو جہل اور کئے کے کافروں کو اور وہاں کے  
 یہودیوں کو جواب دیا سب کافرن کو متحیر ہوئے اور بولے یہ سچ کہتے ہیں اور بالکل تو بات اور  
 مذکور کے یہ جوابات بتاتے ہیں اور اس میں ذرا بھی فرق نہیں ہے پس سوائے ابو جہل کے اور  
 سب کے سب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے اور ابو جہل سے حضرت  
 نے فرمایا کہ اب تم کو معلوم ہوا یا اب بھی شک میں ہو کہ اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہوں یا نہیں۔  
 اور اگر تم کو کچھ اب بھی شک ہو تو پھر پوچھو تب اس یحییٰ نے کہا کہ تم تو ایک ساحر ہو اور دوسرا  
 ساحر مومن تھا۔ ہرگز تمہارے دین میں نہیں آؤں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ان  
 کافروں کے بارے میں۔ فَذَٰلَکَ جَآءَ حُكْمُ الْحَقِّ مِنۢ عَلَیْہِمْ اَنۡ لَاۤ یُؤْتُوۡا حَیۡۃَیْہِمْ اَوْ حَیۡۃَ  
 مِثْلَ مَاۤ اُوۡتِیَ مُوۡسٰیؑ۔ ترجمہ۔ پس جب پہنچی ان کو ٹھیک بات ہمارے پاس سے  
 کہا انہوں نے۔ کیوں نہ ملی بیغبری جیسی ملی تھی مومن کو یہ بات کہی اور راہ ضلالت اختیار



کی۔ پس اے میرے محترم بھائیو مومنو! ہم سب کو لازم ہے کہ خدا اور رسول کی رضا مندی پر راضی رہیں اور ان کے جملہ احکام و شریعات کو بجالائیں اور کسی وقت بھی اس سے غافل نہ ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل صالحہ کی توفیق عطا فرمائے اور بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے آمین۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## فرعون علیہ اللعنة

بعض تواریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ فرعون کے باپ کا نام مصعب اور دادا کا نام ملک ریان تھا اور بعض مورخ نے لکھا ہے کہ فرعون کا نام مصعب بن ولید بن ریان تھا اور عمر بھی تقریباً پچاس برس کی ہوئی اس عرصہ میں وہ کبھی بیمار نہ ہوا تھا۔ اور نہ اس کے سر میں درد ہوا تھا اور نہ کوئی غنیمت و دشمن اس پر غالب ہوا۔ اور فرعون بھی اس کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَقَالَ اِذَا مَرَجْتُمْ كُفَّ اِلٰہِ عَلٰی نَفْسِکُمْ فَتَاَخَذَہُ اللّٰہُ مَکَالًا اِلٰہِ خِیۡرَہٗ وَ اِلٰہِ دُوۡلِہٖ ترجمہ کیا فرعون نے لوگوں سے میں ہوں تمہارا رب سب سے بڑا اور اونچا۔ پس پکڑا اس کو اللہ تعالیٰ نے سزائیں پچھلی اور پہلی کی اور آخرت میں بھی عذاب ہوگا اور اس نے دنیا میں بھی عذاب پایا اول اچھا تھا اس ملعون نے جب دعویٰ خدائی کا کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت سی بلاؤں سے گزرتا کیا اور تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پیدائش بلخ میں ہوئی تھی۔ جب وہ بڑا ہوا وہ سیر و سیاحت کو نکلا۔ یہوخنہ ایک شہر کا نام ہے سیر کرتا ہوا وہاں پہنچا۔ اس جگہ ہامان بے ایمان سے ملاقات ہوئی۔ چونکہ ہامان اسی جگہ کا باشندہ تھا جب آپس میں ربط و ضبط قائم ہوا تو ہامان نے فرعون سے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ سیر کو چلوں گا اور دنیا کے حالات معلوم کر دوں گا چنانچہ دونوں ملعون مصر شہر میں آئے اور وہاں غریبے بچل کے تھے ان دونوں نے حکمت والے کے پاس جا کر کھانے کا سوال کیا غریبے والے نے ان دونوں سے کہا کہ بھائی ایسا کرو کہ تم دونوں ہمارے یہاں خریدنے بازارے جاؤ اور وہاں جا کر فروخت کرو جب یہ مال میرا تم لوگ فروخت کر دو گے تو پھر ہم تم دونوں کو دہیں گے یہ سن کر فرعون نے ہامان سے کہا کہ تم ہمیں رہو اور میں یہ مال خریدنے کے لیے کہ بازار جاتا ہوں سنا پنہا ایسا ہی کیا گیا یعنی فرعون غریبے کے لیے کہ بیچنے کو شہر گیا اور دوکانداروں سے اس نے کہا ہم تو سودا ادا کر خریدتے ہیں اور نقد میں بچل و ترکار کی نہیں خریدتے اور جس کو جو قیمت

ہوتی ہے اس کو مال اپنا فروخت کر کے بعد میں دے ڈالتے ہیں ہمارے شہر کا تو یہی دستور ہے۔ فرعون کچھ عرصہ تک سوچتا رہا اور پھر وہ خد پتر سے اسی وعدہ پر پہنچ کر واپس اسی جگہ آ گیا اور مالک خد پتر سے جاکر کہا کہ یہ کام اچھا نہیں اتنا بول کر وہ وہاں سے چل دیا اور پھر شاہ مصر کو جاکر ایک درخواست پیش کر دی کہ میں بے لوطن مغرب ہوں۔ اور کھانے پینے سے بھی عاجز ہوں۔ تھوڑی کو کوئی کام اس شہر مصر میں جہاں شاہ کی سرکار عالی میں موافق گزارے گئے ہو تو غلام کو اس جگہ پر مامور فرما کر سرفراز فرمائیں۔ اس بد بخت کا نصیب پیدا نہ تھا۔ یہ دیکھتے ہی بادشاہ مصر کا حکم ہوا کہ تو کون سا کام کرنا چاہتا ہے۔ وہ بولا داروغہ مقبرہ اسی شہر کی چاہتا ہوں کہ بے اجازت میری کوئی وہاں مردہ نہ گاڑنے پائے یہ سن کر بادشاہ مصر نے اس کو کورستان کی داروغہ دے دی تب دروازے پر کورستان کے جا بیٹھا۔ قضا الہی سے ایسا ہوا کہ اسی سال میں مصر میں وبا پھیل گئی اور بہت آدمی مرنے لگے۔ فرعون نے جب یہ دیکھا تو اس نے ہر ایک لاش کے دار ثول سے ایک ایک درم سونے کا لینا شروع کر دیا۔ اس طریقہ سے تھوڑے ہی دنوں میں اس کے پاس بہت سا روپیہ جمع ہو گیا۔ پھر اس روپے سے مقربان بادشاہ کو دے کر تمام شہر کی داروغہ لے لی اور شاہ مصر اپنے جہل سے اس کو بیدار کرنا اور خلعت بھی دینا اتفاقاً قضا الہی سے وزیر مصر مر گیا اس کے بعد فرعون ہی کو بادشاہ مصر نے وزیر مقرر کر دیا۔ اس وقت فرعون نے ہامان سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں خدائی کا دعویٰ کروں۔ تاکہ ساری مخلوق مجھ کو اپنا معبود جانے اور میری پوجا کرے یہ سن کر ہامان نے اس سے کہا کہ اگر تو خدائی چاہتا ہے تو یہ کام آہستہ آہستہ کر کے سب سے پہلے تو مخلوق اپنے ہاتھ میں لے لو۔ فرعون نے کہا ایسا کرنے کی کیا تدبیر ہے کیونکہ تمام لوگ تو اس وقت یوسف یعقوب کے دین پر مستحکم ہیں کسی طرح ان کو اپنا بناؤں آخر اس کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے۔ ہامان اس بات کو سن کر کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر یہ تدبیر ٹھہرائی کہ بادشاہ مصر سے درخواست کر کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک برس تک مصر کی رعیت کے واسطے خزانہ سے مفت قربانیاں پوری کی جائیں اور خدائی اپنے طرف سے اس کار خیزانہ میں ایک سال کا جو کچھ خرچ ہو گا دے گا بادشاہ نے کہا کہ میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارا نقصان ہو اور میرا نفع۔ اچھا میں اجازت دیتا ہوں کہ اس سال کا جزیرہ رعیتوں پر تیری خاطر معاف کیا فرعون نے جواب دیا کہ میں نہیں چاہتا کہ سرکار عالی کا خزانہ کسی طرح کم ہو پس بادشاہ ناراض اور کم ہمت تھا۔ فرعون کی خاطر رعیتوں سے ایک سال کا جزیرہ نہ لیا اور کہا کہ اپنے دل کی مراد پوری کر دو۔ تب فرعون نے اپنے دیوان اور خزانچوں کو مل کر کو بلوچھا کہ مصر کا جزیرہ



رعیتوں سے کتنا وصول ہوتا ہے وہ سب بولے کہ اتنا ہوتا ہے پس فرعون نے اکی قدر روپیہ اپنی  
 طرف سے ہامان کے ہاتھ بادشاہ کی سرکار میں داخل کر دیا اور اس کے بعد پورے شہر میں منادی  
 کر دی کہ اس سال جزیہ رعیتوں پر معاف کیا اور ہم نے اپنی طرف سے جزیہ بادشاہ سرکار میں داخل  
 کر دیا اور مزید دو برس کی معافی کے واسطے بھی ہم نے سرکار عالی میں عرض کی سو وہ بھی قبول ہوئی  
 پھر تو تمام رعایا مصر کی یہ بات سن کر بہت خوش ہوئی غریب و مساکین جتنے تھے سب نے فرعون کی  
 ترقی کے واسطے دعائیں کیں اور سب کے سب خدا کا شکر بجالائے پس تین سال کا جزیہ یہ موقوف ہوئے  
 سے مصر کی رعایا کو فراغت ہو گئی اور پھر چند ہی روز بعد بادشاہ مصر خود اپنی موت مر گیا اور کوئی بھی  
 اس کا ولی وارث نہ تھا جو اس کے تخت شاہی پر بیٹھے۔ چنانچہ بادشاہ مصر کی بجائے وہ کنعین کے بعد تین دن  
 ملک تعزیت کی گئی اور جو تھے روز تمام شہر کے لوگ قاضی مفتی عالم فاضل امراء غریبا چھوٹے بڑے  
 سب بادشاہی دربار میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ بادشاہ کے تخت پر کسی کو بٹھانا چاہیے کیونکہ ملک  
 بے سرناشد جو کہ مصر کے لوگوں نے فرعون سے نیکی دیکھی تھی کہ تین برس کا جزیہ مصر کا معاف کیا تھا  
 اور اپنے پاس سے تین برس کا روپیہ بادشاہ کو دیا تھا اس لئے سب اس سے خوش تھے۔ یہ خبر خواہی  
 دیکھ کر سبوں نے اس فرعون مردود کو تخت پر لے جا کر بٹھا دیا جب یہ ملعون مصر کا بادشاہ ہوا اور  
 پھر اس ہامان بے ایمان کو اپنا وزیر بنایا اس کے بعد کہنے لگے کہ اب ملک مصر پورا ہمارے ہاتھ  
 میں آیا ہے یعنی ہم اس ملک کے بادشاہ مقرر ہو گئے ہیں ہامان سے اس نے کہا کہ اب کوئی ایسی تدبیر  
 کرنی چاہیے کہ تمام ملک مصر کے باشندے اور تمام خلائق مجھ کو خدا کہے اور مجھ ہی کو معبود جانے۔ اور  
 میری پرستش کرے۔ اس کے مقرر کردہ وزیر ہامان نے فرعون ملعون کو یہ صلاح دی کہ پہلے مصر میں  
 یہ حکم دیا جائے کہ اس وقت تمام علماء و فضلا جتنے ہیں ہمارے قلمرو میں درس تدریس نہ دینے پائیں  
 اور اپنے تمام تدریسی سلسلے کو بالکل ختم کر دیں۔ اس تدبیر سے آہستہ آہستہ لوگ اپنے دین سے  
 بے خبر ہوتے رہیں گے اور جو آئندہ پیدا ہوں گے وہ سب کے سب بغیر علم کے جاہل ہوں گے۔  
 اسی طرح آہستہ آہستہ اپنے اپنے دین سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ یہ ہامان کی سن کر فرعون ملعون نے  
 اپنے ملک مصر میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ بند کر دیں ورنہ ہم ان سب کو قتل کر ادیں گے فرعون بادشاہ کا  
 یہ حکم سن کر اور اس کے قتل کرانے کے خوف سے سب نے دس و تدریس کا سلسلہ موقوف کر دیا اور  
 بالکل کمنا پڑھنا چھوڑ دیا۔ چنانچہ چند ہی روز گزرے تھے کہ سارا ملک جاہل بن گیا اور اپنے  
 حقیقی خدا کو بالکل ہی بھول گئے اور وہ مثل چوپائے و جوش کے ہو گئے اس کے بعد فرعون نے

حکم کیا کہ تمام لوگ اپنے اپنے بتوں کو سجدہ کیا کریں پس ایک قوم قبطی جو کثیر تعداد میں تھی اس نے بت پرستی شروع کر دی اور یہ سلسلہ تقریباً بیس برس تک رہا پھر اس کے بعد فرعون ملعون نے اعلان کر دیا اور اس اعلان میں یہ الفاظ لوگوں کے کانوں تک پہنچائے جس کو قرآن مجید نے نقل فرمایا۔

فَعَسَىٰ أَنْ تَمْنَىٰ هَٰذَا أَنَّ تُكْفَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۚ وَلَٰكِنْ لَا تُغْنِي عَنْكُمْ كُفْرًا شَيْئًا وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۚ

سے کہا کہ میں ہوں رب تمہارا سب سے بڑا اور بلند اور اس حالت پر چالیس برس گزرے۔ اس کے بعد تمام بتوں کو توڑ ڈالا۔ پھر اسی قوم قبطی نے فرعون کو پوچھنا شروع کر دیا۔ اس قوم پر فرعون ملعون بہت نوازش کرتا اور دوسری قوم جو بنی اسرائیل تھی اس کو خدا نہیں مانتی تھی اس کو طرح طرح سے تکلیفیں دیتا کیوں کہ بنی اسرائیل قوم تو دین یوسف پر قائم تھی۔ اور یعقوب جزیہ کے فرعون ملعون ان سے قبطیوں کی خدمت کروانا اور ان کو ہر وقت تحقیر کرتا اور جن کاموں کو وہ ناچنے سمجھنا تھا مثل محنت اور بوجھ اٹھانا لکڑی چیرنا اور چنار دانا درگھاس کاٹنا۔ بھاڑ و کشی کرنا۔ اور گوہر پھینکنا علیٰ ہذا القیاس ان سب کاموں پر مقرر کیا تھا۔ اور کچھ لوگوں کو بنی اسرائیل قوم میں سے مختلف شہروں اور دیہات میں اپنے تابعین کی خدمت میں بھیج دیتا۔ اور ان کی عورتوں سے اپنی عورتوں کی خدمت لیتا۔ غرض کہ بنی اسرائیل قوم کی عزت و قار نہیں کرتا تھا۔ مگر صرف ایک عورت کہ جن کا نام آسیہ تھا وہ بنی اسرائیل قوم سے تھیں اور بڑی ہی حسین و جمیل تھیں لیکن وہ اپنے اباؤ اجداد کے دین پر ہی تھیں اور ان کے خصال بھی شہرہ آفاق تھے اس وجہ سے فرعون ملعون ان کو اپنے نکاح میں لایا تھا۔ اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ فرعون نے ان کو پرستندہ اپنا بھانجرا کر بڑی عزت سے اپنے گھر میں رکھا تھا۔ مگر وہ اپنے دین میں بہت مضبوط تھیں اور وہ خلاف شرع نہیں چلتی تھیں اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ عورتوں کی پاک اور بزرگی بیان فرمائی ہے۔ ایک حضرت موسیٰ کی ماں۔ دوسری مریم بنت عمران۔ اور تیسری خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد جو حضور اکرم مسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں اور چوتھی حضرت فاطمہ الزہرا بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور پانچویں بی بی آسیہ رضی اللہ عنہم کیوں کہ یہ سب صالحہ تھیں۔ الغرض قوم بنی اسرائیل تیرہ برس تک فرعون کے عذاب میں اور اس کی قوم کی خدمت میں گرفتار رہی زن و مرد اس قوم کی خدمت کرتے اور ان کی بار برداری میں لگے رہتے اور صبر کرتے تھے۔ لیکن باوجود اتنی سخت تکلیف کے وہ اپنے آبائی دین اسلام سے نہیں پھرے اسی حالت میں وہ شب و روز استغفار اور خدا کی عبادت کرتے تھے۔ ایک دن فرعون ملعون نے دریا نئے نیل کے کنارے مجلس جشن کی تھی تمام لوگ ہنا کو ہنا گئے اور اپنے ساتھ کھانے پینے



کا سامان بھی لے گئے اور وہاں جا کر خوشیاں منائیں اور پھر فرعون نے اپنی قوم سے کہا تو لے تلوں  
 دَنَاذی فِرْعَوْنَ فِي تَوْبِهِ قَالَ يُقَوْمُ لَيْسَ لِي مَلِكٌ وَصَوَّرَ هَذِهِ الْأَنْهَارُ  
 تَجْرِي مِنْ تَحْتِي أَفَلَا تُبْصِرُونَ هَ امَّا نَا خَلَيْنَا مِنْ هَذَا السِّبْغِ  
 حَوْمَهُنَّ وَلَا يَكَاذُ يَسِيخُهُ ترجمہ ! اور پھر پکارا فرعون نے اپنی قوم میں بولا  
 اے قوم میری بھلا مجھ کو کیا نہیں ہے حکومت مصر کی اور یہ نہر میں چلتی ہیں نیچے میرے کیا تم نہیں  
 دیکھتے کہ میں بہتر ہوں اس شخص سے کہ جس کو عزت نہیں ہے اور وہ صاف نہیں بول سکتا ہے۔ اتنی  
 بات فرعون نے حضرت موسیٰ کی شان میں تکبری سے کہی تھی کہ وہ کیا چاہتا ہے اس بات کو لوگوں  
 نے مانا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قولہ تعالیٰ فَاَسْتَخَفَّ قَوْمَهُ تَا طَاعُوهُ هَ اَفْهَمُ  
 كَانُو قَوْمًا فِئْتَقِيْنَهُ ترجمہ ! پھر عقل کھودی اپنی قوم کی پھر اسی کا کہا مانا تحقیق وہ لوگ  
 تھے فاسق۔ پس چاہا اللہ تعالیٰ نے کہ اس کو دوزخ میں ڈالے اور اس کی قوم کو بھی جہنم میں ملا دے  
 اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو چار سو برس کی عمر دی تاکہ وہ ہر روز باغی ہوتا رہے اور اپنے  
 حقیقی معبود کی نافرمانی کرتا رہے۔ پھر ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قدرت کاملہ سے تو  
 دریائے نیل کو سکھادیا اور اس میں کچھ بھی پانی باقی نہ رہا۔ یہ دیکھ کر فرعون ملعون کی قوم نے اٹھتے ہو کر کہا  
 اگر تو ہمارا خدا ہے تو دریائے نیل کا پانی جاری کر دے تب جانیں گے کہ تو ہمارا رب ہے۔ پس فرعون  
 نے یہ بات سنی اور سنتے ہی سات لاکھ سوار اپنے ہمراہ لے کر میدان سعید الاعلیٰ کی طرف نکل گیا اور  
 ایک ایک منزل پر ایک ایک لاکھ سواروں کو چھوڑتا گیا اسی طرح سب کو رخصت کر کے تنہا ایک میدان  
 میں جا کر ایک غار میں اندر گھسا اور گھوڑے کی باغ کو گلے میں لپیٹ کر قبلہ رخ ہو کر سجدے میں جا کر  
 اور پھر یہ مناجات کی۔ الٰہی تو حتیٰ پر ہے اور میں باطل پر ہوں اور میرا رب بے نیاز و بے پردہ ہے  
 اور میں نے دنیا کو بعض آخرت کے اختیار کیا اے میرے رب جو کچھ مجھ کو دینا ہے تو وہ مجھے دنیا  
 کی زندگی میں ہی دیدے اور میں آخر میں نہیں چاہتا ہوں اور یہ مجھ کو خوب معلوم ہے کہ آخرت میں  
 میرے لئے سوائے دوزخ کے اور کچھ نہ ہوگا۔ جب فرعون نے خدا کی درگاہ میں یہ دعا و مناجات  
 کی تو اسی وقت ایک شخص غیب سے آیا اور اس غار کے منہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور فرعون سے کہنے لگا کہ  
 میں ایک شخص کی شکایت تمہارے پاس لایا ہوں تم اس کا انصاف کرو یہ سن کر فرعون بولا تو یہاں کیوں  
 آیا یہ جگہ تو انصاف کی نہیں ہے کل دربار میں آنا وہاں میں اس کا انصاف کروں گا اور اس وقت  
 تو یہاں سے چلا جا۔ پھر وہ بولا کہ تم ہمارا انصاف نہیں کرو اور بغیر انصاف کرائے ہوئے ہم یہاں سے

نہیں جانیں گے چنانچہ یہ مکالمہ ہو ہی رہا تھا کہ ادھر دریا ئے نیل کا پانی جاری ہو گیا نیل پھر بھر گیا۔ یہ دیکھ کر فرعون نے بہت خوشی غموس کی اور اسی خوشی کے عالم میں وہ اس شخص سے کہنے لگا کہ اسے نوجوان تم کیا چاہتے ہو اس کے پوچھنے پر اس نوجوان نے فرعون سے کہا کہ جو بندہ خداوند عالم کی نافرمانی کرے اور اس کے حکم کو بھی تسلیم نہ کرے اور خداوند قدوس اس پر اپنی مہربانی کرے تو تم مجھ کو یہ بتاؤ کہ اس بندہ کی کیا سزا ہے؟ فرعون نے جواب دیا کہ اس بندہ کی سزا تو یہ ہے کہ اس کو دریا ئے نیل میں ڈبو کر مارنا چاہیے اس نوجوان نے یہ جواب سنا کہ اس کے ہمت اچھا آپ اس کو مجھے کر دے ویں تاکہ یادداشت رہے اور کل بندہ آپ کے دربار میں حاضر ہوگا آپ کے حضور میں انہما کرے گا۔ فرعون بولا کہ بھائی یہاں تو دوات قلم و کاغذ نہیں میں کس طرح لکھوں، اس نوجوان نے کہا کہ میں دیتا ہوں تم لکھو۔ پھر فرعون نے اس غار کے اندر بیٹھ کر خوشی سے لکھا کہ جو بندہ اپنے خداوند کی نافرمانی کرے گا اور اس کا حکم نہ مانے اور خداوند اس کو سب طرح سے آرام دے کھانے کو دے تو اس بندہ کی سزا یہ ہے کہ اس کو دریا ئے نیل میں ڈبو کر مارا جائے، اس طرح یہ دستاویز لکھ کر اس نوجوان کے حوالے کی اور اسی نے یہ سنا کہ وہ نوجوان کون تھا اور وہ نوجوان یہ بتاؤ لکھو کہ نظروں سے غائب ہو گیا۔ وہ درحقیقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے اور پھر اس کے بعد ایک آواز آئی کہ اسے فرعون اور دریا ئے نیل کو میں نے تیرے حکم کے تابع کیا تو جب حکم کرے گا کہ پانی تو کھڑا رہے تو وہ پانی تیرے حکم سے کھڑا رہے گا اگر تو کہے گا کہ اسے پانی تو جاری ہو جائے تو وہ پانی جاری ہو جائے گا۔

الغرض۔ وہ تیرے فرمان کے باہر نہ ہوگا تب فرعون یہ سن کر اور خوش ہو کر اس میدان سعید الاغلی سے اپنے گھر پر چلا آیا اور دریا ئے نیل کو جس طرف کہتا وہ اس طرف ہوتا جاتا۔ اگر وہ یہ کہتا کہ اسے پانی تو اونچا ہو کر چل تو پہاڑ سے زیادہ اونچا ہو کر چلتا اگر وہ کہتا کہ اسے پانی تو نیچے ہو کر چل تو وہ پانی نیچے ہو کر چلتا۔ چند روز کے واسطے اللہ تعالیٰ نے فرعون ملعون کو ایسی کرامت دی تھی۔ باوجود اس کے وہ ملعون دعویٰ خدائی کا کرتا ہے کہ کہتا تھا اسے لوگو! میں مصر کا مالک ہوں اور دریا ئے نیل بھی میرے تابع ہے دیکھو تو پانی دریا ئے نیل کا بالکل خشک ہو گیا تھا وہ میں نے ہی جاری کیا تمہارے پیٹنے کے لئے اہل مصر نے جب یہ کرامت دیکھی فرعون سے تو تعریف کرتے ہوئے سجدے میں گرے اور اس کی ربوبیت اقرار کیا۔ بولے ایک تو ہمارا پروردگار ہے۔ لعنتہ اللہ علیہم اجمعین اور ایک مکان بھی عالیشان بنا دیا بتایا تھا اور اس کا



نام عین الشمس رکھا تھا ایک حوض بنا کر دریا کے پانی کی نہر اس پر جاری کی تھی اور اس پر چار ستون سونے کے بنائے تھے اور وہ اس طرح بنائے تھے کہ حوض کے کنارے پر سے کو شک پر جا کر دوسری راہ نکل پڑتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے دو درخت بھی اس حوض کے کنارے پر پیدا کئے تھے ایک درخت سے تورخون زرد نکلتا تھا اور دوسرے درخت سے روغن سرخ وہ روغن جس پر بار کو دیا جاتا تھا کے فضل و کرم سے شفا پاتا اسی وجہ سے فرعون ملعون فرعون کے لوگوں کو جتانے اور خدا کا دعویٰ کرنا تھا اور اپنی ربوبیت کی دلیل ان دونوں درختوں سے دیتا کہ دیکھو میری ربوبیت کی یہ دلیل ہے چنانچہ مخلوق نے جب ان درختوں پر غور کیا اور اس میں فرعون کی کرامت ظاہر پائی جو وہ کہتا اسی وجہ سے خلق اور بھی فرعون کی ربوبیت کی قائل ہو کر گمراہ ہوتی چلی گئی اور تمام ملک میں گمراہی پھیل گئی۔

## عروج بن عتق

تورینج سے پہنچتا ہے کہ بعض راویوں نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم موئی علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ زمین شام مقدس کی تم کو دوں گا تم وہاں سے ظلم و تعدی کرنے والوں کو نکال دو اور درحقیقت مقام اجداد بنی اسرائیل کا کنعان میں ہی تھا اب مصر میں ہوا۔ بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے حکم کیا کہ تمام ملک شام میں خدا کے دشمنوں سے جہاد کرو اور حضرت موسیٰ نے ان کے ساتھ فتح کا وعدہ کیا تھا اور وحی بھی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ بارہ آدمی سردار بارہ قوم سے بنی اسرائیل کے نقیب کرنا کہ ہر ایک مبلغ اپنے اپنے سرداروں کے تابع رہے اور ہماری رضا پر رہیں تو ان سے اس بات کو کہہ دے کہ ان کا سردار نقیب جو تم ان پر کرے تو وہ اسی پر عمل کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا اور اٹھائے ہم نے ان پر بارہ سردار۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سب کو ہمراہ لے کر جب کنعان میں گئے تو اپنے نقیبوں کو شام کے اطراف میں بھیجا تاکہ ان پر ظلم و جابر لوگوں کا حال معلوم کریں جب وہ لوگ وہاں گئے اور وہاں سے کچھ حالات معلوم کئے تو وہاں ایک بہت بڑے قد و قامت والا انسان بھی دیکھا جو سمندر کی تہہ میں مچھلی پکڑ لاتا تھا اور اپنی لمبائی کے سبب سے وہ سورج کی پیشی سے جھون کر کھاتا تھا۔ اور معارج النبوت میں لکھا ہے کہ حضرت نوح کے طوفان سے یہی شخص بچا تھا۔ اور ایسا دراز قد تھا کہ سمندر کے پانی میں بھی وہ ڈوب نہ سکتا تھا اتنا بڑا لمبا جوان تھا اور اس کی نمرتیں ہزار پانچ سو برس کی ہوتی

یعنی وہ شخص حضرت آدم کے ایام زمانہ سے حضرت موسیٰ کے زمانے تک زندہ رہا اور اس کی ماں کا نام صفورہ تھا وہ بیٹی حضرت آدم علیہ السلام کی تھیں اور اس کے باپ کا نام عنق تھا اور معارج البنت میں لکھا ہے کہ اس کے باپ کا نام سہان تھا اور ماں کا نام عنق تھا وہ بنت آدم تھیں۔ پس عروج بن عنق نے حضرت موسیٰ کے بارہ سرداروں کو دیکھ کر پوچھا تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاؤ گے۔ پھر انہوں نے اپنا حال بیان کیا اس کے بعد عروج بن عنق نے ان سب کو کپڑے کمر اور اپنی ازار میں لے کر اپنی بیوی کو دکھانے لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھو یہ سب میرے ساتھ لڑنے کو آئے ہیں یہ کہہ کر زمین پر گر کر اس نے چاہا کہ مثال چوٹی کے پیر سے لے دے اس وقت اس کی بیوی نے کہا کہ ان کو چھوڑ دو وہ ضعیف ناتوان ہیں خود ہی چلے جائیں گے تجھ کو ان کے ملنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ اور پھر تہہ احوال بھی لوگوں سے جا کر بیان کر دیں گے پس ان کو چھوڑ دو۔ چنانچہ وہ نقیب حضرات جباروں کی کثرت اور حقیقت دریافت کر کے بہت ڈر گئے اور اپنی جگہ پر رہیں چلے گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ ان جباروں اور ظالموں کا حال جو ہم دیکھ آئے ہیں اپنی قوم سے نہ کہنا چاہیے کیونکہ وہ لوگ تو پہلے ہی بزدل ہیں لڑائی اور جبار کے نام سے بھاگ جائیں گے۔ لیکن ان لوگوں کا احوال حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون سے کہنا چاہیے۔ تب حضرت موسیٰ سے وہاں کا حال بیان کیا اور نیز یہ بھی کہا کہ وہاں کے پھل فروٹ بھی بہت بڑے بڑے ہیں اگر ایک دانہ انار کا لیں تو آدمی سیر ہو جائے اسی طرح انگور بھی بہت بڑا دیکھا اگر ایک دانہ کھالیں تو جی بھر جائے اور دوسرا نہ کھایا جائے اور پھل فروٹ جو وہاں سے لائے وہ حضرت موسیٰ کو دکھائے حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو دیکھ کر بہت ہی متعجب ہوئے۔ پس دس آدمی سردار نقیب نے عہد شکنی کر کے احوال وہاں کا جو دیکھا تھا اور عروج بن عنق کے ہاتھ گرفتار ہونے کا اپنی قوم سے کہہ دیا لیکن وہ شخص یعنی یوشع اور کالوت نے عہد شکنی نہ کی۔ یہ خبر سن کر بنی اسرائیل نے چاہا کہ جہاد میں نہ جائیں تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے لوگو تم مت گھبراؤ اور نہ یہاں سے بھاگنے کی کوشش کرو میرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ نصرت فرمایا ہے کہ میں تمہیں ان کافروں پر فتح دوں گا ادھر قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا، قولہ تعالیٰ، قَالُوا يَسْمُوْا مَلٰٓئِكَةً فَيُهَاجِرُوْنَ مِنْكُمْ لِيُقْبِلَ عَلَيْهِمْ ثَمَّ ۚ تَرْجَمُہُ

بولی قوم اے موسیٰ وہاں پر ایک شخص ہے بڑی قد و قامت والا اور وہ بڑا ہی زبردست ہے ہم وہاں ہرگز نہ جائیں گے۔ جب تک وہ وہاں سے نکل جاوے۔ اللہ تعالیٰ کی نوازش تھی ان دونوں پر وہ یوشع بن نون اور کالوت بن قادہ تھے اور وہ دونوں بزرگ نیک طینت تھے ان بارہ



سردار دل میں بنی اسرائیل کے اور وہ دونوں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کے بعد پیغمبر ہوئے  
وہ دونوں بزرگ بولے کہ اے قوم بیٹھ جاؤ اور ان پر حملہ کرو دروازے سے کیونکہ قوم جبار نہایت  
قوی ہے اور خدا تم کو فتح دے گا اور موسیٰ علیہ السلام نے وعدہ کیا ہے کہ خدا ان کو ضرور ہلاک کرے گا  
جیسا کہ فرعون کو ہلاک کیا۔ اور تم لوگ تو اللہ پر یقین رکھتے ہو پھر کیوں نہیں اس پر بھروسہ کرتے اس  
پر بھی وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم ہرگز نہ جاویں گے ساری عمر جب تک وہ وہاں رہیں گے اے موسیٰ  
تو اور تیرا رب دونوں جا کر ان سے لڑو ہم تو یہیں بیٹھ رہیں گے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے  
ان سے غصہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے بددعا کی تو فرمائی خَالٍ سَابِ اِتٰنِیْ لَا اَمْلٰکُ  
البح ترجمہ! بولے موسیٰ علیہ السلام اے رب میرے اختیار میں نہیں مگر میری جان اور میرا بھائی سو  
تو جہائی کر دے ہم میں اور بے حکم لوگوں میں قصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا  
کہ جہاد کرو وعلما لہ جبار سے ملک شام چھین لو پھر ہمیشہ کے لئے وہ ملک تمہارا ہوگا۔ حضرت موسیٰ  
نے بارہ شخص کو بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے پر سردار کیا تھا اور ان کو ملک شام میں بھیجا تاکہ اس ملک  
کی خبر لائیں۔ چنانچہ وہ خبر لائے تو ملک شام کی خوبیاں بیان کیں اور وہاں مسلط تھے وعلما لہ ان  
کی قوت زور بھی بیان کیا۔ پس حضرت موسیٰ نے ان سے کہا کہ تم قوم کے پاس خوبی ملک کی بیانت  
کیجو اور قوت دشمن مت بیان کرنا۔ اس حکم پر صرف دو شخص قائم رہے اور دس شخص نہ رہے۔  
جب قوم نے ان سے وعلما لہ کا زور و قوت کو سنا تو وہ اپنی ناموسی ظاہر کرنے لگے اور انہوں نے  
یہ چاہا کہ ہم پھر لوٹ کر اپنے مہر جائیں۔ اس تقریر کی وجہ سے چالیس برس شام کے فتح میں دیر لگی  
اور اس قدر مدت بنی اسرائیل جنگوں میں پھرتے رہے اور اس قرن کے لوگ سب مر گئے تھے  
مگر دو شخص جو حضرت موسیٰ کے بعد خلیفہ ہوئے یوشع اور کالوت ان کے ہاتھ سے ملک  
شام فتح ہوا۔ القصد موسیٰ و ہارون اپنا عہد ہاتھ میں لے کر ملک شام کو برائے جہاد روانہ ہوئے  
اور جب رات ہوئی تو بنی اسرائیل نے مصر جانے کا قصد کیا تمام رات چلتے رہے اور صبح فجر کے  
وقت دیکھا کہ جس جگہ سے کوچ کیا تھا اسی پر آ رہے ہیں پھر دوسری شب کو تمام رات چلتے رہے  
اور صبح فجر کے وقت دیکھا کہ جس جگہ سے کوچ کیا تھا اسی پر آ رہے ہیں پھر دوسری شب کو تمام رات  
چلتے فجر کو دیکھتے ہیں کہ جہاں سے کوچ کیا تھا اب تک وہیں ہیں۔ وہ سمجھے کہ موسیٰ کی بددعا سے  
یہ حال ہوا تب یوشع بن نون نے ان سے کہا کہ اسی میدان میں ٹھہر جاؤ اور صبر کرو استغفار پڑھو  
جب تک حضرت موسیٰ ملک شام فتح کر کے واپس نہ آویں تب تک یہیں ٹھہرے رہو۔ یہ بات

سن کر بنی اسرائیل خدا پر توکل کر کے اسی جگہ رہے اور اس جگہ کا نام تیرہ ہے جس جگہ پر یہ لوگ ٹھہرے رہے اس میں بارہ اسباط بنی اسرائیل اور چھ لاکھ آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدد سے چالیس برس عجوبوں سے رہے اور وہاں سے نکل نہ سکے اور وہ تیرہ درمیان فلسطین اور اردن اور مصر کے ہے اور اس میدان تیرہ کا طول چھتیس کوہ ہے اور عرض اٹھارہ کوہ ہے عرض حضرت موسیٰ علیہ السلام جب نزدیک شہر عوج کے گئے۔ لوگوں کی مہیب شکل دیکھ کر ڈرے اور حافظ حقیقی کو یاد کر کے آگے بڑھے۔ جب عوج بن عینی نے انکو دیکھا تو چاہا کہ پکڑ کر چوٹی کی طرح بیروں سے مل دیں اور کہا کہ تو ہے سردار قوم بنی اسرائیل کا اور تو نے قبطیوں کو دریائے نیل میں فرعون کے ساتھ ڈبا مارا ہے یہ کہہ کر اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حملہ کیا۔ حضرت موسیٰ نے جوابی حملہ کیا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قد بھی تعریبا دس گز لمبا تھا اور دس گز اوپر اچھل کر اس کے ٹخنوں پر بٹھا مارا وہیں مردود کر کر گیا چالیس برس سے بنی اسرائیل تیرہ مذکور میں تھے اور ادھر لاش عوج بن عینی کی میدان میں پڑی تھی اور گوشت پوست گل گیا تھا اور بہت کی ہڈی مثل بہار کے اونچی ہو رہی تھی۔

## حضرت موسیٰ علیہ السلام

**پیدائش** | بعض تواریخ کے حوالے سے یہ چلتا ہے کہ ایک دن فرعون ملعون نے اپنے خواب میں دیکھا کہ دو درخت عالم بالا پر گئے اور پھر سارا عالم ان کے زیر سایہ ہو گیا۔ صبح ہوتے ہی اس نے اپنے تمام حکیموں اور منجموں اور جادو گروں کو بلایا اور پھر ان سے پوچھا کہ تم کو خوب غور و خوض کر کے ہم کو اس خواب کی تعبیر بتانا چاہیئے۔ یہ سن کر فرعون نے ان لوگوں نے کہا کہ ہم اپنی اپنی کتابوں میں اس خواب کی تعبیر کو معلوم کرتے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنے خیالات کے مطابق اپنی اپنی کتابوں میں خوب اچھی طرح غور کیا۔ پھر ان لوگوں نے آکر فرعون سے کہا کہ قوم بنی اسرائیل سے ایک شخص ایسا پیدا ہو گا کہ تمہاری مملکت کو وہی خراب کرے گا اور تمام لوگ اس کے زیر حکم ہوں گے۔ یعنی ملک و میراث و نعمت کل اس کے ہاتھ میں ہو گی یہ گفتگو اپنے منجموں کی سن کر فرعون بہت ہی ہراساں ہوا اور پھر بولا۔ وہ لڑکا کب پیدا ہو گا۔ وہ منجم کہنے لگے کہ تین دن رات میں وہ لڑکا اپنے باپ کی بشت سے مادر رحم میں آوے گا۔ یہ سن کر فرعون نے گجراہٹ محسوس کرتے ہوئے حکم دیا کہ جتنے بنی اسرائیل ہیں آج سے کوئی



جی اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستر نہ ہونے پائے اور جو کوئی اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا تو اس کو مار ڈالوں گا۔ چنانچہ اس نے ایک ایک آدمی بنی اسرائیل کے گھروں میں متعین کر دیا اور فرعون کے در کی وجہ سے بنی اسرائیل میں کوئی بھی اپنی بیوی سے مباشرت نہ کرتا مگر تقدیر الہی سے چارہ نہ تھا اور باوجود اس تنبیہ اور تہدید کے اس تین دن رات کے اندر جو بنویوں نے کہا تھا روز موعود میں وہ لڑکا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے شکم میں آگئے اور اس کی شرح یوں ہے کہ خاتون نام عمران کی بی بی تھی اور وہ بھی بنی اسرائیل کی قوم سے تھیں اور اس سے پہلے ایک رجب بھی تھا بی بی کو شوق مباشرت کا ہوا اور ان کو ایسا غلبہ ہوا کہ صبر و قرار بھی جاتا رہا آخر وہ نہ ٹھہر سکیں رات ہی کو اٹھ کر اور اپنے گھر سے نکل کر فرعون کے دروازے پر جا پہنچیں۔ اتفاقاً تمام دروازے کھلے ہوئے تھے۔ اور دروازوں پر نگہبان اور دربانوں کو سوتے ہوئے دیکھا اس دن اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند کا غلبہ بھی زیادہ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ خاتون بے کھٹکے فرعون کی خواب گاہ میں جا پہنچیں وہاں اپنے شوہر کو دیکھا کہ فرعون کی نگہبانی کر رہا ہے اور فرعون سوتا ہے اور پھر عمران اپنی بیوی کو دیکھ کر جب کہ تمام لوگ آرام کی نیند سو رہے تھے شوق مباشرت زیادہ ہوا۔ پس وہاں سے سرک کر زن و شوہر نے جماعت سے فراغت کر لی اور اس گھڑی حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے باپ کے صلب سے ماں کے رحم میں آئے بعد اس کے بی بی خاتون وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر چلی آئیں اور یہ بھید کی کو معلوم نہ تھا سوائے رب العالمین کے وہ تو ہر بھید کو اچھی طرح جانتا ہے بلکہ وہ تو ظاہر و باطن چیزوں کو خبر رکھتا ہے پھر جب صبح ہوئی تو فرعون نے اپنے نجومیوں کو طلب کیا اور ان سے پوچھا کہ وہ لڑکا پیدا ہوا یا نہیں تو انہوں نے اپنے نجوم سے حساب لگا کر بتایا کہ وہ شب گزشتہ میں باپ کے صلب سے ماں کے رحم میں آچکا ہے۔ یہ سنتے ہی فرعون ملعون نے اپنے تمام رکنوں کو حکم دیا کہ اگر کوئی بھی لڑکا بنی اسرائیل میں پیدا ہوا تو اس کو فوراً مار دو، لیکن لڑکی کو مت مارنا اور غون کے عوض میں اس کی ماں کو ستر دم لے کر اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے اور فرعون ملعون نے ہر ایک گھر میں بنی اسرائیل کے ایک ایک قبیلے کو تعینات کیا اور وہ قبیلے اگر بیٹا ہوا تو اس کو مار ڈالتا اور اگر بیٹی ہوئی تو اس کو نہ مارتا۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔ **وَإِذْ نَجَّيْنَاكَ مِنَ آلِ يَسْرَءِيلَ يَسْأَلُكَ عَنْ مَوْءَاظِكَ الْعَذَابُ يُذَيِّقُكَ أَوْلَادَهُمْ فَسَاءَ كُفْرًا ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّكَ عَظِيمٌ** ترجمہ اور جب چھڑا دیا ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے کر دیتے تھے

تم کو بڑی تکلیف سے ذبح کرتے تھارے بیٹے اور زندہ رکھتے تھے تمہاری بیٹیوں کو اور اس میں  
 آزمائش ہوئی تمہارے رب کی بڑی پس بنی اسرائیل کو فرعون ملعون نے بڑے دکھ میں رکھا تھا  
 اور ان کے بیٹوں کو قتل کرتا تھا اور یہاں تک اس نے کر رکھا تھا کہ انکی عورتوں کے حمل آکر دیکھ  
 اور ان کے پیٹ پر غیر محرم ہاتھ پھیرتے تھے کہ حمل میں ہے یا نہیں۔ اور ادھر حضرت موسیٰ علیہ  
 السلام کی ماں حمل سے تھیں ایک دن اتفاق ایسا ہوا کہ وہ روٹی پکا رہی تھیں یکا یک ان کو درد  
 ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تولد ہوئے اور وہ نہایت خوبصورت تھے ان کے تولد سے سارا  
 گھر روشن ہو گیا اور جو بھلی کوئی ان کی طرف دیکھتا تو اس کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں اور کچھ ہی  
 عرصہ میں فرعون کے لوگ بھی آ پہنچے اور حضرت موسیٰ کی والدہ اندیشہ کر رہی تھیں اور کہہ رہی  
 تھیں کہ یا اللہ میں اس بچے کو کہاں لے جا کر چھپاؤں کیونکہ فرعون کے لوگ اس بچے کو دیکھتے ہی  
 مار ڈالیں گے۔ یا اللہ اس معصوم بچے کو تو کسی جگہ پر پناہ دے ۲ فرمہجور ہو کر تنور کی آگ میں  
 بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر ڈال دیا اور ایک دیگ خالی اس کے اوپر چڑھا دی۔ بعد اس  
 کے فرعون کے لوگوں نے آکر خاتون کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو کچھ حمل کا اثر نہ پایا اور پھر وہ  
 چلے گئے اور ادھر خاتون اپنے فرزند کی محبت میں رونے لگیں اور کہتی تھیں کہ ناحق میں نے اپنے  
 بچے کو تنور میں ڈال دیا۔ نہایت ہی افسوس کو کے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا کہ اب تو بچہ بالکل  
 جل گیا۔ اور کہنے لگیں کہ اگر جلے ہوئے بچے کی ہڈی بھی ہوئی تو اس سے اپنے دل مجروح کی دوا  
 کرتی۔ بعد اس کے جب انہوں نے اس جو لھے کے اندر دیکھا تو وہ بچہ اسی آگ میں اپنے ہاتھ  
 میں ایک سیب لئے کھیل رہا ہے۔ یہ حال دیکھ کر بڑی ہی متعجب ہوئی اور خدا کا شکر بجالائیں  
 یہ دیکھتے ہی ان کو اس تنور سے فوراً اٹھا لیا۔ اس کے بعد وہ پھر متفکر ہو گئیں کہ اس لڑکے کو کہاں  
 چھپا کر رکھوں ایسا نہ ہو کہ فرعون کے لوگ اس کو مار ڈالیں۔ یہ کہتی جاتی تھیں۔ اور ان کی آنکھوں  
 سے آنسو بھی جاری تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ **وَاذْ حَيْنَا اِلٰی اَوْرَ مَوْسٰی اَنْ  
 اَرْضَعِيْهِ مِاْذَا خِفَتْ عَلَيْهِ فَاَنقِيْهِ فِي الْمِیْمِ وَلَا تَحْزَنِيْ  
 اِنَّا اَدْوُوْهُ اِلَيْكَ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ** ۳ ترجمہ اور ہم نے حکم بھیجا مجھے  
 کی ماں کو کہ اس کا دودھ پلا پھر جب تم کو ڈر ہو اس کا تو ڈال دے اس کو دریا ئے نیل میں اور  
 اس میں نہ کچھ خطرہ کر اور نہ کچھ غم سحر ہم پھر پہنچا دیں گے تیری طرف اور گریں گے اس کو اپنے  
 رسولوں میں سے تب حضرت موسیٰ کی والدہ یہ بشارت پا کر بہت خوش ہوئیں اور ایک صند



بنانے کے لئے ایک برہمنی کی تلاش میں نکلیں فوراً حضرت جبرائیل علیہ السلام بصورت بڑھئی کے ان کے سامنے آکھڑے ہوئے حضرت موسیٰ کی والدہ ان سے کہنے لگیں کہ کیا تم صند و قچہ بنانا جانتے ہو۔ بلوے ہاں میں صند و قچہ بنانا جانتا ہوں۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے گھر جا کر ایک صند و قچہ بنا کر چلے گئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے ان کو خوب دودھ پلایا اور بہترین حریر کے کپڑے میں پیٹ کر اس صند و قچہ میں رکھ کر مقفل کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا۔ اور دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ کی والدہ اس سے بہت خوف کرتی تھیں، اور برہمنی کو ستر دینار اجرت اس کی دے کر رخصت کیا۔ چنانچہ اس ہمسائے نے یہ چاہا کہ اس کی خبر فرعون کو کر دوں جب وہ ارادے سے فرعون کے پاس گیا اور چاہتا تھا کہ میں اس لڑکے کی خبر دوں تو خدا کے حکم سے اس کی زبان گونج ہو گئی اور وہ اپنا مقصد جو لے کر گیا تھا فرعون سے کہہ نہ سکا، جب فرعون کے پاس سے باہر نکل آیا پھر اس کی زبان کھل گئی، یہ دیکھ کر پھر اس نے قصد کیا کہ میں فرعون سے جا کر کہوں تو پھر وہ گونگا ہو گیا جب وہ وہاں سے باہر آیا تو اس کی زبان کھل گئی، بیان کیا گیا ہے کہ ایسا قصد اس نے تقریباً سات مرتبہ کیا۔ لیکن جب وہ فرعون کے قریب پہنچتا اور ارادہ کرتا کہ میں اس خبر کو فرعون سے کہوں تو اس کی زبان فوراً گونج ہو جاتی تھی۔ چنانچہ وہ مجبور ہو کر وہاں سے باہر نکل آیا اور اس قصد سے وہ باز آ گیا اور پھر اس نے تو یہ کی اور خداوند کریم پر ایمان لے آیا اور پھر اس نے یہ بات کسی سے بھی نہ کہی۔ الغرض اور پھر حضرت موسیٰ کی والدہ نے حضرت موسیٰ کو اس صند و قچہ میں رکھ کر دریائے نیل میں ڈال دیا۔ اور حضرت موسیٰ کی بہن مریم سے کہہ دیا کہ اے بیٹی تو اسی صند و قچہ کو دیکھتی ہو قی دریا کے کنارے کنارے چلی جا، کبھی ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص دیکھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَقَالَتْ لِذَٰلِکَ خَیْطًا قُضِّیْنَہِ فَبَصُرَتْ بِہِ عَنْ جُنُبٍ وَہُمْ لَا یَشْعُرُونَ ۝ ترجمہ: اور کہہ دیا اس کی بہن کو کہ اس کے پیچھے جلی جا پھر وہ دیکھتی رہی اور اس کو اجنبی ہو کر اور ان کو خبر نہ ہوئی۔ پس خدا کے حکم سے وہ صند و قچہ پانی میں بہتا ہوا دریائے نیل سے اس نہر کے اندر سے جو فرعون نے اپنے محل کے اندر ایک بڑا حوض بنایا تھا وہاں پر جا ٹھہرا اور اس وقت فرعون اپنی آسیہ خاتون کو ساتھ لے کر تخت پر بیٹھا تھا اچانک ان دونوں کی نظر اس صند و قچہ پر جا پہنچی۔ فرعون نے اپنی بیوی آسیہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کیا چیز ہے جو پانی پر بہتی ہے یہ کہہ کر دونوں اپنے تخت شاہی سے اٹھے اور اس کے قریب جا کر دیکھا کہ ایک صند و قچہ ہے فرعون نے چاہا

کہ اس صند وچہ کو اپنے ہاتھ سے اٹھالے لیکن وہ صند وچہ اس کے ہاتھ میں نہ آیا۔ کیونکہ فرعون مردود  
 کا فرد مشرک جتنا پلید کے ہاتھ سے نہ اٹھا۔ اس کے بعد آسیہ خاتون نے اپنے ہاتھ دراز کئے اور انہوں  
 نے وہ صند وچہ اپنے ہاتھ سے اٹھا لیا اور پھر فرعون کے سامنے لا کر رکھا پھر فرعون نے اس کے  
 کھولنے کی ہر چند کوشش کی لیکن وہ اس صند وچہ کو نہ کھول نہ سکا۔ مجبوراً خشک کر بیٹھ گیا پھر آسیہ  
 خاتون جو کہ مومنہ تھیں انہوں نے اس صند وچہ کو کھولا اور لیم اللہ پر ہی اس میں دیکھا کہ ایک لڑکا بہت  
 صغیر ہے اس کے نور سے سارا گھر فرعون کا روشن ہو گیا یہ دیکھ کر فرعون کے دل میں اس کی محبت  
 آگئی خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسی یک صورت دی تھی کہ جو کوئی ان کی طرف دیکھتا  
 فریفتہ ہو جاتا تھا۔ پھر آسیہ خاتون نے فرعون سے کہا کہ مجھے فرزند نہیں ہے میں اس کو پالوں گی اور  
 یہ واضح ہو کہ آسیہ خاتون بنی اسرائیل قوم سے تعلق رکھتی تھیں اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ حضرت  
 موسیٰ کی چچی بہن تھیں اور وہ اچھی طرح اپنے خویش برادر کو پہچانتی تھیں پھر فرعون سے کہنے لگیں  
 کہ دیکھو یہ لڑکا تمہارا اور میرا ورثہ ہے اس کو نہ مارنا کہ نہ کھنکھ ہم اس کو پالیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ  
 نے فرمایا۔ وَقَالَتْ اِمْرَاَتُ فِرْعَوْنَ عَوْنُ فِرْعَوْنَ ظَالِمٍ ذَاكَ الَّذِي قَتَلُوا عِيسٰی  
 عَلٰی اَنْ يَنْفَعَنَا اَوْ يَتَّخِذَهُ وَلَدًا فَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ ترجمہ: اور بولی  
 فرعون کی عورت آنکھوں کی ٹھنڈک ہے یہ لڑکا مجھ کو اور تم کو اور اس کو نہ مارو شاید یہ ہمارے  
 کام آوے یا بنا لیوے اس کو بیٹا اپنا اور وہ اس بات کو نہ سمجھتے تھے یعنی ان کو کچھ بھی نہ خبر تھی کہ وہی  
 لڑکا بڑا ہو کر کیا کرے گا لیکن وہ خوب جانتا تھا کہ یہ لڑکا بنی اسرائیل میں سے کسی نے خون سے  
 دریائے نیل میں ڈال دیا کہنے لگا کہ اگر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا۔ یہ سمجھ کر ان کو نہ مارا۔ اور فرعون  
 کے یہاں ایک بیٹی تھی جو برص کی بیماری میں مبتلا تھی اس نے آکر دیکھا کہ لڑکا دروہا ہے اور اس  
 کے منہ سے رال گرتی ہے اس نے جلدی سے آکر اس لڑکے کو اٹھا لیا اور اپنی گود میں بٹھا لیا۔  
 خدا کے فضل و کرم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منہ سے جو لعاب نکل رہا تھا وہ لعاب اس  
 لڑکی کے برص کے دھبوں پر لگا تو اس کی برص کی بیماری جاتی رہی اور وہ بالکل ٹھیک ہو گئی۔  
 یہ دیکھ کر آسیہ خاتون نے فرعون سے کہا کہ دیکھو یہ کیسا مبارک لڑکا ہے کہ اس کے منہ سے جو رال  
 نکل رہی تھی وہ تمہاری بیٹی کے بدن پر لگی تو اس کے بدن سے برص کی بیماری جاتی رہی۔ یہ سن کر  
 اس نے اپنی بیٹی کو بلایا اور پھر دیکھا کہ واقعی یہ برص کی بیماری تھی وہ ٹھیک ہو گئی ہے تب فرعون  
 نے حضرت موسیٰ کو بیمار کرتے ہوئے اپنی گود میں لے لیا اور ایک دائی دودھ پلانے کے واسطے



بھی مقرر کر دی اور کہتے ہیں کہ فرعون نے جب اپنے شہر کی تمام دائیوں کو بلایا اور بہت سی دائیاں آئیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی دائی کا دودھ نہ پیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
 وَحَرَّمَ مُنَا عَلَیْهِ الْمَرَاجِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدَّبْتُكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتِ  
 يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ۖ (ترجمہ: اور حرام کر دیا ہم نے اوپر اس  
 کے دودھ دائیوں کا پہلے سے۔ پس خواہر موسیٰ و ہارون موجود تھیں۔ وہ بولیں کہ میں بتاؤں تمہیں  
 ایک گھر والی کو کہ پالے اس کو واسطے تمہارے اور واسطے اس کے بہت خیر خواہ ہے یہ سن کر فرعون  
 نے کہا کہ لے آؤ ان کو، پھر وہ دوڑی ہوئی گئیں اپنی ماں کے پاس جا کر بولیں اسے ماں میری  
 خدانے مہربانی کی ہے ہم پر، چلو تم میرے بھائی کو دودھ پلانے اور فرعون بلاتا ہے اور اس  
 کو یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ تمہارا بیٹا ہے اور اس نے بہت سی دائیوں کو بلایا تھا مگر وہ  
 کسی کا دودھ نہیں پیتا ہے تم چلو کیونکہ میں نے اجنبی طور پر تمہاری بات فرعون سے کہی ہے  
 کہ میں دودھ پلانے والی ایک دائی لاؤں گی۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ کی ماں خوش ہو کر فرعون  
 کے گھر پر آئیں وہاں آ کر دیکھا بہت سی دائیوں کو بلایا ہے لیکن کسی دائی کا دودھ بھی  
 حضرت موسیٰ نہیں پیتے جب حضرت موسیٰ کی والدہ نے ان کو اپنی گود میں لیا اور اپنا دودھ  
 پلانا چاہا تو انہوں نے فوراً دودھ پینا شروع کر دیا۔ اور حضرت موسیٰ کی ماں خوش ہو کر فرعون  
 اور اس کے گھر والوں سے یہ کہنا چاہتی تھیں کہ یہ بیٹا بھی میرا ہے۔ تب فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف  
 سے ان کے دل میں اتفاق ہوا کہ اسے خاتون یہ راز کسی پر مست ظاہر کر دو اور اپنا بیٹا کہہ کر کسی  
 گومت ہو یا ماں پلید نے جو فرعون کا وزیر تھا اس نے تب حضرت موسیٰ کی ماں سے پوچھا کہ  
 اسے دائی یہ لڑکا شاید تمہارے ہی

بطن سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ بولیں کہ ایسا نہیں ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ لڑکا میرے دودھ سے  
 بہت خوش ہے۔ پس فرعون نے اس سے کہا کہ تم اپنے دودھ پلانے کی اجرت ہر روز ایک دینار  
 ہم سے لے لیا کرو۔ تب حضرت موسیٰ کی والدہ فرعون سے اجرت دودھ پلانے کی مہینہ میں تیس  
 دینار لیا کرتی تھیں اور اس طرح وہ اپنے بیٹے کو دودھ پلاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَذَٰلِكَ  
 اٰتٰی اُمَّہٖ كِتٰبَہٗا وَ لَہٗ تَحْرِیْطٌ وَ لَیْسَ عَلَیْہِا اَنْ تَعْلَمَ اَنْ وَ عِندَ اللّٰہِ حَقٌّ وَ لٰكِنْ  
 اَكْثَرُھُمْ لَہٗ یَعْلَمُوْنَ ۚ (ترجمہ: پھر وہ بیٹا دیا ہم نے موسیٰ کو اس کی ماں کی طرف  
 کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور غم نہ کھاوے اور جانے کہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا ٹھیک ہے لیکن

اکثر ان کے نہیں جانتے۔ اسی طرح پر چند روز گزرے۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون دیکھ کر خوش ہوا اپنی گود میں لے کر حضرت موسیٰ کو بوسے دینے لگا حضرت موسیٰ نے ایک ہاتھ سے داڑھی پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے منہ پر ایک لمبا پنچ مارا یہ کیفیت دیکھ کر فرعون بہت ہی غصہ میں آ گیا اور اسی وقت مار ڈالنے کا حکم کیا اور پھر بولا کہ شاید یہ وہی لڑکا معلوم ہوتا ہے کہ جس کے ہاتھ سے میرا ملک تباہ و برباد ہوگا۔ اس وقت آسیہ خاتون نے کہا کہ اے فرعون کیا تم نہیں جانتے شیر خوار بچوں کا تو یہی فعل ہے ان کو سمجھ بوجھ نہیں ہوتی اور یہ لڑکا بنی اسرائیل میں سے نہیں ہے جو تم خیال کرتے ہو اور تم نے تو تمام بنی اسرائیل کے لڑکوں کو مار ڈالا ہے۔ پس اس کے اڑانے کیلئے دو طشت نکالو۔ ایک طشت میں یاقوت سُرخ بھر کر حضرت موسیٰ کے سامنے لا کر رکھو اور دوسرے میں تلک بھریے بولا اگر یہ لڑکا آگ کی طشت میں اپنا ہاتھ ڈالے گا تو یہ سمجھنا کہ یہ لڑکا بنی اسرائیل کی قوم سے نہیں ہے اور اگر یہ لڑکا یاقوت کی طشت میں ہاتھ رکھے گا تو سمجھنا کہ یہ وہی لڑکا ہے جو ہمارا دشمن ہے۔ پس حضرت موسیٰ نے چاہا کہ اپنا ہاتھ اس یاقوت والی طشت میں ڈالیں۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل نے آکر ان کا ہاتھ پکڑ کر آگ کی طشت میں ڈال دیا۔ پس اسی طشت سے ذرا سی آگ لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے منہ میں رکھ لی اس سے کچھ زبان مبارک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جل گئی تب خاتون نے فرعون سے کہا کہ تم نے دیکھا کہ بچے نے آگ پکڑ کر اپنے منہ میں ڈال لی۔ یہی فصائل بچوں کے ہوتے ہیں۔ پھر یہ بات سن کر فرعون ان کو گود میں لے کر پیار کرنے لگا اور پھر ان کی مال کے حوالے کر دیا۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی زبان طغوت میں فرعون کے گھر میں جل گئی تھی جس کی وجہ سے صاف گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔ جب حضرت موسیٰ بڑے ہوئے تو کرچا کر فرعون کے اپنے ساتھ لے کر شہر میں پھرا کرتے اور لقب آپ کا ہر فرعون تھا اور کبھی کبھی فرعون ملعون ان کا ہاتھ پکڑ کر سامنے بٹھا کر اکثر باتیں علم اور حکم کی لب شیریں سے ان کے سنتا اور پھر بہت پیار بھی کرتا جب حضرت موسیٰ کی عمر میں برس کی ہوئی تو فرعون نے ان کی شادی بڑی شان و شوکت سے کر دی اور شادی کے بعد دو لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں ایک کا نام حرتون تھا اور دوسرے کا نام بلقا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون ملعون کے پاس تقریباً تیس برس رہے۔ پھر اسی کے بعد شہر مدین کی طرف ہجرت کی اور حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس گئے۔



## ہجرت مصر

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے معمول کے مطابق ایک دن شہر کے اندر قیلوے کے وقت گشت کر رہے تھے اسی اثناء میں دیکھا کہ دو شخص آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ ایک ان سے قوم قبلی تھا اور یہ فرعون کے باورچی خانے کے سرداروں میں سے تھا اور دوسرا ان میں قوم بنی اسرائیل سے تھا اور نام اس کا سامری تھا دونوں میں اچھا خاصا جھگڑا ہو رہا تھا۔ سامری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر فریاد کی کہ دیکھو قبلی مجھ پر ظلم کرتا ہے۔ اور میری لکڑیاں ظلم سے جھین لیتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تو اس کی لکڑیاں چھوڑ دے۔ قبلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ یہ لکڑیاں تمہارے باپ فرعون کے باورچی خانے کے لیے ہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ میرے کہنے سے اسے چھوڑ دے اور دوسری لکڑیاں لے لو۔ لیکن اس قبلی نے نہ مانا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس قبلی کے سینہ میں ایک گھونٹا ایسا مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا اور فوراً اس کی روح نفس مغری سے پرواز کر گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **قَوْلُهُ تَعَالَى وَكَذَلِكَ أَتَيْنَاكَ مَنَّانٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا مِن بَنِي إِسْرَءِيلَ وَهَٰذَا مِصْرِيٌّ فَمَسَحَ بِهِ ظَنُّكَ مِصْرِيَّ فَمَسَحَ بِهِ ظَنُّكَ مِصْرِيَّ فَمَسَحَ بِهِ ظَنُّكَ مِصْرِيَّ**

ترجمہ اور موسیٰ آئے شہر کے اندر جس وقت بے خبر ہو رہے تھے وہاں کے لوگ آپس پائے اس میں دو آدمی لڑتے ایک ان میں ان کے رفیقوں میں سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں میں سے تھا پس فریاد کی موسیٰ علیہ السلام کے پاس اس نے جو تھا ان کے رفیقوں میں اس شخص کی وجہ اس کے دشمنوں میں سے تھا پس مکارا اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پس تمام کیا اس کو اور کوئی قبلی برا اور اس کا نہ تھا پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو وہاں سے بھگا دیا کہ تو یہاں سے چلا جا نہیں تو نیز دشمن قبلی تجھ کو پکڑے جائیگا۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں تضرع و زاری کی اپنے گناہ سے جو کہ انہوں نے ایک قبلی کو ان کے حکم کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرنے کے سبب سے مار ڈالا تھا۔ **قَوْلُهُ تَعَالَى تَالِ رَبِّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِی فَاغْفِرْ لِی فَاغْفِرْ لِی اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ**

ترجمہ! کہا موسیٰ نے اے رب برا کیا میں نے اپنی جان کا سونچنا مجھ کو پس بخش دیا اس کو

اس کو بیشک وہی ہے بخشے والا مہربان۔ اس کے بعد سب قبیلی آئے اور اس مردِ قبطی کو مرد یکجا پھر اس کی خبر فرعون ملعون کو پہنچائی۔ فرعون بولا جاؤ اور اس کے قاتل کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ تمام قبیلوں نے بہت تلاش کیا لیکن اس کا قاتل نہ ملا۔ پھر اس مرے ہوئے قبطی کو بے جا وطن کیا۔ اگرچہ فرعون کا فریشک تھا مگر عدل و انصاف ظالم و مظلوم کا کیا کرتا تھا۔ لیکن اس کا قاتل نہ پا کر خاموش ہو رہا۔ پھر دوسرے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبح اٹھ کر شہر میں جا کر دیکھا کہ ایک قبطی اسی سامری کو مار رہا ہے بعد ازاں اس آیت مذکور کے۔

فَصَبَّحْ فِي الْمَدِينَةِ حَائِفًا يَتَرَقَّبُ يَا ذَا الَّذِي أَسْتَعْتَصِرَ ۖ يَا آلَ مُوسَىٰ يَتَصَدَّقُ  
قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَعَوْنٌ مُّبِينٌ فَلَمَّا أَنْ آدَا أَنْ يَبْطِشَ بِآلِئِي هُوَ عَدُوٌّ لِّكُمَا هُ  
قَالَ يَمُومِي أَتَوَيْدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا يَا آلَ مُوسَىٰ ۚ إِنَّ تَوَيْدًا إِلَّا أَنْ تَكُونُ  
جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تَوَيْدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ۖ فَرَجَسَ مَعَهُ صَاحِبُ  
موسىٰ شہر میں دڑتا ہوا گیا تاکہ خبر لے، پھر وہی جس نے کل مدد مانگی تھی وہی موسیٰ سے فریاد کرتا  
ہے۔ اس کو کہا حضرت موسیٰ نے مقرر تو گواہ ہے عریج یعنی تو ہر روز ظالموں سے الجھتا ہے  
اور پھر فوج کو لڑواتا ہے پھر جب چاہا کہ ہاتھ دالے اس پر جو دشمن تھا ان دونوں کا بل لایا  
اے موسیٰ علیہ السلام کیا چاہتا ہے تو کہ خون کرے میرا جیسا کہ خون کر چکا ہے تو کل ایک آدمی  
کا کیا تو یہی چاہتا ہے کہ زبردستی کرتا پھرے ملک میں اور تو نہیں چاہتا کہ ہر دے تو صلاح  
پسند ملاپ کرنے والا پس موسیٰ علیہ السلام نے ظالم قبطی کو مارنا چاہا سامری مظلوم تھا تو اس  
نے جانا کہ صرف زبان سے مجھ پر غصہ نہیں کیا ہاتھ بھی چلاویں گے، وہ کل کا خون چھپا ہوا  
تھا کہ کس نے کیا آج کی زبان سے مشہور ہو گیا اس نے کہا اے موسیٰ آج مجھے بھی مارنا چاہتے  
ہو جیسا کہ کل ایک قبطی کو مار ڈالا تھا لہذا تم جبار ہو اس ملک میں پس دوسرا قبطی سامری سے  
یہ بات سن کر دوڑا فرعون کے پاس کہ کل کی بھی بات اس سے جا کر کہہ دے کہ کل موسیٰ  
ہی نے خون کیا ہے اس قبطی کا۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام دڑتے ہوئے اپنی رہائش گاہ  
کو گئے کہ نہ جانے فرعون فوج کو کیا کہے گا اور وہ ظالم بھی ہے اور عادل بھی ہے کہ اپنے بیٹے کی  
بھی رعایت نہیں کرتا اس سے بھی قصاص لیتا ہے اپنی والدہ محترمہ صاحبہ سے یہ باتیں پریشہ  
کہہ رہے تھے اسی وقت ایک شخص نے آکر خبر دی کہ اے موسیٰ تم کو فرعون مار ڈالنے کی فکر  
میں ہے اسی قبطی کا قصاص تم سے لے گا تم اس شہر سے کسی دوسرے شہر چلے جاؤ تب تم بچ



گئے اور نہ پھر مشکل ہے اور میں تیار اخیر خواہ ہوں میں نے تم کو یہ خبر سنا دی ہے اور خبر دیتے والا بھی قرآن  
کا چرچا ہے مومن مسلمان ایمان والا تھا تو کہہ دے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
اِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَتَقَرَّبُونَ بِكَ يَقْتَرِبُونَ فَاتَّخِذْ رَأْيِي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ وَهُوَ فَخْرٌ مِنْهُمْ  
خَاتِمًا تَرْقُبُ قَالَ رَبِّ تَقَبَّلْ مِنْ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَترجمہ ایک شخص شہر کے دوسرے  
سمرے سے دوڑتا ہوا آیا کہ اے موسیٰ دربار کے مشورہ کرتے ہیں تجھ پر کہ تجھ کو مار ڈالیں لہذا تو یہاں  
سے نکل جا اور میں تیرا بھائی بننا ہوں۔ پھر چلے گئے موسیٰ وہاں سے اپنی والدہ کو چھوڑ کر دوڑتے ہوئے  
اور خبر لیتے ہوئے کہا اے پروردگار نجات دے مجھ کو ظالموں سے

## حضرت شعب سے ملاقات

حضرت موسیٰ مصر سے نکل کر مدین کی طرف چلے گئے اور کہتے ہیں کہ مدین شہر مصر تقریباً  
دس کوس پر واقع ہے اور بعض روایں نے کہا کہ وہ سات دن کی راہ ہے غرضیکہ حضرت موسیٰ  
علیہ السلام شہر مدین کو چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَمَّا تَرَجَعْتَ إِلَىٰ قَوْمِكَ فَقَالَ عَسَىٰ  
مَنْ تَرَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِي سُبُلَ اللَّهِ فَلَمَّا وَرَدَ مَا وَرَدَ مِنْ يَدِ اللَّهِ عَلَيْهِ أَصْحَابُ مَنْ  
النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْوَاطِينَ تَدْرِيْنَ وَذَانَهُ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا  
قَالَتْ لَا تَسْخَمْ حَتَّىٰ يُخْبِرَكَ الْإِسْطِيقُ وَابْنُ شَيْخٍ كَيْفَ وَهُوَ سَمِعَهُ اور جب متوجہ ہوا  
موسیٰ طرف مدین کے کہا تو دیکھ رہا ہے پروردگار میرا یہ کہ دکھا دے مجھ کو راہ سیدھی یعنی حضرت موسیٰ  
مدین کی راہ سے کماحقہ آگاہ نہ تھے اللہ تعالیٰ ان کو سیدھی راہ پر لے گیا۔ جب سپینے میں گئے پانی  
پر تو دیکھا کہ ہے ایک جماعت لوگوں کی کہ پانی پلاتے ہیں اپنے مولیٰ کو اور اس کے سوا اس پانی کے  
قرب پانی دو وعده میں جوڑ کی کھڑی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم کو کیا کام  
ہے وہ بولیں کہ ہم اپنے مولیٰ کو پانی اس وقت تک نہیں پلا سکتے۔ جب تک تمام چرواہے اپنے  
اپنے مولیٰ کو پانی نہ پلا لیں، اور پھر وہ چلے جائیں۔ اور بہار اباب بہت بوڑھا ہے۔ بڑی عمر کا یعنی وہ  
مترم و حیا سے کنارے پر کھڑی تھیں، اپنی کبیریاں لے کر ان میں اتنی قوت نہ تھی کہ وہ بھاری ڈھول  
سے پانی اٹھا کر کبیریاں کو پلا دیں۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس  
میدان میں جا پہنچے تو وہاں دیکھا کہ دو وعده میں چند کبیریاں وہلی لے کر کنوئیں کے کنارے کھڑی ہیں۔  
حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ وہ یہاں کیوں کھڑی ہو۔ بولی ہم کبیریاں کو پانی پلا دیں گی لیکن یہ

پتھر کو کنویں پر رکھا ہے بہت وزنی ہے یعنی ہماری طاقت سے باہر ہے کہ ہم اس کو ہٹا سکیں اور ہمارا باپ بھی نہایت ضعیف ہے ان میں بھی قوت نہیں رہی کہ وہ یہاں آکر پانی پلاویں اس لیے ہم لوگ یہاں کھڑے ہیں کہ چرواہے آئیں گے تو وہ اپنے مویشیوں کو پانی پلانے کے واسطے پتھر کو ہٹائیں گے پھر ہم بھی اپنے مویشی کو یعنی بکریوں کو پانی پلائیں گے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات سنی تو از روئے ہمدردی انہوں نے اس پتھر کو کنویں سے ہٹا دیا اور پھر اس کنویں سے پانی بھر کر ان بکریوں کو پلا دیا اس کے بعد وہ چونکہ بہت تھکے ماندے بھوکے پیاسے تھے ایک درخت سایہ دار کے نیچے جا بیٹھے اور خدا تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا الہی مجھ کو کچھ کھانے کو دے اور میں اس وقت شدید بھوک میں مبتلا ہوں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے فَاَنْتَهُ اَحَدًا مِّنْهُمْ عَلٰی اِسْتِجَاۡیَہٗ اِنَّ اَبٰی یَّدْعُوْکَ لِیَجْزٰیْکَ اَجْرًا مَّا سَفِیْتُ لَنَاۤتُہٗ فَجَسَّسَ۔ پس آئی ان کے پاس ایک ان دونوں میں چلتی ہوئی شرم سے کہا تحقیق میرا باپ تم کو بلاتا ہے تاکہ دیوے تجھ کو مزدوری کر تو نے پانی پلایا واسطے ہمارے۔ یہ سنا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ تقریباً سات دن کے بھوکے پیاسے تھے وہاں سے اٹھ کر اس لڑکی صفورا کے ساتھ چلے صفورا آگے چلتی رہی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے چلتے رہے۔ صفوری دور جا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صفورا سے کہا کہ اے صاحبزادی میں آگے آگے چلوں کہنے لگی تم میرے گھر کی راہ نہیں جانتے اس لیے میں تم سے آگے چلتی ہوں حضرت موسیٰ نے کہا کہ اگر میں راہ بھولوں لگتا تو تمہارا کام یہ ہو گا کہ تم مجھے سے اشارہ کر کے راستہ بتا دینا۔ یہ بات سنا کر صفورا نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ شخص بڑا ہی نیک مرد پارسل ہے چنانچہ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے آگے چلے اور صفورا ان کے پیچھے پیچھے چلیں اور راہ بتاتی جاتی تھیں کچھ دیر کے بعد دونوں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جا پہنچے۔ دونوں نے جا کر حضرت شعیب علیہ السلام کو اسلام علیکم کہا حضرت شعیب علیہ السلام نے سلام کا جواب نہایت خندہ پیشانی سے دیا اور پھر ان کو اپنے پاس بٹھایا اور ان سے حال و احوال پوچھا حضرت شعیب علیہ السلام کے دریافت کرنے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا احوال مصر کا بیان کیا اور فرعون اور قبیلہ وغیرہ کا بھی درمیان گفتگو کے بیان کر دیا۔ یہ سنا کر حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اب تم کچھ بھی اندیشہ مت کر۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ فَلَمَّا جَآءَا وَقَصَّ عَلَیْہِ الْقَصَصَ قَالَا لَا تَخَفْ نَبَوْتُ مِنَ الْفَنَمِ الْظَلْمِیۃِ



ترجمہ۔ پس آئے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس اور بیان کیا پاس اس کے قصہ کہا  
 مت دُرتو نے نجات پانچ ظالموں سے اس کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی  
 جو حضرت موسیٰ کو اپنے ہمراہ لے کر آئی تھی وہ اپنے باپ سے بولی، چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ  
 نے: قَالَتْ اخُذْ اَكْهَمَا يَأْتِيَا بِمَتَاجِدُهُ اِنَّ هَاتِيكَمَا مِنَ السَّاجِدَاتِ الْفَقِيصَاتِ اللَّامِيْنَ  
 ترجمہ۔ بولی ان دونوں میں سے اسے میرے باپ اس کو لے کر رکھ لو اور البتہ یہ بیتر زکر ہے اگر تم کو رکھنا  
 ہی ہے کیونکہ یہ مرد و زور آدمی ہے اور امانت دار بھی ہے۔ یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے  
 فرمایا اسے بیٹی بھلا تم نے ان کا زور تو دیکھا کوئی میں سے اپنی بھرنے میں اور امانت دار تم نے اس کو  
 کیونکر جانا۔ وہ بولیں کہ ہم نے ان کی امانت داری راستے میں چال اور گھٹو سے معلوم کی ہے پھر حضرت شعیب  
 اس بیٹی کو تسلیم کر لیا اور حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا قولہ تعالیٰ: اِنِّي  
 اُرِيكَ اَنْ اَكْبَحِدَ اَحَدٌ بُنْتٰى هَاتِيْنِ عَلٰى اَنْ تَاْبُدَ فِى ثَمَانِيْ جَحِيْجٍ وَاَنْ اَكْتُمْتُ عَشْرَ اَفْقِنٍ  
 عَشِيْرَةٍ وَمَا اُكْبِدُ اَنْ اَسْتَقْ عَلَيْكَ سِقِيْنِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ؕ فَجَمَعَ  
 کیا حضرت شعیب علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے ہیں یہ پاتھائیوں کہ تم کو بیاہ دوں ایک بیٹی سے  
 ان دونوں سے اس شرط پر کہ تم میری لڑکری کرے آٹھ برس تک پھر اگر تر پر راکرے۔ دس برس  
 تو وہ تیری طرف سے ہو گا اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ بلا وجہ تجھ پر تکلیف ڈالوں اور تو انشاء اللہ  
 آگے مجھ کو پادے گا نیک نحتوں سے۔ اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ  
 قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ اَيُّهُمَا اَلْاَجَلَيْنِ قَضِيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلٰى وَاللّٰهُ عَلٰى مَا لَقَوْلُوكُمْ خَبِيْرٌ  
 ترجمہ کیا موسیٰ علیہ السلام سے حضرت شعیب علیہ السلام سے یہ ہو چکا ہے عہد میرے اور تمہارے  
 درمیان جو انسی بھی مدت ان دونوں میں سے پوری کر دوں سو وہ زیادتی نہ ہو گی مجھ پر اور ہمارا اللہ  
 قلم لے کر پھر دہ ہے اس کا جواب جو آپ کہتے ہیں یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب  
 علیہ السلام سے کیا کہ آٹھ برس مجھے اختیار ہے چاہوں آٹھ برس لڑکری کروں یا پھر دس برس، لیکن  
 ایسا نہ ہو کہ آپ اپنے قول سے پھر ہاویں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ نام مومن آدمی  
 کا نہیں کروہ اپنے قول سے پھر جا دے، عرض کیا کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے آٹھ برس کے اقرار سے  
 اپنی بیٹی کے ہر کے عوض ان کی بکریاں چرانے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لکھوا کر اپنی بیٹی کو ان  
 سے بیاہ دیا تاکہ دونوں پر نکاح درست ہو بعد ازاں اس حدیث شریف کے کہ اَلْعَدُوْلَا جَبِيْرٌ اَوْ  
 اَجْدُهُ قَبْلُ اَنْ يَّجْعَلَ عَدُوْقَهُ۔ یعنی مزدور کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے

پہلے سے ادا کر دو۔ اب اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ اجرت تو کر لی جلدی ادا کرنا واجب ہے  
اب اگر ہزار قطرے مزدور کی پیشانی سے نکل آویں اور خشک ہوں تو بھی اس کو کوئی غور نہیں کرتا۔ انظر  
حضرت شعیب علیہ السلام نے جب اپنی بیٹی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سپرد کر دیا اور ایک عصابو  
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بہت سے لاکر آدم کو دیا تھا وہ عصاب حضرت شعیب علیہ السلام کو ورثے  
نبوت میں پہنچا تھا اپنی بیٹی سے کہا کہ یہ عصاب لائق پیغمبر مرسل ہے لہذا یہ عصاب حضرت موسیٰ کو دینا چاہیے  
تب یہ سنتے ہی وہ عصابے جا کر حضرت موسیٰ کے سامنے رکھ دیا اور پھر کہا کہ اے موسیٰ اگر تم اس عصاب  
کو زمین سے اٹھا سکو گے تو پھر تم کو دوں گا یہ سنتے ہی حضرت موسیٰ نے جلدی سے اس عصاب کو اپنے  
ہاتھ میں لیا اور زمین سے اٹھالیا یہ کرامت دیکھ کر حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ شاید  
تم کو اللہ تعالیٰ پیغمبر مرسل کرے گا۔ اور میں تم سے ایک بات کہتا ہوں کہ دیکھو اس فلانے میدان  
میں برگز کبریاں چرانے مت جانا کیوں کہ اس میدان میں اژدہ بے بہت ہیں۔ یعنی حضرت شعیب  
علیہ السلام نے سختی سے منع فرمایا تھا کہ اس اژدہ بے داسے میدان میں بکری مت چرانے جانا  
اس نصیحت کو حضرت موسیٰ نے ہر وقت ملحوظ رکھا اور ہر چھوڑا ہا کہ بکریوں کو سانپوں کی جگہ سے  
روکیں وہ بکریوں کو نہ روک سکے۔ بکریاں اس میدان میں جا کر چرنے لگیں ناچار ہو کر وہاں سے  
ایک نرشتہ پر جا بیٹھے اور اس عصاب کو اپنے پہلو میں رکھ کر بولے اے عصاب در اگر اژدہ آوے  
تو اس کو مار ڈالنا تاکہ وہ بکریوں کو کھانے نہ پادے۔ یعنی بکریوں پر نگہبان رہنا یہ کہہ کر سو گئے  
اور خوب اچھی طرح نیند آگئی کچھ دیر کے بعد ایک اژدہ اپنی جگہ سے نکل کر بکریوں کو کھانے آیا۔ پس  
اس عصاب نے مثال ایک بڑے اژدہ کی بن کر اس آئے داسے اژدہ کو مار ڈالا۔ حضرت موسیٰ  
علیہ السلام جب نیند سے بیدار ہوئے کہ وہ کیا دیکھتے ہیں کہ اژدہ اس میدان میں مردہ پڑا ہوا ہے  
اور بکریاں چر رہی تھیں خوش ہو کر اپنی بکریوں کو لے کر گھر چلے آئے۔ یہ بات گھر اگر حضرت شعیب  
علیہ السلام سے کہی کہ اچھی حضرت وہ جو آپ نے فرمایا تھا کہ اس میدان میں مت جانا کیونکہ وہاں پر اژدہ  
ہے وہ بکریوں کو کھا جائے گا۔ وہ اژدہ ہاندا کے فضل و کرم سے مار گیا۔ پس اس چیز سے حضرت  
شعیب علیہ السلام کو اور بھی یقین ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مرسل پیغمبر ہوں گے کہتے ہیں کہ حضرت  
موسیٰ علیہ السلام نے چار برس حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرائیں اور جب پانچواں سال شروع  
ہوا تو حضرت شعیب نے فرمایا کہ اے موسیٰ تمہارے اقبال سے اگر اس سال مہاسی بکریاں نہ چھینیں  
گناؤ وہ سب تم کو دے ڈالیں گے۔ پس خدا کی مرضی وہی ہوا کہ تمام بکریوں نے نہ ہی جئے تو سب



حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دے دیئے پھر جب چھٹا سال ہوا تو پھر فرمایا کہ اگر اس سال ہماری بکریاں مادہ جنیں گی تو وہ بھی تم کو دے دوں گا۔ فضل الہی سے سب بکریاں نے مادہ ہی جتنا اور وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دے دی گئیں۔ پھر ساتواں سال شروع ہوا تو پھر کہا گیا اس سال ہماری بکریاں سیاہ بچے جنیں گی تو وہ بھی تم کو بہہ کر دوں گے آخر وہی ہوا۔ تمام بکریوں نے سیاہ بچہ جتنا وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہہ کر دیا کیا پھر آٹھواں سال شروع ہوا تو پھر فرمایا اگر اس سال ہماری بکریاں ابلق بچے جنیں گی تو وہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہہ کر دوں گا مریٰ الہی سے تمام بکریوں نے وہی ابلق بچہ جتنا وہ بھی سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہہ کر دیا گیا۔ پھر تو ایسا ہوا کہ حضرت موسیٰ کی بکریاں حضرت شعیب کی بکریوں سے دو گنی ہو گئیں۔ پس دس برس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بالعوض میرے حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو چرایا اس کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے موسیٰ یہ سب بکریاں اور لونڈی باندی مال و متاع اور میری بیٹی صفورا اگر میں نے تمہاری ملک میں دے دیا تم جہاں چاہو وہاں سے جاؤ اور ان سب کو بھی اپنے ہمراہ لے جاؤ میں اس میں کچھ بھی رکاوٹ نہ کروں گا خدا سب کو جبریت سے رکھے آمین۔

## مصر میں دوبارہ واپسی

مصر چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آبائی وطن تھا اس لیے اس سے مانوسیت بھی بہت زیادہ تھی لہذا ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمنا ہوئی کہ اپنے ملک مصر جائیں اور وہاں جا کر اپنی والدہ کی خدمت میں شرف یوں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے بھائی ہارون سے بھی ملاقات کریں چنانچہ انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام سے مصر جانے کی اجازت چاہی اور ساتھ ہی گزارش کی کہ ہماری ہمراہ آپ کی بیٹی صفورا اور لونڈی باندی بھی بکریاں مال و اسباب بھی سب لے کر مصر جائیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو اجازت مرحمت فرمادی۔ اس کے بعد وہ مدین سے روانہ ہو گئے جب وہ مدین سے ایک منزل نکل آئے تھے کہ رات ہو گئی اور اسی جگہ رات گزارنے کے لیے قیام کیا اور بکریوں پھیلروں کو ایک جگہ پر باندھ دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی صفورا حمل سے تھیں اور وہ حمل بھی قریب الولادة تھا چنانچہ اسی رات پھر جننے کا بھی اتفاق مریٰ الہی ہر سو گیا۔ ادھر اسی وقت ایک ایسی ہوا اور آندھی کا طوفان آیا کہ تمام عالم پر اندھیرا ہو گیا۔ اور

پھر آسمان بھی گر جبنے لگا کسی نے بھی اس رات آرام نہ کیا پانی بھی برسنے لگا اور سخت سردی پڑنے لگی یہ دیکھ کر پھر موسیٰؑ گھبرا کر آگ لگانے کو حقائق جھاڑنے لگے لیکن اس سے آگ نہ نکلی تاچار ہو کر غصے سے حقائق زمین پر پھینک دیا۔ پس خدا کے حکم سے اس حقائق نے موسیٰؑ سے کہا کہ اے موسیٰؑ مجھ کو خدا کا حکم نہیں ہے کہ تم کو آگ دوں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰؑ علیہ السلام اس حقائق سے باز آئے اور پھر آگ کے واسطے بہت متفکر ہوئے اور چاروں طرف دیکھنے لگے خدا کی مرضی ایسی سیوٹی کہ کوہ طور کی طرف ایک آگ کا شعلہ نظر آیا اور حقیقت میں وہ آگ نہ تھی بلکہ وہ خداوند قدوس کا نور مبارک تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَذُنَّا قُضِيَ مُوسَىٰ الْجَبَلُ وَسَارَ بِأَهْلِهِمُ أَنْسَ مِنْ جَانِبِ الْبَلَدِ فَإِذَا قَالَ لِأَهْلِهِ ائْتُونِي أَنَا لَكُمْ نَصِيطُونَ ۖ تَرَجَمَ بِسَبَبٍ لَوْ رَاكُمْ بِكَا مَعِي وَهَمَّتْ أَوْرَعُ كَرِهَ اسْلَافُكُمْ وَالْوَلَدُ كَرِهَ اسْلَافُكُمْ وَالْوَلَدُ كَرِهَ اسْلَافُكُمْ وَالْوَلَدُ كَرِهَ اسْلَافُكُمْ

اپنے گھر والوں کو کہ تم سب یہاں ٹھہرے رہو میں نے ابھی دیکھی ہے ایک آگ شاید میں اس آگ کو لے آؤں تمہارے پاس وہاں سے یا تو وہ کچھ مرہ ہے یا پھر وہ آگ کا انکارہ تاکہ تم لوگ اس سے تالو۔ پھر جب پہنچا اس کے پاس قولہ تعالیٰ۔ فَلَمَّا أَتَاهَا ذُوقِي مِنْ شَاطِئِنِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يَمُوسَىٰ رَاقٍ أَنَا اللَّهُ ذُبُ الْعَالَمِينَ ۖ پھر جب پہنچا موسیٰؑ اس آگ کے پاس آواز آئی میدان کے واسطے کنارے برکت والی زمین میں اس درخت سے کہ اے موسیٰؑ میں ہوں اللہ تمام جہان کا رب ہے پھر قولہ تعالیٰ اِنِّي أَنَا وَبَدَعْتُ قَاهِلُ لَعْنَتِكَ إِنَّكَ يَا لَوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوسَى ۖ وَأَنَا خَلَقْتُكَ فَاسْمِعْ يَمَاحِي ۖ اِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي ۖ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ

لِذِكْرِ ذِي ۖ ترجمہ: پھر کہا تحقیق میں ہوں پروردگار تیرا پس اتار ڈال دونوں جوتیاں اپنی تحقیق تو بیچ میدان پاک کے ہے کہ نام اس کا طوی ہے اور میں نے پسند کیا تجھے پس سن جو کچھ کہ وحی کی جاتی ہے تحقیق میں ہوں اللہ نہیں ہے کوئی معبود مگر میں ہوں پس تو عبادت کر میری اور قائم رکھ نماز کو واسطے میرے روایت کی کئی ہے کہ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام مدین سے مصر کو آنے لگے تو اپنی بیوی اور اپنی کبریاں ساتھ لے کر جنگل میں رات کی سردی میں راہ بھول گئے اور دوسرے ان کی بیوی کو دروازہ شروع ہو گیا۔ نہت دور سے آگ نظر آئی کوہ طور پر حقیقت میں وہ آگ نہ تھی وہ اللہ تعالیٰ کا نور تھا۔ اپنی بیوی سے کہا کہ تم کچھ دیر ٹھہرو میں تمہارا واسطے



آگ لاتا ہوں یہ کہہ کر حضرت موسیٰ اپنے خیال کو یہاں چھوڑ کر صرف اپنا عصا ہاتھ میں لے کر  
 کوہ طور پر گئے۔ جب اس کے نزدیک پہنچے ایک درخت سمندر کی طرح تھا جس کے پتے  
 یعنی میری کے درخت کے مثل اور اوپر سے نیچے تک اس پر نور ہی نور تھا حضرت موسیٰ علیہ  
 السلام نے یہ جانا کہ یہ آگ ہے پس اس کو جھاڑ کر کاٹ کر سرے پر باندھ کر عصا سے اس  
 درخت کے سر پر رکھا تاکہ آگ لگے اور اس کو کپڑے سے پس وہ نور درخت کا ایک شاخ سے  
 دوسری شاخ پر اور دوسری شاخ سے تیسری شاخ پر چلا جاتا تھا غرضیکہ جہاں پر حضرت موسیٰ  
 اپنا عصا رکھ دیتے اس پر آگ نہیں مل سکتی تھی یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ بہت مایوس ہو گئے اور  
 اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب نعلین اپنے پاؤں سے نکالے اس وقت دونوں نعلین دو کچھو ہو گئے  
 اور یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ سے کوہ طور کی طرف جاتے ہوئے صفورا نے  
 ان سے کہا تھا کہ خبردار اس میدان میں جہاں جا ہے ہوسا پ و کچھو بہت ہیں اچھی طرح بچھ  
 بوجھ کر جانا حضرت موسیٰ بڑے میرے پاؤں میں نعلین میں اور میرے ہاتھ میں عصا ہے پھر  
 بچھ کر کیا ڈر ہے۔ جب حضرت موسیٰ نے ان مادی طاقتوں پر اعتماد کیا تو وہ خدا کے حکم سے  
 دونوں نعلین دو کچھو ہو گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ ڈر گئے اور پھر وہیں آواز عیب سے آئی  
 حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ وَمَا تَلَيْكَ يَمُّوتُ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّوْا  
 عَلَيْهَا وَاهْتَشَيْتُمْ بِهَا عَمَلِيَ وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُحْذَرُ۔ قَالَ أَلْقِهَا  
 يَمُّوسَىٰ ۖ فَالْقُلُوبَ فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ ۚ قَالَ هَٰؤُلَاءِ خُفٌّ وَقَفَافٌ سُبُوحٌ  
 سَائِرَتُهُمَا ۚ وَلِيَ ۚ قَرَّبَهَا۔ اور کہا اللہ تعالیٰ نے اے موسیٰ یہ کیا چیز ہے  
 تیرے داپنے ہاتھ میں حضرت موسیٰ بڑے کہ یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیکتا ہوں اور اس سے  
 تپتے بھی تھاڑتا ہوں اپنے مویشی یعنی بکریوں کے واسطے اور بھی اس میں میرے کتنے ہی کام  
 ہیں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تو اس کو ڈال دے اے موسیٰ پس ڈالا اس کو ناگیاں پھر  
 تو وہ سانپ تھا دوڑتا پھرتا پھر کہا اے موسیٰ اس کو تو کپڑے اور دمٹ ڈر فرا بھی پھر میں  
 اس کو اسی حالت پر گردوں کا جو اس کی پہلی حالت تھی یعنی یہ پھر لاٹھی بن جائے گا پھر جب  
 حضرت موسیٰ نے اس کو کپڑا پس وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے عصا ہو کر ہاتھ میں آگیا اور اللہ تعالیٰ  
 نے قرآن مجید میں اس عصا کو ایک جگہ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ اور ایک جگہ ثُعْبَانٌ ثَبِيَّتٌ اور ایک جگہ كَاثِبًا  
 جَانً فرمایا کہ پہلے دیکھتے ہی سانپ تھا معلوم ہوتا دوڑتا پھرتا اور بزرگی میں ثعبان کے مانند بنا۔

کے یعنی سانپ کی یہ تینوں صفیتیں ہیں اور اس میں موجود تھیں کہتے ہیں کہ وہ عصا جب ثعبان کی مانند  
 ہوتا تو بڑا سانپ بنتا اور پشم اس کی مانند نیزے کے ہوتی اگر وہ پتھر پر بھی مارے تو وہ ٹکڑے  
 ٹکڑے ہو جاتے پھر کہا اللہ تعالیٰ نے اے موسیٰ اَسْلَكَ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْذُجْ يَصْخَرُ  
 مِنْ غَيْرِ سُوءٍ وَاضْمَحْ اَيْدِكَ جَنَاحَكَ مِنَ الدَّهَبِ فَاَنْتَ مِنْ رِجْلِكَ  
 اِنِّیْ فَرِغْتُ وَاسْلَمَ بِحَمْدِ اللّٰهِ كَاَوْقُوْا مَا فِیْ قَبْرِیْ ترجمہ اے موسیٰ بے جا اپنے ہاتھ  
 کو اپنے گریبان میں کہ نکل آوے سفیدی بغیر برائی کے اور ملا اپنی طرف بانو ڈرے تاکہ  
 سانپ کا ڈر جاتا رہے پس وہ دو دلیلیں ہیں تیرے رب کی طرف سے۔ فرعون اور اس کے  
 سرداروں پر تحقیق وہ ہیں قوم فاسق۔ پس حضرت موسیٰ نے خدا کے فضل سے اپنے گریبان  
 میں ہاتھ ڈالا اور اس میں ایک سفیدی پھیلی پر نظر آئی مثل آفتاب روشن کے ظاہر ہوا اور اسی  
 کا نام ید بیضا ہے اس کی روشنی سے تمام جہان روشن ہو جاتا ہے اور اسی کا نور آفتاب پر  
 غالب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دو معجزے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیئے تھے ایک  
 عصا کا جس سے ہزاروں قسم کے معجزے ظاہر ہوئے اور دوسرا معجزہ ید بیضا دیا تھا اس معجزے  
 سے عالم روشن ہو جاتا اور ان دو معجزے کو دیکھ کر مخلوق خدا ان پر ایمان لاتی تھی۔ حکم ہوا اے  
 موسیٰ تم مصر میں جاؤ اور وہاں جا کر فرعون ملعون کو خدا کی دعوت دو۔ قولہ تعالیٰ : اِذْ نَادٰی رَبُّهُ  
 یَا اٰدَمُ اِذِ الْمَقَدِّمِیْنَ طَوَّیْۤہٗ اِذْ هَبَّ اِلَیْهِ رِیْضُوْنَ اِنَّہٗ طَعٰی ۖ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلَیَّ اَنْ تَنْتَقِلَ  
 وَ اٰھِیْۤہٗۤ یَدَکَ اِلَیَّ سَبَّحَ فَتَخْشٰی ۚ ترجمہ جب پکارا اس کو رب نے پاک میدان  
 میں پس کانام طوی ہے اے موسیٰ تو با فرعون کے پاس اس نے بہت مراٹھا یا ہے۔ پس  
 اس کو کہہ تیرا جی چاہتا ہے کہ تو سنو رہا ہے اور میں تجھے نیک راہ بتاؤں جو حقیقی رب کی راہ  
 ہے پس تجھ کو ڈر ہو۔ کہا موسیٰ نے اے رب میرے عیال اور میری یہ بکریاں بیاباں جنگل  
 میں پڑی ہیں اور ان کی دیکھ بھال کو بھی کوئی نہیں ہے۔ یہ سب چھوڑ کر مصر میں کیونکر جاؤں  
 نہ آئی اے موسیٰ میں نے بہشت سے سویرین بھیجیں تیری پیروی کے پاس کہ وہ ان کی خدمت  
 کریں اور بچے کو دودھ بھی پلائیں اور بھڑوں کو کہا گیا ہے کہ وہ تیری پیروی کے لیے روٹی کی گئیالی  
 کریں اور تو ہر طرح سے خاطر جمع رکھ اور کوئی اندیشہ مت کر قولہ تعالیٰ : قَالَ رَبِّ اِنِّیْ  
 قَتَلْتُ مِنْہُمْ نَفْسًا فَآخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْۤہٗ ۚ وَاِنْ حِیْ ہَا رَدُّنَّ ہُوَ اَفْضَحُ مَتِّیْ لِسَانًا  
 فَاَدْسِلْہٗ مَعِیْۤہٗ دِدْعًا یَّصِدِّقِیْۤہٗ اِنِّیْۤہٗۤ اَخَافُ اَنْ یَّکَذِّبُوْنِ ۚ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَکَ



بَايِكَ وَنَجْعَلْ لَكَ سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكَ مَا هٰٓؤُلَآءِ اَنۡتُمْ اَوۡمِنُوۡا ۝۱۰۰  
الغلبون ترجمہ موسیٰ نے کہا اے رب میں نے خون کیا ہے ان میں سے ایک جی کا سوڈوتا  
ہوں کہ کبھی وہ مجھ کو مار ڈالیں اور میرا بھائی ہارون ہے کہ اس کی زبان اچھی صاف چلتی ہے  
مجھ سے زیادہ سوتو اس کو میرے ساتھ بھیج تاکہ وہ میرا مددگار ہو اور میں ان کی نظر میں سچا ثابت  
ہوں اور میں یہ بھی ڈرتا ہوں کہ کبھی وہ لوگ مجھ کو جھوٹا کریں فرمایا اے موسیٰ یقیناً ہم زور  
دیے گئے تیر کو تیرے بھائی ہارون سے اور پھر مدد دیں گے ان لوگوں پر تجھ کو تاکہ تو غالب  
آوے ان پر اور وہ میری مدد کی وجہ سے تم پر غالب نہ آسکیں گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام  
نے اپنے رب سے پانچ حالتیں طلب کیں قوله تعالیٰ: قَالَ رَآیْتُ شَرۡحَیۡ صَدۡرِیۡ وَیَسِّرَیۡ  
اُمۡرِیۡ ۝۱۰۱ وَ اَمۡلُ عُنۡدَ رَبِّیۡ ۝۱۰۲ لَا یَفۡصَحُوۡا قَوۡلِیۡ ۝۱۰۳ وَ اَجَعَلۡتِیۡ وَرِیۡدًا مِّنۡ اٰھِلِیۡ ۝۱۰۴  
هَآءِ اِھِیۡ ۝۱۰۵ اَشۡدَّ دِیۡہَ ۝۱۰۶ اَنْ یَّرۡبِیۡ ۝۱۰۷ وَ اَشۡدَّ لَہٗ فِیۡ اٰیۡسِیۡ ۝۱۰۸ کٰیۡ تَسۡبَحُکَ کَثِیۡرًا ۝۱۰۹  
وَ تَذۡکُرُکَ کَثِیۡرًا ۝۱۱۰ اِنَّکَ کُنۡتَ بِاَبۡصِیۡرًا ۝۱۱۱ ترجمہ کہا موسیٰ نے اے رب کشادہ کر  
میرا سینہ کہ میں جلدی خفا نہ ہوں اور آسان کر کام میرا سخت گروہ کھول میری زبان سے تاکہ لوگ  
سمجھیں میری بات۔ زبان حضرت موسیٰ کی بچپن میں جل گئی تھی اور وہ صاف بول نہ سکتے تھے اس لیے  
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا مانگی کہ یا الہی زبان میری کھول دے اور  
میرے واسطے ایک وزیر کو میرے بھائی کو ہارون کو جو کہ اہل سے ہے اور میری قوت اس  
کے ساتھ مضبوط کر دے اور میرے کام میں اس کو شریک بنا دے یہاں تک کہ وہ شریک ہو  
میری بغیر میں کہ میں صحیح طور پر تیری ذات پاک کا بیان کر سکوں اور پھر مل کر تیری یاد کرتے ہیں  
بے شک تو ہی ہم کو دیکھنے والا ہے یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ اٰذِیۡتَ سُوۡرَتَ  
یٰۤہٰۤمُوسٰی ۝۱۱۲ ترجمہ کہا اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو تیرا سوال اے موسیٰ دل تیرا روشن کیا اور کام تیرا  
آسان ہوا اور زبان بھی تیری بڑی فصیح کی اور تیرے بھائی ہارون کو تیرا وزیر کیا اب تو جعفر بن  
کے پاس کیونکہ اس نے بہت سنا اٹھا رکھا ہے پس حضرت موسیٰ نے جب سوال کیا تو اس نے اللہ  
سے پایا اور ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مانگے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سب  
کچھ دیا۔ علم لدنی ان کو پورا حاصل تھا اور پھر ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک  
میں: اَلَمْ نَشۡرَحۡ لَکَ ۝۱۱۳ وَ وَضَعۡنَا عُنۡدَکَ ۝۱۱۴ وَ زِدۡنَا الَّذِیۡ ۝۱۱۵ اَلۡقَضَ طَہَّرَکَ  
وَ فَعَّلَاکَ ۝۱۱۶ ذِکۡرَکَ ۝۱۱۷ ترجمہ کیا ہم نے نہیں کھولا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا سینہ اگرچہ





تم جاؤ اس کے پاس اور اس سے جا کر کہو کہ ہم دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے  
 رسول ہیں اور تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے اور ان کو کسی طرح کے عذاب میں نہ ڈال  
 اور ہم لوگ یہ پیغام لے کر آئیں ہیں تیرے پاس اور ہم دونوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے رسول  
 ہونے کی نشانیاں موجود ہیں اور سلامتی بھی اس شخص کی ہوگی جو ہدایت کی پیروی کرے گا اور  
 بیشک ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ اس شخص کے واسطے عذاب ہوگا جو کہ اٹھے ہوئے رسول  
 کی پیروی نہ کرے بلکہ اس کو جھٹلائے اور ہدایت سے منہ پھیرے اور اس وقت تیرے واسطے  
 بہتر یہ ہی ہے کہ تو ایمان لے آ اور دعویٰ باطل کو چھوڑ دے پھر تجھ کو تین چیزیں ملیں گے ایک  
 جوانی، دوسری بادشاہی مشرق سے مغرب تک تیسری چیز یہ ہوگی کہ تیری عمر بھی دراز کر دی جائے  
 گی تاکہ تو بہت عرصہ تک دنیا میں بادشاہی کرے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اپنا رسول بنا کر  
 تمام علم و حکمت کی باتیں اس میدان مقدس میں جو کوہ طور پر تھا سکھائیں۔ پھر ان کو حکم دیا کہ اب تم  
 مصر میں جاؤ اور فرعون کو ہدایت کرو۔ یہ ہدایت اللہ تعالیٰ کی پاکر حضرت موسیٰ فوراً ہی واپس  
 اسی جگہ پر آ گئے جہاں پر اپنی بیوی صفورا کو چھوڑ گئے تھے اگر دیکھتے ہیں کہ ایک لڑکا ان سے  
 تولد ہوا اور ان کی خدمت میں اللہ تعالیٰ نے حوران بہشت مقرر فرمادی تھیں اور پھر یہ اور  
 شیران کی بکریوں کی پاسبانی کر رہے تھے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تمام احوال نبوت  
 جو منجانب اللہ عنایت ہوئے تھے اور جو گفتگو اللہ تعالیٰ سے کوہ طور پر ہوئی تھی اور جو حکم فرعون  
 علیہ اللعنة کی طرف جانے کا اور اس کو ہدایت کا اللہ تعالیٰ نے دیا تھا سب کچھ اپنی بیوی صفورا  
 سے بیان کیا۔ صفورا نے جب یہ گفتگو حضرت موسیٰ سے سنی تو وہ بولیں کہ تم فوراً واپس چلے  
 جاؤ اور خدا کے امر میں تاجیزمت کرو۔ بہت جلد جا کر اس کو خداوند قدوس کا پیغام پہنچاؤ۔ یہ  
 سنتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا تمام اسباب و لوازم اپنی بیوی صفورا کے پاس چھوڑ  
 اور اپنا عصا ہاتھ میں لے کر خدا کو یاد کرتے ہوئے مصر روانہ ہو گئے اور جب وہ مصر میں داخل  
 ہوئے تو اس وقت عشا کا وقت تھا اور حضرت موسیٰ نے اپنے گھر جا کر دستک دی تو ان کی  
 بہن مریم نے گھر سے نکل کر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ حضرت موسیٰ نے اس  
 کے جواب میں کہا کہ میں مسافر ہوں۔ یہ سن کر مریم اپنی ماں سے بولی اے اماں جان ایک مہمان  
 مسافر دروازے پر کھڑا ہے مریم کی والدہ نے کہا جلدی جا کر دروازہ کھول دو اور اس مسافر  
 کو اندر لا کر کھانا کھلاؤ۔ حضرت موسیٰ نے یہ سن کر اپنی صورت ایک اجنبی کی سی بنا کر بستر

کہنا سے پر جا بیٹھے اس کے بعد ہارون اور ان کے والد عمران ان دونوں نے اگر  
 حضرت موسیٰ کو دیکھا۔ لیکن بعض حوالے کے ذریعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ان  
 کے والد اور ان کی بہن دونوں انتقال کر گئے تھے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔  
 واللہ اعلم بالصواب۔ الغرض والدہ نے اگر دروازہ کھول دیا کھینچنا اور چراغ اور کھانے  
 کو نمک اور روٹی لاکر رکھ دی۔ جب حضرت موسیٰ کھانا کھا رہے تھے تو ان کے بھائی ہارون نے  
 اگر اپنی ماں سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ وہ بولیں کہ یہ مسافر مہمان ہے۔ پھر ہارون نے غور کر کے  
 دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ تو میرے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ تب پھر وہ اپنی ماں سے  
 کہنے لگے کہ واہ یہ تو میرے بھائی حضرت موسیٰ ہیں یہ کہتے ہی گلے مل کر رونے لگے اور یہ دیکھ  
 کر حضرت موسیٰ کی ماں بھی رونے لگیں۔ پھر کچھ دیر بعد حضرت موسیٰ اپنی والدہ کو تسلی دینے  
 لگے اور ان کے بھائی ہارون نے حضرت موسیٰ سے پوچھا اے میرے بھائی میں نے سنا  
 ہے کہ تم نے شہر مدین میں حضرت شعیب کی بیٹی سے بیاہ کیا ہے اور وہاں بہت دن رہے ہو  
 حضرت موسیٰ نے کہا ہاں میں نے شادی کی ہے اور قریب ایک خوشخبری میں تم کو دیتا ہوں کہ  
 خدا نے مجھے بغیر بنا کر فرعون کی طرف بھیجا ہے اور بلا واسطہ اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر مجھ  
 سے کلام کیا۔ ہارون اس بات کو سن کر بہت خوش ہوئے اور جلدی سے اٹھ کر تعظیم کی اور  
 دست بوس بھی ہوئے اور پھر خدمت میں حاضر رہے پھر حضرت موسیٰ نے ان سے کہا بھائی ہارون  
 تم کو بھی اللہ تعالیٰ نے میری پیغمبری میں شریک کیا ہے چلو مل کر فرعون کے پاس چلیں اور اس مردود  
 ملعون کو حداف پیغام پہنچائیں اور اس کو سیدھی راہ کی ہدایت کریں اور خداوند قدوس نے مجھ کو دو  
 معجزے بھی عنایت فرمائے ہیں۔ ایک تو یہ عصا اگر اس کے میں زمین پر ڈال دوں تو یہ اتر دباؤں کو  
 سارے مصر کے کفاروں کو کھا جائے اور پھر اس کے علاوہ جو میں کہوں گا سودہ اللہ تعالیٰ کے  
 فضل و کرم سے ہزار طرح کے معجزے اس عصا سے ظاہر ہوں گے اور دوسرا معجزہ یہ بیضا کا  
 ہے یعنی میں جب جب جیب میں ہاتھ ڈالوں گا تو یہ بیضا یعنی سفیدی نکل آوے گی اور پھر ہر  
 ایک انگلی سے نور نکلے گا اور تاریکی جاتی رہے گی۔ تمام جہان روشن ہو جائے گا۔ ان وجوہات  
 سے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب کفاروں پر غالب ہوں گے ہارون بھی یہ سن  
 بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے اب معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل فرعون کے ظلم و ستم سے  
 خلاصی پائیں گے۔ پھر دوسری صبح کو فجر کی نماز پڑھ کر حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون



دونوں فرعون لعین کے مکان پر گئے اور اس مردود نے اپنے گھر کے دونوں طرف جزا بٹے  
 بڑے تھے اور ان کے نیچے بڑے بڑے جنگلی شیر باندھ رکھے تاکہ کوئی دشمن اس کے مکان  
 پر نہ جاسکے اور اس کے حکم بغیر اس کے گرد بھی نہ پھرے۔ فی الواقع وہاں کوئی بھی اس کے ڈر  
 سے نہ جاسکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جب حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون علیہ  
 السلام وہاں تشریف لے گئے تو تمام شیروں نے حضرت موسیٰ کو دیکھ کر سلام کیا اور پھر باادب  
 کھڑے ہو گئے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جا کر فرعون کے بالاخانہ کا حلقہ، دریکڑ کر ملا دیا  
 اور اس کے ملتے ہی اس مکان کے پر لڑھ پڑ گیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ساتھ  
 ہی یہ آواز دی کہ: اِنَّا رَسُولُ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یہ آواز بھی فرعون کے مکان میں جا پہنچی۔ پردہ  
 زربفت اٹھا کر دیکھا کہ موسیٰ ہیں یہ دیکھ کر چپ ہو رہا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دو برس فرعون  
 کے در پر حضرت موسیٰ رہے اس کے دربان وغیرہ سے کہتے رہے کہ ہم خدا کے رسول ہیں  
 تم لوگ فرعون کے پاس خبر دو۔ وہ مردود کہنے لگے کہ تم لوگ دیوانے ہو۔ اور فرعون تو تمہارا خدا  
 ہے اور تم کیا کہتے ہو۔ دوسرے دن پھر انہوں نے کہا کہ ہم کو فرعون کے پاس جانے دیا  
 ہماری خبر اس کو پہنچی دو، اور ہم دونوں خدا کی طرف سے آئے ہیں اس کو سیدھے راستے کی ہدایت  
 کرنی ہے، لیکن اس کے دربان کافروں نے نہ مانا اور ایک دن ایک مخرہ کہ وہ فرعون ملعون  
 کے دربار میں ہمیشہ نرلیات کہا کرتا تھا جا کر بولا کہ کیا عجبات ہے کہ آپ کے دروازے پر دو  
 شخص دو سال سے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا وہ ہے کہ جو اگلے اور پچھلوں کا خدا ہے وہ ہر چیز  
 پر قدرت رکھتا ہے اور وہی سب کو روزی دیتا ہے اور وہی سب کو پیدا کرتا ہے اور وہ پھر  
 وہ موت دیتا ہے لیکن لوگ ان کو دیوانے کہتے ہیں اور آپ کے پاس نہیں آنے دیتے یہ بائیں  
 جو اس مخرے نے فرعون سے کہیں اس کو سن کر فرعون بہت ہی خفا ہوا۔ پھر حضرت موسیٰ کو پیش  
 میں آکر بلایا۔ قوله تعالیٰ: اَلَمْ نَزِّلْکَ فِیْنَا وَرِیْدًا ۚ اَوْ لَیْسَتْ فِیْنَا مِنْ عُمَرَاۤءَ سِیْنُوۡنَ ؕ  
 وَفَعَلْتَ فَعَلْتِکَ اَلَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ ؕ ترجمہ کہا فرعون ملعون  
 نے کیا میں نے تجھ کو نہیں پالا تھا بطور اپنے فرزند کے اور برسوں تو ہمارے پاس رہا۔ اور  
 کر گیا تو وہ کام اپنا جو کر گیا اور تو تو ناشکروں سے ہے پس تھوڑے دن ہوئے تو ہمارے  
 پاس سے نکلا ہے اور ایک قبیل کا خون کر کے اب آئے ہو۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا سچ میں  
 وہی ہوں قوله تعالیٰ: قَالَ فَعَلْتُمْۤ اِذًا ۚ وَاَقَامِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۚ فَقَدْ رِئِیْتُ مِنْکُمْ





یعنی ایک سو برس کی عمر اور بڑھادی جائے گی تاکہ تیری زندگی دنیا کے عیش و نشاط میں گزرے اور پھر قیامت میں اس کا حساب نہ ہو گا۔ حضرت موسیٰ کو خدا کی طرف سے حکم ہوا تھا کہ فرعون کے ساتھ نرم نرم بات کریں اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون سے نرم نرم بات کہتے تھے۔ فرعون بولا اے موسیٰ علیہ السلام آج مجھ کو مہلت دے تاکہ میں اپنے ذریعوں سے صلاح و مشورہ کر کے جو کچھ مصلحت ہوگی اس کا جواب کل کو دوں گا۔ پھر حضرت اوران کے بھائی ہارون دونوں اپنی والدہ کے گھر چلے آئے۔ اس کے بعد فرعون نے اپنے وزیر ہامان کو بلایا اور جو باتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئیں تھیں وہ سب اس کو بیان کر دیں اور بولا کہ مجھ کو اب کسی بات کی آرزو نہیں ہے مگر میں اپنی جوانی چاہتا ہوں کہ میں پھر از سر نو جوان ہو جاؤں۔ تب وزیر ہامان بے ایمان نے اس سے کہا کہ ابھی چند روز ہوئے تھے کہ تو نے دعویٰ معبودیت کا کیا ہے۔ اور اب تو اقرار عبودیت کا کرتا ہے۔ اس بات سے تمام حلائی بنے گی۔ اور اگر تجھ کو جوان ہونے کی آرزو ہے تو آج ہی شب میں تجھ کو جوان کر دوں گا جب رات ہوئی جو ابر فرعون کی داڑھی میں رستے تھے اس نے ان کو لیکر کسی ترکیب سے کالا حنصا بنادیا اور فرعون کی داڑھی میں سوتے میں لگا دیا۔ فرعون نے صبح اٹھ کر دیکھا تو اپنی داڑھی کو سیاہ پایا پھر اس کو یقین ہو گیا کہ میں جوان ہو گیا ہوں۔ پھر دوسرے روز حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ تو فرعون سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ اے موسیٰ علیہ السلام تیرے پاس تیرے رب کی کیا دلیل ہے اور تیری پیغمبری کی کیا معجزہ ہے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ نے کہا قَوْلُ تَعَالٰی قَالَ اَدْکُوْا مِنْ ثَمَرِ الْبَنٰیۃِ ۝ کہا موسیٰ علیہ السلام نے اگرچہ لاؤں میں تیرے پاس ایک چیز تب تو یقین لائے گا میری پیغمبری پر۔ کہا فرعون نے قَوْلُ تَعَالٰی فَاَتٰی بِہٖ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ترجمہ کیا فرعون نے پس سے آ اگر بے توچوں میں سے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا قَوْلُ تَعَالٰی فَاَتٰی بِہٖ عَصَا ۝ فَاَذٰیۡنَ ثَعْمٰنَ ۝ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ڈال دیا اپنا عصا پس ناگاہ اڑ دیا اسی گز کا ظاہر ہوا اور منہ اس کا کھلار یا اور سینہ پاؤں مثل بڑے ہاتھی کے تھے اور میٹھا روانت اس کے ظاہر ہوئے اور دم اس کی مانند تیرے کی تھی اور اس کے منہ کا کف جس جگہ گرتا اس زمین کو بالکل جلادیتا۔ پھر اس جگہ پر گھاس بھی پیدا نہ ہوتی اور اگر وہ کف کسی آدمی پر گرتا تو وہ فوراً مر جاتا یا پھر اس کو برص کی بیماری ہو جاتی اس ہی بہب

شکل سے وہ سانپ فرعون کے بالاخانے کی طرف گیا پھر اس سانپ نے اس بالاخانے کے قریب  
 پہنچ کر ایک لب اس نے فرعون کے تخت کے نیچے رکھا اور دوسرا لب اس تخت کے اوپر رکھا چاہتا  
 تھا کہ معہ فرعون کے اس سے شاہی تخت کو نکل جائے یہ دیکھ کر فرعون بہت جلدی سے اپنے  
 تخت سے اتر پڑا اور حضرت موسیٰ کے پاس آکر معذرت کرنے لگا۔ اسے موسیٰ علیہ السلام تر  
 حیر کر خدا کی دعوت دینے آیا ہے یا مجھے ہلاک کرنے آیا ہے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 نے فرعون سے کہا میں تو تجھے خدا کی دعوت دینے آیا ہوں۔ یہ دیکھ کر فرعون گھبرا گیا اور پھر کہنے  
 لگا اسے موسیٰ مجھ میں تجھ سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ پس تو اپنا اثر دبا تھا مے۔ پھر اس  
 کے کہنے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس اثر دہے کی گردن پر ہاتھ رکھا اسی وقت وہ باپ  
 عصا بن کر حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں آگیا پھر اسی وقت فرعون اپنے تخت پر جا بیٹھا پھر اس کے  
 بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ جیب میں ڈال کر یہ بیضا نکال کر دکھایا، فَوَلَّىٰ تَوَالِيَ  
 يَدَآءِ ذَا اِٰهِيۤمۡ بَيْضَآءَ لِيَبۡظُنَّ ذٰلِكَ تَرۡجَمَہٗ اور بغل میں سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا موسیٰ علیہ السلام  
 نے پس ناگہاں وہ سفید تھا واسطے ہر ایک دیکھنے والوں کے پس یہ دیکھ کر فرعون نے اپنی قوم  
 سے کہا یہاں کہ اللہ رب العزت نے فرمایا، قَالِ لِلْعٰلَمِیۡنَ اِنَّ هَٰذَا السَّحَرُ عَلِیۡہِ  
 یٰۤیۡدِیۡنِ اَنْ یَّخۡرِجَکُمۡ مِّنۡ اَرْضِکُمۡ بِسِحۡرِہٖ فَمَاذَا تَاۡمُرُوۡنَ ؕ فَاَوَدَّرَہُ  
 وَاَحَآۡہُ وَابۡعَثۡ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِدَہٗ فَاۡتٰ ذٰلِکَ بِکُلِّ مَمَّارٍ عَلَیۡہِ ؕ یٰۤاَیُّہَا  
 فرعون اپنے آپ پاس کے سرداروں سے یہ کوئی جادوگر ہے یا جادو اور چاہتا کہ نکال دیوے  
 تم کو تنہا رہے دیس سے اپنے جادو کے زور سے سوا ب تم کیا حکم دیتے ہو۔ وہ بولے  
 کچھ مہلت دو اس کو اور اس کے بھائی اور تمام شہروں میں نقیب بھیجو تاکہ وہ بڑے بڑے  
 جادوگر لے آویں اور ہر فرعون سے دُڑیروں نے کہا کہ تمہاری سلطنت میں تو بڑے بڑے جادوگر  
 موجود ہیں ان سب کو بلا کر جمع کرو۔ پھر دیکھیں کہ موسیٰ اپنی جادوگری میں کیونکر بڑھ سکتا ہے بلکہ  
 وہ جادوگر تو موسیٰ پر غالب آجائیں گے، ان دُڑیروں کے کہنے سے فرعون نے حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام سے چند روز کے واسطے مہلت لے لی۔ حضرت موسیٰ اپنے گھر واپس آ گئے  
 اور عبادت الہی میں مصروف ہو گئے اس عرصہ میں تقریباً چھ مہینے گزر گئے فرعون ملعون نے  
 تقریباً چار ہزار شہور اور نامور جادوگروں کو جمع کیا۔ اور ہر جادوگر الیا اپنے ہنر میں ہر شیار تھا کہ  
 وہ اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ ان میں ایک بڑا جادوگر اندھا بھی تھا فرعون ملعون نے اپنے



جادوگروں سے کہا کہ ہم تم کو تین سو برس سے پرورش کر رہے ہیں اور کچھ بھی دینے میں اب ہوقت  
ہم پر کچھ مصیبت آپڑی ہے تم لوگوں کو یہ کہہ کر اپنا پیسہ کہ اپنے اپنے علم اور جادو سے موسیٰ کو  
روک دو بلکہ اس کو شرمندہ کر کے ہمارے ملک سے نکال دو تب تم سے ہم خوش ہوں گے  
اور دولت بھی بہت دیں گے جادوگروں نے کہا کہ ہم سب آپ کے ملک خوار میں ذرا بھی حضور  
کے کام قصور نہ کریں گے، مگر عرض یہ ہے کہ آلات جادو گری بہت چاہئیں۔ برائے کرم  
آپ ہم کو منگوا دیجیے ہم سب طلسم تیار کریں گے یہ سنتے ہی فرعون نے حکم دیا اور سب خزانہ  
اس کے خرچ کے واسطے کھول دیا ریشماں اور سیما وغیرہ جو ضروریات سے تھے سب منیا  
کر دیا گیا۔ پھر مہینوں تک جادوگروں نے طلسم تیار کیا اور اب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے معبود  
برحق کی عبادت میں مصروف تھے اور فرعون ملعون اپنے جادوگروں میں مشغول تھا، اور یہ  
نہزار لشکر تیار کیا اور ان کو اس مکان کے واسطے بائیں ٹھہرے کر دیئے اور اطراف میں اس  
مکان کے بارہ بارہ کوس تک میدان وسیع تھا۔ اسی مکان میں پوپہ کے وقت حب آفتاب گرم  
ہوا جادوگروں کے آلات طلسم واسطے چار ہزار ایک بار جنبش میں آئے اور وہ حشرات العرص  
سب اتر دھا اور بچھو بن گئے اور اس میدان کے تمام پتھر و کلوخ موم ہو گئے پھر جادوگروں  
نے کہا قولہ تبارکے: **قَالُوا أَيُمُوسَىٰ أَمَّا أَنْ تُلْقَىٰ وَامَّا أَنْ تَكُونَ أَقَدَ مَنْ أَلْقَىٰ طَقَالَ**  
**بَلْ أَلْقُوا أَجْ فَادْ أَحْبَابَهُمْ وَعَصِيَّهُمْ تَحِيلُ أَلَيْهِ مِنْ سِحْرِ هَمْ أَلْقَاهُمْ**  
**فَاَوْحَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَىٰ ط فَلَمَّا لَا تَخَفْ أَتَكَ أَنْتَ أَلَا اَعْلَىٰ وَارْتَفَعُ**  
**سَانِي بِمِيزَانِكَ تَلْقَفْ مَلْتَقُوا اِنَّمَا تَسْمَعُو كَيْفَ سِحْرِ ط ترجمہ کیا ان جادوگروں نے**  
**اے موسیٰ یا تو ڈال یا ہم ہوں ڈالنے واسطے حضرت موسیٰ نے کیا نہیں تم ڈالو۔ تب انہوں**  
**نے ڈال سب رسیاں ان کی اور لٹھیاں ان کی کی نیال میں آئیں ان کے جادو سے کہ وہ زمین**  
**پر دوڑنے لگیں، پھر ڈرتے گئے اپنے جی میں موسیٰ علیہ السلام ہم نے کہا اے موسیٰ تو ترے ڈر**  
**اور البتہ تری غالب رہے گا اور اب آخر میں ڈال اے موسیٰ جو تیرے واسطے میں ہے نکل**  
**جاوے گا وہ سب جو انہوں نے بنایا ہے وہ تو ایک فریب ہے جادوگروں کا پس ڈالا**  
**اپنا عصا حضرت موسیٰ نے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ قولہ تبارکے: اَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ**  
**فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْكُوْنَ ط ترجمہ: پھر ڈالا حضرت موسیٰ نے عصا پس وہ نکلنے لگا جو**  
**کچھ انہوں نے سانگ بنایا تھا پھر وہ عصا اتر دیا بن کر میدان کے کنارے چل کر آیا اور جو**

اس میدان میں چار ہزار طلسم جادو کے فرعون کے جادو گروں نے تیار کیے تھے ان سب کو ایک ۴۰  
ایک لقمہ میں نکل نکل گیند اور جوالاٹ اور آوازان کے بنائے تھے وہ بھی نکل گیا۔ اس میدان میں  
پھر کوئی چیز بھی باقی نہ رہی اور پھر ابھی اس کو پورا پیٹ نہ بھرا تب وہ اژدہا فرعون کے مکان کی  
طرف چلا۔ فرعون اس کو دیکھ کر اپنا تخت چھوڑ کر بھاگا جب لوگوں نے بھاگتے دیکھا تو معلوم کیا کہ وہ  
جھوٹا برسرِ باطل تھا۔ اس اژدہے نے ایک لب اپنا فرعون کے بالا خانے پر رکھا اور دوسرا لب  
اس کے نیچے رکھ کر زمین سمیت کر اس مکان کو کھود کر ہوا میں اڑا دیا۔ پھر مکان کا کوئی نام و نشان بھی  
نہ رہا اور اس طرح سے حق اور باطل ظاہر ہو گیا۔ **قَوْلُهُ تَعَالَى: قَدْ قَتَلَ الْحَقُّ بَاطِلًا مَّا كُنْتُ**  
**لَعَمْرُكَ ؕ فَغَلَبُوا هَٰذَا لَيْكَ وَانْقَلَبُوا صَفِيرًا** ترجمہ ثابت میرا حق اور باطل ہوا  
جو کچھ وہ کرتے تھے۔ تب بارے اس جگہ پر اور پھر سے بہت ذلیل ہو کر اور پھر نہ آئی اسے  
موسیٰ علیہ السلام عصا اپنا پکڑ نہیں تو ملک مصر تباہ کر دے گا اور اگر تو ذرا بھی ٹھہرے گا تو مارے  
مصر کو کھا جائے گا۔ تب خدا کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پکڑا اسی وقت وہ لافٹ  
بن کر باقیوں آگیا یہ دیکھ کر جادو گر بوے کہ عصا موسیٰ علیہ السلام اژدہا بن کر ہمارے قوم سانگ  
جادو کر کھا گیا۔ پھر ان سردار جادو گروں نے آپس میں کہا کہ موسیٰ حق پر ہیں اور اب تو صلاح ہماری یہ  
ہے کہ ہم سب مل کر ان پر اور ان کے خدا پر ایمان لادیں گے کیونکہ ان کا خدا برحق ہے پس اللہ  
تعالیٰ فرماتا ہے: **وَالْقُلُوبُ السَّخِرَةُ لَاجِبِيْنَ ؕ قَالُوا اٰمَنَّا بِدِيَةِ الْعٰلَمِيْنَ رَٰيَتْ مُوسٰی**  
**وَهُنَّ ذٰلِكَ** اور یہ گئے جادو گر سیدے میں اور کہا انہوں نے ایمان لائے ہم ساتھ  
پروردگار عالموں کے اور پروردگار موسیٰ و ہارون کے اس کے بعد خداوند قدوس نے ان کی  
آنکھوں کا پردہ اٹھا کر تختِ الشرائی دکھایا۔ جب انہوں نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا پھر ان کو  
عرش اور کون و مکان دکھایا پھر انہوں نے کہا **اٰمَنَّا بِدِيَةِ الْعٰلَمِيْنَ** یعنی ہم ایمان لائے  
پروردگار بے شمار عالموں کے تب فرعون ملعون نے ان سے کہا کہ تمہارا رب تو میں ہوں جادو گروں  
نے مجھے جواب دیا کہ تو ہمارا پروردگار وہ نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا پروردگار تو وہ ہے جو پروردگار ہے مئی  
اور ہارون کا۔ پھر فرعون نے ان سے کہا کہ ان کا خدا تم کو کیا دے گا۔ انہوں نے کہا **قَوْلُهُ تَعَالَى:**  
**اِنَّا اٰمَنَّا بِدِيَةِ الْعٰلَمِيْنَ لَنَاطِطِيْنَ وَاَكْرَهْتُمْ عَلَيْنَا مِنَ السِّحْرِ** ترجمہ وہ  
لوے تحقیق ہم ایمان لائے ساتھ پروردگار اپنے کے تاکہ نہ نکلے ہمارے واسطے خطائیں اور  
ہماری وہ چیز کہ زبردستی کی ہے تو نے ہم کو اوپر اس کے جادو سے یہ تو کفر ہے اور خدا برحق ہے



تو باطل ہے فرعون لعین نے کہا تو اے تبارے . فَلَا تَقْطَعُوا آيِدِيكُمْ وَأَنْتُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ  
 خَلَدْتُمْ لَا صَبْرَ لَكُمْ فِي حُجْنِ دُجْنِ النَّحْلِ وَلَتَقْلَعُنَّ أَشْيَاءَ عَنْ آبَاءِ وَآبَائِ  
 قَالُوا لَنْ نَدْرِيهَ عَلَى سَلْبِكُمْ نَامِنَ الْبَيْتِ وَالَّذِي فَعَدْنَا قَاتِلُ مَا أَنْتَ  
 قَاتِلُهُ إِنَّمَا تَقْبِضُ هَذِهِ الْحَيَوةَ الدُّنْيَا طَرَجِمَ اِسْ کہ فرعون نے یاد کروں  
 کو البتہ کالوں کا پس تمہارے ہاتھ اور پاؤں تمہارے والا ہے اور البتہ سولی پر کھینچوں  
 گا تم کو اور پرنڈ کھجور کے پھر البتہ جانوں کے تم کو ن ساہم میں سے اسد ہے سب میں اور کوں  
 ہے باقی رہنے والا کہا انہوں نے ہرگز نہ اختیار کریں گے ہم تجھ کو اور اس چیز کے کہ آتی ہے  
 ہمارے پاس دلیلوں سے اور اوپر اس کے کہ پیدا کیا انہوں نے ہم کو پس حکم کر جو کچھ کہ تو کرنے  
 والا ہے ۔ سو اس کے نہیں کہ حکم کرے گا تریج زندگانی دنیا کے یہ سن کر فرعون لعین نے  
 اپنے بادو گردوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو چنانچہ ان بملادوں  
 نے حکم پاتے ہی ان بادو گردوں کے ہاتھ پاؤں مخالف طریق پر کاٹ ڈالے اور سولی پر بھی  
 ان لوگوں کو کھینچا پھر ان کے سروں سے آواز آئی تو فرمایا قَالُوا الْأَصْنِیْرُ إِنَّا إِلَٰهِنَا  
 مُنْقَلِبُونَ إِنَّا نَقْطَعُ أَنْ نَقْطَعُ لَنَا نَبْنَاهُ خَلِیْمَانُ كُنَّا أَذْا الْمُتْرَمِیْنِ  
 ترجمہ : ہمارے کچھ ڈھنیں ہم کو اپنے پروردگار کی طرف سے پھر جانا ہے اور ہم لوگ اس چیز  
 کی امید رکھتے ہیں کہ ہم کو سہارا رب بخشے اور تمام تقصیروں کو درگزر فرمائے اور ہم پہلے قبول  
 کرنے والے ہیں اور موسیٰ کے خدا پر ایمان لانے والے ہیں ۔ پس موسیٰ علیہ السلام اور ان کے  
 بھائی ہارون اپنے مکان پر آئے اور خدا کا شکر بجالائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :  
 وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَتْ رِزْقَهُ دَآصِرًا لِّی الْخِیَوةِ  
 الدُّنْيَا رَبَّنَا لَیْخْلُفُنَّ سِیْدِیْہِہٖ رَبَّنَا طَمَسَتْ عَلَیْ أَمْوَالِہِمْ وَاشْتَدَّ  
 عَلَی قُلُوبِہِمْ فَلَا یُذِیْمُوہِہٖ یَدْرُو الْعَذَابَ اَلَا لَیْہِہٖ قَدْ أَهْمِیْتُ  
 دَعَوْنُکُمْ فَاَسْتَقْبِہٖ اَوْ لَا تَقْبَلْہِ سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لَا یُعْلَمُ حَوْزُہٗ  
 ترجمہ : اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے ہمارے پروردگار تحقیق تو نے یہاں فرعون کو  
 اس کے سرداروں کو آرائش اور مال بیچ زندگانی دنیا کی کے اے پروردگار ہمارے تاکہ وہ  
 گمراہ کریں تیری راہ سے اے پروردگار مٹا دے ان کا مال اور سخت کر ان کے دلوں کو ایمان  
 نہ لادیں جب تک دکھیں وہ دکھ کی مار کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ قبول ہو چکی تمہاری دعا

تم ثابت تھا اور مت چلوراہ ان کی جو انجان ہیں یعنی جلدی مت کرو اور میرے حکم کا انتظار  
 کرو اور چند روز وعدہ ابھی باقی ہے یعنی چالیس برس تک حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے  
 بھائی ہارون برابر فرعون کو دعوت الی اللہ کی دیتے رہے کہ اسے فرعون تو وحدانیت کا اقرار  
 کرو اور خدا پر ایمان لاجو مالک ہے آسمانوں اور زمین کا مگر باوجود بار بار تلقین و ہدایت کے اس  
 ملعون نے نہیں مانا اور اپنا جھوٹا دعویٰ خدائی کرتا رہا اور لوگوں کو ہیکتا رہا، پھر کچھ روز بعد  
 فرعون نے اپنے وزیر ہامان سے کہا تو کہہ دے کہ **وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓهٰٓمَسُّ ابْنِ يٰٓ  
 صٰرِحًا تَقْلَبِیْ اَبْلَغُ الْاَمْتَابِ السَّمٰوٰتِ فَاطْلَعِ اِلٰی اِلٰهِ مُوسٰی وَاِنِّیْ  
 لَا اُظَنُّہٗ کَاِذَا تَرْجَمَ** کہا فرعون نے اے ہامان بنا واسطے میرے ایک محل بلند  
 مینار سے والا تاکہ جا پہنچوں میں آسمانوں کے راستوں پر پس تمھارے ہیکتا ہوں میں موسیٰ کے معبود کی  
 طرف اور تحقیق میں البتہ گمان کرتا ہوں اس کو تھوٹا۔ پس یہ حکم سن کر وزیر ہامان نے اپنے  
 ماتحتوں کو حکم دیا کہ جلد از جلد اینٹیں پختہ بنائی جائیں۔ اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے  
 کہ اینٹ کی ایجاد سب سے پہلے فرعون کے وزیر ہامان نے کی ہے۔ غرضیکہ اینٹیں پختہ تیار  
 ہونا شروع ہو گئیں اور چند روز میں ایک محل بڑے اونچے مینار والا تیار ہونے لگا اور اس  
 مینارہ انتا بلند کیا گیا کہ راج اس پر اینٹیں رکھنے سے قاصر ہو گئے یعنی بلندی کی وجہ سے اینٹیں  
 جمانہ سکتے تھے۔ غرض بہت کچھ مال و زر خرچ کر کے سات برس میں وہ مینار تیار ہوا۔ جب وہ بن کر  
 تیار ہوا ہی تھا کہ خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل نے آکر اس مینار سے پر اپنا پرارا تمام مینار سے  
 کا تینا ناس ہو گیا اور اس مینار سے کے بنانے والوں کو بھی ہلاک کر دیا۔ اور جو لوگ اینٹوں کو پختہ کر رہے  
 تھے وہ بھی اس میں بل کر مارے ہو گئے اور جو مزدور کاربنار ہے تھے ان کو بھی ریزہ ریزہ کر دیا اور  
 پھر انتفاک کے بنا دیا کسی بانی کار کو ان سب زندہ نہ رکھا جب میں برس گزرے تو ایک دن آسیہ خاتون  
 اپنے سر میں گنگھی کر رہی تھیں۔ اتفاق سے گنگھی باقہ سے نیچے گر گئی تب بد دعا کی یا الہی تو فرعون کو  
 غارت کر فرعون نے اس بات کو سن کر آسیہ خاتون سے کہا۔ اے آسیہ شاید تو موسیٰ و ہارون پر ایمان لائی  
 ہے مجھے گفتگو کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ بولیں بیشک آج چالیس برس ہوئے ہیں۔ میں خدا  
 پر ایمان لائی ہوں۔ اتنے دن میں نے چھپا رکھا تھا۔ اب ظاہر کیا ہے۔ یہ سن کر فرعون ملعون نے  
 آسیہ خاتون سے کہا کہ دیکھ تو موسیٰ کا دین چھوڑ دے میں تجھے سونے کا گھر بنا دوں گا۔ وہ بولیں خدا  
 نے میرے واسطے بہشت میں لعل و یاقوت اور جواہر کے مکان بنا رکھے ہیں، میں دنیا میں تیار رہنے



سونے کا گھر نہیں چاہتی ہوں۔ یہ سن کر اس کا غصہ بڑھ گیا اور وہ ملعون کہنے لگا کہ آسیہ میں تجھے  
 سخت عذاب ہیں ڈالوں گا۔ آسیہ خاتون نے یہ سن کر اس کو جواب دیا کہ جو تیرے جی میں آوے سو  
 کر ڈال میں تو ہرگز حضرت موسیٰ کے دین کو نہ چھوڑوں گی پھر اس کے بعد فیور ہو کر اس ملعون نے  
 حکم کیا کہ اس کے بدن سے کپڑے اتار کر زمین پر رکھا کر چاروں ہاتھ پاؤں میں اس کے لوہے کی  
 میخیں ٹھونک دیں۔ جلا دوں نے اس کے کہنے کے مطابق عمل کیا جب ان میخوں سے ان کے  
 جگر میں درد پہنچا تب انہوں نے درد کی پریشانی کے عالم میں رو بسوئے آسمان کر کے کہا۔ اے  
 خدایہ فرعون تجھے سخت ایذا دے رہا ہے تاکہ میں موسیٰ کے دن سے چھرباؤں اور تجھے یہ بھی لالچ  
 دے رہا ہے کہ تجھے سونے کا گھر بنا دوں گا۔ اور یہ چیزیں میں نہیں چاہتی ہوں بس تو مجھے اس  
 عذاب ایذا سے نجات دے۔ پھر فرعون نے آسیہ خاتون سے کہا کہ تو موسیٰ کے دین کو چھوڑ دے  
 تو میں تجھ کو عذاب و ایذا نہ دوں گا۔ وہ بولیں اے فرعون تجھ کو میرے بدن سے کام ہے میرے دل  
 سے کیا تعلق تو جو چاہے میرے ساتھ کر یہ سن کر اس کے بعد فرعون شقی القلب وہاں سے الگ  
 ہو گیا۔ ایک شخص بصورت موسیٰ آکر کہنے لگا اے آسیہ خاتون اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیرے  
 واسطے ساتوں آسمانوں کے دروازے کھولے ہیں اور تمام فرشتے اس وقت تجھ کو دیکھتے ہیں تو  
 اس وقت کچھ حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگ تیری فرمائش ضرور پوری ہو جاوے گی تب وہ بولی  
 قَوْلَ تَعَالَىٰ ۚ اِذَا قُلْتُ رَبِّ ۙ اٰبْنِ لِیْ مِنْکَ بَنٰتًۢمَآ اِلَیَّ الْجَنَّةُ وَ یَحِیِّیْ مِنْ فِرْعَوْنَ  
 وَ عَیْلَہٗ وَ یَحِیِّیْ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ ۝ ترجمہ بولی فرعون کی بیوی اے رب بنا واسطے  
 میرے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں اور بچا نکال تجھ کو ظالم لوگوں سے منقول ہے کہ حضرت آسیہ  
 خاتون رضی اللہ عنہا پہلے فرعون کے گھر میں آتے ہی یہ بولی تھیں کہ یا الہی تو ہی میرا مقصود ہے اور  
 تجھی کو میں معبود سمجھتی ہوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسیہ خاتون شروع ہی سے خدا پرست اور  
 وحدانیت کی قائل تھیں اور جب وہ فرعون ملعون کے گھر میں داخل ہوئیں تو بہت بڑے مصائب  
 و ایذا اس مبتلا ہوئیں۔ مگر نیک فرعون ملعون نے آسیہ خاتون سے بار بار کہا کہ تو موسیٰ کے خدا کو بھول  
 اور اس کے دین کو چھوڑ دے اور تجھ کو خدا مان لے جیسا کہ اور لوگ مانتے ہیں اور نہ میں تجھ کو  
 طرح طرح کی ایذا اور تکالیف دیتا رہوں گا۔ یہ سن کر آسیہ خاتون بولیں اے فرعون تجھ سے  
 میں نہیں ڈرتی خدا میرا حافظ و ناصر ہے۔ پھر ملعون نے طیش میں آکر حکم کیا کہ اس کو شکنجہ آہن میں ڈالا  
 جائے چنانچہ جلا دوں نے فرعون کے حکم کی تعمیل کی اس وقت اللہ تعالیٰ نے انکی آنکھوں سے

حج اسب اٹھایا اور گھر پہنچتے ہیں دکھلا دیا۔ ان کا خیال بھی بہشت کی طرف رہا اور فرعون ملعون کا مذاق  
 ان کو کچھ بھی معلوم نہیں ہوا۔ مردی سے کہ فرشتے نے ایک سبب لاکر بہشت سے ان کے ہاتھ میں  
 دیا اس میں ہی ان کی جان قبض ہو گئی۔ تغیروں میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کو آسیہ خاتون نے  
 پالا تھا فرعون کے گھر میں اور ان کی مددگار بھی وہی تھیں۔ ایمان کو ظاہر کرنے کی وجہ سے فرعون  
 ملعون نے انکو مار ڈالا اس وجہ سے وہ شہید ہو گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی  
 ہارون علیہ السلام فرعون کو چالیس برس تک دعوت خدا پہنچاتے رہے۔ لیکن وہ مردودِ حقیقی تھا  
 پر ایمان نہ لایا۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مار ڈالنے کا بھی خیال کیا اور کہا چنانچہ فرمایا  
 اللہ تعالیٰ نے وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ وَلْيَدْعُ عِبَادِي ۖ إِنِّي خَشِيتُ أَن يَدْعِيَ إِلَىٰ دِينِكُمْ ۖ إِذْ أَنَا ظَهِيرٌ لَّكُمْ فِي الْأَرْضِ نَحْنُ الْفُتَادُ ترجمہ اور بول فرعون اپنے  
 ارکانِ دولت سے کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ میں ارڈالوں موسیٰ کو اور میں اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ  
 اپنے رب کو نہ پکارے اور میں یہ بھی ڈرتا ہوں کہ تمہارے دین کو بگاڑ دے اور ملک میں فساد پرا  
 کر دے اس وجہ سے میں ہر وقت سوچتا رہتا ہوں اور فرعون نے موسیٰ کو یہ جواب دیا کہ میں  
 پناہ سے چکا ہوں اے موسیٰ تمہارے بھائی اور جس وقت فرعون نے اپنے لوگوں سے یہ بات  
 کہی کہ مجھے تم لوگ چھوڑو کہ میں موسیٰ کو مار ڈالوں اس وقت کوئی مومن وہاں پر موجود نہ تھا مگر  
 ایک بڑھئی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو ایک مند و فحش بنا کر دے گیا تھا جس صندوقچہ میں  
 رکھ کر حضرت موسیٰ کو دیا۔ اُسے نیل میں ڈالا تھا وہ وہاں حاضر تھا اور نام اس کا حرقیل تھا اس نے  
 کہا اے فرعون! حضرت موسیٰ رسولِ خدا برحق ہے تم اس کو نہیں مار سکو گے۔ بہتر یہ ہے کہ تم  
 ان پر ایمان لے آؤ اور جو دین اسلام لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام آتے ہیں اس کو قبول کر لو  
 یہ کہہ کر وہ پہلا گیا۔ فرعون اس کا کچھ بھی نہ کر سکا۔ اس کے بعد فرعون ملعون کے لوگوں میں سے  
 ایک شخص ایسا نکلا تھا۔ اس نے کہا یہی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَقُولُ إِنِّي  
 أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ۚ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ۚ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ  
 مِنْ بَعْدِهِمْ وَمَا اللَّهُ يُدْرِئُ ظُلُمًا لِّلْعِبَادِ ۚ وَيَقُولُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ  
 يَوْمَ التَّنَادِ ۚ يَوْمَ تَوَلَّوْا مِنْ بَدِينِ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ ترجمہ اے کہ اس شخص نے کہا کہ ایمان لایا تھا اے قوم میری تحقیق میں ڈرتا ہوں کہ اُسے تم  
 پر دن ان قوموں کی مانند جیسی مصیبت آپڑی قوم نوح پر اور قوم عاد پر اور قوم ثمود پر اور ان



کے پیچھے جو ہووے اور نہیں ارادہ کرتا اللہ تعالیٰ ظلم کا واسطے بندوں اپنوں کے اور اسے  
 قوم میری تحقیق میں ڈرتا ہوں اس پکارنے والے دن سے کہ اس دن پھر باوے گا اپنی پیٹھ موڑ  
 کر اور نہیں ہوگا کوئی بھی بچانے والا اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ  
 کیا کہ نکل جاؤں فرعون ملعون کے مکان سے اور اصر فرعون کی قوم قبطیوں نے قصد کیا کہ حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام کو مار ڈالیں۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو شیر فرعون ملعون کے محل کے دروازے  
 پر بندھے ہوئے تھے وہ سب چھوٹ گئے اور ان مارنے والے قبطیوں کو پھاڑ کھایا اور جو باقی  
 رہے تو انہوں نے فرعون ملعون کو خبر پہنچائی پھر جو لوگ فرعون کے نزدیک تھے وہ کہنے لگے  
 قَوْلَ تَعَالٰی . وَ قَالَ الْعَلَمَاءُ مِنْ قَوْمٍ فِیْ عَذَابٍ اَتَتْهُمْ مُّوسٰی وَ قَوْمُهُ لَیْسَ فِیْ  
 الْعَمَلِ مِنْ وَبِیْءٍ رَّکٍ وَ الْهَمَّتْکَ ؕ قَالَ سَقَطْتُ اَبْنَاءَهُمْ وَ کَسَتْحٰی نِسَاءَهُمْ وَ اَنَا  
 فَوْقَهُمْ قَهْرٌ وَ نَ ؕ ترجمہ اور کہا سرداروں نے قوم فرعون کے کہ کیا چھوڑ دیتا ہے تو موسیٰ  
 کو اور اس کی قوم کو کہ فساد پھیلا دیں ملک میں اور موقوف کرے تجھ کو اور تیرے بتوں کو یہ سن  
 کر فرعون نے کہا اچھا اب ہم ان قوموں کے بیٹوں کو ماریں گے اور زندہ رکھیں گے انکی عورتوں  
 کو اور ہم ان پر زور آوریں۔ بس فوراً ملعون نے اپنا حکم جاری کیا کہ بنی اسرائیل کے جتنے بیٹے  
 ہیں ان سب کو مار ڈالو اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رکھو اور آئندہ سے ہم بہتری نہ کرے اور  
 ان کو یہ بھی بتا دو کہ دیکھو ہم قابریں مقبورہ نہیں ہیں کہو کہ ہم جبار ہیں مجبور نہیں اور ہم سب دولت  
 والے ہیں مفلس و فلاں نہیں ہیں ہم لوگوں سے مقابلہ کریں کوئی کیونکر کرے گا ان باتوں کو بنی  
 اسرائیل نے سن کر کہا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام اگر آپ آئے تو اتنا عذاب فرعون ہم پر نہ کرتا  
 اب قوم قبلی اور فرعون پہلے سے زیادہ عذاب کرنے لگے ہیں اور ہم پر تیری سختی آ پڑی ہے مگر  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا قَوْلَ تَعَالٰی . قَالَ مُّوسٰی لِقَوْمِیْهِ اسْتَعِیْزُوا  
 بِاٰلٰہِہِ وَ اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُحْیِیْہَا مِیْتَہَا مِنْ تَشَآءٍ مِنْ عِبَادٍ ۙ وَ الْعَاقِبَةُ  
 لِلْمُتَّقِیْنَ ؕ قَالُوْۤا اُدْعِیْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلٰتِنَا ۙ وَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۙ قَالَ اَعٰی  
 رَ یَکُمْ اَنْ یَّہْدِیَکُمْ عَنْ دَکُمْ وَ یَسْخَلَ فِکُمْ فِی الْاَرْضِ فِیَنْظُرَ کَیْفَ  
 تَعْمَلُوْنَ ؕ ترجمہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنی قوم کو کہ تم لوگ اپنے اللہ تعالیٰ سے  
 مدد مانگو اور پھر ثابت قدم رہو تحقیق زمین ہے اللہ تعالیٰ کی جس کو وہ چاہتا ہے اس کا  
 وارث بناتا ہے اپنے بندوں میں سے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں

کو کامیابی ہوگی وہ بڑے ہم پر سخت تکلیف رہی تیرے آنے سے پہلے اور جب تو آچکا ہے  
 تو بھی تکلیف پہنچ رہی کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ وہ وقت بالکل قریب آچکا ہے کہ تمہارا  
 رب اس قوم کو ہلاک کرے گا یعنی تمہارے دشمن کو نیت و نابود کرے گا اور پھر تم کو اس زمین  
 پر وراثت بنا کر خلیفہ بنائے گا پھر دیکھتے ہیں کہ تم لوگ کیا کرتے ہو۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 ہر سال فرعون کی قوم کو ایک ایک نشانی دکھاتے گئے اور خدا کے عذاب سے بھی ڈراتے  
 رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۖ وَتَرَاهُ  
 بِمُوسَىٰ كُنُو تَوَاضَعًا ۚ وَأَنبَاؤُهَا ظَاهِرَةٌ ۖ وَأَوَّلُهَا كَذِبُ ۚ وَأَوَّلُهَا كَذِبُ ۚ وَأَوَّلُهَا كَذِبُ ۚ  
 کو ڈراتے تھے وہ کہتے تھے اے موسیٰ اگر تو اس عذاب سے ہم کو بچالے گا تو ہم تجھ پر ایمان لے آویں  
 گے چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے خداوند قدوس سے دعا کرتے تو عذاب ٹل جاتا اور  
 جب کافر یہ دیکھتے کہ عذاب آیا ہوا ہم سے ٹل گیا ہے تو وہ پھر ایمان لانے سے منکر ہو جاتے  
 اور ایمان نہ لاتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ نَعَجَ آلُ هَارُونَ إِذْ قَالَ لَهُمْ  
 هَارُونُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ إِنِّي أَخَافُ الْكَافِرِينَ ۚ قَالُوا يَسْتَغِيثُ ۖ ذَرْوَهُ إِنَّا فِي عَذَابٍ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ  
 إِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ ۖ فَسَمِعُوا مِنَّا هَٰذَا قَالُوا ۖ وَتَرَاهُمْ يَرْجُفُونَ ۚ وَتَرَاهُمْ يَرْجُفُونَ ۚ  
 موسیٰ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا کہ سکھا رکھا ہے تجھ کو تیرے رب نے اگر تو اٹھاؤ  
 ہم سے یہ عذاب بے شک ہم تم کو ضرور مانیں گے اور پھر رخصت بھی کر دیں گے تیرے ساتھ  
 قوم بنی اسرائیل کو پھر جب اٹھا لیا ہم نے ان سے عذاب ایک وعدے تک جو ان کو پہنچا تھا  
 پھر وہ اپنے وعدے سے منکر ہو جاتے تھے اور ایمان نہیں لاتے تھے اور کہتے تھے ہم ہر  
 گز ایمان نہ لائیں گے اور اسی طرح عہد شکنی کرتے رہیں گے اور ہم ان کو نشانیاں بھی بڑی سے  
 بڑی دکھاتے تھے چنانچہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔ وَمَا تَرْجِيهِمْ مِنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ  
 أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا ۚ وَأَخَذْنَاهُمْ بِالْعُنَا ۚ إِنَّا تَجَوَّزُونَ ۚ قَالُوا يَا أَيُّهَا النَّاسُ  
 حِذِّرُوا ۚ تَرَجُّمُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ دُحْرُوجًا ۚ وَتَرَاهُمْ يَرْجُفُونَ ۚ وَتَرَاهُمْ يَرْجُفُونَ ۚ  
 لیکن بد بخت ایمان نہ لائے اور پکڑا ہم نے ان کو عذاب میں شاید وہ باز آجائیں شرک سے اور  
 کہنے لگے موسیٰ کو اے جادوگر پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا کہ سکھا رکھا ہے تجھ کو  
 تیرے رب نے ہم ضرور ایمان لاویں گے پھر جب اٹھا لی ہم نے ان پر سے تکلیف تب ہی وہ



اپنے دھرم سے توڑ ڈالتے تھے اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی نشانیاں دکھائیں اور ان کو ہرج سے ڈراتے رہے لیکن اس قوم نے برابر ایمان سے انکار ہی کیا۔ سب سے پہلی نشانیاں قحط سالی کی ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ لَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَ نَقْصِ الْمَاءِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ترجمہ اور پھر اہم نے فرعون والوں کو قحطوں اور میوؤں کے نقصان میں شاید کہ کچھ نصیحت پکڑیں۔ پس غضب الہی تین برس میں رہا۔ اور پھر مصر میں کچھ بھی نہ اُغت اور میوے پیدا نہیں ہوئے مگر بھوک اور پیاس کے لوگوں نے فرعون کے آگے گریہ و زاری کی قوم کی گریہ زاری دیکھ کر اس ملعون نے ستر زار مہانوں کو مراٹے بنا کر کھانا کھلا۔ آخر پھر وہ تمام غلہ ختم ہو گیا اور قحط یہ ستر جاری رہا۔ اور قحط سے لوگ سخت پریشان ہوئے اور بے اختیار ہو کر کہنے لگے اے فرعون جو ہم پر قحط آپڑا ہے یہ سب حضرت موسیٰ کی بددعا سے ہے یہ سن کر فرعون بولا کہ تم سب موسیٰ کے پاس جاؤ اور پھر اس سے کہو کہ اے موسیٰ یہ قحط کا عذاب تمہارا خدا ہم پر اٹھائے تو ہم سب تیرے خدا پر ایمان لے آویں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى فَإِذَا جَاءَهُمْ الْحُسْنَىٰ قَالُوا إِنَّا هُمُ الْمُتَّبِعُونَ وَأَن تَصْبَهُمْ سَبِيحَةٌ يَقْصِرُونَ أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ فِرْعَوْنَ تَتَّبِعُونَ إِذْ يَأْمُرُ بِكَ أَنْ تَعْبُدَ لَهُ أَنْتَ وَتَصْرَفُ الْمَالُ سَلَفًا قَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَخْلُفُكَ عَلَى الْمَرْكَةِ وَكُنْتَ مُخَبِّرًا قَالُوا لَا وَكُنْتَ تُدْعَىٰ عَلَيْهِ فَيَقُولُ سَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَسَأُثَبِّتُ لَكُمْ صَوْلَاتَكُمْ فَاصْبِرُوا لِلْأَمْرِ الَّذِي أَنْتُمْ لَازِمُونَ قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ فِيكَ تَتَّبِعُونَ قَالُوا لَوْ لَمْ يَأْمُرْ بِكَ رَبُّكَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَتَذَكِّرَهُمْ بِالْيَوْمِ الْآخِرِ لَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ قَالُوا لَوْ لَمْ يَأْمُرْ بِكَ رَبُّكَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَتَذَكِّرَهُمْ بِالْيَوْمِ الْآخِرِ لَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ قَالُوا لَوْ لَمْ يَأْمُرْ بِكَ رَبُّكَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَتَذَكِّرَهُمْ بِالْيَوْمِ الْآخِرِ لَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ

ترجمہ پس جب پہنچی ان کو بھلائی کہنے لگے یہ ہمارے واسطے اور اگر پہنچی ان کو برائی تو توڑتی بتاتے موسیٰ کو اور ان کے ساتھ والوں کو۔ آخر قوم فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جا کر مکہ فریب سے رو رو کر کہنے لگیں۔ اے موسیٰ اپنے خدا سے کہو کہ یہ قبریم پر سے دور کرے تب ہم سب ایمان لادیں گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ نے اپنے خدا سے دعا کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے وہ قحط جاتا رہا لیکن پھر بھی وہ مردود ایمان نہ لائے اور کہنے لگے اے موسیٰ علیہ السلام جو تو لاوے گا ہمارے پاس اپنی کوئی نشانی کہ اس سے تو ہم کو جاو کرے تو ہم تجھ پر ایمان نہیں لادیں گے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعائیں جن کی وجہ سے ان پر ستر ہزار مہانوں پر نازل ہوئیں قَوْلُهُ تَعَالَى فَإِذَا جَاءَهُمْ الْحُسْنَىٰ قَالُوا إِنَّا هُمُ الْمُتَّبِعُونَ وَأَن تَصْبَهُمْ سَبِيحَةٌ يَقْصِرُونَ أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ فِرْعَوْنَ تَتَّبِعُونَ إِذْ يَأْمُرُ بِكَ أَنْ تَعْبُدَ لَهُ أَنْتَ وَتَصْرَفُ الْمَالُ سَلَفًا قَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَخْلُفُكَ عَلَى الْمَرْكَةِ وَكُنْتَ مُخَبِّرًا قَالُوا لَا وَكُنْتَ تُدْعَىٰ عَلَيْهِ فَيَقُولُ سَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَسَأُثَبِّتُ لَكُمْ صَوْلَاتَكُمْ فَاصْبِرُوا لِلْأَمْرِ الَّذِي أَنْتُمْ لَازِمُونَ قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ فِيكَ تَتَّبِعُونَ قَالُوا لَوْ لَمْ يَأْمُرْ بِكَ رَبُّكَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَتَذَكِّرَهُمْ بِالْيَوْمِ الْآخِرِ لَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ قَالُوا لَوْ لَمْ يَأْمُرْ بِكَ رَبُّكَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَتَذَكِّرَهُمْ بِالْيَوْمِ الْآخِرِ لَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ قَالُوا لَوْ لَمْ يَأْمُرْ بِكَ رَبُّكَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَتَذَكِّرَهُمْ بِالْيَوْمِ الْآخِرِ لَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ

جو میں اور مینڈک اور لہو، دیکھو کتنی نشانیاں عبادہ، پھر ٹکرتے رہے اور درحقیقت وہ لوگ تھے گمراہ لغیر میں یوں لکھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چالیس برس فرعون

سے متدار رہا اس بات پر کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن مالوف کو جانے دے لیکن اس نے مانا اور  
برابر ادھر ادھر کی جیلہ سازیاں کرتا رہا۔ مجبوراً حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے  
یہ دعائیں کیں جس کی وجہ سے یہ بلائیں ان پر آتی رہیں۔ یعنی دریا نے نیل بہت چڑھ گیا۔ کھیت اور  
باغ اور گھر بہت تلف ہو گئے اور مڈیاں سبزی کھا گئیں اور پھر آدمیوں کے کپڑوں میں جوئیں کثرت  
سے پڑ گئیں، اسی طرح ہر چیز میں مینڈک پھیل گئے اور تمام پانی ٹون بن گیا۔ لیکن ان سرکش کافروں  
نے پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول تسلیم نہ کیا اور برابر ان کا  
ہی کرتے رہے۔ پہلا عذاب ان پر طوفان کا نازل کیا گیا تو اس وقت لوگوں نے کہا اے موسیٰ اس  
بلا سے اپنے رب سے دعا کر تاکہ ہم کو اس سے نجات ملے اور پھر ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تجھ  
پر ایمان لے آئیں گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ نے اپنے رب سے التجا کی، اس سے وہ الو فانی،  
عذاب جاتا رہا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے سبزی اور ذراعت بہت پیدا کی۔ تب حضرت موسیٰ  
علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ تم لوگ ایمان لے آؤ اور اپنا وعدہ پورا کرو۔ انہوں نے کہا ہم  
تم کو برا گنہگار رسول نہ مانیں گے کیونکہ یہ ذراعت ہر سال ہمارا بہت ہم کو دیتا ہے یہ پیداوار کوئی  
تمہاری دعا سے نہیں ہے پھر یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خدا سے اس ظالم قوم سے  
واسطے بددعا کی تو پھر اللہ تعالیٰ نے مڈیاں بہت کثیر تعداد میں بھیج دیں جو اعلیٰ تر و تازہ ذراعت  
لو کھا گئیں۔ پھر کافروں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اے موسیٰ اگر تم ہم سے ان مڈیوں کا عذاب  
دبلا سے نجات اپنے خدا سے دلو اور گے تو پھر ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔ اس ظالم قوم کی  
باتیں سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر اپنے خدا سے دعا کی۔ چنانچہ ان پر سے وہ مڈیوں کا  
عذاب جاتا رہا۔ پھر اس ظالم قوم نے اگر حضرت موسیٰ سے کہا کہ یہ مڈیوں کا عذاب تمہاری شومی سے  
آیا تھا اور ہم تو تم پر یقین نہیں لاتے اور نہ ہم تمہارے خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر حضرت موسیٰ  
علیہ السلام نے اپنے خدا سے اس ظالم قوم کے واسطے بددعا کی۔ اور اس کے نتیجے میں اس قوم  
پر سوؤں کا عذاب آیا اور ہر شخص کے کپڑوں میں بہت کثرت سے جوئیں پڑ گئیں اور سخت پریشانی  
میں مبتلا ہو گئے پھر حضرت کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی کہ ہمارے بدن اور کپڑوں میں  
بہت کثرت سے جوئیں پڑ گئی ہیں وہ ہمارے جسموں کو کھا رہی ہیں۔ ہم لوگ سخت پریشان ہیں  
آپ اپنے خدا سے ہمارے لیے اس عذاب سے نجات دلانے کی درخواست کیجیے تو پھر ہم لوگ  
آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے کہنے سے پھر اپنے رب سے دعا



اس دعا کی برکت سے ان پر آئی ہوئی یہ بلائیں جاتی رہیں۔ پھر ان کافروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے موسیٰ یہ سارا کھیل تیرے جادو کا ہے ہم تجھ کو ہرگز نہ مانیں گے تو بڑا جادو کرے۔ قَالُوا اَصْحٰہٗ اٰتٰیہٖم مِّنْ اٰیۃٍ لِّتَسْمَعُنَا یٰہٰٓ اَکٰفٰہٗمُ لَکَ۔ جَمُوۤمِنٰیۙنَ ۙ ترجمہ اور کہنے لگے کافر اے موسیٰ جو تو لاوے گا ہمارے پاس نشانی کہ اسی سے ہم کو جادو کرے سو ہم تجھ کو نہ مانیں گے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے بددعا کی جس کی وجہ سے بینڈک بٹیاں پیدا ہو گئے کہ کوئی بلکہ ان کافروں کے چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے کی خالی نذر ہی تمام بینڈکوں سے بھر گئی چنانچہ وہ پلید اس عذاب میں گرفتار ہوئے اور سخت عاجز آ گئے اگر وہ ایک بینڈک کو درتے تو بے شمار ہر پیدا ہو جاتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر سخت پریشانی کی وجہ سے لوگوں نے فرعون ملعون سے جا کر کہا۔ ہم لوگ اس شدید عذاب سے تنگ آ گئے ہیں اور کسی طرح برداشت نہیں کر سکتے اور کہنے لگے کہ ہم سب موسیٰ علیہ السلام سے سخت عاجز آ گئے ہیں وہ ہم کو ہر سبقت ایک نہ ایک بلا میں ضرور ڈالائے۔ فرعون بولا تم مت ڈرو یہ تو اس کے جادو کے کھیل ہیں بلکہ تم پھر اسی سے جا کر کہو کہ اے موسیٰ علیہ السلام جب ہم تم کو مانیں گے کہ اب کی دفعہ اس بلا سے ہم کو نجات دلا دو تب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جا کر التجائی۔ پھر یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خدا سے دعا کی خدا کے حکم سے جتنے بینڈک تھے سب کے سب ختم ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اب تم ایمان لے آؤ خدا پر آخر کار انہوں نے انکار کیا، اور نہ مانا، جہنم کی راہ لی۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خدا سے مناجات کی۔ تو پھر ان مردودوں منکروں کے پینے کا پانی دریا، ندی سب لہو بن گئے۔ اور جب قوم بنی اسرائیل اس کو پیتی تو صاف پوتا اور اگر قوم فرعون اسی پانی کو پیتی تو وہ خون بن جاتا پھر عاجز ہو کر فرعون سے کہنے لگے کہ اب تو ہم سخت عاجز آ گئے ہیں کہ ہر بلکہ کا پانی لہو بن گیا ہے۔ اور کسی بلکہ کا پانی پی نہیں سکتے۔ یہ سن کر فرعون ملعون کہنے لگا کہ سب بحر سازی موسیٰ کی ہے۔ لہذا پھر تم اس سے جا کر کہو کہ اے موسیٰ اب کی دفعہ تو اور نجات دلا دو ہم لوگ ضرور تیرا دین قبول کریں گے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی قوم کے کہنے سے خدا تعالیٰ سے دعا کی۔ خدا کے حکم سے وہ ندی نالے دریا جو خون بن گئے تھے وہ سب پانی بن گئے۔ اور پھر اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے ہر بلا واجب ان کافروں پر نازل ہوتی تھی تب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جا کر تضرع و زاری اور جلیلہ عذر کر کے ایمان لانے کا وعدہ دے کر اپنے سر سے جادو کر دیا۔

تھے درجب وہ بلان کے مہر سے مل جاتی تو پھر منکر ہو جاتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔  
 وَلَقَدْ اتَّعَىٰ عَلَيْهِمُ الرِّجْزَ فَلَا يَنْجُوْنَ دُعَانَا لَمْ تَنْجُمْسِ جِبَّ اَنْ يُّرْتَابَانَ مِنْ عَذَابِ رَبِّكَ لِيَتْلُو  
 اے موسیٰ بیکار اپنے رب کو ہمارے واسطے حیا کہ اس نے تجھ کو سکھا رکھا ہے اگر تو نے یہ عذاب  
 ہم سے اٹھا دیا تو بے شک ہم تجھ کو مائیں گے اور رحمت کریں گے قوم بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ  
 چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر اٹھایا ہم نے ان سے عذاب ایک وعدے تک کہ ان کو پہنچتا  
 تھا۔ تب ہی وہ منکر ہو جاتے اور برگزایان نہ لاتے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون  
 نے اپنے خدا سے بد دعا کی اسے رب تو نے ہی دی یہ فرعون کو اور اس کے سرداروں کو زمین  
 مال و دنیا کی اور وہ اپنی زندگی میں لوگوں کو تیری راہ سے بہکاتے ہیں۔ اے اللہ تو ان لوگوں کا  
 سب مال و دولت ان سے مٹا دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ اَللّٰهُمَّ  
 عَلَىٰ اَهْلِ الْاِيْمَانِ وَاسْتَدْعَىٰ قُلْدُ رِجْزَهُمْ فَلَا يَنْجُوْنَ دُعَانَا لَمْ تَنْجُمْسِ جِبَّ اَنْ يُّرْتَابَانَ مِنْ عَذَابِ رَبِّكَ لِيَتْلُو  
 موسیٰ نے کہا اے رب مٹا دے ان کے مال اور سخت کر ان کے دلوں کو کہ اب وہ ایمان نہ  
 لائیں جب تک کہ دیکھیں دردناک عذاب کو پس اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قَالِ ۙ  
 اُجْبِلْتُ دَعْوَتَكُمْ فَاَسْتَقِيمَا وَلَا تَشْعَبَنَّ مَنِئِيَّ الَّذِيْنَ لَا يَفْلَحُونَ ترجمہ: فرمایا اللہ تعالیٰ  
 نے قبول ہو چکی دعا تمہاری اے موسیٰ اور ہارون تم دونوں ثابت قدم رہو اور صبر چلو ان کی راہ جو انجان  
 ہیں۔ پس خدا کے حکم سے فرعون اور اسکی قوم کا مال و متاع ورم و دنیا اور میوے سب پھتر ہو گئے  
 یہاں تک کہ جو خیریاں انڈے دیتیں زمین پر گر گئے ہی سنگ ہو جاتے یہ دیکھ کر فرعون کی قوم نے  
 پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جا کر التجا کی کہ اے موسیٰ علیہ السلام یہ جو چیزیں پھتر ہو گئیں ہیں اگر  
 تیری دعا سے یہ اپنی اصلی حالت پر آجائیں تو ہم سب تیرا دین ضرور قبول کر لیں گے۔ حضرت موسیٰ  
 نے یہ عاجزانہ التجا سنی اور کہنے لگے اے لوگو! میں تمہارے کہنے سے پھر اپنے خدا سے دعا کرتا  
 ہوں۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ وہ تمام چیزیں عینک جائیں گی۔ چنانچہ یہ کہتے حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 جگہ سے گھر پڑے اور اپنے پروردگار سے پر خلوص التجا کرنے لگے اس التجا سے اللہ تعالیٰ  
 نے ان چیزوں کو جو پھتر کی بن چکی تھیں پھر ان کو اصلی حالت پر کر دیا یہ ٹھیک ہوتے ہی پھر فرعون  
 کی قوم فرار ہوئی حضرت موسیٰ کی نبوت سے منکر ہو گئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو با دو گھر چھایا  
 باوجود ان فطامات کے اول، عصا، دو سرا یہ بیضیا، میرا طرفان، چو تھا قحط، پانچواں ٹڈی، چھٹا برہن  
 ساتواں مینڈک، آٹھواں ہور، ناناواں طمس، پھر بھی کفار حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔ آخر



وحی نازل ہوئی اسے موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر رات کو مصر سے نکل کر لب وریا جبار ہو  
اور اس طرح جبار ہو کہ اہل مصر کو ہتھار سے جانے کی خبر نہ ہو۔ میں تم کو دریا کے پار کروں گا۔ فرعون  
ملعون کو اور اس کی ساری قوم کو دریا میں ڈلو دوں گا۔ تب تم اور ہتھاری قوم اس کے شر سے نجات  
پاؤ گے۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: **ذَٰلِكُمْ بِمَا آتٰی مُوسٰی اَنْ اَسْرِ لِعِبَادِیْ ۚ ذَٰلِكُمْ سَيُّئُوْنَ**  
خزیمیں۔ اور حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو کہ رات کو لے کر نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارے  
پیچھے لگے گا فرعون معا اپنے تمام لشکر کے اور ہم ان کو غرق کرنے والے ہیں اور تم کو دریا کے  
پار تار دیں گے تم کس کا خیال مت کرو۔

## فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ

تواریخ کے مطابق حسب الحکم خداوندی دوسرے دن قوم بنی اسرائیل نے فرعون کے پاس  
جا کے جو جو ضروریاتی لوازمات سونے اور چاندی کیڑے اور زیور جو ان کو درکار تھا عاریتاً مانگا۔ اور  
فرعون نے خوش ہو کر ان کو حکم کیا کہ جو کچھ تم کو چاہیے سو وہ بخوشی ہمارے سرکاری خزانے سے  
بے تکلف لے لو۔ یہ سن کر قوم بنی اسرائیل نے فرعون کے حکم پانے سے شاہی خزانہ سے جا کر سونے  
اور چاندی، لعل و جواہر کے زیورات اور جو کچھ ان کو مطلوب و مقصود تھا لے لیا اور وزیر ہامان  
اور دیگر قبیلوں کے گھر جا کر بھی کچھ ضروریات کے سامان لے لیے اور قبیلوں نے بھی ان کو دینے  
میں کوئی تردد نہ کیا۔ کیونکہ ہر سال بنی اسرائیل ان سب سے زیورات عاریتہ مانگ کر نماز پڑھتے  
کے لیے عید کے دن میدان کی طرف نکل جاتے تھے۔ اس لیے آج بھی سونے اور چاندی کے  
اسباب دینے میں ان پر کچھ گمان فرار نہ کیا۔ اور بے تکلف دے دیا۔ بعض تواریخ کے حوالہ سے  
معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت شمار میں بنی اسرائیل چھ لاکھ مرد عاقل اور بالغ سوائے عورت  
اور لڑکے تھے۔ سب کے سب کمر باندھ کر مصر سے نکل جانے کو تیار ہوئے۔ خدا کی مرضی سے  
ایسا ہی ہوا کہ اسی دن شہر میں وبا پڑی کہ ہر ایک قبیلے کے گھر میں ایک ایک بڑا بیٹا مر گیا اور وہ لوگ  
اپنے اپنے غم میں رونے لگے۔ جب رات ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام معا اپنے تمام لشکر  
کے مصر سے اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو مقدم لشکر کر کے قوم بنی اسرائیل کو جماعت جماعت  
بناکر پیچھے روانہ کیا اور پھر آخر میں آپ بھی روانہ ہو گئے اور دریا نیل کے کنارے ایک بڑے  
میدان میں جا پہنچے اور وہ تاریخ زبیر محرام الحرام کی تھی جب سحر ہوئی تو فرعون کو خبر ہوئی کہ حضرت

موسیٰ اور تمام قوم بنی اسرائیل مل کر تہارال مال و متاع اور سونا چاندی وغیرہ لے کر شب گزشتہ صبح  
 سے نکل کر کہیں بھاگ گئے فرعون بولا تم جاؤ اور ان کا پیچھا کرو پھر کر سب کو مار ڈالو۔ اتنا مال و  
 اسباب تہارا اور ہمارا دعا سے لے کر بھاگ گئے یہ جز تمام شہر میں اور اپنے تمام سپہ سالاروں کو  
 بھیجی اور نثارہ کو سرحلت کا مارا چونکہ اس کی آواز بہت بلند تھی اس لیے آواز سن کر تمام سپہ و لشکر  
 چاروں طرف سے شام کے وقت دو شبہ کے دن فرعون کے دروازے پر حاضر ہو گئے اس وقت  
 ایک سو امیر سردار لشکر و فوج کے تھے اور ہر ایک سردار کے ہمراہ سو مرد جنگی رہتے تھے اور فرعون  
 نے اپنے ہمراہ سات لاکھ غلام سیاہ پوش لے کر اور خود بھی سیاہ لباس پہن کر گھوڑے پر سوار  
 وزیر مان کو مقدم لشکر کر کے حضرت موسیٰ کا پیچھا کیا اور دریا نے تیل کے کنارے بڑے میدان  
 میں بنی اسرائیل کو دیکھا چونکہ وہ لوگ تین دن اسی میدان میں ٹھہرے رہے اور بنی اسرائیل کی قوم  
 نے جب فرعون کی قوم کا شہمت اور دبدبہ دیکھا تو وہ خوف سے کہنے لگے کہ شاید اب کہ فرعون  
 اور اس کی قوم کپڑے لگی اور اتنے بڑے لشکر سے ہم مقابلہ نہ کر سکیں گے کیونکہ فرعون کی فوج  
 بہت ہے اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قَوْلَ تَعَالٰی: فَلَمَّا تَرَاۤءِ الْجُمْهُورَ قَالَ  
 اٰخِیُّ مُوسٰی اِنَّا لَمُلِّدُکُوۡنَ ۙ اِیۡسَیٰ جب مقابل ہوئیں دونوں فوجیں کہنے لگے موسیٰ کے  
 لوگ ہم تو کپڑے لگے، کہا موسیٰ نے کہ کیوں گھبراتے ہو اے میرے ساتھیو! رب میرا میرے  
 ساتھ ہے اور وہی مجھ کو راہ بتائے گا اور مجھ کو اور میری قوم کو چائے گا انشاء اللہ اور فرعون سے  
 ہم کو کچھ ڈر نہیں ہے۔ اسی وقت حضرت حیر اسرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے اے موسیٰ  
 اپنا عصا دریا میں نیل پر مار دیکھا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: فَادۡخِلْنَاۤیۡ مُوسٰی اِنۡ اِسۡتَوٰی  
 یَعۡصٰۤاۤہُ الْبُخۡدَ ۙ الخ۔ پس جب حکم بھیجا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو کہ اپنا عصا دریا پر مار دے۔ پس  
 پھٹ گیا دریا اور بن گیا اس میں ایک راستہ اور پار کر دیا ہم نے موسیٰ کو اور اس کی قوم کو اور  
 دوسروں کو یعنی فرعون کو اور اس کے لشکر کو فرق کر دیا تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ  
 نے دریا میں عصا مارا پانی پھٹ گیا اور بارہ راستے بن گئے اور نیچے پانی کے پہاڑ کھڑے ہو گئے  
 اور ان ہی بارہ راستوں سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے اتر کر پار ہو گئے اور اس کے پیچھے قوم  
 فرعون ان ہی راستوں کے ذریعے قوم بنی اسرائیل کو پکڑنے کے واسطے دوڑی جب وہ دریا نے  
 نیل کے بچوں پہنچ پہنچی تو وہ راستہ جو خدا کے حکم سے حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کے واسطے  
 بنائے گئے تھے ختم کر دیئے گئے اور سب راستوں میں دریا کا پانی پھیل گیا۔ اور ایک دوسری



روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا پر عمارت مارا دریا  
 خشک ہو گیا اور اس میں بارہ راستے بن گئے اور بنی اسرائیل بارہ قبیلوں پر مشتمل تھے وہ ہر ایک اپنے  
 اپنے راستے سے نکل گئے اور کچھ دیر بعد فرعون ملعون نے جا کر دیکھا کہ دریا ٹٹیل میں بارہ راستے  
 بنے ہوئے ہیں اور ان ہی راستوں سے قوم بنی اسرائیل پار ہوئی ہے تب اس نے سوچا کہ یا تو میں  
 کے جادو کی وجہ سے یہ راستے بنے ہوئے ہیں یا معجزہ پیغمبری سے، اگر یہ کیفیت میرا لشکر دیکھے گا  
 تو شاید وہ ان پر ایمان لے آئے گا۔ پھر تو مجھے بڑی ہی تداخت ہو گئی تب سیلہ سازی سے  
 اپنے لشکر کو کہا کہ اب ہم کو نوب الفتن ہو گیا کہ موسیٰ بڑا جادوگر ہے دیکھو تو جادو سے دریا کا پانی  
 تک خشک کر دیا اور اپنی قوم کے واسطے بارہ راستے بنا کر لوگ دیکھ کر اس کے خدا پر ایمان لے آئیں  
 اور اس کی نبوت کے قائل ہو جاویں اور دل میں یوں بھی کہتا تھا کہ میری فوج کو دریا میں ان کے پیچھے  
 جانے سے پانی ڈلو مارے گا۔ کیونکہ پانی دو طرفہ مثل بہار کے معلق کھڑا ہے یہی پس و پیش دل  
 میں کرتا تھا کہ دریا میں اپنا گھوڑا ڈالوں یا نہیں! اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک گھوڑے  
 پر سوار ہو کر فرعون کے سامنے آکھڑے ہوئے اور وہ مردود بھی گھوڑے پر سوار تھا۔ حضرت  
 جبرائیل نے جلدی سے اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا یہ دیکھ کر فرعون نے بھی اپنا گھوڑا دریا  
 میں ڈال دیا پھر اس نے ہر چند چاہا کہ اپنے گھوڑے کی جھاگ تھامے مگر رک نہ سکا اور فرشتے  
 سواروں نے اگر لشکر کے گھوڑوں کو چاہا کہ مار کر بیچے دریا میں ڈال دیا۔ جب فرعون کا لشکر بیچ  
 دریا کے آچکا اسی وقت حضرت موسیٰ نے چاہا کہ دریا میں عمارت کران کی راہ بند کر دیں۔ نہ آدمی  
 اسے موسیٰ قولا نکلے۔ وَأَنذَرْتُ الْبَحْرَ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَأَهْلٌ جُنْدٌ مَّعَدٌ قَدْ دُ

ترجمہ۔ اے موسیٰ چھوڑو بے دریا خشک تحقیق وہ لشکر ڈوبنے والا ہے۔ تب وہ پانی ساہو گیا  
 تھا اور سہا پر معلق تھا وہی دونوں طرف سے آیا اور پوری قوم کو ڈبو دیا۔ ایک روایت  
 میں ہے کہ فرعون اپنے ڈوبتے وقت کہتا تھا کہ میں ایمان لایا بنی اسرائیل کے خدا پر اور اس  
 کے رسول پر چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَجَاءَ دُعَاؤُ بَنِي إِسْرَءِيلَ إِلَى الْبَحْرِ أَنِ  
 ترجمہ اور پار کیا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پھرتے پیچھے پڑا ان کے فرعون اور اس کا لشکر شرارت  
 اور زیادتی سے جہنم تک کہ پہنچا اس پر دبا ڈکھا فرعون نے کہ ایمان لایا میں کوئی معبود نہیں  
 کہ جس پر ایمان لائے بنی اسرائیل اور میں بھی فرمان برداروں سے ہوں۔ خدا کے فرمانے سے  
 حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کو کہا قولا نکلے: أَلَا نَ وَ قَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ





اگر عیون کے گھر اللہ تعالیٰ نے مقام کریم فرمایا اس واسطے کہ مقررہ احکامات اور سب سے پہلے  
 بنائے تھے اور بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ حکام اور احکامات دیے اور ان کو فرمایا  
 ہو کہ میرا ان کو ادا کرنا ہے اور انہیں اس کے لئے اپنی تمام اشیاء اور مال و فراخ و خوار و غنا و  
 کی کر الہی تو نے فرمایا تھا کہ ان کو فرماؤ کہ سلطنت و راسخ و غرق کر دوں گا اور ان کو سب سے  
 نرا ہے اسے عرشِ ایں کہیں خلق میں محتاج کیا اور در بدر مانگتے پھرتے ہیں روزگراں کی نئی موت  
 ہے بلکہ زبردست ہے اس سے مزاج پھر سے یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اندھا شکر بجالائے جب  
 لک مسرتام ان کے اٹھ رہے اور مقررہ اسے نیت و ابودہر گئے تب مناسبت جمع ہو کر اپنے  
 صفورا کے پاس گئے اور جس میدان میں اس کو رکھ کر گئے تھے ہر ایک دیکھتے ہیں کہ در لڑکے جو سرشت  
 سے تھے وہ نہایت توانا اور خوبصورت تھے اس کے پاس موجود ہیں اور پھر گریہ اور مال و اسباب سب  
 سلامت پائے بلکہ گریہ اور پھر گریہ و گنی ہو گئیں۔ والد سے ان کو لے کر اپنی والدہ کے پاس حاضر  
 تشریف لائے اور یہاں پر قیام اور منتظر بقائے وعدہ حق تو ان کے تھے کہ اب پھر کوہ طور پر جا کر خدا  
 وند قدوس سے مناجات کریں پس وہ انتظار کی طرہ ان ختم ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کوہ طور  
 بلایا تاکہ ان سے کچھ مناجات کی جائے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہمارے بھی پر اب ہوا میں اس واقعہ کو اسی  
 پر انکشاف کرتا ہوں۔

## کوہ طور پر اللہ سے کلام ہونے کا قصہ

یہ کہ ایسا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ طور پر جا کر خداوند قدوس سے مناجات کرنے  
 لئے خدا کے حکم سے فرشتوں نے بہشت سے کرسی لا کر حضرت موسیٰ نے بیٹھے خودی اور  
 کہا اسے موسیٰ اپنی انگلیں پاؤں سے اتار کر کرسی پر بیٹھ جاؤ اور پھر جو کچھ مناجات کرنی ہے کیجئے اور  
 یہ کہ مقدس اور بابرکت ہے قدم ہمارا اس پر گرے گاہت موسیٰ علیہ السلام نے بارشاد جناب  
 باری تعالیٰ اپنے غلیں پاؤں سے اتار کر کرسی پر بیٹھ کر مناجات کی۔ اس کے بعد حکم الہی ہوا کہ  
 موسیٰ تیس دن رات روزہ رکھ کر میں اپنی کتاب ترتیت نازل کروں پھر اس سے تمام تلالق راہ پارے  
 اور میری شریعت سیکھیں چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔ **ذُو عَدَا مُوسٰی ثَلٰثِيْنَ**  
**اَيَّامًا**۔ ترجمہ اور وعدہ دیا یہ نے موسیٰ کو تیس رات کا یہ حکم پاتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے  
 تیس رات دن کا روزہ رکھا متواتر پھر اپنی قوم سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ترتیت نازل کرے





نے نہ مانا کہاں ایک آتش اللہ کی طرف سے آئی اور ان پر اگر گر گئی وہ نثر آدمی ہل کے مر گئے  
 چنانچہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَاخْذُ نَكَمُ الصَّعِقَةَ ۖ اَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۙ ترجمہ  
 پھر کڑی بات تم کو بجلی لے اور تم دیکھتے تھے اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت افسوس کرنے  
 لگے اور کہنے لگے یا الہی میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا وہ سب کیا کہیں گے مجھ کو کہ تب حضرت  
 موسیٰ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے پھر زندہ کیا۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے شَتَّ لَعَنَّا نَكَمُ  
 مِنْ بَعْنِ مَوْنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۙ ترجمہ پھر زندہ کیا ہم نے پیچھے مرنے تمہارے  
 کے تاکہ تم شکر کرو۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ ان سب کو لے کر معر میں آئے اور پھر انہوں نے  
 دس روزے رکھے اور پھر ان کو کوہ طور کی طرف لے کر گئے اور وہاں پہنچ کر کہنے لگے کہ دیکھو  
 میں میںے جاتا ہوں کوہ طور پر اور تم لوگ میرے پیچھے آنا یہ کہہ کر جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر  
 گئے تو پھر اللہ کی جانب سے خطاب آیا کہ قَوْلُهُ تَعَالَى: وَصَاٰ عَجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يَحْمِلُ ثِقَلِ  
 هُمْ اَدْلَاءٌ عَلٰی اَثَرِي وَعَجَلْتَ اِلَيْكَ رَبِّ لَسْتُ ضَيِّ ۙ ترجمہ کیوں جلدی کی تو نے اپنی  
 قوم سے اے موسیٰ بڑے وہ میرے پیچھے ہیں اور میں تیری طرف جلدی آیا اے میرے رب  
 یہ میں نے اس واسطے کیا کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے مفسرین نے لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام  
 نے اس وقت طور پر بلا واسطہ تشرکامے جناب باری تعالیٰ سے من کر نہایت مشق کے شوق  
 و ذوق میں بے اختیار کہا۔ قَالَ رَبِّ اَبْرِ فِيْ اَنْفُسِيْ اِلَيْكَ ۙ کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے  
 رب تو مجھ کو دکھا کہ میں تجھ کو دیکھوں، یہ آواز سن کر آسمان کے فرشتے کہنے لگے۔ اے یہ  
 عمران کلام الہی تو نے سنا اور پھر تجھ کو طمع رویت کی بنے پھر آواز آئی اے موسیٰ زمین کی  
 طرف دیکھو، جب دیکھا، عرش تک نظر آیا۔ پھر عرض کیا خداوند اسکا نشان آسمان تیرے آواز میں  
 تجھ کو اپنا دیدار دکھلا اتنے میں ستر ہزار فرشتے ہمیشہ شکل آسمان سے نازل ہو کر حضرت مرثی  
 کے گرد پھرنے لگے۔ اور کہتے تھے: يَا اَبْنَ النَّسَاءِ اَلْجَبِيْضُ اَقْطَعُ مَرْوَةَ سَابِ  
 حِينَ تَحَ ۙ ترجمہ اے بیٹے عورت جیص والی کے کیا تو جلیل و جبار کو دیکھنا پاتا ہے یہ آواز  
 سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام مارے ڈر کے بیٹھ گئے پھر بعد ایک لحظہ کے امواج عشق نے  
 جوش مارا اور پھر ذوق و شوق سے پکارا۔ قَالَ رَبِّ اَرْنِيْ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۙ ترجمہ بڑے موسیٰ  
 کہ اے رب تو مجھ کو دکھلا اپنا جلوہ اور میری ہی تمنا ہے کہ میں تجھ کو دیکھوں پھر ستر ہزار فرشتے بصورت  
 گرک اور شیر کے نازل ہو کر ایک آواز ہمیشہ سے حضرت موسیٰ کو پکارا جس طرح کہ اول فرشتے

پکارتے تھے۔ یَا ابْنَ النَّسَاءِ الْحَيُّصُ أَنْطَمَعَ فِي رُؤْيَايَ رَأَيْتُ الْغَيْثَ رَوَايَتُ كِي  
کئی بے یلک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پکارا۔ یَا ابْنَ اَرْنِي  
اور آسمان کے فرشتے ان کو ہر تہہ پہی کہتے تھے یَا ابْنَ النَّسَاءِ الْحَيُّصُ أَنْطَمَعَ مَا فَرَحْتُمْ  
شخص اشمیہ پوش اپنی صورت میں دیکھنے عصا باتھیں اور پکارتے ہوئے یَا ابْنَ اَرْنِي اَنْظُرْ  
اِنَّكَ يَهْنُ کہ حضرت موسیٰ بڑے متعجب ہوئے کہ ہر شخص خواہندہ حق تعالیٰ کا ہوا۔ تب حضرت  
موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ ان کے سوا میری مانند اور بھی کوئی دوسرا ہے خطاب آیا ہے کہ  
اے موسیٰ میری قربت کے سبب تو نے بندگی پائی۔ اپنے تئیں جانتا ہے کہ تیرا کوئی نہیں بلکہ  
یون جان کہ ایک پل میں تجھ سے جدا بنیاد کر سکتا ہوں۔ اس بات کو سن کر پھر ذوق و شوق سے جناب  
باری تعالیٰ میں عرض کی۔ قَالَ رَبِّ اَرْنِي اَنْظُرْ اِنَّكَ تَرْجُو لِي اَسْءَلَ رَبَّ تَوْجَّهْ اپنا سیدہ دکھا  
اور میں بھی متارکھتا ہوں۔ تب جناب باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنْ  
اَنْظُرْ اِنِّي الْخَبِيرُ فَاِنْ اسْتَقْدَمَكَ فَنَسُوفُ تَرَانِي ۚ ترجمہ کیا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھ سکے گا دنیا  
میں لیکن تو فکر کر اپنی پہاڑ کی طرف پس اگر قائم رہے وہ اپنی جگہ پر پس البتہ دیکھ سکے گا تو مجھ کو دنیا  
میں پس جب اللہ تعالیٰ نے ذرا سی تجلی دکھائی اپنی پہاڑ پر تو موسیٰ گر پڑے اسی وقت بیہوش  
ہو کر گیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْخَبِيرِ خَفَلَهُ دَاوَدَ وَخَرَّ مُوسَىٰ صِعْقًا ۚ فَلَمَّا  
اَفَاقَ قَالَ سُبْحَنَكَ ثَبَّتْ اِنَّكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ۚ توجھس۔ پس اپنی تجلی ڈالی  
پروردگار نے پہاڑ کی طرف تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور حضرت موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے جب  
حضرت موسیٰ ہوش میں آئے تو کہا موسیٰ علیہ السلام نے تیری ذات پاک ہے اور میں نے توبہ  
کی تیرے پاس میں سب سے پہلے یقین لایا۔ بعض تفسیروں میں لیں لکھی ہے کہ حضرت موسیٰ کو  
اللہ تعالیٰ نے بزرگی دی تھی اور بغیر فرشتہ خداوند سے کوہ طور پر کلام کیا اور پھر ان کو شوق ہوا  
کہ خدا کا دیدار بھی دیکھیں تب اللہ تعالیٰ نے ذرا سی تجلی پہاڑ کی طرف کی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا  
اور اس کی برواشت نہ ہوئی۔ پھر خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا۔ قَالَ يُحْسِنُ اِنِّي  
اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِي وَبِكَلَامِي نَحْنُ مَا اَتَيْتُكَ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ  
ترجمہ کیا اے موسیٰ برگزیدہ کیا میں نے تجھ کو لوگوں پر اپنے پیغام بھیجنے سے اور اپنے کلام کرنے  
سے پس پکڑ جو کچھ دیا ہم نے تجھ کو اور تم شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ اسی وقت جناب  
باری تعالیٰ نے حضرت میرا ئیل کو حکم ہوا کہ وہ بہشت سے لوہیں زمرہ کی لائیں اور قدرت



کے قلم کو حکم ہوا اس پر کتاب توریت لکھے تقریباً چار ہزار فرشتوں نے ان تختیوں کو لے حضرت موسیٰ کے سامنے لا کر رکھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان تختیوں کو دیکھا کہ اس میں ایک ہزار سورت اور ہر سورت میں ہر آیت کی درازی مثل سورۃ بقرہ کے اور ہر آیت میں ہزار وعدہ اور ایک ہزار وعید اور ایک ہزار امر اور ایک ہزار نہی لکھی ہوئی تھیں اور توریت کے شروع میں عبادت کا ذکر اس کے علماء و حکماء کی صفت بیان کی گئی تھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكُتِبْنَا لَهُ فِي الْأَنْوَارِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ترجمہ اور لکھا ہم نے واسطے اس کے تختیوں پر ہر چیز سے نصیحت اور تفصیل ہر چیز کی پس پھر اس کو ساتھ قوت کے اور حکم کو اپنی قوم کو کہ عمل کریں اس کی بہتر اور اچھی باتوں پر جلد اور دکھاؤں گا میں تجھ کو گھر فاستوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خوش ہو کر جناب باری تعالیٰ سے عرض کی یا الہی کیا وہ علماء و حکماء میری امت میں سے ہیں۔ فرمایا اے موسیٰ یہ سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے اور وہ تمہاری امت سے ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الہی ان کو میری امت میں داخل کر فرمایا اے موسیٰ پیغمبر تمہاری بھی اس وقت متبرہ ہو گی جب تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ گے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بات کو سن کر خاتم النبیین پر ایمان لائے اور اسی وقت وہ کوہ طور سے اتر آئے اور فرشتے الواح توریت لے کر ان ستر آدمیوں کے بیچ میں آئے جو کہ نور بتی سے جل کر مر چکے تھے حضرت موسیٰ نے تنگ دل ہو کر ان کے واسطہ درگاہ باری میں مناجات کی۔ یا رب میری قوم بہت کمزور و ضعیف ہے وہ میرے ساتھ خصومت کرے گی۔ اور بولے گی کہ ہمارے سردار بزرگوں کو تم نے بے جا کر ہلاک کیا۔ میں اس کا کیا جواب دوں گا۔ اغلب ہے کہ وہ میرے دین سے پھر جا دیں تب موسیٰ کی دعا سے اللہ تعالیٰ ان کو زندہ کیا اور وہ اٹھ کر موسیٰ علیہ السلام کے چہرے کی طرف نظر نہیں کر سکتے تھے چشم خیزہ ہو جاتی تب اپنے چہرہ پر نقاب پہن کر رکھا وہ نقاب بھی نور سے جل گیا پھر لوگ ان کے چہرے کی طرف نظر نہیں کر سکتے تھے۔ پھر انہوں نے مکرسی کا نقاب بنا کر اپنے چہرے پر ڈالا لیکن وہ بھی نور سے جل گیا۔ پھر انہوں نے لوہے کا نقاب بنا کر ڈالا تو وہ بھی جل گیا۔ اس کے بعد جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ ابی میں کس چیز کا نقاب بناؤں۔ نہ آبی اے موسیٰ فقیروں کے خرقے سے نقاب بنا۔ تب حضرت موسیٰ نے اس سے نقاب بنا کر اپنے منہ پر ڈالی تب لوگ اگر حضرت موسیٰ سے بات چیت کرنے لگے اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ ستر آدمی اور کتاب توریت لے کر چالیس دن کے بعد مصر میں تشریف لے آئے اور

اور پھر وہیں سکونت اختیار کر لی۔ اور خدا کے پیغام بر ابرہہ لوگوں کو پہنچاتے رہے۔

## سامری کا قصہ

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم بنی اسرائیل میں ایک زرگر تھا اور اس کا نام سامری تھا اور اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سامری حضرت موسیٰ کا بیٹا تھا جب بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے قلعہ سے نکال کر مصر سے چلے اس وقت یہ سامری بالکل بچہ تھا جب دیا کے کنارے سب اکٹھے ہوئے تو لوگوں نے اس سامری کو بہت دھوڑا لیا اس کو اس گنتی میں نہ پایا یہ مصر آئے وقت راستے میں اکیلے بیٹھے روتے تھے کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیل نے اس کو اپنے بازوؤں پر بہت روز تک رکھا یہاں تک کہ جب ماں باپ اس کے گھر میں آئے تب حضرت جبرائیل اس کو لے جا کر اس کے ماں باپ کے گھر کے دروازے پر بیٹھا کر چپکے سے چلے گئے کیونکہ سامری کو حضرت جبرائیل سے بہت محبت تھی۔ ان کے پیسے جانے اور جدا ہونے کی وجہ سے بلند آواز سے رونے لگے۔ ان کے باپ ان کے رونے کی آواز سن کر اپنے گھر سے باہر نکل آئے اور کیا دیکھتے ہیں کہ اپنا ہی بیٹا دروازے پر بیٹھا کر اسے اپنے گھر میں لے گئے اندر گھر میں اس کی ماں بھی دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ اس کے بعد چند روز تک سامری نے زرگری سیکھی۔ جب موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون کو اپنا نائب بنا کر بنی اسرائیل میں چھوڑ گئے تھے اور ستر آدمی کو لے کر وہ طور پر گئے تھے۔ اس کے بعد سامری نے فرصت پا کر سب قوم کو جمع کر کے کہا کہ آج بیس دن ہوئے تھے ”آدمی بزرگ کو لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے اس کے خدا نے مجھ کو خبر دی ہے کہ وہ سب کوہ طور پر مر گئے اگر تم لوگ اس کی صداقت چاہتے ہو تو اس کے خدا کو میں بتاؤں دکھاؤں تاکہ تم اس سے پوچھ لو تب حال معلوم ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا اچھا اس میں کیا مضائقہ ہے۔ تب سامری مردود نے مونا سے ایک قالب صورت گٹو سال بنا کر بطور ساجے کے اس کو اگ میں رکھ دیا اور پھر اس مردود نے سونا دھندلی کو بہت سالا کر اس آگ میں سانچے پر ڈال دیا وہ دونوں پگھل کر پانی ہو کر اس قالب کے اندر بیٹھ گیا اور پھر وہ پگھڑے کی صورت بن گیا۔ سامری نے اس قالب کو آگ سے نکل کر ایک پگھڑا سونے کا خوبصورت اس کے اندر سے نکال کر پاک و صاف کر کے رکھ دیا اور اس کا نام بھی گٹو سالہ سامری رکھا اور پھر اس کو قوم سامری پوجتی تھی۔ اور بعض محققوں نے یوں لکھا ہے کہ فرعون کے دریا سے غرق ہونے کے وقت سامری اس وقت



طفل نہ تھا بلکہ جوان تھا۔ اس وقت ایک شخص کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر فرعون کے لشکر میں آیا  
 جب اس کا گھوڑا قدم اٹھاتا تو اس کے زیر سم مرتے اور بزرگی سے تازہ گھاس پیدا ہوتی۔ سامری نے  
 معلوم کیا کہ شاید حیران ہوں گے جو حضرت موسیٰ کی مدد کو آئے ہیں۔ اس وقت ایک خاک ان گھوڑے  
 کے سم کے نیچے سے اٹھا کر رکھ لی تھی۔ جب گنو سال بنایا تو قوم بنی اسرائیل کو کہا کہ آؤ تم اس کو سجدہ کرو  
 معاذ اللہ منها اور جو گمراہ ہوئے وہ اسی وقت سامری کے کہنے سے چلے آئے۔ جب سامری  
 نے اسی منت خاک کو پکڑے کے منہ میں ڈال دیا تو خدا کے حکم اور قدرت سے اس پکڑے کے  
 منہ سے بیدھڑک گائے کی آواز نکلی۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا  
 آتَهُ خُورَاطٌ فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ قَالَهُ مُوسَىٰ ۖ فَتَسَبَّحُوا لَهُ تَرْجِمَةً ۖ فَسَبَّحُوا بِحَمْدِ اللَّهِ  
 واسطے ایک دھڑ جس میں چلانا وغیرہ گائے کا تھا پس کہا انہوں نے ان سے یہ خدا ہے تمہارا اور خدا  
 موسیٰ علیہ السلام کا سو وہ بھول گیا۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام بھول گئے اور دوسری جگہ میں چلے گئے  
 لیکن بنی اسرائیل اس کی آواز سن کر یقین لائے اور سجدہ بھی کیا۔ اور پھر وہ اسی جگہ کو پوچھنے نکلے۔ اور بعض  
 آدمی بارہ قوم میں سے تھے جو ایمان میں کامل تھے ان لوگوں سے بدابو کر کوہ کاف کی طرف نکل گئے  
 اور وہاں مسجد بنا کر خدا کی عبادت میں مشغول ہوئے اور پھر ہر ایک کی نعمتوں سے سرفراز کیے گئے  
 معراج النبوة میں لکھا ہے کہ شب معراج میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ شعلہ نور  
 زمین سے لے کر ساق فرش تک چمکتا ہے۔ آپ نے حضرت حیرانیل سے پوچھا کہ یہ کس کا نور ہے  
 وہ بولے کہ قوم بنی اسرائیل جو گنو سال پوچھتے تھے۔ اور ان میں ایک جماعت نکل کر کوہ قاف میں اللہ  
 تعالیٰ کی عبادت کر رہی تھی یہ نور انہیں کا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کو ان  
 کے پاس سے چلو یہ سن کر حضرت حیرانیل ان کے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو لے گئے  
 اور پھر کہا: هَذَا إِلَهُكُمْ الْأَمِّيُّ الْعَدْبِيُّ الْقَاشِيُّ الْأَمِّيُّ الْقَدْبِيُّ ۖ هَٰذَا يَهْدِي رَسُولُ اللَّهِ  
 صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تعلیم قرآن اور سیرتیں  
 وغیرہ سب سکھا پڑھا دیں اور پھر اس کے بعد ہدایت کی کہ دین محمدی پر قائم رہیں۔ انقصہ حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام اور وہ مقرر آدمی تو ریت لیکر جب کوہ طور سے آئے اور اپنی قوم کو دیکھا کہ وہ لوگ  
 ایک گنو سال بنا کر پوچھتے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بہت غصہ ہوئے اور پھر کہا: چنانچہ  
 حق تعالیٰ فرماتا ہے بِسْمِ مَا خَلَقْتَهُمْ فِي مَنِّ بَدِئِي اَلْحَمْدُ ترجمہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے  
 کیا بری بات کی تم نے میرے پیچھے کیوں جلدی کی اپنے رب کے حکم سے اور ڈال دو ہمارا

علیہ السلام نے تجبیاں اور پھر کڑا سراپنے بھائی بارون کا اور اپنے طرف کھینچنے لگے، وہ کہنے لگا کہ میرے بھائی میں تو بے گناہ ہوں تو میں نے ہر چند منع کیا لیکن ان لوگوں نے نہ مانا اور مجھ کو ناتوان سمجھا اور یہ بھی ممکن تھا کہ وہ مجھے مار ڈالیں پس اسے میرے بھائی مت ہنسنا دشمنوں کو مجھ پر اور مجھ کو ان گنہگار لوگوں میں مت ملا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت بارون علیہ السلام دونوں کے بھائی بھائی تھے۔ بالآخر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی بارون کے سر کے بال چھوڑ دیئے اور کہا گتو سالہ کس نے بنایا وہ بوسہ کہ سامری نے بنایا ہے یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو بلا کر تہر و تہدید کیا اور پھر کہا کس طرح بنایا تو نے اس کو اور تو کیوں خدا کو بھول گیا اور اس چیز کے بنانے سے قوم میں فتنہ ڈالا اور یہ گتو سالہ بنا کر قوم کو گمراہ کر دیا یہ سن کر سامری بولا کہ میرے دل نے یہی مجھ سے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ بَشَرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ الخ ترجمہ کہ سامری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا میں نے اس چیز کو کہ نہ دیکھا لوگوں نے اس کو پھری میں نے ایک مٹھی خاک پاؤں کے نیچے اس بھیجے پوٹے گھوڑے کے سم کے نیچے سے اور وہی خاک میں نے ڈال دی گتو سالہ کے منہ میں تب سے یہ بات نکلی اور یہی مصلحت دی مجھ کو میرے دل نے یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ اٰلِی الْاُخْرٰی سامری نے گتو سالہ بنایا اس کو بولنے کے واسطے زبان کس نے دی نہ آئی اسے موسیٰ اس کو بولنے کی قوت گویائی میں نے دی۔ پھر جناب پاری تعالیٰ میں عرض کی یہ سب تیرا زمانا ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ حٰی الْاٰلَیْنٰکَ تَحِلُّ بِمَا مَنّٰی تَشَآؤُ وَ تَقْبَلُ مِمَّا مَنّٰی تَشَآؤُ الخ ترجمہ کہ موسیٰ علیہ السلام نے الہی یہ سب نیرا زمانا ہے گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے جس کو تو چاہتا ہے تو ہے ہمارا دوست پس بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے جناب باری تعالیٰ سے وحی آئی ہے اے موسیٰ تم نے اپنی قوم اپنے بھائی بارون کے سپرد کی تھی کہ وہ آپ کی عدم موجودگی میں نجیبان رہے گا۔ کیوں تم نے مجھ کو نہ سونپا کہ ہم ان کو راہ پر رکھتے جب حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت پہنچی تو آپ نے اپنی امت کو خدا پر سونپا۔ بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حشر کے دن ارلاد آدم علیہ السلام ایک سو بیس صفوں میں مشرق سے مغرب تک کھڑی کی جاوے گی ان صفوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اسی صفیں ہوں گی اس وقت خدا تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! تمہاری امت میں جتنے چھوٹے بڑے ہیں دیکھ لو موجود ہیں اور پھر اسی وقت جو کچھ مجھ سے مانگو گے سو پاؤں گے یہ سنتے ہی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ اے پروردگار میرے اس وقت میری امت میں عرصات کہاں رہے گی اور میں کہاں نے



جاؤں گا تو ان کا گناہ بخش اور عفو فرما اور ان کو بہشت دے اور ان کے درجات بلند فرما اور پھر اپنے  
 دیدار سے شاد فرماتا تاکہ تیرا فضل و کرم ظاہر ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا الہی میں نے توبہ کی اور  
 توبہ میری توبہ قبول کی پھر حکم ہوا اے موسیٰ تمہاری توبہ قبول ہو گئی مگر تم اپنی قوم کے گنہگار پرست کو ایک دوسرے  
 سے قتل کروایا پھر اپنے وطن سے غالی ہاتھ ان کو نکال دو ان دونوں میں سے جس کو اختیار کرو گے تب  
 ان کی توبہ اور تمہاری توبہ میری درگاہ میں قبول ہوگی۔ ————— موسیٰ علیہ السلام کو

بنی اسرائیل کو جو بت پرست تھے بلو اکر اللہ کی طرف سے یہ بات کہی کہ مزار نے اعمال بت پرستی  
 میں ان دونوں میں سے جس کو اختیار کرو گے نجات پاؤ گے۔ انہوں نے کہا اے موسیٰ ہم کو عزت  
 وطن کی برداشت نہیں۔ آپس میں لڑ کر مرجانا بہتر۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا کی طرف  
 سے خطاب آیا کہ اے موسیٰ ان سے کہہ دو کہ وہ اپنے بدن سے کپڑے اتار کر اپنے گھر کے دروازے  
 پر تلوار سے ایک دوسرے کو قتل کر بن نب ان کی توبہ قبول ہوگی۔ اگر کوئی اس معاملے میں اٹ بھی  
 کرے گا تو پھر توبہ قبول نہ ہوگی۔ پس مجربان دینے کے اور کچھ چارہ نہ دیکھا تب صبح کے وقت  
 ستر ہزار مرد گنہگار پرست برہنہ تنگی تلوار کینچ باپ بیٹے کو بیاباب کو بھائی بھائی کو اپنے قتل کرنے  
 تیار ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سر کو برہنہ کیا اور پھر خدا کے دربار میں خوب گریہ و زاری  
 کی اور برابر سرگوشی کرتے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ **فَاَنْ رَّبِّ اعْطِنِيْ**  
**وَلَا جُنَاۗءَ اَوْ اَدْخِلْنِيْ اَرْضَكَ صَلٰۤىۡۨہٗ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّحِيْمِيْنَ** ترجمہ: موسیٰ نے کہا اے  
 رب معاف کر مجھ کو اور میرے بھائی کو اور ہم کو داخل کر اپنی رحمت میں اور تو ہے سب سے  
 زیادہ رحم والا پس نہ آئی اے موسیٰ دعا تمہاری اور توبہ ان کی قبول ہوئی پھر اس کے بعد  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ تختیاں اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ **قَوْلَہٗ تَعَالٰی۔ ذَلَّلْنَا سَكَنَت**  
**عَنْ مُّوْسٰی اَفْخَضَبَ اَخَذَ اِلٰہُ اِلٰہِ تَرْجَمَہٗ** اور جب فرد ہوا غصہ موسیٰ کا تو انہوں  
 نے وہ تختیاں اٹھالیں اور جو ان میں لکھا ہوا تھا راہ کی سوچھ پے اور مہربانی ان کے لیے جو اپنے  
 رب سے دُرتے ہیں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان تختیوں کو ہاتھ میں لے کر بنی اسرائیل کو  
 کہا اے لوگو! تمہارے واسطے ہم نے کتاب توریت لادی کہ احکام الہی اپنے گھروں میں رکھو  
 اور پھر اس کو ہر وقت پڑھتے رہو۔ اور جو کچھ اس میں اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا اس کو بجا لاؤ۔  
 وہ کہنے لگے اے موسیٰ اگر ہم پڑھیں گے تو کچھ عمل نہ کریں گے اور اگر عمل کریں گے تو کچھ نہ پڑھیں

گئے ان دو میں سے ایک محل اختیار کریں گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں  
 سے کہا کہ تم لوگ محل بھی کرو اور اس کو ہر وقت پر مھو بھی وہ بوسے اے موسیٰ یہ ہم سے نہ ہو  
 سکے گا کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک پہاڑ مثل ابر کے سر پر لا رکھا  
 موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا اے میری قوم تمہارے سر پر خدا تعالیٰ نے ایک عذاب  
 کا پہاڑ نمودار کیا ہے ذرا اوپر نگاہ اٹھا کر دیکھو۔ جب ان لوگوں نے اپنی نگاہوں کو اوپر اٹھا کر دیکھا  
 تو وہ اس عذاب کو دیکھ کر ڈر گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَوْلَهُ تَعَالٰی وَرَدْنَا الْجِبْلَ قَوْفًا  
 كَاثَةً ظُلَّةً تَرَجَّهَ اَوْرَجِبَ اَعْيَاہِمُ نَہِہَا اُوپر ان لوگوں کے کہ گویا وہ ایک سائبان ہے اور عذاب  
 انہوں نے یہ کہ وہ گر پڑے گا ان کہا ہم نے جو کچھ دیا تم کو ساتھ قوت اور یاد کرو جو کچھ بیچ اس کتاب کے  
 ہے تاکہ تم بچو۔ پس موسیٰ علیہ السلام ان سے کہا کہ تم خدا پر ایمان لاؤ اور کتاب تو ریت کو بیٹھو اور اس  
 پر عمل بھی کرو اور گنوسالہ پرستی کو چھوڑ دو یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بعض لوگوں نے کہا  
 قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا۔ یعنی ہم نے سنا اور پھر اس کو نہ مانا۔ جب منکروں نے یہ کہا تو پہاڑ ان کے  
 سر کے قریب آیا تو اس کو دیکھ کر سب کے سب بیٹھ گئے۔ پھر پہاڑ جو در حقیقت عذاب تھا وہ بھی  
 نیچے اترا اور جب وہ کھڑے ہوتے تو پہاڑ بھی ان کے سر پر کھڑا رہتا یہ دیکھ کر مارے ڈر کے سب  
 کے سب سجدے میں گر گئے اور پھر اپنا ادھا سر منہ مٹی میں لگاتے اور نگاہ کو بار بار اٹھا کر اس پہاڑ  
 کو دیکھتے تھے کہ کہیں یہ پہاڑ ہمارے سروں پر نہ گر پڑے جس میں دہ کریم سب مر جائیں گے۔ پس  
 بعض ایمان لائے اور بعض کہنے لگے کہ ہم ایمان تو لائے مگر سچے دل سے نہیں۔ بِالْاٰخِرِ اللّٰہُ تَعَالٰی  
 ان کے سر پر سے پہاڑ اٹھایا اور جو لوگ کہ منکر تھے وہ اپنے گنوسالہ پرستی میں رہے حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام نے قسم دے کر فرمایا کہ میں اس گنوسالہ کو پارہ پارہ کر کے جلا دوں گا اور پھر اس کو دریا میں  
 بہا دوں گا۔ غرضیکہ اس کا نام و نشان نہ رکھوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَانْظُرْ اِلٰی  
 الْاٰیٰتِ الَّتِیْ ظَلَمْتَ عَلَیْہَا حَقًّا۔ ترجمہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے کہا  
 دیکھو طرف اپنے معبود کی جو ہو گیا تھا تو اوپر اس کے معتکف ابھی جلا دوں گا اس کو اور پھر اڑا دوں  
 گا دریا میں حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا اس وقت حضرت جبرائیلؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 سے کہا کہ غلافی گھانٹ سے اس کچھڑے کو جلاؤ ورنہ یہ ابھی طرح سے جل جاوے گا اور دوسرا  
 قول یہ بھی ہے کہ پتھر سے پتھر چور کر کے ذرہ ذرہ کر کے دریا میں ڈال دوں حضرت موسیٰ



علیہ السلام نے اس بچہ سے کو بچہ سے پھر کر کے دریا میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ ان گنوا سالہ بچوں نے دریا میں جا کر اس کا پانی پی لیا مارے کفر کے چنانچہ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ: **وَاشْرَبُوا مِمَّا قَلْبُكُمْ** اَلْعَبَلُ **يَكْفُرُ بِهِ** اَلْعَرَبُ ترجمہ اور پلایا گیا دلوں میں ان کے بچہ سے کی محبت بسبب کفران کے روایت ہے کہ جو کوئی اس کا شستہ پانی دریا میں جا کر پی آیا تو اس کا تمام بدن سیاہ ہو گیا اور کفر کی حالت میں ہی مر گیا لہذا یہ اس واقعہ کو جو مسلم ہی اور گنوا سالہ پرستی کا تھا اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

## ہلاکت قارون

روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ ان تھنوں کی کتاب کو نقل کر کے پڑھو۔ اور پھر اسی پر عمل کرو۔ تب انہوں نے کتابیں اس کی نقل کیں پھر حکم ہوا کہ اسے موسیٰ ان لوگوں سے کہو کہ اس کتاب کو بہت زیب و زینت سے رکھیں گے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس سے گزارش کی کہ یا رب ہم زینتیں رکھتے کسی طرح تو ریت کو زینت سے رکھیں گے پس حضرت جبرائیل نے آکر کہا جو گھانس میں نے تم کو بتلا دی تھی کہ بچہ سے کو رکھ کر اس میں جلاؤ الو سو وہ گھانس اور یہ ایک قسم اور اس میں ملاؤ تو جس پر یہ رکھو گے ہماری قدرت سے اگر تانا پر رکھو گے تو سونا ہو گا اور اگر پتیل پر رکھو گے تو چاندی ہو گی۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک رقعہ یوشع کو لکھا اور قارون کو لکھا کہ فلاں گھانس مجھے لا دو اور ایک رقعہ کالوت کو بھی لکھا کہ فلاں گھانس مجھے دے۔ دو کتابیں بھیج دو۔ تب تینوں نے گھاس منگوائی قارون نے یوشع سے کہا کہ میں دیکھوں کہ تمہارے رقعہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا لکھا ہے قارون چونکا چالاک تھا اس نے ان کا رقعہ پڑھ کر پھر کالوت کے رقعہ کا مضمون بھی دریافت کیا اور ان تینوں گھانسون سے اس نے کیا گری سیکھ لی اور وہ تینوں گھانسیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لے جا کر دیں قارون چونکا چالاک قوریت تھا وہ سب دریافت کر کے چپکے سے جا کر گھر میں کیا بناتا رہا۔ اس سے اس نے بہت دولت جمع کر لی۔ بجز خدا کے کوئی بھی اس کے حال سے خبردار نہ تھا۔ بجز یہ کہ مل قارون کا قوریت پر تھا جب دولت جمع ہوئی تو مال کی محبت اور نخل کی وجہ سے زکوٰۃ مال اور صدقہ نہیں دیتا تھا اور پھر خدا کا حکم بھی نہیں مانتا تھا۔ اسی وجہ سے کافر۔ مروود ہوا۔ روایت ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چیر اہجانی تھا وہ بیٹا صافن کا تھا اور صافن بیٹا فاش کا اور فاش بیٹا ایک حضرت یعقوب علیہ السلام کا تھا صاحب دولت دنیا اس نے جمع کر لی تو وہ اپنے تبحر و غرور میں پرورش پاتا رہا اور موسیٰ

علیہ السلام کی نافرمانی کرنا شروع کر دی اسی وجہ سے خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ کافر ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ** اے ترجمہ قارون جو تھا حضرت موسیٰ کی قوم سے پھر وہ شرارت کرنے لگا اور پھر ہم نے اس کو دولت کے خزانے دیئے اور اتنے دیتے کہ کنجیوں سے کئی مزدور تھک گئے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ساٹھ مزدور زور آور مقرر تھے اس کی کنجیاں اٹھانے اور رکھنے پر اور ہر ایک کنجی کا وزن نیم درہم سنگ تھا اور ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے اس کی کنجیوں کا بوجھ ترنٹ اونٹ تھا۔ مترجم نے بھی تو ریت میں یہی دیکھا ہے یہ دیکھ کر پھر اس قوم نے کہا۔ **قوله تعالیٰ**۔ **إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْزَحْ إِنَّ اللَّهَ ذَائِبٌ الْفَرِجِينَ** ترجمہ جب قارون کو اس کی قوم نے کہا مت خوش ہو تحقیق اللہ تعالیٰ ہمیں دوست رکھتا خوش ہونے والوں کو۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو دیا ہے اس سے تو اپنا کچھ لکھنا اور ایسا بھی نہ کر کہ اپنا حصہ جو تو دنیا میں لینا چاہتا ہے اس کو چھوڑ دے یعنی اپنے حصہ کے مطابق دنیا میں کھا اور پہن اور اپنے زیادہ مال سے آخرت کیا اور وہ کام کہ جس سے خلق خدا کو فائدہ پہنچے اور ان پر تیرا احسان جیسا کہ احسان کیا اللہ تعالیٰ نے تجھ پر اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں فساد مت پھیلا اور تحقیق اللہ تعالیٰ ہمیں دوست رکھتا ہے فساد کرنے والوں کو اور صدقات اور زکوٰۃ اور خیرات دیا کرو محتاجوں کو تاکہ اس سے آخرت میں تمہارا بھلا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ**۔ یعنی بھلائی کر جیسی اللہ تعالیٰ نے بھلائی کی تجھ سے قارون بولا۔ **قوله تعالیٰ**۔ **فَالْأَفْئِدَةُ غُلَّتْ عَلَىٰ عِندَ مَا** ترجمہ قارون بولا اے موسیٰ یہ مجھ کو ملی ہے ایک دولت بہتر سے جو میرے پاس ہے اور تیرا خدا میرے مال پر کیا حق رکھتا ہے رب العزت نے ارشاد فرمایا: **أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ** اے ترجمہ اور کہانہ جا اس طرف کیا اس نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے سنگین اور قوت والی جماعت کو ہلاک کر چکا ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ گنہگاروں سے ان کے گناہ پوچھ نہ جائیں گے اور بے پوچھے وہ تمام سب کے سب جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہنا نہ مانا اور باغی ہو گیا پھر اس نے ایک ایسا عالیشان مکان بنوایا کہ اونچائی اسی کی اتنی گز تھی اور اس پر کنگرے بڑے بڑے بنائے تھے اور طلا کاری سے مزین کیا تھا اور تخت مرصع تھا۔ یہ جو کچھ لکھا گیا سب جامع التواریخ سے لکھا ہے اس کے بعد قارون نے بنی اسرائیل کی دعوت کی اور دو گروہ ہو گئے ایک گروہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت و فرمانبرداری میں رہا اور دوسرا گروہ قارون کے ساتھ فسق و فجور شیطانی میں رہا۔ ایک دن قارون نے اپنی عورت کو خوشی



سے لباس فائزہ پہنا کر اور ہزار غلام و لونڈی کو بھی مرصع جواہرات سے آراستہ کر کے ہمراہ لے کر پھرنے لگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ تَرَجَمَ بِهِمْ نَكَالًا۔ قارون اپنی قوم کے سامنے ساتھ آرائش کے اور بہت بڑی تیاری کے اپنا تاج بھی مرصع جواہرات سے کر کے اپنے سر پر رکھ کر نکلا تاکہ اس کو آفتاب کی گرنی نہ پہنچے اور اس کے غلام سب کے سب دائیں بائیں چلتے تھے اور کچھ غلام اس کے آگے اور کچھ پیچھے بھی چلتے یہ دیکھ کر جو لوگ مال اور زندگانی دنیا کے طالب تھے وہ اس کو دیکھ کر کہنے لگے اور ان کے دل میں حرص پیدا ہو گئی قَوْلَهُ تَقَالُی قَالَ الَّذِیْنِ یُؤْمِنُونَ وَتَالِیْہِمْ اَلْخِیْلُۃُ ترجمہ کہنے لگے جو طالب تھے دنیا کی زندگانی کے اے افسوس کس طرح ہم کو ملے جیسی کہ ملی ہے دولت قارون کو بیشک اس کی بڑی قیمت ہے اور وہ بولاجس کو ملی تھی سمجھ لو پھر اے خرابی اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ثواب بہتر ہے ان کو جو یقین لائے اور کیا بھلا کام اور نہیں سکھائی جاتی یہ بات مگر میر کرنے والوں کو۔ حضرت موسیٰ کو وحی کی گئی کہ قارون کو کہہ دو کہ وہ مال میں سے زکوٰۃ ادا کرے اور اس حساب سے زکوٰۃ ادا کرے کہ ایک ہزار دینار میں سے ایک دینار فقراء اور مساکین کو دیوے اگر نہ دیوے گا تو وہ مفضوب ہو گا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام قارون سے کہا تو قارون نے اپنے مال کو حساب لگا کر دیکھا تو بہت روپیہ اس کے مال میں زکوٰۃ نکلتی تھی یہ معلوم کر کے اس کے دل نے چاہا کہ ہم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کریں تو پھر قارون بولا اے موسیٰ میں زکوٰۃ دوں یا نہ دوں تم کو اس سے کیا واسطہ حضرت موسیٰ نے کہا کیا گری سے سونے پانے کے ظروف بنانے میں جتنے ریزے گرتے ہیں اتنا فقیر محتاجوں کو دے ڈال۔ تب بھی زکوٰۃ تیری ادا ہو جائے گی۔ یہ سن کر قارون بولا اگر میں زکوٰۃ مال کی دوں تو تیرا اندام مجھ کو کیا دے گا۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ اس نیکی کے سبب تجھ کو جنت ملے گی۔ پھر وہ مردود بولا کہ بہشت سے مجھ کو کیا کام ہے آخر ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایک افرا کی تہمت لگائی تاکہ ان کو لوگوں میں شرمندہ کرے اور پھر یہ موسیٰ مجھ سے زکوٰۃ کی بات نہ بولے۔ ایک دن ایک عورت فاجرہ خولجیورت جو قوم بنی اسرائیل میں سے تھی قارون کے پاس گئی اور قارون نے اس سے کہا کہ میں تجھ کو ایک نر لہ اشرفی اور مختلف قسم کے زیورات اور اچھی اچھی پوشاک بیش قیمت دوں گا تو میرے واسطے ایک کام کر۔ جب بنی اسرائیل کی جماعت جمع ہو گئی تو سب کے سامنے مجمع میں جا کر پکار پکار کر یہ کہنا کہ موسیٰ ہمارا بار ہے اور وہ ہم سے زنا کرتا ہے۔ پس اس فاجرہ عورت نے روپے کے لالچ سے کہا بہت اچھا میں ایسا ہی کہوں گی۔ پس قارون نے اس سے جو کچھ کہا تھا روپے وغیرہ دے کر اس کو رخصت کر دیا۔ اَلْفَاق

سے ایک روز موسیٰ علیہ السلام اپنے منبر پر بیٹھے وعظ کر رہے تھے اور ان کے گرد تو آہنی  
اسرائیل بیٹھی ہوئی تھی۔ قارون نے موقعہ پا کر اس فاجرہ عورت کو وہاں پہنچ دیا اور خود بھی وہاں  
پہنچ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام لوگوں کو حرام و حلال باتیں بتا رہے تھے کہ جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ  
اللہ تعالیٰ کے واسطے نہ دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عذاب میں گرفتار کرے گا اور اللہ تعالیٰ  
اس سے مال کا مواخذہ لے گا اور جو زندہ کرے گا اس کو سنسار کر دینا ہو گا یعنی دنیا میں ایسا ہو گا اور  
آخرت میں بھی ایسا ہی ہو گا۔ اس قسم کی نصیحتاں باتیں لوگوں کو سناتے تھے۔ پس قارون مردود نے اس  
جلس میں جا کر کہا اے موسیٰ اگر تم نے زندہ کیا ہو گا تو تمہاری کیا سزا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے  
اس کے جواب میں کہا کہ میرا بھی قتل واجب ہے۔ قارون بولا البتہ تم نے زندہ کیا گواہ موجود ہے۔ اور  
اللہ تعالیٰ نے اس سے جھوٹ ثابت کیا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت پڑی چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا كَالَّذِينَ إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ مَصِّاقُكُمْ أَوْ كَانَتْ  
اللَّهُ وَجِبَاطُكُمْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ترجمہ: اے  
جو ایمان لاتے ہو چمت ہو جاؤ مائدہ ان لوگوں کے جنہوں نے ایذا دی موسیٰ علیہ السلام کو پس پاک  
اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس چیز سے جو وہ کہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی آبرور  
نکاح ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور بات ہمیشہ سیدھی کہا کرو پس قارون نے اس فاجر  
کو بلا کر حاضرین مجلس کے روبرو کہا کہ یہ موسیٰ نے تم سے کیا بد فعلی کی تھی۔ وہاں مابقی بھی برے کہ موسیٰ  
میرا بار ہے قوم قارون خروش ہو گی اتنے میں دل اس کا اللہ تعالیٰ کی مرضی سے جھوٹ بات سے پھر  
پس لوگوں نے کہا اے نیک مرد موسیٰ تو پاک ہے اور جو کچھ قارون کی کتاب سے جھوٹ و بہتان ہے اور  
میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہوں جھوٹ بات کہنے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بات کو سن کر بڑے  
متعجب ہوئے اور غش کھا کر اپنے منبر سے گر پڑے فوراً حضرت حیرائیل نے اگر اپنی گود میں اٹھا لیا اور  
اور پھر ان کو ہر طرح تسلی دینے لگے۔ اور پھر کہا اے موسیٰ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمین کو تمہارے حکم  
کے تابع کیا اور اب تم جو چاہو قارون کو سزا دو یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون سے کہا  
اے قارون تم جھوٹ مت بولو اور افتراء مت کرو اور نہ تہمت لگاؤ اور خداوند قدوس سے ہر وقت  
ڈرتے رہو اور اس مردود نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا کہ میں ہرگز تمہاری بات نہ مانوں  
گا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے حکم سے اپنا عصا زمین پر مارا اور پھر کہا اے زمین تو  
میرے کس کو اپنے اندر دبا لے یہ حکم سننے ہی زمین نے اس کے تحت سمیت اس کو اور جو اس کے فرزند



تھے سب کو ٹخنوں تک تک دبایا اس کے بعد وہ لوگ سب کے سب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کرنے لگے اے موسیٰ مجھ کو اس سے خلاصی دے میں کبھی ایسا نہیں کروں گا اور نہ میرے ساتھ کے  
 ہر قسم کی کوئی بات آپ سے کہیں گے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو غصہ سے کہا کہ اے  
 میں ان کو توڑ انوں تک دبائے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس مردود نے حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 سے ستر مرتبہ معافی مانگی اور اپنے اعمال سے توبہ کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو غصہ سے کہتے  
 دے زمین دبائے یہاں تک کہ زمین نے ان کو کانڈھوں تک دبایا جب موسیٰ علیہ السلام کے بھائی  
 ہارون نے ان کو عذاب الہی میں مبتلا دیکھا تو وہ اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے اے  
 میرے بھائی موسیٰ ہارون تو ہماری برادری میں سے ہے اور انکی جو تقصیر ہو اس سے درگزر کیجیے  
 پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غصہ سے کہا یا ارض خیزی یہ پھر زمین نے گلے تک دبایا۔ ہارون نے  
 کہا اے موسیٰ علیہ السلام تو ہماری دولت پر طمع رکھتا ہے قرآن بنی اسرائیل کے دینے کو جب اس نے  
 کہا تو بتنا مال و متاع اور گنج و خزانہ اس کا تھا خدا کے حکم سے حضرت ہیرائیل علیہ السلام نے اس کے سامنے  
 لا رکھا۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے قارون اپنے مال کو اور زمین کو کہا اے زمین دبائے  
 زمین نے اس کو مع مال و متاع و درجہ و مکانات سب کو دبایا کچھ اثر اس کا باقی نہ رہا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ  
 تعالیٰ فرمایا تو قارون نے۔ فَخَفَّتْ بِهِ وَبَدَّىٰ اَبْرَاسَهُ الْاَرْضُ فَكَانَتْ لَهُ مِنْ لِقَائِهِ پس دھنسا دیا  
 ہم نے قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں پس نہ ہوئی واسطے اس کے کوئی جماعت مددگار۔ اور  
 پھر قارون کوئی مدد نہ لاسکا۔ قارون مردود کا یہ حال دیکھ ماتی لوگ خدا کا شکر بجالائے اور پھر کہنے  
 لگے قولہ تعالیٰ۔ وَاصْبِرْ الَّذِي تَقْتَضِي اَمْكُنْ اَمَّا لَمْ يَنْصُرْ اَمْ نَزَجْمْ اَوْ غَيْرُ كَقَوْلِهِمْ لَكَ  
 جو شام کی آواز دہری تھی اس کے سارے مرتبے کی اسے خرابی ہو۔ تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کھول  
 دیتا ہے رزق جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں اور بند کر لیتا ہے۔ نہ رزق جسے چاہتا ہے پھر جو  
 نیک کام کرتے تھے۔ وہ بولے اگر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان نہ کرتا تو ہم کو بھی زمین میں دھنسا دیتا۔ اسے  
 خرابی یہ تو کچھ بھی بھلا نہیں پاتے کافر، منکر لوگ یعنی اگر فضل خدا ہم پر نہ ہوتا تو مثل قارون کے  
 ہمارا بھی یہی حال ہوتا تعجب کہ کافر لوگ اس بات پر غور نہیں کرتے اور نہ وہ کچھ سنتے ہیں اور اصل بات  
 تو یہ ہے کہ جو کوئی جیسا کرتا ہے ویسا ہی اس کا بدلہ لیتا ہے اگر اس دنیا میں نیک کام کر دے تو قوم کو اچھا  
 بدلہ اس دنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی اچھا بدلہ ملے گا بلکہ ابر شخص کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ نیک کام کرے  
 تاکہ بدلہ اس کو دو جہاں میں اچھا ملے۔

## عامیل مقتول بن سلیمان کا واقعہ

روایت کی گئی ہے قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص نام اس کا عامیل تھا ملک اور دولت اور  
 حرمت اس کی بہت تھی لیکن اس کے گھر میں کوئی فرزند نہ تھا ایک بھتیجہ تھا وہ بھی بہت ہی غریب تھا  
 مگر ضابطہ ہی طاقتور اور اپنے چچا کے مال پر طمع رکھتا تھا اور وہ اپنے دل میں یہ سوچتا رہتا تھا کہ کوئی وقت  
 ایسا مجھے مل جائے کہ میں اپنے چچا کو ارڈالوں اور اس ملک اور میراث پر اپنا پورا قبضہ کر لوں مگر من  
 دنیا کی طمع و لالچ نے اس کو مجبور کر دیا۔ اور ایک شب چپکے سے اپنے چچا کو مار کر پیشانی پر کے باہر  
 لے جا کر دو رکھی گاؤں کی سرحد میں رکھ آیا اور پھر اس کی ملک اور میراث سلطنت کا مالک ہوا  
 اور مکر و فریب کر کے اپنے چچا کے قاتل کا پتہ تلاش کرنے لگا بالآخر اسی گاؤں والوں پر تہمت  
 لگائی کہ انہوں نے میرے چچا کو مار ڈالا ہے۔ لہذا تم گاؤں والوں کو میرے پاس حاضر کرو تا کہ میں  
 ان سے اپنے چچا کے متعلق معلومات کروں اور صحر گاؤں کے لوگ ایک دوسرے پر تہمت لگانے  
 لگے کہ اس نے ان کے چچا کو مارا ہے اللہ تعالیٰ اس معاملہ کو یوں فرماتا ہے۔ **وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا**  
**فَاَدْرَسْتُمْ فِيْهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ** ترجمہ اور جب تم نے مار ڈالا ایک  
 شخص کو اور پھر لگے ایک دوسرے پر بہتان کرنے اور اللہ تعالیٰ کو ظاہر کرنا ہے جو تم تھاتے  
 ہو۔ حضرت موسیٰ کے پاس آکر کہنے لگے یا رسول اللہ آپ اپنے رب سے دعا کیجیے کہ اس  
 مقتول کے قاتل سے اللہ تعالیٰ مجھ دے کہ اس کو کس نے مارا ہے میں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 نے خداوند قدوس سے دعا کی حضرت حیران بنے کہ اگر کہا اللہ تعالیٰ فرماتا کہ عمار کو ہم دشمن جانتے  
 ہیں عمار ہی کیوں کر کریں۔ ان کو کہہ دو کہ وہ ایک گائے ذبح کریں اور پھر اس کی زبان لے کر اس  
 مقتول پر ماریں تب وہ زندہ ہو جائے گا اور خود بولے گا کہ مجھے فلاں آدمی نے مارا ہے۔ حضرت  
 عبد اللہ بن عباس نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا گائے کو ذبح کرنے کو کیونکہ  
 وہ قوم گائے ہی پوچھتی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اپنے معبود کو ذبح ہی اپنے ہاتھ  
 سے کریں تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ہم جس کو اپنا معبود سمجھتے ہیں وہ تو ہماری جتنی بھی طاقت و قوت  
 کا مالک نہیں ہے۔ عرض حضرت موسیٰ نے خدا کے فرمانے سے اس قوم کو اس چیز کی خبر دی **قُلْ تَعَالٰی**  
**اِذْ قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِهٖ اِنَّ اللّٰهَ يَامُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا الْبَقَرَةَ** ترجمہ اور جب  
 کہا حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کو کہ ذبح کرو ایک گائے تو البتہ تم قاتل



کو معلوم کر لو گے۔ انہوں نے کہا توہ تعالیٰ: قَالُوا اتَّخَذَ مُوسَىٰ ذَاتَ النَّجْدِ وَآلَهُ نَزْمًا مِّنْ لَّدُنْهُ يَسْتَعِذُّونَ۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا توہ تعالیٰ: قَالُوا اتَّخَذَ  
 يٰۤاٰدَمُ اَنْ تَكُوْنَتْ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ ۚ ترجمہ: کہا حضرت موسیٰ نے پناہ پکڑنا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے  
 اور نہ ہوں میں جاہلوں سے بولے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہم کو کہ وہ کائے  
 کیسی ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: توہ تعالیٰ: قَالُوا اتَّخَذَ مُوسَىٰ ذَاتَ النَّجْدِ وَآلَهُ نَزْمًا مِّنْ لَّدُنْهُ يَسْتَعِذُّونَ۔  
 کہ نہ پکڑو۔ ترجمہ: کہا اللہ تعالیٰ نے کہ وہ کائے نہ تو بول رہی ہو اور نہ پکڑ بلکہ حوالاں سال ہو۔ اب تم یہی  
 کرو جس کا تم کو حکم دیا جاتا ہے۔ پھر انہوں نے کہا: قَالُوا اِذْعُ لَنَا ذِكْرَكَ تَبَيَّنَ لَنَا مَا نَدْعُوْهُ ۚ ترجمہ  
 کہنے لگے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ وہ بیان کر دے ہمارے لیے کیا ہے رنگ اس گائے  
 کا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: قَالُوا اتَّخَذَ مُوسَىٰ ذَاتَ النَّجْدِ وَآلَهُ نَزْمًا مِّنْ لَّدُنْهُ يَسْتَعِذُّونَ۔  
 ہے کہ وہ ایک گائے ہو خوب زرد رنگ کی جو اچھی معلوم ہوتی ہو دیکھنے والوں کو۔ پھر انہوں نے کہا  
 توہ تعالیٰ: قَالُوا اِذْعُ لَنَا ذِكْرَكَ تَبَيَّنَ لَنَا مَا نَدْعُوْهُ ۚ ترجمہ: پکار ہمارے واسطے  
 اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہم کو کہ کس قسم کی ہے وہ گالیوں میں شبہ پڑا ہے ہم کو اللہ تعالیٰ نے  
 چاہا تو ہم راہ پاویں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا توہ تعالیٰ: قَالُوا اتَّخَذَ مُوسَىٰ  
 ذَاتَ النَّجْدِ وَآلَهُ نَزْمًا مِّنْ لَّدُنْهُ يَسْتَعِذُّونَ۔ فرماتا ہے کہ ایک گائے ہے نہ وہ محنت کرنے والی ہو  
 اور نہ بل بوتے والی ہو کہ پھاڑے زمین کو اور نہ پانی دیتی ہو کھیتوں کو اور اپنے بدن سے پوری  
 تندرست ہو اور داغ اس میں کچھ نہ ہو۔ تب کہا انہوں نے کہ اب لایا ہے تو ہمارے پاس ٹھیک  
 بات، اب ہم فرد ذبح کریں گے۔ پھر وہ مذکورہ بالا صفت کی گائے تلاش کرنے لگے۔ حضرت ہیرائیل  
 نے بصورت اجنبی ان کو آکر فرمایا کہ بنی اسرائیل میں فلاں آدمی کے پاس اس صفت کی گائے کو میں  
 دیکھ آیا ہوں اور قیمت اس کی اس کے تپڑے بھر کے روپے کی ہے چوپا ہے سو خریدے واصل  
 قعرہ گائے کالیوں ہے کہ ایک شخص بنی اسرائیل میں مرد صالح نیک بخت تھا اور اس کے ایک ہی بیٹا تھا  
 اور وہ بہت ہی چھوٹا تھا اور اس کے ایک گائے تھی جو اس نے اپنے بیٹے کے واسطے جھگل میں  
 خدا پرستی پر سوچی کہ الہی جب میرا بیٹا بڑا ہو تب اس گائے کو ذبح کرو اور وہ گائے جب بڑی ہوئی جنگل  
 میں اسے کوئی پکڑ نہیں سکتا تھا جب وہ لڑکا جوان ہوا نیک بخت صالح اپنی ماں کی خدمت کرتا اور  
 اپنی ماں کا مطیع و فرمانبردار رہتا اور اس نے اپنا معمول یہ بنا رکھا تھا کہ وہ رات  
 کے تین حصے کرتا پہلے حصے میں وہ سوتا اور دوسرے حصے میں عبادت کرتا اور آخر حصے میں اپنے

باپ کی قبر کی زیارت کرتا تھا یہ اس کا روزانہ کا دستور العمل تھا۔ جب فجر ہوتی تو جنگل و میدان  
 میں جا کر بکریاں چن لانا اور پھر اس کو بازار میں بیچنا جب وہ فروخت ہو جاتی تو اس کے جینی تین حصے  
 کرتا۔ ایک حصہ نر فقراء و مساکین کو صدقہ کرتا اور ایک حصہ اپنی ماں کو دیتا اور تیسرے حصے میں آپ بچہ  
 کھاتا۔ ایک دن اسی کی ماں نے اس سے کہا اے بیٹے تیرا باپ فلا نے میدان میں تیرے لیے ایک  
 گائے خدا پر سو پ کر گزر گیا ہے تو جا اور وہاں جا کر حضرت ابراہیم و اسماعیلؑ اور اسحقؑ کے خدا سے  
 مانگ تب وہ گائے تیرے ہاتھ آجائے گی اور اس گائے کی شہادت یہ ہے کہ وہ مثل شعاع  
 آفتاب کے نظر آوے گی یہ سن کر اس نے اس میدان میں جا کر دیکھا اور کہا یا الہی وہ گائے جو میرے  
 باپ نے میرے واسطے اس میدان میں چھوڑی ہے سو مجھ کو دیدے پس وہ گائے جلک خدا اس  
 کے سامنے آمو جو دہوٹی اور وہی گائے پھر لولی اے لڑکے اپنے ماں کے فرما بنو دار تو میری پیٹھ  
 پر بیٹھ میں تیری فرمانبرداریوں۔ اس لڑکے نے کہا کہ میری ماں نے مجھ سے نہیں کہا تیری پیٹھ پر بیٹھنے  
 کو مگر یہ کہا ہے کہ تجھ کو بکڑے باؤں پس وہ جوان لڑکا اس گائے کو پکڑ کر اپنے گھر کی طرف بے چلا  
 اس وقت شیطان بصورت رکھوالے کے اس کے آگے آکر بولا کہ اے جوان مرد میں اس کا پابان  
 اس پر اپنا اسباب لاد کر اپنے گھر کو جانا پتا تھا جب راستے میں مجھے کچھ حاجت پڑی میں اس میں شوق  
 ہو گیا اور یہ گائے مجھ سے چھوٹ گئی تھی اور مجھ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ میں اس کو پکڑ سکوں۔ آخر  
 یہ بھاگ گئی اور اب میں نے اسے یہاں پایا ہے اب تم ہم کو اس پر سوار کر کے مجھے اپنے گاؤں  
 تک پہنچا دو اور جو اس کی مزدوری ہوگی وہ مجھ سے لے لینا یہ بات سن کر اس جوان نے کہا کہ ہاتھ  
 پر چھروسہ کر جب تیرا ایمان درست ہوگا تو اللہ تعالیٰ بے توشہ اور بے سواری تجھ کو منزل مقصود  
 پر پہنچا دے گا اب میں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو مجھے بیچ دو اس لڑکے نے جواب دیا کہ یہ بات میری  
 ماں نے کہی نہیں ہے کہ میں گائے کو بیچ دوں یہ کہتے ہی اس نے اپنا ایک قدم بڑھایا اپنا ایک  
 پرندہ اتر گائے کے پیٹ کے نیچے سے اڑ گیا اور گائے بھی اس کے ساتھ بھاگ گئی۔ تب اس نے  
 پکارا اے گائے برائے خدا میرے پاس آ جا گائے نے یہ آواز سنی اور فوراً حاضر ہو گئی اور پھر  
 اس نے اس لڑکے سے کہا اے نوجوان جو مجھ کو بے چا لکھا وہ مر نہ تھا بلکہ وہ شیطان تھا اور وہ  
 مجھ پر سوار ہو کر بھاگا۔ جب تو نے خدا کا نام لیا تو میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور مجھ کو اس لعین سے  
 چھڑا لیا۔ عرض وہ نوجوان اس گائے کو لے کر اپنی ماں کے پاس آیا اس کی ماں نے کہا اے بیٹا ہم  
 غریب ہیں اور کچھ روپیہ عیسیٰ کھانے پینے کو نہیں تو اس گائے کو فروخت کر ڈال۔ وہ بولا اے میری



ماں اس کو کتنے میں فروخت کروں اس کی ماں نے جواب دیا کہ تو اس کو تین اشرفی میں فروخت کر ڈال وہ لڑکا اپنی ماں کی بات منکر بازار میں گیا۔ ادھر خداوند قدوس نے فرشتہ بھیجا کہ گائے کی قیمت بتا دے فرشتے نے پوچھا کہ تم اس کو کتنے میں فروخت کرو گے وہ بولا کہ سیم اس کو تین دینار میں فروخت کرنا چاہئے ہیں۔ فرشتے نے اس کو بتایا کہ اس گائے کو تم چھ دینار میں فروخت کرو۔ وہ لڑکا بولا کہ میری ماں نے تو اس کو چھ دینار میں فروخت کرنے کو نہیں کہا اگر تم اس گائے کے وزن برابر بھی دینار دو گے تو بھی بے حکم ماں کے نہیں بچوں گا۔ یہ سنتے ہی پھر حیران نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ گائے کی قیمت تو چھ دینار بازار میں ہوتی ہے تب اس کی ماں نے اس کو اجازت دیدی۔ جب وہ بازار میں آیا تو پھر اس فرشتے نے بارہ دینار اس کی قیمت کہی، پھر اس نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ بازار میں اس گائے کی قیمت تو بارہ دینار ہوتی ہے۔ یہ سن کر اس کی ماں نے اس لڑکے سے کہا کہ شاید وہ شخص فرشتہ ہو گا جو اس کی قیمت لگاتا ہے اور سیم کو فائدہ پہنچانے آیا ہے پھر حیران جا کر دیکھتا ہے کہ وہ مرد وہی کھڑا تھا تب اس نے اس کو دیکھ کر کہا کہ اب اس گائے کو مت بیچو اور تم اپنی ماں سے جا کر کہو کہ تم اس کو موسیٰ بن عمران کے آنے تک رکھو کیونکہ بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا ہے اور قاتل اس کا اب تک نامعلوم ہے اس کو وہ خریدے گا اور پھر اسے بھر وزن کر کے روپے تم کو دے گا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اس سے وہ گائے اسی صفت کی پائی جو اللہ تعالیٰ نے اس کو نشان بتایا تھا اس گائے کو اس پیرزن سے خرید کر ذبح کیا اور اس کے پھرے بھر روپے وزن کر کے اس کو دیے اور زبان اس گائے کی کاٹ کر عاقل مقتول پر جس کا بیان اور گزر چکا ہے رکھ دی خدا کے حکم سے وہ شخص زندہ ہو گیا اور اس کی رگوں میں اس کے گلے سے خون جاری ہوا تب اس نے بلند آواز اور صریح زبان سے کہا اے لوگوں! اگر وہ پھر لوگوں کاؤں والوں نے نہیں ارا میرے جیتنے نے مجھے دولت کے نالچ سے ارا ہے انباہل کو وہ پھر مر گیا پس حضرت موسیٰ نے اس بائیل مقتول کے جیتنے والی کو مار ڈالا اس کا قصاص لے کر تمام مال و اسباب اس کا محتاجوں اور فقروں کو بانٹ دیا تب وہاں کے لوگوں نے اس قاتل کے شر سے امان پائی اور پھر وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لگے۔

## ملاقات حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

بعض تاریخ کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک محفل میں بیٹھے ہوئے قوم بنی اسرائیل کو وعظ کر رہے تھے۔ اور بعض روایتوں میں یوں آیا ہے کہ جب اس میدان

نبی میں تو ابنی اسرائیل کو نصیحت کرنے لگے تو اس وقت حکم خدا ایک ایسے شخص نے ان کے سر پر سایہ ڈالا  
 اس وقت ان لوگوں کے دلوں میں یوں گزرا اور وہ کہہ بیٹھے کہ آج ہمارے برابر کوئی علم و فضیلت  
 میں نہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس واسطے یہ بات کہی کہ چالیس شتر کا بوجھ تو ریت کی تختیوں  
 میں تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو حفظ کر رکھا تھا اور خداوند قدوس سے بلا واسطہ تکلم  
 کیا تھا یہ سن کر اس محفل میں ایک شخص نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ بالکل بجا فرماتے  
 ہیں آپ کے برابر کوئی نہیں تمام طرح کے مدارج میں آپ بلند و بالا ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 ان لوگوں سے کہا تم لوگ صبح کہتے ہو، حقیقت میں میں کسی کو بھی اپنے سے بلند نہیں دیکھتا اسی وقت  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جناب باری سے حکم ہوا کہ اے موسیٰ ایسا خیال مت کر تجھ سے کوئی نہیں  
 خبردار میرے بندوں میں تجھ سے زیادہ علم ہے اور تجھ کو کیا معلوم ہے کہ میں نے کس کو زیادہ علم  
 دیا دیکھ خلق میں ایک نیک میرا بندہ ہے جو کہ مجمع البحرین میں ہے اس سے جا کر ملاقات کر پھر دیکھ  
 کہ زیادہ علم اس کو ہے یا تجھ کو، یہ سنتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے خداوند ادا وہ کون  
 ہے، اس کو مجھے دکھا، فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے موسیٰ مجمع البحرین کے قریب ایک میدان  
 ہے اس میں وہ رہتا ہے اور وہ اس کام پر مامور ہے کہ ہر گمراہ کو راہ بتاتا ہے اور میری طرف  
 اور میری طرف سے یہ معجزہ بھی اس کو دیا گیا ہے کہ وہ زندہ کو مردہ اور مردہ کو زندہ کرتا ہے اور  
 اس کے ذمہ دیگر اور کام بھی ہیں اور اس کا نام خضر ہے لہذا تو اگر وہ دیکھنا چاہتا ہے تو اس کو جا کر  
 دیکھ پھر تجھ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس میں کیا کیا کرامات ہے، یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہرہ  
 یوشع کے مجمع البحرین کی طرف گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یوشع سے کہا۔ **وَرَدُّ قَالَ**  
**مُوسَىٰ يَفْتَدِيهِ طَلَاؤُكَ حَتَّىٰ أَتْلُعَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِي حَقْبًا** اور یہ  
 کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان کو یعنی یوشع کو میں نہ بیٹوں گا جب تک کہ پانیوں کا  
 گا دو دریا کے ملاپ پر خواہ میں چلا جاؤں برسوں تک، پس دونوں حضرت مجمع البحرین تک  
 گئے، اور مجمع البحرین دو دریاؤں کا نام ہے جو فارس اور روم کے درمیان جانب مشرق کے  
 واقع ہے اور ان کے ساتھ انکی زبیل میں بھی ہوئی ننگہ رچھلی تھی اور یہ واقعہ عالم التذریل میں  
 لکھا ہے اور کلام اللہ اور حدیث میں ترجمہ ملی ہوئی مچھلی ہے ان دونوں نے اپنے کھانے کے  
 واسطے لے لی تھی جب یوشع نے دریا کے کنارے ایک پتھر کے قریب زبیل رکھ دی اور  
 پھر اسی دریا کے پانی سے وضو کیا تو ایک قطرہ پانی کا ان کی انگلی سے مچھلی پر پڑا تو فوراً مچھلی



زندہ ہو گئی زنبیل میں سرنگ بنا کر دریا میں جا پڑی۔ چنانچہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا  
بَلَغَ مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا لَعَنَ تَرْجَمَهُ۔ پس جب پہنچے دونوں دریا کے کنارے تو وہ اپنی مچھلی کو بھول گئے  
تو اس مچھلی نے اپنی راہ نکال لی سرنگ بنا کر دریا میں۔ یوشع چاہتے تھے یہ ماجرا حضرت موسیٰ  
علیہ السلام سے کہیں اور اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سوئے ہوئے تھے۔ بعد ایک لحظہ خواب  
سے اٹھ کر اس جگہ زنبیل بھول کر اپنی راہ پر چل دیئے اور پھر دوسرے دن فجر کی نماز پڑھ کر جگہ  
روانہ ہوئے۔ راہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھوک لگی اسی وقت اپنے ساتھی یوشع سے  
وہ مچھلی کھانے کو مانگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ يَضَتْهٖ اٰتِنَا غَدًا نَّأْكُلُ  
پس جب وہ آگے چلے دونوں کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان کو دے ہم کو کھانا پیارے  
صبح کا ناشتہ تحقیق ہم نے پانی سفر میں تکلیف۔ یوشع نے کہا نہ دیکھا تم نے جب ہم نے وہ  
جگہ پکڑ لی تھی اس پتھر کے پاس سو میں بھول گیا وہ مچھلی اور یہ مجھ کو بھلایا ہے شیطان نے اور میں  
یہ سوچ رہا تھا کہ اس کا ذکر عنقریب آپ سے کروں اور وہ مچھلی تھی کہ اپنی سرنگ لگا کر دریا میں  
چلی گئی یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ وہی جگہ ہے جو ہم چاہتے  
تھے۔ پھر اٹھے واپس پھرے دونوں اور اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے جاتے تھے۔ پس پایا اس  
جگہ ایک بندہ ہمارے بندوں میں سے جس کو وہی تھی ہم نے اپنے پاس سے ہیرا اور اس کو علم بھی  
اپنے پاس سے سکھایا تھا۔ غرض حضرت موسیٰ اور یوشع دونوں اسی جگہ پر واپس آئے جہاں مچھلی  
زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی تھی اور وہی مچھلی دریا میں کبھی تو پانی کے اوپر دکھائی دیتی تھی اور کبھی  
وہ پانی میں ڈوبتی نظر آتی تھی۔ اس مچھلی کو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا تو حضرت موسیٰ  
علیہ السلام دریا میں جا کر سے اور پھر پانی میں غوطہ لگایا تاکہ وہ اس مچھلی کو پکڑ لیں۔ پس جب انہوں  
نے پانی میں غوطہ لگایا تو ایک گنبد نظر آیا جو پانی میں معلق ایسا وہ اور اس میں حضرت خضر نماز پڑھ  
رہے تھے۔ جب حضرت خضر نماز سے فارغ ہوئے حضرت موسیٰ نے سلام علیک کہا اور پھر ان  
کے سامنے بیٹھے۔ انہوں نے احوال پوچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا پورا حال بیان کیا۔ حضرت  
موسیٰ اور حضرت خضر میں بات چیت ہو رہی تھی کہ اچانک ایک پرندہ آیا اور ان کے سامنے دریا سے  
ایک قطرہ پانی چوٹ مار کر لے چلے۔ پس حضرت خضر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم اپنے تئیں  
سمجھتے ہو کہ میں علم میں سب سے زیادہ ہوں حالانکہ علم اول و آخر ظاہر و باطن بنی آدم کا اللہ تعالیٰ  
کے نزدیک اس سے کم تر ہے جیسا کہ یہ مرغ ایک قطرہ پانی سمندر کے نزدیک کیا چیز ہے۔ ایسا

ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک متبار اور برابر عالم کیا چیز ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تم کو تربیت  
 فرمائی۔ یہ بات یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم مجھ کو ہے تم کو نہیں اور ایک تم کو ہے مجھ کو نہیں یہ  
 سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قرآنہ تعالیٰ: **قَالَ لَهُ مُوسٰی هَلْ اَتَّبَعَكَ عَلَىٰ اَنْ لِّغَلٰقِ**  
**مِحْنًا فِئْتَنَتْ مِّنْ شِدَّةٍ اِذْ رَجَعَ فَحَضَرْتُ مُوسٰی** نے حضرت سے کہا کیا پیروی کروں میں تیری اس پر کہ !  
 سکھا دے تو مجھ کو اس چیز کو سکھایا گیا ہے تو کچھ بھلائی سے یعنی خدا نے تجھ کو علم سکھایا ہے سو تو  
 مجھ کو سکھا بچھ حضرت خضر نے ان سے کہا تو میرے ساتھ صبر کر سکے گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ تو ہرگز  
 نہ صبر کر سکے گا۔ اور کیونکر کرے گا صبر تو اس چیز کو کہ صبر کا تجھ کو علم نہیں ہے کیونکہ میرا کام باطنی  
 ہے اور تو اس کو دریافت نہ کر سکے گا کیونکہ باطن کا حال معلوم کرنا برا قحال ہے۔ حضرت موسیٰ نے  
 کہا کہ البتہ پاوے گا تو مجھ کو اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا صبر کرنے والا۔ اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ میں تیری امانتی  
 بھی نہ کروں گا کسی حکم میں یہ سن کر حضرت خضر نے کہا کہ اگر پیروی کرے گا تو میری پس سوال مت کیسے  
 مجھ سے کسی چیز سے یہاں تک کہ میں شروع کروں تجھ کو دکھانے کو کوئی چیز پھر یہ بعد کر کے دونوں وہاں  
 سے چلے یہاں تک کہ سوار ہوئے ایک کشتی پر بھاڑ ڈالا اس کو حضرت خضر نے تب یہ دیکھ کر حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام بولے کہ تو نے کشتی ہی کو بھاڑ ڈالا ممکن ہے ہم کو ڈبو دے یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام نے کہا اے خضر تم نے تو ایک بالکل نئی چیز پیدا کر دی تب حضرت خضر نے حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام سے کہا کہ میں نے تجھ کو نہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 نے کہا مجھ کو نہ پکڑ میری محمول پر اور نہ ڈال مجھ پر میرا کام مشکل پھر دونوں چلے وہاں سے یہاں تک کہ  
 ملاقات ہوئی اس لڑکے سے پھر اس کو خضر علیہ السلام نے مار ڈالا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا  
 تو نے تو اس لڑکے کو مار ہی ڈالا اے خضر تو نے یہ فعل نامعقول کیا پھر حضرت خضر نے حضرت موسیٰ علیہ  
 السلام سے کہا کہ میں نے کہا تھا تجھ کو اے موسیٰ کہ تو میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا۔ حضرت موسیٰ نے  
 کہا اگر میں اس کے بعد کوئی چیز پوچھی تو پھر تو ہم کو اپنے ساتھ نہ رکھنا یہ کہہ کر وہ دونوں پھر چلے ایک  
 گاؤں کی طرف یہاں تک کہ پہنچے ایک گاؤں کے لوگوں کے پاس کھانا مانگا وہاں کے لوگوں سے  
 پس ان لوگوں نے انکار کیا یہ کہ وہ ضیافت کریں۔ پس پائی ان دونوں نے ایک دیوار اس گاؤں  
 میں کہ وہ گرنے کے قریب ہی تھی۔ پس حضرت خضر نے ان کو سیدھا کر دیا۔ پھر یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ  
 نے کہا اے خضر اگر تو چاہتا تو البتہ لیتا تو اس دیوار کی مزدوری اور ہم بھوکے ہیں کیوں تو نے لیٹر  
 مزدوری کے دیوار کو سیدھا کر دیا ہم تو ان سے مزدوری طلب کرتے وہ مجبور اس کو مزدوری



دیتے۔ اس پر حضرت خضرؑ نے کہا کہ جو کام خدا کے حکم سے کرنا ضروری ہے اس پر مزدوری ہم نہیں لیتے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضرؑ سے پہلی بار بھول کر پوچھا تھا اور دوسری دفعہ اقرار کرنے کو آپس میں اور تیسری دفعہ رخصت ہونے کر جان بوجھ کر پوچھا تھا کیونکہ حضرت موسیٰؑ نے سمجھ لیا کہ یہ علم میرے ڈھب کا نہیں اور میرا علم تو وہ ہے کہ جس میں خلق خدا پروری کرے تو اس کا بھلا ہوا اور حضرت خضرؑ کا علم وہ ہے کہ دوسرے کو اس کی پیروی بن نہ آوے۔ تب حضرت خضرؑ نے کہا اے موسیٰؑ تو نے عہد اپنا توڑ دیا۔ اور میں نے تو تجھ سے پہلے ہی کہا تھا کہ میں جو کام کروں گا تو تجھ سے مت پرہیزو۔ اب تم سے ہماری جدائی ہے قوله تعالى: 'قَالَ هَذَا آيَاتُ أَقْبِيْنِي وَجِيْنِكَ مَا تَنْتَبِهُ' الخ۔ ترجمہ کہ حضرت خضرؑ نے اے حضرت موسیٰؑ اب جدائی ہے میرے اور تیرے درمیان اور اب پھر میں بتانا ہوں تجھ کو ان باتوں کو کہ جس پر تو صبر نہ کر سکا پہلا وہ جو کشتی تھی کتنے فقیر اور محتاجوں کے لیے گائے اور محنت کرتے دریا میں سویں نے پیا کہ اس میں نقصان ڈالوں کیونکہ ایک بادشاہ ظالم لوگوں سے کشتی چھین لیتا تھا اس لیے میں نے اسی کشتی کو بچا ڈالا اور اس کے تختے الگ الگ کر دیئے تاکہ ظالم بادشاہ اس کو میب وارجان کرنے لے سکے اور غریبوں کے لیے گائی باقی رہے۔ اور دوسرے وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ تھے ایمان والے ڈرا کہ وہ اپنے ماں باپ کو گرفتار کرے سرکشی اور سفر میں پس اگر بڑا ہوتا تو موذی اور بد راہ ہوتا اور اس وجہ سے اس کے ایمان و ایمان باپ بڑا ہوتے پس میں نے پیا کہ خدا تعالیٰ اس کو بڑا دیوے بہتر اجزا اور مہر کرے اس واسطے میں نے اس کو مار ڈالا تاکہ ان باپ اور مخلوق خدا اس کے ہاتھ سے امن میں رہے اور اس کے ماں باپ کو خدا تعالیٰ اس کے بدلے میں ایک لڑکی دیوے کہ اس کی نسل سے ستر پیغمبر پیدا ہوں۔ اور تیسرا یہ کہ وہ دیوار تھی سو وہ یتیم لڑکوں کی تھی اور اس دیوار کے نیچے ماں گڑا ہوا تھا۔ اور ان یتیم بچوں کے ماں باپ صالح یعنی نیک تھے اور لوگوں کو قرضہ حسنہ دیتے تھے لیکن کبھی تقاضا نہیں کرتے تھے اس سبب سے خداوند قدوس نے ان کو مال و دولت سے نوازا تھا اور وہ اپنا قرض نہایت نرمی سے لیتے۔ اور سود بالکل نہیں لیتے تھے اور نہ خیانت کسی کی کرتے تھے اور نہ کسی کو آزار پہنچاتے تھے۔ اور میں نے یہ پیا کہ یہ دونوں لڑکے جب جوانی کو پہنچیں گے تو اپنے ماں باپ کا گڑا ہوا مال نکال لیں گے۔ اس دیوار کے نیچے سے تیرے رب کی مہربانی سے اور یہ میں نے کہا اپنے حکم سے پھر ہے ان چیزوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا اور وہ دیوار گرنے

کے قریب تھی اگر وہ گرتی ہاں اس کے نیچے سے ظاہر ہو جاتا تو اس کو لوگ لے جاتے اور وہ عیسیٰ  
مردم رہ جاتے اس لیے میں نے اس کی مرمت کر دی بغیر کسی مزدوری کے اور پھر حضرت خضرؑ  
اسے موسیٰ تم نے بھی اٹھا کہ تمہارے برابر کسی کا علم نہیں اور تم نے یہ نہ سوچا کہ خدا کے بند سے ایک  
سے ایک ایسے ہیں کہ تمہارا علم ان کے برابر رانی اور مسرہوں کے برابر ہے پس اب تم جاؤ اور اب  
ہماری تم سے جدائی ہے اور دوسری باتیں نصیب کی بھی مجھ سے یاد رکھو، اول خوش رہو خوش خلق  
لوگوں میں رہو، تب تمہاری عزت و وقار ہو گا، اور تراش روتی اور غمزہ کسی بات پر مت کیجیے کیونکہ  
اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا اور دوسرے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی سے حاجت مت  
مانگیجو خواہ اپنے واسطے ہو یا غیر کے واسطے بر حاجت کا پورا کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے،  
اگر ایسا خیال رکھو گے تو میرا دعا مقبول ہوگی۔ پس حضرت خضر علیہ السلام یہ کہہ کر ایک دم غائب ہو گئے  
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّدَاقَاتِ

## وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام

ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضرؑ سے رخصت ہو کر جب اپنی قوم میں آئے  
تو لوگوں نے ان سے کہا اے حضرت موسیٰ آپ حضرت خضرؑ سے کون سا علم سیکھ کر آئے ہیں وہ فرمایاں  
تو کہ وہ حضرت موسیٰ نے کہا کہ جو دیکھ کر یا سن کر آیا ہوں وہ تم سے بیان کرنے کے قابل نہیں ہے وہ  
علم تو نبیوں کو ہی ہوتا ہے جب میں نے برس موسیٰ اور ہارون کو اس میدان میں گزرے تو حضرت موسیٰ  
علیہ السلام کو وحی نازل ہوئی اے موسیٰ فلا نے روز فلا نے وقت فلائی جگہ ہارون کو اپنے پاس بلاؤں  
گا۔ جب ارشاد ہوا موسیٰ روز موعود کے منتظر رہے۔ جب وعدہ آیا ہارون کو فرمایا اے بھائی چلو  
اس میدان سے فلائی جگہ پر پس دونوں حضرات اپنی قوم سے نکل کر ایک باغ میں گئے اس کے نیچے  
ایک نہر جاری دیکھی اور اس کے کنارے ایک تخت پر تکلف دھرا پایا حضرت ہارون اس پر جا بیٹھے  
اور کہا اے بھائی یہ کیا خوب جگہ ہے یہاں رہنا چاہیے تب خدا کے حکم سے ملک الموت نے آکر  
جان ان کی قبض کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھ بہت ہی افسوس کیا اکثر حضرات کا یہ قول ہے  
کہ حضرت ہارون کو اس تخت سمیت اللہ تعالیٰ نے آسمان پر لے لیا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ان کو تخت  
سمیت اللہ تعالیٰ نے آسمان پر لے لیا۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ان کو تخت سمیت زمین کے نیچے  
لے لیا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے جا کر کہا کہ میرے بھائی ہارون نے انتقال کیا ہے



سن کر بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ وہ مرے نہیں شاید تم نے ہی مارا ہو گا  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے ان کو نہیں مارا اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔ وہ بڑے  
 اگر تم نے نہیں مارا تو ان کی لاش ہم کو دکھاؤ۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس سے  
 دعا کی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور حضرت ہارون علیہ السلام کی لاش اللہ تعالیٰ  
 نے آسمان سے نیچے اناری یا نیچے سے زمین کے نکالی تب انھوں نے حضرت ہارون کی لاش کو  
 سرتاپا دیکھا کچھ اس پر نشان نہ پایا پھر بھی ان کے مرنے پر یقین نہ کیا اور پھر کہا اسے موسیٰ ہارون  
 کو تم نے ہی مارا ہے۔ اس بات کو قوم نے حضرت موسیٰ سے اس واسطے کہا کہ وہ قوم حضرت ہارون  
 علیہ السلام کو زیادہ دوست رکھتی تھی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس سے دعا مانگی  
 پھر اللہ تعالیٰ نے ہارون علیہ السلام کو زندہ کیا حضرت ہارون نے زندہ ہو کر کہا کہ مجھے میرے بھائی  
 نے نہیں مارا میں تو خدا کے حکم سے مر ہوں۔ اتنا کہہ کر پھر وہ جان بحق ہو گئے اور اسی وقت وہ غائب  
 ہو گئے۔ تب ان سب کو یقین ہوا حضرت ہارون علیہ السلام کے مرنے کا۔ پس اس تہ میں حضرت موسیٰ  
 اپنی قوم کے پاس پھر آئے اور یوشع ان کے بھانجے تھے ان کو اپنا خلیفہ بنالیا جب تین برس گزرے  
 تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اے ملک الموت  
 تو میری زیارت کو آیا ہے یا روح قبض کرنے کو وہ بولے میں تو روح قبض کرنے کو آیا ہوں حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو کس راہ سے میری روح قبض کرے گا وہ بولے تمہارے منہ سے حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تجھ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے منہ سے خدا سے تکلم کیا انہوں نے کہا  
 اچھا میں آنکھ سے نکال لوں گا حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ آنکھ سے میں نے خدا کا نور دیکھا  
 انہوں نے کہا اچھا ہم پیر کی راہ سے نکالیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں پیر سے پہلے  
 کر کوہ طور پر گیا تھا۔ پھر انہوں نے کہا اچھا میں خدا کے حکم سے تیری روح قبض کروں گا۔ پس حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام بہت غصہ میں آئے اور کہا اے عزرائیل کتنے ہزار کلام میں نے خدا سے بلا واسطہ  
 کیے کوئی نیچ میں واسطہ نہ تھا۔ پس اس کی عزت کی قسم یہ کہ میں جلدی جان دینا اپنی تسلیم نہ  
 کروں گا۔ خداوند قدوس سے میرا اور بھی سوال ہے ملک الموت یہ سن کر چلے گئے۔ جناب بارو  
 میں عرض کی کہ خدا یا تجھ کو معلوم ہے جو موسیٰ نے تجھ کو کہا کہ اس وقت میں جان دینا تسلیم نہ کروں گا  
 میں عرض کی کہ خدا یا تجھ کو خوب معلوم ہے جو موسیٰ نے تجھ کو کہا کہ اس وقت میں اپنی جان دینا تسلیم

پھر خطاب کیا کہ اے موسیٰ تو میری طرف آنے کو راضی نہیں ہے۔ وہ فوراً بلول اٹھے اسے  
میرے پروردگار میں تیرے پاس آنے کو راضی ہوں مگر ایک بار تیرے دیدار کی تمنا رکھتا ہوں کہ  
میں کوہ طور پر جا کر مناجات اور شکر کروں اور وہیں تیرا کلام سنوں ہزار جان میری قداہ تیرے کلام پر  
پس حضرت موسیٰ نے خدا کے حکم سے کوہ طور پر جا کر عرض کی خدایا میں نے اپنی آل اور امت تجھ کو  
سونپی اس کو تو اپنی رضا پر رکھو اور ان کو مال حرام سے بھی باز رکھو اور ان کو روزی حلال دیکھو  
کیونکہ میری امت ہاتھوں ہے پس ندا آئی اے موسیٰ زمین پر عصا مار عصا مار تو پھٹ کر دریا نکلا  
پھر حکم ہوا اور یہاں عصا مار جب مارا تو اس کے اندر سے ایک پتھر سیاہ برآمد ہوا پھر حکم ہوا اس پتھر  
پر عصا مار جب عصا مارا تو پتھر بھی دو ٹکڑے ہو گیا اس میں سے ایک کیڑا نکلا وہ کیڑا اپنے منہ  
میں گھاس لے کر اللہ کا ذکر کرتا ہوا بیع پڑھ رہا تھا۔ رَبِّ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَعْرِفُ مَکَانِیْ  
دَہْرَیْ قَتِیْ حَتّٰی قَلْبِیْ تَجِدُہُ ترجمہ۔ اے پروردگار تو ٹھہر کر دیکھتا ہے اور میرا کلام سنتا ہے  
اور جگہ میری جانتا ہے اور روزی پتھر کے اندر پہنچاتا ہے۔ کسی کو محروم بھوکا تو نے نہیں رکھا  
اپنے فضل و کرم سے۔ پس جناب باری تعالیٰ سے ارشاد ہوا۔ اے موسیٰ قعر دریائے تحت  
الترسیٰ میں پتھر کے اندر کیڑے کو میں روزی پہنچاتا ہوں اس کو بھی نہیں بھوکا تو میں تیری امت  
کو کیونکر بھولوں گا۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ کوہ طور سے خوش ہو کر نیچے اتر آئے اور راہ میں کیا دیکھتے  
ہیں کہ سات آدمی ایک قبر کو کھود رہے ہیں ان سے پوچھا تم کس واسطے یہ قبر کھودتے ہو انہوں نے  
کیا یہ قبر خدا کے دوست کے لیے کھودتے ہیں تم بھی اور اس میں شریک ہو کر ثواب حاصل کرو۔  
جب وہ قبر تیار ہو گئی تو انہوں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ جو صاحب قبر ہے  
وہ تمہارے قد کے برابر ہے ایک بار تم اس میں اتر کر دیکھو تمہارے قد کے برابر ہوئی یا نہیں  
تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبر میں اتر کر لیٹ کر دیکھا اور پھر کہا کہ یہ کیا خوب جگہ کاش کہ یہ  
قبر میرے لیے ہوتی تو کیا خوب تھا۔ اسی وقت حضرت حضرت جبرائیل نے ایک سیب بہشت سے  
لا کر حضرت موسیٰ کے سامنے لا کر رکھ دیا انہوں نے اس کو سونگھا فوراً جان بحق تسلیم ہو گئے اور فرشتوں  
نے ان کو نبلا دھلا کر بہشت کا گننہ پہنایا اور نماز جنازہ پڑھ کر اسی قبر میں دفن کر کے قبر کو چھپا دیا  
اس لیے کوئی نہیں جانتا کہ حضرت موسیٰ کی قبر کہاں ہے جب حضرت عزرائیل حضرت موسیٰ کی جان  
قبض کرنے کو آیا حضرت موسیٰ نے غصہ ہو کر ایک ہلچلے ان کے چہرے پر ایسا مارا کہ آنکھوں  
کی ٹکلی پڑی۔ انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں جا کر فریاد کی کہ الہی تجھ کو معلوم ہے کہ موسیٰ نے



خجہ کو ایک طمانچہ ایسا مارا کہ ایک آنکھ میری جاتی رہی اور اگر وہ تیرا کلیم نہ ہوتا تو ہم ہر دو آنکھیں اس کی نکال ڈالتے۔ پس ندائی اسے عزرائیل تم جا کر حضرت موسیٰ کو کہو کہ تم کو حیات دینا اور منظور سے توجیر کی پشت پر ہاتھ رکھ کر دیکھو کہ کتنی پشتیں اس میں آتی ہے اتنی ہی عمر ہم تم کو اور دیں گے اگر تم یہ چاہتے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ بات سنی تو اپنے دل میں سوچا آخر ایک بار خجہ کو مرنا ہے۔ تب عزرائیل سے کہا کہ خدا کے حکم سے اب میری جان قبض کرو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر تقریباً ایک سو پچاس برس کی ہوئی تھی۔ پس ان کے حکم سے ان کی جان قبض ہوئی اور بعض روایات میں یوں ہے کہ ملک شام میں جیاروں سے فتح کرنے کے بعد انتقال فرمایا  
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْقَوَابِ

## عابد یلعزم ابن باعور اور حضرت یوشع بن نون کا واقعہ

تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قوم بنی اسرائیل اس تیبہ مذکورہ میں تقریباً سات برس تک رہے جب چالیس برس ہو جب مبعاد اللہ تعالیٰ اس تیبہ میں پورے ہوئے اور نیز یہ بھی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یوشع بن نون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ حضرت مریم سے پہلے تو اللہ تعالیٰ ان کو پیغمبری عنایت فرمائی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس قوم بنی اسرائیل کو اس تیبہ سے نکال کر ملک شام جیاروں کے قبضے سے نکال کر تم سب مصر میں جا رہو تب یوشع ابن نون بمطابق ارشاد خداوندی کے تمام قوم بنی اسرائیل کو لے کر ملک شام میں چلے گئے بعض مردودوں کو تیرے کیا اور بعضوں کو رونق اسلام سے مشرف کیا۔ پس وہاں سے فحجاب ہو کر شہر ایمیا میں جا کر اکثر مردودوں کو قتل کیا اور پھر اس شہر پر قابض ہو کر پھر شہر بلقان میں آئے یہ بڑا شہر پایہ تخت بادشاہ کا تھا۔ اور اس بادشاہ کا نام بالقی تھا۔ افواج و رعیت اس کی بہت تھی۔ حضرت یوشع نے ان سب کا محاصرہ کیا بالآخر کافروں نے شدید بیزمیت پائی۔ یلعزم ابن باعور کے پاس جا کر استدعا چاہی اور ان سے کہا آپ مقبول خدا ہیں ہمارے یہ دعا کریں کہ ہم دشمنوں پر فتح پاویں۔ اس نے کہا کہ یوشع ابن نون تو خدا کا پیغمبر ہے اور اس کا لشکر و سپاہ تو خدا کا فرستادہ ہے اور ہم کو کیا طاقت کہ ہم ان پر یہ دعا کریں۔ اور میری تو یہ رائے ہے کہ تم سب لوگ دین موسیٰ کو قبول کر لو اور ان پر ایمان لے آؤ اور حقیقت وہ بنی مرسل تھے یہ سن کر ان مردودوں نے کہا کہ ہم ہرگز دین موسیٰ کا اختیار نہ

کریں گے اور تم کو یہ بتلا دیتے ہیں کہ اگر تم ہمارے حال پر بدو عانہ کرو گے تو تم کو ہم لوگ  
 دار پر کھینچیں گے حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ بلعم ابن باعور اس بات  
 کو سن کر دل میں کچھ خوف کرنے لگا لیکن دعا پھر بھی نہ کی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ بلعم  
 ابن باعور کی عورت بہت خوبصورت تھی اور وہ اس پر عاشق و فریفتہ تھا اس بادشاہ نے  
 اس کو بہت سارے پیہ دے کر راضی کیا اور وہ تو راہزن ایمان و گمراہ تھی روپیے کے لالچ  
 سے اپنے شوہر سے سفارش کی کہ تم دعا کرو ہماری خاطر بادشاہ کے لیے جس بلعم باعور  
 نے اپنی عورت کی خاطر اور اس بادشاہ کے خوف سے اور خدا سے ڈر کر آخر کچھ حیلہ کیا  
 اور وہ یہ تھا کہ ان کو ایک فعل ناشائستہ بتا دیا کہ تم ابھی اچھی عورتیں جو ان انارستان  
 چودہ چودہ برس کی لاکر ان کو یوشع ابن نون کے لشکر گاہ میں بھیج دو اغلب یہ کہ وہ سب  
 ان کو دیکھ کر فریفتہ ہو کر مرتکب زنا ہوں گے اور وہ اس بد بخت سی ہزیمت پاویں گے  
 اور اس میں تمہاری فتح و کامیابی ہو جائے گی۔ یہ سن کر بادشاہ بالحق فاسق گمراہ نے ویسی  
 ہی فاجرہ عورتیں منگو کر حضرت یوشع بن نون کے لشکروں میں بھیج دیں۔ پھر وہ خدا کے فضل  
 سے نیک ہو کر سب لوگ اس فعل بد سے بچ گئے اور انہوں نے ان فاجرہ عورتوں کا قطعاً  
 خیال نہ کیا۔ یہ حال دیکھ کر پھر بلعم ابن باعور کی عورت نے آکر اس سے کہا کہ تم میرے کہنے سے  
 بدو عانہ کرو گے تو مجھے طلاق دے دو۔ یہ سن کر بلعم ابن باعور بہت پریشان ہوا اور اس  
 مجبوری کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس نے چاہا کہ میں ایک حجرے میں جا کر بددعا کروں ناگہاں  
 اس وقت دو شیر اس حجرے میں آگئے اور ان دونوں نے بلعم ابن باعور پر حملہ کیا۔ یہ دیکھ کر  
 وہ بہت گھبرایا اور پھر اپنی بیوی سے کہا کہ اے میری بیوی اس کو جانے دو مجھے خدا سے  
 شرم آتی ہے۔ اور میں اس کو کیا جواب دوں گا اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پیغمبر کا ہونا اس شہر  
 میں بہتر ہے۔ یہ سن کر اس کی بیوی نے کہا کہ دیکھو جب تک تم ان کے لیے بدو عانہ کرو گے  
 تب تک میں تم سے بولوں گی۔ تاچار بلعم ابن باعور نے چاہا کہ کہیں غلوت میں جا کر دعا مانگے  
 پھر وہی شیر اس کو کاٹنے کے واسطے آگئے پھر اس نے اپنے بیوی سے کہا کہ تو خداوند قدوس  
 سے ڈر۔ اور میں بنی پر کیونکر بددعا کروں یہ سن کر پھر اس کی عورت بولی کہ پھر تم ایک مکہ لائے  
 ہو اگر تم میری بات نہیں سنتے ہو تو مجھ کو طلاق دے دو۔ پھر بہت ہی مجبور ہو کر بلعم ابن  
 باعور اپنے گھر سے نکل کر ایک گدھے پر سوار ہو کر جنگل کی طرف گیا۔ اور یہ دو شیر اچھا



کا قعاب کچھ دور گیا گدھا راہ چلنے سے رک گیا۔ ہر چند گدھے کو مارا تو بھی اس نے آگے  
قدم نہ بڑھایا۔ اور مفسرین نے بعض تفاسیر میں یوں لکھا ہے کہ خدا کے علم سے گدھے  
نے اس سے یہ بات کہی کہ اے بلعم ابن باعور تم یہاں سے اپنے گھر کی طرف پھرو اور  
اپنے گھر چلو اور بد دعامت کرو اور تم اس کام سے باز آؤ ورنہ تم گنہگار ہو گے آگ میں  
ڈالے جاؤ گے۔ پس گدھے سے یہ بات سن کر وہ بہت ڈرا اور اسی وقت وہاں سے واپس  
ہو گیا۔ اتنے میں ایسے لعین بصورت آدمی بن کر اسی راہ میں اس سے بولا کہ اے بلعم ابن  
باعور تو کیوں نیک راہ سے منہ موڑتا ہے۔ وہ بولا کہ مجھے یہ گدھا منع کرتا ہے کہ تم اسی سر  
سے باز آ جاؤ۔ اور پھر میں بھی اچھی طرح سے باتا ہوں کہ یہ کام برا ہے۔ یہ سن کر شیطان  
نے اس سے کہا کہ تم کو جس نے راہ سے پھرایا وہ شیطان تھا۔ کیونکہ تم یہ جانتے ہو کہ گدھے نے  
بھی کوئی بات کہی ہے۔ پس جبکہ یہی ہے کہ تم بادشاہ بالقی کے حق میں دعا کرتا کہ وہ سب  
لوگ دور ہو جائیں اور تم ہی اس شہر میں قوم بالقی پر سر داری کر دو گے۔ اگر تم ان کو خدا کی طرف  
بلاؤ گے تو وہ تم کو مانیں گے اور وہ تمہارے فرمانبردار بھی ہوں گے اور تم ان کے پیغمبر ہو گے  
اور پھر نیک عورت بھی تمہارے ہاتھ لگے گی۔ بلعم ابن باعور نے ان باتوں کو سن کر ایک پہاڑ کی  
طرف رخ کیا اور غمزدہ بالجمہم کہہ کر کہا جہاں کہ اس کا چلہ تھا پاپا یادہ وہاں گیا اور پھر وہاں  
جا کر دعا کی اور گدھے میں رہا۔ اس دن کی بد دعا سے بنی اسرائیل نے شکست پائی۔ یوشع ابن نون  
نے نتیجہ ہو کر گھوڑے سے اتر کر سرزمین پر رکھ کر درگاہ الہی میں مناجات کی یا رب ہم شہر کے  
دور پر آج چھڑے بیٹے سے پڑے ہیں اس میدان میں کہ ان جباروں کا ملک فتح کر کے تیرا حکم بجالائیں  
اور تیرا شکر کریں اور جو کچھ مال و متاع ان کا ہم پادیں گے سب آگ میں جلا دیں گے اور آج  
کی لڑائی جو جیتا وہ بغیر تیری مدد کے نہیں اور ہم نے جو عزت پائی ہے یہ حکم تیرے ہمیں  
نہائی اے یوشع ابن نون اس قوم میں ہمارا ایک بندہ مقبول ہے اور وہ اسم اعظم میرا پڑھتا ہے  
اس کو میں نے بزرگی دی ہے۔ اس نے وہ پڑھ کر دعا کی میں نے اس کی دعا کو قبول کر لیا۔ اسی درجہ  
سے تم نے شکست پائی۔ حضرت یوشع بن نون نے اپنا سرزمین پر رکھ کر عرض کی یا الہی تو اس کا مرتبہ  
اور بزرگی چھین لے تب ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اسم اعظم لباس و تقویٰ بلعم ابن باعور  
سے چھین لیا تب آپ نے اپنا سر مجدہ سے اٹھایا اور قوم بنی اسرائیل کو اس کی بزرگی اس  
وقت یوشع ابن نون نے ایک دن حملہ سے قوم بنی اسرائیل کے ساتھ مل کر ان کا نذر کا

محاصرہ کیا اس کے بعد بلعم ابن باعور نے دعا کی لیکن وہ قبول نہ ہوئی اور دوسرے روز جمعہ تھا۔ یوشع ابن نون اور قوام بنی اسرائیل نے مل کر ان جباروں کے ساتھ لڑائی شروع کی خدا کے حکم سے زمین لرز سے ہیں آئی اور سارٹوٹ پڑا اور چاروں طرف غائبیوں کی آوازیں اٹھنے لگتے تھے جب شام قریب آئی تب یوشع ابن نون دل میں خوف اندیشہ کرنے لگے کہ تو ریت میں ہفتہ کے دن سوائے عبادت کے لڑائی کرنا اور دنیا کا کام وغیرہ کرنا ممنوع ہے دل میں سوچا اگر آج کے دن فتح نہ ہوگی تو کل قوم چاروں کی اگر ایک سہی جھے میں سے سے گی اور ہم کو یہاں سے نکال دے گی۔ تب رو بسوئے آسمان کر کے دعا مانگی کہ اے پروردگار اس وقت تو آفتاب کو اپنی قدرت سے حرکت دے کر اور دو گھنٹی دن زیادہ کر۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور دو گھنٹی دن بڑھا دیا اور آفتاب ٹھہر گیا۔ اس دو گھنٹی کے عرصہ میں شب ہفتہ کی شام ہوتے ہوئے قوام بنی اسرائیل فتح یاب ہو کر سیدہ شکر بجالائے اور وہ مردود زیر شیشہ ہوئے اور نوریت میں مال غنیمت حلال نہ تھا۔ ایسا مال جو غنیمت سے حاصل ہوتا تھا وہ سب آگ میں ڈال دیا جاتا تھا۔ لیکن ان کا مال کچھ نہ بھلا کیونکہ حکم ایسا تھا جو غنیمت میں پائے آگ لگا دیتے۔ اگر اس میں سے کچھ مال باقی رہ جاتا تو ان میں سے کچھ چرایتا تو آگ اس مال کو نہ جلاتی اور علامت مقبولیت اور ناقبولیت کی یہی تھی۔ سب کے نام فریاد ڈالا۔ نام چور کا جب نکلا اس سے مال کو منگو کر آگ میں ڈالا تب سب بل گیا۔ پس بلعم ابن باعور نے اگر یوشع ابن نون کو تعظیم و تکریم سے سلام کیا آپ نے فرمایا اے بلعم ابن باعور تمہارے واسطے بد دعا کی تھی اس وقت اللہ تعالیٰ نے فیاری بزرگی اور مراتب چھین لیے اور اب میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ صرف تین حاجتیں تمہاری اللہ تعالیٰ کے پاس بحال ہیں یہ سن کر بلعم ابن باعور پر غم ہوا اور اپنی بیوی سے کہا اے بد ذات بد بخت میں نے کہا تھا کہ پیغمبروں پر بد دعا نہیں چلتی یہ میں نے سخت گناہ کیا۔ اس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے میری زندگی اور کرامت سب چھین لی۔ یہ سن کر اس کی عورت بولی کہ تم نے تین سو برس فیکری کاٹی اور اپنے اندر کمالیت حاصل کی پھر بھی تمہاری کمالیت اور مقبولیت کچھ بھی باقی نہ رہی۔ بلعم ابن باعور بولا تین دفعہ تین حاجتیں دعا باقی رہی۔ وہ بولی یہی اس کی بیوی اس وقت میرے لیے ایک دعا کرو۔ باقی دو دعائیں تمہارے واسطے رہیں۔ بلعم ابن باعور بولا کہ مینوں دعائیں روز جزا کے واسطے رہنے دو۔ خدا سے مجھ کو اپنی نجات مانگنا ہے۔ آتش دوزخ سے



پھر وہ لڑلی اسے صاحب میرے لیے ایک دعا صرف کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو جمال بخشے  
 ہر چند بلعم ابن باعور نے کہا کہ جمال صورت تیری سب عورتوں سے زیادہ ہے۔ لیکن  
 وہ نہ مانی بالآخر بلعم ابن باعور نے ناپیار ہو کر اس کے لیے دعا کی اس وقت اس کی صورت  
 سے تمام گھر میں اجالا ہو گیا اور خدا کے غضب سے بلعم ابن باعور کی صورت تبدیل ہو گئے  
 چہرے پر سیاہی آگئی۔ ادھر اس کی عورت میں جو انور و منگو اگر پر رز عیش کرتی تھی۔ ایک دن  
 اس نے دیکھا کہ بیگانے مرد سے عیش کرنے میں مشغول ہے اسی وقت طیش میں آ کر اپنی بیوی  
 کو بد دعا کی اسی وقت اس کی بیوی کی شکل تبدیل ہو کر کیتی کی مانند ہو گئی اور جو اس سے  
 اولاد تھی وہ یہ سال دیکھ کر روئے لگی۔ کیونکہ یہ اولاد کو اپنے ماں باپ سے زیادہ محبت  
 ہوتی ہے۔ ان کی اولاد سے قوم بنی اسرائیل اور اس شہر کے لوگوں نے کہا کہ یہ تہاری ماں  
 نہیں ہے۔ یہ تو کیتی ہے اور بلعم ابن باعور سے کہا کہ اے بلعم اپنی بیوی کے لیے دعا کرو کہ  
 کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہیئت اصلی پھیر دے۔ تب لوگوں کے کہنے سے بلعم ابن باعور نے اپنی بیوی  
 کے حق میں دعا کی کہ خدا یا اس کی اصلی صورت بخش دے پھر خداوند قدوس کی قدرت سے  
 جو صورت اس کی اول تھی وہی پھر ہو گئی۔ اسے مومنو ذرا غور کرو اور دیکھو بلعم ابن باعور  
 کتنا بڑا درویش تھا باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک نافرمانی نفس امارہ کی پیروی سے  
 کی تھی اپنی بیوی کی بات سے مردود ہوا پس جو شخص نفس امارہ کا تابع ہوگا بیشک اس کی  
 جگہ دوزخ ہے اور جو شخص نفس امارہ کی پیروی نہیں کرے گا تو بیشک اس کی جگہ جنت  
 ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى: فَأَمَّا مَنْ كَفَىٰ هُ ذَا نَارَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا  
 فَإِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاوِیُّ هُ ذَا مَمَّنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَهُوَ النَّفْسُ  
 عَنِ الدُّنْوٰی هُ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاوِیُّ هُ ترجمہ: پس جس نے شرارت کی اور بہتر  
 سمجھا دنیا کا جینا تو بیشک وہ دوزخی ہے اور وہ اسی میں رہے گا اور جو کوئی ڈرا اپنے  
 پروردگار سے کھڑا ہونے سے واسطے صاحب کے اور اپنی خواہش نفس کی برائی سے  
 بچا لیا پس بیشک وہ جنتی ہے اور اسی میں رہے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ یوشابن لون  
 نے مطابق الہام الہی کے قوم بنی اسرائیل کو فرمایا کہ پھر شہر بلقا میں باکر چھا دو گیں اور خدا  
 کی درگاہ میں سجدہ کرتے ہوئے دعائیں مانگیں تب قوم بنی اسرائیل نے سرکشی کے طور پر  
 حضرت یوشع بن لون کے فرمانے سے اپنی عبرانی زبان میں حطہ حطہ کہا یعنی عنا خطا یا اے

اے رب گناہ ہمارے بخش دے اور بعض مذاق کی صورت میں کہتے منظر حفظہ یعنی اے  
 رب ہم کو گیموں دے ہم تقریباً چالیس برس کے بعد اس میدان میں تیرہ سے واپس آئے اور  
 بعض سجدے کی جگہ چوڑے کے بل پہننے لگے اور اس طرح ہنسی کرتے تھے۔ پھر شہر میں گئے  
 تو وہاں جا کر دیکھا کہ ان پر دبا آئی دو پہر کے وقت اور اس وبائی میں تقریباً ستر آدمی مر گئے  
 اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس بات کو وَادَّ قُلْنَا اَدْخُلُوْهَا الْقَرْيَةَ نَزَجْهُمُ اور صیب  
 کیا ہم نے داخل ہوا اس گاؤں میں پس کھاؤ اس میں جو چاہو تم فرغت سے اور داخل ہو  
 دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو بخشش مانگتے ہیں ہم تب بخشیں گے ہم تمہارے  
 ہم تمہارے واسطے خطائیں تمہاری اور البتہ ہم زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو پس بدل  
 ڈالائیں انہوں نے بات کو جیوں نے ظلم کیا تھا سو اس کے کیا گیا واسطے ان کے پس اتارا ہم نے  
 اوپر ان کے جو ظلم کرتے تھے عذاب و باکی صورت میں آسمان سے بسبب اس کے کہ تھے  
 وہ فسق کرتے اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آگ آسمان سے نازل کی تھی ان لوگوں  
 کے بلانے کے واسطے۔ غرض سب نے پھر توبہ و استغفار پڑھا۔ تب خدا نے اپنے فضل و  
 کرم سے معاف فرمایا اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ جب قوم بنی اسرائیل میدان تیرہ میں تھی اس  
 وقت لڑائی میں حضرت موسیٰ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جانے کو فرمایا کہ سجدہ کرتے ہوئے  
 اور حطہ کہتے ہوئے ملک شام میں داخل ہو۔ پس شاہ کے نافرمانی عین حیات میں حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل سے صادر ہوئی تھی۔ اب یوشع ابن نون نے ان سب  
 کو لے کر اس شہر میں جا کر بت پرستوں کو قتل کر دیا اور وہاں کے بادشاہ کو تخت دار پر بٹھایا  
 اور پورے شہر کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ پھر کوستان کی طرف اطراف شام میں دو شہر تھے  
 ایک کا نام عداد اور دوسرے کا نام صیفون تھا جب وہاں گئے سب نے حضرت یوشع ابن  
 نون کے پاس آکر دین موسیٰ قبول کر لیا۔ پھر وہاں سے کوہ اردی اور سلم کی طرف متوجہ ہوئے  
 وہاں کے حاکم کا نام یارق تھا یوشع کے وہاں جاتے ہی وہ اور اس کے تابع جلتے تھے  
 دین اسلام سے مشرف ہوئے۔ اور وہاں سے پھر وہ مغرب کی طرف گئے اور وہاں پانچ  
 شہر تھے پانچوں شہروں کے بادشاہ حضرت یوشع ابن نون سے لڑنے کو مستعد ہوئے۔ آخر  
 خدا کے فضل سے یوشع ابن نون نے ان پر نصرت پائی اور تمام کافر بنیمیت پا کر غاروں میں  
 جا گئے۔ لشکر یوشع ابن نون نے وہاں جا کر ان کو واصل جہنم کیا اور وہاں کے بادشاہوں کو



نکال کر تخت دار پر کھینچا۔ منقول ہے خدا تعالیٰ نے ان کے واسطے ایک شکنجہ بھیجا اس شکنجے نے سب کو مار ڈالا۔ تب یوشع ابن نون نے ان پر نصرت و فتح پائی۔ پس حضرت یوشع ابن نون نے سات برس کے اندر بادشاہوں کو مار ڈالا اور تمام ملک فتح کر کے قوم بنی اسرائیل کو تقسیم کر دیا اور تمام لوگوں پر احکاماتِ تورات جاری کر دیئے اس کے بعد کالوت اپنا غلبہ اور ولیعبد کر کے ۳۹۹ سال تک تین ہزار آٹھ سو نوے یا دو سو بیس برس میں انتقال فرمایا کتاب المنتظم میں لکھا ہے کہ ان کی ٹہر ایک سو اسی برس کی تھی۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْصَّوَابِ

## طالوت علیہ السلام

جامع التواریخ میں کتاب المنتظم سے لکھا ہے کہ طالوت ابن یوسف اولادِ شمعون بن یعقوب سے تھے اور شوہر مریم کے تھے وہ مریم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن تھیں اور طالوت پیغمبر مرسل تھے بوجہ وصیت حضرت یوشع ابن نون کے آپ نے جمیع مہمات بنی اسرائیل کے اپنے ذمے لیے تھے فراغِ امور شمی وغیرہ کے محرب بادشاہ باریق ملک سلم میں گئے تھے اور وہ لوگ دین سے برگشتہ تھے اس کو اس کی بیال کو جس کیا اور دس ہزار کافروں کو قتل کیا اور جو باقی بچ رہے تھے۔ وہ سب نے سب پہاڑوں میں بھاگ گئے تھے ایک روایت میں ہے کہ بادشاہ باریق کے ساتھ ساتھ آدمی صاحبِ ملک مجوس تھے۔ اور ان سب کے ہاتھ کی انگلیاں کاٹ کر پھینک دی تھیں اور رونی کو ان کے سامنے تورِ تورِ لکڑی ڈال دیتے تھے وہ مثال کتوں کے اوندھے سوکر منہ سے اٹھا کر کھالیتے تھے اسی طرح ان کو ذلیل و نوارک کھڑے لائے۔ چند روز کے بعد یو سادش نام اپنے بیٹے کو قائم کر کے انتقال فرمایا۔ قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ تقریباً ساٹھ برس کے بعد بنی اسرائیل مصر میں آئے۔ چالیس برس تک اس تیبہ مذکورہ میں رہے اور ان کے بیس بیس جہاد میں گزرے اس کے بعد مصر اور شام اور ملکوں میں باکر سکونت اختیار کی اور اب تک ان کی اولاد ان مذکورہ ملکوں میں موجود ہے۔

فقیر عبد اللہ طاہر بی نقشبندی

شاہ لطیف کے الونی ڈانگو لائن

کوٹلی

## خرقیل ابن ثوری علیہ السلام

بعض تفاسیر کے ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ خرقیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے پذیرایہ معجزے مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے نام ان کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذوالکفل رکھا ہے چنانچہ حبیب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وَإِذْ كُنَّا نَسْتَمِعُ لَإِسْحَاقَ يَدْعُو أَبَاهُ وَكَانَ يُخْفِيهِ وَكَانَ يُسَمِّيهِ إِسْحَاقَ** اور یاد کر اسمعیل کو اور یسع اور ذوالکفل کو اور یہ ایک میری بھرنہ بنی نے والوں میں سے تھے اور دراصل خرقیل کو اللہ تعالیٰ نے بنی بنا کر بھیجا تھا۔ آپ نے ایک دن قوم بنی اسرائیل کو خدا کے فرمانے سے جہاد میں جانے کا حکم کیا۔ ان لوگوں نے مرنے کے خیال میں جہاد میں جانا قبول نہ کیا اس کی پاداش میں وہ لوگ خدا کے غضب میں وبائی امراض میں مبتلا ہو گئے یعنی طاعون کی بیماری ان میں پھیل گئی اور اس وبائی بیماری سے کثیر تعداد میں مر گئے اور بہت سے لوگ مارے ڈر کے اپنے اپنے گھروں سے نکل بھاگے۔ جب وہ ایک سو کوں پر گئے تو وہاں ایک آواز مہلک ایسی آئی کہ اس آواز سے سب کے سب مر گئے اور بوجہ مردوں کی کثرت سے ان کو شہر میں لاکر دفن نہ کر سکے اور پھر اس کی ترکیب یوں کی کہ چاروں طرف سے ایک دیوار کھینچ کر سب مردوں کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ اور ان کو زمین میں دفن نہ کر سکے اور وہ تمام آفتاب کی گرمی سے سڑ گئے۔ جامع التواریخ میں لکھا ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے روایت کیا ہے کہ دُعیہ میں چار ہزار لاشیں تھیں۔ اور صن بصری نے کہا ہے کہ وہ آٹھ ہزار تھے اور وہب ابن منبہ نے کہا کہ وہ اسی ہزار کی تعداد تھی جو اس وبائی بیماری سے مرے تھے۔ حضرت خرقیل علیہ السلام سات روز بعد اہتکاف سے نکل کر شہر سے باہر جا کر دیکھتے ہیں کہ صرف ہڈیاں ان سب کی باقی رہ گئی ہیں اور ان کا گوشت پوست سب گل گیا تھا یہ دیکھ کر دل میں رحم آیا جناب کبریا میں عرض کی تو نے میری قوم کو ہلاک کیا۔ تو پھر ان کو زندہ کر۔ نہ آئی اسے خرقیل یہ سب وبا کے ڈر سے شہر سے نکل بھاگے تھے اور انہوں نے میرے قبضہ قدرت کا خیال نہ کیا اس لیے میں نے ان کو مار ڈالا ہے۔ اور پھر تنہا رہی دعا کرنے سے میں نے ان لوگوں کو زندہ کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **أَلَمْ تَدْرَأِیَ الَّذِیْنَ حَوَّجْنَاهُمْ مِنْ دِیَارِہِمْ وَهُمْ أَكْثَرُ حَزَنٍ أَلَمْ یَكُنْ لَهُمْ لَیْلٌ وَنَهَارٌ كَمَا یَكُنْ لَیْلٌ وَنَهَارٌ لِّمَنْ عِنْدَ رَبِّہِمْ** ترجمہ کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کے جو نکلے اپنے



عروں سے موت کے ڈر سے اور وہ تھے ہزاروں پس ان لوگوں کے واسطے اللہ تعالیٰ نے کہا مریاؤ پھر جلادیا ان کو تحقیق اللہ تعالیٰ کا یہ سب کچھ فضل ہے اور ہر لوگوں کے دلیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے پھر وہ لوگ جب شہر میں آئے کہتے ہیں کہ ان سب کے بدن سے اور ان کی نسل کے بدن سے جب پسینہ نکلتا تو اس میں مردے کی بوائی تھی اور پھر وہ اپنی اپنی میراث پر با بیٹے اور کبھی تو متابعت اور کبھی مخالفت حضرت خزقیل کی کرتے تھے اور انہوں نے رفتہ رفتہ دین موسیٰ چھوڑ کر بت پرستی شروع کر دی اور حضرت خزقیل یہاں سے ہجرت کر کے دیار شام زمین بابل میں جا بسے اور وہیں انتقال فرمایا اور درمیان و بدلہ اور کوفہ کے مدفون ہوئے۔

## الیاس ابن یاسین

قرآن مجید فرمان حمید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ قَوْلُهُ تَعَالَى: اِنَّ اِلٰهَنَا لَمَعَ الْاُمَمِ سَلِيْمٌ ترجمہ بیشک الیاس ہے ہمارے رسولوں سے روایت ہے کہ بعد خزقیل علیہ السلام کے ایک مدت تک قوم بنی اسرائیل میں کوئی نبی مبعوث نہ ہوا کہ ان کو وعظ نصیحت امر و نہی سنائے اور ہدایت کرے۔ چنانچہ یہ قوم متفرق ہو کر ملک شام و مصر اور دیگر ملکوں میں جا بسے اگرچہ بعض علماء عصر ان کو حضرت موسیٰ کے دین کی تحریص و ترغیب دیتے تھے اور ان کو سیدھے راستے کی تلقین بھی کرتے تھے مگر اس قوم پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ بت پرستی اور زنا کاری اور فعل شنیع اختیار کر لیے اور بہت تھوڑی قوم حضرت موسیٰ کے دین پر رہ گئی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو ان پر مبعوث فرمایا اور ان کے زمانے میں ایک بادشاہ تھا ملک شام میں اس نے ایک بت تراش کر اس کا نام بعل رکھا تھا اور تمام لوگ اس کو ہر روز پوجتے تھے اور دیگر لوگوں کو بھی پوجنے کو کہتے تھے اور حضرت الیاس علیہ السلام اس کے پوجنے سے مخلوق خدا کو منع کرتے تھے جیسا کہ : اَللّٰهُ تَعَالٰی نے ارشاد فرمایا۔ قَوْلُهُ تَعَالَى: وَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اَلَا تَتَّقُوْنَ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَ تَنْتَهِیْ عَنْ رُحْمَتِ الْحَسَنِ الْخَالِقِ ترجمہ : جب کہا حضرت الیاس نے اپنی قوم کو کہ کیا تم کو ڈر نہیں کیا تم پکارتے ہو بعل اور چھوڑتے ہو بہتر

اٹھانے والے کو جو اللہ ہے رب تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا اسے  
 لوگوں جبار و خالق مالک کو چھوڑ کر بت پرستی کرنا یہ کام بنی کا نہیں۔ ہجرت پرستوں  
 نے حضرت الیاس علیہ السلام کی بات نہ مانی اور برابر تکذیب کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا  
 ہے فَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فِئْتَهُمْ لَعْنَةُ كُفْرِهِمْ - قر مجس - پس جھٹلایا اس کو پس الیاس  
 حاضر کیے جا ئی گئے قیامت کے دن۔ روایت ہے کہ حضرت الیاس حضرت ہارون  
 کی اولاد میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شہر بعلبک میں بھیجا کہ وہاں کے لوگوں کو  
 بعل کے پوجنے سے منع کریں اور بعضوں نے کہا ہے کہ قوم بنی اسرائیل میں ایک عورت  
 تھی اور اس کا نام بعل تھا۔ اس کی ایسی صورت تھی کہ بتان اذرتزدیک اس کے !  
 رخصارہ ماہ قریب کے محض سنگ تھے۔ اسی کو پوجا کرتے تھے اور یہ دیکھ کر حضرت  
 الیاس وہاں کے لوگوں کو اس کے پوجنے سے ہر وقت منع فرماتے تھے اور لوگوں کو  
 اللہ تعالیٰ کی طرف ہدایت کرتے تھے۔ پس کچھ روز بعد وہاں کے وہ بادشاہ ایمان  
 لے آیا۔ اور اس نے حضرت الیاس کو اپنا وزیر بنالیا۔ اور پھر انکی بہت ہی قدر منزلت  
 کرتا تھا۔ پھر چند روز کے بعد اس نے اپنی قوم کے ساتھ راہ ضلالت اختیار کر لی اور  
 اپنی قوم کے ساتھ بت پرستی شروع کر دی یہ دیکھ کر حضرت الیاس علیہ السلام نے  
 اس سے خفا ہو کر ان پر قحط کی بددعا کی جس کے نتیجہ میں تین برس تک اس جگہ پر پانی  
 بہنیں برسسا سارے ملک میں قحط نازل ہو گیا اور کھانا اور جانوروں کو خوراک نہ ملنے کی وجہ  
 سے آدمی اور جانور سب کے سب مرنے لگے مگر لوگوں کو خیال آیا کہ یہ قحط سالی جو ہم  
 پر نازل ہوئی ہے وہ حضرت الیاس کی بددعا سے ہوئی ہے لہذا اس کو جہاں جی پاؤ  
 قورامارڈالو۔ اور ادھر حضرت الیاس ایک بڑھیا کے مکان میں پیے گئے اس لیے کہ وہ  
 بڑھیا حضرت الیاس کی مقننہ تھی اور اس کا عرف ایک بیٹا تھا اور اس کا نام البع  
 تھا اس کو حضرت الیاس کی خدمت میں دے دیا اور حضرت الیاس اس لڑکے کو لے کر  
 شہر شہر پھرتے رہے۔ بعد تین برس کے اس بادشاہ صیغور سے کہا کہ آج تین برس  
 سے تم پر قحط اور تکلیف مسلط ہے لہذا تم کو لازم ہے کہ تم جے پر جتے ہو اس سے ملو  
 کہ وہ تم کو پانی دے اور اس بلا سے قحط سے تم کو نجات دے اگر اس سے نہ ہو تو خالق  
 ارض و سما کو پوچھو اور اسی پر ایمان لاؤ تو ضرور تم کو اس بلا سے نجات دیوے گا پس حضرت



ایلیاس کے کہنے سے انہوں نے اسی وقت اپنی بت معبود سے جا کر نجات مانگی اس سے ان کو کچھ جواب نہ ملا۔ پس انہوں نے حضرت ایلیاس سے آکر عرض کی کہ آپ ہمارے واسطے دعا کریں کہ ہم اس بلا سے جلدی خلاصی پاویں۔ تب آپ پر ایمان لے آویں گے۔ یہ سنا کہ حضرت ایلیاس نے خدا کی درگاہ میں ان کے لیے دعا مانگی تو ان کی فرمائش کرنے پر اسی شب پانی پر سا تیز کاری گھاس غلہ زمین سے اُگنے لگا قحط بھارتا با پھر بھی وہ جھٹلاتے رہے اور ایمان نہ لائے مگر اسی میں بعل کو پوجتے تھے۔ حضرت ایلیاس علیہ السلام نے جب ان کے لیے دعا کی تب خدا کی طرف سے ۴۰ نازل ہوئی اسے ایلیاس تیری دعا سے میرے بندے اس قحط میں بہت مارے گئے۔ تو پھر حضرت ایلیاس علیہ السلام نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی الہی تو نے میری دعا سے ان پر قحط نازل کیا۔ اب میری دعا سے پھر سب کے واسطے بھلائی کر۔ عرض جب حضرت ایلیاس نے دیکھا کہ کافروں نے آخرت پرستی نہ چھوڑی تب الیسع کو اپنا قائم مقام اور خلیفہ بنا کر اس قوم سے علیحدہ نکل گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے زندگی و مروت تک دی اور ان کو بحر و بر میں رہنے کا حکم دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر الیسع کو نبی کیا آپ نے سب سے پہلے خداوند قدم کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور صحیح راہ کی ہدایت فرمائی لیکن اس قوم نے ان کو بھی نہ مانا اور برابر جھٹلایا آخر وہ ساری قوم مرد و ہی رہی۔ پھر چند روز کے بعد حضرت الیسع نے انتقال فرمایا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ بعد حضرت الیسع علیہ السلام کے سات سو برس تک کوئی نبی ان پر مبعوث نہ ہوا۔ عرف علماء و فضلاء تھے وہی خدا کی راہ بتاتے رہے مگر ان کی بات کوئی نہ سنتا تھا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت حنظلہ علیہ السلام کو اس قوم کی طرف مبعوث فرمایا۔

## حضرت حنظلہ علیہ السلام

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حنظلہ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنے خالق ارض و سما کو پوچھیں اور بت پرستی چھوڑ دیں یہ حکم پاتے ہی حضرت حنظلہ ہر روز شہر کے چاروں طرف دروازوں پر جا کر قوم ابنی اسرائیل کو پکار پکار کر کہتے کہ اے لوگو! خداوند قدم کو دواہا بناؤ اور اس کی پوجو اور اسی کو اپنا معبود حقیقی مانو اور بت پرستی چھوڑ دو۔ اے قوم یہ شیطان نے تم کو گمراہ کیا ہے۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے

دوست رہو اور حقیقت میں وہی تمہارا رب ہے یہ منکر اس قوم بنی اسرائیل نے کہا جو  
 مگر اسی بہت ہی بڑھ گئے تھے اسے حضرت خنظلہ بہا راہی رب سے جو ہم پوچھتے ہیں  
 حضرت خنظلہ نے ان سے کہا کہ اسے تمہارے باپ دادا سے بتوں کو نہیں پوچھتے تھے  
 پھر تم کیوں پوچھتے ہو کیا تم کو شرم نہیں آتی خدا سے نہیں ڈرتے ہو تم پر ضرور عذاب نازل  
 ہو گا جیسا کہ تمہارے آگے نافرمان لوگوں پر بلائیں اور عذاب نازل ہوا تھا اور تم لوگ  
 عذاب مذا برداشت نہیں کر سکو گے ہر چند ان کو ہر طرح خوب یاد دلایا لیکن وہ ہرگز  
 ایمان نہ لائے اور براہ تکذیب کرتے رہے بلکہ حضرت خنظلہ کو مار ڈالنے کے لیے مستعد  
 ہو گئے اور اس شہر کا بادشاہ جس کا نام طیفور ابن طیفانوس تھا وہ بارہ ہزار اپنے غلام اور  
 اور اپنے ساتھ نراناے بید رکھتا تھا اور لشکر بھی اس کا پیشا رہا تھا۔ اس مردود نے حکم کیا کہ  
 کہ تم لوگ حضرت خنظلہ علیہ السلام کو کپڑا مار ڈالو اور ادھر حضرت خنظلہ علیہ السلام رات  
 و دن بام قعر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی دعوت لپکار لپکار کر لوگوں کو دیتے تھے اور ان لوگوں  
 کو راہ حق بتاتے تھے یہاں تک وہ تبلیغ پر اس قدر بڑھ چکے تھے کہ قوم بنی اسرائیل  
 رات و دن آرام نہیں کر سکتی تھی اور نہ وہ صحیح طور پر سو سکتے تھے۔ ایک رات آپ نے  
 کہا کہ اسے قوم بنی اسرائیل تم سب پرستی چھوڑ دو ورنہ کل تم پر خدا کا عذاب نازل  
 ہو گا اور تم پر مرگ مفاعبات آجاوے گی پس وہ لوگ چونکہ اپنی موت سے بے خبر تھے  
 وہ نہیں جانتے تھے کہ موت کیسی ہے کیوں کہ اس قوم میں سات سو برس تک کوئی بھی ان  
 میں سے نہ مرا تھا اس لیے وہ حضرت خنظلہ کی بات پر یقین نہ کرتے تھے جب ان پر غضب  
 الہی نازل ہوا یعنی ان پر عذاب الہی آیا تو پیر کا وقت تھا اور اس وقت ہر آدمی اپنے  
 اپنے کاروبار میں مشغول تھا کسی کو کوئی گمان بھی نہ تھا کہ عذاب الہی آج آ ہی جائے گا  
 اس عذاب الہی سے ہزاروں آدمی واصل جہنم ہوئے اور جو لوگ باقی بچے وہ اپنے  
 بادشاہ کے پاس جا کر سوختہ دل ہو کر کہنے لگے۔ اے جہاں پناہ آج مرگ مفاعبات  
 سے بیشمار لوگ ہماری قوم کے مر گئے۔ طیفور عقل کے مجبور نے ان سے کہا کہ یہ مرگ  
 مفاعبات نہیں ہے۔ بلکہ تم خنظلہ کے شور و غل سے رات و دن سونے نہیں پاتے ہو  
 یعنی کثرت بیداری سے گرنے نے غلبہ کیا یہ موت ہیوشی کا عالم ہے وہ سب مرے نہیں  
 ہیں اگر تم آزمانا چاہتے ہو تو ان کو سیخ چھو کے دیکھو وہ اپنے آپ سے اٹھ جائیں گے



پس طیفور مردود کے کہنے سے ان گراہوں نے ویسا ہی کیا لیکن ان میں کچھ جس و  
حرکت نہ ملے پھر بادشاہ طیفور سے جا کر کہا کہ آپ نے جو کہا تھا سو ہم نے کر دیکھا لیکن  
ان میں کچھ جس و حرکت نہ ملی۔ بادشاہ طیفور بے شعور نے ان لوگوں سے کہا کہ پیچھے رہے  
وہ مردے ہوں گے۔ پھر اس بادشاہ طیفور مردود نے ایک ایسا بلند خانہ بنوایا کہ بارہ  
ہزار برج اس میں تھے۔ اور پھر حکم کیا کہ ہر برج میں ایک غلام آذرہ پوش ننگی تلوار ہاتھ  
میں لے کر متعین رہے کیوں کہ موت اس فخر پر آنے نہ پاوے اور اگر موت آئے  
تو اس کو مار سے تلواروں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو اور دروازے گنبد کے بند  
کر دو اور درمیان ان گنبدوں کے ایک کوٹھری لوہے کی بنوائی اور پھر اس میں سنگ مر مر لگایا  
اور اس میں ایک شاہی تخت اور ہر قسم کی نعمتیں اس میں رکھ دیں اور مجمع بھی اس میں روشن کی پھر  
اس کے بعد وہ بادشاہ مردود اس تخت پر جا بیٹھا اور کہنے لگا اسے موت اب تو میرا کیا کر سکتی ہے  
تو اس میں لوہے کی کوٹھری کے اندر کس طرح آسکتی ہے اب تو اس کے دروازے بھی بند  
ہیں وہ اسی گھنڈ میں تھا کہ اپنا ملک ایک مرد بڑا ہی بیہیت والا اس گنبد کے درمیان جہاں وہ  
بادشاہ مردود بیٹھا تھا اس نے اس جگہ کھڑا ہوا دیکھا۔ مارے ڈر کے ایک دم چونک پڑا  
اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی اس کی جان نفس عنقریب سے پر واز کر جائے گی۔ اس سے  
پوچھا کہ تم کون ہو یہاں کس طرح آئے ہو اس نے کہا میں عزرائیل ہوں۔ طیفور بادشاہ نے  
کہا تم یہاں کیوں آئے ہو۔ وہ بولے کہ میں تیری جان قبض کرنے کو آیا ہوں۔ بادشاہ طیفور  
بولا آج تو تجھ کو جہت دو کل جو پیا ہوسو کرنا تب ملک الموت پہلے گئے چونکہ زندگی بادشاہ  
طیفور کی ایک دن اور باقی تھی۔ پس ملک الموت کے جانے کے بعد وہ مردود وہاں سے  
نکل کر ان غلاموں کو جو گردا گرد ان برجوں میں چوکیدار تھے مارنے لگا کہ کیوں تم نے  
عزرائیل کو یہاں آنے دیا وہیں کیوں نہیں مار ڈالا۔ انہوں نے کہا اسے جہاں پناہ ہم  
نے اس کو نہیں دیکھا کہ وہ کس طرح آیا اس کے بعد بادشاہ طیفور اس گنبد میں جا کر گیا  
دیکھتا ہے کہ اس میں ایک سوراخ ہے وہ سمجھا کہ عزرائیل کی آمد اسی سوراخ سے ہوتی  
ہے لہذا وہ اس سوراخ کو بند کرنے لگ گیا اور جب وہ بند ہو گیا تو پھر وہ بہت ہی  
بے پرواہ ہو گیا۔ پھر اسی تخت پر جا بیٹھا اور وہ اس قسم سے بنوایا تھا کہ دیکھنے والا  
یہ خیال نہیں کر سکتا تھا کہ اس کا دروازہ کہاں سے ہے۔ قہقہوری دیر بعد جب اس

نے اپنی نظر اٹھا کر دیکھا تو کہا دیکھتا ہے کہ حضرت عزرائیلؑ اسی جگہ گنبد کے اندر موجود ہیں جہاں کل دیکھا تھا پوچھا کہ تم کس راہ سے آئے ہو۔ یہ بات سن کر انہوں نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ فوراً ابگر میں باقہ ڈال کر جان اس مردود کی اور اس کے ساتھ بارہ ہزار غلاموں کی جو اس کی حفاظت میں گرداگرد چوکھڑا رکھے ایک ہی پل میں قبض کر لی پھر نہ وہ قصر رہا اور نہ وہ گنبد نہ مالک رہا اور نہ وہ چشم نہ صیغہ نہ کبیر سب کے سب جہنم رسید ہو گئے اور پانی دریا چٹنے کا سکھا دیا۔ باقی جو قوم بچی تھی وہ یہ دیکھ کر بہت ہی متوجہ ہوئی اور بہت ہی حیرت زدہ ہو گئی نہ تو مالک رہا اور نہ اس کا چشم اور نہ پانی سب کا سب ویران ہو گیا پس جو باقی بچے تھے ان لوگوں سے حضرت حنظلہ نے کہا اگر تم خدا پر ایمان لاؤ گے اور میری رسالت کا اقرار کرو گے تب تو تم اس عذاب سے نجات حاصل کر سکتے ہو ورنہ کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ اس کے جواب میں ان لوگوں نے حضرت حنظلہ سے کہا کہ یہ سب بلائیں اور مصیبتیں تمہاری بدخواہی و شومی سے ہم پر نازل ہوئیں میں اگر تم ہم میں نہ ہو تے تو یہ مصیبتیں ہم پر کبھی نہ آتیں یہ کہہ کر وہ حضرت حنظلہ پر دست درازی کرنا چاہتے تھے کہ اتفاق سے حضرت حنظلہ علیہ السلام ان کے نیچے سے نکل گئے اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ایک سانپ ایسا ان کے واسطے بھیجا کہ اس شہر کا طول و عرض پھٹیس کو س کا تھا اس سانپ نے کیا رنگی چاروں طرف اس کے واسطہ کر لیا اور شہر کو دبانا شروع کیا تاکہ مقامات ان پر تنگ ہو جائیں اور پیٹھوں سے دھواں نکلا اور اس دھواں سے اکثر لوگ ہلاک ہو گئے اور پھر اس کے کچھ روز بعد حضرت حنظلہ علیہ السلام نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی اور بنو نعلیم بنی اسرائیل نے شام کے علاقہ سے پانی پتیں وہ سب اپنے صرف میں لائے اور علاقہ کے لوگ یہاں سے ہزیمت پاکر زمین مغرب میں ہارے پھر ایک مدت مدید کے بعد قصد کیا اور اپنے دل میں خیال کیا کہ چلو بنی اسرائیل سے جا کر اپنی مملکت اور نعمتیں چھین لیں اور ہم لوگ کب تک اس ملک میں رہیں گے اور اسی طرح دکھ اٹھاتے رہیں گے چلو سب ملک شام میں اپنے باپ دادا کی میراث پر بیٹھیں اور اپنا دخل کریں اور یہ بہتر ہے اس زندگی سے کہ ان سے لڑ بھر کر مر جائیں۔ پس علاقہ قوم اس تدبیر میں تھی اور قوم بنی اسرائیل اس سے غافل تھی۔ تمام دن مشق و مجاہد میں مستغرق رہتے اور اپنی بدنحی کے مارے اللہ تعالیٰ نے بھی ان میں سے پیغمبری اور بادشاہی



کو یقین لیا تب یہ لوگ ذلیل و خوار ہو گئے۔ قوم عمالقمہ نے آکر ان سے لڑائی کی اور  
 اس تابوت سکینہ اور مال و دولت کو ان سے چھین کر زمین مغرب میں لے گئے اور وہی  
 تابوت سکینہ ایک سبب تھا ان کے اقبال بلند کیا۔ اب ان میں نہ بادشاہی رہی نہ کدیم  
 سے کھاویں اور نہ اب کوئی پیغمبر رہا کہ اس کی دعا سے مقہور ہو ویں سب کے سب  
 غریب و عاجز ہو گئے اور یہاں تک کہ ان کے درمیان میں کوئی عالم و فاضل بھی نہ رہا کہ  
 کہ ان کو ہدایت کریں اور ان کو شریعت سکھائے تب گمراہ ہو گئے اور تابوت سکینہ  
 جو عمالقمہ قوم نے چھین لیا تھا وہ درحقیقت آئینہ تھا اس میں قفل مضبوط لگے تھے ایک  
 روایت میں ہے کہ تابوت کا سر مثل بلی کے سر کے تھا جس کے نیل حاجت ہوتی تو وہ  
 تابوت سکینہ کے چاروں طرف پھر کے دعا مانگتا تو وہ دعا خداوند قدوس فوراً اس کی  
 پوری کر دیتا اور کسی دشمن سے لڑائی کا موقع ہوتا تو اس تابوت کو سامنے رکھتے تھے  
 اور اس سے ایک آواز نکلتی مثل آواز بلی کے اور اسی آواز سے دشمنوں کے دل  
 میں ہدیت طاری ہو جاتی تھی اور وہ سب بھاگ جاتے تھے اور مومن لوگ اس کی  
 برکت سے فتناب ہوتے تھے اور ہر طرح کا آسائش و آرام ملتا تھا مگر اس تابوت کے  
 اندر کیا چیز تھی یہ کوئی نہیں بتا سکتا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **قَوْلًا تَعَالَى يٰۤاَيُّهَا  
 كَهْمُ نَبِيِّهُمْ اِنَّ اٰيَةً مِّنْكَ اَنْ يَّاتِيَكُمْ التَّابُوتُ فِيْهِ رِجَالٌ مِّنْكُمْ اَشْهَدُ بِمَا كُنْتُمْ  
 تَعْمَلُونَ** ان کے نبی نے نشان ان کی سلطنت کا یہ ہے کہ آدے تم کو ایک صندوق جس میں  
 دُجی ہے تمہارے رب کی طرف سے اور باقی اس چیز سے کہ چھوڑ گئی ہے موسیٰ و  
 ہارون کی اولاد۔ اٹھا لا دیں گے اس کو فرشتے اس میں نشانی پر دی ہے تم کو اگر یقین  
 رکھو۔ خبر ہے کہ اس تابوت کے اندر حضرت موسیٰ کا عصا اور حضرت ہارون کا اعلمہ  
 تھا۔ اور وہ تہنجین جو آسمان سے ان کی قوم کے لئے میدان تیرہ میں اترتی تھی جس کا تذکرہ  
 اوپر ہو چکا ہے اور دو تختیاں توریت کی شکستہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تریہ  
 پر مار کر توڑ دی تھیں وہ بھی اسی تابوت کے اندر تھیں یہ حالات تمام کتاب قصص النبیا  
 میں ہیں اور انہوں نے توریت سے نقل کئے ہیں بعض تفسیر میں مذکور ہے کہ بنی اسرائیل  
 میں ایک صندوق چلا آتا تھا اس میں تبرکات تھے موسیٰ اور ہارون کو جنگ حسب پیش  
 آتی اس کو سردار کے آگے لے چلتے اور پھر عہدہ پر آتے تو اس وقت اس کو اپنے

۴۰ گے دھر لیتے پھر اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے فتح دیتا۔ جب بنی اسرائیل بانیست ہو گئے تو وہ صندوق ان سے چھین لیا گیا اور وہ غنیم کے باقر لگا۔ اب جو طاوت بادشاہ ہوا وہ صندوق خود بخود رات کے وقت اس کے کمر کے سامنے آمو جو دہو۔ سبب اس کا یہ تھا کہ غنیم کے شہر میں جہاں اس کو رہا تھا ان پر بلائیں نازل ہوئیں شہر ویران ہو ہو گیا۔ روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص غریب میکین تھا اس کی دو بیویاں تھیں ایک نے لڑکا جننا اور دوسری نے بہنیں جننا۔ لڑکے والی نے اس سے کہا کہ تم نے ایک لڑکا بھی نہ جننا اس نے کہا کہ اسے بی بی اللہ تعالیٰ کسی کو بے مانگے فرزند دیتا ہے اور کسی کو مانگنے سے نہیں دیتا اور میں تو اس کی درگاہ سے امیدوار ہوں کہ تم کو بے مانگے اس نے لڑکا دیا ٹھہر کو بھی دے گا۔ پس دیگر یہ کہ اس نے تمام شب خدا کی عبادت کی اور اپنا سر سجدہ میں رکھ کر دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول کیا اور ایک فرزند اس کو عنایت کر دیا اور پھر اس کی والدہ نے اس فرزند کا نام شموئیل رکھا۔ جب وہ بڑے ہوئے اور تقریباً چالیس برس کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل و کرم سے نبوت سے سرفراز کیا تاکہ وہ محقوق خدا کو راہ حق دکھائیں اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اظہار کریں تاکہ دنیا سے گمراہ لوگوں کا خاتمہ ہو۔

## حضرت شموئیل علیہ السلام

تاریخ کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت شموئیل علیہ السلام نے نبوت خداوندی سے سرفراز ہونے کے بعد موجودہ لوگوں کو خدا کی دعوت دی تو اکثر لوگ قوم بنی اسرائیل کے ان پر ایمان لے آئے اور انہوں نے کہا کہ جو تابوت سکینہ ہم سے علافہ چھین لے گئے ہیں سو وہ ان سے لانا ہے اگرچہ ان سے ہم کو لڑنا ہی کیوں نہ پڑے پھر سب لوگوں سے یہ عہد و پیمان کیا اور جبراً کافر باقی تھے۔ انہوں نے اس تابوت کو آگ پر لے جا کر کھ دیا۔ لیکن خدا کے فضل سے اس کو آگ بھلا نہ سکی۔ پھر انہوں نے اس کو توڑنا چاہا لیکن وہ اس کو توڑ بھی نہ سکے آخر مجبور ہو کر کہنے لگے کہ بھائی یہ تابوت تو بنی اسرائیل کے خدا کا ہے اسی واسطے تو ہمیں ٹوٹتا ہے اور نہ وہ آگ میں جلتا ہے پھر ان لوگوں نے اس تابوت کو ناپاک جگہ پر لے جا کر رکھ دیا تاکہ لوگ اس پر بول و برا



کریں۔ چنانچہ جو مرد وہ بھی اس پر اپنا بول کرنا تو اس کے ناسور ہو جاتا اور بوا سیر کا مرض پیدا ہو جاتا اور وہ کسی طرح اچھا نہ ہوتا آخر کار وہ مرد وہی مرض میں مبتلا رہ کر مر جاتا۔ پھر انہوں نے اس تابوت کو بیت مانے میں لے جا کر اپنے بتوں کے نیچے دبا رکھا۔ لیکن وہ اس کو بھی وہاں چھپانہ سکے۔ بہر صورت وہ سب مرد وہ جب اس سے لاپرا اور پریشان ہو گئے تب اس تابوت کو دو بیلوں پر لاد کر بیلوں کو بانگ دیا اور اسی وقت فرشتوں نے اس تابوت کو اور دونوں بیلوں کو طاوت کے گھر پہنچا دیا۔

## حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ طاوت کی عداوت

ایک روایت میں ہے کہ جب طاوت نے جالوت کی لڑائی پر فتح پائی تو قوم بنی اسرائیل نے ان سے کہا کہ تم نے جو وعدہ کیا تھا کہ جالوت کو جو مارے گا اس کو آدھی سلطنت اور اپنی بیٹی سے شادی کرونگا۔ لہذا اب اپنا وعدہ پورا کر دینی حضرت داؤد کو آدھی سلطنت اور اپنی بیٹی بیاہ دو یہ سن کر طاوت نے کہا کہ میری بیٹی بہت خوبصورت ہے اور اس داؤد کا رنگ زرد ہے اور کبود چشم بھی ہے اس لیے میں اپنی بیٹی کی اس سے شادی نہیں کروں گا۔ اور جب حضرت داؤد کو معلوم ہوا تو انہوں نے بھی انکار کیا اور یہ کہنے لگے کہ اگر وہ ایسا کہتا ہے تو میں بھی اس کے یہاں شادی نہیں کروں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ بالآخر طاوت نے اپنی بیٹی کو حضرت داؤد سے بیاہ دیا۔ اور اپنی نصف سلطنت بھی دیدی اس کے بعد جب طاوت نے دیکھا کہ لشکری لوگ حضرت داؤد سے بہت موافقت رکھتے ہیں تو اس نے اپنے دل میں خوف کیا کہ کبھی ایسا نہ ہو کہ وہ میری سب سلطنت کو چھین لے یہ خیال ہوتے ہی طاوت نے حضرت داؤد کو مار ڈالنے کا قصد کیا۔ اور حضرت داؤد ایک پہاڑ کے کنارے جا کر اور وہاں ایک مسجد بنا کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے اور تقریباً ان کے ساتھ ستر آدمی عابد تھے اور وہ سب کے سب اس مسجد میں عبادت کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر بنی اسرائیل نے طاوت سے کہا کہ داؤد کے ساتھ بہت ہی عابد جمع ہو گئے ہیں اگر وہ سب کے سب بد دعا کریں گے تو ہم سب برباد ہو جائیں گے اور ہماری سلطنت بھی چھوٹ جائے گی۔ طاوت نے جب یہ سنا تو بہت لشکر اپنے ساتھ لے کر داؤد کے پاس

کو اس پہنار کے نزدیک گیا جہاں اس کی عبادت گاہ تھی۔ رات کے وقت من کو بیا گھرا اور ننگی تلوار یا تھوہیں سے کرپا پاکر مسجد کے اندر گھس کر جمعہ تمام عابدوں کے حضرت داؤد علیہ السلام کو مار ڈالے۔ خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ ان کو خواب نے غلبہ کیا آخر طاہرات بنہ لشکر سب سو گئے اور حبیب وہ طاہرات مع اپنے لشکر کے سو گیا تو اس وقت حضرت داؤد مسجد سے نکل کر دیکھتے ہیں کہ طاہرات تو جمعہ اپنے لشکر کے سو گیا۔ تب ننگی تلوار اس کے ہاتھ سے لے کر پتھر پر ماری اور پتھر کو دو ٹکڑے کر کے اس کے پیٹ پر تلوار اور وہ پتھر بھی اور ایک کاغذ کا ٹکڑا لکھ کر رکھ دیا اور جو پیرانہ بل رہا تھا وہ بھی بچھا دیا اور اس کاغذ کے ٹکڑے پر یہ لکھا تھا۔ اسے طاہرات یہ تیری تلوار میں نے پتھر پر ماری اور پتھر کے دو ٹکڑے کر دیئے اگر تیرے پیٹ پر مارتا تو تیرے پیٹ کے بھی دو ٹکڑے کر ڈالتا اور پتھر تجھ کو خبر نہ ہوتی کوئی بھی تیری فریاد کو نہ پہنچتا۔ پس بہتری تیری اس میں ہے کہ تو اٹھ کر یہاں سے پلا جا اور ان عابدوں کے مارے جانے کا ارادہ بالکل ترک کر دے ورنہ آخرت میں بھی تو گنہگار ہو گا حبیب روز روشن ہوا اور طاہرات اپنی نیند سے بیدار ہوا تو وہ دیکھتا ہے کہ اپنی تلوار اور ایک کاغذ کا ٹکڑا اور دو پتھر پیٹ پر رکھے ڈر کر اٹھ کھڑا ہوا اور فوراً ایشیان ہو کر بیت المقدس میں پلا گیا۔ اور اوہر حضرت داؤد علیہ السلام جمعہ اپنے تمام عابدوں کے عبادت الہی میں مشغول ہو گئے پھر کچھ روز بعد طاہرات نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پیچھے پسند سپاہی بھیجے کہ تم جا کر داؤد کو جمعہ اس کی جماعت کے شہنشاہوں کے مار ڈالو۔ تب وہ مرد دو حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے ساتھی عابدوں کے مارنے کے واسطے گئے۔ اتفاقاً اس شب کو حضرت داؤد علیہ السلام اپنی عبادت گاہ سے باہر نکلے تھے اور ان کی جماعت کے عابد لوگ مسجد کے اندر رہی تھے ان لوگوں نے مسجد کے اندر جا کر تمام عابدوں کو مار ڈالا جب طاہرات کو خبر ہوئی کہ تمام عابد لوگ مارے گئے اور حضرت داؤد پیچ گئے درحقیقت مطلب اس کا حضرت داؤد سے تھا۔ اور ان عابدوں کے مارے جانے سے وہ بہت ایشیان

شے۔ مترجم کے ہاں سے آگے معلوم ہوتا ہے کہ طاہرات نے اپنی بیٹی سے نکاح کیا اور ان کو نصف سلطنت بھی اپنی نے۔ بعد ازاں عابدوں کے طاہرات نے حضرت داؤد سے نکاح کیا اور پھر تمام سلطنت پر قابض ہو گئے اور ہمیشہ عدل و انصاف سے بادشاہی کرتے رہے۔



ہوا اور حضرت داؤد کو بلا بھیجا تاکہ وہ اپنی بیٹی کو ان کے ساتھ بیاہ دے اور اپنی تقصیر کی عذر داری بھی کرے۔ جب اس کے مقاصدوں نے حضرت داؤد سے جا کر کہا کہ آپ کو طاوت بادشاہ بلاتا ہے آپ ہمارے ہمراہ چلیے وہ آپ سے اپنی تقصیر کی معافی پاتا ہے حضرت داؤد نے اس بات کو سن کر ان سے کہا کہ طاوت نے گناہ کبیرہ کیا ہے کیوں کہ اس نے بے گناہ مسلمان عابدوں کو مار ڈالا ہے اور اس نے تو میرے بھی مار ڈالنے کا قصد کیا تھا جب تک وہ لڑائی میں نہ نہائے گا اور بعض برعابد کے ایک کافر کو جب تک نہ مارے گا اس وقت تک میں وہاں نہ جاؤں گا پس مقاصدوں نے یہ باتیں اپنے بادشاہ طاوت سے جا کر کہیں۔ بادشاہ طاوت یہ باتیں سن کر اپنے کہ دار پر بیت پشیمان ہوا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے حسب فرمان وہ لڑائی کے معرکے میں جا کھڑا ہوا اچانک ایک تیر دشمن کی طرف سے آیا اور اس کے سینے پر ایسا لگا کہ پشت سے نکل گیا، پس وہیں اس کی جان نکل گئی اور یہ دیکھ کر اس کا پورا الحک بزمیت پا کر واپس آ گیا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ خبر پا کر طاوت کے گھر آ کر اس کی بیٹی سے بیاہ کیا اور بادشاہ طاوت کی سلطنت کے مالک ہوئے اور ان کو صبر کی پاداش میں بادشاہی اور پیغمبری ملی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَاٰتَيْنَاكَ الْاَمْلٰكَ وَ اِيْحٰمٰنًا ۭ وَ تَرٰجِمًا ۭ** اور وہی اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو سلطنت اور حکمت یعنی پیغمبری سے نوازا۔

## حضرت داؤد علیہ السلام کی نبوت

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام یہود ابن یعقوب کی اولاد میں سے ہے۔ جب تخت پر بیٹھے اس کے چالیس برس بعد ان کو پیغمبری ملی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی قوت دی تھی کہ کوئی بادشاہ ان کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَ اذْکُرْ عِبْدَنَا الَّذِیْنَ اٰدٰوْا ذَا الَّذِیْنَ اٰدٰوْا** اور یاد کر ہمارے بندے داؤد کو جو صاحب قوت تھا اور ہماری طرف رجوع کرنے والا اور ہمارا ذکر کرنے والا تھا۔ اور دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے **فَرٰیۤاۤہُ وَ شَہَدَ اَنَّا مُسْلِمٌ** ترجمہ اور ضرور دیکھا کہ اس کی سلطنت کو اور ہم نے اس کو حکمت بھی عطا کی اور فیصلہ کرنے والی بات کا ملکہ بھی دیا۔ اور اللہ رب العزت

نے ان کو زمین کا خلیفہ بنایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ** ترجمہ اے داؤد حقیق ہم نے کیا ہے تجھ کو خلیفہ زمین میں پس تو حکم کر۔ درمیان لوگوں کے حق کے ساتھ اور اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی مت کر اگر تم نے ایسا کیا تو یقیناً تجھ کو گمراہ کر دیوے گی خدا کی راہ سے اور اللہ تعالیٰ ان کو ایسا خوش آواز کیا تھا یعنی جب وہ اپنی آسمانی کتاب زبور کو پڑھتے تھے تو ان کی خوش الحانی سے بہتا پانی بھی قلم بناتا تھا۔ ایک روایت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ آسمانی کتاب زبور کو بہتر طرح کے الحان سے پڑھ سکتے تھے۔ اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے وحوش پرند و طیور وہ یہ نہر جمیع جانور ہوا پر اور زمین پر کھڑا ہو کر سنتے تھے اور پھر سنکر بیہوش ہو جاتے تھے۔ اور درختوں کی پتیاں بھی زرد ہو جاتی تھیں اور پھڑ موم کی مانند ہو جاتے تھے اور بڑے بڑے پہاڑ ہلش میں آجاتے تھے اور سب کے سب حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح پڑھا کرتے تھے جیسا کہ خداوند قدوس نے ارشاد **يَا جِبْرَائِيلُ ادْعِي مَعَهُ وَالطَّبِيعَةَ** ترجمہ: اے پہاڑ والے جانور و رجوع سے پڑھو اور تسبیح کرو اور اسی کے ساتھ کتاب زبور کی بھی پڑھا کر جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد پر الہام سے وہ آسمانی کتاب نازل فرمائی تھی۔ بعض کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے بلکہ مترجم نے اپنے مطالعہ شاہیں میں بھی یہ چیز دیکھی ہے کہ توریت اور زبور میں زیادہ تر مسائل امر و نہی وعدہ و وعید کے ہیں اور طریقہ عبارت کے کم مذکور ہیں، اور زبور پڑھتے وقت حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز تقریباً چالیس فرسنگ تک پہنچتی تھی اس آواز سے کافر لوگ بیہوش اور مردہ ہو جاتے تھے یہ درحقیقت ان کی نبوت کا ایک معجزہ تھا اور دوسرا معجزہ یہ تھا کہ خدا نے ان کی انگلیوں میں ایسی تاب اور گرمی دی تھی کہ ان کے چھوتے ہی لوہا پگھل کر نرم ہو جاتا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **كَأَنَّا لَمَّا لَمَسْنَا الْحَدِيدَ** ترجمہ اور نرم کیا ہم نے داؤد کے واسطے لوہا یعنی ان کے ہاتھیں آتے ہی مثل موم کے نرم ہو جاتا تھا اور بغیر کسی آلہ و وسیعہ اور بے آتش کے ہاتھ سے کڑیاں موڑ کر زرہ بناتے اور لوگوں کو فروخت کرتے اور دیگر لوگ آگ میں پتا کر کڑیاں بناتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ لوہے کی زرہ پہلے انہوں نے ہی ایجاد کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَكُمْ**۔ ترجمہ اور سکھائی ہم نے کارگیری اور بنایا



ایک قسم کا پیناؤ تیار تاکہ بچاؤ سے تم کو لڑائی سے اور ایک نذرہ اس وقت پہار سوز  
درہم میں فروخت ہوتی تھی اور ان کا یہ معمول تھا کہ وہ دس سو درہم درویشوں محتاجوں  
کو دیتے تھے اور ایک سو درہم اپنے خویش و اقارب کو دیتے اور ایک سو درہم اپنی  
عبادت کے لیے اپنی غذا میں صرف کرتے اور اپنے جملہ اوقات کو بھی تین طرح پر تقسیم  
کیا تھا اور وہ طریقہ عمل یہ تھا کہ چند روز عبادت الہی میں مصروف رہتے تھے اور چند روز  
لوگوں کا انصاف کرتے تھے اور چند روز اپنے کام میں مصروف رہتے تھے یہ ان کی  
زندگی کا معمول بن چکا تھا

## حضرت داؤد علیہ السلام کا بلا میں مبتلا ہونے کا واقعہ

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بلا میں مبتلا ہونے کا یہ سبب تھا کہ ایک  
روز کتاب صحیفہ پیشین پڑھتے تھے۔ اس میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق اور حضرت  
یعقوب علیہم السلام کی بزرگی بیان کھایا یا۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ ان حضرات نے  
خداوند قدوس کے کیا کام کیے تھے جو یہ مرتبے اور بزرگیاں پائیں۔ اسی وقت دربار الہی  
سے خطاب آیا۔ اے داؤد ان پر میں نے مختلف قسم کی بلائیں نازل کیں اور وہ اس میں  
ثابت قدم رہے اسی وجہ سے ان کو مرتبہ و بزرگی میری طرف سے عنایت کی گئی۔ پس  
حضرت داؤد نے خدا تعالیٰ کی حضوری میں درخواست کی کہ الہی توہم کو بھی کسی بلا میں  
مبتلا کر انشاء اللہ میں بھی جبر کروں گا اور ثابت قدم رہو گا تاکہ اس کے صلہ میں مجھ کو بزرگی  
ملے اور میں خدا کے پیاموں سے مرتبہ پاؤں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت  
داؤد علیہ السلام کو جب جب بادشاہ طاہرت کی سلطنت ملی اور قوم بنی اسرائیل پر  
بادشاہ مقرر ہوئے تو مارے خوشی کے انہوں نے یہ اعلان کیا میں اللہ کی قسم اچھی طرح  
سے عدالت کروں گا۔ اور ہر ایک کے ساتھ انصاف کروں گا۔ لیکن یہ کہتے وقت انشاء اللہ  
بھول گئے اور اس لفظ کو اپنی زبان سے نہ کہا اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے  
کہ اتفاقاً پردہا کی کہ اسے پروردگار تو گنہگاروں پر رحم فرما اور اپنے کو گناہ سے پاک تصور  
کیا اور اس بات پر اکثر راویوں نے اختلاف کیا ہے حاصل کلام صرف یہ ہے کہ ایک  
روز حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا اے داؤد خدا نے تم کو صحت اور عافیت سے

رکھا ہے اور تم اپنی خواہش سے طلب کرتے ہو۔ اچھا اگر تمہاری تمنا یہی ہے تو وہ  
 بالکل دن قریب ہے کہ ایک روز تم پر کرنی بلا نازل ہو گئی۔ ایک روایت میں یوں آیا  
 ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک روز اپنے گھر میں بیٹھے تھے۔ روز موعود کو دو شنبے  
 کے دن سترویں تاریخ ماہ رجب کی آچانک ایک خوبصورت پرندہ کبوتر کے مانند اور  
 بدن اس کا سونے کے رنگ کے مانند اور ہر پر اس کا رنگ برنگ مثل جواہر کا تھا اور  
 نائن اور چوپنچ مثل یاقوت سرخ کے اور اس کی آنکھیں مانند زمرہ کے اور پاؤں اس  
 کے مانند فز وزے کے تھے حضرت داؤد علیہ السلام کی جو عبادت گاہ اپنے گھر میں تھی  
 اس میں ایک طاق بھی تھا۔ یہ پرندہ اسی طاق میں حضرت کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ حضرت  
 داؤد علیہ السلام نے اس کا سن و لطافت دیکھ کر خواہش کی کہ اس کو اپنے راکوں کے واسطے  
 پکرائیں۔ جب حضرت داؤد نے اس کے پکڑنے کی کوشش کی تو وہ پرندہ وہاں سے اڑ کر  
 ایک باغ میں جا بیٹھا حضرت داؤد اس کے پکڑنے کے واسطے وہاں بھی آگئے اور وہاں  
 جا کر لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ باغ کس کا ہے وہاں گئے لوگوں نے حضرت داؤد سے  
 عرض کی کہ یہ باغ ایک عورت کا ہے اور اس کا نام بطش ہے یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام  
 ایک بالا خانے پر چڑھ کر چاروں طرف بہت دیر تک دیکھتے رہے اور اسی باغ میں بطش  
 عقیقہ تنگی حوض میں اپنے نہاتی تھی حضرت داؤد علیہ السلام کی آچانک نظر اس پر پڑا اور ایک  
 روایت سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت داؤد نے اس کو دیکھ کر بہت خواہش کی (واللہ اعلم)  
 اور اوپر بطش کو معلوم ہوا کہ یہ شخص مجھ پر بہت خواہش رکھتا ہے پس اس نے اپنے بالوں  
 سے اپنا تمام بدن ڈھانپ لیا اور اپنے دل میں ان کے نہال محبت کو بویا اور راہبر حضرت  
 داؤد علیہ السلام نے بالا خانے سے اتر کر اس باغ کے پاس جا کر پوچھا کہ یہ پرندہ کس کا  
 ہے وہاں کے رہنے والوں نے جواب دیا کہ یہ پرندہ بطش عورت کا ہے جو اس باغ  
 کی مالک ہے پھر حضرت داؤد نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس کا شوہر ہے یا وہاں کے  
 لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بتلایا کہ ان ایک شخص سے چند روز ہوئے اس کا بیہ  
 ہوا تھا اور اس کا نام اوریہ ہے لیکن اب تک اس سے اس عورت کی بے تری نہیں ہوئی  
 ہے۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے اوریا کو بلایا اور بہت ہی پیار و محبت سے  
 کہا کہ تم بہاد میں جاؤ اور بہت روپیہ پیسہ دے کر اس کو بہاد میں جانے کو تیار کیا اور اسی



کو اچھی طرح سے غرض کر دیا اور اس کو ہمایاں پر روانہ کر دیا جہاں کی جائے دشوار تھی یعنی  
 وہاں جو جاتا پھر وہاں لوٹ کر نہیں آتا پس اوتاریا نے وہاں جا کر بہت لڑائی کی اور پھر فتح  
 بھی پائی۔ پھر وہاں سے دوسری جگہ کو اس کا نام ناطقہ تھا وہاں جا کر بہت لڑائی کی اور !  
 درخت شہادت پائی۔ اس کے بعد اس لشکر نے جو حضرت داؤد نے روانہ کیا تھا اس ملک کو  
 فتح کر کے اور بہت سال غنیمت لے کر حضرت داؤد کو دیا اور حضرت داؤد نے اریا کی  
 شہادت سن کر ایک برس تک تعزیت کی۔ اس کے بعد اس بطشاعورت کو اپنے نکاح میں لائے  
 اور اس کے علاوہ تین سو بیویاں ان کے اور تھیں جب حضرت داؤد نے بطشاع سے  
 نکاح کر لیا تو اب پوری ایک سو بیویاں ہو گئیں۔ ایک روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ  
 حضرت سلیمان بطشاع کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ ایک دن حضرت داؤد مخراب میں بیٹھے  
 تھے اور خداوند قدوس سے مناجات کر رہے تھے اتفاقاً وہ شخص امینی اس مخراب کی  
 دیوار توڑ کر اندر آئے۔ یہ دیکھ کر حضرت داؤد چونک پڑے۔ انہوں نے کہا کہ اے داؤد  
 مت ڈرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ **ذَهَلْ اَنْتَ بِذُرِّ الْخَصْمِ اِذْ تَسُوْ**  
**رُ وَالْمُحْرَبِ ۚ اِذْ رَخَلُوْا عَلٰی ۙ ذَاوُدَ الْاٰیۃ۔** ترجمہ کیا پسینی ہے خبر تجھ کو دعویٰ  
 کرنے والوں کی جب وہ دیوار کو توڑ کر اندر آئے تیرے عبادت خانے میں داخل ہو گئے  
 یہ دیکھ کر داؤد گھبرایا اور وہ ان سے پوچھے کہ تم مت گھبراؤ ہم تو دوسرے گھبرانے والے  
 ہیں۔ اور زیادتی کی یہ ایک نے دوسرے پر سوتو فیصلہ کر دے ہمارے درمیان  
 انصاف کا اور زیادہ دیر مت کر اور ہم کو سیدھی راہ بھی بتا دے یہ سنتے یہ حضرت  
 داؤد علیہ السلام نے ان سے کہا اپنا احوال بیان کرو۔ پس کہا اس فریادی نے حضرت  
 داؤد علیہ السلام سے قولہ تعالیٰ۔ **اِنَّ هٰذَا اٰحٰی قَدْ لَغِيَ تَسْعٌ وَتِسْعُوْنَ نَعْبَةً**  
 یہ جو ہے وہ میرا جتن ہے اس کے پاس میں تین سو سے زبیاں اور میرے پاس ایک  
 زبیا ہے پھر یہ کتاب ہے جہ سے کہ تم اپنی زبنی بھی میرے حوالے کر دو اور اس بات میں  
 مجھ سے زبردستی بھی کرتا ہے یہ بات سنا کر حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کے مخالف  
 شخص سے کہا کیوں جو کچھ کہتا ہے سچ ہے یا نہیں۔ وہ بولا سچ کہتا ہے قولہ تعالیٰ  
**قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْتِكَ اِنِّیْۤ اِنْعَیْجُہُ ۙ** ترجمہ بولا داؤد کہ وہ بے انصافی  
 کرتا ہے تجھ پر کہ مانگتا ہے تیری زبنی کو اپنی زبنیوں میں لائے کہ پس حضرت داؤد سے

دونوں فرشتوں نے جو کہ آپس میں متخاصمین بن کر آئے تھے جس کو کہا کہ اسے داؤد باوجود تیری تانہ سے بیویوں کے اور یا کی بیوی سے حرص کی غرض سے نکاح کیا اور پوری ایک سو عورتوں کو اپنے نکاح میں لاسے۔ یہ درحقیقت ایک مقدمے کی صورت تھی جس میں پیش کر کے جوہم آئے ہیں تمہارے پاس یعنی دینی کا معاملہ ہے کہ یہ تم نے اپنے نفس پر ظلم کیا یہ کہہ کر دونوں فرشتے غائب ہو گئے یہ واقعات جامع التواریخ میں مذکور ہیں اور قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت میں اور یا ایک شخص تھا اور ایک عورت سے اس کے نکاح کا پیغام تھا اور بہت ممکن تھا کہ اس کا نکاح ہو جائے۔ لیکن اس عورت کے وارثوں کو اور یا سے کچھ خلش تھی اسی واسطے اس عورت کو اور یا کے نکاح میں امنوں نے نہیں دیا تھا پھر اس کے بعد حضرت داؤد نے اس عورت کو نکاح کا پیغام دیا اللہ ان کی تانوں میں بیاباں موجود تھیں۔ اگرچہ یہ خلاف شرع تھا لیکن از روئے تورات، زبور کے ایسا ہو سکتا تھا لیکن بظاہر اتنا بھی پیغمبر کی شان کے خلاف ہے کہ شاید کوئی اس میں شک و شبہ کرے کہ یہ چیز بھی شان پیغمبری میں درست نہیں ہے یہ درحقیقت جانچ تھی جو ان دو فرشتوں کے ذریعے سے کرائی گئی اور حضرت داؤد علیہ السلام اس بات سے بہت ہی ناراض ہوئے اور اس واقعہ سے ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ دونوں فرشتے اپنی دینی کا معاملہ ہے کہ ہم کو نصیحت کرنے آئے تھے پھر حضرت داؤد علیہ السلام اپنی جملہ تقصیر و خطا سے معترف ہو کر بہت روئے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور چالیس روز تک مسلسل سجدے میں پڑے رہے اور نہ اچھی طرح کھاتے تھے اور نہ اچھی طرح کوئی چیز پیتے تھے اور شب و روز روایا کرتے تھے اور جس جگہ پر وہ سجدہ ریز تھے ان کے رونے کے آنسوؤں سے اس کے قریب درجوار میں گھاس پیدا ہو گئی اور وہ بڑے بڑے سر سے بھی اوپنی ہو گئی۔ تب باری تعالیٰ سے ندا آئی اے داؤد اپنا سر سجدے سے اٹھا اور میں نے تیری جملہ تقصیرات کو معاف فرمایا۔ یہ سن کر حضرت داؤد نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا۔ اور پھر ایک ایسی آہ ماری کہ اس آہ سے سب گھاس جو ان کے پاروں طرف تھے جل گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّهُ مَقْتُلٌ فَأَسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَاللَّهُ سَمِعَ نَادَاهُ فَنَادَىٰ دَاوُدُ أَنَّهُ مَقْتُلٌ فَأَسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَاللَّهُ سَمِعَ نَادَاهُ فَنَادَىٰ دَاوُدُ أَنَّهُ مَقْتُلٌ فَأَسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَاللَّهُ سَمِعَ نَادَاهُ فَنَادَىٰ دَاوُدُ أَنَّهُ مَقْتُلٌ فَأَسْتَغْفَرَ رَبَّهُ

اس کو جانچا اور پھر گناہ بخشوانے لگا اپنے رب سے اور پھر گر پڑا اچانک کہ سجدے میں



اور ربوب ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف پس ہم نے معاف کیا اس کو وہ کام حضرت جبرائیل نے آکر فرمایا اے داؤد اور سیا کی قبر پر جا کر اس سے اپنی تقصیر کی معافی مانگ تا کہ کل قیامت میں وہ تم سے مواخذہ نہ کرے۔ حضرت داؤد نے حضرت جبرائیل کی اس بات کو سن کر اس کی قبر پر جا کر پکارا۔ اور سیا قیسری دفعہ اس نے جواب دیا کہ تم کون ہو جو بار بار پکارتے ہو اور مجھے غیبت سے جگا دیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا میں داؤد ہوں وہ بولا اے خلیفہ خدا آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟ اس وقت حضرت داؤد نے فرمایا کہ میں تم سے معافی چاہتا ہوں۔ اے حضرت داؤد آپ نے توجہ کو جہاد میں بھیجا تھا۔ میں یہاں جا کر شہید ہو گیا اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بہشت میں جگہ دی ہے اور اب آرام سے ہوں اور جو کچھ آپ نے میرے ساتھ کیا ہو گا وہ سب میں نے معاف کیا پس حضرت داؤد نے اس سے نوش ہو کر اپنے گھر کی راہ لی۔ پھر حضرت حیرائیل علیہ السلام نے ان سے کہا اے داؤد خدا نے تم کو سلام کیا ہے اور فرمایا ہے کہ پھر تم اور سیا کے پاس جا کر کہو تم کو میں نے بہاد فی بیل اللہ میں بھیجا تھا۔ محض اپنی نفس کی خواہش سے تو وہاں جا کر شہید ہوا میں نے لبثا سے نکاح کیا یہ تقصیر مجھ سے ہوئی تو مجھ کو معاف کر لیکن بموجب ارشاد جناب باری تعالیٰ کے حضرت داؤد نے اور سیا کی قبر پر جا کر پکارا اس نے جواب دیا اے حضرت داؤد پھر کیوں آپ مجھ کو پکارتے ہو اپنا احوال کیوں انہوں نے لبثا اس کی عورت کی حقیقت سب بیان کی اور اپنی خطا کی معافی چاہی۔ اور سیا نے اس کا جواب کچھ نہ دیا۔ حضرت داؤد بہت گرویدہ ہوئے اور رد و رو کر کہا اے اور سیا میری تقصیر معاف کر میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ تب اس نے کہا اے حضرت داؤد موت کرو اس بارے میں تم کو معاف نہ کروں گا جو تم نے کیا ہے۔ پھر حضرت داؤد نے رد و رو کر معافی مانگی پھر بھی اس نے معاف نہ کیا۔ تب درگاہِ الہی سے ندا آئی۔ اے داؤد موت کرو۔ میں نے تجھ کو معاف کیا۔ حضرت داؤد نے عرض کیا یا الہی اور سیا مجھ کو معاف نہیں کرتا ہے یہ تب حکم ہوا اے داؤد حشر کے دن اس کے لیے ایک قصر یا قوت سرخ کا بناؤں گا اور اس میں حوریں بہشت کی رہیں گی۔ اور سیا کو ان پر عاشق و مفریقہ کروں گا۔ تب اس کے بدلے میں وہ تم کو معاف کر دے گا۔ روایت کہ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت بہشت میں ایک مکان پر تکلف جو اہرات سے بنا کر اور یا کو دکھایا اور

اور پھر اس نے فرمایا کہ حضرت داؤد کو معاف کر تو یہ قصر بہشت تجھ کو دوں گا۔ پس اس وقت وہ یہ قصر اور حوریں دیکھ کر عاشق ہوا اور خوش ہو کر حضرت داؤد علیہ السلام کو پکارا کہ اے داؤد میں نے تمہاری خطا معاف کی۔ اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام خوش ہو کر اپنے گھر پر آئے۔ ایک دن بنی اسرائیل جمع ہو کر کہنے لگے اے بنی اللہ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم لوگ آپ کو تقریباً چالیس روز سے دیکھتے ہیں کہ آپ نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے اور غم دیدہ ہو کر ہر وقت سرگرداں رہتے ہیں یہ سنکر حضرت داؤد نے فرمایا اے میرے صاحبو! خدا نے جب مجھ کو فیض کیا اور تم پر بنی بنا کر بھیجا اور مجھ کو منع فرمایا تھا کہ دیکھو تم نفس امارہ کے پیچھے مت پڑنا ورنہ خراب ہو جائے گا۔ پس میں نے اس بات کا خیال نہ کیا اور میں بھول گیا اور اسی بھول میں میں نے امارہ کی پیروی کی تھی۔ یعنی ایک شخص جس کا نام اوسیا تھا میں نے مغالطہ دے کر اس کو عباد میں بھیجا اور وہ وہاں شہید ہو گیا اور میری متانتی کہ بعد شہید ہونے کے اس کی عورت سے نکاح کروں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ یعنی اس کی چھوڑی ہوئی بیوی سے میں نے نکاح کر لیا۔ اسی پاداش میں خداوند کریم نے مجھ کو چند روز تک اسی بلا میں مبتلا کیا۔ اور اب خدا کا بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے اس سے مجھے نجات بخشی ہے اور ایک روایت و باب ابن منذر سے ہے کہ حضرت داؤد اپنی اس خطا کی وجہ سے تقریباً تیس برس تک رویا گئے اور اس کی کثرت سے اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتے تھے کہ کپڑے تر ہو جاتے تھے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ماننے والے مایہی تقریباً چار ہزار کے لگ بھگ تھے وہ بھی رویا کرتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام جو آپ کی اولاد سے ہیں وہ اپنے والد کی آنکھوں سے آنسو لپٹھتا کرتے تھے۔ اور ایک روایت حسن بصریؒ سے بھی ہے کہ حضرت داؤد اپنے گناہ کے معاف ہونے کے بعد بھی انتہائی انکساری کی وجہ سے اپنی روٹی پر تنگ چھڑک کر کھاتے تھے اور پھر بھی ہر وقت آنسو بہاتے تھے۔ اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہی خود اک ہے صاحبِ تقصیر کی اور حضرت داؤد علیہ السلام کا حال تقریباً ستر برس تک یہی رہا۔ ایک دن حضرت داؤد علیہ السلام بیت المقدس میں جا کر زمین پر سر رکھ کر رورہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جناب باری سے یہ مژدہ لے کر آئے اور پھر کہنے لگے



قَوْلَهُ تَعَالَى: فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ ذَٰلِكَ ذَاتُ لَٰعِنَدِنَا لَذُنُفٍ وَحُسْنِ مَا يَبْدُو  
 ترجمہ پس ہم نے معاف کر دیا اس کو وہ کام اور اس کا بیمار سے پاس مرتبہ ہے اور اچھا  
 حکمانہ ہے حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن منبر پر چڑھ کر شکر خدا بجالائے اور زبور  
 پڑھ کر عرض کی ابھی تو یہ تو نے میری قبول فرمائی، اسی وقت عیب سے آواز آئی کہ تو بہت بڑی  
 میں نے قبول کی، پھر اسی وقت عرض کی کہ اسے رب میں ڈرتا ہوں کہ خطا اپنی بھول جاؤں  
 تو میرے بدن پر ایک نشان خطا کا رکھ دے تاکہ اس گناہ سے اپنی تین نہ بھولوں اور  
 مجھے نشان دیکھنے سے یاد رہے تب بحسب خواہش اللہ تعالیٰ نے ان کی داسی بھولی  
 پر ایک نشان اس گناہ کا جو مذکور ہے رکھ دیا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام ہمیشہ اس پر  
 نگاہ رکھتے تھے اور اپنی خطا کو ماضی کو نہ بھولتے تھے اور بار بار استغفار پڑھتے رہتے  
 تھے اور منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھتے تھے اور اس بات کو جس پر وہ گناہ کا نشان تھا سب  
 کو دکھاتے تھے اور خود اس کو دیکھ کر بہت افسوس کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی زار و قطار  
 روتے بھی تھے۔ اسی وجہ سے خدا کے دربار میں حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی  
 اور کبھی عدل و انصاف کے تحت پر بیٹھے تھے۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک  
 دن وودبقانی متنی حمین وادخواہ ان کے پاس آئے ان میں سے ایک نے کہا کہ اس کی  
 بکریوں نے میرا کھیت کھا لیا ہے اور آپ اس کا انصاف کر دیجئے حضرت داؤد علیہ السلام  
 نے ان سے دریافت فرمایا کہ قیمت بکریوں کی اور کھیت کی تاؤ تب انہوں نے بکریوں  
 کی اور کھیت کی قیمت ٹھہرائی تو معلوم ہوا کہ زراعت کی قیمت بکریوں سے زیادہ ہے۔  
 حضرت داؤد نے یہ فیصلہ کیا کہ زراعت والے کو بکریاں حوالے کر دیں اور بکریوں والا  
 حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس سے روتا ہوا نکل آیا۔ اور اس وقت حضرت داؤد کے  
 بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر صرف سات برس کی تھی وہ اپنے دروازے پر بیٹھے  
 تھے اس شخص کو روتے دیکھا تو انہوں نے اس شخص سے دریافت کیا کہ بھائی تم کیوں  
 روتے ہو اس نے جواب دیا کہ بھائی حضرت داؤد نے انصاف کر کے میری کل بکریاں  
 کھیت والے کو دے دی ہیں۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تم خلیفہ  
 خدا سے جا کر کہو کہ اے خلیفہ خدا اگر آپ ہمارے اس مقدمے کو غور کر کے انصاف فرمادیں  
 تو پھر اس غریب کے حق میں بہتر ہو گا اس شخص نے بموجب ارشاد حضرت سلیمان علیہ السلام

کے حضرت داؤد سے جاکر کہا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ بات سنی اور پھر فرمایا کہ یہ بات تم کو کس نے بتلائی۔ وہ بولا حضرت سلیمان علیہ السلام نے مجھ کو کہا کہ تم پھر خلیفہ خدا کے پاس جاؤ اور ان سے گزارش کرو کہ میرے مقدمہ پر پھر غور کیا جائے تاکہ غریب کے حق میں کچھ بہتری ہو۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ تم نے اس کو میرے پاس کیوں بھیجا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اے ابابا ان حضور اگر اس مقدمہ کو اچھی طرح سے غور کر کے انصاف فرمادیں تو میرا خیال ہے کہ پھر اس غریب کے حق میں بہتری ہوگی تب حضرت داؤد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا کہ کہو تم اس کا فیصلہ کس طرح کرو گاتب دونوں حضرات نے اس مقدمہ پر نہایت غور و خوض کیا اور اس کا فیصلہ یوں چکا دیا کہ اللہ تعالیٰ مہمان ہے قولہ تعالیٰ۔ وَدَاوُدُ مَسْكُومًا إِذْ يَخْتَصِمُونَ جی اٹھ کر توجہ: داؤد اور سلیمان کو وی پرایت ہم نے جس وقت وہ حکم کرنے تھے دونوں بیچ کھیتی والوں کے جس وقت کہ چمک گئیں بیچ اس کے کہہ یاں ایک قوم کی اور دوسرے ہمارے ان کا فیصلہ پس سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان علیہ السلام کو اور دونوں کو حکم اور عالم تھا۔ بعض تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہیں کو لو دیا کھیتی والوں کو بدلہ ان کے نقصان کا اور اس وقت ان کے دین میں یوں تھا۔ کہ چور کو اپنا غلام بنالیتے تھے۔ اسی کے موافق یہ حکم کیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کم سن ہی تھے انہوں نے بھی جبکہ اس نے اپنے پاس منگوایا اور کہا کھیتی والوں کو کہہ یاں تم ان کی رکھو اور ان کا دودھ پیا اور وہ کھیتی کو پانی دیا کہیں کہہ یاں اے سب کھیتی جیسی تھی ویسی ہو جاوے تب ان کی کہہ یاں واپس کر دیجو اور اپنی کھیتی کو اپنے قبضہ میں کر لینا تاکہ دونوں کو کوئی نقصان نہ ہو۔ حضرت سلیمان نے یہ انصاف کیا اور آئندہ حضرت داؤد علیہ السلام بغیر مشورہ سلیمان کے کوئی بھی حکم لوگوں پر نافذ نہیں کرتے تھے۔ — ایک دن یوں ہوا کہ ایک برصیحا سلیمان کے غائبانہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس وادخواہ آئی اور وہ آکر یوں بولی اے خلیفہ خدا میں برصیحا ہوں اور نہایت ہی ضعیف عیالدار بھی ہوں ایک روز اپنے مال و اموال



کے لیے دکر و منت کر کے اپنے سر پر آٹا لائی تھی اسی وقت ہوا اتنی تیز چلی کہ میرے سر پر جو آٹا تھا وہ سب اڑا لے گئی اور میرے لوہے کے بالے جو کے مرتے ہیں آپ اس کا کچھ انصاف کیجیے اگر ممکن ہو تو اس سے میرا آٹا دلوا دیجیئے، یہ سنکر حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا اے بڑھیا ہوا پر میرا حکم نہیں چلتا اور میں کیوں کر ہوا سے تجھ کو آٹا دلوا دوں۔ میں اس کے یہ سے میں اپنی طرف سے آٹا دیتا ہوں تو اس کرے جا۔ یہ سنکر بڑھیا خوش ہوئی اور آٹا لے کر دعا کرتی ہوئی چلی۔ دروازے پر حضرت سلیمان بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے بڑھیا کو دیکھ کر پوچھا کہ اے بڑھیا! تو کیوں آئی تھی فریاد کرنے آئی تھی یا آٹا مانگنے کو وہ بولی میں تو فریاد کرنے آئی تھی حضرت داؤد نے انصاف کیا کہ اپنی طرف سے مجھے آٹا دلوا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا وہ کیا معاملہ ہے؟ تب اس نے بیان کیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس بڑھیا سے کہا کہ تم ہاؤ خلیفہ خدا سے کہو کہ اے نبی اللہ میں تو ہوا سے قصاص چاہتی ہوں آپ سے آٹا نہیں مانگتی۔ یہ سنکر بڑھیا پھر واپس حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئی اور ان سے کہا کہ میں تو ہوا سے اپنا قصاص مانگتی ہوں آٹا نہیں مانگتی یہ سنکر حضرت داؤد علیہ السلام نے اس بڑھیا سے کہا کہ اے بڑھیا! تو پھر سے دس من آٹا لے جا پر ہوا سے انتقام مت چاہ کیونکہ میری حکومت ہوا پر نہیں چلتی کہ میں اس کو پکڑ کر منگو آؤں اور اس سے تیرا انتقام حاصل کروں پھر بڑھیا ناچار ہو کر دس من آٹا لے کر اور خوش ہو کر حضرت داؤد علیہ السلام سے رخصت ہو کر دروازے پر چیب آئی۔ تو پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس بڑھیا سے کہا۔ اے بڑھیا! تو کیوں بغیر فیصلہ کے جاتی ہے پھر حاکم خلیفہ خدا سے کہو کہ میں آٹا نہیں چاہتی ہوں آپ اس کو پھر لیجیے اور میرا خدا کوئی فیصلہ کر دیجیئے یہ سنکر بڑھیا پھر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئی اور ان سے وہی باتیں جا کر کہیں جو کہ حضرت سلیمان نے بڑھیا سے کہی تھیں وہ باتیں سنکر حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ تجھے یہ باتیں کس نے بتائی ہیں۔ وہ بڑھیا بولی کہ یہ باتیں مجھے دروازے پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے بتائی ہیں پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلایا اور کہا اے بیٹے! میں ہوا کی تجویز کیے کروں وہ تو پکڑی نہیں جاتی ہاں اس کی صورت مجسم ہوتی

تو البتہ اس کو کپڑے منگواتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے اباجان اس کو کپڑے  
 کر حاضر کرنا بہت سہل بات ہے اور وہ آپ کی دعا کافی ہے آپ دعا کریں خدا کے  
 حکم سے ہوا صورت شخص بن کر خود ہی حضرت کے حضور میں حاضر ہو وے گی۔ اور  
 میں ڈرتا ہوں کہ قیامت کے دن خدا کے پاس مواخذہ ہو۔ اگر وہ بڑھیا آپ سے انصاف  
 کا مطالبہ اور شکوہ کرے اور وہ انصاف طلب کرے تو آپ اس کو کیا جواب دیں  
 گے یہ سنکر حضرت داؤد نے خدا کی جناب میں دعا مانگی اور حضرت سلیمان نے ان کے ساتھ  
 آمین کہی۔ اس وقت خدا کے حکم سے ہوا بصورت شخص بن کر حضرت داؤد علیہ السلام  
 کے پاس حاضر ہوئی۔ تب بڑھیا نے ہولے اپنے آٹے کا دعویٰ کیا اور ہوائے اس کا یہ  
 جواب دیا کہ یا بنی اللہ میں نے جو کیا تھا وہ خدا کے حکم سے کیا تھا۔ یہ سنکر حضرت داؤد  
 نے کہا وہ کیا ہے بیان کر دو ہوائے اس کا یہ جواب دیا کہ یا بنی اللہ دریا میں ایک قوم کی  
 کشتی تھی اور اس میں ایک سوراخ ہو گیا تھا اور وہ قریب ڈوبنے کے تھی اور دریا  
 کے سیلاب کے گرداب میں آپڑی تھی اس قوم نے اللہ تعالیٰ کی نذر مانی تھی کہ اگر  
 کشتی اس گرداب سے خداوند بچا لیں گے گا تو اس کشتی کا سب مال خدا کی راہ پر فقیروں  
 اور محتاجوں کو دیں گے اسی وقت خداوند نے مجھ کو حکم دیا کہ تو اس بڑھیا کا آٹے کر  
 اسی کشتی کے سوراخ کو بند کر دے تاکہ یہ کشتی غرق ہونے سے بچ جائے۔ حاصل  
 کلام یہ ہے کہ چند روز کے بعد وہ کشتی کنارے پر آگئی اور ادھر حضرت داؤد علیہ  
 السلام کو سیر ہوئی کہ ایک کشتی تندر کی دریا کے کنارے پہنچی ہے۔ حضرت داؤد علیہ  
 السلام نے سب مالی نذر کا کشتی سے منگوا کر آدہا فقیروں اور محتاجوں کو دیا اور آدھا  
 مالی اس بڑھیا عورت کو دیا کہ جس کے آٹے سے اس کشتی کا سوراخ ہوائے بند کیا تھا ایک  
 روز حضرت داؤد علیہ السلام نے اس بڑھیا سے پوچھا کہ تم نے خدا کی کیا اطاعت و بندگی  
 کی تھی جو تجھ کو اتنا مال ملا۔ وہ بڑھیا بولی کہ میں نے خدا کی بندگی نہیں کی تھی مگر ایک دن ایک  
 فقیر بھوکا پیاسا محتاج میرے پاس آیا اور اس نے کھانے کا سوال کیا اور اس وقت میرے  
 پاس صرف ایک روٹی تھی چنانچہ میں نے وہ روٹی اس فقیر کے حوالے کر دی اور اس فقیر نے  
 اس روٹی کو کھا کر پھر مجھ سے کہا کہ میں بہت بھوکا ہوں اور بہت دور سے آیا ہوں اور  
 اس روٹی سے مجھے سیری نہیں ہوئی کچھ اور دیکھیں میں نے کہا تم ذرا ٹھہرو میں گاہوں میں کر



بردنی پکائے دیتی ہوں یہ کہہ کر آٹا پیس کر اپنے سر پر رکھ کر لارہی تھی کہ راستے  
 میں سوا کی تیزی سے وہ سب آٹا اڑ گیا۔ اور میں جانتی ہوں کہ مجھ پر تکلیف گزری اس  
 جھوٹے فقیر کے سبب سے بھی بہت ہی متفکر و غمتناک ہو کر تمہارے پاس داؤد خواہ آئی  
 تھی اتنا مال خدا کی مہربانی سے تمہارے ہاتھ سے مجھ کو ملا ہے کہتے ہیں کہ اس وقت  
 خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام سے آکر کہا یہ بات  
 کہی تھی کہ اس بڑھیا کو کہہ دو اتنا مال جو تو نے پایا اس آٹے کا بدلہ ہے جو سوا سے اڑ  
 گیا تھا۔ اور اس روٹی کے بدلے جو تو نے اس فقیر کو دی تھی اس کا بدلہ آخرت میں  
 ستر روٹیاں ملیں گی۔ منقول ہے کہ ایک دن بنی اسرائیل نے حضرت داؤد علیہ السلام سے  
 کیا کہ ہم احوال قیامت کو دنیا میں دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ ہم کو قیامت کا یقین ہو اور یہ  
 بھی ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ روز قیامت اسی طرح ماجرہ کبڑے کا یہ سنگر حضرت  
 داؤد علیہ السلام نے ان سے کہا کہ عید کے دن تم کو یہ ماجرہ دکھاؤں گا۔ روایت ہے کہ  
 بنی اسرائیل میں ایک شخص سردار رئیس القوم مالدار تھا اور اس کی ایک کھائے زرد رنگ  
 خوشنما پاؤں تھا اور اس پر زردی کے کپڑے ڈال کر خوب سجا کر میدان میں چھوڑ دیا  
 کرتا تھا۔ اور قوم بنی اسرائیل میں ایک عورت تہایت ہی عابدہ زایدہ تھی اور اس کا ایک  
 بیٹا تھا وہ بڑا نیک اور صالح تھا۔ دونوں نے صحرا میں جا کر ایک عبادت گاہ بنا رکھی تھی  
 اور وہاں جا کر عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک روز وہ دونوں اپنی بنائی ہوئی عبادت گاہ  
 میں خدا کی عبادت میں مصروف تھے اور ان کے پاس کھانے پینے کا کچھ بھی اسباب  
 نہ تھا۔ مگر اس کے کنارے ایک چشمہ قدرتی جاری تھا اور اسی چشمہ کے کنارے ایک  
 انار کا درخت بھی تھا خدا کی مہربانی سے ہر روز اس میں دو انار لگتے تھے اور ان کو وہ  
 دونوں ماں دبیٹا کھاتے تھے اور اسی پر قناعت کرتے تھے۔ تقریباً یہ حال تتر برس  
 تک رہا۔ ایک روز اس کے بیٹے نے کہا کہ اے اماں شہر کے اندر تو بازار میں بہت  
 سی چیزیں بکتی ہیں میرا جی چاہتا ہے کہ کچھ بازار سے لا کر کھاؤں۔ اس کی ماں نے اس سے  
 کہا کہ اے بیٹے دو انار اللہ تعالیٰ نے ہم کو بغیر کسی محنت و مشقت ہر روز عنایت کرتا ہے  
 یہی کھا کر شکر اور کسی دوسری چیز کا لالچہ مت کر لالچہ بری چیز ہے یہ کہہ کر جب درخت  
 کی طرف نظر کی تو وہ دو انار جو روزانہ لگتے تھے اچانک غائب ہو گئے۔ یہ دیکھ کر اس

کی ماں نے کہا۔ اے بیٹا وہ دو اراجو اللہ تعالیٰ نے ہم کو بطور روزی کے دے رکھے تھے۔ لبیب بے صبری اور ناشکری کے غائب ہوئے پس ایک رات اور ایک دن دونوں ماں بیٹا بھوکے رہے۔ اتنے میں اجنبی ایک لڑکی گھٹنے جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے دونوں ماں بیٹوں کے پاس آئی اور لڑکی کہ مجھ کو ذبح کر کے کھا باد میں میں تمہاری حلال روزی سے ہوں۔ اس کی ماں نے کہا اے بیٹا یہ گانے چاہتی ہے کہ ہم کو گناہ میں گرفتار کرے تب اس کو ہانک دیا پھر وہ آکر موجود ہوئی با تھو پاؤں پھوڑ کر نہریں پر سو گئی اور اپنا حلق سامنے کر کے لڑکی۔ اسے میاں مجھ کو ذبح کر کے کھاؤ اور میں تمہارا رزق حلال ہوں لیکن اس پر بھی نہ مانا۔ اور پھر اس کو ہانک دیا کچھ دیر بعد پھر وہ آکر موجود ہو گئی تب ناچار سو کر تیسرے دن ماں بیٹے نے اس کو ذبح کیا اور کیا پ، دیترہ بنا کر کھا گئے۔ اور صر جب وہ گائے تیسرے دن اپنے آقا کے گھر نہ گئی تو آقا نے اس کی بہت تلاش کی اور بہت سے لوگوں کو جنگل اور میداؤں کی طرف بھیجا آخر وہ نہ ملی، بالآخر ایک عورت دلالہ قرم بنی اسرائیل سے تھی جو سرگھر میں خرید و فروخت کے واسطے باقی تھی اتفاقاً وہ عورت ان دونوں ماں بیٹے کے گھر گئی، دیکھتی کیا ہے کہ ایک گائے ذبح کر کے وہ دونوں ماں بیٹے کیا پ بنا کر کھا رہے ہیں۔ اس دلالہ عورت کو دیکھ کر ماں بیٹا دونوں گھبرا گئے اور اسی گھبراہٹ میں ماں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ آج کتنے برس سے ہم یہاں اپنے خالق کی عبادت میں مشغول ہیں اور رزق حلال بھی کھاتے ہیں آخر میری بات تو نے نہ مانی بیکانی گائے ذبح کر کے کھا گئے کیا خبر خدا ہم کو کس عذاب میں مبتلا کرے اور جہنم کو رسوا کرے سارے مالک ہیں پس اس عورت دلالہ نے جا کر اس گائے کو مالک کو فرو دی اور اس کا نشان بھی بنا دیا اس گائے کے مالک نے حضرت داؤد علیہ السلام سے جا کر اپنی درخواست پیش کر دی کہ فلاں شخص نے میری گائے ذبح کر کے کھالی ہے، حضرت داؤد نے اسی وقت حکم کیا کہ اس شخص کو فوراً میرے دربار میں حاضر کرو۔ اس حکم کو لے کر ان ماں بیٹے کے پاس گئے اور ان دونوں کو حضرت داؤد علیہ السلام کے دربار میں لا کر حاضر کر دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم نے کیوں دوسرے کی گائے ذبح کر کے کھاتی ہے انہوں نے کہا اے خلیفہ خدا وہ گائے تین دن تک ہمارے دروازے پر آکر پڑی رہی اور بار



بار بابتے سے بھی نہ گئی اور وہ بولتی تھی کہ میں تمہاری سلال روزی ہوں مجھے تم ذبح کر کے کھا یاؤ اور ہم لوگ تین دن کے بھوکے تھے اس کو ذبح کر کے کھا گئے یہ بات سنا کر اس کھانے کے مالک نے کہا کہ تم جھوٹ کیوں بولتے ہو۔ کھانے پیل نے بھی کسی سے بات کی ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا ہاں وہ البتہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بات کر سکتی ہے۔

افغوجی صاحب کھانے نے دونوں ماں بیٹے سے قصاص طلب کیا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ان کو معاف کر دو اور اس کے عوض میں ہم سے ایک ہزار اتر قبیل لے لو۔ وہ بولا کہ میں ہرگز ان کو معاف نہ کروں گا۔ میں تو اپنی گائے کا قصاص لوں گا پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اس گائے کا چمڑا بھر کے اشرفی مجھ سے لے لو۔ اور ان کو اس خطا سے معاف کرو۔ اس باطل نے حضرت داؤد علیہ السلام کا کہنا نہ مانا۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اے داؤد اللہ تعالیٰ نے تم کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل احوال قیامت تجھ سے دنیا میں دیکھنا چاہتے تھے تم ان سے کہہ دو کہ کل عید کے دن میدان میں جا کر سب حاضر ہوں احوال قیامت کو وہاں دیکھیں گے۔ تب حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے کہہ دیا۔ وہ سب چھوڑے بڑے زن و مرد قورم کے اس میدان میں عید کے روز جا کر حاضر ہوئے اور حضرت داؤد علیہ السلام اپنے منبر پر چڑھ کر کتاب زبور پڑھنے لگے اور تمام لوگ خوش الحافی کی دہ سے عیش میں آ گئے اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا کہ اس رئیس قوم صاحب گائے سے پوچھو کہ اس دن کہ وہ یاد کرے کہ جس دن شام کی راہ سے فلاں کے سوداگر کے ساتھ تو نوکر ہو جاتا تھا اس کے ساتھ پانچ سو اونٹ بکری اور مال و اسباب تھا۔ تو نے اس کو مار سب پھینک لیا تھا۔ اور مصر میں جا کر اس کے مال و اسباب سے تو نے بہت نفع اٹھایا۔ اور اس کے بعد تو ملک شام چلا آیا تھا۔ اتنا مال و متاع تو نے جمع کیا۔ یہاں تک کہ تو قوم بنی اسرائیل کا سرغنہ بھی ہوا سو وہ اگر بس کہ تو نے مارا تھا اس کی یہ بیوی ہے اور اسی کا یہ لڑکا ہے جو تیری گائے کو ذبح کر کے کھا گئے ہیں اور اس وقت جتنا مال تیرے پاس موجود ہے سب اس کا ہے۔ حضرت داؤد نے یہ حقیقت جبرائیل علیہ السلام سے سنا صاحب گائے

سے پوچھا اس نے اس بات سے انکار کیا اور پھر کہا کہ میں نے ہرگز کسی کو نہیں  
اور نہ مال کسی کا میں نے چھینا لوث یا یہ بات جس کسی نے کہی ہے، بالکل ٹھوٹ ہے  
جو آپ نے سنی ہے، اس وقت خدا کے حکم سے زبان اس کی گونگی ہو گئی، اور پھر  
یا تھرا پاؤں نے اس کی گواہی دی، اس کے ہاتھ نے کہا سچ ہے میں نے پھر ہی سے اس  
سوداگر کو ذبح کیا تھا اور اس کا شتر اور مال و اسباب سب بے گئے اور اسی طرح تمام  
اعضاء نے اس کی گواہی دی، قوم بنی اسرائیل یہ حقیقت سن کر بڑی متعجب ہوئی حضرت  
داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے بھائی مومنو! یہی حقیقت ہو گئی شتر کے دن جس نے  
بھی جو کچھ نیک کام اور بد کام کیا ہو گا قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ظاہر ہو گا، ہاتھ  
پاؤں ان کے گواہی دیں گے جیسا کہ صاحب بقرہ کے ہاتھ پاؤں نے گواہی دی اور منہ سے  
اس دن کچھ نہ بول سکے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ  
وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ اٰلَا يَهْتَمُّونَ، ترجمہ آج ہم ہیر کر دیں گے ان کے منہ پر اور بولیں گے  
ہم سے ان کے ہاتھ پاؤں جو کچھ وہ کہاتے تھے، دنیا میں، آخر حضرت داؤد علیہ السلام نے  
ان دونوں مال بیٹوں کو کہا کہ رئیس قوم جو صاحب گائے ہے تمہارے باپ کو مار کر قتل  
مال و دولت لوٹ لے گیا تھا، اب خدا کے حکم سے اسے مار کر تم اپنے باپ کا قصاص  
لو اور اس سے اپنا سب مال و اسباب لے لو، اس رٹ کے نے اس بات کو سنکر اسی وقت  
صاحب گائے کا سر کاٹ لیا اور جو مال و اسباب تھا اپنے باپ کا سب لے لیا اور پھر  
شکر خدا کا بجالایا، ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت داؤد کی زندگی  
آخر ہوئی اور موت قریب آئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک صندوق ان کو لا کر  
دیا اور پھر کہا اے داؤد تم اپنے بیٹوں سے پوچھو کہ اس کے اندر کیا چیز ہے جو اس  
کے اندر کی چیز بتائے گا اسی کو خلافت و سلطنت ملے گی تب بنی اسرائیل اور پندرہ بیٹوں  
کو اپنے پاس بلا کر ایک جگہ جمع کر کے پوچھا کہ بتاؤ اس صندوق کے اندر کیا چیز ہے جو کوئی  
بھی بتا سکے گا اس کو میں اپنا ولی عہد مقرر کروں گا اور وہ نبی بھی ہو گا اور وہ بنی اسرائیل  
اور سارے جہاں کا بادشاہ بھی ہو گا، کسی سے بھی اس کے اندر کی چیز نہ بتائی گئی حضرت  
سلیمان اپنے بھائیوں میں سے سب سے چھوٹے تھے وہ نہ مت باپ کی بجا لائے اور  
کہا اے اباجان اگر حکم ہو تو خادم عرض کرے کہ اس کے اندر کیا ہے، انہوں نے کہا اے



بیٹا کہو۔ تب سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اس کے اندر ایک انکسرتزی اور ایک چابک  
 اور ایک خطیہ تینوں چیزیں اس کے اندر محفوظ ہیں اور ان تینوں کے علاوہ اس میں  
 اور کچھ نہیں ہے جب صندوق کو کھول کر دیکھا تو وہی تین چیزیں پائیں حضرت جبرائیل  
 نے کہا کہ یہ تینوں چیزیں معجزے سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ انگوٹھی جو ہے بہشت کی  
 ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھیجی ہے اور جو شخص بھی اس کو اپنے ہاتھ میں رکھے گا جو چاہے  
 گا اس سے حاصل ہو گا اور جب اس پر نگاہ کر لگا جو کچھ دنیا کے بیچ میں ہے مشرق  
 سے مغرب تک مبلابہ مخلوق کا ہو یا ہو گا اور تمام طیور و پرند و وحوش سب کے سب  
 اس کے تابع فرماں ہو گئے اور جو چاہے ہے وہ دوزخ کا ہے جو شخص بھی صاحب چابک  
 سے باغی ہو گا یعنی اس کی اطاعت نہ کر لگا صاحب صاحب چابک اس پر ارشاد کر لگا وہ  
 چابک خود بخود جا کر اس کو معذب کر لگا ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چابک  
 نہ تھا بلکہ وہ دربارش تھا جو باغی ہوتا اللہ تعالیٰ سے چابک اس کو معذب کر کے  
 لاتا کہتے ہیں کہ کوئی اس چابک کو بوجہ ڈر کے نہ چھوتا تھا یعنی صرف مالک ہی اس کو اپنے  
 ہاتھ میں لیتا تھا کیونکہ اس کا صلہ تھا کہ بغیر استعانت غیر کے لوگوں پر عذاب کرتا اور پھر  
 اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ان سے پر چھو کہ اس خط کے اندر کیا لکھا  
 ہوا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے پر چھا تو اس کا کوئی حال دریافت  
 نہ کر سکا سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اس کے اندر پانچ سٹکے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ ایان۔  
 محبت۔ عقل۔ شرم اور طاقت۔ پھر پر چھا ہر ایک کا مقام و قرار بدن میں کس جگہ ہے  
 وہ جو مقام ایان و محبت کا دل ہے اور مقام عقل سر ہے اور مقام شرم آنکھ اور  
 مقام قوت و طاقت ہڈی ہے جب حضرت سلیمان نے یہ باتیں کہیں تب حضرت داؤد  
 علیہ السلام نے ان کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور وہ خاتم سلطنت ان کی انگلی میں پہنائی اور  
 وہ چابک بھی ان کے ہاتھ میں دیا اور خوشی ان کو اس شاہی تخت پر بٹھایا اور خود گزشتہ  
 لیشنی اختیار کر کے اپنے عبادت خانے میں جا بیٹھے اس وقت عمران کی ایک سویرس کی  
 تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس وقت ان کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔ یہ جو الہامی التواریخ  
 سے لکھا ہے۔ ایک دن ملک الموت آئے تو حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے  
 پوچھا تم کون ہو وہ بڑے کے میں ملک الموت یوں کہا آپ کیوں یہاں آئے ہیں حضرت

عزرائیل نے کہا: تیری روح قبض کرنے آیا ہوں، حضرت داؤد علیہ السلام نے عزرائیل سے کہا کہ مجھ کو دور رکھتے غائب پڑھنے کی جہالت وہ اس کے جواب میں ملک الموت نے کہا کہ خدا کا حکم نہیں ہے اور تم کو ابھی جانا ہے یہ کہہ کر ان کی جان قبض کر لی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْذِنُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ** پس جب آتا ہے وقت ان کا نہیں پیچھے رہ جاتے ایک ساعت اور نہ آگے نکل جاتے میں بعد فوت ان کے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعزیت اور ان کی تجہیز و تکفین کی **(وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ)**

## بنی اسرائیل کی صوتیں منع ہونے کا واقعہ

ایک روایت میں ہے کہ ایک قبیلے نے قوم بنی اسرائیل سے علیحدہ ہو کر دریا کے کنارے پر کھڑے اپنے رہنے کے واسطے مکان بنائے تھے اور یہ واقعہ اس وقت ہوا جس میں آیا جب حضرت داؤد علیہ السلام ملائے ناکہانی میں مبتلا ہوئے تو ان لوگوں نے موقع کو مغیت سمجھ کر اکثر احکامِ تدریث کے چھوڑ کر خلاف شرع کام شروع کر دیئے منجملہ ان امور کے ایک یہ بھی تھا کہ وہ ہفتہ کے دن شکار نہ کریں اور نہ دنیا کی خرید و فروخت کریں یہ سب چیزیں کتابِ تدریث میں حرام تھیں مگر ان لوگوں نے کوئی پرواہ کی اور ان حرام کردہ چیزوں پر کار بند ہو گئے جن سے ان کو منع کیا گیا تھا، جب اس قوم نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی شروع کی تو پھر ان کے واسطے اللہ تعالیٰ نے بطور آزمائش کے دریا کی پھیلوں کو حکم دیا کہ وہ ہفتہ کے دن دریا سے نکل کر ساحل پر آکر اپنے کھیل کود میں مشغول رہیں اور دونوں میں دریا میں جاریں پس خداوند تعالیٰ کے حکم سے پھیلیاں ہفتہ کے دن دریا سے نکل کر کنارے پر آکر پھرتی رہتی تھیں اور ہفتہ کے علاوہ دوسرے دنوں میں دریا میں جاریں جاریں آخر یہودیوں نے ان کو دیکھ کر لالچ سے ایک جیلہ کیا کہ انہوں نے دریا کے کنارے پر ہر کھو د کر وہاں اپنے جال ڈالے کیونکہ ہفتہ کے دن پھیلیاں دریا سے آکر کھیل کود کے شام کے وقت پھر دریا میں پل جاتی تھیں آخر وہ سب ہفتہ کے دن ہر میں جال ڈال کر رکھتے اور صبح کو اٹھ کر یکشنبہ کو حسبِ ضرورت اپنی آمد و کے مطابق لے جاتا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَسُئِلُهُمْ عَنِ الْمَقْرَضَةِ الَّتِي (الایہ) ترجمہ اور پوچھا ان**



سے اس کی سبکی کا کہ جو تھے کنارے دریا کے جب وہ حد سے بڑھنے لگے ہفتے کے حکم میں اور جب آنے لگیں ان پر مچھلیاں ہنسنے کے دن ہانی کے اوپر اور جس دن ہفتہ نہ ہو تو وہ نہ آویں یوں ہم آزمائے گئے اس واسطے کہ وہ لوگ بے حکم تھے اور جب بولا ایک فرقہ ان میں سے کہ کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو کہ جس کو اللہ تعالیٰ ہلاک کرے یا ان پر عذاب مسلط کرے اور وہ لوگ یہ سن کر سخت بولے کہ تم ہم کو ڈراتے ہو ہم ہر طریقہ سے طاقت ور ہیں ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ لیکن پھر بھی نصیحت کرنے والوں نے ان کو براہ نصیحت کی جب انہوں نے کسی طرح سے بھی نہ اور براہ خلاف شریعت کام کرتے رہے پھر ان کو عذاب خداوندی نے آپکا غضب اس وجہ سے کہ وہ اپنے رب کی نافرمانی کرتے تھے اور نصیحت کرنے والے کی نصیحت پر عمل نہیں کرتے تھے اور پھر ہم نے جن کاموں سے منع کیا تھا وہ اسی کے کرنے پر برابر کا مزن رہے پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ بندہ ذیل ہو گئے۔ قرآن مجید کے سورہ اعراف کے ترجمہ کے فائدے میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت داؤد کے عہد میں یہودیوں کو ہفتے کے دن نیکار کرنا منع تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان شہریوں کو بے حکم دیکھا تو پھر ان کو بطور آزمائش کے ہفتے کے دن مچھلیاں دریا سے زبرد پھر میں اور دوسرے دنوں میں غائب رہیں ان کا جی نہ رہ سکا اور انہوں نے بالا ہنز ہفتے کے دن شکار کیا۔ اور انہوں نے اپنی دانستہ میں یہ حیل کیا کہ کنارے دریا کے پانی کٹ لائے کہ مچھلیاں وہاں ہو رہیں تو بھی وہ مچھلیاں ان کے ہاتھ نہ آئیں اور ہفتے کی ختم کر وہ مچھلیاں نکل جائیں آخر انہوں نے ہفتے کے دن بھاگنے کی راہ بند کی اور اتوار کو پکڑ لیا۔ پھر وہ لوگ بند ہو گئے اور ان میں بین فرقہ ہو گئے۔ ایک تو ان میں وہ تھے کہ جو شکار کرتے تھے۔ اور دوسرے لوگ وہ تھے جو بازار آگئے تھے نافرمانیوں سے راہ منہ کرتے رہتے تھے اور دوسرے وہ لوگ تھے جو منہ کرنے سے تنگ آگئے تھے اور منع کرنا چھوڑ بیٹھے تھے۔ لیکن وہ بہتر تھے جو براہ منع کرتے رہے اور منع کرنے والوں نے شکار کرنے والوں سے ملنا چھوڑ دیا۔ ایک دن صبح کو اٹھے تو دوسروں کی آواز نہ سنی تو دیوار پر چڑھ کر دیکھا کہ ہر گھر میں بند رہی بندہ نظر آ رہے ہیں اور ان کی کیفیت یہ تھی کہ وہ آدمی کو پہچان کر اپنے مراتب والوں کے پارل پر سر پناہ رکھتے اور پھر رونے لگتے۔ بالآخر وہ اپنے برے حال سے بین دن میں سب کے سب گئے کتابت حیرت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جب تم حکم تو ریت کا چھوڑ دو گے تو تم پر اور لوگ مسلط ہوں گے اور پھر قیامت تک ذلیل ہی رہو گے اب تم غور کرو کہ جسے زمین پر ہود کی کہیں بھی حکومت نہیں اور وہ فخر کی رعیت ہیں پس اسے مومنو! بسبب نافرمانی خداوند قدوس بنی اسرائیل کے جہروں اور بدن کو صبح کیا گیا۔ یعنی صبح ہو کر وہ بغیر بند رہو گے اور ہم لوگ چونکہ خاتم النبیین کی امت میں ہیں اس لئے اسی زمانے میں گناہ کو نیک باوجود بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے منہ نہیں کئے جاتے لیکن یہ مادرے کہ قیامت کے دن ان کا نافرمانی کی سزا زیت

559

بیان طاوت کے بادشاہ ہونے کا

ایک روایت میں یوں کیا ہے کہ ایک دن بنی اسرائیل نے حضرت ثمویل علیہ السلام



ہو گئی اس کی سلطنت ہمارے اوپر اور بہار حق اس سے زیادہ ہے۔ سلطنت میں اور اس کو  
 مال کی بھی کچھ کنشائش نہیں ہے اور پھر اس سے ایک چوپایہ بھی گم ہو گیا تھا اور وہ بھی اس کی قیمت  
 نہ دے سکا آخر وہ کیونکر بہار بادشاہ ہو گا یہ سنکر حضرت ثمویل بنی نے فرمایا قولہ تعالیٰ **يَقَالَ اِنَّ  
 اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْهِ الْاٰيٰتُ نَزَّحَتْ** تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس کو پسند فرمایا تم میں سے اور اس کو  
 زیادہ کنشائش علم میں دی اور اس کے بدن میں قوت طاقت عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے اپنا  
 ملک جس کو چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی کجائش والا ہے۔ اور وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اور قوم  
 بنی اسرائیل نے طاوت کو حقیر جان کر اس پر کوئی التفات نہ کیا اور بلکہ کہنے لگے اے بنی اللہ یہ ہم کو تیاؤ  
 کہ اس کی بادشاہی کی کیا نشانی ہے تب ہم لوگ آپ کی بات مانیں گے اور اس کے مطیع و فرمانبردار  
 ہوں گے۔ یہ سنکر حضرت ثمویل علیہ السلام نے کہا نشانی اس کی بادشاہی کی سے کہ وہ نہا جا کر تالوت  
 سیکنے راعا لفقہ سے تم کو لا کر دے گا قولہ تعالیٰ **وَقَالَ لِهٰؤُلَاءِ مِنْكُمْ اَنۡ اَيُّكُمْ لَآ اٰیٰةٌ مِّنۡ اٰیٰتِہٖ** اور  
 کہا ان کو ان کے بنی نے کہ نشانی اس کی سلطنت کی یہ ہے کہ آؤ تمہارے پاس ایک صندوق جس  
 میں دلجو ہے تمہارے رب کی طرف سے اور باقی وہ چیزیں جو چھوڑ گئی موسیٰ اور بارون کی اولاد اٹھا  
 لا دیں گے اس کو فرشتے اس میں نشانی ہے پوری تم کو اگر تم لوگ یقین رکھتے ہو پس حضرت ثمویل نے  
 طاوت کو اقبال مندید کیا کہ تم قوم بنی اسرائیل میں بادشاہ ہو گے اور اب تم میدان کی طرف جاؤ  
 اور وہاں تم تالوت سیکنے پاؤ گے وہ قوم بنی اسرائیل کو لا کر دے دو۔ پس طاوت حضرت ثمویل  
 کے کہنے سے میدان کی طرف چلے گئے اور وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ تالوت سیکنے کو ایک بیل گاڑی  
 پر جس میں دو بیل باندھے ہوئے تھے فرشتے لا کر لا رہے ہیں۔ طاوت اس کے قریب پہنچے اور اس بیل  
 گاڑی پر بیٹھ کر ہانکتے ہوئے اس تالوت سیکنے کو بنی اسرائیل کی جماعت میں سے آئے۔ اور ایک روایت  
 سے یہ بتا جاتا ہے کہ سب فرشتے خدا کے حکم سے اس تالوت سیکنے کو طاوت کے گھر پہنچا گئے۔ بہر حال  
 تالوت سیکنے قوم بنی اسرائیل کو طاوت نے جب پہنچایا تو وہ اس کو دیکھ کر بہت ہی زیادہ تعجب  
 میں پڑ گئے اور حیرت زدہ رہ گئے اور پھر ان کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور اسی وقت سے ان کے  
 مطیع فرمان ہو گئے۔ اس کے بعد طاوت نے خدا کا شکر ادا کیا اور پھر اسی قوم بنی اسرائیل سے  
 کہا کہ چلو ہمارے ساتھ جہاد کے واسطے تب انہوں نے یہ بات ان کی قبول کر لی اور حضرت ثمویل علیہ السلام  
 نے ایک زرہ آئینی طاوت بادشاہ کو عنایت فرمائی اور پھر کہا کہ یہ زرہ جس کے بدن پر راست آوے  
 گی اسی کے ہاتھ سے بادشاہ جالوت جو جابر و ظالم اور کافر ہے مارا جائے گا۔

## بیان لڑائی طالوت بادشاہ کی جالوت کے ساتھ اور مارا جانا جالوت کا حضرت داؤد کے ہاتھ سے

ایک روایت کے ذریعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب طالوت حضرت شموئیل علیہ السلام سے رخصت ہو کر واپس اپنے تمام غازیوں کے روانہ ہوئے تو ایک روایت میں ہے کہ جالوت کے ہمراہ اسی ہزار آدمی تھے جو جالوت کے ساتھ ٹٹنے کو گئے اور کچھ خبروں نے یا کہ جالوت کو بہتر پہچانی وہ یہ بہتر سنتے ہی نابھار کر باندھ کر اور اپنا لشکر جوار سے کر مستعد جنگ ہو گیا اور ادھر قوم بنی اسرائیل طالوت کے ہمراہ کوچ کرتے ہوئی چلی جاتی تھی جب کچھ دور پہنچی تو طالوت نے ان سے اسی راستے میں مخاطب ہو کر کہا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْنَا فَبِأَيِّ خَلْقٍ يُرَادُ يَا جُنُودِ الرَّجُلِ ترجمہ: پس جدا ہوا طالوت اپنی فوجیں لے کر تو اس نے اپنی فوجوں سے کہا کہ ویکموا اللہ تعالیٰ آزمائے والا ہے۔ ایک نہر سے پس جس نے پانی پیا اس کا پس وہ میرا نہیں ہے اور جس نے اس کو نہ چکھا وہ میرا ہے مگر جو کوئی بھرے ایک چلو پانی اپنے ہاتھ سے پانی گئے اس کا پانی مگر تھوڑے ان میں سے یہ کہہ کر وہ چلے بعد قطع منازل بیابان کے درمیان فلسطین کے وہ نہر ملی پانی اس کا نہایت صاف و شفاف مثل آب حیات کے تھا۔ کچھ لشکروں نے بوجہ مارے پیاس کے باوجود نہایت طالوت بادشاہ کے اس نہر سے پانی پی لیا۔ مگر تھوڑے لوگوں نے پانی نہیں پیا اور وہ پیاس سے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نَشْرَبُ مِنْهُ إِلَّا لَنُكَلِّدَ صِنْوَهُ الْاِی ترجمہ: پس پی گئی قوم پانی اس کا مگر تھوڑے لوگ جنہوں نے ان کی مخالفت نہ سنی انہوں نے زیادہ اور پیاس بڑھائی اور وہ جتنا پانی پیتے اتنی ہی اور پیاس ان پر غالب ہوتی۔ تب ناچار ہو کر طالوت نے ان کو رخصت کر دیا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ پانی پیتے پیتے زبان ان کی باہر نکل پڑی تھی اور ان کے پیٹ پھول گئے پھر وہ اسی حالت میں مر گئے اور جن لوگوں نے موافق حکم طالوت کے ایک قطرہ بھی پانی کا نہ پیا وہ نہایت آرام سے رہے۔ قرآن مجید کے حاشیہ پر لکھا کہ کل آدمی طالوت کے ساتھ اسی ہزار تھے اور اس میں تین سو تیرہ جالوت کی لڑائی میں رہے۔ اور اس میں حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے بھائی وغیرہ بھی لشکر کے ساتھ تھے راستے میں لشکر کے ساتھ آتے وقت تین پتھر ملے وہ کہنے لگے کہ ہم کو بھی اٹھائے جاؤ اور ہم جالوت کو ماریں گے یہ منکر حضرت داؤد علیہ السلام نے ان پتھروں کو اٹھالیا اور طالوت کے لشکریوں نے کہا کہ ہم اس جالوت بادشاہ کے مقابلے میں بہت تھوڑے ہیں۔ اور جالوت بادشاہ کا لشکر بہت



زیادہ ہے اس لیے ہم ان سے مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن ان میں بعض متوکل علی اللہ بھی تھے وہ کہنے لگے کہ اگرچہ ہم تھوڑے ہیں مگر ہمارا خداوند قدوس مددگار و ناصر ہے تو کہہ تعالیٰ کَمُفْتِنٍ فِتْنَةٍ قَلِيلَةٍ نَلْبِتُ فِتْنَةً کَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّادِقِينَ ۝ ترجمہ بہت جلد جماعت تھوڑی غالب ہوئی بڑی جماعت پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے جب سب جالوت بادشاہ کے مقابلے میں آئے تو کہنے لگے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دَلْعَابِدُنْذُ الْإِلَٰهِي لَوْتُ وَعَيْنُودُہ

الایہ ترجمہ اور جب سامنے ہونے جالوت کے اور اس کی فوجوں کے بولے یعنی طالوت کے لشکر کی لوگ اسے رب ہمارے ڈال دے ہم میں مبتنی بنطوطی ہے اور ٹھہرا ہمارے پاؤں اور مرد و کمرہاری اس کا فر قوم پر جالوت نے جب طالوت کے لشکر کی طرف دیکھا اور ان کی دلیری پر متعجب ہوا اور پھر اس قوم کو شرم آئی اس بات سے کہ ہم ایک لاکھ آدمی جبری ہیں۔ ان تین سو تیرہ آدمی ضعیف کے ساتھ ہم کو لڑنا کچھ بوجھ اندری نہیں۔ پھر اس نے طالوت کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ جو سپاہی تو لڑنے کو لایا ہے یہ میرے لڑنے کے قابل نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ خیال باطل چھوڑ دے اور میری اطاعت قبول کر اور اگر تو یہ نہیں چاہتا ہے تو پھر میرا سامنا کر اور میدان میں آ۔ یہ لشکر طالوت نے حکم کیا اپنے لشکریوں کو کہ تم میں کوئی ایسا ہے کہ جالوت مردود کا سر کاٹ کر جلدی لے آوے اور پھر جالوت مردود کو کھلا بھیجا کہ ہم لوگ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے آئے ہیں تو یہ مت گمان کر کہ سپاہی میرے قلیل تعداد میں ہیں۔ اور تیرا لشکر اس کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے یاد رکھنا امیر ابزرگ ہے وہ تجھ کو غالب کر دے گا تجھ پر اور ایسا بہت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تھوڑی جماعت غالب ہوئی بڑی جماعت پر کیوں کہ اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے پس ناگاہ ایک لحظہ کے بعد ایک جوان حبیب شکل دیو ہیکل تمام سلاح پوش گھوڑے پر سوار چوب نیزہ تلوار ہاتھ میں لے کر محض لفت لشکر گاہ سے برصفت کارزار اٹھرا ہوا اور ایک آوازہ مثل گدھے کے مارا اور کہا میں جالوت ہوں اور تم سب کو کافی ہوں تم لوگ سب میرے سامنے آتے جاؤ۔ اس بات کو لشکر طالوت نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ تم میں کوئی ہے جو اس مردود کا سر کاٹ کرے آوے تو اس کو آدمی سلطنت اور اپنی بیٹی بیاہ دوں گا آخر کسی نے بھی اس کا جواب نہ دیا یہ دیکھ کر طالوت بہت سست ہو گیا اور کہنے لگا کہ اب جالوت یعنی ہم پر حملہ کرے گا اور قوم بنی اسرائیل میں سے کوئی بھی اس کے مقابلے میں بڑھتے نہیں یہ کہہ کر خود چا بہا کہ اس مردود سے جا کر لڑے اس وقت ایک نوجوان نہایت قوی نے اپنے سر پر خود رکھو لباس حریر پہن کر ایک چوب ہاتھ میں لے کر طالوت کو آکر سلام کیا اور کہا کہ تم کچھ اندیشہ مت کرو خاطر جمع رکھو اللہ تعالیٰ

کے حکم سے میں جالوت سے لڑوں گا اور انشاء اللہ اس کو مار ڈالوں گا۔ طالوت بولا کہ تم کس قوم سے ہو اور کہا  
کیا نام ہے وہ بولے کہ میں اسرائیلی ہوں اور میرا نام داؤد ہے اور میرے چھ بھائی ہیں آپ کے لشکر میں اس  
نے کہا کہ تم نے کبھی اول بھی لڑائی کی ہے وہ بولے اکثر میں سابع اور درندوں سے لڑا ہوں۔ اس وقت دو  
بردران کے طالوت کے پاس حاضر تھے انہوں نے طالوت سے کہا اسے طالوت داؤد کبھی کسی لشکر سے  
لڑا نہیں وہ جو کہتا ہے حضور غلط ہے اس نے کبھی لڑائی نہیں دیکھی اور وہ جالوت مردود بڑا لڑنے والا  
ہیكل ہے اور وہ جنگ آزمودہ ہے اس سے یہ کیوں کر لڑ سکے گا پس طالوت نے حضرت داؤد کو ایک  
زرہ پہنائی اور وہ زرہ ان کو حضرت ثمریل نے دی تھی کہ یہ زرہ جس کے بدن پر صحیح آوے گی وہی لڑائی  
فتح کرے گا اور وہی بادشاہ ہو گا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ طالوت نے خواب دیکھا تھا کہ جس کے بدن  
میں یہ زرہ موافق آوے گی اس کے ہاتھ سے جالوت یا دشاہ کا فرما جائے گا پس انہوں نے ہمد ملکہ  
کر کے وہ زرہ پہن کر اور وہ تین پتھر جو لشکر کے ساتھ آتے وقت راہ میں ملے تھے اور جنہوں نے کہا تھا  
کہ ہم کو بھی اٹھا کرے جاؤ ہم تمہارے کام آؤ گے اور ہم ان پتھروں میں سے ہیں کہ جن پتھروں کے برساتے  
سے اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو ہلاک کیا۔ لہذا ان پتھروں کو لے کر حضرت داؤد صحرائے جنگ میں جالوت کے  
سامنے گئے جالوت نے ان سے کہا کہ تو میرے ساتھ کون سے بھتیاز سے لڑے گا۔ وہ بولے میں ان  
پتھروں سے تیرا سر توڑ کر مار ڈالوں گا یہ سن کر جالوت نے متکبرانہ لہجے میں کہا کہ ان پتھروں سے بادشاہ کے  
ساتھ لڑنا چاہیے یہ منکر حضرت داؤد نے کہا کہ تو میرے نزدیک کتاب ہے اور کتے کو پتھر سے مارنا جیسے  
جالوت نے کہا تو چلا جا ورنہ ناحق مارا جائے گا اور میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو نہایت غریب و ضعیف ایک  
پتھر ہاتھ میں لے کر مجھ سے لڑنے کو آیا ہے حضرت داؤد نے کہا کہ میں خدا کے حکم سے لڑنے آیا ہوں۔ اسی نے  
مجھ کو قوت دی ہے تجھ کو اس پتھر سے مار ڈالوں گا یہ کہہ کر پتھر اٹھا کر اس مردود پر پھینک مارا وہ مردود فوراً  
ہی واصل جہنم ہوا۔ اور دوسری روایت میں بیت تفسیر سے لکھا ہے کہ اس پتھر کو فلاخن میں رکھ کر مارا اور پتھر  
جالوت کے سینے پر جا پڑا۔ وہاں اس کو جہنم رسید کر کے وہیں پتھر کے دو ٹکڑے ہو کر ایک ٹکڑا لشکر کے دہنی  
جاگرا اور سب کو ہلاک کر دیا اور دوسرا ٹکڑا لشکر کے بیچ میں جاگرا وہ سب درہم درہم ہو کر کوئی کہیں بچا  
اور کوئی جہنم رسید ہوا۔ قوله تعالیٰ نَحْنُ صُوِّهُهُ بِأَذْنِ اللَّهِ تَعَالَى وَقَتْلَ دَاوُدَ جَالُوتَ طَرَبِہ  
پس شکست دی بنی اسرائیل نے قوم جالوت کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور مار ڈالا حضرت داؤد علیہ  
السلام نے جالوت کو طالوت نے حضرت داؤد سے کہا کہ ماشاء اللہ تمہاری بیڑی قوت ہے تمہارے



ایک ہی جالوت کو مار ڈالا اور اس کے لشکر کو بھی شکست دی اور میں کیا طاقت رکھتا تھا کہ میں اس کو مار ڈالوں ایک تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ حضرت شونیل علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام کے باپ کو بلا کر کہا تم اپنے بیٹے کو مجھ کو دکھاؤ۔ ان کے باپ نے اپنے چھ بیٹوں کو دکھلایا جو بڑے جسیم اور قد آور تھے اور انہوں نے حضرت داؤد کو نہ دکھایا کیونکہ وہ زیادہ قد آور نہ تھے اور وہ بکریاں چرایا کرتے تھے لیکن حضرت شونیل علیہ السلام نے پھر ان کو بلایا اور پوچھا کہ تم جالوت کو مارو گے انہوں نے کہا بیشک میں ضرور ماروں گا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے بعد وہ جالوت بادشاہ کے سامنے گئے اور وہی تین بہتر انہوں نے اپنے غلاموں میں رکھ کر مارے اور جالوت کا سر کھٹا اور تمام بدن لوسے کی زرہ میں غرق تھا وہ پھر اس کے سر میں جا کر لٹکے اور اس کے پیچھے سے نکل گئے اور بعد فتح لڑائی کے طالوت نے اپنی بیٹی حضرت داؤد علیہ السلام سے بیاہ دی اور پھر حضرت داؤد بھی بادشاہ ہو گئے اس واقعہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْغُیۡبِ

## بیان حضرت عزیز علیہ السلام کا

بعض تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ بخت نصر کا فرقا اور مشرق سے مغرب تک اس کی بادشاہت تھی اور وہ قوم بنی اسرائیل پر غالب ہوئے اور شہر بیت المقدس کو خراب کیا اور بہت کچھ توڑ ڈالا اور بنی اسرائیل کو اس نے کافی تعداد میں قید کیا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیز علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا تو وہ کافی مدت کے بعد اس شہر کی طرف گئے تو انہوں نے وہاں جا کر اس شہر کو خراب و ویران دیکھا بہت ہی تعجب و تاسف کیا۔ اور پھر یہ دیکھ کر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا۔ اور پھر انہوں نے اس شہر کو آباد دیکھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اُوۡلَٰٓئِکِیۡ سَوَّلَ عَلٰی تَرْوِیۡہِ وَہِیۡ حَٰدِیۡۃٌ عَلٰی عٰوۡدِہُمَا اِلٰی تَرْجِیۡہُمَا تَدَاسِیۡۡۤ اِسۡحٰفٌ اِسۡحٰفٌ اِسۡحٰفٌ اِسۡحٰفٌ اور وہ شہر گر پڑا تھا مگر اپنی تمام چھتوں کے وہ بولا کہ کیوں کر زندہ کرے گا اس شہر کو بعد برباد ہو جانے کے پس مار رکھا اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے سر برس پھر جلایا اس کو اللہ تعالیٰ نے پھر کہا تو کتنی دیر سوتا رہا وہ بولا ایک دن یا ایک دن سے کم خداوند کریم نے فرمایا نہیں بلکہ تو سوتا رہا سو برس اور اب دیکھ اپنا کھانا اور پینا کہ وہ نہیں سڑا اور پھر دیکھ اپنے گدھے کو اور میں تجھ کو لوگوں کے واسطے نمونہ بنانا چاہتا ہوں اور پھر دیکھ کے بڑیاں کس طرح سے جڑتی ہیں پھر ہم ان کو گوشت پہناتے ہیں اور حبیب چیزیں ان پر ظاہر ہوتی تو وہ کہنے لگے کہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ تمام واقعات کتاب قصص الانبیاء میں مذکور ہیں اور

ایک تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ بخت نصر ایک بادشاہ کا فر تھا اور وہ قوم بنی اسرائیل پر غالب آگیا۔ اور اس نے شہر بیت المقدس کو خراب کر دیا۔ اور تمام لوگوں کو قیدی بنا کر پکڑ لیا۔ اس کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف مبعوث فرمایا اور وہ بغرض تبلیغ اس شہر بیت المقدس سے گزرے تو اس کو دیکھا تو اتنا خوبصورت شہر کہ جس کو اس بری طرح خراب و برباد کیا گیا ہے یہ کیوں کر آباد ہو گا بس اتنا کہنا تھا کہ فوراً ان کی روح اسی جگہ نفسِ عمری سے پرواز کر گئی اور پھر وہ سو برس کے بعد زندہ کیے گئے یہاں تک کہ ان کا مکان اور پینا بھی ان کے پاس رکھا ہوا تھا۔ اور وہ ہوں کا توں ہی تھا کچھ خراب نہ ہوا تھا اور ان کی سواری کا لگہ حاکم کر اس کی ہڈیاں بھی ان کے قریب دھری تھا پھر ان کا لگہ بھی ان کے رو بہِ خدا کے حکم سے زندہ ہوا۔ اور اسی سو برس میں بنی اسرائیل قید سے خلاص ہوئے۔ اور شہر بیت المقدس پھر آباد ہو گیا اور انہوں نے زندہ ہو کر اس شہر کو آبادی دیکھا۔ یہ دیکھ کر فوراً مسجد سے میں گر پڑے اور توبہ استغفار کرتے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا تَبَيَّنَتْ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ترجمہ پھر جب اس پر ظاہر ہوا توبہ کے میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر اپنی قدرت رکھتا ہے اور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اس کے کام کو کوئی بھی روکنے والا نہیں اور میں اس واقعہ کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

## بیان حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

ایک روایت میں ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ ارمیا کی اولاد میں سے تھے اور اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل میں اور پیغمبروں میں برگزیدہ کیا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذِكْرُ ذِكْرِهِ رَبِّكَ عَبْدُكَ ذِكْرُ يَٰهٖ اِذْ مَادٰى رَبُّهُ ذِكْرًا حَقِيْقَةً ترجمہ! یعنی مذکور ہے تیرے رب کی مہربانی کا اپنے بندے زکریا پر جب اس نے اپنے پروردگار کو پکارا آہستہ یعنی اپنے دل میں ہی دعا کی یا پکارا ایلے مکان میں چھپ کر اس واسطے کہ وہ بڑھاپے میں بیٹا مانگتے تھے۔ یعنی اگر ان کو بیٹا نہ ملے تو لوگ ہنسیں۔ جب وہ بوڑھے ہوئے تو فرزند کے واسطے سراپنا مسجد میں رکھ کر کہا کہ اللہ تعالیٰ: قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَبْتَ الْعِظَمَ مَعِّیْ وَاسْئَلْ الْجَنّٰتِ الخ ترجمہ کہا حضرت زکریا نے اسے پروردگار میرے تحقیق سست ہو گئی ہیں ہڈیاں میری اور شعد مارا میرے سر نے بڑھاپے سے یعنی بال میرے سر کے سفید ہو گئے ہیں اور میں تجھ سے شرم کر فرزند مانگ رہا ہوں کہ میں بد نصیب نہ ہوں اور میری موت کے پیچھے لوگ مجھ کو طعنہ دیں اور یہ



تجھے خوب معلوم ہے کہ میری بیوی بانجھ ہے۔ پس اے خدا عنایت فرما مجھے ایک صالح قول بصورت فرزند  
 تاکہ وہ میرا ولی وارث ہو اور اولاد یعقوب کا بھی وارث ہو۔ اور وہ فرزند بھی تیرا پسندیدہ ہو اے میرے  
 پروردگار پس حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کی جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ  
 فرماتا ہے: **يَا ذَكَرْنَا اِنَّا نَفْسُكَ بِقُلُوبِنَا اِسْمُہٗ لَیْحٰی۔** ترجمہ: اے زکریا علیہ السلام  
 ہم خوشخبری دیتے ہیں تیرے تین ایک لڑکے کی کہ نام اس کا یحییٰ ہے۔ ہمیں پیدا کیا ہم نے پہلے اس تلم  
 کا کوئی بھی۔ حضرت زکریا بولے اے رب کہاں سے ہوگا مجھ کو لڑکا اور عورت میری بانجھ ہے اور میں  
 بھی بوڑھا ہو گیا ہوں یہاں تک کہ میرا جسم بھی اکڑ گیا ہے آنے والے فرشتوں نے کہا اے حضرت زکریا  
 خداوند کریم نے یونہی فرمایا ہے اور وہ فرماتا ہے کہ یہ چیز مجھ پر بہت ہی آسان ہے کیا تو نے غور نہیں  
 کیا کہ اس سے پہلے تجھ کو بنایا اور تو حقیقت نہ تھا۔ یہ سنکر حضرت زکریا نے کہا اے میرے رب ٹھہرا  
 دے مجھ کو نشانی۔ کہا رب نے نشانی تیری یہ ہے کہ تو لوگوں سے تین رات دن بات نہ کر سکلے گا بلالکہ  
 تو بالکل صحت مند ہو گا اور تیرے جسم کو کوئی بھی گزند نہ پہنچے گی۔ پس زکریا علیہ السلام نے تین رات  
 دن لوگوں سے بات چیت نہ کی اور پورے نو مہینے کے بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور چار برس  
 تک حضرت یحییٰ علیہ السلام باہر نہیں نکلے اور نہ ہی کسی لڑکے کے ساتھ کھیلے اور ان کی ماں کو کتنی سختیں  
 اے بیٹا کیوں نہیں باہر لڑکوں میں کھیلتے۔ وہ بولے اے میری ماں خداوند کریم نے مجھ کو کھیلنے کے واسطے  
 نہیں پیدا کیا اس نے جس واسطے مجھے پیدا کیا ہے وہ وہی کام لینا چاہتا ہے۔ یہ بات بار بار کہتے تھے اور  
 پھر رات دن روتے تھے حضرت زکریا علیہ السلام نے خدا سے عرض کی اے رب میرے میں نے تجھ سے  
 ایک دلی پناہ تھا وہ تو نے مجھے عنایت فرمادیا تاکہ میں خوش رہوں اب گزارش یہ ہے کہ جو فرزند تو نے  
 عنایت فرمایا ہے وہ رات دن روتا ہی رہتا ہے جس کی وجہ سے مجھ کو چین نہیں پڑتا اور اس وجہ  
 سے ٹانگیں رہتا ہوں جناب باری تعالیٰ نے فرمایا اے زکریا مجھ سے تو نے ایک صالح بیٹا چاہا تھا  
 اور میں نے تجھ کو ویسا ہی دیا ہے جیسا تو نے مجھ سے طلب کیا تھا اور تو نے خواہش کی تھی کہ فرزند  
 ایسا ہو ناچاہیے کہ وہ میری اطاعت کرے میں ایسے بندے کو پیار کرتا ہوں کہ وہ شب و روز میری  
 محبت سے رویا کرے اور میرے عذاب سے ہر وقت ڈرتا رہے اور میرے سوا کسی سے کوئی  
 امید نہ رکھے یہ سنکر حضرت زکریا علیہ السلام خدا کا شکر بجالائے اور پھر قوم بنی اسرائیل کو وعظ و نصیحت  
 کرتے رہے ایک دن کہنے لگے کہ میرا بیٹا یحییٰ بھی اگر یہ بات بہشت و دوزخ کی سنے گا تو اور بھی زیادہ روئے  
 گا اور تمام قوم بنی اسرائیل حضرت زکریا علیہ السلام کو عظمیٰ رہے تھے اور حضرت یحییٰ بھی وہاں ایک کوئے

میں بیٹے ہوئے چکے سنتے تھے اور ان سب کو معلوم تھا حضرت زکریا علیہ السلام بہشت و دوزخ کا نظریان  
فرماتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَإِن مِّنكُمْ جَدٌّ مَّقْسُومٌ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ أَدْخُلُوهَا بِئْسَ  
أَصْنَانٌ** ترجمہ: اے دوزخ پر وعدہ ہے ان سب کا اور اس دوزخ کے ساتھ دروازے ہر دروازے  
کو ان میں ایک فرقہ بہشت رہا ہے جیسے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں اور وہ نیک اعمال والوں پر تقسیم  
کئے ہوئے ہیں۔ شاید بہشت کے ایک دروازہ زیادہ ہے کیوں کہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاویں  
گئے اور ان کے پاس کوئی خاص عمل بھی نہ ہوگا اور باقی سات دروازوں سے نیک عمل کرنے والے داخل  
کئے جاویں گے اور جو پرہیزگار ہوں گے وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے اللہ تعالیٰ ان سے فرمانے گا  
کہ اس میں سلامتی سے خاطر جمع سے رہو جب یہ نصیحت و وعظ و خوف ورجائیں علیہ السلام نے گوشہ میں بیٹھ کر  
اپنے باپ سے سنا ایک آہ مار کر اٹھے اور وہاں سے نکل کر پہاڑوں کی طرف چلے گئے۔ مسلسل سات دن  
رات پہاڑوں پر روتے اور پھرتے رہے اور ان کی مال پہاڑوں پر جا کر سات دن تک تلاش کرتی رہیں  
وہ کیس بھی نہ ملے پورے سات دن بعد ایک نوجوان نے خبر دی کہ تھرا یا مینا تمام دن پہاڑوں میں روتا  
رہتا پھر تباہ اور شب کو فلاں نے غار میں جا کر سو جاتا ہے یہ کیا بات ہے۔ یہ بات سنتے ہی ان کی ماں ان پہاڑوں  
میں جا کر تمام دن اس غار کے پاس بیٹھی رہیں۔ جب شام ہوئی پھر علیہ السلام نے اس غار کے پاس اپنی ماں  
کو دیکھا بچا ہوا کہا گئیں ان کی ماں رو رو کر کہنے لگیں اے بیٹا ذرا ٹھہر جا مجھ سے بات کر اور اپنا رونا  
موقوف کر اور مجھے بتاؤ کہ تم کس واسطے روتے ہو۔ مجھ سے کہو تو میں وہ بولے اے اماں جان میں کیونکر  
خاموش رہ سکتا ہوں تو دوزخ کی بات یاد پڑتی ہے۔ اور مجھ پر خوف آتا ہے کہ نہ جانے اللہ تعالیٰ مجھ کو کہاں جا  
کر رکھے۔ میں اسی وحشت میں پڑا ہوں آخر کیا ہوگا بہر صورت ان کی ماں نے ان کو سچی کر پہاڑ سے  
ان کو اپنے مکان پر لائیں اور زکریا علیہ السلام کی اس وقت عمر صرف سات برس تھی انہوں نے مسجد  
میں جا کر گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور خدا کی عبادت میں مشغول ہوئے۔ اور حرم قوم بنی اسرائیل نے ایک  
فساد برپا کیا۔ یعنی وہ لوگ بے شریعت چلنے لگے ہر چند ان کو حضرت زکریا علیہ السلام وعظ و نصیحت کرتے  
رہے چونکہ ان لوگوں میں شقاوت ازلی تھی اس لیے وہ مردود کچھ نہیں سنتے تھے اور حضرت زکریا  
علیہ السلام کو مارنے کا قصد کیا کرتے تھے اسی وجہ سے حضرت زکریا علیہ السلام نے ان ظالموں سے نکل کر  
ایک درخت کے پاس جا کر پناہ لے رکھی تھی۔ چنانچہ انہوں نے درخت کے تنہ کو کھوکھلا کر کے  
اپنی رہائش اختیار کر لی تھی اور وہ ظالم جو آپ کے دشمن تھے برابر آپ کا تعاقب کرتے رہے



ایک روز حضرت زکریا علیہ السلام کو جاتے ہوئے دیکھا دشمنوں نے کہ کافکاتقرب کیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام اس درخت کے تنے میں گھس گئے اور وہ مردود آپکا تقارب کرتے ہوئے اس درخت کے پاس پہنچے اس کے ارد گرد بہت ہی تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا۔ پھر وہ حیرت زہ ہو گئے اور آپس میں پھر کہنے لگے کہ ابھی ابھی ہم لوگوں نے حضرت زکریا علیہ السلام کو دیکھا تھا وہ کہاں غائب ہو گئے یہ وہ کہہ رہے تھے کہ اتنے میں ان لوگوں کے پاس شیطان مردود آیا اور ان کو بتایا کہ جس کو آپ لوگ تلاش کر رہے ہیں وہ اس درخت کے تنے میں گھسا ہے اور دیکھ اس کے جانے کا نشان بھی ابھی تک باقی ہے مشاہدین سے یہ سنتے ہی ان ظالم ! مردودوں نے ایک آہ بڑا لاکر اس درخت کو سر سے پاؤں تک پھیر ڈالا اسی اثناء میں جبکہ وہ اراچلارہے تھے چونکہ حضرت زکریا علیہ السلام اندر تھے تو ان کے سر مبارک پر آہ جالگہ حضرت زکریاؑ ان کر اٹھے اور فوراً ہی حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت زکریا سے کہا اے زکریا خدا فرما رہے اگر توفیق کرے گا تو صابر و پیغمبروں کے دفتر میں داخل ہوتے ہو کہ نہ کروں گا کیوں کہ تو جانتا نہیں کہ خداوند کریم سارے عالم کا ناناہو ہے اور تو نے کیوں اس درخت سے پناہ حاصل کی اب تو اسی درخت سے پناہ اور مدد مانگ و گرنہ مہر کہ اس بلا سے پس زکریا علیہ السلام نے سر پر آہ لگنے سے اُن تک نہ کی اور اپنی جان اسی طرح سے خدا کو سونپ دی اور جان بحق تسلیم ہو گئے۔ پھر اس کے بعد یہ جنر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پہنچی اور کچھ کافروں نے زکریا علیہ السلام کو اس درخت کے اندر آ رہے سے حیر ڈال دیا مگر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝۱۰

## بیان حضرت یحییٰ علیہ السلام کا

ایک روایت میں ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے والد محترم کی وفات کے بعد بہت دنوں تک مسجد کے اندر ہی عبادت میں مشغول رہے اور بنی اسرائیل میں ملکہ تام کی ایک عورت تھی اور پہلے شوہر سے اس کی ایک بیٹی تھی اور وہ یہ چاہتی تھی کہ شوہر ثانی کا اپنی بیٹی سے نکاح کر دے اور تمام قوم بنی اسرائیل کی اس بات پر متفق تھی اور پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بھی ان لوگوں نے بلایا موافق شرع شریف کے اس کے شوہر ثانی سے نکاح پڑھا دیں۔ حضرت یحییٰ نے کہا کہ تمہاری بیٹی سے تمہارے شوہر کا نکاح جائز نہیں۔ اس بات کو سنا کر ملکہ عورت نے غصہ ہو کر اپنے شوہر سے یہ بات کہی کہ حضرت یحییٰ اس کام سے منع کرتے ہیں کہ دختر ربیعہ سے نکاح کرنا درست نہیں اور وہ شہر کا بادشاہ تھا اس نے یہ سن کر فوراً حکم دیا کہ حضرت یحییٰ کو باندھ کر میرے پاس لاؤ تب بوجب حکم اس کے کافروں

نے حضرت یحییٰ کو اس طرح سے حاضر کیا۔ وہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے فرمایا اے یحییٰ اگر تم کہو تو اس شہر کو غارت کر دوں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا۔ اے جبرائیل علیہ السلام میری تقدیر میں یہی بھی لکھا ہے کہ میں اس کے ہاتھ سے مارا جاؤں وہ بڑے ہاں تب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا رَضِیْتُ بِقَضَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی : راضی ہوں میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر۔ بالآخر اس بادشاہ مردود نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو مار ڈالا جب سر مبارک بدن سے جدا کیا تو پھر کہا اے بادشاہ اپنی برسی کی بیٹی سے نکاح درست نہیں۔ فرشتوں نے یہ حال دیکھ کر کتاب باری تعالیٰ میں عرض کیا یا الہی یحییٰ نے کیا گناہ کیا تھا جو اس طرح مارا گیا حق تعالیٰ بل شانہ نے فرمایا کہ اے فرشتو! وہ میرا گھر دوست ہے میں نے اسے اپنے پاس بلا لیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ الہی اپنے دوست کو اس طرح مارتے ہیں۔ خدا آئی اے فرشتو میرے خلق میں شہور ہے دشمن کو مارنا اور دوست کو بچا رکھنا چاہیے تاکہ دشمن سے کسی کو ضرر نہ پہنچے اور دوست سے نفع ہو اور میں تو خدا سارے بھانوں کا ہوں۔ دوست کو مارتا ہوں اور دشمن کو پالتا ہوں تاکہ میری مخلوق کو معلوم ہو کہ نہ دوست سے بھڑک کر نفع ہے نہ دشمن سے بھڑک کر ضرر۔ جب یحییٰ علیہ السلام نے جان بحق تسلیم کی تب اس ملکہ کافرہ نے اپنی بیٹی کا اپنے شوہر سے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد ہی اس پر غضب الہی نازل ہوا کس کام کے واسطے وہ اپنی چھت پر گئی تھی ہوا تیز چل رہی تھی چنانچہ ہوانے اس کو اڑا کر میدان میں پھینک دیا وہاں شیر صحرانی موجود تھا دفعۃً اس کو پکڑ کر پارہ پارہ کیا اور پھر کھا گیا۔ الغرض وہ اس طرح سے واصل جہنم ہوئی اس کے بعد اس کا شوہر بھی چند روز میں معہ اپنی تمام قوم کے غضب الہی سے واصل جہنم ہوا۔ اس واقعہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

## بیان حضرت شمعون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

روایت ہے کہ حضرت شمعون علیہ السلام بڑے حق پرست زبردست شجاع و بہادر تھے۔ اور یہ بھی ایک روایت ہے پتہ چلتا ہے کہ ان کے بدن پر بال بہت زیادہ تھے مانند شمال سر کے بالوں کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قوت بہت زیادہ عطا کی تھی اور شہر کا نام عوزیہ ہے کنارے دریائے روم کے اس شہر کے بادشاہ کا نام فوطہ تھا وہ بڑا کافر تھا اس نے ایک مکان بھی عالیشان دریا کے کنارے تیار کر لیا تھا اور اس مکان کے بڑے بڑے ستون تھے اور وہ اس میں اپنا جشن منایا کرتا تھا۔ اور حضرت شمعون علیہ السلام چار مہینے ہر سال اس بادشاہ سے جا کر لڑا کرتے تھے اور اس کا فر بادشاہ کا چہرہ ہزار لشکر تھا۔ حضرت شمعون علیہ السلام سے وہ لشکر بھی لڑا کرتا تھا۔ اور حضرت شمعون علیہ السلام



چونکہ جیسے جی اور بہادر تھے اس لیے اکیلے ہی اس کافر بادشاہ کے لشکر میں گھس کر ہر مرتبہ تقریباً ایک  
 ہزار اس کے فوجی مارا کرتے تھے اور کثیر تعداد میں مجروح - کرا آتے تھے۔ پھر اس کے بعد وہ اپنے گھر  
 میں بیٹھ کر اپنے خدا کی عبادت کرتے تھے اور چار مہینے برابر غلبہ خدا کی ضیافت بھی بہت کرتے تھے اور  
 خدا تعالیٰ ان کافروں پر ہمیشہ ان کو غالب رکھتا تھا۔ اور اسی وجہ سے تمام کافران سے عاجز رہتے تھے  
 اور ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شمعون علیہ السلام کی بیوی بڑی نیک بخت اور پارا  
 تھیں ایک دن کافروں نے آپس میں صلاح کی کہ حضرت شمعون کی بیوی کو کچھ فریب دیا جائے۔ تب  
 بادشاہ عموزیہ نے قریب کر کے کسی شخص کو مخفی شمعون کی بیوی کے پاس بھیجا اس نے کہا اے بی بی  
 ہم دیکھتے ہیں کہ شمعون تمہاری طرف رغبت نہیں کرتے ہیں اور ان کا خیال کسی غیر کی طرف ہے تم اگر  
 ایک کام کرو کہ ان کو کسی طرح مار ڈالو تو ہمارا بادشاہ عموزیہ تم سے نکاح کرے گا پھر تم بہت ہی آرام  
 سے رہو گی اور تخت و سلطنت بھی تم کو ملے گی پھر تم بادشاہی کرو گی۔ پس عورت ناقص العقل نے دنیا  
 کی طمع سے کہا کہ جو تمہارا بادشاہ حکم کرے گا میں ہر وجہ سے اس کو بجا لاؤں گی تب اس نے ایک رسی  
 اس کو دی کہ جب حضرت شمعون رات کو سو جائیں تم اسے رسی سے باندھ رکھنا اور پھر ہم کو جبر کر دینا  
 ہم اسی حالت میں بادشاہ کے پاس لے جا دیں گے اور وہیں ان کو مار ڈالیں گے پس مردود کے کہنے سے  
 حضرت شمعون کی بیوی نے اپنے پاس رسی چھپا کر رکھی جب رات ہو گئی اور حضرت شمعون سو گئے  
 بیوی نے ان کو نیند کی حالت میں باندھنا شروع کیا۔ اچانک وہ نیند سے بیدار ہو گئے اور انہوں نے  
 اپنے ہاتھ پاؤں بندھے دیکھے رسی کو توڑ ڈالا اور اپنی بیوی سے پوچھا کہ کس نے مجھے باندھا تھا۔ وہ  
 بولی کہ میں نے خود ہی باندھا تھا۔ حضرت شمعون نے پھر کہا کہ تم نے مجھے کیوں باندھا تھا وہ بولی کہ میں  
 تمہارا زور آزمائی تھی کہ تمہارے اندر زور ہے یا نہیں اور میں دیکھنا چاہتی تھی کہ کوئی دشمن تم سے لڑ  
 سکتا ہے یا نہیں۔ یہ سن کر حضرت شمعون نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کوئی دشمن خدا کے فضل سے ہم سے زور  
 میں بڑھ نہیں سکتا۔ پھر چار مہینے کے بعد حضرت شمعون اس شہر میں فی سبیل اللہ کے واسطے گئے  
 اور پھر وہاں سے لڑائی فتح کر کے واپس تشریف لے آئے۔ پھر بادشاہ عموزیہ نے حضرت شمعون  
 کی بیوی کے پاس لوگوں کو بھیجا وہ بولی میں نے اس کو باندھا تھا لیکن وہ بڑا ہی زور آور ہے اس نے  
 اس نے رسی توڑ ڈالی تم لوگ بادشاہ سے جا کر کہو۔ چنانچہ وہ لوگ پھر واپس بادشاہ کے پاس گئے  
 اور بادشاہ سے کہا۔ پھر بادشاہ نے بہت سال و دولت دے کر اور ایک لوہے کی زنجیر حضرت  
 شمعون کی بیوی کے پاس بھیج دی کہ اب اس سے اس کو باندھ رکھنا اور پھر فوراً انجھ کو جبر دینا پس

دوسرے دن حضرت شمعون کو ان کی بیوی نے لوہے کی زنجیر سے باندھا جب حضرت شمعون نیند سے  
 بیدار ہوئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ پاؤں پھر زنجیر میں بندھے دیکھے یہ دیکھتے ہی انہوں نے اپنے ہاتھ  
 پاؤں ہلائے تو وہ زنجیر ٹوٹ گئی پھر اس کی فیر بادشاہ کو پہنچی۔ بادشاہ عموزیہ بولا کہ لوہے کی زنجیر سے اور  
 کوئی چیز منسلوب نہیں ہے آخر میں اس کے باندھنے کے واسطے کیا بھیجوں اب تو صورت یہ ہی ہے کہ اس  
 سے کہو کہ جس طرح ہو سکے اس کو میرے پاس بھیج دو پھر انہوں نے حضرت شمعون علیہ السلام کی بیوی سے  
 جا کر کہا وہ بولی بہت اچھا کچھ تدبیر کروں گی اور پھر آپ کو کھلا بھیجوں گی آپ سب حاضر جمع رکھئے ایک دن  
 شمعون لڑائی سے واپس گھر میں آئے اور اپنی بیوی سے ہر طرح کی باتیں کرنے لگے ان کی بیوی نے کہا کہ  
 اے صاحب تم کو اللہ تعالیٰ نے بہت زور دیا ہے اب تم ہم کو یہ بتاؤ کہ ایسی کوئی چیز بھی ہے کہ اس سے  
 تم کو بند کر کے رکھ سکیں اور تم اس کو باوجود زور آزمائی کے توڑ نہ سکو یہ سن کر حضرت شمعون نے کہا کہ تمہارا  
 اس سے کیا مطلب ہے اور یہ چیز تم کیوں پوچھتی ہو وہ بولی میں پوچھتی ہوں کہ تم سے کوئی اور زور  
 آور ہے یا نہیں یہ سن کر حضرت شمعون نے کہا کہ مجھ کو ایک چیز سے باندھ سکتی ہو یعنی میرے سر کے بالوں  
 سے یا بدن کے بالوں سے اس کو میں نہیں توڑ سکتا یہ سن کر ان کی بیوی نے شب کو نیند کی حالت میں  
 ان کے سر اور بدن کے بال تراش کر رسی بٹ کر دست و پا ان کے منسلوب باندھے انہوں نے نیند  
 سے اٹھ کر اپنی بیوی سے پوچھا کہ اے مجھے کس نے اس طرح سے باندھا ہے ان کی بیوی بولی کہ میں  
 میں نے باندھا ہے اور میں تمہاری قوت آزمائی ہوں کہ کوئی دشمن بھی آپ کو باندھ کر نہیں رکھ سکتا۔  
 لیکن خدا کی مرضی کہ میں نہیں کہتی ہوں۔ حضرت شمعون نے اپنی بیوی سے کہا کہ آؤ میرے بند کھو لو وہ بولی  
 کہ کئی دفعہ میں نے آپ کو باندھا آپ نے اپنی قوت بازو سے کھولا تھا۔ اس دفعہ مجھے کیوں جلاتے ہو  
 اس کے جواب میں حضرت شمعون نے کہا کہ اگر میں ہوں اور زور لگاؤں گا کہ تو میرے تمام بدن کی  
 پٹیاں دہم دہم ہو جائیں گی پس ان کی بیوی نے جب دریافت کیا کہ بال کے بند توڑنے کی ان کو طاقت  
 نہ رہی پھر بادشاہ عموزیہ کو خبر دی یہ سنتے ہی اس ملعون نے ایک ہزار مرد جنگی شتر سوار بھیجے انہوں  
 نے اگر حضرت شمعون علیہ السلام کے ہاتھ پیر ناک کان کاٹ کر اور ان کی انگلیں اور زبان نکال کر  
 اور انہیں پھر لا کر ان کافروں نے بادشاہ کے پاس حاضر کیا۔ اور سب کافر کہنے لگے کہ اب ہم  
 سب شمعون سے محفوظ ہو گئے۔ جب ان کو مدد دست و پا اور زبان کٹی ہوئی اور آنکھیں نکلی ہوئی  
 صرف ان کا دھڑ باتی تھا۔ بادشاہ عموزیہ کے سامنے لے جا کر رکھا تو کوئی شخص ان کافروں سے کہنے لگا  
 کہ میرے باپ کو اس نے مار ڈالا ہے اور کسی نے کہا کہ میرے بھائی کو اس نے مار لیا ہے اور پھر ہر شخص جو



کرنے لگا اور جب دیکھا کہ ابھی دھڑپیں کچھ معمولی سی رتق باقی ہیں تو سب کے سب کہنے لگے کہ اس کو کسی شدید عذاب میں ڈال کر بالکل مار ڈالو۔ سب کافروں نے مشورہ کیا کہ اس کو دریا کے کنارے سے یا کربالہ خانہ پر سے ان کو دریا میں گرا دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا جب حضرت شمعون کا دھڑ دریا میں گرایا تو اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام خدا کے حکم سے آئے اور حضرت شمعون کے دھڑ کو جو ابھی ہوا پر ہی تھا اٹھا لیا اور کچھ اعضاء ان کے دھڑ سے علیحدہ کر دینے لگے تھے وہ سب اعضاء خدا کی قدرت کاملہ سے اپنی اپنی جگہ پر آکر نصب ہو گئے پھر جب وہ کٹے ہوئے اعضاء حضرت شمعون کے ٹھیک ہو گئے تو پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت شمعون علیہ سے کہا کہ اے شمعون علیہ السلام خدا نے تم کو بہت قوت و طاقت دی ہے خدا کا نام لے کر کھڑے ہو جاؤ اور پھر اس ملعون کے مکان کا ستون پکڑ کر تمام حصار اور مکانوں کی بنیادوں کو کھود کر اس دریا میں ڈال دیا اور اس طرح کیا کہ کوئی متفلس اور شہر کا نام و نشان باقی نہ رہا اور پھر خدا کا شکنجہ لائے اور اپنے گھر پر جا کر اپنی بیوی کو مار ڈالنے کا قصد کیا خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل آئے اور کہا کہ خدا تم کو خیر بتا رہا ہے کہ اپنی بیوی کو مت مارو اور کوئی اذیت بھی مت دو کیوں کہ اس نے نادانی سے یا دشاہ غمزہ کی صلاح سے تم کو پابند کر کے اس کے حوالے کیا تھا چونکہ عورت ناقص العقل ہوتی ہے تم اس کی یہ تقصیر معاف کرو اور اس کے ساتھ نیک سلوک کرو خدا مالک ہے یہاں تک تو یہ واقعہ قصص الانبیاء میں حضرت شمعون کا بیان کیا گیا ہے اور بعض تاریخ کی کتابوں میں اور بعض تفسیروں میں جیسے تفسیر مرادیہ اور جامع التواریخ میں شمعون کو بی کر کے نہیں لکھا ہے بلکہ بلاد عرب میں بنی اسرائیل میں شمعون نام ایک عابد زاہد پارہ سافخا اولاً اس کو اللہ تعالیٰ نے بہت زور دیا تھا اور اس کی نیک کاری اور نیک نیتی کے سبب ثانیاً ایک ہزار بیسے کی عمر اس کو بخشی اور وہ ہزار بیسے تک روئے رکھتے تھے اور شب و روز عبادت کرتے تھے اور کافروں سے جہاد کرتے تھے اور وہ ہر وقت نیک کام کرتے تھے جو ثواب کا باعث ہوتے تھے ایک دن ان کی بیوی نے کافروں کی صلاح سے کافروں کے ہاتھوں سے ان کو مرواؤد الاجس کا ذکر تفسیر مرادیہ میں لکھا ہے میں اسی پر اس واقعہ کو اکثفا کرتا ہوں۔

## بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے اور بڑا بھتیجا تھے وہ بچپن سے تھے وہ بچپن سے ہی نبی تھے بعد شہید ہونے اور یا کے اس کو حضرت داؤد علیہ السلام

نے اپنے نکاح میں لے لیا تھا کہ یہی کس حضرت سلیمان علیہ السلام اسی کے بطن سے ہیں اور یہ واقعہ جامع التواریخ میں مذکور ہے جب سلیمان علیہ السلام تخت سلطنت پر متمکن ہوئے اور اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھے اور اکثری سلطنت کی انگلی میں رکھی اور پھر لوگوں سے کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَذُرِّيَّتُكَ دَاوُدُ وَقَالِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْنَا الْآيَةُ تَرْجُمُهُ اور وارث ہو سلیمان حضرت داؤد کا یعنی بنی داؤد بادشاہ ہوا اپنے باپ کی جگہ پر اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا ہے لوگو! سکھائی گئی ہیں بولیاں ہمیں بر جانور کی اور دیے گئے ہیں ہم ہر چیز سے یعنی جو چیز دنیا میں درکار ہے وہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ ہم کو عنایت فرمائی ہیں بیشک ہند کی ظاہر بھی عنایت فرمائی ہے جب سلیمان کا تخت نکلتا اور ہو ا پر بیٹھا تھا تو تمام پرندے ہوا کے جھنڈ کے جھنڈ ان کے تخت پر آکر پر دل کا سایہ کرتے اور فوج انسانوں کی دایں طرف اور بائیں طرف ہوتی تھی اور تمام چوہر و طیور چپے راست پس و پیش گرد آکر حلقہ باندھ کر ان کے ہمراہ چلتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَخَشَرُ سُلَيْمَانَ جَبْرُؤِيلُ مِنَ الْجِبِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ قَدْ يُدْعَوْنَ تَرْجُمُهُ اور اکٹھے کیے گئے واسطے سلیمان کے لشکر جنوں اور انسانوں اور جانوروں سے پس وہ مثل بمنثل کھڑے کیے جاتے ہیں بعض تفسیر میں یوں بھی لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کا تخت وہ تھا جس پر سب شکر چلتا تھا اور ہوا اس کو چلتی تھی جیسا کہ حق جل جلالہ تعالیٰ ارشاد فرمایا وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحُ عَنَّا وَخَاشِعَةٌ رِجَالُهُمْ شَهْرُ الْآيَةِ تَرْجُمُهُ اور سفر کیا واسطے سلیمان کے ہوا کو مبع کی یعنی میر و مسافت میں سے شام کی ایک ہمینہ کی تھی اور شام کی مین تک بھی ایک ہمینہ کی مسافت تھی، اور بہا دیا ہم نے اس کے واسطے ایک چشمہ پگھلے ہوئے تانبے کا اور جنوں میں سے بھی لوگ خدمت کرتے تھے اور یہ سب پروردگار کے حکم سے ہوتا تھا قرآن مجید کے ترجمہ کے خلاصہ میں لکھا ہے کہ پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ اللہ تعالیٰ نے نکال دیا ملک میں کی طرف اور اس تانبے کو ساپنوں میں ڈال کر برتن اور بڑی بڑی وگیں بناتے تھے اور اس میں شکر کے موانع کھانا وغیرہ پکیتا تھا اور پھر تقسیم کیا جاتا تھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَخَرْنَا لَهُ الْإِسْمَاجَ تَجِدُوهُ بِأَمْرِهِ رَجَاءَ حَيْثُ أَصَابَ تَرْجُمُهُ پھر ہم نے تابع کی اس کے ہوا جو چلتی تھی اس کے حکم سے نرم نرم جہاں پہنچنا چاہتا کہتے ہیں کہ جس جگہ مال و فینا رہتا تھا زمین وہاں کی آواز دیتی تھی کہ اے سلیمان جو کچھ مال مجھ میں ہے اٹھائے جا اور اس کو اپنے کام میں لے لو حضرت سلیمان نے جنوں کو حکم دیا کہ زمین کے دھینے سے موتی جو ابرات دریا خشکی سے لاکر جمع کیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالشَّيَاطِينُ كُلُّ بَنَاءٍ وَغَوَّاصٍ تَرْجُمُهُ اور تالے کیے سلیمان کے شیطان



ایک عمارت بنانے والے اور غوطہ لگانے والے کہتے ہیں کہ ماری دنیا میں جہاں معلوم کرتے کہ کوئی جن بتا ہے آدمیوں کو تو حضرت سلیمان اس کو قید کر کے دریا میں ڈال دیتے تھے یا پھر اس کو زمین میں دفن کر دیتے تھے اور بعض تاریخ کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض جن تو اب تک قید میں ہیں۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک مکان نہایت عالیشان پر تکلف ایسا بنوایا تھا کہ اس کا طول عرض پچیس کوس کا تھا۔ اور اس کی اینٹیں سونے چاندی کی تھیں اور اس میں یاقوت زمر و ہرے تھے اور اس میں تقریباً سات سو کو شک سات سو حرموں کے واسطے اور تین سو کو شک تین سو بیروں کے واسطے بنائے تھے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہر شب کو اپنی بیویوں اور حرموں کے پاس جاتے تھے اور پھر سب سے جماع بھی کرتے تھے۔ اور دوسری جانب ایک مکان نہایت عالیشان کے ساتھ ایک کو شک بھی بنوایا تھا کہ درازی بھی اس کی تقریباً بارہ کوس کی تھی۔ ایک کو شک پر آپ کے تخت کا جلوس تھا اور اس کا طول تین کوس کا تھا اور سب بائیں کے دانت کا تھا اور لعل و فیروزہ اور زمرہ و زردار بد سے مرصع کیا تھا اور اس کے گردا گرد سونے کی اینٹیں لگی تھی اور اس کے چاروں طرف کونوں پر چاند کے درخت اور اس درخت کی ڈالیاں سونے کی اور پتے اس کے زمر و ہرے کے لگائے تھے اور ہر ایک ڈالی پر ایک طوطی اور طاؤس بنا کر اس کے بیٹ کے اندر مشک وغیرہ بھرا تھا اور خوشے مثل انگور کے تھے اور جو لعل دیا قوت سے بنائے گئے تھے اور نیچے تخت کے داہنے اور بائیں ایک ہزار کرسی سونے کی لگائی گئی تھی اس پر آدمی بیٹھتے تھے اور ان کے پیچھے جن والنازوں میں سے غلام طرے کیے گئے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام تاج شاہی سر پر رکھ کر جب تخت پر پاؤں رکھتے تو ان کی بیٹیت سے تخت اس وقت حرکت میں آ جاتا تھا اور طوطی اور طاؤس بھی جگمگدا اپنے اپنے پروں کو پھیلا دیتے تھے اور پھر اس سے بونے مشک وغیرہ نکلتی تھی اور حضرت سلیمان اس تخت پر بیٹھ کر تہریت پڑھتے تھے اور پھر خدا کی مخلوق پر حکمرانی کرتے تھے اور ہر ایک بولی کو ابھی طرح سے سمجھتے تھے اور تاج شاہی جب سر پر اپنے رکھتے تھے تو تمام پرندے ہوا کے تخت کے اوپر معلق ہو کر ان کے سر پر سایہ کرتے تھے اور جنوں کو حکم فرماتے تھے کہ وہ اپنی بساط کے مطابق فرش زربفت کا پچاویں اور اس کے کنارے کنارے ہنری باری تھیں اور تخت گاہ کے مکان میں کئی محرابیں تھیں اور سب عابد اس میں عبادت کیا کرتے تھے اور ابراہیم کو حکم کرتے تھے کہ پانی بھر بھر کر دی جاویں اور ان کے باورچی خانے میں ہر روز کافی تعداد میں کھانا پکایا جاتا تھا یا جو اس کے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے باورچی خانے سے کچھ نہیں کھاتے تھے بلکہ وہ کھانا تمام کا

تمام لوگوں کو تقسیم کر دیا جاتا تھا اور خود حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ہاتھ سے زمیں سینے اور پھر اس کو بیچتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے جو کو سی کر آتا بنتے تھے اور پھر اس کی روٹی پکاتے اور ہر شام کو بیت المقدس میں جا کر مسلمان روزہ دار اور درویش غریب کو ساتھ لے کر کھاتے تھے اور خدا کا شکر ادا کرتے تھے اور ہر وقت خداوند قدوس سے مناجات کرتے رہتے تھے اور کہتے کہ یا الہی میں درویشوں کے ساتھ بھی شامل ہوں اور بادشاہوں کے ساتھ بھی بادشاہوں اور پیغیروں میں بھی ایک پیغمبر ہوں، اے میرے مالک میں تیری نعمتوں کا کہاں تک شکر ادا کروں اس کی ادائیگی کی مجھ میں طاقت نہیں ہے فقط۔

## میت یافت کرنا حضرت سلیمان علیہ السلام کا تمام مخلوقات کو

حضرت دہب ابن مندہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو مشرق و مغرب اور سارے جہان کی سلطنت ملی تو انہوں نے جناب باری میں عرض کیا یا الہی مجھ کو آرزو ہے کہ ایک دن سارے عالم کی مخلوقات کی جو کہ تیری آفریدہ ہے شکلی و تفری میں انسانوں میں جنوں میں چوہوں میں طیوروں میں ہلنگ کپڑیوں میں رکھی اور کپڑے مکڑے الغرض جتنے بھی ذی روح ہیں سب کی ضیافت کروں، عینب سے ندا آئی اے سلیمان میں سب کی روزی پہنچاتا ہوں میری موجودات مخلوقات بے انتہا ہے ایسے سب کو تم نہیں کھلا سکتے یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام بولے خداوند اتو نے مجھ کو بہت نعمت دی ہے تیری عنایت سے سب کو ہے اگر تیرا حکم ہو تو میں سب کا طعام تیار کروں جناب باری تعالیٰ کا حکم ہوا کہ دریا کے کنارے ایک مکان نہایت عایشان بنواؤ اور اس کو نہایت کشادہ رکھو تاکہ جس مخلوق کو دعوت دو اس میں آسانی سے آسکے اس مکان کی تیاری میں تقریباً ایک سال اور آٹھ مہینے صرف ہوئے اور مشرق و مغرب سارے جہاں سے اس بڑے مکان کے میدان میں کھائے پینے کا سامان و اسباب جیا کیا اور بہت کثیر تعداد میں دیگیں بڑی لمبی چوڑی اور ایک لگن مثل تالاب کے جنوں نے تیار کی۔ اور یہ واقعات مختلف تواریخ سے لکھے گئے ہیں اور جامع التواریخ میں لکھا ہے کہ دو ہزار سات و بیس بکوالی گئیں تھیں اور ہر ایک بڑی کافی لمبی چوڑی تھی مثل تالاب کے جنوں نے تیار کی تھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحْيَا وَّمَيِّتٍ وَذُفِّقُوا كَالْجَوَابِ وَرُفِدُوا فِي رَحْمَةِ رَبِّهِمْ تَرْجَمَہ یعنی بنائے تھے حضرت سلیمان کے واسطے جو کچھ چاہتا تھا، قلعوں سے اور ان ہتھیاروں سے اور لگن مانند تالابوں کے اور دیگیں ایک جگہ پر دہری رہنے والی ایک حوالہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس دعوت میں اس وقت بائیس ہزار گائیں ذبح ہوئی تھیں اور باقی اثنا بیس ہزار کو اس پر قیاس



کر لینا چاہیئے اور یہ جامع التورخ سے لکھا گیا ہے۔ چنانچہ جب کھانا تیار ہوا جن والوں اور حیوانوں سب کو اس بڑے وسیع مکان کے میدان میں بٹھایا گیا اور پھر ہوا کو حکم کیا کہ وہ بساط تخت سلیمان کا دریا کے کنارے پر ہوا پر معلق رکھے تاکہ اس کو ہر متفلس اپنی نظر سے دیکھے۔ مقلد ان تمام مخلوق کے اس وقت ایک ٹھیلی نے دریا سے باہر نکل کر حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی کہ اے حضرت خداوند قدوس نے مجھ کو ایک دعوت میں بھیجا ہے اور تم کو بھی معوا ہوا ہے کہ آپ نے آج تمام مخلوقات کے واسطے کھانا تیار کیا ہے اور میں اس وقت بہت بھوکے ہوں، لہذا آپ مجھ کو پہلے کھلا دیجئے یہ سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس ٹھیلی سے کہا کہ تم ذرا صبر کرو اور سب کو لینے دو ان کے ساتھ جتنا کھانا چاہا کھا لینا خوب آسودہ ہو کر کھانا اچھی طرح کھانا۔ ٹھیلی بولی کہ حضرت میں تو اتنی دیر نہ ٹھہر سکوں گی کہ میں سب کا انتظار کروں۔ یہ سنتے ہی حضرت سلیمان نے اس سے کہا کہ اگر تم نہیں ٹھہر سکو گی تو پھر تم کھانا کھا لو اور تمہارا جتنا جی چاہے کھا لو یہ سنتے ہی ٹھیلی نے اس میدان میں کچھ کھانا تیار ہوا تھا وہ سارا کھانا اپنے پیچھے لے کر اس میں سب کھانا کھا کر اور کھانا مانگنے لگی اے حضرت سلیمان مجھ کو تو اور کھانا چاہیے یہ دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام بہت ہی متعجب ہوئے اور اس سے کہا اے ٹھیلی میں تو تمام مخلوقات کے واسطے کھانا تیار کیا تھا تو سب کھا گئی اور تیرا اس سے پیٹ بھی نہیں بھرا اور پھر تو اور بھی کھانا مانگتی ہے ٹھیلی نے کہا اے حضرت ہر روز مجھے تین لقمے کھانا چاہیے اور جو تم نے تیار کیا تھا یہ تو میرا ایک ہی لقمہ ہوا۔ اس کے علاوہ مجھے ابھی دو لقمے اور بھی درکار ہیں تب کہیں میرا پیٹ بھرے گا اور میں تو آج آپ کی مہمانی میں بھوکے رہی اگر تم اسی طرح اور لوگوں کو کھانا دے نہ سکو گے تو آپ نے ناحق لوگوں کو بلوایا اور لوگ آپ سے شاکہ ہو کر عایش گئے حضرت سلیمان ٹھیلی کی یہ باتیں سن کر حیرت زدہ ہو گئے اور یہوشی طاری ہو گئی اور کچھ عرصہ کے بعد ان کو ہوش آیا اور اپنا سر مسجد میں رکھ کر درگاہ الہی میں مناجات کر کے رونے لگے اور کہنے لگے کہ الہی میں نے بہت ہی تصور کیا اور نادانی کی تیری درگاہ میں، میں اس بات سے ہمیشہ بے یقین رہا کہ تو ہر گزتا ہوں۔ بس روزی دینے والا مجھ کو اور سارے جہان کو تو ہی ہے اور میں نادان و مسکین ہوں اور تو بس دانا اور توانا ہے ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اس دن تمام مخلوق جو عمری حق بھوکے رہی اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ٹھیلی وہ تھی کہ ہفت طبق زمین جس کی پشت پر اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے اور اس دن زمین کو اللہ تعالیٰ نے معلق رکھا ہوا تھا اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ دریا کی ٹھیلیاں اگر اس دن سب کھانا کھا گئی تھیں اور اکثر علماء کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دریا کی جانور بھیجا تھا اس نے ایک لقمہ میں سب کھانا کھا لیا تھا کہ قدرت اور عجز و توانائی حضرت سلیمان کی







کہ اس بات سے کہ بعد موت ہمیں دینا ہوا جیسی معلوم ہو گئی۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام اس بات کو سنکر بہت ہی روتے اور پھر فرمایا کہ تم نے سچ کہا کہ دنیا مثل ہوا کے ہے۔ پھر چوٹی نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ کیا تم جانتے ہو کہ سلیمان کے کیا معنی ہیں پھر حضرت سلیمان نے کہا کہ میں اس کے معنی بھی نہیں جانتا وہ چوٹی بولی اس کے معنی یہ ہیں کہ تو دنیا کی زندگی میں اپنا دل مت لگا ہر ساعت موت کے قریب ہے۔ حضرت سلیمان نے چوٹی سے کہا کہ تو بڑی دانا و عقلمند ہے مجھ کو کچھ نصیحت کر اور مجھے نیکو کار بننا چوٹی نے کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے موت عطا کی ہے اور جہاں کی بادشاہت بھی دی ہے کہ تم رعیتوں کی نگہبانی کرو اور اپنے عدل و انصاف سے رعیت کو شاد و رکھو اور ظالم سے مظلوم کی داد لو۔ اور میں تو بیچارہ سیضعہ و مسکین ہوں اپنی رعیتوں کی ہر روز خبر لیتی ہوں اور ان کا بار اٹھاتی ہوں کہ کوئی بھی کسی پر ظلم نہ کر سکے پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے بادشاہ مور سے یہ بات سنکر وہاں سے مراجعت کرنا چاہی۔ شاہ مور نے کہا اے حضرت سلیمان بغیر کچھ کھائے ہوئے آپ کو یہاں سے تشریف لے جانے مناسب ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ہم کو روزی دی ہے اس میں سے آپ کچھ تناول فرما کر جائیے۔ یہ سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا بہت اچھلتی شاہ مور نے جا کر ایک ران ٹڈی کی حضرت سلیمان کے واسطے لا رکھی یہ دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام ہنس کر بے اے شاہ مور مجھ کو میرے لشکر سمیت ایک ران ٹڈی کی کیا ہوگی اس نے کہا حضرت اس ایک ران کو آپ کم نہ سمجھئے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیے اور اس میں بہت برکت ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام مع اپنے لشکر کے ایک ران کو کھا کر آسودہ ہو گئے اور پھر بھی اس میں سے کچھ باقی رہی۔ حضرت سلیمان یہ حال دیکھ کر بہت ہی متعجب ہوئے اور پھر سجدے میں گر کر کہا اے پروردگار تیری قدرت بے انتہا ہے اور تو ہی بیشک عظمت و بزرگی کے لائق ہے۔

وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَّهٗ اٰیَةٌ  
يُّدَلِّیْ عَلٰی اَنَّهُ وَاٰدِیْ

**بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا اور خیر لانا بد کا بلقیس کے شہر سے**

روایت ہے کہ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت شاہی پر بیٹھے ہوئے ہوا پر پرواز کر رہے تھے اور تمام جن وانس ان کی لباط پر حاضر تھے اور پرندے سب اپنے اپنے پروں سے ان کے سر پر سایہ ڈالے ہوئے تھے یکایک حضرت سلیمان علیہ السلام کو گرمی آفتاب معلوم ہوئی جب انہوں نے اوپر کا طرف دیکھا اور بہت عمیق نظر کی تو سب پرندوں کو دیکھا کہ حاضر ہیں مگر بُد بُد کو نہ دیکھا



اسی وقت آپ نے فرمایا قولہ تعالیٰ وَتَفَقَّدَ الطَّيْفَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْإِلَهَ هَذَا كَأَنَّهُ كَانَتْ مِنَ الْعَالَمِينَ ترجمہ اور خبر لی حضرت سلیمان علیہ السلام نے اڑتے ہوئے جانوروں کی۔ پس کہا کیا ہے مجھ کو کہ میں دیکھتا ہوں میں ہند پرند سے کہ یا وہ لہر سے غائب ہو گیا ہے اگر اس نے ایسا کیا ہے اللہ عذاب کروں گا میں اس کو عذاب سخت یا ذبح کروں گا میں اس کو یا پھر لاویگا میرے پاس کوئی کوئی دلیل ظاہر۔ پس اسی وقت عقاب کو بھیجا برائے تلاش ہند پرند کے عقاب نے فوراً ہی ہند پرند کو لا کر حاضر کر دیا تو اس وقت حضرت سلیمان نے اس ہند سے پوچھا کہ تو کہاں گیا ہوا تھا اس کے جواب میں ہند نے کہا ایک خوشبو لایا ہوں آپ کے واسطے شہر ہمارے قولہ تعالیٰ فَقَالَ اُحْطِطُوا بِمَا لَمْ تَحْطُ بِهٖ رَایۃ ترجمہ بولا ہند میں ایک چیز کی خبر لایا ہوں۔ اور بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ سب ایک قوم تھی اور ان کا وطن سرزمین عرب میں بین کی طرف تھا۔ اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سب ایک شہر کا نام تھا۔ بہر حال حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہند سے کہا کہ تو وہاں سے کیا خبر لے کر آیا ہے اور تو وہاں کس طرح گیا اس کو بھی اچھی طرح سے بیان کر دے یہ بات سن کر ہند نے کہا کہ اے نبی اللہ فلا نے وقت جب آپ تخت سے اترے تھے اترے تھا اس وقت میں نے ہوا پر اڑ کر دیکھا کہ میرا ہم جنس ایک ہند پرند دیوار ہائے کے اوپر بیٹھا تھا چنانچہ میں اس کے پاس گیا اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو میں نے اس سے کہا کہ میں ملک شام سے آیا ہوں اور میرے آقا حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں۔ وہ بولا کہ حضرت سلیمان کون ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ اس وقت بادشاہ ہیں جن والہ وحوش و طیور اور جمیع مخلوقات کے اور پھر میں نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ وہ بولا میں تو اس شہر کا رہنے والا ہوں۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ اس شہر کا نام کیا ہے وہ بولا کہ اس شہر کا نام سب ہے پھر میں نے اس سے کہا کہ اس شہر کا بادشاہ کون ہے۔ وہ بولا اس شہر کا بادشاہ بلقیس نام کی ایک عورت ہے اور وہی اس ملک کی ملکہ ہے اور اس کے تابع بارہ ہزار سردار قوم اور ہر سردار کے تابع ایک ایک لاکھ سوار و پیادہ ہر وقت رہتے ہیں اور تو میرے ساتھ چل میں تجھ کو وہ سب دکھاتا ہوں۔ تب اس سے میں نے کہا کہ بہت دیر ہوئی میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا ہوں کبھی بادشاہ کو یا لشکر کو پانی کی تلاش ہو تو اس وقت وہ مجھے تلاش کریں گے اور میں اس وقت حاضر نہ ہوں گا تو پھر مجھ کو سخت سزا دیں گے کیوں کہ پانی کے واسطے مقرر ہوں۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہند کو اللہ تعالیٰ نے ایسی بصارت دی تھی کہ جس زمین میں پانی ہوتا یا نہ ہوتا وہ دور دور تک دیکھ کر بتا دیتا تھا اور جہاں حضرت سلیمان علیہ کا تخت شاہی جاتا وہاں ہند کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور پھر اس کو پانی کے واسطے بھی بھیجتے

تھے۔ جہاں وہ نشان دیتا حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے جنوں کو بھیج کر تالاب و کنواں کھدوا کر وہاں سے پانی منگواتے تھے۔ الغرض اس بُدبُدنے کہا کہ میرے ساتھ چلو اور وہاں جا کر بلیقیں دفتر نزاہیل کو دیکھو کہ اس کی شان و شوکت کیسی ہے اور اس کے صحن و اخلاق کو دیکھ کر تم خوش ہو جاؤ گے پھر میں اس کے کہنے سے اس اس جا کر گیا اور شہر سبائیں بلیقیں کو دیکھا ایک تخت عظیم ہے کہ طول و عرض اس کا تیس گز ہے اور تمام ہوا پرستوں سے مرصع اور پیاروں پاٹے اس کے یا قوت سرخ اور زبرجد اور زرد اور لعل کے ہیں اس پر وہ بیٹھتا ہے اور وہ بے دین اور وہ آفتاب پرست ہے۔ اور وہ اپنا شوہر بھی نہیں رکھتی حضرت سلیمان نے کہا تو نے جو کچھ مجھ کو برا لکھ کر دیا ہے وہ بے دین ہے؟ اس نے جواب میں کہا۔ **قوله تعالیٰ - اِنِّیْ دَجَلْتُ اَعْیُنَ النَّاسِ عَنْ ذٰلِکَ حَقِّیْ سَمِیْعًا ۚ وَ اَنِّیْ سَمِعُ مَا لَمْ یَسْمَعْ مِنْ قَبْلِیْ مِنْ شَیْءٍ -** (الایۃ ترجمہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے بُدبُدنوں نے پایا ایک عورت بادشاہی کرتی اور اپنی قوم کی اور اس کو ہر چیز عنایت کی گئی ہے یعنی مال و اسباب حسن و جمال اور اس کا ایک تخت شاہی بہت بڑا ہے۔ اور میں نے وہاں یہ بھی دیکھا کہ اس کی قوم اس کو سجدہ کرتی ہے اور وہ سب کے سب سورج کو سجدہ کرتے تھے اور اسی کو خدا مانتے تھے اور حقیقی معبود کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اے بنی اللہ کے مجھ کو آپ کچھ خلعت عطا فرمائیے تاکہ میرے پاس آپ کا کچھ نشان رہے اور پھر میرے بعد میرے فرزند بھی آپ کو یاد کرتے رہیں۔ یہ سنا کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس بُدبُدن سے کہا **قوله تعالیٰ مَسْطَرٌ اَصْدَقْتُ اَمَ دُکْتُ مِنْ اَلْکِنِ یٰبْنَہُ** ترجمہ کیا ہم دیکھیں گے تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹ ہے۔ یہ سن کر بُدبُدن بولا اے بنی اللہ آپ سے جھوٹ نہیں کہتا ہوں اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بُدبُدن کے سر پر جو تاج ہے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دی ہوئی نشانی ہے اور پھر بُدبُدن نے حضرت سلیمان سے کہا اس سے بہتر خلعت چاہتا ہوں آپ سے کہ جس میں میری اولاد کی ہمتی ہو۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کار قصاص کا تجھ کو اور تیری اولاد کو میں نے دیا اور تو بلیقیں کے پاس میرا خط لے کر جا۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **اِذْ حَبَّ یٰکُتٰبِیْ هٰذَا اَفَا تَنْتِ اَلِیٰہِمُ۔** (الایۃ ترجمہ! اور کہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہ میرا خط لے جا اور وہ خط لے جا کر اس کی طرف ڈال دو اور پھر اس کے پاس سے چلے آؤ اور دیکھو وہ کیا جواب دیتی ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک خط لکھا سزہ ہر سلیمانی کر کے اس بُدبُدن کے حوالے کیا۔ (اور وہ خط بُدبُدن اپنی چونچ میں لے کر شہر سبائیں بلیقیں کے در پر جا پہنچا اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے مکان سے بلیقیں کے مکان تک دس کوس کا فاصلہ تھا اور ہفت در قصر محلی بلیقیں کے بند پائے لیکن اس کی کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں اس کے اندر جا کر دیکھا تو بلیقیں کو سزنا





السلام کے پاس ایک لیلیٰ کے ہاتھ بیٹھے حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر بیٹھے اور ایک ہزار درویشان کے چاندی کی کرسیوں پر ان کی ملازمت میں بیٹھے تھے تو ادریس ان کے گرد اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کے مودب کھڑے تھے اور ہزاروں پرند ہوا کے ان کے سر پر سایہ دے رہے تھے ہم نے جلدی سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر پہنچانی کہ آپ کو بلقیس نے بہت سے ہدیے و تحائف اور سات اینٹیں سونے کی اور چاندی کی اور سات پر دے زر لغت کے حضور کے پاس بطور ہدیہ و تحائف ارسال کیے ہیں یہ چیزیں دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ بادشاہی دروازے کے سامنے میدان کی دیوار سے سونے اور چاندی کی اینٹوں سے جو جہتی ہے وہاں سے سات اینٹیں سونے کی اور سات اینٹیں چاندی کی اور سات پر دے زر لغت کے لئے آؤ جب ان قاصدوں نے شاہی میدان کو دیکھا اور اس دیوار کے قریب آئے تو وہ قاصد یہ شان و شوکت اور حشمت و عظمت کو دیکھ کر بھڑکنا شروع کر گئے اور پھر وہ بولے کہ یہ ہم چند طشت سونے کی حضرت سلیمان کی تندر کیوں کریں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمام درویشان کی شاہی بارگاہ کے میدان سونے اور چاندی کے ہیں اور ہماری یہ چودہ اینٹیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہیں۔ ادریس دیوار سے وہ چودہ اینٹیں سونے و چاندی کے ہیں اور سات پر دے زر لغت کے کھلو اگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے منگوالیے تھے۔ جب اس جگہ پر بٹھیس کے بیٹھے ہوئے قاصد وہاں پہنچے تو انہوں نے وہ دیکھ کر کہا کہ شاید ہم کو چور ٹھہرا کے پکڑنے کے لیے یہاں سے اینٹیں نکال کر فریب کیا ہے۔ غرض بلقیس کے قاصد نے حضرت سلیمان کے پاس آکر وہ تمام تحفے و تحائف ان کی خدمت میں پیش کر دیئے اور پھر شرطیں خدمت کی بحال لے چنانچہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا جَاءَ هَٰؤُلَاءِ مَكِّيًّا قَالَ آتَيْنَاكَ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ۔ ترجمہ پس جب آیا حضرت سلیمان کے پاس بلقیس کا قاصد تو اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کیا عہد دیتے ہو میرے لیے اپنے مال سے پس جو کچھ تجھ کو دیا ہے اللہ تعالیٰ نے وہ بہتر ہے اس چیز سے کہ دیا ہے تم کو اور جاؤ تم اپنے اس تحفے سے خوش رہو اور ان کو یہ تحفے واپس کر دو پھر تم لوگ ان کے پاس چلے جاؤ اور اب ہم جانتے ہیں ان لشکروں کو کہ بن کا وہ سلیمانہ کہ مکیں گے اور ہم ان کو اب نکال دیں گے بے عزت کر کے اس شہر سے پس وہ ذلیل ہو جائیں گے یہ بھرے کر بلقیس کے قاصد فوراً واپس ہو لیے اور وہاں پہنچ کر بلقیس سے کہا کہ وہ صاحب حشمت و عظمت اور ستوت سے سرفراز ہیں۔ یہ منکر وہ بولی کہ وہ بیشک بنی ہوں گے اور ان سے کہو کہ اپنی برت کا کچھ معجزہ دکھادیں کیونکہ اصل دلیل پیغمبری کی معجزہ ہوا کرتی ہے چنانچہ وہ ہم کو اپنا معجزہ دکھادیں تب ہم سب ان پر ایمان لے آویں گے اور بلقیس نے ایک سولہ لکھ اور



غلام سب کو ایک ہی صورت کے لباس پہنا کر اور لٹکایا قوت ناسفقتہ ڈیرہ میں رکھ کر اور چند مادیوں اسب ساتھ کر کے لاکر اور ایک شیشہ خالی واسطے امتحان و امتیاز کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اپنے قاصدوں کے ہاتھ بھیجا اور کہا کہ تم جاؤ اور یہ سب کچھ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچاؤ اور جبران سے کہو کہ آپ العاصب غلام اولونڈیوں میں امتیاز کر دیں اور اس یا قوت ناسفقتہ کو سفتہ کر دیں بغیر آہن اور الماس کے اور اسب اور مادیوں کرہ سے جدا کر دیں اور یہ شیشہ بھی پانی سے بھر دیں اور نہ وہ پانی آسمان سے برسا ہو۔ اور نہ وہ زمین سے نکلا ہو۔ پھر وہاں سے جلد چلے آؤ میرے پاس اس بات کی خبر لے کر جتنا پختہ قلعہ نے وہ سب لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کو پہنچا دیا۔ اور وہ شرطیں جو بقیں نے چلتے وقت کہیں تھیں حضرت سلیمان علیہ السلام کو بیان کر دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ سیلابی آفتاب لاکر پہلے لونڈی اور غلام کے ہاتھ دھلائے۔ لونڈیوں نے اپنا کف دست دھویا وہ لونڈیاں تھیں اور جہنوں نے سر انگشت دھویا وہ سب کے سب غلام تھے۔ اور عورت و مردوں یہی عادت ہے اور دوسرا عجائز یہ کہ یا قوت چھڈارنے کو کیرے کو حکم کیا۔ چنانچہ کیرے نے فوراً چھڈا۔ اور دوسرا عجائز یہ کہ اسب مادیوں اور کرہ کو لیں و پیش بنجوا کر سٹنے دانگھاں دیا۔ ان میں سے بعضوں نے دانہ پر جلدی سر بڑھایا اور بعضوں نے پیچھے پس اسی سے حضرت نے دریافت کیا اور فرمایا کہ جن گھوڑوں نے جلدی سے اپنا منہ دانے پر بڑھایا سو وہ مادیوں کند ہیں اور جن گھوڑوں نے تاجیر کی کھانے میں وہ ناکند ہیں۔ اس کے بعد حکم کیا کہ اپنے گھوڑوں کو دوڑاؤ اور ان کے پسینے سے شیشہ بھرا۔ عرض حضرت سلیمان علیہ السلام نے بقیں کے سوالات ثالثہ کو بطریق ثالثہ مل کے اور اس کے قاصدوں کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ پس قاصدوں نے بقیں سے جا کر یہ معجزات اور کرامتیں بالشرح بیان کیں بقیں نے یہ سن کر اپنے ارکان دولت سے کہا کہ بہتر ہے کہ میں حضرت سلیمان کے پاس جاؤں اور ان کی اطاعت قبول کر دوں یہ کہہ کر بقیں نے اسباب سفر کا تیار کر لیا اپنے ساتھ لونڈی و غلام اور بہت سا لشکر بھی اپنے ساتھ لے لیا اور تخت و دولت کو ہفت خانے میں رکھ کر ہفت در بندہ کر کے کچیاں اپنے ساتھ لے لیں، اور بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ معتمد الہ کے پیر و گرویں اور پھر اس سے کہا کہ تخت جڑاؤ اور دولت پہ مدار سلطنت ہے اچھی طرح حفاظت سے رکھنا یہ کہہ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں جانے کا قصد و غرض کیا چنانچہ ہوا نے جلدی سے اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر دی کہ بقیں ملکہ شہر سے عنقریب حضور کی خدمت میں حاضر ہونے والی ہے اور ہوا سے بھی پہلے جنوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے اکہ کہا۔ اور

کچھ مذہبیت بھی بلیقیں کی بیان کی تھی کہ اس کی ساق پر بال بہت ہے اور کچھ کم نقل بھی ہے کیوں کہ ان کی ماں جنوں سے تعلق رکھتی ہے اور بہ نسبت انسان کے جن کم نقل ہوتے ہیں پس جن یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہہ کر بعد میں بہت ڈرے کہ اگر ہماری بات جھوٹ ہو گئی تو ہم کو حذر در منزل لے گی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان باتوں کو آزمائش کرنے کے لیے بلیقیں کی آمد کی راہ پر اپنے تخت گاہ کے سامنے حوض بنا کر اس پر ایک پل شیشے کا تیار کیا۔ اور اس حوض میں پھلی و مرغابی بھی چھوڑ دیں اور وہ پل ایسا تھا کہ اوپر ظاہر معلوم اور بلیقیں اس کے اندر سے آویگی تو بلیقین ہے کہ پانی ہی کے دھوکے سے پتیلوں کے کپڑے اٹھانے لگی تو پتیلوں کے بال ظاہر ہو جائیں گے یہی حکمت اس کی آمد پر کی گئی تو لہ تعالیٰ قال یٰ اَیُّهَا الْمَلَائِکَةُ اِیُّکُمْ یٰ اَیُّہُنَّ یَعْدُ فِتْنًا۔ لایتنہ۔ ترجمہ اور کہا حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے دربار والوں میں کوئی ہے کہ اے میرے پاس تخت بلیقیں کا پہلے اس سے کہ وہ اے میرے پاس مسلمان ہو کر کہا ایک جن نے جنوں میں سے کہ میں نے آؤں گا تمہارے پاس پہلے اس کے کہ تم اٹھو اپنی جگہ سے اور تحقیق میں البتہ اس پر زور آورہوں بامنت اور بامانت اس واسطے کہا کہ اس کے تخت میں جو اہر لگے ہوئے تھے نہایت بیش قیمت۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا نے کہا کہ اس سے میں جلدی لاؤں گا بلیقیں کے تخت کو مانند ایک پلک کے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔ قال الذی عنک اعلیٰ من الکتب لایتنہ ترجمہ کہا اس شخص نے کہ نزدیک اس کے علم تھا یعنی اسم اعظم اللہ تعالیٰ کا وہ جانتا تھا وہ بولا کہ میں نے آؤں گا تیرے پاس تخت بلیقیں کا پہلے اس کے وہ پھر اے طرف تیرے نظر تیری یعنی کسی طرف دیکھنے سے پھر اپنی طرف دیکھے اس سے قبل۔ پھر آصف نے اسم اعظم پڑھتے ہی ایک ہی پل میں تخت بلیقیں کا سلیمان علیہ السلام کے پاس لا موجود کیا۔ پھر اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ قوله تعالیٰ۔ قال لَکُمْ وَلَکُمْ مَسْکُهَا فَتَنظُرُ اَکْثَرُ مِمَّا تَکُونُ مِنَ الذِّیْنِ لَا یُھْتَنٰکُمْ وَنَہَ ترجمہ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ روپ بدل کر دکھاؤ اس عورت کو اس کا تخت تاکہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ اس میں سوہرہ بوجھ ہے یا نہیں یا ان لوگوں میں اس کا شمار ہے جن کو سوہرہ بوجھ نہیں ہوتی۔ اور روپ بدلنا یعنی بلیقیں کا تخت بڑا دکھاؤ بڑا اکھاڑ دیا گیا اور دوسرے قریب سے اس کو جڑا گیا۔ کیوں کہ اس سے بلیقیں کی عقل آزمائی تھی اور پھر اپنا معجزہ دکھانا بھی تھا چنانچہ کار پر وازدن نے ایسا ہی کیا۔ غرض جب بلیقیں اس حوض کے کنارے پر آئی اور پل شیشے کا تھا جو کہ اعلیٰ قسم کی کاریگری سے تیار کرایا تھا اس پر اس کی نظر پڑی اور اس کو بلیقین ہوا کہ شاید یہاں پانی ہے تب اس نے اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔ اس



سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو معلوم کیا کہ اس کی ساق پر کچھ بال نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو بات جن نے اکر کہی تھی وہ جھوٹ بات تھی۔ اور جب بلیقین حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئی اور پھر اس نے تخت اپنے کو بھیجا نا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا جَاءَتْ قَيْلٌ أَهْلَكُنَّ أَعْرَضْنَهُ قَالَتْ كَذَّابَةٌ هُجْ الْآيَةِ۔ ترجمہ: جب بلیقین حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئی۔ کسی نے اس کو کہا ایسا ہے تیرا تخت۔ تب اس نے اپنے تخت کے پاس جا کر بولی گویا یہ وہی تخت ہے اور ہم کو معلوم ہو چکا ہے کسی ذریعہ سے اور ہم تو مسلمان ہو چکے ہیں اس بات سے بھی معلوم ہوا کہ بلیقین غفلت اور ہوشیار ہے اور کسی نے کہا اس عورت کو کہ اندر چلیں بے جلو پھر جب وہ محل کے اندر گئی تو دیکھا کہ محل کے اندر ہے پھر اس نے اپنی پنڈلیوں کو کھولا تو پھر کسی کہنے والے نے کہا کہ یہ نو شیشے کا جڑا محل ہے پھر وہ بڑی ہی متحیر ہو کر بولی تو لہ تعالیٰ: قَالَتْ ذِيَاتِي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ ذِي الْعَالَمِينَ ترجمہ کیا بلیقین نے اے میرے پروردگار تحقیق میں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور اسے میطیع ہوئی حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ واسطے خداوند قدوس کے جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا ایک تفسیر میں بھی لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس وقت اپنے دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے تھے اور اس میں پتھروں کی جگہ پر شیشے کا فرش تھا اور دیکھتے والے کو دور سے پانی نظر آتا تھا۔ اسی وجہ سے بلیقین نے اپنی پنڈلیاں وہاں کھول دیں اس پانی سے گزرنے کا تصور اور عقل کا کمال حضرت سلیمان نے بلیقین کو کہا کہ یہ شیشے کا فرش ہے پانی نہیں ہے اس بات سے عقل کا تصور اور عقل کا کمال حضرت سلیمان علیہ السلام کو معلوم ہوا اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو جنوں کی زبانی سنا تھا کہ اس کی پنڈلیوں پر بال ہیں بکریوں کی طرح اب معلوم ہوا کہ وہ سچ ہے پھر انہوں نے اس کی دلوں کو بیکار کیا اور اس کو نورہ کہتے ہیں اور وہ دوا بہت مشکل سے تیار ہوئی تھی۔ بالآخر حضرت سلیمان علیہ السلام بلیقین کو اپنے نکاح میں لائے حضرت ابوبکر صدیق سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیویاں تھیں اور سات حرم تھیں سب پر ان کو شرف دیا۔ اور ایک مکان نہایت عایشان بنا کر پر تکلف بنا کر اس میں اس کو رکھا تھا۔ ایک دن بلیقین نے کہا اے نبی اللہ آپ کو ہر روز تخت ہو اپر میرے کمرے میں اور تمام عالم کے گرد پھرتے ہیں مجھ کو بھی ایک دن اپنے ساتھ لے چلیں تاکہ میں فلاں جزیرے میں جا کر عجیب و غریب ناشاد دیکھوں یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا کہ اس تخت کو اس جزیرہ میں لے جاؤ اس کے جزیرے میں پہنچا بت ہوانے وہاں ان کے حکم پر وہ نہت پہنچا دیا۔ بلیقین وہاں کا سبزہ اور آب رواں دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور وہاں کے دریاؤں کے گھوڑوں کے بانوؤں پر چڑھ کر دیکھے

سب کے سب سلیمان علیہ السلام کا تخت دیکھ کر شال پرندوں کے اڑ گئے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا جنوں کو کہ ان گھوڑوں کو پکڑ لاؤ۔ انہوں نے عرض کی اے بنی النہیم ان گھوڑوں کو نہیں پکڑ سکیں گے مگر ہاں سمندری ایک جن ہے اور وہ آپ سے بائیں ہو کر قعر دریا میں چھب گیا ہے اگر حضور کا حکم ہو تو میں اس کو پکڑ لاؤں اور اس سے جا کر کہوں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تو مر گئے ہیں اب تم آیاؤ یہ سنتے ہی وہ ہمارے ساتھ چلا آوے گا تب اس کو پکڑ کر حضور میں لاویں گے اور اور پھر اس کے ہاتھ سے وہ گھوڑے پکڑے جاویں گے یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا کہ وہ جن حاضر کیا جاوے۔ چنانچہ بہت سے جن دریاؤں میں جا کر گرد عالم کے سمندروں میں پکارتے رہے اور یہ آواز دیتے رہے کہ اے جنوں اب تم نکل آؤ حضرت سلیمان علیہ السلام تو مر گئے کیوں کہ آواز اس جن کے کانوں میں بھی پہنچی وہ اس بات کو سن کر قعر دریا سے خوش ہو کر باہر نکلا۔ پس انہوں نے اس سے کہا کہ بھائی ہم نے سلیمان کے عذاب و سزا سے نجات پائی اور اب ہم کو چاہیے کہ ہم سب وہاں جا کر اس کی سلطنت میں دخل کریں اور خوب مزے سے رہیں اور اچھی طرح سے چین و راحت حاصل کریں یہ کہہ کر جب دونوں میں خوب ملاپ ہو گیا تو انہوں نے اچانک اس پر کند ڈال کر ہاتھ پاؤں باندھ کر حضرت سلیمانؑ کے پاس حاضر کر دیا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے نظر غضب سے اس کو دیکھا تو اس نے فرمایا اے بنی النہیم اسے مارے خوف کے کہا کہ یا بنی اللہ مجھ کو امان دو اور امان بخشی کرو۔ اور میں آپ کا فرمانبردار ہوں اور جو کچھ آپ فرمائیں گے اس کو بسر و چشم بجا لاؤں گا۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اگر تو اپنی جان بخشی چاہتا ہے تو دیکھ فلا نے جزیرے میں دریا بنی پرند گھوڑے میرے واسطے پکڑ لا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا کہ اے بنی اللہ تعالیٰ مجھ کو حیلہ و حکمت کے وہ گھوڑے میرے ہاتھ نہیں آئیں گے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ تو اس وقت کیا چاہتا ہے وہ بلا لاکھ گھوڑے فلا نے چٹے سے پانی پیتے ہیں چند جنوں کو میرے ساتھ کر دیجیے تاکہ وہ اس چٹے سے پانی نکال ڈالیں اور بجائے پانی کے اس کو شراب سے بھر دیں تب وہ بمنزلہ پانی کے اس کو پیش گے اور پھر اس کے پینے سے ان کو نشہ ہو گا پھر اسی وقت اس پر کند ڈال کر پکڑ لیں گے اور خدمت میں آپ کی حاضر کریں گے پس حضرت سلیمانؑ نے جنوں کو سمندروں پر ان کے ہمراہ کر دیا انہوں نے وہاں جا کر پالیں گھوڑے دریا بنی پکڑ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں لائے اس وقت عصر کا وقت تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام گھوڑوں کی لطافت اور خیریاں

نے یہاں اختلافِ سادیت ہے اور مترجم نے دونوں روایتوں کو لکھ لیا ہے کہ بلیق کے ساتھی یہاں تھے یا نہیں ۱۲۰



دیکھنے لگے یہاں تک کہ عصر کا وقت بھی رخصت ہونے لگا اسی وقت حضرت جبرائیل عیناب باری تعالیٰ سے عتاب لائے اور کہا کہ اے سلیمان تو دنیا کے مال و محبت میں ایسا مشغول ہوا کہ کہنا ذکرِ عصر جانے پر سمجھتی حضرت سلیمان علیہ السلام یہ الفاظ سن کر فوراً سمجھ گئے کہ یہ کس کی طرف اشارہ ہے اور برابر استغفار پڑھنے لگے پناچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذْغُرْضْ عَلَيْهِ بِالْعِشِيِّ الْمَصْفُوتِ الْجِيَادُ لَا تَقَالَ إِنِّي أَجَبْتُ الْإِيهَ بِسْ وَقْتُتْ کہ رو برو لائے گئے حضرت سلیمانؑ کے خاصے گھوڑے ہیں حضرت سلیمان نے کہا تحقیق میں نے دوست رکھا مال کو اپنے رب کی یاد سے یہاں تک کہ سورج چھپ گیا پردے میں پھر کہا لاؤ ان گھوڑوں کو میرے پاس پس شروع کیا ہاتھ پھیر تاپاؤں اور گردن ان گھوڑوں پر ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیجے آفتاب ٹھہر گیا۔ اس کو ڈوبنے نہ دیا یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے وقت پر نازِ عصر کی پڑھ لی تب آفتاب غروب ہوا۔ اور یہ بھی ایک روایت میں ہے کہ حضرت سلیمان نے ان گھوڑوں کے پر کاٹ ڈالے پھر ان کے پرد و بارہ بیدار نہیں ہوئے اور اس پر تازی انہیں کی نسل سے ہیں۔

## بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا شہر صیون میں جانا اور باور شاہ عجب و کاراجانا

تواریخ کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ کو بلقیس کے قصہ سے فراغت ہوئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے سمندوں جن سے پوچھا کہ اے سمندوں تو نے کسی جزیرے میں کوئی چیز عجیب و غریب دیکھی ہے یہ سکر وہ بولا اے حضرت سلیمانؑ میں نے دیکھی ہے دیباغ مغرب میں ایک جزیرہ ہے اور اس میں ایک شہر عظیم الیسا ہے کہ چاروں طرف اس کی دیواریں ہیں اور اندر اس کی ایک سو گز ہے اور اس کے اندر بارہ برج ہیں اور ہر برج پر ایک عظیم نصب کیا ہوا ہے اور اس دیوار کے نیچے میں ایک بڑا میدان ہے اور اس میں ایک مکان عالیشان ہے جس کی بنیاد سنگ مرمر کی ہے اور اس پر ایک منارہ بلند ہے اور اس مینارے پر دو شیر سنگین اور عقاب بزرگ شل آدمی کے سونے سے بنائے ہیں اور اسی قسم کی بہت سی صورتیں ہیں۔ اور جب میں نے اس جزیرے پر جا کر دیکھا ہے چار ہزار قبروں میں لونڈیاں صاحب جمال پر بیٹھی ہیں اور اس کے نیچے میں ایک عظیم الشان تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک نہایت حسین ماہ لقا اور اس کے ساتھ ایک دختر برج انتر کے بیٹی ہے اور تقریباً ایک ساعت کے بعد وہ دختر اس تخت سے اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ چار ہزار لونڈیاں اپنے اپنے حجرہوں میں داخل ہوئیں اسی وقت میں نے ہمارا ایک لونڈی سے

معلوم کیا کہ اس شہر کا انا ہے اور ماہ لقا حین نیک خاتون کون ہے اور اس کے ساتھ جو دفتر ہے وہ کون ہے۔ اور وہ علم جو بیچ پر رکھا ہوا ہے یہ کیوں رکھا ہے اور وہ شیر اور عقاب جو مینار پر بنا رکھے ہیں وہ کون ہیں۔ یہ باتیں سن کر وہ لونڈی مجھ سے بولی کہ کس ملک کے باشندے ہو اور کہاں سے آئے ہو میں نے اس کے جواب میں کہا کہ میں دوسرے ملک سے آیا ہوں یہ سنکر وہ کہنے لگی کہ میں پہلے سے ہی جانتی تھی کہ سوا اس کے ملک کے اور کوئی دوسرا ملک نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ کہنے لگی کہ اس شہر کا نام حیدرون ہے اور جو حسین و جمیل ماہ لقا آپ نے دیکھی ہے وہ ہمارے بادشاہ کی بیوی ہے اور اس کے ساتھ جو دفتر ہے وہ بادشاہ زادی ہے اور یہ صورتیں طلسم کی اس واسطے بنائی ہیں کہ جب کوئی دشمن اور غنیم کو دیکھیں گے تو یہ آواز دے گی پھر اس وقت ہمارے بادشاہ کو معلوم بھی ہو جائے گا کہ ہمارے ملک پر کوئی دشمن اور غنیم آیا ہے تو اسی وقت مکمل تیاری کر کے اس کو مار ڈالیں گے اور وہ جو عقاب ہے یہ تو ہمارا داعی ہے اور جب ہماری پوجا کرنے کا وقت ہوتا ہے تو وہ بانگ دیتا ہے تب ہم سب جا کر بادشاہ وقت کی پوجا کرتے ہیں اور ہماری عبادت کا طریقہ بھی چلا آتا ہے (عِبَادًا لِلّٰہِ مِنْ ذَٰلِکَ) اور اس کے علاوہ دوسرے حاکم منصف ہیں جب کوئی انسان اور فریادی دونوں میں کوئی خصومت واقع ہو تو ان دونوں شیروں کے پاس ان کو بادشاہ وقت بھیجتا ہے اور جو ناحق ہوتا ہے اس کو یہ دونوں شیر بھار ڈالتے ہیں اور کوئی شخص بھی بے راہ نہیں چلتا۔ اور در کوئی جھوٹ بولتا ہے۔ جناب اس کا یہ ماجرا ہے پس سمجھو جن سے شہر حیدرون کی حقیقت و ماجرا سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے لشکروں کو فرمایا کہ تم لوگ شہر حیدرون میں جہاد کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ یہ سنتے ہی تمام جن لوگ جو جب حکم حضرت سلیمان علیہ السلام کے تحت پر آموجود ہوئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم کیا کہ جلدی سے میرا تخت شہر حیدرون میں پہنچا دے چنانچہ ہوانے جو جب حکم جلدی سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت شہر حیدرون میں قریب پہنچا دیا۔ جب تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کا دور سے نمایاں ہوا تو وہ طبل و علم حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت بساط دیکھ اس مینار سے اور برہوں پر سے لپکا کر آواز دینے لگے پھر اہل حیدرون کو معلوم ہوا کہ ہم پر کوئی غنیم آتا ہے تب تمام اہل شہر و سپاہ اور تمام لشکر مع ہتھیاروں کے آراستہ کر کے جنگ کے واسطے اپنے شہر حیدرون سے نکلے تو وہ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جماعت مع فوج کے تخت پر بیٹھی ہو چکی ہے ہوا پر چلی آتی تھی یہ دیکھ کر اہل حیدرون بے کہ ہم نے آج تک کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا اور نہ کبھی سنا کہ اس کا لشکر سوار ہو کر ہوا پر چلے



معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ بادشاہ نہایت بزرگ ہے پس وہ لوگ میدان جنگ میں آکر کھڑے ہو گئے ادھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے جنوں سے فرمایا کہ پہلے تم جاؤ اور ان کافروں سے لڑو۔ بوجہ یہ کہ وہ تمام ہیں ان کافروں سے لڑنے لگے مروجہ جنوں پر غالب آئے، تب حضرت سلیمان نے دوسرے اور جنوں کی جماعت کو ان سے لڑنے کے واسطے بھیجے۔ چنانچہ وہ جماعت بھی ان سے مغلوب ہو گئی۔ پھر اس کے بعد آدمیوں کو فرمایا کہ اب تم لوگ ان کافروں سے جا کر لڑو۔ بوجہ یہ کہ سلیمان علیہ السلام نے ان سے لڑنے کو زیر کیا۔ اور آخر میں ان کا بادشاہ بھی نکل کر حضرت سلیمان علیہ السلام سے لڑنے کے واسطے میدان میں آیا اور اس بادشاہ کا نام عسکود تھا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم کیا ہوانے ایک مشت خاک اس پلید کی آنکھوں میں ڈال دی تو وہ اندھا ہو گیا اور فوراً غش کھا کر زمین پر گر پڑا اور اسی کے شیر نے اس پلید کا سر کاٹ کر کھالیا۔ اور بعض نے کہا ہے مڑی آکر اس پلید کی آنکھیں کھا گئی تھیں۔ اسی طرح وہ پلید جہنم واصل ہوا۔ اور باقی کافروں کو لشکر سلیمان نے مار کر دریا میں بہا دیا اور شاہ عسکود کی بیٹی کہ وہ نہایت حسین و جمیل تھی اس کو اپنے ساتھ حضرت سلیمان اپنے تخت پر لے آئے تھے اور اس پر التفاکرتا ہوں۔

## بیان حضرت سلیمان کا مبتلا ہونا رنج میں بعض سہواً تقصیرات کی وجہ سے

جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے شہر صیدون سے مراجعت فرمائی تو راستے میں اتنے وقت اس بادشاہ کی بیٹی سے کہنے لگے کہ اے نیک بخت تو ایمان لے آ اور مسلمان ہو جا۔ اس نے جواب دیا کہ بیشک میں مسلمان ہوں گی۔ لیکن مجھ سے میرے باپ سے ملاقات کر اؤ۔ پھر یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے باپ کو تو مار ڈالا کیلئے اسے تم کیوں کر دیکھو گی۔ بہر کیف اس دختر کے کہنے سے حضرت سلیمان نے اس کے باپ کا سر منگو کر اس کو دکھایا۔ وہ دختر بیہوش ہو کر گر پڑی۔ پھر وہ کافی عرصہ کے بعد ہوش میں آئی اور بہت ہی گریہ زاری کرنے لگی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو بہت پیار کیا اور اس کی ہر طرح پر دلداری کی۔ پھر اس کی خاطر جمع نہ ہوئی۔ آخر الامر دین اسلام سے مشرف ہوئی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام اس کو اپنے نکاح میں لائے اور اس کو بہت چاہتے تھے ایک دن ابلیس العین نے صورت آدمی کی بن کر اس دختر سے جا کر کہا کہ اے لڑکی تو بادشاہ زادی ہے کیوں اپنے باپ کی صورت بنا کر میں پرستی تاکہ تیرے باپ کی روح تجھ سے خوش رہے جیسا کہ وہ اپنی زندگی میں تجھ سے خوش تھا۔ اور خیردار یہ بات حضرت سلیمان سے مت کہنا اس بات





پھر اس نے رجوع کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے، پس معاملہ یوں تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب استنجے کو جاتے تو خاتم اپنے ہاتھ کی نکال کر ایک خادمہ حرم کے حوالے کر جاتے تھے کیونکہ اس انگلی میں پر اسم اعظم اللہ تعالیٰ لکھا تھا۔ اس لیے وہ اس کو استنجے کے وقت اپنے ساتھ نہیں رکھتے تھے۔ ایک دن مرضی الہی سے ایسا اتفاق ہوا کہ جنوں میں سے ایک جن نام اس کا مخمرہ تھا اس نے صورت و شکل حضرت سلیمان کی بنا پر اس خادمہ بینید سے جا کر انگلی کو چھو لیا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے اپنے عہدہ پر فائز تھے۔ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ملازمت میں کھڑے رہتے تھے ویسے ہی اس کے سامنے بھی۔ سب آکر حاضر ہوئے اور اسی طرح سے پرندوں نے بھی آکر اپنے اپنے پروں سے سایہ کیا اور وہ مخمرہ حکم و احکام جاری کرنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے استنجے سے فراغت پا کر اس خادمہ بینید سے اپنی انگلی شری طلب کی وہ بولی کہ انگوٹھی تو حضرت سلیمان علیہ السلام لے گئے ہیں اور تم کون ہو جو مجھ سے انگلی شری طلب کرتے ہو۔ یہ سن کر حضرت نے جواب دیا کہ میں سلیمان ہوں تم نے انگوٹھی کس کو دے دی وہ بہت زیادہ حیران و پریشان ہوئی اس نے بہت جلد سے حضرت سے عرض کیا لیکن وہ یقین نہ کرتے تھے پھر بذات خود حضرت سلیمان اپنے تخت کے قریب گئے تو وہاں جا کر دیکھتے ہیں کہ وہی مخمرہ جن تخت پر بیٹھا ہے اور انگلی بھی اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کے سامنے تمام جن و انس دربار عام میں باادب کھڑے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں سلیمان بن داؤد ہوں۔ لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور دیوانہ جان کر چوبدار نے وہاں سے نکال دیا اور بعض روایات میں یوں آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام میں گردش آنے کا سبب یہ تھا کہ ان کے بے شمار بیلیاں تھیں ایک دن انہوں نے یوں ارادہ کیا کہ آج کی شب میں تمام بیبیوں کے پاس جا کر جماع کروں اور ہر ایک بی بی ایک بیٹا بنے گی تو میرے بیٹوں کی تعداد بہت ہو جائے گی اور پھر وہ جب سب کے سب جوان ہو جائیں گے تو ہم سب کو لے کر جہاد فی سبیل اللہ کریں گے لیکن یہ ارادہ کرتے وقت انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا۔ اور پھر بموجب ارادہ انہوں نے اپنی بیبیوں سے اسی شب جماع کیا لیکن خدا کی مرضی سے کسی بیوی کو کوئی حمل نہیں ہوا۔ ہاں ایک بیوی سے اس کے پیٹ سے آدھے دھڑ کا بچہ پیدا ہوا۔ یہ حال دیکھ کر پھر وہ انشاء اللہ نہ کہنے کے سبب سے بہت نادام ہوئے اور بعضوں روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ ایک آنکھ اور ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کا لڑکا پیدا ہوا۔ القعہ جب ان جنوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہ پہچانا اور کچھ تعظیم و تکریم بھی نہ کی اور اس تخت گاہ سے باہر نکال دیا۔ پس وہاں سے نکل کر بیت المقدس میں جا کر عین دن تک سجدہ میں پڑے روتے رہے۔ پھر بے طاقتی سے مارے بھوک کے مسجد سے نکل کر کسی بنی اسرائیل

کے گھر جا کر کھانے کو مانگا لیکن کسی نے بھی ان پر کچھ التفات نہ کیا۔ پھر وہاں سے مایوس ہو کر شہر میں آئے۔ یہاں پر بھی کھانے کی تنہا کی اور بہت جگہ کوشش کی اتفاقاً یہاں بھی کسی نے بھی ان پر کچھ التفات نہ کی۔ پھر نوکری کی خواہش ظاہر کی لیکن کسی نے بھی نوکر نہ رکھا پھر یہاں سے بھی بھوکے پیاسے نکل کر دریا پر گئے۔ چھلی والوں کو چھلیاں شکار کرتے ہوئے دیکھا ان لوگوں سے کہا کہ تمام لوگ بھر کو نوکر رکھ لو اور ہم تمہارا کام کریں تب ماہی گیر نے ان کو دو چھلیاں دینی ہر روز مقرر کیں اور نوکر رکھ لیا آخر تمام دن گزارا رات کے وقت دو چھلیاں پکڑی گئیں یہی دو چھلیاں مزدوری میں ان کو ملیں ان میں سے ایک چھلی بازار میں بیچ کر روٹی مول لی اور دوسری چھلی کو تل کر روٹی کے ساتھ کھائی اور پھر شکر خدا بجالانے اسی طرح پر وہ چالیس روز تک اپنی روزی پیدا کر کے کھڑے رہے اور جو باقی بچتی وہ محتاجوں کو دیتے اور پھر تمام رات عبادت میں مشغول رہتا اور توبہ استغفار کرتے اور چالیس دن صفرہ جن نے حضرت سلیمانؑ کے تخت پر بیٹھ کر بادشاہی کی مگر آدمی اور جن کو اس کے طور طریقہ سے کچھ معلوم معاملہ ہوا کہ یہ جن سے تخت پر بیٹھ کر سلطنت کر رہا ہے اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام نہیں ہیں۔ مگر یہ راز دلی کسی سے ظاہر نہیں کرنے اور آصف جن سلیمان علیہ السلام کا وزیر اعظم و ہر شیار تھا جس دن سے وہ تخت پر بیٹھا اور اپنا حکم جاری کرنے لگا۔ اسی دن سے وہ آصف جن اس بات کا متلاشی اور متردد ہوا کہ آج چالیس دن سے یہ شخص تخت پر بیٹھ کر حکومت کرتا ہے کون ہے اور یہ تو یقین ہے کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام نہیں ہیں بالآخر آصف جن نے حضرت سلیمان کی بیبیوں سے جا کر پوچھا کہ آج حضرت سلیمان علیہ السلام کہاں ہیں کیا تمہارے پاس تشریف لاتے ہیں یا نہیں وہ ہمینہ خادمہ کہ جس کے ہاتھ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کام لیتے تھے وہ بولی کہ آج چالیس دن ہوئے ہیں ہم لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہیں دیکھتے ہیں اور نہ ہمارے پاس تشریف لاتے ہیں اور اپنی خاتم بھی بھر کو نہیں دیتے شاید اور کہیں تشریف لے گئے ہوں گے یا نوع دیگر ہوا ہو گا۔ پس آصف جن نے یہ سن کر ہمینہ سے کہا بہت اچھائیں ابھی معلوم کر لیتا ہوں اسی وقت اس نے چالیس آدمی توریت خواں کو بلا کر تخت گاہ میں لے جا کر توریت سب کے ہاتھ میں پڑھنے کے لیے دی جب وہ لوگ توریت پڑھنے لگے تب وہ صفرہ جن جو تخت پر بیٹھا تھا یہ کلام الہی سن کر تخت پر نہ ٹھہر سکا وہ وہاں سے بھی بھاگا اور وہ خاتم حضرت سلیمانؑ کی دریا میں ڈال کر چلا گیا مرضی الہی سے ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام ان چھلی والوں کی نوکری بجالا کر خٹکے مانگے دہیا کے کنارے سو رہے تھے اچانک سانپ آیا اور ایک سبز اپنے منہ میں لے کر ان پر ہوا کہ رہا تھا۔ ایک فحیرے کی بیٹی تھی اور وہ صاحب جمال تھی۔ ہر روز اپنے باپ کا کھانا دریا کے کنارے



لایا کرتی تھی اس نے حضرت سلیمانؑ کو دریا کے کنارے سوتا دیکھا اور وہ دیکھ کر حیران ہوئی کہ ایک آدمی سوتا ہے اور ایک سانپ ان پر ہوا کرتا ہے وہ دفتر دراصل بالغہ تھی یہ حال دیکھ کر اس نے اپنے باپ سے جا کر کہا کہ لے آجا جان بھڑک تم اس شخص سے یہاں دو تو بہت بہتر اور میں اس کے سوا کسی دوسرے سے شادی نہ کروں گی۔ تب وہ ماہی گیر اپنی بیٹی کو لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گیا۔ اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام سوتے تھے ان کی آہٹ سے وہ جاگ اٹھے۔ اس شخص نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ میں اپنی بیٹی سے تم کو یہاں دوں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی میں تو تمہارا نوکر ہوں اور میں تو کوری کر کے سیٹ پالتا ہوں اور بھڑک روزمرہ دو چھیلیاں اجرت حضور سے ملتی ہیں انہیں کو کھاتا ہوں بتائیے کہ میں آپ کی بیٹی کی خوراک اور مہر کہاں سے دوں گا۔ یہ سن کر وہ بولا کہ میری بیٹی آپ سے مہر نہیں چاہتی ہے اور کھانے کو میں دیتا رہوں گا یعنی کھانا میرے ذمے ہے۔ بالآخر حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ بات اس کی قبول کر لئی اور اس کے ساتھ اس کے مکان پر جا کر امی کی بیٹی سے یہاں کر لیا۔ پھر تو یہ استغفار کر کے خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے فی الجملہ اس صغیرہ جن نے جو انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی دریا میں ڈال کر بھاگھا تھا اس انگشتری کو ایک مچھلی نکل گئی تھی اور تمام مچھلیاں دریا کی اس انگوٹھی کے سبب سے اس مچھلی کی مطیع و فرمانبردار ہو رہی تھیں۔ دوسرے دن سب ماہی گیر حضرت سلیمان علیہ السلام کو لے کر اس دریا میں جہاں انگشتری حضرت سلیمانؑ کی صغیرہ جن نے ڈالی تھی وہاں مچھلی کے شکار کو گئے۔ خدا کے حکم سے وہ مچھلی کہ جس نے انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام نکل گئی تھی وہ جال میں پکڑی گئی یہی پھیرے نے اس مچھلی کو اور دو اور مچھلیوں کو لا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی اجرت دی۔ پس حضرت سلیمانؑ نے ان تینوں کو لے کر ان میں سے دو مچھلیوں کو بیچ ڈالا اور ایک مچھلی اپنی پوری کے حوالے کی کہ اس کو ذبح کر کے صاف کر دے۔ جب ان کی بیوی نے اس مچھلی کا پیٹ پھیرا تو وہ انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس کے شکم سے نکل پڑی اس کی روشنی سے سب گھر میں اہل لاہور گیا۔ پھر سے کی بیٹی یہ عجوبہ دیکھ کر بے اختیار رپکار اٹھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی پہچان کر اپنے ہاتھ میں پہن لی۔ اور مرغان ہوا اگر میر پر سایہ مگن ہوئے اور جن و انسان جمیع خلق ان کی ملازمت میں بدستور سابق اگر حاضر۔ سبوحی اور ہوائے تخت شاہی لا کر موجود کر دیا۔ پھر حضرت سلیمانؑ نے اپنی بیوی ماہی گیر کی بیٹی سے کہا کہ میں سلیمان ابن داؤد ہوں، اور تمام احوال اپنا دل سے آخر تک بیان کیا اور اس وقت ہو اکو حکم کیا تب ہوائے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تخت سمیت اپنے مکان خاص پر پہنچا دیا اور جتنے ملازمان تھے سب نے آکر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے

دربار عام میں حاضری دی۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے محل میں جا کر اس حید و نبیہ بنکودین کی بیٹی کو کہ جس کو شہر حیدون سے لاکر اپنے نکاح میں لائے تھے وہ جو کتابیں جادوگر کی تھیں جو ہر روز بزمیت بنکودین کے صخرہ جن اس شہر حیدون سے لوٹ کر لایا تھا اور اس جادو کے سبب سے اس نے اس نے حضرت سلیمان کی خاتم ان کی خلاصہ بیٹہ سے لے کر چالیس دن تک سلطنت کی تھی اور حضرت کو دکھ میں ڈالنا تھا اس کتاب کو بھی پارہ پارہ کر کے ڈال دیا۔ ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اس کتاب کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہندوستان میں بھی پہنچا تھا اس سے لوگ اب تک جادوگری کرتے ہیں بعد اس کے حضرت سلیمان نے صخرہ جن کو طلب کیا لیکن اس کو نہ پایا اور تمام جنوں کو حکم کیا ان لوگوں نے اپنی بھرپور کوشش کی لیکن معلوم نہ کر سکے۔ بہت کوشش کے بعد معلوم ہوا پھر انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے آکر کہا کہ اے نبی اللہ صخرہ جن آپ کے خوف سے بیچ سمندر کے جا کر تھپ گیا ہے اور بغیر کچھ جیلے اس کو پکڑ کر آپ کے پاس نہیں لاسکتے اگر آپ کا حکم ہو تو ہم لوگ کچھ جھوٹ بنا کر اس سے جا کر کہیں تو ممکن ہے کہ ہم لوگ اس کو پکڑ کر آپ کے حضور میں لاسکیں یہ منکر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اچھا جاؤ۔ تب جنوں نے جا کر سمندر کے نیچے میں پکارنے لگے کہ اے صخرہ تو کہاں ہے اب نکل آ حضرت سلیمان علیہ السلام تو مر گئے ہیں اور وہ یہ منکر سمندر کے نیچے میں سے نکل آیا پھر اس کو جنوں نے گرفتار کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر کیا۔ چالیس دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو عذاب و قید میں رکھا اور بعد اس کے وہ شکنجے میں پھرتے ڈال رکھا۔ کہتے ہیں کہ اب تک وہ شکنجے میں پڑا ہے اور قیامت تک اسی طرح شکنجے میں پڑا رہے گا۔

پس اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے کئی برسوں تک حکومت کی اور بیت المقدس جو حضرت داؤد نے بنایا تھا اس کو اور بھی بڑا کر کے بنوایا پھر جنوں کو حکم کیا کہ اس کی دیواریں سنگ سفیدی بناؤ کہ وہ خوبصورت معلوم ہوتی ہے تب بموجب ارشاد ان کے جنوں نے ویسا ہی کیا اور ستون بھی اس کے چالیس گز لمبے سنگ حتر سے بنائے اور کواڑوں درازوں کے آب نوش کے لگائے اور ایک دروازے کا نام بھی باب داؤد، اور دوسرے دروازے کا نام طوبی اور تیسرے دروازے کا نام باب بخت اور چوتھے دروازے کا نام بنی العربی آخر الزماں رکھا اور اس کی پھت بھی سباج کی لکڑی سے بنوائی تھی اور دیوار اس کے سونے سے زرداندہ کی تھیں اور مسجد کے اندر قندیلیں چاندی کی لگائی تھیں اور قندیل میں تیل کی جگہ لعل شپ تھا اور اس کی روشنی سے شب روشن ہو جاتا تھا ۱۱۔ گندھک سرخ سے قندیلوں کو ترتیب دیا تھا ایسا کہ تین کو س تک اس کی روشنی کی شعاع جاتی



حق اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہی گزھک سرخ کیسا ہے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائی تھی۔ بالآخر ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام گنبد کے دروازے پر جھٹپٹے سے بنایا تھا اپنا عصا نیلے کھڑے تھے خدا کے حکم سے ملک الموت حاضر خدمت ہو گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم میری ملاقات کو آئے ہو یا میری روح قبض کرنے کو یہ سن کر ملک الموت نے کہا کہ میں تمہاری روح قبض کرنے آیا ہوں۔ یہ سنتے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا بہت اچھا مجھے ذرا پانی پینے کی مہلت دو اس کے جواب میں ملک الموت نے کہا میں خدا کے حکم میں اب کچھ دیر نہیں کر سکتا ہوں اور اب آپ کے پانی پینے کا حکم خداوندی نہیں ہے۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام عصا پر ملے کھڑے تھے اسی ہیٹھ پر ان کی جان قبض کر لی گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ اسی طرح ایک برس تک حضرت سلیمان علیہ السلام کی لاش بے جان عصا کے ٹکے سے کھڑی تھی اور بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ دو مہینے تک ان کی موت کی خبر کسی کو نہ ہوئی۔ اور تمام اجزاء اسی طرح بیت المقدس کا کام سرانجام دیتے رہے یہاں تک کہ عصا ان کا گھن کھا گیا اور لاش زمین پر گر پڑی۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اتنے روز سے بے جان کھڑے تھے اس کے بعد تخت ان کا ہوا پڑ گیا اور وہ آدمیوں کی نظروں سے غائب ہو گیا اور تمام جن تاسف کرتے ہوئے چلے گئے۔ اس میں حکمت حکیم علی الاطلاق کی تھی کہ جن اپنی عیب دانی سے فخر کرتے تھے کہ ہم کو غیب کی بات معلوم ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے بطور آزمائش کے ان کو آزمایا۔ اگر وہ غیب کی بات جانتے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کی خبر ان کو معلوم ہوتی اور پھر وہ ذلت میں نہ رہتے۔ پس خدا کی مرضی یہی تھی کہ جنوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے مرنے کی خبر نہ ہو ورنہ وہ سب چلے جاتے اور بیت المقدس کی تیاری نہ ہوتی یوں ہی زیر تعمیر ممت رہ جاتی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَلَمَّا قَفَّيْنَا عَلَى الْمَوْتِ مَا دَلُّهُمُ عَلَى مَوْتِهِمْ: تَوَجَّهْ: پس جب فیصلہ کیا ہم نے اس پر موت کا تو پھر ہم نے نہ خبر کی اس کی موت کی کسی کو لیکن کھاتا رہا اس کا عصا کیڑا پس جب گر پڑا پھر معلوم ہوا جنوں کو۔ اگر وہ جن خبر، رکھتے غیب کی بات تو رہتے ذلت کی تکلف میں، اور دوسری روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جنوں کے ہاتھ سے۔ بیت المقدس بنواتے تھے۔ جب معلوم ہوا کہ موت آپہنچی پھر انہوں نے جنوں کو مارت کا پر اور نغصہ تیار کر کے آپ شیشے کے مکان میں دروازے بند کر کے بندگی میں مشغول ہوئے اور بعد وفات ایک برس تک جن لوگ مسجد بناتے رہے اور جب مسجد پوری ہو چکی تو میں عصا پر حضرت سلیمان علیہ السلام نیلے کر کھڑے تھے گھر کھانے سے نہ گھر پر اب سب پر وفات حضرت سلیمان علیہ السلام

کی معلوم ہوئی اور جن آدمیوں سے غیب دانی کا دعویٰ کرتے تھے سب کے سب قائل ہوئے۔ پس اس واقعہ کو اسی پر انکفا کرتا ہوں۔ **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْقَوَابِ**۔

## بیان تولد حضرت مریم علیہا السلام

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے وقت میں بنی اسرائیل کی قوم میں حنہ نام کی ایک عورت تھی اور وہ بڑی ہی زاہدہ اور متقی تھی اور اس کے شوہر کا نام عمران ابن الاثان تھا اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی اولاد میں سے تھی اور یہ بھی بذریعہ روایت معلوم ہوتا ہے کہ اس حنہ عورت سے پہلے ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی اور اس کا نام اشیاء تھا اور وہ حضرت زکریا علیہ السلام سے بیای تھی اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حنہ کی بہن سے حضرت زکریا کا بایا ہوا تھا غرض حنہ جب آخری عمر میں حاملہ ہوئی تھی تو وہ بیت المقدس میں جا کر خدا کی بندگی میں مشغول ہوئی اور پھر نذر مانی کہ یارب میرے پیٹ سے جو لڑکا پیدا ہو گا وہ میں نے تیری نذر کیا تاکہ وہ اس بیت المقدس کی خدمت کرے اور ہمیشہ تیری یاد میں لگا رہے اور وہ دنیا کا کام نہ کرے۔ چنانچہ حق تعالیٰ سبحانہ، فرماتا ہے: **اِذْ قَالَتْ لَوْ لَافَ عَمْدَانِ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ** جب کہا عمران کی بیوی نے کہ نام اس کا نہ تھا اسے میرے پروردگار تحقیق میں نے نذر مانی ہے واسطے تیرے کہ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے آزاد کیا ہو خدمت سے پس یہ مجھ سے قبول فرما، تحقیق تو ہی ہے واسطے تیرے کہ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اس امت میں یہ دستور تھا کہ بعض لڑکیوں کو ماں باپ اپنے حق سے آزاد کرتے اور اللہ تعالیٰ کی نذر دیا کرتے تھے۔ پھر تمام عمران کی بیوی کو حمل تھا اس کام میں نہ لگاتے تھے اور وہ ہمیشہ مسجد میں عبادت کرتے رہتے تھے۔ پس عمران کی بیوی کو حمل تھا اس نے نذر مانی اسی حمل کی حالت میں جو لڑکا جنوں گی وہ خدا کی نذر ہے چنانچہ بعد نو ماہ کے اس نے لڑکی جنی تو اس کا نام اس نے مریم رکھا اس حنہ عورت کا دل اس واقعہ سے سخت ہو گیا یعنی اس کا مطلب یہ تھا کہ بیٹا ہو تا اور بیٹی ہونے سے وہ اپنے دل میں ناخوش ہوئی کہ میری نذر بھی پوری نہ ہوئی کیونکہ اس امت میں لڑکی کو نذر اللہ کے کرنے کا دستور نہ تھا پس اس نے پنا منہ آسمان کی طرف کر کے کہا **قَوْلَہٗ تَعَالٰی وَنَلَمْاَوْضَعُہَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعُہَا اُنْثٰی**۔ اللہ تعالیٰ نے جب اس کو جنا تو بولی اے رب میں نے یہ لڑکی جنی اور اللہ کو بہتر معلوم ہے کہ جو کچھ جنا اور نہیں ہے مرد مانند عورت کے تحقیق میں نے نام اس کا مریم رکھا ہے اور میں اس کو تیری پناہ میں دیتی ہوں



اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے بچا۔ پس ندائی اسے حنہ میں نے قبول کیا مریم کو اگرچہ وہ  
مرد نہیں اچھی طرح قبول کرنا اور بڑھایا اس کو اچھی طرح سے بڑھانا اور تو اس کو سپرد کر دے حضرت زکریا  
کے حب مریم بی بی سات برس کی ہوئیں نب ان کی ماں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر — بیعت المقدس  
میں حضرت زکریا کے پاس گئیں اور ان کو سلام کیا اور پھر کہا اے بنی اللہ کے میں نے نذر کی تھی کہ اگر میرے  
پیٹ سے لڑکا ہوگا تو میں اس کو مسجد اقصیٰ کی خدمت میں دوں گی۔ حب میں نے لڑکی جنی اور میں نے اس  
کا نام مریم رکھا اور اس کو لے کر آپ کی خدمت میں لائی ہوں تاکہ وہ اس مسجد میں رہے اور مسجد کی  
خدمت کرتی رہے۔ چنانچہ حضرت زکریا نے مسجد اقصیٰ کے مصلیٰ اور سے دریافت کیا کہ اس کی پرورش  
اور خبر داری کون کرے گا۔ نب وہاں کا ہر شخص کہنے لگا کہ میں اس کی خبر داری کرتا رہوں گا آخر میں  
سب میں نزاع پیدا ہو گیا کسی نے کہا کہ اس کو میرے حوالے کرو اور کسی نے کہا کہ اس کو مجھ کو دو پھر  
بات اس پر بھڑکی کہ ہر شخص اپنا اپنا قلم آہنی کہ جس سے توریت لکھی جاتی ہے ان کو ایک لگن پانی بھر  
کر اس میں ڈال دو۔ جس کا قلم پانی کے اوپر رہے گا یعنی پانی میں نہ ڈوبے گا وہی شخص کفیل مریم ہوگا  
چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا: اذِیْلَقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یُکْفَلُ مَرْیَمَ ترجمہ: حب دے  
قلم اپنے کہ کون پائے مریم کو خلاصہ یہ ہے کہ مسجد کے بزرگوں نے جب حضرت مریم کا خواب سنا تو پھر  
ہر ایک چلبنے لگا کہ مریم کو پالیں گے۔ آخر فیصلہ اس بات پر ہوا کہ ہر ایک نے ایک ٹشت میں اپنا قلم پانی  
میں ڈالا سب کا قلم پانی میں ڈوب گیا لیکن زکریا علیہ السلام کا قلم اوپر ہی تیرنے لگا۔ چنانچہ حضرت زکریا  
کی طرف ان کا پالنا ٹھہرا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَكَفَّلَهَا ذِكْرًا ترجمہ: یعنی کفیل ہوئے مریم  
کے حضرت زکریا علیہ السلام اور پھر قلم نے حضرت زکریا علیہ السلام سے کہا اے بنی اللہ اس لڑکی  
کو خدا نے آپ ہی کے ذمے کیا پالنے کے واسطے درحقیقت ان کی ماں نے خواب میں دیکھا اگرچہ یہ لڑکی  
ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی نذر میں قبول کیا اور اس کو مسجد میں لے جا کر رکھوں پس مسجد کے بزرگوں نے  
کہا تھا کہ لڑکی کو مسجد میں رکھنا درست نہیں ہے۔ لیکن جب ان کا خواب سنا تو پھر اس کو قبول کیا اور ایک  
روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زکریا کی بری حضرت مریم کی خالہ تھی۔ چنانچہ دہی ان کو پالنے لگیں۔ ان  
کے واسطے مسجد میں ایک حجرہ بنوا دیا گیا۔ چنانچہ دن میں مریم وہاں عبادت کرتی تھیں اور رات کو حضرت زکریا  
ان کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ ایک دن حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم کو مسجد میں ایک حجرہ کے اندر  
بند کر کے اپنے گھر چلے گئے۔ چنانچہ جب ان کو یاد آیا تو ایک آہ ماری اور نہایت افسوس کرنے لگے کہ میں  
نے کیا کام کیا کہ لڑکی کو بے گناہ بھوکا پیاسا کوٹھری کے اندر بند کر آیا ہوں شاید مریم نہ گئی ہو۔ جلدی

سے جا کر مسجد کے حجرہ کا دروازہ کھولا تو وہ کیا دیکھتے ہیں کہ مختلف انواع و اقسام طرح طرح کا کھانا اور پوسے ان کے سامنے دھرے ہیں اور حضرت مریم نماز پڑھ رہی ہیں۔ جب انہوں نے نماز سے فراغت کی تو حضرت زکریا نے پوچھا اے مریم یہ کھانا اور میوے اس بندے میں کہاں سے آئے اور اس کو کون لایا۔ وہ بولی یہ کھانا اور میوے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں اور ان کو فرشتے لائے ہیں۔ **قَوْلُهُ تَعَالَى: كُلُوا مِمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْدَابَ لَا تَجِدُ فِيهَا مِنْهُنَّ شَيْئًا وَهِيَ تَمْنَعُ**۔ میں وقت آئے حضرت زکریا علیہ السلام مریم کے حجرے میں پایا اس کے پاس کچھ کھانا بولے اے مریم کہاں سے آیا تجھ کو یہ کھانا بولی مریم کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آیا یہ رزق وہ دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے حساب حضرت مریم نے اس واسطے بے حساب کہا کہ یہ کھانا بہشت سے آیا تھا اور نعمت بہشت کی بے حساب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو تین رات دن بہشت کھانے سے پرورش کیا اس کے بعد فرشتوں نے کہا: **إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ**۔ ترجمہ اور جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا تجھ کو اور پاک کیا تجھ کو سارے جہان کی عورتوں سے اے مریم تو بندگی کر اپنے رب کی اور اسی کو سجدہ کیا اور اسی کو رکوٹ کیا کہ ساتھ رک رک کر کرنے والوں کے۔ چنانچہ یہی خطاب حضرت مریم پر خاص طور پر ہوا تھا۔ چنانچہ میں اسی پر حضرت مریم کے واقعہ کا اکتفا کرتا ہوں۔ **وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْغُيُوبِ**

## بیان تولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام

روایت ہے کہ جب حضرت مریم کی عمر چودہ برس کی ہوئی اور غسل حیض کے واسطے نکل کر اس چپڑے میں کہ جس کو عین السلوٰی کہتے ہیں وہ گئیں اور ان کی بہن اشیاء ذکر یا علیہ السلام کی بی بی تھیں ان کے گھر میں غسل حیض کو گئیں۔ یہ ان کا پہلا حیض تھا اور جب انہوں غسل حیض سے فراغت کی تو ایک جوان خوبصورت اجنبی اپنے پیچھے کھڑا ہوا دیکھا۔ یہ درحقیقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ چنانچہ اللہ فرماتا ہے: **فَاذْهَبْ إِلَىٰ هَٰذِهِ فَتَمَسِّكُهَا بِأَسْمٰیہَا فَهَرَبِ بِهَا مِنْ مَّوَدَّعِیْہَا**۔ کہنے لگی مریم تحقیق میں پناہ پکڑتی ہوں ساتھ رحمن کے تجھ سے اگر ہے تو پرہیزگار اور بعض نے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص فاسق و فاجر تھا اور نام اسکا معروف و مشہور یوسف تھا اور وہ سنار کا کام کرتا تھا۔ حضرت مریم نے دریافت کیا شاید یہ وہی



شخص ہے اس لیے ڈریں، حالانکہ وہ حیرائیل علیہ السلام تھے۔ حضرت مریم سے کہا تو اللہ تعالیٰ، قَالَ اِنَّمَا اَتَاكَ مُسَوَّلٌ مِّنْ يَّنَا لَا تَحْبُ لَكَ عَلَمًا رَّكِيًا قَالَتْ اِنِّىْ تَكُوْنُ لِيْ عَلَمٌ الْاَيَةُ ترجمہ: کہا حضرت حیرائیل علیہ السلام نے کہ میں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ اور دے جاؤں گا تجھ کو ایک رک کا ستھر پاک۔ پھر حضرت مریم بولیں کہ کہاں سے ہو گا مجھ کو رک کا کہ چھوڑا تک بھی نہیں مجھ کو کسی آدمی نے اور نہ میں تھی کبھی بدکار۔ پھر حضرت حیرائیل علیہ السلام نے کہا تو اللہ تعالیٰ، قَالَ كُنْ اِلَيْكَ الْاَيَةُ۔ ترجمہ: کہا حضرت حیرائیل علیہ السلام نے اسی طرح فرمایا تیرے رب نے کہ وہ مجھ پر لکھا اور ہم اس کو کیا چاہیں گے لوگوں کے لیے نشانی کہ بن باپ کے رک کا بیٹا ہو گا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کام قطعی ٹھہر چکا ہے۔ روایت میں ہے کہ حضرت آدم کی پھینک حیرائیل نے خدا کے حکم سے مریم کے بیان میں ڈال دی۔ اور ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ مریم کے پیٹ میں حضرت حیرائیل نے ہوا پھونکی تھی۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جب ہوا یا پھینک مریم کے پیٹ میں پھونکی اور وہ ان کے رحم تک پہنچی تھی تو آواز آئی کہ خدا واحد مطلق ہے اور میں اس کا بندہ ہوں اور اس کے بعد حضرت مریم مسجد اقصیٰ میں جا کر عبادت الہی میں مشغول ہو گئیں اور اس حقیقت کو انہوں نے کسی پر ظاہر نہ کیا اور برابر عبادت الہی کرتی رہیں اور رات دن روتی تھیں اور زبان حال سے کہتی تھیں کہ یا رب جو عبادت تھہر رہا ہے ایسا کسی پر نہ ہو کیونکہ میں لوگوں میں رسوا ہوئی ہوں اور میرے ماں باپ بھی میرے واسطے خلق میں رسوا ہوئے۔ پس بعد چند روز کے یہ راز قوم بنی اسرائیل میں ظاہر ہوا کہ مریم کنواری ماکرہ حمل سے ہے۔ یہ بات سنتے ہی یہودی حضرت مریم کو تہمت دینے لگے اور بیعت و ملاحت کرنے لگے کہ اے مریم یہ حمل تو کہاں سے لائی ہے کیا تو نے بد کام کیا ہے۔ حضرت مریم اس کا کچھ جواب نہ دیتی تھیں یہ سکر وہ خاموش ہو رہتی تھیں۔ جب حمل توڑ دیا گیا اور مریم قریب جننے کے ہوئیں تو نجس الہام الہی بیت المقدس سے چلے سے نکل کر ایک میدان کی طرف گئیں۔ وہاں پر ایک درخت خشک خدا کا تھا اسی کے نیچے جا بیٹھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاجَاءَهَا الْفَخَافُ الْمَلِيْجُ الَّذِيْ فِيْ الْخَلْقِ ۝ ترجمہ: پس آئے اس کو جننے کا درد ایک کجور کی جڑ میں۔ مریم بولی کسی طرح میں مر جکتی اس سے پہلے اور ہو جاتی میں بھولی بسرائی خلق کے دل سے تو یہ حال ٹھہر پر نہ گزرتا۔ اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے جو شخص حضرت مریم کے حمل سے واقف ہوا تھا وہ یوسف سنار تھا اور حضرت مریم کا خالہ ابھائی تھا اس نے مریم سے کہا کہ اے مریم تیری پدائش اور زہد میں مجھ کو شبہ ہے اور یہ حمل تو کہاں سے لائی ہے تب مریم صادقہ نے اس سے ساری حقیقت





پاس چنانچہ قولہ تعالیٰ: فَاقْتَرِبْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُنَّ إِلَى تَرْجَمِهِمْ پس گویا میں نے کر آئیں مریم حضرت عیسیٰ کو اپنے لوگوں کے پاس۔ پس یہودیوں نے کہا تحقیق تو لائی ہے ایک عجیب چیز بہن ہارون کی کہ نہ تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار۔ اگرچہ بی بی مریم ہارون کی بہن نہ تھی۔ لیکن اس واسطے کہا کہ مریم حضرت ہارون کی اولاد میں سے تھیں پس مریم نے لوگوں کو حضرت عیسیٰ کی طرف اشارہ کیا کہ تم لوگ اس بچے سے پرچھو اور میں تو روزہ دار ہوں۔ اور میں آج کسی سے نہ بولوں گی جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: فَاقْتَرِبْ تَدْرِكُهُ الْيَاثُ الرَّجُمَةُ پس اپنے ہاتھ کے اشارے سے بتایا مریم نے اس لڑکے کو یہ اشارہ دیکھ کر وہ بے ہم کیونکر بات کریں اس شخص سے کہ ابھی وہ گود میں ہے اور حال یہ ہے کہ وہ ابھی بچہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو زبان تکلم عنایت فرمائی قولہ تعالیٰ: قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ ؕ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ؕ تَرَجِمَ حضرت عیسیٰ بولے کہ میں بندہ ہوں اللہ تعالیٰ کا اس نے مگر کو کتاب دی ہے اور مگر کہنی کیا ہے اور مگر برکت دلائی ہے اور تاکید کی تھی کہ غماز کی اور ادائیگی نہ کرے کی جب تک کہ میں دنیا میں رہوں اور مگر کہ حسن سلوک کی تلقین فرمائی اور جس دن میں مردوں اور جس روز میں اٹھ کھڑا ہوں زندہ ہو کر قبر سے جب یہ کلام ان یہودیوں نے سنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے توان کو بڑا تعجب ہوا۔ اور پھر آپس میں کہنے لگے کہ یہ تو لڑکا بی ہو گا اور لوگوں نے جو تہمت دی تھی وہ سراسر کذب اور بہتان ہے۔ پس مریم حضرت عیسیٰ کی پرورش میں مصروف رہیں اس وقت تک کہ جب تک وہ بالغ ہوئے تو خدا کی طرف سے ان پر وہی نازل ہوئی کہ اے عیسیٰ ترقوم بنی اسرائیل کو اپنے خدا کی طرف دعوت دے۔ پس حضرت نے سب کو بلایا اور پھر ان کو راہ ہدایت کی دکھائی انہوں نے نہ مانا اور کہنے لگے کہ ہم اپنے دین موسیٰ کو چھوڑ کر ایسے بے پدر کی بات کیونکر مانیں۔ یہ باتیں سنکر اور ان کا یہ حال دیکھ کر حضرت عیسیٰؑ بیزار ہو کر شہر سے نکل کر گاؤں کی طرف چلے گئے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ کچھ دھوبی کپڑے دھوتے ہیں۔ یہ دیکھ کر ان دھوبیوں سے حضرت عیسیٰ نے کہا کہ تم کپڑے کیوں دھوتے ہو اپنا دل پاک و صاف کر و کفر و شرک سے یہ سنکر انہوں نے کہا کہ اچھا ہم کو بتاؤ کہ ہم کس چیز سے اپنا دل پاک و صاف کریں۔ حضرت عیسیٰ نے ان سے کہا کہ یہ کلمہ پڑھو۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ دُخِلَ اللَّهُ طِيسَ ان دھوبیوں نے حضرت عیسیٰؑ کا کلمہ پڑھ کر اپنے دل کو کفر و شرک سے پاک و صاف کیا اور وہ جس کا پٹرا دھونے کو لائے تھے اس کو پھیر دیا اور وہ تمام دھوبی حضرت عیسیٰؑ کی امت میں داخل ہو گئے اور وہی لوگ پھر انصار کہلانے لگے پھر دیاں سے وہ سب دریا کے کنارے پھیروں کے پاس گئے وہ دریا کے کنارے پھل پکڑتے تھے ان سے بھی حضرت عیسیٰ نے

اپنی نبوت کا اظہار فرمایا۔ وہ کہنے لگے اے عیسیٰ جو جو پیغمبر آئے ان سبھوں نے اپنے اپنے معجزے دکھائے اور تمہاری نبوت کی کیا دلیل ہے وہ ہم کو دکھاؤ یہ سن کر حضرت عیسیٰ نے فرمایا۔ قَوْلُ تَعَالٰی اِنِّیْ مُقَدِّسٌ لَّکُمْ مِّنْ اَیْطِیْنِ الْاٰلٰہِیَّۃِ تَوْحِیْدٍ۔ حضرت عیسیٰ نے ان سے کہا کہ میں بنا دیتا ہوں تم کو مٹی سے جانور کی صورت پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ ہو جاتا ہے اڑتا ہوا یا نور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور چونکہ کرتا ہوں جو اندھا پیدا ہو اور کوڑھی کو اور جلانا یوں مردے کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور بنا دیتا ہوں تم کو جو کچھ کھا کر آؤ گے اپنے اپنے گھر سے اور جو رکھو آؤ نشانی پوری ہے تم کو اگر تم یقین رکھتے ہو۔ اور سچ بتاتا ہوں تو ریت کو جو کہ آسمانی کتاب ہے اور وہ بڑے پہلے کی ہے اور آیا ہوں میں تمہارے پاس نشانیوں کے کہ اپنے رب کی طرف سے سوژد اللہ تعالیٰ سے اور جو کچھ میں تم کو کہوں اس کو مانو اور بیشک اللہ ہی ہے رب میرا اور رب تمہارا اس کی بندگی کرو اور یہی سیدھی راہ ہے یہ سن کر ان مابی گیلو نے کہا قَوْلُ تَعَالٰی قَالَ الْخَوَارِیُّوْنَ یَعِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ اَلْحَقْ تَوْحِیْدًا۔ اور جب کہا ہوا یوں نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرے رب سے ہو سکے تو وہ اتارے ہم پر ایک خوان بھر پورا آسمان سے یہ سن کر حضرت عیسیٰ نے کہا ان سے ڈرو اللہ تعالیٰ سے اگر تم کو یقین ہے اس کے جواب میں ان لوگوں نے کہا کہ ہم پیار سے ہیں کہ کھا دیں اس خوان سے طعام اور چین پادیں ہمارے دل اور ہم یہ بھی جانیں کہ تم نے ہم کو سچ بتایا ہے اور پھر ہم سب تیری اس رسالت پر گواہ رہیں۔ یہ باتیں حضرت عیسیٰ نے ان کی سنی اور پھر وہ ایک بڑے میدان کی طرف چلے گئے اور وہاں جا کر اپنے سر کو نہنگا کیا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر خداوند قدوس سے دعا مانگی کہ اے رب میرے تو دانا مینا ہے جو کچھ کہو اریوں نے پھر سے کہہ دے اور جو کچھ کہ انہوں نے طلب کیا ہے۔ اگر ان کی قسمت سے روز اول سے تو نے مقرر کیا ہے تو ان کے واسطے ایک خوان نعت اپنے فضل سے بھیج دے قَوْلُ تَعَالٰی قَالَ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ اَللّٰهُمَّ رَمِّیْ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا اِلْحٰمًا۔ ترجمہ کیا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے اللہ اے رب میرے اتار ہم پر ایک خوان بھر پورا آسمان سے کہ وہ دن عید ہو دے ہمارے پہلوں اور پٹھوں کو اور اور نشانی ہو دے تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو اور تو ہی ہے بہتر روزی دینے والا اسی وقت حضرت جبرائیلؑ نے نازل ہو کر کہا قَوْلُ تَعَالٰی قَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مُنْزِلٌ لَّکُمْ عَلَیْکُمْ مَائِدَۃً یَّکْفُرُہُ الْاٰلِیہ کہا اللہ نے میں اس دن کا تم پر وہ خوان پھر کوئی تم میں سے ناشکری کرے اس کے بعد تو میں اس کو عذاب کروں گا وہ عذاب جو نہ کروں گا کسی کو جہانوں میں سے بعد اس کے۔ چنانچہ اس کے بعد ایک نہایت مہتمم بالشان منان طرح طرح کے کھانوں سے بھرا ہوا تھا حبیب ان لوگوں نے اس خوان کا سروش اٹھا کر



دیکھا تو اس میں پانچ روٹیاں اور ایک ٹھیل تلی ہوئی تھی جس میں کانٹے نہ تھے اور نہ اس میں بڑی تھی اور تھوڑی سی ترکاری اور ایک ٹنڈا ان اور پانچ انار اور تھوڑے سے خرے اور روغن زیتون اور اس کے علاوہ اور چیزیں بھی تھی یہ چیزیں تمام بنی اسرائیل کی قوم نے دیکھیں لیکن انہوں نے اس میں سے کچھ نہ کھایا اور کہنے لگے اے یہی دیکھیں کہ اس تلی ہوئی ٹھیل کو تم اپنے معجزے سے زندہ کرو تب ہم تم پر ایمان لے آویں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس تلی ہوئی ٹھیل پر کچھ بڑھ کر جو نفا خدا کے حکم سے وہ ٹھیل زندہ ہو گئی اور پھر وہ ٹھیل اس خوان میں سے کود پڑی یہ دیکھ کر سب آدمی گھبرا گئے اور کچھ آدمی سپہم کر مر گئے۔ پھر حضرت عیسیٰ سے لوگوں نے فرمائش کی کہ آپ اپنے خلع سے دیا کیجئے یہ پھر ویسی ہی ہو جائے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ٹھیلی پھر ویسی ہی تلی ہوئی ہو گئی اور یہ معجزہ تمام قوم بنی اسرائیل نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا پھر اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس خوانِ نعمت پر کھانے کو بیٹھے اور بعض غریب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ گئے اور جو مغرور تھے انہوں نے وہ کھانا ان کے ساتھ نہیں کھلایا اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس غریب نے ان کے ہاتھ سے کھانا کھلایا تھا وہ بہت جلد مٹی ہو گیا اور جس اندھے نے کھلایا تھا وہ بینا ہو گیا اور جس کوڑھی نے کھلایا تھا اس کو آرام آگیا چنانچہ وہ خوانِ نعمت سارا دن اسی طرح بھر ہوا اور کھارہا اور کچھ بھی کم نہ ہوا آخر رات کو وہ خوانِ نعمت پھر آسمان پر چلا گیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ جن لوگوں نے کھانا کھلایا تھا وہ بعد میں بہت پشیمان ہوئے اور پھر کہنے لگے کہ ہم بہشت کی نعمتوں سے محروم رہے اس کے بعد خدا کے حکم سے دوسرے دن بھی وہی نعمت بہشت سے آیا پھر اس خوانِ نعمت سے بہت سے لوگوں نے وہ تلی ہوئی ٹھیلی اور ترکاری وہ پانچ روٹی اور انار غرض سب کچھ کھلایا اور وہ ذرا بھی کم نہ ہوا ویسا ہی وہ خوانِ نعمت بھر رہا۔ اور پھر ویسا ہی خوانِ نعمت آسمان پر چلا گیا۔ غرض جن لوگوں نے اس میں سے کھائی جو چیز وہ ان کی پسند ہی پر تھیں۔ بعض ناپنے ذوق شہر میں سے کھانا چاہا اس کو دوسری مزا ملا اور جسے ترشی سے ذوق تھا اس کو ترشی ہی کا ذائقہ حاصل ہوا اور جس کو ٹیکن کا شوق تھا اس کو ٹیکن ملتا رہا۔ غرض اسی طرح وہ خوانِ نعمت تین دن آتا اور جاتا رہا اور شہر کے بچے لوگ تھے سب کے سب آسودہ ہو کر کھاتے تھے اور بعض رواتوں میں یوں بھی آیا ہے کہ خوانِ نعمت چالیس روز تک برابر آتا اور جاتا رہا اور تمام اہل شہر اس میں سے کھاتے رہے لیکن خدا کے فضل سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ قوم بنی اسرائیل یہ معجزہ دیکھ کر بعضے ایمان لے آئے اور بعض نے پھر بھی انکار کر دیا اور جو اس کے بعد بھی ایمان نہ لایا تو اس کی شکل سوڈا اور رتھ کی ہو گئی اور جو لوگ ایمان لائے تھے ان پر رحمت الہی نازل ہوئی۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ سات سو آدمیوں کے چہرے

مسخ ہوئے تھے یعنی سور اور ریچھ کی شکل کی صورت بن گئے اور جو لوگ کہ ایمان لے آئے تھے انہوں نے  
 نور اسلام سے سعادت دارین حاصل کی۔ روایت ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام مومنوں کو لے  
 کر ایک میدان کی طرف سیر کو گئے تو وہاں ایک لومڑی کو دیکھا تو حضرت عیسیٰ نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں سے  
 آتی ہے اس نے کہا اپنے گھر سے آتی ہوں اب دوسرے مکان پر جاؤں گی۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 نے کہا: یٰئِسْ مَکَانَ یٰلَاقِیْ حَزِیْفَ ترجمہ کہا مریم کے بیٹے کے واسطے مکان نہیں ہے یہ سستی ہی مجھ میں  
 لوگ آپ کے ساتھ تھے انہوں نے فوراً حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ فرما دیں  
 تو آپ کے واسطے ہم ایک مکان تیار کر دیں۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پاس دولت  
 نہیں ہے انہوں نے کہا کہ دولت ہم دیں گے۔ حضرت نے فرمایا: یہ یارو گھر بنانے کو میں جہاں کہوں وہاں  
 بناؤ۔ تب دوسرے دن مومنین عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بہت روپیہ دولت لے کر آئے اور پھر آپ نے  
 فرمایا کہ میرے ساتھ میں بتلا دوں تب دریا کے کنارے جا کر موج کی جگہ بتائی کہ تم لوگ یہاں پر میرے  
 واسطے مکان بناؤ۔ انہوں نے کہا اے حضرت عیسیٰ یہ جگہ تو بہت مخدوش ہے یہاں پر کیونکر مکان بنے  
 گا اور پھر کیسے ٹھہر سکے گا تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے یارو جان لو دنیا بھی جائے مخدوش  
 ہے اور اس کو حوادث کے پھیٹرے اور موصی ہر وقت مارتی رہتی ہیں اور اس گرداب موج میں ٹھہرنا  
 کر کوئی رہا نہیں اور نہ آئندہ رہے گا۔ الغرض دنیا میں عمارت بنانا کوئی فائدہ نہیں بلکہ ہر شخص کو چاہیے کہ  
 وہ آخرت کی عمارت بنائے جس کو ہمیشہ بقا ہے۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے  
 وقت میں ایک نیک بخت عورت تھی ایک دن وہ روٹی پکانے کے واسطے آگ سلگا رہی تھی تاکہ اس  
 سے روٹی پکائے۔ اتنے میں نماز کا وقت آیا لہذا وہ نماز پڑھنے لگی۔ جب اس نے نماز سے فراغت  
 پائی تو دیکھتی کیا ہے کہ اس کا لڑکا اس آگ کے چوڑھے کے اندر اس آگ سے کھیل رہا ہے اس نے یہ  
 دیکھتے ہی جلدی سے اپنے لڑکے کو اٹھالیا۔ اور اپنے شوہر سے یہ ماجرہ اجاگر کہا اس نے جا کر حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام سے بیان کیا چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم اپنی بیوی کو یہاں بلاؤ۔ اس سے  
 حال پوچھ کر میں تم کو بتاؤں گا۔ پھر آپ کے فرمانے سے اس عورت کے شوہر نے اپنی بیوی کو حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو نے خدا کا کیا کام کیا جو یہ کہہ  
 پایا کہ تیرا لڑکا آگ سے بچا۔ وہ بولی خدا عالم الغیب ہے میں کچھ نہیں جانتی ہوں مگر صرف چار باتیں ہیں اول  
 یہ کہ اس کی لغت پر شا کر ہوں۔ دوسری اس کی بلا و مصیبت پر صابر ہوں۔ تیسری اس کی رضا پر راضی ہوں  
 چوتھی آخرت کا کام دنیا کے کام پر مقدم جانتی ہوں۔ اگرچہ کار و دنیا فوت ہو جائے۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ



علیہ السلام نے کہا کہ بس یہی باعث ہے اس بچے کی محفوظی کا۔ یہ عورت اگر مرد ہوتی تو اس پر وحی نازل ہوتی۔ روایت ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کورستان کی طرف جا کر دیکھا کہ ایک شخص کی قبر سے نر چمکتا ہے۔ حضرت نے دعا کی اسی وقت وہ قبر پھٹ گئی اور ایک شخص اس قبر سے نکلا اور وہ نور کی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تجھ کو یہ بزرگی کس عمل سے ملی اس نے کہا ایک میرا صلہ بیٹا تھا۔ اس نے میرے حق میں دعا کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول فرمایا اور جو گناہ میں نے دنیا میں کیے تھے وہ خداوند کریم نے معاف کر دیئے اور مجھ پر اپنی رحمت فرمادی۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تجھے دعا بیٹے کی ماں باپ کے حق میں قبول ہوئی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ مردے سب اپنے فرزند پر فخر کرتے ہیں اور ناز کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہماری اولاد ہے ہمارے حق میں دعا کرے گی اس سے ہم کو نجات حاصل ہوگی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حجابہ بادشاہ سے ملاقات

کعب الاحبار نے لکھا ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیابان شام سے جاتے تھے راستے میں ایک سر بسیدہ کی ہڈی ملی۔ چنانچہ انہوں نے جناب باری سے عرض کی یا الہی یہ کس کا سر راہ میں پڑا ہے تو اس کو زندہ کر دے تاکہ وہ مجھ سے بات کرے اور مجھے معلوم ہو کہ یہ کون شخص تھا اور دنیا میں کیا کام کرتا تھا۔ اور کس گناہ کی پاداش میں اس کی کھوپڑی راستے میں پڑی ہے اور جو بات میں اس سے پوچھوں وہ اس کا جواب دے ایسا کر دیکھیے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ کھوپڑی زندہ ہو گئی۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سر بسیدہ سے پوچھا کہ اے کھوپڑی خدا کے حکم سے تو ہم سے بات چیت کرنا چاہی عینی تو جو کچھ اس سے پوچھے گا یہ تجھ کو جواب دے گا سب سے پہلے اس سر بسیدہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے حضرت آپ کیا پوچھتے ہیں مجھ سے پوچھیے۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تو مرد تھا یا عورت۔ سیدہ تھا یا شقی۔ مقبول تھا یا مرد۔ تو کون تھا یا غریب۔ نیک تھا یا بد۔ دراز قد تھا یا کوتاہ قد۔ بخیل تھا یا سخی اور مجھ سے یہ تاکہ نیز کیا نام ہے۔ یہ سن کر اس کھوپڑی نے کہا اے حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں بادشاہ تھا اور میرا نام حجابہ بادشاہ تھا اور میں بہت زیادہ سخی تھا اور سعید و مقبول اور نیک اور دراز قد بھی تھا اور کئی بادشاہ میرے زیر فرمان تھے۔ دولت و دنیا سب کچھ مجھ کو حاصل تھی اور مجھے کسی بات کا غم نہ تھا اور ہمیشہ عین و نشاط میں رہتا تھا۔ اور پانچ ہزار غلام میرے عصا بردار جوان و خوبصورت سرخ قبا پوش باشمیر بندی دایں یاں کھڑے رہتے تھے اور پانچ سو غلام باہر ترانہ ساز اور پانچ سو

غلام باچنگ و حیانہ میری خدمت میں مدام حاضر رہتے تھے اور ایک ہزار لونڈیاں ترکی فروش آواز گانے والی ہر وقت میری مجلس میں رہا کرتی تھیں اور ہزار لونڈیاں ہم جنس ہم قدم ہم رنگ رقص کرتی تھیں اور ان کا رقص ایسا ہوتا تھا کہ مرغان ہوا اور درندے چوندے دیکھ کر کھڑے رہتے تھے اور آدمی تو سکتے کے عالم میں رہ جاتے تھے۔ اے پیغمبر خدا اگر میں اپنے تمام اوصاف محبت بیان کر دوں تو پھر آپ بھی تعجب کریں گے اور جب میں شکار گاہ میں برائے شکار جاتا تھا تو ایک ہزار اعلیٰ قسم کے گھوڑے معہ زین زرین میرے ساتھ ہوتے تھے اور ایک ہزار میر شکار سفید تابوش و نالج مکمل بر سر بازو بہری شاہیں کے کر میرے ساتھ چلتے تھے اور ایک ہزار غلام یا کمزریں کلاہ گوشہ سرخ پوش میرے آگے اور ایک ہزار اسی طرح میرے پیچھے اور ایک ہزار باصلاح دہنی طرف اور ایک ہزار غلام یا بی طرف چلتے تھے اور اس کے علاوہ دس ہزار پیچھے رہتے تھے اے پیغمبر خدا اگر تم سے صفت شکار کی بیان کر دوں تو پھر آپ کو بڑا تعجب ہو گا اور مشرق سے مغرب تک میری بادشاہت تھی اور میرا لشکر بے شمار تھا اس کے بھٹے سے دہلی و غیزہ عاجز رہتے تھے اور بے شمار بادشاہ اور ملک میرے زیر فرمان تھے جو میں فغان پر بزر و شہینہ تہفہ کیا تھا اور اگر صفت اس زور اور لڑائی کی بیان کر دوں تو آپ اسکو بھی سن کر بڑے ہی متعجب ہوں گے یعنی کسی بادشاہ کو طاقت نہ تھی کہ میرا مقابلہ کر سکے اور تقریباً چار سو برس تک میں نے بادشاہی کی اس چار سو میں ایک دن بھی ٹھک و رخ نصیب نہ ہوا اور میں جو افزد و عالی جمال و کمال و خوبی میں بے نظیر تھا یعنی کوئی بادشاہ وغیرہ بھی میرے برابر نہ تھا جو شخص بھی میری طرف نگاہ کرتا وہ نہایت متعجب رہتا اور میرا ہمیشہ کامعول تھا کہ ہر روز ایک ہزار دنیا دار فقیروں اور محتاجوں کو تقسیم کرتا تھا اور ہر بھوکے کو کھانا کھلاتا تھا اور اسی طرح ایک ہزار تنگوں کو کپڑا دیتا تھا لیکن یہ سب کچھ کرنے کے باوجود اپنے حقیقی معبود اللہ عز و جل کو نہیں جانتا تھا اور میں خود بت پرستی کرتا تھا۔ پس یہ حقیقتیں حضرت علی علیہ السلام نے سر پر سیدہ سے سن کر پوچھا تم کو مرے ہوئے کئے دن ہوئے اور تو کس حال میں تھا کیا تو نسک الموت کی صورت و شکل و ہیبت کیسے تو نے دیکھی سو وہ بھی مجھ سے بیان کر۔ نب اس نے بیان کیا کہ اے پیغمبر خدا آج ایک سو برس ہوئے ہیں میرے مرنے کو اور اس وقت بات یہ ہوئی تھی کہ ایک دن میں موسم گرما میں بیٹھا ہوا تھا کہ گرمی نے سر پر شدت صعد کیا۔ میں وہاں سے اٹھ کر اپنے چیلے ہائش گاہ پر گیا اور تمام اعضاء میں میرے اس قدر سستی آئی کہ طبیعت میری بد مزہ ہو گئی پھر میں وہی سوہا اور میرا حال متغیر ہوتا رہا اور اسی بہتر شاہی پروزیروں کو بلایا کہ فوراً میرا علاج کیا جاوے اور اس وقت میری سلطنت کا ایک ہزار طبیب نوکر تھے ان سب کو بلا کر میں نے ان سے کہا کہ تم سب میرا علاج صحیح طور پر کرو۔ اس حکم



کے سنتے ہی تمام طبیبوں نے میرے واسطہ دارو کی۔ لیکن ان کے علاج نے مجھے کچھ فائدہ نہ دیا اور کوئی دوا بھی مجھے مفید نہ پڑی اور پانچویں روز میرا حال از حد ابتر ہو گیا اور میری زبان بند ہو گئی اور سیاہ ہو گئی اور بدن کا پھسنے لگا اور میری آنکھوں میں سیاہی چھا گئی اور روشنی جاتی رہی اور مجھے کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ اور پھر مجھے بہوشی آنے لگی اس حالت میں سکرات میں عینب سے ایک آواز آئی وہ میں نے اچھی طرح سنی کہ روح حجامہ کی قبض کر کے دوزخ میں لے جاؤ۔ پھر ایک لحظہ بعد ہی ملک الموت ہمیت و شکل بہم ناک ایسی کہ سران کا آسمان پر اور پاؤں تخت الثریٰ میں میرے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور لئی منہ ان کے تھے میں نے جب ان کو دیکھا تو مارے ڈر کے ان سے میں نے بہت ہی زاری کی لیکن انہوں نے میری کچھ نہ سنی یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے بادشاہ حجامہ تم نے ملک الموت سے پوچھا تھا کہ تمہارے اتنے منہ کیوں ہیں اس کا کیا سبب ہے۔ حجامہ بادشاہ نے کہا اے پیغمبر خدا میں نے ان سے پوچھا تھا انہوں نے جواب میں کہا تھا کہ سامنے کے منہ سے جان مومنوں کی قبض کرتا ہوں اور دوسری طرف کے منہ سے باشندگان عالم سادات کی روح قبض کرتا ہوں اور جو منہ کہ بائیں طرف ہے اور جو پیچھے کی طرف ہیں ان سے کافروں اور مشرکوں کی روح قبض کرتا ہوں پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ سکرات الموت تجھ پر کیسی گزری تھی اور کس طرح تیری جان نکلی تھی وہ بھی بیان کر اس نے کہا کہ میں نے حضرت عزرائیل کو دیکھا کہ کئی فرشتے ان کے ساتھ ہیں کسی کے ہاتھ میں آگ کے گزراور کسی کے ہاتھ میں چھڑی اور تلوار ہے اور کوئی اپنے ہاتھ سے شعلہ آتش لے کر آئیں میں اور انہوں نے میرے بدن پر ڈال دیا۔ اس وقت مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ اس سے زیادہ آتش تیر تر کوئی دوسری نہ ہوگی۔ اگر ایک ذرہ بھی اس میں زمین پر گرے تو ساری زمین کو جلا ڈالے اور اراکھ کر ڈیہر کر ڈالے، پھر وہ میرے تمام بدن کا رگ دریشہ پکڑ کر ماں سے تن کھینچنے لگے میں نے ان سے کہا اے فرشتہ! مجھ کو چھوڑ دو اور میری دولت جتنی ہے وہ تم میری جان کے بدلے لے لو۔ پس یہ بات سنتے ہی انہوں نے میرے منہ پر طمانچہ مارا کہ اس سے تمام بدن کے جوڑا الگ ہو گئے اور پھر کہا اے بد بخت بے شرم دے صیا تو جانتا ہے کہ اللہ لعنوں گناہ کافروں سے مال نہیں لیتا ہے۔ پھر میں نے کہا مجھ کو چھوڑ دو میں اپنی آل و فرزند خدا کی راہ میں قربان کروں گا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ خدا رشوت نہیں لیتا ہے۔ اے پیغمبر خدا جان نکلنے میں ایسی تکلیف گزری کہ اگر تیرا شمر بیک وقت مجھ پر ماری مائیں تو بھی اتنی تکلیف نہ ہوتی۔ الغرض وہ فرشتے میری جان قبض کر کے لے گئے اس کے بعد لوگوں نے مجھے کفن پہنایا اور پھر قبرستان میں لے جا کر مردوں کے ساتھ گورستان میں دفن کر دیا اور مجھے اچھی طرح مٹی سے ڈھانک کر چلے آئے پھر اس قبر میں میری دوبارہ

جان آئی اور منکر نیکر فرشتے آئے اور وہ فرشتے بھی جو دنیا میں میرے ساتھ تھے آئے اور وہ خبر سے  
 کہنے لگے کہ جو تم نے دنیا میں بھلا دیا انکی دیدی کی تھی سو وہ اب تم دیکھو اور کیے ہوئے کا مزہ چکھو  
 اور جو کچھ میں اپنا کیا ہوا بھلا تھا وہ اس وقت سب یاد آگیا اور میں اپنے کیے ہوئے کو تو تون پر آنسو  
 بہاتا رہا اور جب منکر نیکر میرے پاس آئے تو ان کو دیکھ کر میرے عقل و ہوش جاتے رہے کیونکہ میں  
 نے ایسا کسی کو دیکھا نہیں تھا اور ان کے آنے سے زمین خود بخود پھٹ جاتی تھی اس خطرناک حالت  
 میں اگر مجھ پر بدعت کو قبر کے اندر بٹھا کر پوچھنے لگے صُنْ بَلَدٌ یعنی تیرا خدا کون ہے اس پر میں نے  
 کہا کہ تم سو یہ الفاظ سنتے ہی گزرا جی سے مجھ کو انے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی حرکت و دھک سے  
 تحت اثر ملی تک بل گئی ہوگی پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا مَا دِیْنُکَ یعنی کونسا دین ہے تیرا یہ سن کر  
 اور عقل و ہوش باختہ ہو گئے اور زبان مارے خوف کے بند ہو گئی پھر وہ مجھ سے کہنے لگے اے دروغ  
 گو تیرا خدا کون ہے میں نے پھر کہا تم ہی ہو میرے خدا پھر انہوں نے یہ سنتے ہی ایک گز آتش مجھ پر مارا اس  
 وقت میں اف کو کے کہا دروغ و استرا، اگر میں پیدا نہ ہوتا تو اچھا تھا اب کہاں جاؤں اور کس سے فریاد کروں  
 اور اب تو کوئی سنتا بھی نہیں صرف خدا ہی رحیم و رحمن ہے میں کچھ جانتا نہ تھا چار سو برس کی بادشاہی اور دنیا  
 کی خوشی عذاب قبر اور سوال و جواب سے مجھ پر تلے تھی اس کے بعد انہوں نے یہ کہا کہ غضب اللہ کا ہو کہنت  
 خدا کی کھاوے اور پھر غیر کو پر ہے پھر کچھ دیر بعد مشرق و مغرب کی زمین آکر مجھ کو دبانے لگی اور اس نے  
 ایسا دیا کہ میرے تمام بدن کی ہڈیاں درہم درہم ہو کر ٹوٹنے لگیں پھر زمین نے کہا کہ اے دشمن خدا تو نے  
 اتنے روز میری پشت پر دبا اور برابر کھڑے رہا اور اب تو میرے پیٹ کے اندر آیا ہے قسم ہے مجھ کو اپنے  
 رب کی میں اب تجھ سے حق اپنا اور حق تعالیٰ کا سمجھ لوں گی پھر اس کے بعد دو فرشتے آئے وہ بالکل  
 سیاہ پوش تھے اور غمناک معلوم ہوتے تھے ایسا کسی کو میں نے اس سے قبل نہ دیکھا تھا مجھ کو یہاں سے  
 پکڑ کر عرش کے نزدیک لے گئے یہ دیکھ کر مجھے کچھ اطمینان سا معلوم ہوا کہ میں اب شاید خدا کی رحمت کی جگہ  
 آیا ہوں اتنے میں عرش کے کنارے سے ایک آواز آئی اس شقی القلب کو دوزخ میں لے جاؤ اور عرش  
 کے پاس جا کر چار کرسی جو اہرات سے مرصع ہیں نے دیکھیں ایک پر ابراہیم خلیل اللہ اور دوسری پر موسیٰ  
 کلیم اللہ اور تیسری پر محمد حبیب اللہ اور چوتھی کرسی پر ایک پیر عمر و غمناک بیٹھا تھا اور اس کے پاس کاغذ  
 آتش الیتادہ تھا اور سلاسل داخل یعنی زنجیریں اور طوق سعیر آتشیں اس کے پاس موجود تھے اور نام اس  
 کا مالک تھا چنانچہ مجھ کو اس کے پاس لے گئے اور اس نے دیکھتے ہی مجھ کو ایک بھڑکی دی ایسی کہ میرے  
 تمام بدن میں لرزہ آگیا اور میں بری طرح سے کانپنے لگا تو یہ بولا کہ اس بد بخت کو لہرے کی زنجیر سے باندھ



کر رکھیں گھوکو قید شدید میں رکھا اور تقریباً ستر گز غبار کے نیچے بیٹھا۔ پھر میرے بدن سے کھال نکال کر  
 سانپ اور پھوڑوں کے بیچ میں اس دوزخ میں ڈال دیا۔ اے پیغمبر خدا اگر اس زنجیر کا ایک حلقہ زمین پر پڑ جاوے  
 تو تمام خلق روئے زمین کی ہلاک ہو جاوے اور میری زبان پر ہر شے ثبت کر دی گئی اور پھر میں کسی قسم کی کوئی بات  
 نہ کر سکتا تھا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے حمزہ بادشاہ آتش دوزخ کیسی تھی وہ بیان تو کرو یہ  
 سنتے ہی اس نے کہا اے پیغمبر خدا دوزخ کے درجات سات ہیں ان کے نام یہ ہیں بادۂ، سبقر، سنقر، بہنم  
 نطنی، حطرہ، عادۂ، حطرہ اور عادۂ سب سے نیچے طبقے میں ہیں۔ اے پیغمبر خدا اگر آپ اہل دوزخ کو دیکھتے  
 تو کہتے کہ ان پر خدا کا غضب ہے ان کے نیچے اوپر دائیں اور بائیں آگے پیچھے دھکی ہوئی آگ ہے اور اس کے اندر  
 جھوکے اور پیاسے لوگ جل رہے ہیں وہاں کھانا پینا اور سایہ قطعاً نہیں ہے۔ ہمیشہ سوائے غم کے خوشی اور  
 راحت نہیں ہے اور منہ ان کا مانند سیاہ کر ملے کے ہے اور ہمیشہ گریہ زاری اور توبہ زاری کرتے ہیں لیکن وہاں  
 توبہ قبول نہیں ہوتی بلکہ ہر وقت آواز آتی ہے اے اہل دوزخ تمہارا طعام ہمیشہ آتش دوزخ ہے تم تو  
 دوزخ ہی کا ایندھن بن چکے ہو پھر وہاں سے جھڑک کر ایک درخت آتش کے پاس اندر دوزخ کے آگے گئے  
 اور اس درخت کا نام اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سجرہ زکوم فرمایا ہے اور ہندی میں اس کو بیج کہتے ہیں پس  
 اس جگہ میں نے کھانے کو مانگا وہی درخت زقوم لا کر مجھ کو دیا جب میں نے اس کو کھایا تو اس سے میرا خلق  
 بالکل بند ہو گیا اور اس طرح سے بند ہوا کہ وہ نہ نیچے اترتا ہے اور نہ اوپر اٹھتا ہے مارے درد کے اور ہوش  
 کے بری طرح چلاتا رہا کہ مجھ کو پانی دو تاکہ لقمہ خلق سے نیچے اترے۔ جب پیالہ بھر کر پانی گرم تھنم سے لا دیا  
 اور جب میں نے اسے پیاتو اس کے پینے سے گوشت پوست ہڈی تک جل کر خاک ہو گئی اس کے پیچھے ایک  
 جھڑکی کی آواز آئی اس آواز کے بعد پھر میری ہڈی گوشت پوست ہڈی تک جل کر خاک ہو گئی یعنی مکمل میرا  
 جسم جل گیا اور پاؤں کے تلوے سے سرتک میرے آگ سے جل رہے تھے۔ پھر اس کے بعد مجھ کو جتنا  
 آتشیں لا کر پہنائیں اور مجھ سے کہا اے بد بخت اپنے عمل کی جزا چکھو اب تجھ کو سوائے عذاب کے اور کچھ  
 نہیں ملے گا کیونکہ تو نے دنیا میں بد عمل کیے تھے اور تو نے خدا کو کبھی نہیں مانا تھا اور نہ اس کے عذاب  
 سے ڈرتا تھا تو نے اپنے خالق و معبود سے شرم اور اس کی عبادت نہیں کی تھی اور نہ اس کی نعمتوں  
 کا شکر بجا لایا تھا اور اپنے بھائی برادر مومن مسلمانوں کا مال زبردستی سے چھین لیتا تھا اور حرام ضرری سے  
 کبھی ڈرتا تھا اور برابر مسلمانوں کو ایذا دیتا تھا اور کسی برائی کے کام سے پرہیز نہیں کرتا تھا اے پیغمبر خدا  
 ایسی ایسی باتیں مجھ سے کہیں اور آگ کی جوتیاں مجھے پہننے کو دیں۔ پس اس کی پیش سے مغز میرا سر سے اور کان  
 اور ناک سے نکل پڑا اور اس وقت پتھر وہ ہو گیا۔ اے پیغمبر خدا میرے کھلنے کی چیز سوا آگ کے اور

نہ قوم کے کچھ نہ تھا۔ پھر وہاں کچھ کو ایک پہاڑ پر لے گئے اس پہاڑ کا نام سکرات ہے لمبائی اس کی تین ہزار برس  
 راہ ہے اور اس کے اندر ستر کنویں آتشی ہیں اور جتنے عذاب کچھ پر گننے سے سب اس میں موجود پائے اور اس  
 میں سانپ دیکھو بیٹھیں اور سانپ کچھ خوب دانت اپنے بچاتے اس کی کٹاکٹ کی آواز سو برس کی راقہ تک  
 سنی باقی تھی اور جب کسی کو کاٹتے تو وہ فوراً ہی خاک ہو جاتا تھا اور اگر ان کے زہر دانت کا ایک قطرہ روئے  
 زمین پر گر پڑے تو دنیا جل کر خاک ہو جاوے مگر یہاں پہاڑ پر ہر روز اس پہاڑ پر تین مرتبہ سکرات موت ہوتی تھی  
 پس اسی وجہ سے اس پہاڑ کو سکرات الموت پہاڑ کہا جاتا ہے اور جس کو بھی اس پہاڑ پر لے جاتے ہیں تو وہ  
 تلخی سکرات چھٹتا ہے پھر کچھ کو وہاں سے ایک چشمے میں لے جا کر ڈال دیا گیا اور میں اس جہنم میں دوزخوں  
 کے پاس جا پہنچا اور آواز اس چشمے کی سو برس کی راہ تک جاتی ہے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 نے اس سرورسیدہ حجاجہ بادشاہ سے دریافت کیا کہ یہ تو بتاؤ اس چشمے کا نام کیا ہے اس نے کہا اس چشمے  
 کو غضبان کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ ہمیشہ غضبناک رہتا ہے۔ اے پیغمبر خدا جو شخص خدا سے ڈرے  
 گا اور گناہ سے باز رہے گا تو وہ چشمہ عذاب اس پر آسان ہو جاوے گا۔ پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے  
 اس چشمے کی بات سنی تو بوش ان کے جاتے رہے اور بہت زیادہ روئے اور بہت ڈرے اور کہا اے  
 حجاجہ بادشاہ اس چشمے کا عذاب جو تم پر گزرا سو بیان کرو۔ اس نے کہا اے نبی اللہ کے اس چشمے کے عذاب  
 کا اگر بیان آپ سنیں گے تو تعجب کریں گے جب پاؤں میں نے اس چشمے میں رکھا تو فوراً ہی میرے جسم  
 کا چمڑا اور میرا پر اور جسم اس گرم پانی سے جل گیا اور مالک دوزخ نے مجھ کو ایک بھڑکی دی اس کی ہیبت  
 سے میں اس چشمے میں گر پڑا اور اسی میں غرق ہو گیا یا نبی اللہ میں اس چشمے کا کیا حال بیان کرو کہ عذاب اس  
 کا سب عذابوں سے عذاب اکبر ہے ایسا کہ میرے جسم کی تمام ہڈیاں جل کر رہ گئیں اور اول جو عذاب مجھ  
 پر گزرا تھا وہ تو اس عذاب سے اصف تھا اے پیغمبر خدا اگر میں اس کو ایک سو برس تک بیان کرتا رہوں  
 تو بھی اس کا بیان ختم نہ ہو گا۔ پھر مجھ کو اس چشمے سے نکال کر ایک کنویں پر لے گئے اور مجھ کو اس میں  
 جا کر ڈال دیا اور لمبائی اس کی ایک ہزار برس کی تھی اور اس کو بیت الاحزان کہتے ہیں۔ اور اس کنوین  
 کے کنارے ایک تابوت آتشی رکھا ہوا تھا اور لمبائی اس کی تین سو کوں کی تھی مجھ کو اس تابوت کے  
 اندر رکھا اور جن شیطانوں نے مجھ کو خدا کی راہ سے بھٹکا کر گمراہ کیا تھا اور غرور میں ڈالا تھا ان کو مجھ  
 پر موٹکل مقرر کیا اور جب ہی سے میں اس تابوت آتشی میں ہوں بہت مدت کے بعد ایک آواز  
 عرش سے آئی کہ حجاجہ کو آج دنیا میں برسر راہ عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ڈال دو کیونکہ اس نے کچھ تو اب  
 کیا تھا دنیا میں بہت لوٹندی اور غلام آزاد کیے تھے اور بھوکے لوگوں کو کھانا کھلایا تھا اور بیاسوں کو پانی



پلایا اور شکوں کو کثیر اپنایا تھا اور غریبوں پر ہربانی کی تھی اور مسافروں کی خبر گیری کی تھی۔ اور روز ازل میں لکھا گیا تھا کہ جہاں کو عذاب آخرت سے ایک بار رہائی کر کے پھر دنیا میں بھیج دوں گا یہ آوازیں نے اپنے کانوں سے سنی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جہاں بادشاہ سے پوچھا کہ تم کس قوم سے تعلق رکھتے ہو۔ وہ بولا کہ میں قوم حضرت الیاس سے ہوں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اس وقت جہ سے کیا چاہتے ہو۔ اور خداوند قدوس سے کیا مانگتے ہو یہ سن کر جہاں بادشاہ نے کہا یا نبی اللہ الاماں الاماں آپ کو خدا کی قسم پہنچے بے چارہ گنہگار کے حق میں آپ دعا کریں کہ جہ کو اس عذاب سے اللہ نجات بخشے اور زندہ کر کے پھر اس دنیا میں بھیج دے میں اس کی بندگی کروں گا اور اسی سے مدد چاہوں گا تاکہ دنیا و آخرت میں آپ ہی کا حق جہ پر ثابت ہو۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے حق میں اللہ رب العزت سے دعا مانگی کہ اے خدا تو بے مثل و بے مانند سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور سب کا پیدائندہ اور مارنے والا ہے اور تو ہی سب کی فریاد سننے والا ہے میری دعا قبول فرما اس بیچارے جہ کو زندہ کرنا کہ یہ تیری عبادت کرے اور حق عبودیت تیرا بجالائے۔ تب حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میں نے روز اول میں لکھا ہے کہ تیری دعا سے میں اس کو زندہ کر کے پھر دنیا میں بھیجوں گا اور اس کی توبہ قبول کروں گا اور اپنے عذاب سے خلاصی دوں گا کہ وہ دنیا میں سخی اور دوستدار فقیر و مسکین کا تھا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام یہ کلام الہی سن کر شکر خدا کا بجالائے اور خوش ہو کر اس جہاں بادشاہ کی ہڈیوں پر کہا کہ اے ہڈیو گوشت پوست بال پر لگندہ ہوئے خدا کے حکم سے ایک جگہ جمع ہو جاؤ۔ تب خدا کے حکم سے اس وقت جتنی ہڈیاں تھیں اور جتنا گوشت و پوست و بال جہاں کے تھے ہیئت اصلی پر جسم مرکب بن گیا اور زندہ ہو کر یہ کلمہ کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ عِيسٰی رُوحُ اللّٰهِ۔ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا واحد مطلق ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول برحق ہیں اور ہیئت و دوزخ اور لعنت و نشر و جمع ہے۔ پھر جہاں بادشاہ نے تقریباً اسی برس زندگی پائی اور اس زندگی میں قیام و ہیام یعنی روزہ عبادت الہی میں ہمہ تن مصروف رہا اور دوسرے لوگوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتا رہا، اور بجز عبادت الہی کے کچھ بھی دنیا کا کام نہیں نہیں کرتا تھا۔ آخر پھر بھی جاوہ مسلانی پر رہ کر شربت موت کا پیا۔ خدائے کریم غفور رحیم نے اپنے فضل و کرم سے اس کے گناہ معاف کر کے اس کو جنت نصیب کی۔ ذلک الفضل من اللّٰهِ اِنَّ عَقُوْرَ حَمِيْمٍ د وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْاَصْوَابِ

## حضرت مریم کی وفات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کو لے کر بیت المقدس سے ملک شام کو جلتے تھے چنانچہ راستے میں حضرت مریم بیمار ہو گئیں اور وہ جگہ ایسی تھی کہ جنگل و گھاس کے سوا کچھ نہ تھا اس وجہ سے وہ بیخ گیاہ کے علاوہ اور کچھ استعمال نہیں کر سکتی تھی مجبوراً انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے میرے بیٹے کچھ کو وہی لادو وہ اسی وقت اپنی ماں کو اس جگہ چھوڑ کر اس جزیرہ کو لینے گئے چنانچہ کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد اسی جگہ پر حضرت مریم نے وفات پائی اور خدا کے حکم سے اسی وقت بہشت کی حوروں نے ان کو ان کو غسل دیا اور پھر بہشت کے کپڑوں سے کفن دیا اور وہ حوریں اسی جگہ دفن کر کے چلی گئیں اور یہ سب کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غم مچھوڑی میں ہوا کیونکہ وہ ان کے واسطے اس قلیل ارشاد کی تکمیل میں گئے ہوئے تھے اور ان کے انتقال کی ان کو کچھ خبر نہ تھی جب وہ اسی جگہ پر واپس آئے جس جگہ پر اپنی والدہ کو چھوڑ کر گئے تھے تو انہوں نے ان کو کئی مرتبہ پکارا لیکن ان کو کوئی جواب نہ ملا آخری آواز میں بچا ملا کہ لبیک اے میرے فرزند تم مجھے کیوں بلاتے ہو یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے امی جان میں نے آپ کو تین دفعہ پکارا اب تک آپ کہاں تھیں یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سن کر حضرت مریم نے کہا اے بیٹے پہلی بار پکار میں فردوس اعلیٰ میں تھی اور دوسری پکار میں سدرة المنتہیٰ میں تھی اور تیسری پکار میں آسمان اول پر آگ میں نے جواب دیا یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے امی جان اپنا حال بیان کرو حضرت مریم لب لبس اے بیٹے جس کو اللہ تعالیٰ فردوس اعلیٰ نصیب کرے اور وہ اپنی ماں کو پہنچے اس سے بہتر اور کیا چیز ہے اس کے متعلق کیا پوچھتے ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ سے یہ باتیں سن کر آبدیدہ اور گریاں سینہ بریاں واپس بیت المقدس آگئے اور لوگوں کو خداوند قدوس کی دعوت دیتے رہے ایک دن منبر پر بیٹھ کر لوگوں سے کہنے لگے اے لوگو! اللہ تعالیٰ تے تورات میں فرمایا تھا کہ حضرت موسیٰ کو ہفتہ کا دن مبارک ہے اور اس روز سوائے عبادت کے کچھ اور دنیا کا کام کرنا حرام ہے اب اللہ رب العزت نے اس حکم کو منسوخ کر دیا ہے اور ہماری کتاب انجیل میں فرمایا ہے کہ اتوار کا دن بہت مبارک ہے اس دن کو مانو اور اس کا احترام کرو اور اس دن غازیں پڑھو اور کچھ کام دنیا کا اس دن نہ کرو اور مطابق انجیل کتاب کے چلو جس قوم بنی اسرائیل حضرت عیسیٰ سے اس بات کو سن کر اپنے دل میں کینہ لاٹے اور پھر کہنے لگے کہ کتنے ہی پیغمبر بنی اسرائیل میں بعد حضرت موسیٰ کے آئے کسی نے بھی حضرت موسیٰ کی شریعت کو منسوخ نہیں کیا اور یہ لڑکا وہ بھی بے پردہ بھول النب اکہمدی



کتاب موسیٰ کو مسوخ کرنا ہے لہذا اس کو اردا نا چاہیے تاکہ ہمارے نبی موسیٰ علیہ السلام کا دین جاری رہے اور ان میں مومن یہودیہ سن کہ کہنے لگے اے قوم! تم نے نہ کر کیا علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے نبی تھے ان کو مار کر عذاب اٹھا یا تھا اور تم پر خدا کا غضب نازل ہوا تھا۔ سو تم بھول گئے اور اب حضرت عیسیٰ جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرسل نبی ہیں ان کو مارنے کا قصد کرتے ہو۔ تم لوگ خدا سے ڈرو اور اس سے پناہ مانگو اور اس کے حضور میں توبہ کرو کیوں جہنم کی راہ اختیار کرتے ہو میں تم لوگ ان پر اور ان کی کتاب پر ایمان لاؤ۔ بہت کہا مگر ان کافروں نے نہ مانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی فکر میں لگے رہے اور طرح طرح کی تدبیریں کرتے رہے اور کہنے لگے کہ جب کبھی ہم لوگ ان کو تہا پائیں گے تو ان کو مار ڈالیں گے۔ یہ باتیں ان کافروں کی مومن لوگوں نے سنی تو وہ ہر دم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے اور ان کی ہر وقت خبر داری کرتے تھے کہیں عیسیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تنہا نہ جانے دیتے تھے۔ اگر کہیں جانے کا اتفاق ہوتا تو خود ان کے ساتھ جاتے تھے ایک دن ایک عورت نے حضرت عیسیٰ کے اصحاب ہواہریوں سے پوچھا کہ تم لوگ ہر دم ہر ساعت حضرت عیسیٰ کے ساتھ جو رہتے ہو تم لوگوں نے اس سے کیا معجزہ دیکھا ہے یہ سن کر ان ہواہریوں نے اس سے کہا کہ حضرت عیسیٰ مسیح رسول خدا ہیں اور وہ خدا کے حکم پر دوں کو زندہ کرتے ہیں اور اندھے کو بینا کرتے ہیں اور کوڑھی اور لنگڑے کو اچھا کرتے ہیں۔ تب اس عورت نے کہا کہ مبارکبادی اس شکم کو ہے کہ جس نے اس کو پیٹ میں رکھا۔ یہ باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس عورت سے سنیں اور پھر کہا مبارکبادی تو اس نبی کی امت کو کو ہے جو قرآن پڑھیں گے یہ سن کر اس عورت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ اے حضرت عیسیٰ مجھ بتاؤ کہ قرآن کیا چیز ہے۔ ہم نے تو کبھی نہیں سنا یہ سنتے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن وہ چیز ہے کہ نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر نازل ہو گا پانچ جہاں جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: **وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَحْيٰى اَسْمٰى اٰتِىْ نَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْكُمْ مَّصِيْدٌ اَلَيْهَا بَنِيّٰ** **يٰٓهٰى مَنِ الدّٰوْنَ اَوْ مَبْشٰرٌ مِّنْ نّٰسٍ اٰتِىٰ مِّنْ اَحْمٰدٍ** ترجمہ اور جب کہ عیسیٰ بن مریم کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ تعالیٰ کا تمہاری طرف سچا کتابوں اس کو جو مجھ سے آگے تھی یعنی توریت کو اور خوشخبری سناتا ہوں ایک رسول کی جو آوے گا مجھ سے پہلے اور اس کا نام احمد ہو گا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ ہمارے حضرت کا نام رکھا گیا۔ دینیائیں خدا اور فرشتوں کے درمیان احمد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ان کی امت میں محافظ قرآن بہت ہوں گے اور دوسرے پیغمبروں کی امت قرآن حفظ نہ کر سکے گی اور کتاب توریت اور انجیل کو بھی ان کے زمانے میں حفظ نہ کر سکے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب ان کو خوشخبری سنائی کہ پیغمبر آخر الزمان

اور ان کی شریعت قیامت تک جاری رہے گی۔ تب سب یہودیوں نے مل کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مار ڈالنے کا مشورہ کیا اور آپس میں کہنے لگے کہ اگر عیسیٰ ابن مریم زندہ رہے گا تو ہمارا دین موسیٰ کا بالکل باطل و منسوخ کرے گا اور اس زمانے کا بادشاہ وقت کافر تھا۔ اس ظالم نے ان مردودوں کے ساتھ اتفاق کیا اور پھر ان کو حکم دیا پھر ان لوگوں نے جمع ہو کر ان کی ہلاکت کا قصد کیا پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگرد حواریوں نے اس بات کو معلوم کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا تو یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تم لوگ غلط جمع رکھو اور بالکل مت ڈر میرے دشمن کیا کر سکتے ہیں۔ - متحدہ - دشمن چہ کنچہ پور مہربان باشد دوست۔ پس تم لوگ اپنے دین اور نبی آخر الزمان احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ایمان لاؤ۔ اور اسی پر ثابت قدم رہو۔ تب تم نجات پاؤ گے۔ الغرض حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے تمام حواریوں کو لے کر ایک مکان پر گئے جس کا نام عین السلوک ہے یہودیوں نے اس موقع کو غنیمت جان کر اس مکان کا غاصرہ کر لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا اس مکان کی پھت میں شگاف کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر اٹھا لے گئے اور ان کو فرشتوں کی صحبت میں رکھا اور ان یہودیوں کے سردار کا نام شیوع تھا اور وہی سب سے پہلے مارنے کے واسطے اس مکان میں گھسا تھا اس نے حضرت علیہ السلام کو بہت ڈھونڈا لیکن نہ پایا اور جب اس ملعون کے اس مکان سے نکلنے میں کافی دیر ہوئی تو جو باقی یہودی مکان کے باہر کھڑے تھے بہت بھران ہوئے اور اسی بھرائی میں وہ اس مکان میں سب کے سب داخل ہو گئے اور جو سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مارنے کے واسطے گھسا تھا وہ اپنی قوم کا بہت بڑا سردار تھا مکان کے اندر ان لوگوں نے اپنے سردار شیوع کو دیکھا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل و صورت بن گیا ہے اور یہ سب کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پچانے کے لیے کیا تھا کیونکہ ان یہودی لوگوں نے جوش ملیح میں آپ کے تھے ان کے قتل کرنے کی مکمل تدبیر کی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر اٹھا لیا تھا اور ان کی جگہ ان کے سردار شیوع کو انہی کی شکل و صورت کا بنا دیا تھا۔ ان یہودیوں نے جا کو اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل و صورت دیکھ کر بغضب و خشم پکڑ لیا ہر چند اس نے فریاد کی کہ میں شیوع ہوں تم لوگ مجھ کو چھوڑ دو۔ لیکن وہ لوگ ہرگز نہ مانے اور پھر کہنے لگے کہ تم ہی عیسیٰ ابن مریم ہو تم نے اپنے جادو سے شکل شیوع کی بنا رکھی ہے پھر وہ غرور کے کہنے لگے اچھا ہم نے مانا شیوع ہے تو یہ بتاؤ عیسیٰ ابن مریم کدھر گیا آخروہ تمام کے تمام اس بڑے شے میں پڑ گئے اور اپنے سردار شیوع کو حضرت عیسیٰ جان کو پکڑ لیا اور وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ



السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے چوتھے آسمان پر اٹھالیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
وَمَا قَتَلُوا وَمَا صَلَبُوا وَكَانَ مَشْهَدًا لَّهُمْ اَلْحَقُّ تَوْحِيدًا اور ان کو نہ مارا گیا اور نہ اس کو  
سولی پر چڑھایا گیا۔ لیکن وہی صورت بن گئی ان کے سامنے اور جو لوگ اس میں کئی باتیں نکالتے  
ہیں وہ اس جگہ شبہ میں پڑے ہیں اس کی خبر ان کو نہیں مگر انکل پر چلنا اور اس کو مارنا نہیں بیشک اس کو  
اٹھالیا گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا ہے کیونکہ میری حکمت زبردست  
حکمت ہے قرآن مجید میں لکھا ہے کہ یہود کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مار دیا یہ غلط ہے چونکہ  
اللہ تعالیٰ نے ان کی خطا ذکر فرمائی ہے اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ ہرگز اس کو نہیں مارا اور اس کی صورت کو  
صولی پر چڑھایا گیا اور نصاریٰ بھی اول سے ہی کہتے ہیں کہ ہمارے مسیح کو مارا نہیں وہ زندہ ہیں لیکن حقیقت  
وہ نہیں سمجھتے کئی باتیں کہ بن کو مارا لیکن ان کی روح اللہ تعالیٰ کے پاس گئی اور بعض تو یہ کہتے ہیں کہ  
مارا تھا لیکن تین روز بعد وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے تھے لیکن یہ بات حقیقت پر مبنی نہیں ہے اور  
نہ کسی دوسرے طریقے سے ثابت ہوئی ہے کہ ان کو مارا گیا۔ یاد رکھیے جو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور اس  
نے ہم کو بتایا کہ اس کی اصلی صورت کو نہیں مارا اور ان کے پکڑنے کو وہ نصاریٰ لوگ ان کے قریب سے دور  
جھاگ گئے تھے اور کچھ یہودی بھی نہ پہنچے تھے اس لیے صحیح خبر ان لوگوں کو ہے اور نہ ان یہودیوں کو ہے  
ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سردار شیوخ کو پچاس برس تک ناز و نعمت سے پالا تھا اس  
داسطے کہ جب حضرت عیسیٰ یہودیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے تو اس وقت اپنے سردار شیوخ کو ان کے  
ہدقے میں دے کر تھلا کر لے گئے اور فرعون ملعون کو اللہ تعالیٰ نے چار سو برس تک ناز و نعمت سے پال  
کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہدقے میں دریائے نیل میں ڈال دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم  
نیمیت بجات دی اور چار ہزار برس دہنہ بائیل کافر دوس اعلیٰ میں پال کر اللہ تعالیٰ نے ناز و نعمت سے اس  
داسطے پالا تھا کہ بعض گناہ مومنوں کے ان کو دوزخ میں ڈال دے اور کافروں کو اللہ تعالیٰ نے ناز و نعمت  
سے اس داسطے پالا تھا کہ بعض گناہ مومنوں کے ان کو دوزخ میں ڈال دے گا اور مومن سب اس  
دوزخ سے نجات پاویں گے۔ ایک اور حدیث میں یوں آیا ہے کہ قرب قیامت کے وہاں ملعون خروج  
کر کے ساری خلایق کو گمراہ کرے گا اور حضرت امام مہدی آخر الزمان مومنوں کے بیت المقدس میں  
رہیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر امام مہدی کے ساتھ ہو کر سب کافروں کو مشرق  
سے مغرب تک اور دہال کو مار ڈالیں گے مشرق سے مغرب تک تمام عالم کو مسلمان کر دیں گے۔ اور  
دین محمدی میں سب کے سب داخل ہوں گے ایک متفق کافر جہاں میں باقی نہ رہے گا اور اس روز

عدالت پوری ہوگی اور عدل و انصاف صحیح معنی میں ہوگا کسی پر کسی قسم کی کوئی زیادتی نہ ہوگی یعنی شیر و بکری ایک ایک گھاٹ پانی پئیں گے اور جو لوگ ظلم پر آمادہ ہوں گے ان کو دور کر دیا جاوے گا۔ اسی طرح سے چالیس برس حضرت عیسیٰؑ کی بادشاہت اور تبلیغ محمدی جاری رہے گی۔ اس کے بعد حضرت امام محمدی انتقال فرمائیں گے اور ان کو اس وقت کے مومن لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ کے پاس دفن کریں گے اور بعد میں حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام انتقال فرمائیں گے اور مومن لوگ ان کے لینے ہاتھوں سے ! تجیز و تکفین کریں گے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

**بیان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رحم میں نیکیا**  
ایک روایت سے یہ چیز واضح ہو جاتی ہے کہ اجماع اہل سنت اور آئمہ اسلام ہے کہ جناب رسالت مآب علیہ وسلم اپنی زبان نبیض ترجمان و لسان معجز بیان سے خود فرماتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: **أَدُلُّ مَا خَلَقَ اللَّهُ خَيْرٌ مِنِّي** یعنی سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے بنائی وہ میرا نور تھا۔ الغرض یہ چیز باتفاق ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور محمدی کو پیدا کیا اور پھر ان کے نور سے تمام فرشتے عرش و کرسی لوح و قلم بہشت و دوزخ بن و انس اور ساری مخلوقات پیدا کی چنانچہ اس کا ذکر کتاب کے اول میں آچکا ہے اسی واسطے یہاں پر مختصر کیا ہے کتاب روضۃ الاحباب و کتاب الاحیاء میں لکھا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا تو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم کی پیشانی پر ظہور کیا ایسا کہ ان کی پیشانی اس نور محمدی سے عرش تک چمکتی تھی پھر حضرت آدمؑ کی پیشانی سے حضرت شیثؑ کی اور حضرت شیثؑ سے حضرت ادریسؑ کی اور حضرت ادریسؑ سے حضرت نوحؑ اور حضرت نوحؑ سے اسی طرح درجہ بدرجہ منتقل ہو کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ تک پہنچا اور ان سے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کو نصیب ہوا بعد اس کے غسل بعد نسل عبد المناف تک پہنچا اور عبد المناف کے پاس بیٹے تھے ان کے نام یہ ہیں۔ عبد الشمس، ہاشم، ابوالمطلب اور ابونوفل اور ہاشم رسول خدا کے دادا تھے اسی واسطے رسول خدا کو ہاشمی کہتے ہیں اور ابوالمطلب امام شافعی کے دادا کا نام تھا اور عبد الشمس ابوہریرہ کے باپ کا نام تھا اور ابونوفل لاولد تھے۔ وہی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا عبد المناف سے ہاشم کو ملا اور بعد فوت ہونے عبد المناف کے ہاشم کو مکہ کی ریاست اور کعبہ کی تعمیر کا فاقہ انہی ایام میں مکہ میں قحط پڑا اور اکثر آدمیوں کو رات دن فاقہ گزرتا تھا چنانچہ ہاشم کو اللہ تعالیٰ کو اپنے فضل و کرم سے اور اپنی برکت کاملہ سے تو نگر کیا تھا انہوں نے تمام مکہ والوں کی حیفاقت کی اور حبیب دسترخوان



بچاتے تو روٹیاں توڑتوڑ کر اور پارہ پارہ کر کے دسترخوان پر رکھ دیتے کہ کھاتے وقت کوئی کسی کو معلوم نہ کر سکے کہ کس نے کتنی روٹیاں کھائیں۔ اسی وجہ سے ان کا نام ہاشم رہا اور ادل نام ان کا عمر تھا اور ادل سے عبد المطلب پیدا ہوئے اور پھر عبد المطلب سے کئی بیٹے پیدا ہوئے۔ حبیب انہوں نے نذر مانی اللہ تعالیٰ سے کہ اگر میرے دس بیٹے پیدا ہوں گے تو ان میں سے ایک خدا کی راہ پر قربان کر دوں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ حبیب ہاشم کو مکہ معظمہ کی ریاست ملی تو ضرر ملی کہ چاہ زم زم میں اسماعیل ذبیح اللہ نے خزانہ جمع کر رکھا ہے تو چاہا کہ اس کے اندر سے نکالیں پھر انہوں نے وہ چاہا کھودا تو اس کے اندر وہ خزانہ نہ پایا اور خدا کی مرضی سے پانی بھی اس کا سوکھ گیا پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے نذر مانی کہ اگر خزانہ خجہ کو مل گیا تو میں اس چاہ کو از سر نو تعمیر کروں گا اور پھر ایک لڑکے کو بھی تیرے نام پر قربان کر دوں گا تب پھر وہ چاہ کھودا۔ خدا کے فضل سے بہت خزانہ اس سے پایا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس خزانہ میں سے دروازے خانہ کعبہ کے لوبے اور فرلاد سے بنائے اور چاہ زم زم کی درسگی کرادی اور پھر کاتبوں کو بلایا کہ اپنی نذر کا سال بیان کیا۔ ان لوگوں نے بالاتفاق کہ ایسا ثناء واجب ہے۔ لازم ہے کہ ہر بیٹے کے نام پر قرعہ ڈالو جس کا نام نکلے گا اسی کو قربان کر دو یہ سن کر عبد المطلب کے بارہ بیٹے تھے چنانچہ ہر بیٹے کے نام پر قرعہ ڈالا اس میں نام عبد اللہ پیدر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نکلا اور عبد اللہ کی پیشانی پر نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر ہوا۔ اسی سبب سے ان کی صورت اپنے بقیہ بھائیوں سے بہت زیادہ حسین تھی ماں باپ اور اقربان کو بہت چاہتے تھے اور حبیب انہوں نے قربانی کی سنی تو ان کی ماں اور اقربا نے عبد المطلب سے کہا کہ ہم لوگ عبد اللہ کی قربانی نہ دیں گے تو دوسری قربان کر دو یہ سن کر عبد المطلب نے معجزوں کو بلوا کر ان سے استفتاء چاہا انہوں نے فتویٰ دیا کہ یہ ہو سکتا ہے۔ تب ان کے عوض دس اونٹ قربان کیے۔ اور اس زمانے میں خداوند کریم کا یہ حکم تھا۔ تقدیر قبولیت کے آتش آسمان سے اگر قربانی کو جلا کر چلی جاتی ہے۔ اور اس وقت علامت قبولیت کی یہی تھی پس وہ دس اونٹ قبول نہ ہوئے۔ پس پھر اور دس اونٹ قربان کیے یہ بھی منظور نہ ہوئے آتش آسمان سے نہ آئی۔ پس اسی طرح پانچ سو تک اونٹ عبد المطلب نے ذبح کیے اور بعض روایت میں ہے کہ ایک سو اونٹ ذبح کیے پھر وہ بھی قبول نہ ہوئے۔ پھر سب فریش و اقربا نے مل کر خدا کی درگاہ میں تضرع و حاجات کی اسی وقت ایک آتش سفید مثل دودھ کے آسمان سے نازل ہوئی اور تمام قربانیوں کو جلا گئی۔ تب وہ قربانی خدا کے دیار میں قبول ہوئی۔ پھر سب خوش ہو گئے اور ہر ایک ان میں سے خدا کا شکر بجالایا۔ اسی واسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَنَا بَيْنَ ذِي عَيْنَيْنِ

یعنی میں بیٹا دو وضع کیے ہوؤں کا ہوں یعنی اسماعیل ذبیح اللہ اور دوسرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ ابن مطلب اور حضرت محمد صلی اللہ وسلم کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب ابن عبد المناف تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ عبد اللہ کہیں کسی کام کو جاتے تھے راستہ میں خرابہ رقبہ بنت نوفل سے ملاقات ہوئی اور وہ عورت کتب نماویہ سے بہت واقف تھیں اور بہت خوبصورت اور صاحب عصمت ناک تھا ائی اور مال دار مکہ میں مشہور معروف تھیں جب نظر ان کی عبد اللہ پر پڑی تو بوجہ حکایات اور علامات نور محمدی کی تدریس اور انجیل میں دیکھی تھی وہ عبد اللہ کے چہرے پر عیسیٰ دیکھیں اور پھر دیکھتے ہی وہ عاشق و سیر فرخا ہاں وصال جمائی عبد اللہ کی ہوئی اور پھر بولی تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے وہ سن کر بولے میرا نام عبد اللہ ہے اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ وہ بولی کہ تمہیں کو تمہارے باپ نے نذر قربانی کی تھی۔ کہا ہاں بے شک نذرمانی تھی اور وہ بولی کہ میں دفتر نوفل ہوں اور خرابہ رقبہ تاجرہ ہوں اگر تم مجھ سے نکاح کر دو گے تو ایک سو اونٹ کے اور مال اور خزانہ تم کو دوں گی۔ اور یہ معلوم نہ تھا کہ عبد اللہ نے شادی کی ہوئی ہے یا نہیں۔ پھر عبد اللہ نے ایک بہانے سے اس کو جواب دیا اور کہا بہت اچھا اپنے باپ سے پوچھ کر ان سے اذن لے آؤں۔ تب عبد اللہ اپنے گھر میں جا کر اپنی بیوی آمنہ سے ہم بستر ہوئے تب وہ نور محمدی عبد اللہ سے منتقل ہو کر آمنہ کے رحم میں۔ اور آمنہ حضرت کی والدہ حاملہ بنیں اس کے بعد صبح کو اٹھ کر عبد اللہ اس عورت کے پاس گئے جس سے کل وعدہ کر آئے تھے جا کر اس سے کہا کہ کل جو تم نے مجھ سے نکاح کی بات کی اب میں آیا ہوں۔ وہ عورت بڑی عقلمند تھی عبد اللہ کے چہرے کی طرف جو نظر کی تو وہ نور تبرک نہ دیکھا پھر عبد اللہ سے پوچھا کہ شاید گھر میں جا کر تم اپنی بیوی سے مباشرت کر کے آئے ہو کیونکہ جو لاشانی میں نے تمہاری پیشانی پر دیکھی تھی وہ آج نہیں دیکھتی ہوں۔ وہ بولے ہاں جو تم نے تجویز کی وہ سچ ہے۔ تب وہ بولی اب مجھ کو نکاح کی ضرورت نہیں کیونکہ جس لیے میں نکاح کرنا چاہتی تھی سو وہ بات اب ہو چکی ایک روایت میں ہے کہ جب حدیث شکم آمنہ کے درمیتیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بار آور ہوا عبد اللہ نے وفات پائی آمنہ یوہ ہوئیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کے پہلے ایک مہینہ یا بیس دن ابرہہ نام ایک بادشاہ میں میں تھا وہ درود خانہ کعبہ کے توڑنے کو بڑے بڑے باغی اور بہت سا لشکر لے کر آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بے برکت قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے ہاتھ سے خانہ کعبہ کو محفوظ رکھا پس قصہ ابرہہ کا اس کتاب کے مؤلف نے یہاں مختصر کیا ہے کیونکہ یہ فقہ اصحاب فیل کا ہے اور تمام ماجوں کو اچھی طرح سے سورۃ فیل میں معلوم ہے اس واسطے فقیر نے بھی مختصر کیا اکثر مفسروں نے بہت روایات لکھی ہیں جو ضعیف پائی گئی وہ چھوڑ دی گئی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔





رب نے باقی والوں سے کیا نہ کر دیا ان کے مکرو فریب کو بیخ گمراہی کے اور بھیجے ان پر جانور پرندے  
جماعت پھینکتے تھے لکن پھر منہ سے پس کیا ان کو مانند عرص کھائے ہوئے کے۔ اس قصہ کو میں اسی پر لکھتا  
کرتا ہوں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

## بیان جانا عبد المطلب کا واسطے تہنیت بادشاہ سیف ذی یزن

### ابن دوران ملک زادہ حمیر کے پاس بعد موت مسروق بیٹے ابرہہ کے

حوالہ تاریخ بنایا گیا ہے کہ جب سیف ذی یزن تخت شاہی پر بیٹھا، قبائل عرب کے واسطے تہنیت کے ان کے  
پاس جاتے تھے وہ سب پر نوازش کرتا تھا اور قوم قریش میں عبد المطلب چونکہ حافظ بیت اللہ کے تھے اور اللہ  
نے ان کو عرب کے درمیان معزز کیا تھا وہ بھی سیف ذی یزن کی تہنیت کو گئے بعد حمد و ثنا خداوند مطلق کے  
اور اولے آداب بادشاہی کے کہا کہ میں آپ کی تہنیت کو آیا ہوں یہ سن کر اس نے کہا کہ تم کون ہو اور کس قوم  
سے تمہارا تعلق ہے اور تمہارا کیا نام ہے یہ سن کر کہا کہ میرا نام عبد المطلب ابن ہاشم ہے اور میں قوم قریش سے  
ہوں تب یہ سن کر بادشاہ نے تعلیم و تکریم سے جائے مکلف میں رکھا اور تقریباً ایک ماہ تک ان کی ضیافت  
کرتا رہا۔ ایک دن بادشاہ نے ان کو بلا کر کہا اے عبد المطلب ہم تم سے ایک بات کہیں اس کو آپ کسی سے نہ  
کہیں اور وہ یہ ہے کہ میں نے توریت میں اور انجیل میں اور دیگر صحیفوں میں اگلے زمانے کے دیکھا ہے کہ تمہاری  
قوم قریش میں ایک شخص پیدا ہوگا اور ان کی بادشاہی بھی قیامت تک قائم رہے گی۔ یہ سن عبد المطلب نے کہا  
اے صاحب جو کو آپ نے بہت خوش کیا وہ کون شخص ہے آپ ذرا اس کی تشریح فرمائیں۔ اس نے کہا ابراہیم  
میں حضرت اسماعیل کی نسل سے ایک شخص پیدا ہوئے گا اور ان کے دونوں مرنے والوں کے پیچ میں ایک نشان  
پہرندت کا ہوگا اور وہ پیغمبر آخر الزمان ہونے کے اور قبل بلوغت ان کے ماں باپ مر جائیں گے اور وہ ادا و چہاں  
کی پرورش کریں گے اور ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا، اور بہت دشمن ان کے ان ہلاکی پر رہیں گے  
مگر خدا کے فضل سے ان کا کوئی کچھ نہ لگاڑ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے دشمن کے مکرو فریب سے محفوظ  
رکھے گا اور ان پر ایک نئی آسمانی کتاب قرآن مجید نازل کرے گا اور ان کے اصحاب اور امت سب اولیاء اور  
بزرگ ہوں گے اور ان کے تمام دشمن ذلیل و خوار ہوں گے اور روئے زمین کی تمام مخلوقات ان کا دین  
محمدی قبول کرے گی اور وہ سب کے سب خدا پرست ہوں گے۔ یہ سب اے دور ہونے  
اور ان کی آمد کے بعد تمام بت خانے توڑے جائیں گے اور آتش کدہ فارس بجھ جائے گا اور اس کے



اور گردار سب صحیح و درست ہوں گے اور ان کے ماننے والے ام الہی کی تکمیل میں ہر وقت لگے رہیں۔  
 ان کاموں سے وہ باور میں لگے جن سے ان کو منع کیا جاوے گا۔ پس عبد المطلب یہ سن کر سچہ شکر بجا لگے اور  
 درگاہ کبریا میں ملتی ہوئے اور بادشاہ نے ان کو ایک سوانٹ اور دس غلام اور دس لونڈیاں دس رطل نئے اور  
 اور دس رطل چاندی اور کافی مشک و عینبر اور دیگر بہت سی چیزیں دے کر ان کو خوش کیا اور جو لوگ ان کے ساتھ بیٹھا  
 آئے تھے ان کو بھی خلعت فاخرہ دے کر معزز و سرفراز کیا، اور پھر کہا اے عبد المطلب جس وقت لڑکا پیدا  
 ہو تو فوراً مجھ کو خبر دینا اس کے واسطے جناب باری تعالیٰ میں دعا کروں گا اور میں ان پر اعتقاد لایا ہوں حالانکہ  
 پیغمبر خدا اس وقت تولد ہو چکے تھے اور اس وقت آپ کا دوبرس کا سن مبارک ہو چکا تھا، عبد المطلب یہ  
 باتیں کسی سے ظاہر نہیں کرتے تھے اور اس بادشاہ سے بھی نہیں کہہ بلکہ اس سے بھی چھپا رکھا تھا اور اپنے  
 مکان پر لکے میں واپس آگئے ایک روایت میں ہے کہ کئی بیٹیاں تھیں سب سے فخر زہد تولد ہوئے تھے  
 آخر میں خواب دیکھا کہ فاطمہ بنت عمر کو نکاح میں لاؤ تب ساٹھ اونٹ سرخ بال کے اور چھ دینار زہد سرخ اس  
 کے ہر میں دے کر اپنے نکاح میں لائے اور ان کے بطن سے ابوطالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے والد  
 پیدا ہوئے سب ملکر تیرہ بیٹے تھے ان کے نام یہ ہیں، عمارت، ابوطالب، ابولہب، عینذاق، امیر حمزہ، عباس  
 حمزہ، زبیر، عبد اللہ، مقوم، قثم، عبد الکعبہ، جمل اور ان کے علاوہ چھ بیٹیاں، ام سلمہ، صفیہ، برہ، عاتکہ، اردی  
 ایہ اور عمارت کے تین بیٹے تھے، ابوسیفان اور حمزہ اور نوفل، ابوسیفان جس سال مکہ فتح ہوا اسی سال میں  
 وہ مسلمان ہوئے اور ابولہب کے دو بیٹے تھے عقیہ اور عقیہ اور اس کی بیوی حضرت معاویہ کی چھوٹی تھیں  
 اور عینذاق اور امیر حمزہ اور حمزہ اور زبیر یہ چاروں لا ولد تھے اور ابوطالب کے بیٹے تھے، عقیل اور طالب  
 اور جعفر طیار اور حضرت علی المرتضیٰ اور ان کے علاوہ دو بیٹیاں بھی تھیں ایک ام ہانی اور دوسری حمزہ سب  
 فاطمہ بنت اسد کے بطن سے تھے اور عبد اللہ اپنے سب بھائیوں سے صورت اور بزرگی میں زیادہ تھے  
 چونکہ ان کے صلب سے سید الکونین سرور عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور حضرت عباس  
 کے چھ بیٹے تھے عبد اللہ، فضل، عبید اللہ، اور قثم اور سعید اور عبد الرحمن اور بیٹی کا نام صفیہ تھا اور حضرت  
 عباس نے انہی سال کی عمر میں اور حضرت عثمان غنی کی خلافت کے زمانے میں انتقال فرمایا یہ تمام واقعات  
 جامع التواریخ میں لکھے ہوئے ہیں لہذا میں اس پر اکتفا کرتا ہوں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

فقیر عبد اللہ طاہری نقشبندی  
 شاہ لطف کے الونہی ڈانگولاٹن  
 ک۔ و۔ ٹری

# ذکراحوال عبداللہ والد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور بعض باتیں آنحضرت کی اپنی ماں کے شکم مبارک میں رہنے وقت جو وقوع میں آئی تھیں

بعض راویوں نے یوں روایت کی ہے کہ توریت میں مذکور ہے اور اہل توریت کو ابھی طرح معلوم تھا کہتے تھے کہ ہمارے پاس جو یحییٰ بن زکریا کا سفید ریشی جیسے ہے۔ جب عبداللہ عبدالمطلب کے گھر میں پیدا ہوں گے تب اس سفید جگہ سے خون نکلے گا۔ اور جب ایک مدت کے بعد اس سے خون نکلا تب ان سب کو معلوم ہوا کہ عبداللہ عبدالمطلب کے گھر میں یعنی مکے میں پیدا ہوئے اور ان کی پشت سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنی آخر الزماں پیدا ہوں گے اور وہ ہمارے دین کو منسوخ کریں گے۔ پس یہ معلوم کر کے چند یہودی متفق ہو کر عبداللہ کو مار ڈالنے کو مکے میں آکر ایک مدت تک رہے آخر عبداللہ کا کچھ بھی نہ کر سکے اور سخت ہزیمت پاکر یہاں سے شام میں جا بسے اور عبداللہ بڑے ہوئے تب کبھی کبھی مکے سے نکل کر میدان کی طرف میر کو چلے جاتے تھے اور اس میں یہ دیکھتے تھے کہ اپنی پشت سے ایک نور نکلتا ہوا درپاں ہو کر ایک مشرق کو جاتا ہے اور ایک مغرب کو جاتا ہے پھر ایک لحظہ کے بعد پشت میں آ رہا۔ تب عبداللہ نے اپنے باپ سے جا کر یہ حال بیان کیا تو عبداللہ نے کہا کہ مدت ہوئی ہے میں نے ایک خواب دیکھا کہ سلسلہ زوری میری پشت سے نکل کر چار حصے ہو کر چار طرف گیا ایک حصہ آسمان کی طرف اور ایک حصہ طرف زمین کے اور ایک مغرب کو اور ایک مشرق کو پھر کچھ دیر بعد ایک درخت سبز بن گیا۔ اور ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت پاکیزہ اس درخت کے پاس کھڑے ہوئے ہیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو وہ بوسے میں پیغمبر خدا بنی ہوں آخر الزماں ہوں۔ یہ سن کر میں خواب سے بیدار ہوا اور صبح کو جا کر کاہنوں سے اس کی تعبیر پوچھی انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ تمہاری پشت سے ایک بنی آخر الزماں پیدا ہوں گے اور جیتے بنی اور بنی آدم میں سب ان پر ایمان لائے گئے اے بیٹا اس نور نے میری پشت سے تمہاری پشت میں نقل کیا ہو گا۔ تم خوش رہو۔ جب یہ بات لوگوں میں منتشر ہوئی تو یہودیوں کے دل میں حسد پیدا ہوا چند یہودیوں نے متفق ہو کر تم کھائی کہ جب تک ہم عبداللہ کو نہ مار ڈالیں گے تب اور کچھ کام نہیں کریں گے یہ کہہ کر وہ مکے میں آکر مدتوں رہے۔ ایک دن عبداللہ کو میدان میں تنہا جاتے دیکھا۔ تب سب دشمن فرصت پا کر عبداللہ کے مارنے کو ننگی تلوار لے کر میدان کی طرف چلے اچانک وہب ابن عبد المناف جو پیغمبر خدا کے اماندان تھے وہ ان کے قریب تھے جب انہوں نے دور سے دیکھا کہ عبداللہ کو سب یہودی



مارنے آتے تب پشت پناہ ان کے ہوئے اور اسی وقت آسمان کی طرف دیکھا کہ ایک جماعت فوف کی فوج آسمان سے بصورت آدمی اور ان کے ہاتھوں میں تلواریں ہیں وہ بے کران یہودیوں کو مارنے کے قصد سے آتی ہیں پس ایک لحظہ وہاں سے گھڑے ہو کر دیکھا انہوں نے اگر ان یہودیوں کو مار ڈالا جو عبد اللہ کو مارنے آئے تھے اور وہ اب ابن عبد المناف نے یہ حال دیکھ کر اپنے گھر میں اپنی بیوی سے کہا کہ تم اب جا کر کہو کہ میری بیٹی آمنہ سے اپنے بیٹے عبد اللہ کی شادی کر دو۔ تب اسی وقت ان کی بیوی نے عبد المطلب سے جا کر یہ بات کہی کہ میری بیٹی آمنہ کا بیاہ اپنے بیٹے عبد اللہ سے کر دو یہ سن کر عبد المطلب نے یہ بات منظور کر لی اور عبد اللہ کا نکاح آمنہ کے ساتھ کر دیا اور پھر اپنے ہی گھر میں رکھا اور قریش کی عورتیں جو عبد اللہ سے نکاح کی تمنا رکھتی تھیں وہ سب عبد اللہ کے نکاح کی خبر سن کر مارے غم کے بیمار ہو گئیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اس غم میں تقریباً چالیس عورتیں مر گئیں اور جو زہیب و زینب اور پار سائی و پرینہ گاری آمنہ کو تھیں وہ کسی عورت میں قریش کے نہ تھیں۔ وہ لور جو محمد مصطفیٰ کا عبد اللہ کی پیشانی میں چمکتا تھا پھر وہ ڈر بار ہویں تاریخ حجازی الاخریٰ کی شب جمعہ میں عبد اللہ کے صلب سے حضرت آمنہ کے رحم میں آیا اور اسی شب رضوان کو حکم ہوا کہ دروازے بہشت کے کھول دے اور اسی شب تمام بت روئے زمین کے سرنگوں ہوئے اور تخت ابلیس کا الٹ گیا۔ یعنی بالکل پامال ہو گیا اور سب کاسر و اشریطان یعنی مشرق سے مغرب کو ہا کر دامن کوہ میں چلا چلا کر رونے لگا اس کی آواز سن کر تمام شیاطین وہاں جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ اے سردار ہمارے تم کس لیے روتے ہو آخر کیا مصیبت تم پر آ پڑی ہے۔ وہ معلوم ہوا کہ اس سے زیادہ اور کیا مصیبت ہوگی اور اب تک محمد آخر الزمان کا زمانہ نہیں تھا ادب ان کا ظہور بالکل قریب ہونے والا ہے اور جب وہ پیدا ہوں گے تو سارے جہان کی مخلوق ان کے تابع ہوگی اور پھر جوین ان کا قیامت تک جاری رہے گا اور ہمارے ماننے والے یعنی لات و عزریٰ کو باطل کرے گا تمام مخلوق مشرق سے مغرب تک مسلمان ہوگی اور ان ہی کے واسطے خدا تعالیٰ نے ہم کو بہشت سے نکال دیا اور مرد و دگر دیا اب اگر میں سر ہتھر پر یہ ہتھر سر پیاروں کا تو بھی کچھ نہ ہو سکے گا۔ یہ سن کر جنوں کی جماعت نے کہا کہ تم خاطر جمع سے رہو ہم جس طرح بھی ہو سکے گا بنی آدم کو گمراہ کریں گے اور اپنے لات و عزریٰ کی عبادت ان سے کروائیں گے ہم اپنی پوری طاقت خرچ کریں لیکن ہرگز خدا کی راہ پر چلنے نہ دیں گے۔ یہ سن کر اس سردار شیطان یعنی نے کہا کہ اچھا مجھے بتاؤ کہ تم کس طرح ان کو خدا کی راہ سے بہکاؤ گے وہ لوگ تو نیک راہ اختیار کریں گے اور نبی المنکر سے باز نہیں گئے ہجرات و زکوٰۃ صدقہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیں گے وہ حرام کاری نہیں کریں گے۔ تب ان شیطان جنوں نے کہا کہ کچھ پردہ انہیں ہم ان کے عالموں کو کسی کام میں مغلطہ دیں گے تاکہ وہ اس میں فریقہ ہو جائیں گے اور جاہلوں کو دولت اور گمراہی میں رکھیں گے

اور صاحب اطاعت کو ریاکاری کی خواہش دلا دیں گے۔ پھر سردار شیطان نے کہا کہ حیب وہ علم اور زہد میں مستغرق ہوں گے تم کس طرح ان پر غالب آؤ گے ان کو کس طرح سے راہ راست سے بہکاؤ گے۔ جنوں نے کہا ہم ان کو ہواؤ حرص کی راہ میں شہوت دلائیں گے پھر اسی طرح وہ ہماری متابعت کریں گے اور جو ہم کہیں گے اس پر عمل کریں گے تب اس سردار عین نے کہا کہ اب مجھ کو خاطر جمع ہوئی۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس زمانے میں مکہ کے ملک میں قحط تھا اور لوگ بھوک کے مارے عاجز تھے کھانا نہ ملنے کی وجہ سے بھوکے مر جاتے تھے۔ حیب آمنہ حاملہ ہوئیں تب خدا کی رحمت سے پانی برسا زمین سراب ہوئیں تمام درخت تر و تازہ ہو گئے اور ہر درخت اپنے اپنے پھل لایا اور لوگ اچھی طرح سے میوے کھانے لگے اور تمام تنگی قحط کی جاتی رہی بہت زیادہ گلہ و غیرہ کی فراوانی ہو گئی۔ جتنے حوش و طیور مروجے اور خانہ کعبہ جو امان دونوں جہاں کا ہے ہر ایک سردار کائنات کی بشارت دینے لگا کہ اب ظہور نبی آخر الزمان کا قریب ہوا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آمنہ نے اپنے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آسمان سے نازل ہو کر کہتا ہے کہ اے آمنہ تیرے پیٹ میں جو ہیں وہ سردار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حیب وہ تولد ہوں گے نام ان کا محمد رکھنا اور اپنی زبان سے یہ الفاظ کہو نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ كُلِّ حَاسِدٍ ترجمہ: پناہ چاہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے شر سے کل حاسدوں کے۔ پس یہ خواب آمنہ نے اپنے سسر عبد المطلب سے جا کر کہا اور عینہ من وعن بیان کر دیا۔ انہوں نے یہ خواب سنا اس خواب کی تعبیر بیان کی اور پھر کہا کسی سے یہ راز مت کہنا کیونکہ یہ خواب بالکل سچا ہے اور فی الحقیقت ایسا ہی ٹکا کہتا ہے پھر پیدا ہوگا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْغُصُوبِ۔

## بیان تولد ہونا جناب سردار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا

ایک روایت میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بارہویں تاریخ ربیع الاول شب دوشنبہ وقت صبح صادق تولد ہوئے اور جو عجائبات غریبہ آمنہ نے اس شب تولد میں دیکھے وہ تحریر کیے جاتے ہیں۔ ایک روایت کہ کہ وقت جنم کے آمنہ اکیلی تھیں اور کوئی ان کے پاس نہ تھا۔ اس وقت ایک آواز دہشت ناک آسمان سے آئی اس آواز کو سن کر وہ ڈر گئیں اور بڑی متحیر ہوئیں اور پھر لرزیں الہی یہ کیا ماجرا ہے اور اسی وقت ایک مرغ ہوا سے اُکر آمنہ کا سر ملنے لگا پھر وہ دہشت جاتی رہی اور پھر آمنہ کہتی ہیں کہ کچھ شرعی لاکر مجھ کو دی وہ میں کھا گئی پھر ایک نر میں نے دیکھا کہ مجھ سے نکل کر آسمان پر گیا اس کے بعد پھر کئی عورتیں دیکھیں جو بہت خوبصورت میں نے سمجھا کہ شاید یہ عبد المناف کی بیٹیاں ہیں یہ دیکھ کر میں بہت خوش ہوئی اور میں نے دل میں خیال کیا کہ وہ میرے کام کو آئی ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد معلوم ہوا وہ نہیں ہیں اور کوئی اجنبی ہیں وہ میرے پاس آکر مجھ کو



قتل دینے لگیں۔ اس وقت معلوم ہوا کہ وہ عزیزی بی بی مریم اور آسیہ خاتون فرعون ماعون کی بی بی مومنہ تھیں وہ دونوں خدا کے حکم سے بہشت سے حوروں کو لے کر میری تہنیت کو آئی تھیں۔ اور اسی وقت ایک آواز میں نے کہا کہ اس دن کے کو آدمیوں کے چشم سے فی الحال پوشیدہ رکھنا۔ اور پھر دیکھا کئی آدمیوں کو کہ وہ اپنے ہاتھوں سے سلاچی آفتاب چاندی کا اور عطریات خوشبو مشک وغیرے کرکٹے اور ہوا پر معلق کھڑے ہیں اور بہت سے بے بند ہوا پر اڑنے والے نہ معلوم کہاں کہاں سے میرے گھر پر کٹے جب میں نے ان کو دیکھا تو جو بچیں انکی زمر و سبزی تھیں اور پران کے باقوت سرخ کے تھے ان کو دیکھتے ہی آنکھیں میری روشن ہو گئیں اور اس وقت تین علم بادشاہی میں نے دیکھے ایک مغرب کو ایک مشرق کو ایک کعبہ پر کھڑے ہوئے اور اسی وقت دروزہ میرا غائب ہو گیا۔ اور پھر یہ آواز آئی کہ نور سلطان آفر الزمان نے عالم غلوت سے عالم صورت میں بدل کر مایا اور اس وقت آفتاب سعادت سے برج اقبال سے طلوع ہوا اسی وقت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم ترلہ ہوئے اور اپنی پیشانی روشن ترین کے اوپر رکھ کر مجدد گزار ہوئے اپنے خالق کائنات کے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر آسمان کی طرف کچھ نیابت کی اور ساتھ ہی ساتھ یہ کلمہ پڑھا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَتَا مُحَمَّدٌ بْنُ مُسْوِلٍ اللَّهُ اس کے بعد ایک ابر سفید اگر میری گود سے اٹھا کر ان کو لے گیا۔ اتفاقاً اس شب کو میرے گھر میں چراغ نہ تھا۔ باوجود اس تاریکی کے گھر ایسا منور اور روشن ہوا کہ اس وقت کوئی چاہتا تو سوئی میں دھاکہ پر دھکتا تھا۔ اس کی روشنی سے ملک شام نظر آیا پھر اسی وقت بیاب سے اب آواز آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرق و مغرب اور تمام جنگلوں میں لے جا کر پھراؤ اور ان کو وہ تمام حالات دکھاؤ تاکہ تمام خلائق میں ان کا نام ظاہر ہو جائے اور پھر اسی وقت ایک ابر سفید نمودار ہوا اس سے آواز آئی کہ اس پیغمبر کے نور کو پیغمبروں کی ارواح مقدسہ پر جلوہ ہوا اور ایک دوسرے سفید ابر سے یہ آواز آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہیں۔ ہر دو جہان کے حلقہ اطاعت میں تمام خلق رہے گی۔ ایک روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس غیبی آواز سے آمنہ نہایت ہی متعجب ہوئیں۔ اس کے پھر تین شخصوں کو اور ان کا جہرہ مانند آفتاب کے روشن تھا اور ان میں سے ایک کے ہاتھیں آفتاب چاندی اور دوسرے کے ہاتھ میں پشت سونے کا اور تیسرے کے ہاتھ میں ریشمی کپڑا سفید اور اپنے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اور پھر اس ریشمی کپڑے سے ایک اٹھوٹھی نکالی اور پھر اس آفتاب کے پانی سے سر و تن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دھوا کر ان کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں اس خاتم سے مہر بنوت کر دی۔ پھر آپ کو اس ریشمی کپڑے سے لپیٹ کر میری گود میں دیا اور ان میں سے ایک نے آپ کے کان میں بہت کچھ کہا۔ اس کو میں دریافت نہ کر سکی کہ کیا کہا اور دوسرے دونوں آنکھیں چھرم کر

کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے تم کو علم لدنی بخشا ہے جس سے پیغمبروں سے علم اور حلم تم کو اور زیادہ دیا۔ پھر ایک شخص نے ان میں سے آکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر منہ رکھ کر جیسا کہ کبوتر اپنے بچے کو دانا کھلاتا ہے ویسے ہی منہ پر منہ رکھ کر کیا یا رسول اللہ یا حبیب اللہ تم کو بشارت ہے کہ علم اور بردباری اللہ تعالیٰ نے سب تم کو عطا کی ہے کچھ کئی شخص آئے اور میری گود سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر لے گئے اور میں اکیلے گھر میں بہت متفکر رہی کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے۔ پھر اسی گھڑی وہ واپس آپ کو لے آئے چہرہ ان کا مانند آفتاب کے چمکتا تھا۔ پھر ایک آواز آئی اے آمنہ اس لڑکے کو حفاظت سے رکھ اور اپنے دل میں کچھ اندیشہ مت کر ہم لوگ ان کو حضرت آدم کے پاس لے گئے تھے۔ خدا ان کا عاقظ و ناصر ہے پھر میں نے دیکھی کہ ایک شخص نے ان کے منہ پر بھوسہ دے کر کہا کہ بشارت ہے تم کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کوئی آپ پر ایمان لاوے گا وہ شہر کے دن تمہاری امت میں داخل ہوگا اور عذاب و دوزخ سے خلا ہوگا۔ یا اللہ ہم ماضی گنہگاروں کو ان کی محبت میں ہمیشہ رکھ اور ان کی شفاعت کا امیدوار کہ آمین یا رب العالمین۔

## بیان عبدالمطلب کا پیدائش میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کرامات کا جو انہوں نے دیکھی تھیں

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک تک ہر ایک عہد میں جو پیغمبر ہوتے تھے وہ اپنی امت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور فضائل ضرور بیان کرتے تھے اور جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں پر آسمان سے نازل کیں ان میں بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب و فضائل ضرور بیان فرمائے پھر وہ پیغمبر حضرات اپنے وقت کے لوگوں کو ان مراتب و فضائل سے روشناس کراتے رہے۔ روایت ہے کہ عبدالمطلب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت مکہ میں تھے۔ عبدالمطلب کہتے کہ جب ادھی رات ہوئی تو غیب سے ایک آواز آئی اور اسی رات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تولد ہوئے جب میں نے آسمان کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھا کہ سب فرشتے ٹکیر رکھ رہے ہیں اور پھر میں نے اپنی نظریں ان کی طرف کی تو دیکھی کہ وہ سب کے سب زمین پر گر کے ٹوٹ گئے ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد دوسری آواز آئی اور اس آواز میں یہ کوئی کہتا تھا کہ بشارت یاؤ اسے اہل زمین جنی آخر الزمان پیدا ہوئے اور اب رحمت ان کے دھلائے کو لایا گیا اور خانہ کعبہ بھی۔



اس وقت حرکت میں آیا پھر سجدہ کیا مگر میں اس وقت خواب شکر میں تھا فوراً نیند سے اٹھا اور دل میں کہہ دیکھنا چاہیے یہ کہا۔ براہِ تب میں نے بنی شیبہ کے دروازے سے نکل کر کوہِ صفا مردہ کو دیکھا وہ جی لرزے میں ہیں۔ اس کو دیکھتے ہی مجھ کو لرزہ آیا۔ پھر چاروں طرف سے یہ آواز آئے لگی کہ اے قریش مت ڈرو پس اس سے میں ہولناک ہوا اور پھر چپکا ہوا اور یہ اندیشہ مجھ کو ہوا کہ آمنہ کے گھر پر کیونکر جاؤں بہر صورت ان کے مکان پر گیا کہا کر کیا دیکھتا ہوں کہ مرغ سب ہوا کہ آمنہ کے مکان کے چاروں طرف گھوم رہے ہیں اور ایک لکڑا ابر کا ان کے مکان کے اوپر سایہ کیے ہوئے ہے یہ دیکھ کر میں بے اختیار ہو کر گر پڑا اور جب ہوش میں آیا چاہا کہ آمنہ کے گھر سے میں جاؤں اور وہاں جا کر دیکھا کہ کیا ماجرا ہے یہ دیکھنے کی میں نے بہت کوشش کی بہت دشواریوں سے میں اس کے دروازے پر گیا تو اس جگہ میں نے خوشبو مشک وغیرہ عود کی پائی اور پھر ان کے گھر سے کادروانہ کھول کر کچھ سینغلا دو چشم کے درمیان پیشانی پر ان کی نظر میری پڑی کیونکہ وہ جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اس وقت میں چاہتا تھا کہ میں اپنا گریبان پارہ پارہ کر دوں میں نے اسی آئینہ آمنہ سے پوچھا کہ تم سوئی ہو یا جاگتی ہو آمنہ یہ سن کر بولی میں جاگتی ہوں۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ اے آمنہ بتاؤ کہ وہ نور محمد باری دو چشم کے درمیان تھا وہ کیا ہوا کہتے لگتی کہ وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جواب پیدا ہو چکے ہیں۔ یہ سنتے ہی عبدالمطلب نے آمنہ سے کہا اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ تاکہ میں اس کو دیکھوں وہ بولی کہ میں آج اس کو نہ دکھا سکوں گی عبدالمطلب نے کہا کیوں نہیں دکھا سکوں گی۔ آمنہ نے کہا جس وقت وہ لڑکا پیدا ہوا تو ایک شخص غیب سے کہہ رہا تھا کہ اے آمنہ اس لڑکے کو تین دن تک کسی کو مت دکھانا یہ سنتے ہی میں نے اپنی شیشر میاں سے کہنے کو کہا کہ کس نے تم کو منع کیا ہے اس کو میرے پاس لاؤ ورنہ میں تم کو جان سے مار ڈالوں گا اور لڑکے کو مجھے دکھاؤ جلد از جلد۔ تب وہ بولیں بہت اچھا آپ مالک ہیں آپ اس گھر سے اس لڑکے کو دیکھیے۔ صوف اور پارچہ حریر میں سلا رکھا ہے تب میں نے ارادہ کیا کہ اس لڑکے کو دیکھوں۔ وہیں گھر سے میں سے ایک مرد وہیب شکل نکل آیا۔ وہ ایسا تھا کہ میں نے اس جیسا کبھی نہیں دیکھا تھا اور وہ مجھ سے کہنے لگا کہ تم کہاں جاتے ہو اس کے جواب میں میں نے کہا کہ میں اس لڑکے کو دیکھنا چاہتا ہوں وہ بل لاق اس وقت اس لڑکے کو دیکھنے مت جاؤ کیونکہ اس وقت اس کو دیکھنے نہ پاؤ گے کیونکہ اس وقت اس کے پاس فرشتے ان کی ملازمت میں آئے ہوئے ہیں۔ جب تک وہ نہ رخصت ہو جائیں اس وقت تک بنی آدم کو فرشتوں کی مجلس میں جانا منع ہے عبدالمطلب کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر میرا بدن کانپنے لگا اور وہ شیشر بھی میرے ہاتھ سے گر پڑی اور میں اس وقت اس لڑکے کو دیکھنے نہ پایا اور میں نے چاہا کہ یہ بات قریشیوں سے جا کر کہوں چنانچہ اسی وقت میری زبان بند ہو گئی اور میری زبان

اسی بڑی طرح سے بند ہوئی کہیں پھر سات دن تک کسی سے بات نہ کر سکا۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے پوچھا کہ میں کب سب اور ابرہہ سفید جو آمنہ کے گھر میں سایہ کیے ہوئے تھا وہ کیا تھا انہوں نے کہا تھا کہ اس میں میرا ہی مضمر تھا عبد المطلب نے کہا کہ میں نے اس وقت سنا کہ آسمان اور زمین سے یہ آواز آئی مضمر الخلاق محمد حبیب خدا اشرف الانبیاء ہے مبارک ہو اس گھر کو جس گھر میں ہے روایت ہے کہ جس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تولد ہوئے اس وقت تمام بیت جہان کے شکستہ ہو گئے اور آتش کدہ فارس کا جو کہ ایک ہزار برس سے جل رہا تھا وہ بجھ گیا اور نوشیر وال کے بالاعلم نے پر بارہ برج تھے سب ٹوٹ پڑے اور لات وعزنی گر پڑے۔ کچھ تزلزل در یونان کسریٰ قتادہ معارج النبوة میں لکھا ہے کہ نوشیر وال کی سلطنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تولد تک بیالیس برس سے اوپر گزری تھی اور زمانہ حضرت عیسیٰ کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پچھ سو برس سے اوپر گزرا تھا اور زمانہ اسکندر رومی آٹھ سو پتھر برس ہوئے تھے اور حضرت داؤد کا زمانہ ایک ہزار آٹھ برس اور بعض روایات میں تین ہزار ستر برس گزرے تھے اور زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ تین ہزار آٹھ سو برس۔ اور بعض روایات میں بھی چار ستر برس گزرے تھے اور زمانہ حضرت نوح کو چار ہزار ایک سو نو برس اور بعض روایات میں آیا ہے کہ چار ہزار چار سو نو برس گزرے تھے اور زمانہ حضرت آدم علیہ السلام کو چھ ہزار ایک سو تریسٹھ برس گزرے تھے یہ تمام تواریخ کے حوالہ جات کتاب السیر میں لکھے ہیں اور بعض روایات میں چھ ہزار سات سو برس گزرے تھے۔ حضرت آدم سے ہمارے رسول خدا صلی اللہ وسلم خاتم النبیین رسول رب العالمین کے پیدا ہونے تک اور کرسی نعلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے۔ محمد بن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم بن قصى ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن لوی ابن غالب ابن فہر ابن مالک ابن نضر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن الیاس ابن مضر ابن نضر ابن معد ابن عدنان یہاں تک محدثین کے نزدیک محقق ہے اور عدنان سے حضرت آدم تک روایت میں بہت اختلاف ہے اور بعض روایت میں یوں ہے کہ عدنان ابن ادبن دادبن یسع ابن یسع ابن سلامان ابن حمل بن قید ابن حضرت اسماعیل ابن حضرت ابراہیم خلیل بن تاریخ مشہور آذربین ناظر بن مبارک ابن راعو ابن فالح ابن مامر ابن شامخ ابن فہد ابن سام ابن نوح ابن مالک ابن مؤشع ابن اخوخ ابن باہان حضرت ہماثل ابن قینان ابن الوش ابن شیت ابن حضرت آدم اور آنحضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ شریفہ کا نام آمنہ بنت وہب ابن عبد المناف ابن قصى ابن کلاب ابن مرہ اور پھر مرہ سے حضرت آدم تک حضرت والدہ محترمہ کاتب نامہ بھی پہنچتا ہے جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں اسی واسطے دوبارہ یہی لکھا۔ فقط۔ (واللہ اعلم بالصواب)



## بیان حضرت علیمہ والی جنہوں نے دودھ پلا یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو

ایک روایت میں لول آیا ہے کہ جس سال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اسی سال عرب میں قحط تھا۔ علیمہ والی کہتی ہیں کہ ہمارے گھر میں سب نے سب بھوکے تھے اور بوجہ بھوک کس میں اپنے بھائی کو ساتھ لے کر میدان میں جا کر گھاس لاکر اسے بیچ کر قوت حاصل کرتی اور خدا کا شکر بجالاتی اور اس وقت میں حمل سے تھی اور جب میں نے بچہ جنا اور اس کا نام بیہر رکھا اور اس وقت میں لڑکے کے دودھ کے واسطے حیران و پریشان رہتی تھی اور یاد جو دو کوشش شدید کی کہ کھل نہ کو نہ پاتی تھی یہاں تک میں سات دن رات فلتے سے بھوکی رہی اور فلتے سے بیتاب ہو گئی کچھ ہوش نہ تھا ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک چشمہ ہے پانی اس کا نہایت سفید و دودھ سے زیادہ اور اس میں خوشبو مشک و عنبر کی آ رہی ہے۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اس چشمہ سے جتنا پیا ہو پانی پو تب تمہارا دودھ زیادہ ہو گا اور جب میں نے اس کے کہنے سے اس چشمہ کا پانی پیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تم مجھ کو جانتی ہو۔ میں نے کہا کہ نہیں، اس نے کہا کہ میں شکر ہوں کہ تم نے حالات قحط میں تکلیف اٹھائی بغیر کھائے اپنے خدا کا شکر بجالائیں۔ اللہ تعالیٰ نے بصورت آدمی تمہارے پاس بھیجا تاکہ تم کو خوش کروں تم کے میں جاؤ تو تمہاری اور زیادہ کشادگی ہوگی یہ بات کسی سے مت کہنا۔ حضرت علیمہ کہتی ہیں کہ اس نے میری چھاتی پر ہاتھ بھیرا اور کہا خدا تمہاری روزی زیادہ کرے گا اور دودھ بھی تمہارا زیادہ ہو گا تم کے چلی جاؤ اسی وقت میں اپنی تیند سے میدار ہوئی اور دیکھتی کیا ہوں کہ میری چھاتی دودھ سے بھری ہوئی تھی اور مثال شک کے شکتی تھی نبی سعد کی عزتوں نے جب یہ حال میرا دیکھا تو مجھ سے کہنے لگیں کہ اس قحط سے سب کی جان لبوں پر آئی ہے قریب البلاء کیوٹے اور تم کو اس کے خلاف دیکھتے ہیں تم کیا کھاتی ہو۔ اس کا جواب میں نے کچھ نہیں دیا کہ خواب میں مجھ کو مخالفت تھی کہ یہ بھید کسی پر ظاہر نہ کرنا پھر دوسرے دن اپنی عادت پر گھاس پھینے کے لیے میدان میں گئی اسی وقت ایک آواز نغیب سے آئی کہ ایک لڑکا تریش کی قوم میں پیدا ہوا ہے وہ بڑا مالک اور سعادت مند ہے اور حقیقت میں سعادت اس کی بھی ہوگی جو اس کو گرد میں لے کر اپنا دودھ پلانے۔ یہ آواز سن کر قوم بنی سعد کی عورتیں فوراً مہاڑ سے بیٹھے اتر آئیں اور پھر وہ اپنے اپنے شوہروں کے پاس جا کر یہ احوال کہنے لگیں پھر سب نے متفق ہو کر کے چلنے کا مشورہ کیا اور وہاں پر چلنے کا ارادہ مصمم کر لیا۔ پس ایک دن موقع غنیمت جان کر وہ سب کی سب چلیں اور میں بھی ان کے ہمراہ بیٹھے گدھے پر سوار ہو کر چلی اور میرا شوہر بھی میرے ہی ساتھ تھا لیکن جو میرا گدھا تھا وہ رفتار میں سست تھا اس واسطے کہ گدھا میرا بہت لاغر تھا۔ چنانچہ میرے ساتھ

سب کے سب آگے نکل گئے اور میں جس کوہ اور میدان سے گزرتی تھی یہ آواز برساتی تھی کہ اسے جلد تم کو  
 شرف مبارک ہو۔ میں اسی طرح چلتے چلتے سرے مقام پر جا پہنچی وہاں ایک شخص کو دیکھا قد و قامت میں بلند اور  
 ایسا۔ ابھی اپنے ہاتھ میں بے ہوشہ نورانی چہرہ ایک عمارت کی مانند کیا یہ کیفیت دیکھتے ہی میری آنکھیں بند ہو گئیں  
 وہ میرے پاس آکر میرے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا کہ اے علیمہ سعادت دارین تم کو حاصل ہوئی یعنی اللہ تعالیٰ  
 نے رضاقت پسہ قریش تم پر مبارک کی یہ سن کر میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ جو میں دیکھتی سنتی ہوں غیب سے  
 تم کو معلوم ہو گا کہ کو کہنے لگے کہا ہوا ہے کہ تو ہے کیا تمہاری ان ترسیں ہو گئی ہو۔ اس اندیشہ کرتی ہوں راہ  
 میں چلی جاتی تھی کہ جہاں سے ہمراہ کے لوگ ہم کو ملیں یا ہمیں سب میں ملے کے قریب جا پہنچی یعنی اسنے قریب  
 جا پہنچی تھی کہ کچھ کوں باقی رہ گیا تھا اور مجھ سے پہلے جانی والی تو اب بنی سعد کی عورتیں مکہ میں پہنچ چکی تھی اور میں نے  
 ایسا کیا کہ اپنا تمام مال و اسباب سواری کا گھوڑا میں چھوڑ کر صرف اپنے شوہر کو لے کر شہر مکہ میں داخل  
 ہو گئی۔ اور وہاں جا کر میں نے بنی سعد کی عورتوں کو دیکھا وہ شہر مکہ سے واپس آ رہی ہیں یہ دیکھ کر میں بہت  
 ہی متحیر ہوئی اور پھر زبان حال سے کہنے لگی کہ یا الہی کچھ کر بھی وہ دولت نصیب ہوگی یا نہیں جو تم نے  
 ہوا تھا۔ اتنے میں عبدالمطلب کو دیکھا کہ وہ چلے آتے ہیں دائی دودھ پلانے والی تلاش کرتے ہوئے  
 انہوں نے بنی سعد کی عورتوں کو دیکھ کر کہا اے عورتو! اقوام بنی سعد کی کیا تم میں کوئی دودھ پلانے والی  
 دائی ہے میں نے کہا میں ہوں۔ عبدالمطلب نے کہا تم کون ہو اور تم کس قوم سے ہو اس کے جواب میں میں نے  
 کہا کہ میں قوم بنی سعد سے ہوں۔ بولے تیرا نام کیا ہے؟ میں نے کہا میرا نام حلیمہ ہے پھر یہ سن کر انہوں نے کہا  
 اے حلیمہ یہ بہت نیک اور اچھی بات ہے کہ ایک لڑکا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس کا نام ہے اور وہ ہے بھی یتیم  
 تم اس کو دودھ پلاؤ گی اور میں اس کی اجرت تم کو دوں گا۔ پھر میں نے تمام قوم بنی سعد کی عورتوں سے کہا تو  
 کسی نے بھی اس کو قبول نہ کیا اور کہنے لگیں کہ یتیم لڑکے کو دودھ پلانے کا کیا فائدہ۔ تم ہی اس کو دودھ  
 پلاؤ اللہ تعالیٰ تم کو اس کا اجر دے گا۔ شاید اس کے بعد تم عزیز و مکرم ہو جاؤ۔ میں نے کہا بہت اچھا میں اپنے  
 شوہر سے پوچھ لوں پھر دودھ پلاؤں گی۔ جب میں اپنے شوہر سے دریافت کرنے کو جانے لگی تو عبدالمطلب  
 نے مجھ کو قسم کھا کر کہا کہ تم ضرور واپس آنا اور دودھ پلانا نیک کام سے مت پھر و اور میں بہت خوش ہوں  
 شاید مجھ کو اس سبب سے فیض پہنچے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ جب بنی سعد کی قوم اس سے بازار آئی کہ یتیم  
 لڑکے کو دودھ پلانے سے کیا فائدہ ہو گا۔ پس اس وقت بھی میرے دل میں آ گیا کہ نہ دودھ پلانے  
 جاؤں یا نہ جاؤں اور ایک بھانجا بھی میرے ساتھ تھا اس نے کہا اے خالدہ وہ سب عمر میں قوم بنی سعد کی  
 بے نصیب ہو گئیں تم ابھی مت جانا اور ادھر مجھ کو بھی بات پسند آئی کہ جب سب خرم ہو کر چلی گئیں تو میں بھی



نہیں جازوں گی لیکن میرے دل نے پھر ٹھہر کر مجبور کیا کہ تم ضرور جاؤ سعادت پاؤ گی اگر یہ طرکائے قائم ہے  
 تو کیا ہوا اس کو اپنی گودوں میں پالوں اور یہی چیزیں نے اپنے خواب میں دیکھی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ  
 ہرگز جھوٹ نہ ہو گا چنانچہ یہ خیال کر کے میں عبدالمطلب کے پاس گئی اور وہاں جا کر اس نے اے وطلب  
 کر لیا۔ عبدالمطلب نہایت ہی خوش ہو کر مجھے آمنہ کے گھر لے گئے وہاں جا کر میں نے آمنہ کو دیکھا۔ اتنے  
 ماہنتاب کے گھر میں بیٹھی ہیں اور اپنے لڑکے محمد صلیم کو سفید عذیرے پٹریں میں لپیٹ کر سلاٹھ  
 پس میں یہ چاہتی تھی کہ اٹھا کر اپنی گود میں لے لوں۔ تو ان کے سینے پر جب چنانچہ رکھا اس وقت انھوں  
 خواب سے ذرا جاگ اٹھے اور اپنی آنکھیں کھولیں اور لب مبارک بھی خداں ہوئے اسی وقت  
 میں نے ایک لڑدیکھا کہ چشم مبارک سے نکل کر آسمان کی طرف گیا اور ادھر میں نے ان کو پیش کر اپنی گود میں  
 لیا اور وہ اپنی طرف کا دودھ پنا دھو کر ان کے منہ مبارک میں دیا تو آپ نے فوراً دودھ پینا شروع کر دیا  
 اور پھر اپنی بائیں طرف کی چھاتی بھی ان کو پیش کی تو آپ نے نہیں پیا۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے  
 کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علیہ کی کی دوسری چھاتی اس واسطے نہ پیش کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر الہام فرمایا  
 تھا کہ اب وہ دودھ علیہ کا لڑکا پینے لگا دونوں طرف تم مت پیتا کہ حضرت متاوی رہے۔ پس بہ نظر عدل دونوں  
 طرف کا دودھ حضرت نے نہ پیا۔ علیہ سعید یہ کہتی ہیں کہ جب تک رسول خدا اول دودھ نہ پیتے تب تک میرا  
 بیٹا بھی دودھ نہ پیتا یہاں تک کہ وہ اپنا منہ بھی دودھ پر رکھتا تھا۔ اول وہ پیتے پیتے میرا بیٹا پیتا اور اپنی  
 چھاتی سے صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی پیتے تھے اور بائیں چھاتی سے میرا بیٹا پیتا تھا۔ ایک وقت  
 کا منہ پر میں آنحضرت صلیم کو لے کر اپنے شوہر کے پاس گئی اس نے ٹکے کو دیکھ کر فوراً اجنباب کبریا میں بچہ  
 کیا اور پھر ٹھہر کر کہا کہ اے علیہ تو خوش ہو باب کوئی آدمی ملک عرب میں الیا الضیف آدمی سے زیادہ  
 ہو گا۔ علیہ کہتی تھیں کہ جب رات ہوئی مکہ کے پاس بطنی ایک جگہ ہے وہاں میں چار شب رہی اور پانچویں  
 شب کو خواب میں دیکھا ایک شخص لڑائی چہرہ حضرت کے پاس سر ہانے آ بیٹھا اور حضرت کا منہ جو مایہ ویکھ  
 کبریا میں نے اپنے شوہر سے اس نے کہا خاموش یہ بات کسی سے مت کہنا یہ علامت اقبال لمبدری کی ہے اور اس کے  
 بعد دوسرے دن جو جو عورتیں قوم بنی سعد سے مکہ میں آئی تھیں سب کی سب نے پھر اپنے گھر کی طرف رجعت  
 کی اور میں بھی آمنہ سے رجعت ہو کر رسول خدا کو لے کر اپنے گھر پر سوار ہو کر سب کے ساتھ چل دی اور  
 میرے گدھے نے تین مرتبہ کعبہ کی طرف سجدہ کر کے رو بوسوئے آسمان کیا اور مثال ہوا کہ مجھے لے کر  
 چلنے لگا۔ اور جو لوگ مہرے ہمراہ تھے وہ یہ دیکھ کر متحیر ہوئے اور پوچھنے لگے اے علیہ یہی گدھا  
 ہے جو میرے ساتھ آیا تھا اور تم لوگ دیکھتے تھے کہ سب سے پیچھے چلتا تھا اور پھر گدھے نے بھی بکلم خدا

کہا اے لوگو! میں وہی گدھا ہوں جو بالکل لاغر تھا اور اب میں بالکل تازہ دم ہو گیا ہوں کسی بات کی تم کو  
 بھرنہیں ہے تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ اب میری پیٹھ پر کون سوار ہے اور یہ میرے لیے بڑی سعادت  
 ہے اور فخر مندی ہے یعنی میری پیٹھ پر خاتم الانبیاء ہیں اور میں ان کا بار بردار ہوں اسی وجہ سے  
 میں زور زیادہ ہو گیا ہوں خلیفہ سے روایت ہے وہ کہتی تھیں کہ گدھا میرا سب سے آگے آگے نکل  
 گیا تھا اور جہاں ہم منزل کرتے تھے اس جگہ آنحضرت کے طفیل بہت زیادہ گھاس پیدا ہوتی تھی اور پھر  
 تمام چوپائے جانور اس گھاس کو کھاتے تھے۔ اور جب میں اپنے گھر پہنچتا تو آنحضرت کی برکت سے بکریاں  
 جو دہلی تھیں وہ سب موٹی تازی ہو گئیں۔ اور دوسروں کی بکریوں سے ہماری بکریاں زیادہ بچے دینے  
 لگیں اور پھر بہت دودھ ہوا پھر ایسا اتفاق ہوا کہ لوگ ہماری بکریوں سے اپنی بکریاں باندھ دیتے  
 تھے پھر ان کی بکریاں بہت زیادہ دودھ دیتی تھیں اور بچے بھی بہت زیادہ دینے لگیں۔ کہتے ہیں  
 کہ یہ سب خلیفہ کی خدمات کا صلہ تھا اس واسطے کہ سرور کائنات کی ذاتی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے غلام  
 کے دل میں محبت ڈالی تھی۔ کہ جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تھا وہ بہت پیارا و محبت کرتا  
 تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہوئے اور بات چیت کرنے لگے تو سب سے اول گدھا  
 آپ نے یہ بڑھا۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر! الحمد للہ ذب العلیین ط۔ لوگ یہ سن کر بڑے ہی متعجب  
 ہوئے۔ پھر خلیفہ نے کہا اس سے بھی اور عجیب و غریب بات واقع ہوئی ہے۔ جس وقت آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم دودھ پیتے روز ایک بار پیشاب کرنے اپنی عادت معین پر اور گدھا کو پیشاب پاک کرنے  
 کی حاجت نہ ہوتی تھی فوراً پیشاب خشک ہو جاتا تھا اور اثر بھی نجاست کا معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اور جب  
 پیغمبر خدا بڑے ہوئے تو میدان کی طرف بذات خود تشریف لے جاتے تھے اور نہ کسی لڑکے کے ساتھ کھیلتے  
 تھے الگ جاکر ایک کنارے بیٹھ کر ذکر الہی کرتے تھے جب عمر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پار  
 برسی کی ہوئی تو گدھے سے کہنے لگے کہ میں اپنے خویش و اقرباء کو نہیں دیکھتا ہوں کہ وہ لوگ کہاں ہیں میں نے  
 کہا وہ لوگ بکریاں لے کر میدان میں رہتے ہیں اور رات کو گھر میں آتے ہیں رسول خدا یہ سن کر کچھ رونے  
 لگے اور پھر کہنے لگے کہ میں یہاں اکیلا نہیں رہوں گا تم مجھ کو میرے خویش و اقرباء کے پاس بھیج دو۔ میں  
 نے کہا اے جاندار کیا تم باہر پھر جانا چاہتے ہو پھر میں نے ان کے بالوں میں تیل ڈال کر اور شانہ و بیزہ کر  
 کے اور انھوں میں سرسہ و غیرہ لگا کے اور پھر ایک سیر اس پاکیزہ پہنا کر گلو بندیا مانی لگے میں باندھ دیا تاکہ  
 ان پر کوئی اثر زحمت کا نہ پہنچے اور ایک لکڑی ہاتھ میں لے کر میرے بیٹوں کے ہمراہ باہر گئے۔ اور پھر  
 اسی طرح ہر روز باہر میدان میں جاتے اور پھر بہت ہی خوش رہتے تھے۔ ایک دن ایک لڑکا میرا عید



سے ڈرتا ہوا اور آنسو بہا میسرے پاس آیا اور اس نے آکر فخر کو کہا کہ اے اما جان میری اور چل کر مڑو  
 دیکھو کہ کیا ہوا۔ اب تک تو وہ مر گئے ہوں گے۔ یہ سن کر میں بہت ہی گھبرائی اور اسی گھبراہٹ میں اٹھی اور  
 پھر بار بار اپنے بیٹے سے پوچھا کہ بیٹا بتاؤ تو کیا ہوا ہے۔ وہ لڑکا بولا کہ اے ماں جان ہم سب بچائی  
 کھل رہے تھے۔ اس وقت ایک شخص نے اچانک آکر ہمارے سامنے پہاڑ پر سے ہمارے کو لٹا دیا اور بھران کا بیٹ  
 چھاتی سے ناف تک پھر ڈالا اور یہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں۔ اور میں اتنی کہہ نہیں سکتا کہ وہ شخص  
 اب تک ہے یا نہیں۔ اور اکثر روایتوں میں یوں آیا ہے کہ دو جانور گدھ کی شکل کے تھے آکر کہنے لگے یہ وہی  
 لڑکا ہے دوسرا بلال ہاں تب دونوں جانور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک گئے اور آنحضرت انکو دیکھ کر  
 ڈر گئے اور پھر رونے لگے تب ان جانوروں نے سیدنا مبارک چاک کر دیا۔ اور دل بے کینہ کے اندر سے  
 جو خون مردہ سیاہ تھا نکال ڈالا اور کہا یہ خون سیاہ زہرہ شیطان ہے اور ہر شخص کے دل کے اندر یہ خون  
 سیاہ رہتا ہے اور اب سے دوسرے شیطان مردود کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک میں اثر نہیں  
 کرے گا پھر اس کے بعد دل مبارک آپ یوسف سے دھو کر اسی جگہ پر رکھ دیا اور سیدنا مبارک بھی سی دیا اور  
 اور سیدنا ہر ایک قسم کا مریم ہو تلپے وہ اس پر رکھ دیا اس سے بہت جلد آرام ہو گیا اور مہر نبوت کو  
 عیناً تھا دیا یہی کر دیا اور اس عرصہ میں علیہ کے بیٹے جو سب گھر کھا نا کھانے گئے ہوئے تھے انہوں نے  
 بھی آگریہ ماجرا دیکھا پھر نہایت ہی سراسیمہ ہو کر دوڑتے ہوئے اپنی ماں سے جا کر یہ ماجرا کہا۔ پس علیہ کہیں  
 کہ اس بات کو سنتے ہی اس وقت دوڑی، جا کر کیا دیکھتی ہوں مگر ایک پہاڑ پر بیٹھے ہیں آرام سے آسمان کی طرف  
 اپنا منہ کر کے ہنس رہے ہیں۔ میں نے جانتے ہی ان کے سر و چشم چوم کر کہا کہ اے میری جان تمہارے میں تصدق  
 جاؤ گھر سے کہو کہ آج تم پر کیا کڑی بولے میرے سب بچائی گھر میں کھا نا کھانے کے واسطے گئے تھے اور  
 میں اکیلا تھا۔ اچانک دو جانور آئے اور فخر کو دیاں سے لے کر یہاں آئے اور فخر کو معلوم ہوا کہ وہ دونوں جانور  
 شکل میں دو فرشتے تھے ایک کے ہاتھ میں آفتاب پانی کا اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت زریں تھا اور انہوں  
 نے پھر مجھے لٹا کر میرا پیٹ سینے سے لے کر ناف تک پھر ڈالا لیکن اس سے مجھے کچھ بھی درد و الم نہیں ہوا  
 اور جو کچھ میرے پیٹ کے اندر تھا اس کو نکال کر طشت میں رکھ کر دھو ڈالا اور پھر اس کے بعد اس جگہ  
 پر رکھ دیا۔ اس کے بعد دوسرے شخص نے آکر میرے پیٹ کے اندر سے لٹا کر میرا دل نکال ڈالا اور اس  
 کے بعد سیاہ خون تھا وہ نکال ڈالا۔ پھر میرا دل بھی اسی جگہ اس طرح نصب کر دیا اور میرے جسم کو درست کر  
 دیا پھر وہ بہت جلد غائب ہو گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ علیہ وائی کہتے ہیں کہ جب میں نے بہا ہوا  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تو میں اسی وقت درگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو گئی اس کے بعد یہ بات

جب تمام خلائق کو معلوم ہوئی تو وہ سن کر سنے لگے کہ محمد کو آسیب ہوا ہے یا پھر کوئی بڑا مرض ہوا ہے ان کو تو  
کاہنوں کے پاس لے جانا چاہیے تاکہ ان پر وہ کچھ پڑھ کر پھونکیں یا پھر کچھ نہ کچھ دعا کریں تب کچھ لوگوں کے کہنے  
سے ان کو کاہنوں کے پاس لے گئی اور اول سے آخر تک اس قصہ کو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
ظہور میں آیا تھا بیان کیا یہ سن کر سب کاہنوں نے اپنی اپنی گود میں لے لیا اور آپس میں کہنے لگے اے لوگو  
اس لڑکے کو زندہ مت چھوڑو اگر یہ بڑا ہو گا تو تنہا اسے تمام بتوں کو توڑ دے گا اور تم کو بہت ذلیل و خوار  
کرے گا۔ سوائے خداوند قدوس کے اور کسی کو نہ مانے گا۔ اور جو تنہا مراد نہ ہے اس کو بھی باطل کرے گا۔ اور  
پھر ایک ہی خدا کی طرف تم سب کو بلائے گا اور تم سب اپنے دیکھ کر بھول جاؤ گے پس اے صاحبو اپنا دین جس  
سے قائم رہے وہی تم فکر کرو۔ علیہ کتنی ہیں کہ جب میں نے اپنی گود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا اور پھر  
میں نے کاہنوں سے کہا کہ تم لوگ دیوانے ہو جو تم بات کہتے ہو اگر میں ایسا ہی جانتی ہوتی تو پھر ہرگز تمہارے پاس  
اس لڑکے کو کبھی نہ لاتی۔ پھر کچھ دیر کے بعد جاتم النبیاء کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے کر آئی اور ان کے نور سے اور  
نور شید سے میرا گھر روشن و معطر ہو گیا یہ دیکھ کر لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم اس لڑکے کو جلد اب عبدالمطلب  
کے حوالے کرو تاکہ تم امانت سے خلاصی پاؤ پھر میں ان کو لے کر اپنے گھر پر سوار ہو کر گئے کو جاتی تھی کہ کھٹ  
راستے میں ایک عینب سے آواز آئی کسی نے مجھ سے کہا اے عینب تم کو مبارک ہو پس یہاں تک کہ میں آہستہ  
آہستہ گئے کہ پاس بطنی میں جا پہنچی وہاں میں نے ایک گرہ جماعت کی دیکھی اور وہیں فیصلہ کو چٹا کر میں اپنی حاجت  
کو گئی وہاں بھی ایک آواز میں نے سنی اور پھر پیچھے کی طرف میں نے اپنی نظر کی تو میں نے اس جگہ پر محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم کو نہ دیکھا۔ پھر میں نے اس جماعت سے پوچھا کہ صاحبو یہاں ایک لڑکا بیٹھا تھا وہ کہاں گیا انہوں نے  
ہم جواب دیا کہ ہم نے اس لڑکے کو نہیں دیکھا اور ہم کو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ لڑکا کون تھا اور اس کا کیا نام  
ہے پھر میں نے ان سے کہا کہ ان کا نام محمد ابن عبد اللہ ابن عبدالمطلب ہے پس میں چاروں طرف بہت دوڑی  
اور کافی دیر تک دیکھتی رہی لیکن ان کو نہ پایا۔ اور دو رو کر میں یہ کہہ گئی تھی کہ یا الہی تو نے ان کی برکت سے ہی مجھے  
خائن اہرام کیا ہے اور ہم کو فراموش ہوئی اپنا دودھ پلا کر اور اب وہ بڑے ہو گئے ہیں اس وجہ سے میں نے  
جن کا لڑکا ہے دینے جاتی ہوں تاکہ میں اپنی ذمہ داریوں سے خلاصی پاؤں نہ جانے اب اس لڑکے کو اس جگہ  
کون اٹھالے گیا ہے۔ پھر وہ قسم اپنے لات و عز کی کی تھا کہ کہنے لگی کہ اگر مجھ کو نہ ملے گا تو میں اس بہار پر جا کر  
پتھروں سے اپنا سر چھوڑ دوں گی یہ سن کر وہ مجھ سے کہنے لگے کہ تم ہم سے ہنسی کرتے ہو جو ایسی بات کہتی ہو اور  
تنہا اسے ساتھ تو ہم لوگوں نے کوئی لڑکا دیکھا ہی نہیں تم کیوں جھوٹ بولی ہو۔ علیہ کتنی ہیں کہ یہ بات سن  
کر میں بالکل ناامید ہو گئی اور اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر دایلا کرنے لگی اور بار بار اپنے منہ سے کہنے لگی کہ اے



غم صدمہ تم کہاں ہو۔ یہ کہتی تھی اور برسہ واتی جاتی تھی اور میرا رونا دیکھ کر اور لوگ بھی روئے لگے۔ پھر درپردہ  
 ایک بوڑھا صمد دیکھا اس کے ہاتھ میں ایک عصا بھی تھا وہ میرے قریب آ کر کہنے لگے کہ اے دفتر ستم  
 کیوں روتی ہو میں نے کہا کہ میرا لڑکا یہاں سے گم ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ جس جین نے تمہارا لڑکا لیا ہے  
 میں اس کو بتا دیتا ہوں تم فلاں کے پاس جاؤ اور روڈ مت تمہارا لڑکا اس کے پاس سے ضرور ملے گا تم  
 اپنی خاطر جمع رکھو اور اس سے جا کر اپنا لڑکا لے لو وہ البتہ غرور تم کو لڑکا دے گا پھر میں نے یہ سن کر وہاں  
 جا کر آدھری جی جس جگہ اس نے مجھ کو بتایا تھا اور میں نے کہا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ جس وی لڑکا پیدا ہوا تھا وہ مجھ  
 کو معلوم نہیں ہے کہ کلات وغری پر اس دن کیا صدمہ گزرا تھا۔ تب اس نے کہا کہ میں اپنے سردار کے پاس جاتا  
 ہوں کیونکہ تمہارا لڑکا تو وہی دے گا تب اس نے اپنے سردار سے جا کر کہا اے سردار ہمارے آپ کی ہرمانی  
 تو قوم قریش پر بہت ہے اور اس وقت دفتر ستم علیہ یہ کہتی کہ ایک لڑکا جس کا نام محمد صلم ہے وہ گم ہو گیا ہے  
 اگر تم اس کو لا دو گے تو تمہاری بہت ہرمانی تو قریش پر ہوگی۔ علیہ کا یہ کہنا میں نے دیکھا کہ اس وقت سہل بت  
 نے دوسرے بتوں کو پکارا۔ وہاں سے یہ آواز آئی کہ سہل ہم سب یہاں سے نکل جاتے ہیں کیونکہ ہم سب  
 اس لڑکے کے ہاتھ سے مارے جائیں گی پھر کہتی ہیں کہ میں نے ایک شخص نورانی چہرے والے کو دیکھا  
 اور وہ بھڑے آکر کہنے لگا۔ اے علیہ وہ لڑکا درحقیقت خدا دوست ہے اور وہ نہایت اچھی طرح سے ہے  
 اور تم کو اندیشہ مت کرو۔ اور مجھ کو اس بات کا ڈر ہو کہ اگر عبدالمطلب کی یہ بی بی کہ محمد صلم گم ہو گئے ہیں۔ تو  
 میرا جینا محال ہو جائے گا اور میں سن کر چلی ہی تھی اور کچھ ہی دور پہنچی تھی کہ راستے میں عبدالمطلب سے ملاقات  
 ہو گئی۔ انہوں نے میرا حال پوچھا اور میری کیفیت دیکھ کر کہنے لگے کہ اے تم کیوں مضطرب نظر آ رہا ہو  
 آخر کیا بات ہے میں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے پاس لاتی تھی کہ مقام بطحی میں وہ مجھ سے  
 گم ہو گئے۔ یہ بات سن کر عبدالمطلب کہنے لگے کہ شاید ان کو کسی نے مار ڈالا ہو گا۔ پھر انہوں نے اپنی تلوار  
 اپنے ہاتھ میں لی اور بہت ہی غصہ میں بھرے آتے تھے اور کوئی شخص بھی مارے ڈر کے ان کے سامنے نہ آتا  
 تھا اس طرح نکل تلوار ہاتھ میں لے کر ایک بلند آواز دی اور پکارا اے اہل قریش سب حاضر ہو۔ چنانچہ اسی  
 وقت تمام اہل قریش سب کے سب حاضر ہو گئے اور پھر کہنے لگے کہ بتا دیا بات ہے عبدالمطلب نے  
 ان تمام اہل قریش سے کہا میرا پوتا محمد صلم جو کہ جو کہ علیہ دانی کے پاس تھا وہ واپس لا رہی تھی میدان  
 بطحی میں گم ہو گیا۔ سن کر ان سب لوگوں نے قسم کھا کر کہا کہ جب تک محمد صلم ہم کو نہیں ملے گا اس وقت  
 تک ہم لوگوں پر کھانا پینا سب کچھ حرام ہے پھر اسی وقت سب کے سب عبدالمطلب کے سپردان نکل  
 پڑے اور ان میں سے ایک سو آدمیوں نے کہا کہ چلو ہم سب خانہ کعبہ میں جا کر خدا سے التجا کریں

سنئے ہی عبدالمطلب نے ان سب کو چھوڑ کر کعبہ کے آستانے پر جا کر اپنا سر زمین پر رکھ کر کہا۔ یَا ذِبْحَنَ  
عَلٰی وَ لَیْسَ لَی مُحَمَّدٌ اَجِبَ اِنہوں نے بہت ہی فریاد کی تو عیب سے ایک آواز آئی۔ اے عبدالمطلب  
کچھ اندیشہ مت کر محمد صلی اللہ تعالیٰ نے آرام سے رکھ لے اور کچھ ڈر نہیں ہے۔ پھر یہ تسلی سن کر عبدالمطلب  
خانہ کعبہ سے نکل آئے اور با شمشیر برہنہ وادی تہامہ کی طرف گئے اور آگے درقہ اور نوفل اور مسعود اور نفی  
جالتے تھے۔ جب وہ مقام بطنی میں جا پہنچے تو انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ ایک سایہ دار درخت  
کے نیچے بیٹھے ہیں۔ مسعود نے پوچھا کہ اے لڑکے تم کن ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محمد  
ابن عبد اللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدالمناط ہوں یہ سنتے ہی عبدالمطلب سید الکونین کو اپنی گود  
میں لے کر وہاں سے چلے آئے اور پھر کعبہ میں آکر طواف کیا اور کہا: اَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَنْ حَاسِدٍ اَوْ  
کَحْ کے شہر میں جتنے قریشی تھے آنحضرت کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور عبدالمطلب نے بہت ہی  
انعام و کرام دے کر حیلہ دانی کو خوش کر کے ان کے وطن رخصت کر دیا۔

**بیان جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ماموں کے گھر میں  
اپنی والدہ آمنہ کے ساتھ اور آمنہ کا راستہ میں فوت ہونا عبدالمطلب کا  
اور ہمراہ جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو طالب کے ساتھ شام  
کے سفر میں تجارت کو اور ملاقات ہونا ایک راہ سے راستے میں**

بیان کیا جاتا ہے کہ جب دانی حیلہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبدالمطلب کے حوالے کیا اور  
آمنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے بھائی کے گھر دوبرس رہیں۔ پھر میں آتے وقت انشاء راہ میں  
تقصا الہی سے فوت ہوئی اور اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف صرف سات برس کی تھی اور اس کے  
بعد حضرت نے اپنے دادا عبدالمطلب کے پاس پرورش پائی اور سن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آٹھ برس  
و دہینے کا ہوا تو اس وقت عبدالمطلب بھی بیمار ہو گئے اور ان کی زندگی کی امید بھی منقطع ہو گئی تب  
اپنے بیٹے ابو طالب کو بلا کر یہ وصیت کی کہ پرورش محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمہارے وصہ ہے میں  
اس بات کو تاکید و وصیت کرتا ہوں تم اس کو اچھی طرح سے یاد رکھنا یہ سن کر ابو طالب نے کہا کہ اے ابابا جان



وہ میرا بھتیجا ہے میں اس کو اپنے قریبی کے برابر جانتا ہوں۔ اس کے بعد عبدالمطلب نے انتقال کیا اور  
 پھر اس کے بعد ابوطالب نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی ان ایام میں اکثر ذکر خیر بخیر البکری کے  
 تھے اور تمام قریشی شام کی طرف بغرض تجارت جایا کرتے تھے اور اس وقت ابوطالب نے بھی ان کے  
 ساتھ شام جانے کا ارادہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شتر کی ہمار پکڑتے تھے اور اس کو بے کرہ جیتے تھے  
 چوں کہ اس وقت آپ کی عمر شریف کم تھی ابوطالب چاہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر بھیجیں۔ لیکن  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے چچا جان مجھ کو آپ اکیلا گھرنے بھیجیں آخر میں کس کے پاس رہوں  
 گا۔ پس آپ اپنے پاس ہی رکھیں یہ سن کر ابوطالب کے دل میں رحم آیا اور پھر اُسوہا کر کہا اے جان تم کچھ  
 ڈرو مت کوئی اندیشہ نہ کرو تم سلامت رہو تم کو مکان پر نہ بھیجوں گا۔ پھر ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ اونٹ پر بٹھالیا اور دونوں چچا بھتیجے کا کارواں چل دیئے جب سب کارواں وادی  
 شام میں پہنچے وہاں ایک راہب کی عبادت گاہ تھی اور اس بستی میں درخت سایہ دار تھا جو قافلہ سودا گروں  
 کا اس راستے سے جاتا اور وہ اس کے نیچے اترتا اور اس راہب سریش نے زوریت میں لکھا ہوا پر لٹھاکھا  
 کہ فلا نے روز فلانے وقت ایک پیغمبر کے سے سودا گروں کے ساتھ یہاں آکر قیام کریں گے اور ان کی پشت  
 پر عبرتوں سے ان سے فیض حاصل کرنا چاہیے اس امید پر حضرت کے آنے کا وہ منتظر تھا اور اسی وجہ  
 سے جو قافلہ بھی مکے سے آتا وہ سب کی خاطر مدارت کرتا تھا۔ اور سب کو بغور دیکھتا تھا۔ پس ابوطالب بھی  
 اسی راستے سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے سودا گروں کے ساتھ اسی وادی میں پہنچے اور وہ  
 سریش راہب اس دن بالائے بام جا کر دیکھ رہا تھا کہ ایک قافلہ مکے سے آتا ہے اور ایک ٹکڑا بھی ابر کا  
 ان کے سر پر سایہ کیے چلا آتا ہے پھر سب اسی درخت کے نیچے اکر اترے درخت نے تغلیظاً کچھ مجلس  
 کی اور ادب بجالایا۔ چونکہ اس قافلہ کے نیچے میں سید الکونین تشریف لائے تھے اس سریش راہب نے  
 یہ حال دیکھ کر ان سودا گروں کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ مکیوں سے ہم محبت ہی محبت رکھتے ہیں جو سودا گر  
 مکے سے یہاں آکر اترتے ہیں ہم ان کی خاطر کرتے ہیں اور ہم نے سب کی دعوت کی ہے تم بھی ہمارے ساتھ  
 پر آؤ۔ یہ سن کر ابوطالب نے ان کی دعوت قبول کر لی اور رسول خدا کو ایک کے نوکر کے ساتھ اسباب  
 کے پاس پھر کر اس درخت کے نیچے بٹھا کر سب کے سب راہب کے گھر میں چلے گئے اور راہب نے اپنی  
 عبادت گاہ سے نکل کر سب کو دیکھا۔ اور پھر اپنے معبد خانے کے اوپر دیکھنے لگا اور کوئی باقی تو رہیں  
 رہا اور پھر دیکھا کہ جو ٹکڑا ابر کا جہاں تھا وہیں موجود ہے پھر اس نے سب سے کہا کہ ابھی تمہارے قافلے  
 کے وادی باقی ہیں میں کو درخت کے نیچے چھوڑ کر آئے ہو۔ وہ بڑے ہاں ہم لوگ ان کو اپنے مناسبات کے

پاس چھوڑ کر آئے ہیں اور ان میں ایک تو سہارا لڑکر رہے اور ایک ہمارا لڑکا ہے۔ پھر راہب بولالان دونوں کو بھی جا کر ہمارے یہاں لے آؤ۔ ایک مرتبہ پھر راہب بام پر جا کر دیکھتا ہے کہ اتنے میں کوئی جا کر پیغمبر خدا کو لے آیا اور وہ اب بھی رسول خدا کے سر پر سایہ ڈالے ہوئے آیا راہب نے یہ حال دیکھ کر کہا اے اللہ یہ ابراہیم کا سایہ سوا لکھ پیغمبروں کے اور کسی پر نہیں ہوتا یہ کہہ کر رسول خدا صلعم کو اپنی جگہ پر لے جا کر بہت ہی تعلیم و تکریم کی اور طعام و تحائف سب کے لیے حاضر کیے۔ جب سب نے کھانا کھانے سے فراغت کی تب راہب نے سب سے کہا کہ یہ لڑکا کس کا ہے سب نے ابوطالب کی طرف اشارہ کیا۔ راہب نے کہا تجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا یتیم ہے اور ماں باپ اس کے مر گئے ہیں یہ سن کر ابوطالب بولے کہ تم نے بہ بات یا کھل چرخ کہی ہے حقیقت یہی ہے اور یہ میرا بیٹا ہے اور میری گود میں پرورش پا رہا ہے۔ پھر راہب نے ابوطالب سے کہا کہ دیکھو میں تم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ لڑکا شی آخر الزماں ہو گا اور اس کے دو موندوں کے درمیان میں ہم نبوت ہو گی اور میں تم سے کہتا ہوں کہ تم اس کی حفاظت اچھی طرح سے کرنا اور روم اور شام کی طرف اس کو منت لے جانا کیونکہ وہاں ان کے دشمن بہت ہیں کیونکہ یہودی ان کو مار ڈالنے کو ہر وقت مستعد ہیں بلکہ ان کا تو نام و نشان لے کر ڈھونڈا کرتے ہیں اور وہ کہا کرتے ہیں کہ ہم جہاں کہیں بھی پادریں گئے مازدانی گئے یہ باتیں راہب نے ابوطالب سے کہیں اور ہست مبارک حضرت محمد صلعم کا پیکر لے کر کہا کہ یہ سید الکونین ہیں اور سب سے بہتر مخلوق زمین و آسمان کے ہیں یہ سن کر ان سوداگروں نے کہا کہ یہ باتیں آپ کو کس طرح معلوم ہوئی ہیں اور یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ پیغمبر آخر الزماں ہیں۔ اس نے کہا کہ ان کی صفت جو اس وقت میں ان میں دیکھ رہا ہوں وہ سب میں نے تو ریت میں پڑی ہے اور یہی علامت نبوت کی ہوتی ہے جو آپ میں پائی جاتی ہیں انہوں نے اس راہب سے پوچھا کہ تباؤ وہ علامت کیا ہے جس سے تم نے پہچان لیا۔ کہا اس نے کہ تم ان کو چھوڑ کر میرے یہاں آئے ہو اور میں نے دیکھا کہ تمام اشجار اور جمادات نے ان کو سجدہ بھی کیا ہے اور جتنے نباتات اور حیوانات اور حجر اور درخت ہیں وہ سجدہ سوائے خداوند قدوس کے اور کسی کو نہیں کرتے مگر پیغمبروں کو تعظیماً کرتے ہیں اور تم یقین جالو کہ یہ پیغمبر برحق ہے۔ سب کے سب اس گفتگو میں شریک تھے اس قافلے میں سے سات آدمی اجنبی اپنا تک راہب کے معبد خانے کے دروازے پر کھڑے ہوئے ان سے پوچھا کہ تم سب کون ہو اور کہاں جاؤں گے بولے کہ ہم سب ملک روم سے آتے ہیں اور بادشاہ روم نے ہم سب کو بھیجا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم سب نے سلبہ کہ پیغمبر آخر الزماں کا کہے میں حزعہج ہوا ہے ہم سب ان کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے جائیں گے اور پھر ان کو مار ڈالیں گے ہم لوگ ان کو دریافت کرنے کو آئے ہیں۔ راہب نے یہ سن کر کہا کہ یہی وہ رنج اٹھاتے ہو اور تم ان کو ہرگز نہ مار سکو گے



کیونکہ خدا ان کا حافظ و ناصر ہے پس راہب نے یہ بات کہہ کر ان کو کچے کی طرف بھیجا اور کہا تم بہت آرام سے چلے جاؤ اور تم کیوں ناخن آئے ہو۔ اور پھر ابوطالب سے کہا کہ تم اس لڑکے کو شام اور دروم کی طرف مت لے جاؤ یہ بہتر ہے کیونکہ وہاں کبھی یہودی تم کو اذیت پہنچائیں گے یہ سن کر ابوطالب پھر رسول خدا کو رکے میں اپنے گھر پر واپس لے آئے اس کو میں اسی پر اتفاق کرتا ہوں۔

بیان دوسری دفعہ چاک کرنا سینہ مبارک آنحضرت کا اور نکاح کرنا خدیجہ الکبریٰ سے اور اقوال افعال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل نکاح کے جو وقوع میں آئے تھے

ایک روایت میں ہے کہ جب سن مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دس برس کا ہوا ایک دن اتفاقیہ بطور گل گشت میدان کی طرف تشریف لے گئے اس وقت دو فرشتے بطور آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے آنحضرت فرماتے ہیں کہ ان کے چہرے نورانی تھے اور ایسی شکل میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی اور جو خوشنواں کے بدن سے آتی تھی اس جیسی خوشبو مشک وغیرہ عطریات بھی میں نہ تھی اور ان کے کپڑوں کی خوشبلی تھی وہ دنیا کی کسی چیز میں نہ تھی اور یہ دو فرشتے حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل تھے ان دونوں فرشتوں نے میرے مونڈھے پکڑ کر مجھے زمین پر لٹا دیا۔ اور پیٹ میرا چیر ڈالا لیکن کچھ خون بھی میرے بدن سے نہ نکلا۔ ان میں سے ایک فرشتہ ایک طشت میں پانی بھر کر لایا اور دوسرے نے میرے پیٹ کے اندر ہاتھ ڈال کر سب کچھ دھو ڈالا اور کہا کہ سینہ ان کا چاک کر کے دل کے اندر سے خون سیاہ جو صدمہ اور بغض بشریت کا ہے نکال بجا اس کے رحم اور شفقت رکھ دو واسطے رحمت عالم کے پس ایسا ہی کیا گیا اور میرے پیٹ کو پترنے سے مجھے کچھ درد و الم نہ ہوا اور مزید ایک چیز مثال پاندی کے میرے دل پر رکھ دی اور ایک دوائے خشک مانند سفوف کے اس پر رکھ دی اور ایک دوائے خشک مانند سفوف کے اس پر رکھ دی اور انگلیاں ہاتھ کی میری پکڑ کر کہا کہ اب جاؤ سلامت رہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسی دن سے میرے دل میں مہربانی اور شفقت خلق پر زیادہ ہوئی اور بغض و غضب سب کچھ جاتا رہا اسی وجہ سے دوسری مرتبہ دل مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چاک کر کے پاک و صاف کیا۔ اور گندے خیالات سے محفوظ رکھا اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکان پر جا کر اپنے چچا ابوطالب سے اس حقیقت کا ذکر کیا

بیان کیا اور یہ باتیں سن کر ابو طالب نے لوگوں سے خفی رکھا کسی کو اس کے بارے میں کچھ بھی بتایا اور آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ اے میرے پیارے بیٹھے میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں، مگر پھر مجھے شرم  
 آتی ہے یہ بات سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چچا جان جو آپ کے دل میں ہے وہ دل  
 کھول کر کہیے اور میں تو آپ کے بر خور دار کے برابر ہوں۔ پھر ابو طالب نے کہا تمہارے باپ تو مر گئے اور تمہاری  
 ماں بھی مر گئی ہیں اور دونوں کوئی چیز بھی نہیں چھوڑ گئے۔ اور میرے پاس بھی دولت نہیں ہے کہ تم کو کہیں بیاہ  
 دوں اب صلاح یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ خدیجہ دختر خویلدہ بہت مال دار ہے۔ اور نوکر چاکر بھی بہت رکھتی  
 ہے اور نہایت مناسب سمجھ کر اجرت بھی دیتی ہے اگر اس کے پاس تم نوکری کر دگے تو اس کے روپے  
 سے جو تم کو شائع ہو گا پھر میں تم کو بیاہ دوں گا اور اس طرح سے اپنی چشم روشن کروں گا۔ بتاؤ اس امر میں  
 تمہارا کیا خیال ہے اور تم کیا چاہتے ہو مجھے اپنے پاک خیالات سے آگاہ کیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا کہ میں تو آپ کے بطور بر خور دار کے ہوں اور آپ کی بات بسر و چشم قبول ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا  
 ہے کہ میں آپ کی بات نہ مانوں اور مجھے یقین ہے جو کچھ آپ میرے حق میں کریں گے انشاء اللہ وہ بہتر ہو گا  
 پھر ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر خدیجہ الکبریٰ کے در پر گئے اندر سے ایک غلام نے  
 اگر پر چھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو ابو طالب نے کہا کہ خدیجہ سے کہو کہ ابو طالب تمہارے دروازے  
 پر کھڑا ہے اور آپ سے عرض کرنا چاہتا ہے یہ باتیں سن اس غلام نے جا کر خدیجہ سے کہا وہ بولیں کہ  
 ان کو اندر لے آؤ پھر ان کا وہی غلام آیا اور ابو طالب سے کہا کہ تم کو اندر بلاتی ہے پھر ابو طالب نے  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اندر گئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ خدیجہ ایک تخت پر بیٹھی تھی۔ وہ اسے  
 کہیں زین ان کی خدمت میں کمر بستہ کھڑی تھیں۔ خدیجہ نے ابو طالب سے کہا کہ آپ نے یہاں آنے کی  
 کیوں تکلیف برداشت کی اور اس وقت آپ کا کیا مقصد ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے میرا دروازہ  
 ہے اور اس کا نام محمد ابن عبد اللہ ہے اگر آپ ان کو اپنی سرکاریں بطور نوکر رکھیں تو فیض عام سے آپ کے  
 یہ بھی بہرہ مند ہوں گے اور پھر دعا کریں گے۔ یہ سن کر خدیجہ نے کیا اس سے اور کیا بہتر ہے بہت اچھا آج  
 سے میں نے ان کو نوکر رکھا ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے  
 کہ خدیجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قریبی رشتہ دار تھیں لیکن ان کا شمار مر گیا تھا اور وہ بیوہ تھیں اور  
 بہت زیادہ دولت مند تھیں اسی وجہ سے وہ ہر سال تاجر لوگوں کو مال و اسباب دے کر شام و بعیرہ  
 کی تجارت کو بھیجتی تھیں اور ان کا ایک غلام میرہ نامی تھا اس کو انہوں نے آزاد کیا تھا۔ اور تجارت کے  
 واسطے ان کو بھیجتی تھیں اور ماتی جتنے نوکر خدمت گار تھے سب اس کے حکم کے تابع تھے ایک دن



خدیجہ نے بالاخانے سے دیکھا کہ حضرت کے سر پر ایک ابرسیاہ دار ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے جاتے تھے یہ دیکھ کر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نزدیک بلا کر یک لایکی پاسبانی پر مقرر کیا تھوڑے دن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کی برکت سے خدیجہ کی یکریاں آگے سے زیادہ ہونے لگیں اور بہت دودھ بھی دینے لگیں پس خدیجہ کی نگاہ ہمیشہ رسول خدا پر تھی وہ ہر روز دیکھتی تھیں ایک ابراہیمؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سیاہ ڈالے جو تانھا اور حب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو ہر درخت و جمادات سلام علیک یا رسول اللہ کہتے ہیں اس کے علاوہ اور بھی کرامات و علامات کتاب توریت میں دیکھ کر کہتے تھے: "یونان قوم قریش میں بڑا بزرگ ہوگا اور آپ چونکہ بہت زیادہ دیانت دار امانت دار اور راست کفاری میں مشہور و معروف تھے اس لیے آپ کو محمدؐ این کہتے تھے اور جب سن شریف آپ کا بیس برس کا ہوا تو خدیجہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ تم اس سال میرے غلام میسرہ کے ساتھ ملک شام کی طرف تجارت میں جا سکو گے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا بہت اچھا میں جاؤں گا۔ ایک مقام میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ اجرت مقرر کر کے تجارت کو بھیجا اور اکثر قول یہ ہے کہ خدیجہ نے آنحضرت کی کچھ اجرت مقرر کر کے تجارت کو بھیجا اور خدیجہ نے آنحضرت کو اپنا مالک مختار بنا کر اور اپنے شوہر کی پوشاک پہنا کر ملک شام کی طرف بھیجا اور غلام میسرہ کو کہا کہ جو حال راہ میں گزرے یا درکھنا اور پھر بلا فرق ہر موم کے مجھ آکر بیانی کرنا اور جو کام محمدؐ میں کرنا یا میں اس میں تم مانع مزاحمت ہو تا فرض ہو جو سوداگر ذکر چاکر خدیجہ کے تھے وہ سب کے سب رسول خدا کے ساتھ گئے اور جب وہ مکے سے باہر نکلے تو وہ لوگ البوسفیان کے قافلہ کے ساتھ مل گئے۔ البوسفیان حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ہمیں کر کہنے لگے کہ خدیجہ بہت نادان ہے کیونکہ جس شخص نے اپنی عمر میں تجارت نہیں کی اور راہ رسم و فرید و فروخت کی نہ جانے اس کو خدا کر کے تجارت میں بھیجا ہے یہ تو محض نادانی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ رسول خدا کا قافلہ سب سے آگے نکل گیا اور راہ میں کرامات بھی ظاہر ہوتی رہیں۔ جب آفتاب گرم ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر ابراہیمؑ کو سیاہ کرنا تھا یہ کیفیت اپنی آنکھوں سے میسرہ غلام دیکھتا رہا پھر حیوانات اور اشجار اور جمادات سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعظیماً سجدہ کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سفر بابرطے کرتے چلے جاتے تھے جب ملک شام کے متصل نزدیک معبد خانے رابب کے پہنچے اور اس کا نام پیکرہ رابب تھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک درخت کے سائے کے نیچے سوئے ہوئے ہیں جب آفتاب طلوع ہوا یعنی دھوپ نکلی اس وقت

درخت نے بھی جھک کر سایہ کیا۔ پھر راہب نے جب یہ دیکھا تو وہ اپنے عبادت خانے سے نکل کر سودا گروں کے پاس جا کر پوچھتا تھا جو ان اس درخت کے نیچے سونا سے وہ کون ہے۔ میرے غلام نے کہا کہ میرا مختار بنانے سے یہ سن کر اس راہب نے اس غلام میرے سے کہا کہ خبردار تم ان کو بطور سودا گروں اور مختار بنانے کے نہ جانو بلکہ یہ ترسیعیر خدا بنی آفر الزمان ہیں اور تمام موجودات سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ تب راہب اور غلام میرے دونوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے راہب نے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک جوڑ کر کہا کہ مجھ کو نشان پیغمبری کا معلوم ہے اور بندہ اس وقت امید قومی کرتا ہے کہ اگر اجازت ہو تو حضور کا کف مبارک دیکھ چوں کہ آپ کی آمد کی خبر میں نے توریت میں پڑھی ہے اور اسی طرح کی نشانی کتاب انجیل میں بھی موجود ہے کہ آپ کے دونوں ہونڈھوں کے درمیان ہر نبرت ہوگی پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے دونوں ہونڈھ سے دکھائے جب چشم راہب کی اس سے روشن ہوئی اس وقت کہا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اور کہا کہ آپ کے آنے کی بشارت توریت و انجیل نے دی اور میرے غلام سے کہا کہ اے میرے محمد آفر الزمان کو یہودیوں سے بچاؤ اور البوسیفان کو تباہ کی۔ البوسیفان نے کہا کہ وہ میرا چچا بھائی ہے ان کی تلبانی اور بزداری مجھ پر واجب ہے الغرض پھر نے مختلف اقسام کے تحفہ جات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاکر حاضر کیے اور پھر سب کو دھوٹ دے کر کھلایا۔ اس کے بعد ان سودا گروں نے وہاں سے کوچ کیا آگے جا کر دو راہ پر جا پڑے۔ ایک راہ نہایت خوف کی تھی اور دوسری راہ بے خوف و خطر لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریب کی راہ اختیار کی اور اسی راہ میں خوف تھا اور البوسیفان نے دوسری اختیار کی اور اس میں کوئی خطرہ نہ تھا یہ دیکھ البوسیفان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہنسے گئے اور کہنے لگا کہ یہ خدہ بجا کا مال سب برباد کر دے گا اور اس راہ سے اپنے کو بھی ہلاک کر دے گا۔ تم اس راہ میں مت جاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا خدا حافظ ہے یہ کہہ کر تشریف فرما ہوئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منزل راہ طے کی جس مقام میں پانی نہ تھا وہاں منزل کی میرے نے حضرت سے عرض کی اے حضرت قافلہ ہمارا بغیر پانی کے ہلاک ہونے کو ہے یہ آواز سن کر حضرت اپنے خیمے سے نکل کر بہت متحیر ہوئے اور پھر ایک درخت سمبر کے نیچے کھڑے ہو کر اپنے پروردگار سے مناجات کی کہ یا اللہ مجھ بندہ یتیم پر تو رحم و کرم فرما میری فریاد سن لے اور کسی نہ کسی صورت سے آب شیر میں ہم کو عنایت فرما چنانچہ اس کے بعد ایک آواز غیب سے آئی کہ میرے پیغمبر کئی قدم آگے بڑھو اور آفر قدم پر ایک کنواں کھودو وہاں سے آب کو آب شیر میں ملے گا یہ خبر سنتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر ایک کنواں کھودا خدا کے فضل و کرم سے پانی صاف



پانی صاف اور شیریں نکلا اور سب قافلہ نے آسودہ ہو کر پانی پیادوسرے دن پھر وہاں سے چل دیے  
چلتے چلتے ایک مقام پر کیا دیکھتے ہیں کہ کئی بیمار اونٹ بدن میں کیڑے پڑے ہوئے ہیں انہوں نے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر فریاد کی یا رسول اللہ کہ اللہ تعالیٰ نے تو کونہی عیادت کے لیے بھیجا ہے آپ ہم  
پر مہربانی کیجیے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی فریاد سن کر اور اپنی قیمتی گویا ذکر کے بہت روئے  
اور اپنے اونٹ پر سے اتر کر ان اونٹوں کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ پھر اُٹار کے فضل سے وہ سارے اونٹ  
اچھے ہو گئے اور جو ان کو بیماری تھی وہ جاتی رہی۔ پھر آپ نے وہاں سے کوچ کیا بجر صہ قلیل آپ شام  
جا پہنچے وہاں پہنچ کر آپ نے سارا مال فروخت کر ڈالا اور سال میں منافع بھی بہت ہوا۔ اس کے بعد آپ  
نے پھر مال خرید اور مکہ کی طرف مراجعت فرمائی اور تقریباً بیس دن کے بعد البسفیان ملک شام پہنچے  
اور البسفیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلا بھیجا کہ آپ چند روز یہاں اور ٹھہر جائیے کیونکہ میں بھی آپ  
کے ساتھ چلوں گا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانے میں دیر نہ کی اور آپ مکہ میں تشریف فرما ہوئے  
جب مکہ کے قریب جا پہنچے میرہ غلام نے آنحضرت سے کہا کہ محمد امین آج کئی برس ہوئے ہم خدیجہ کے  
مال سے تجارت کرتے ہیں اب کی دفعہ جیسا منافع کئی برس سے نہ ہوا آپ جائیں سلامتی اور نفع کی خبر فرمائیے  
کو دیکھیے تاکہ ہم سب کو سرکار سے کوئی نجات بطور انعام کے ملے یہ بات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
قبول فرمائی پھر اس میرہ غلام نے آنحضرت صلعم کو اچھی طرح سے دیبا نش و آراستہ کر کے ایک اونٹ پر  
سوار کر کے مکہ میں بھیجا ادھر خدیجہ بھی آپ کا انتظار کر رہی تھیں اور آپ کے آنے والے راستے کو دیکھتی  
رہتی تھیں۔ اسی اثناء انتظار میں ایک شتر سوار دیکھا دوسرے آتا ہے اور ایک کمر ابر کا ان کے سر پر سایہ ڈالے  
ہوئے ہیں ہدیت اور شکوہ ان کے چہرے پر ہویدہ ہے دیکھ کر خدیجہ نے کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اِلٰی دَارِیْ اور جب  
شتر مان خدیجہ کے دروازے پر آیا تو معلوم ہوا کہ محمد امین اپنے سفر تجارت سے واپس آئے ہیں۔ خدیجہ نے  
لوگوں سے کہا کہ جا کر دیکھو یہ وہی سوار ہے جو ہم نے دور سے دیکھا تھا وہ لوہے ہاں جی یہ وہی شتر سوار ہے  
جس کو آپ نے دور سے آتے ہوئے دیکھا تھا۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پاس جا کر منافع تجارت اور  
سلامتی راہ اور قافلہ کی خوشخبری دی۔ خدیجہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ جا کر میرہ غلام کو  
مجی منے آئیے کیونکہ اس کو خوب معلوم ہے حقیقت اس کی کہ جب مکہ سے سودا گروں کے ساتھ سفر میں تشریف  
لے گئے تھے خدیجہ اس کو دیکھ رہی تھیں اور جب میرہ اور سودا گروں کے ساتھ تشریف سفر سے لائے  
تھے تب بھی دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی صورت و سیرت پائی اور باقی دوسرے لوگ اس  
مال سے غافل تھے اور جب آپ سفر سے واپس تشریف لائے اور باقی لوگ بھی سفر سے واپس آئے پھر

خدیجہ نے مبسرہ غلام سے سب احوال راہ کا اور منافع خرید و فروخت کا پوچھا۔ اس نے کہا اسے سیدہ ہم سے  
 کبھی آسائش و راحت نہیں دیکھی جو حضرت محمد امین کے ساتھ ہے میں ان کی کیا صفت بیان کروں وہ تو ایک  
 صاحب کمال مرد کامل ہیں میں نے دیکھا کہ تمام اشجار و جمادات نے ان کو تغیلنا مسجود کیا۔ غرض اسباب کا دنیا  
 کرنا اور سیلہ وینا بیکار آنحضرت کے سر پر اور پانی نکالنا کنواں کھود کر اور اچھا کر بخدا کے حکم سے اونٹوں  
 کو جو شدید بخرو عات صورت میں پڑھے تھے۔ اور بہت زیادہ منافع ہونا تجارت میں یہ سب باتیں مبسرہ غلام  
 نے خدیجہ سے کہیں رہتے ہی خدیجہ ایک دل سے ہزاروں ہو کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پیش آئیں  
 اور بہت زیادہ قدر و منزلت کی اور جس قدر مشاہیرہ سرکار سے مقرر تھا اس سے دو گنا کیا۔ اور پھر تمام اپنے  
 نوکر چاکروں سے اور جو شخص ان کے تابعدار تھے ان لوگوں سے کہہ دیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
 میں ہر وقت حاضر رہیں اور ان کی خدمت دل و جان سے ہر وقت کرتے رہیں اور کسی وقت بھی ان کی خدمت  
 سے غافل نہ رہیں پس جب اسی طرح سے چند روز گزرے تو ایک دن خدیجہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 پوچھا کہ اے حضرت آپ نے بیاہ کیلے یا نہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں پھر وہ بولیں اگر  
 آپ مجھ عاترہ سے نکاح کریں اور اپنی خدمت میں لاویں تو میں اپنی باقی عمر آپ کی خدمت میں صرف کر دوں  
 اور پھر سعادت و ارباب حاصل کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا یہ کام بدو اجازت چچا  
 ابو طالب کے ہم نہیں کر سکتے اگر تم یہ چاہتی ہو تو اس بات کا پیغام میرے چچا ابو طالب کے پاس کرو اور  
 مجھ کو کچھ بھی اختیار نہیں۔ یہ باتیں سن کر خدیجہ نے بہت سے بدایا اور تحالفت ابو طالب کے پاس بھیجے اور ساتھ  
 ہی خواستگاری اپنے کام کی اور کئی دفعہ جدا گانہ اچھی اچھی پوشاکیں نفیسہ اور اجناس لطیفہ ابو طالب کی  
 بی بی کے پاس اس کام کے واسطے بھیجیں۔ اور ابو طالب نے خدیجہ کو جواب دیا کہ عمر شریف محمد صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی تمہارے سن سے بہت کم ہے یہ کام کیونکر ہو سکے گا۔ خدیجہ نے جب یہ بات سنی پھر ابو طالب  
 کے پاس بہت سامان و اسباب بطور ہدیے کے بھیجا۔ آخر ابو طالب نے آنحضرت رسول کریم کو بلا کر  
 خدیجہ کے ساتھ نکاح کا اذن دیا۔ تب حضرت نے فرمایا اول شرط یہ ہے کہ جتنی مال و دولت تمہاری ہے  
 وہ خدا کی راہ پر مسکین محتاجوں کو دے دینا۔ پھر دوسری شرط یہ ہے کہ جتنے غلام لونڈی باندی سب کو آزاد  
 کر دینا اور میری شرط یہ ہے کہ کھانا پینا بطریق فقیری اختیار کرنا۔ پس خدیجہ نے یہ شرطیں منظور کیں، جتنا  
 مال و اسباب دولت تھی سب خدا کی راہ پر تقسیم کر دیا۔ اور حضور مال ابو طالب کو بھی دیا۔ اور غلام اور لونڈی  
 باندی سب کو آزاد کر دیا اور پھر درپیش اختیار کر لی۔ اور بعض روایتوں میں یوں بھی آیا ہے کہ خدیجہ نے  
 دو آدمی قریش کے جو معتبر سمجھے جاتے تھے ان کو بلا کر گواہ کیا اور انہیں کے سامنے مال و اسباب، نقد و غریف



باقی بتنا تھا سب کا سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا اور اپنا مالک و مختار کیا اور پھر کہتے  
 لگے کہ مجھے ان چیزوں پر کچھ دعویٰ نہیں تم لوگ اس بات کے گواہ رہو اب پا میں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ  
 اپنے واسطے رکھیں یا پھر اس کو راہ اللہ میں دے ڈالیں اس کا کچھ دعویٰ مجھ کو نہیں۔ کہتے ہیں کہ ابو طالب  
 خدیجہ کے کہنے سے ورق بن نوفل جو خدیجہ کا چچا بھائی تھا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اس  
 کے پاس گئے اور وہ اس وقت وہ چند آدمیوں کے ساتھ عیش و نشاط میں مست تھا۔ اس پر سلام علیک  
 کیا سب نے جواب دیا اور ابو طالب کی تعظیم کرتے ہوئے بٹھایا ورق بن نوفل رسول خدا کو دیکھ کر اس وقت  
 بولا اے محمد امین میں تم سے بہت زیادہ خوش ہوں اور میں تم کو دوست رکھتا ہوں اگر کسی چیز کی ضرورت مطلب  
 ہو تو آپ ضرور فرمائیں۔ یہ سن کر ابو طالب نے کہا کہ میں اس وقت اس واسطے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم  
 بہن خدیجہ کے ساتھ میرے بھتیجے محمد صلعم کو بیاہ دو۔ اس وقت وہ نشے میں مدہوش تھا اور اس کے  
 حاضرین مجلس سے کہا کہ اے قریشیو! تم لوگ سب کے سب اس بات پر گواہ رہو کہ میں نے خدیجہ کو حضرت  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیاہ دیا اور پھر حضرت نے فرمایا کہ میں نے اس کو قبول کیا۔ خبر میں آیا  
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار مثقال زہر ہر عوض میں دے کر خدیجہ کو اپنے نکاح میں لائے۔  
 اس وقت عمر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پچیس سال کی تھی اور خدیجہ کی عمر چھیا اسی برس  
 کی تھی۔ پھر دوسرے دن ورق بن نوفل فجر کے وقت خواب مستی سے اٹھ کر خدیجہ کو گالیاں دینے پر متعد ہوا  
 خدیجہ نے کہا اے بھائی تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا نیپ دیکھا اگر مجھ سے آپ پوچھیں تو ان کے برابر  
 نیک نیت صلاح پسند اور زائد تقویٰ میں کوئی نہیں اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہے اور کسی بات  
 کی از رو نہیں ہے پھر ورق بن نوفل نے کہا کہ اچھا کیا تم سے راضی میں؟ بولی ہاں وہ راضی ہیں۔ پھر کہا تم بھی  
 مجھ سے راضی ہو بولیں ہاں میں بھی اچھی طرح سے راضی ہوں۔ تب ورق بن نوفل نے کہا کہ اچھا اب میں بھی  
 راضی ہوں۔ پس خدیجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مصروف رہیں۔ جب پیغمبر خدا نے نیک کاری  
 میں کم باندھی انضال باری سے اس سال پانی بہت برسیا ہاں تک کہ دیوار کعبہ پر بھی نقصان آگیا۔ یہ دیکھ کر  
 قریشیوں نے بھی ارادہ کیا کہ کعبہ کی چار دیواری توڑ کر از سر نو پھر بناویں مگر وہ مذاب الہی سے ڈرتے  
 تھے اور اس میں متردد رہتے تھے۔ ایک دن ایک عورت نے چاہا کہ کعبہ کے اندر کود دھلا دیں خدا کی مرضی سے  
 اس پر آگ غیب سے آکر گری بعض جگہ جو کعبہ کے اندر کی تھی وہ سب جل گئی۔ اہل قریش نے پھر اتفاق کیا  
 کہ کعبہ کی دیوار توڑ کر از سر نو تعمیر کریں لیکن وہ عذاب الہی سے ڈرتے تھے اور اس وقت قوم کا سرور و لیڈر بن  
 پیغمبر تھا وہ بولا کہ باری نیت خدا کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم کعبہ کو توڑ کر دوبارہ بناویں گے اور یہ تو موجب آبادی

ہے نہ کوئی اس بات میں قبائل عرب چار فرقے ہوئے اور بات یہ طے پائی کہ ہر ایک فرقہ کا ایک ایک رکن کہے کر توڑ کر تعمیر کرے پس چاروں فرقوں نے متواتر دوسرے سے کھڑے ہو کر دیوار کہے کو دیکھا کہ اس کو کس طرح سے توڑا جائے اور پانچویں ولید بن مغیرہ تبرہ اپنا تختہ سے لے کر دیوار کہے کے پاس گیا اور اس کے ساتھ خنزوم بھی تھے ولید ابن مغیرہ نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیت کو خوب جانتا ہے یہ کہہ کر کہے کی دیوار پر تبرہ مار کر اس کو گرادیا جب اور لوگوں نے دیکھا کہ ولید ابن مغیرہ نے کہے کی دیوار توڑ دی پھر سب قبیلے متفق ہو کر کہنے لگے کہ ہم سب آج دیوار پر تبرہ نہیں لگا دیں گے دیکھیں آج کی شب ابن مغیرہ پر آفت نازل ہوتی ہے یا نہیں پھر ہم مل کر مینوں دیواریں توڑ ڈالیں گے جب انہوں نے ولید ابن مغیرہ کو سلامت دیکھا تو پھر ہر قبیلے نے اپنے اپنے حصے کی دیوار جو مقرر کی تھی توڑ ڈالی اور یہ انداز تھا آدم زین کھو دکنچے سے پتھر لگا کر دیواریں کہے کی اٹھائیں تاکہ حد صیل سے محفوظ رہے اور حجر الاسود کو دیوار پر اٹھاتے وقت سب قبیلوں میں تنازعہ ہوا یعنی ہاشم اور بنی امیہ اور بنی زہرہ اور بنی مخزوم ہر قبیلہ کہتا تھا کہ ان میں سے ہم کو فضیلت زیادہ ہے ان لوگوں سے یہاں تک کہ سخن درازی ہوئی اور پھر ایک مدت تک براہ سلسلہ جاری رہا آخر زہرہ یہاں تک پہنچی کہ ایک دوسرے پر پتھر مارنے لگے آخر میں یہ بات اس پر ختم ہوئی کہ ایک روز لڑائی کا وعدہ کیا جائے کہ فلاں دن آپس میں لڑائی ہوگی لیکن دانشمندیوں نے اس بات سے منع کیا کہ اس سے باز آؤ اور آپس میں لڑائی کرنا اچھی بات نہیں اور ہم آپس اعلیٰ قسم کی تدبیر بتاتے ہیں میں سے تمہارا آپس کا جھگڑا امت جائے گا اگر تم لوگوں نے مل کر اس پر عمل کیا اور وہ ہے کہ اول جو شخص صبح کو کہے کے دروازے پر آئے تم اس کو منصف مقرر کرو جو وہ کہے وہ مالو اور پھر اسی پر عمل کرو۔ یہ بات جب سب نے سنی اور بہت غور و فکر کرنے کے بعد سب نے راضی ہو کر کہا بہت اچھا وہ جو کہے کا ہم اس کو ضرور مانیں گے جتنا بچہ صبح کو سب سے اول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی حرم شریف میں حاضر ہوئے پھر سب کوئی کہنے لگے صبح سب سے اول محمد امین صلی اللہ علیہ وسلم ہی آئے ہم ان کو ہی اپنا حاکم و منصف مقرر کرتے ہیں اور جو کچھ ہمارے واسطے فرمائیں گے ہم اس کو ضرور قیام کر لیں گے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہ حکمت عملی کی ایک چادر زمین پر بچھا دی پھر حجر الاسود کو اس چادر پر رکھا اور چار قبیلوں میں سے ایک ایک آدمی کو طلب کیا اور ان سے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ہر ایک کو نہ چادر کا پکڑ کر کہے کی دیوار کے پاس لے جاؤ اسی طرح سے چاروں قبیلے اس پتھر کے اٹھانے میں مساوی ہوں گے۔ پھر سب نے اس طرح سے چادر پکڑ کر حجر الاسود کو اٹھا کر اس رکن کے پاس کہ جہاں اب ہے لے گئے اور کہنے لگے کہ ایک متبرک بزرگ چاہیے کہ وہ تنہا حجر الاسود کو اٹھا کر دیوار کہے پر رکھ دے اور



چونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب کے سب راضی تھے کہنے لگے کہ اگر کوئی حجر الاسود کو تنہا اٹھا کر کعبہ پر رکھے تو اس وقت محمد ابن عبد اللہ سب سے بہتر اور افضل ہیں۔ تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے چار قبیلوں نے کہا کہ آپ خود ہی اس حجر الاسود کو تنہا اٹھا کر خانہ کعبہ کی دیوار پر نصب کروں۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حجر الاسود کو اکیلے ہی اٹھا کر خانہ کعبہ کی دیوار پر نصب کر دیا جہاں اب بھی اسی جگہ پر نصب ہے جب خانہ کعبہ کی دیواروں کی تعمیر سے فراغت ہوئی اور چھت اور دروازے باقی رہے اس واسطے کہ کتبے میں لکڑی میسر نہ تھی اور اس وقت کوئی دہان بخار بھی نہ تھا ان ایام میں جناشی بادشاہ حبش نے ارادہ کیا کہ ایک معبد خانہ بنا کر عبادت کرے تب لکڑی اور پتھار اور بخار استاد اور کاریگر کشتی سے ملک شام میں بھیجے خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ دریا میں کشتی آتے وقت راہ میں ڈوب گئی اور آدمی بٹنے کشتی پر تھے کوئی لکڑیوں پر بیٹھے ہوئے تھا اور وہ بہتہ بہتہ موج دے دیا نے ان سب کو لکڑی سمیت کنارے پر لگا دیا۔ قوم قریش نے جب یہ سنا تو انہوں نے فوراً ہی ابوطالب کو لکڑی خریدنے بھیجا جب ابوطالب لکڑی تو لکڑی والوں نے ان سے کہا کہ جب تک ہم اپنے بادشاہ کو اس بات کی اطلاع نہ کریں گے تب تک ہم کو اختیار نہیں کہ ہم لکڑی وغیرہ بیچیں پھر انہوں نے ایک نامہ بادشاہ کے پاس بھیجا اور اس کا جواب بادشاہ نے یہ لکھا کہ مال خزانے میں جتنا ہمارا پاس ہے وہ سب لے جا کر کعبے میں خرچ کر دے تب بادشاہ کا حکم پانے سے لکڑیاں کعبے کی چھت اور دیواروں میں لگائیں پھر خانہ کعبہ بفضل خدا درست ہو گیا۔ اس واقعہ کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

## بیان اسماء و خصال حمیدہ آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

ایک لمبی حدیث میں یوں آیا ہے کہ قد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درمیانہ تھا اور گنہ می رنگ تھا اور کشادہ پیشانی اور دونوں آنکھوں مجوسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پتلی باریک نہیں آہستہ بھی نہ تھیں بلکہ پیچ میں تھوڑا سا فاصلہ تھا اور درمیان دونوں مجوسی کے ایک رگ تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی غصے میں آتے تو وہ پھول باتیں اور ناک مبارک آپ کی دراز اور اوپنی تھی اور اس کے اوپر ایک نور چمکتا تھا اور چہرہ مبارک آپ کا ملائم اور برابر تھا اور دہن مبارک کشادہ تھا اور دانت مبارک آپ کے صاف و روشن تھے اور اوپر کے دونوں دانتوں کے درمیان تھوڑا سا شکاف تھا اور ایش اور سر مبارک میں تقریباً بیس بال سفید تھے اور بال آپ کے پیچیدہ تھے سیدھے نہ تھے اور شکن بالوں کی میانہ تھی اور چہرہ مبارک آپ کا ماتہ چھوہویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا اور درمیان دونوں مونڈھوں کے پارہ گشت ماتہ بیضہ کبوتر کے تھے اور اس میں نقش رنگ برنگ کے تھے ایک روایت میں ہے کہ وہی ہر نبوت

تھی اور محمد رسول اللہ اسی پر لکھا ہوا تھا اور بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ چہرہ نبوت اٹھالی اللہ تعالیٰ نے اور سینہ مبارک بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کشادہ تھا اور آپ کی چھاتی سے ناف تک ایک خط باریک سا تھا اور بازو اور مونڈھے اور چھاتی پر بال نہ تھے اور ہڈی مونڈھے کی اور گھٹنے کی اور زانوں کی موٹی تھیں اور ہر دو بند و لبنت اور ہر دو کف دست و پا پر گوشت اور نرم تھے اور جسم مبارک نورانی و پاکیزہ تھا اور لطیف اور معذّل تھا اور جب خاموش بیٹھے ہوتے تو ایک بیہیت اور شکوہ بشرہ پر ظاہر ہوتا اور جس وقت بات کرتے نزاکت اور لطافت معلوم ہوتی اور جو شخص آپ کو دور سے دیکھتا وہ جمال اور تازگی پاتا اور جو نزدیک آکر شاہدہ کرتا ملامت اور شہر میں حاصل ہوتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی جھوک اور پیاس کا شکوہ منہ پر نہ لاتے بلکہ جب کبھی جھوکے پیاس سے زیادہ ہوتے تو آپ زم زم کے پانی سے قناعت فرماتے تھے اور جو چیز آپ کے پیچھے پیوے میں ہوتی تو وہ چیز مثل سامنے کے نظر آتی اور یہ آپ کو معجزہ اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمایا تھا اور شب تاریک میں مانند روز روشن کے دیکھتے تھے اور آنحضرت کے لعاب دہن مبارک سے آب شور شہر میں ہو جاتا تھا اور اگر کوئی اس لعاب کو پھاٹ لیتا تو تمام دن اس کو دودھ پینے کی حاجت نہ ہوتی اور بقل مبارک میں آپ کے بال نہ تھے اور سایہ جسم مبارک کا زمین پر نہ پڑتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسروں کی آواز سے دور جاتی تھی اور آپ دوسری سے بات کہہ لیتے تھے اور جب سوتے آنکھ ظاہر میں آپ کی غنودہ اور چشم باطن کشودہ انتظار دہی کی رہتی تھی اور آپ اور آپ کے جسم مبارک سے بوئے مشک اور عنبر کی ظاہر ہوتی یہاں تک کہ اگر کوچہ و بازار میں تشریف لے جاتے تو لوگ معلوم کرتے تھے کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں پر تشریف لائے تھے اور جب ہائے ضرورت کو جاتے تو نشان غافلہ دلول کوئی بھی نہ دیکھتا تھا کیونکہ زمین کو مس تھا کہ وہ فوراً اپنے اندر فروگے اس وجہ سے نشان لوگوں کو نظر نہ آتا تھا اور بوئے عطر اس سے نکلتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تولد ہوئے تو تمام نجاست سے آپ کا بدن بالکل پاک صاف تھا اور آپ قدرتی فحون پیدا ہوئے تھے اور گہوارے میں بات کرتے تھے اگر چاند کی طرف نظر کرتے تو چاند بھی متوجہ ہو کر آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتا تھا اور ابرہہ ہمیشہ سر مبارک پر مانند چھتری کے سایہ دار ہوتا اور اگر کسی درخت کے قریب جاتے تو درخت خود ہی جھک کر سلام کرتا اور اپنا سایہ جہاں تک ہوتا کرتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں میں جوئیں نہ پڑتی تھیں اور آپ کے جسم مبارک پر کبھی بھی نہ بیٹھتی تھی اور جواب و تعظیم کے اور جب آپ دراز گوش گھوڑے پر یا اونٹ پر سوار ہوتے تو اس وقت وہ بول ویرا نہ کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں جب کہ ساری مخلوق کو پیدا کر کے فرمایا اَنْتَ بِرَبِّكَ كَلِمَیْنِ



ترجمہ کیا میں نہیں ہوں نہ ہار اپروردگار اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس پر آنحضرتؐ نے کہا اور تمام فلق  
 نے بھی کہا۔ قالہ نلی یعنی تو پروردگار میرا ہے۔ اور شب معراج میں براق پر سوار ہو کر آسمان پر  
 جانا قاب و قوسین کے نزدیک اور دیدار الہی سے مشرف سونایہ تمام خصوصیات کسی اور نبی کو حاصل  
 نہ ہوئیں۔ غصہ خوشنودی آنحضرتؐ کے مطابق احکام قرآن مجید کے تھے اور چہرہ مبارک آپ کا ہمیشہ نشانی  
 و خرم رہتا تھا۔ اور جس امر میں رضائے الہی نہ ہوتی اس میں نفقت برتتے تھے۔ اور شجاعت و سخاوت میں  
 سب سے پہلے تھے۔ ایسا کہ کوئی سائل آپ کے دروازے سے عالی نہ جاتا اور اگر موجود نہ ہوتا تو عذر فرما ہی  
 کر کے اس کا دل خوش کرتے اور بات جلدی نہ فرماتے تھے تاہل اور غور و فکر کے بعد بیان فرماتے تھے اور  
 غریب یا جاہل مسائل دینی پوچھنے میں سنن درشت یا سخت بات سے پوچھتا یا الحاج وزاری کرتا تو سن  
 کر دل میں صبر فرماتے تھے اور اس کو کسی طرح سے ناخوش ہونے نہ دیتے تھے۔ الغرض آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کا خلق عظیم تھا جو کوئی صحبت گرامی میں بیٹھتا تو وہ ہرگز وہاں سے برداشتہ خاطر نہ ہوتا اور  
 راست گوئی اور ایقانے وعدہ اور بردباری آپ میں بیحد تھی۔ اور کثرت سے تمام خلائق سے شفقت فرماتے  
 تھے سوائے جہاد کے کبھی کسی کو اپنے دست مبارک سے آزاد نہیں کیا۔ اور دعوت نبی خواہ فقیر خواہ آزاد  
 خواہ غلام سب کی قبول فرمایا کرتے تھے اور ہر مخلص کا بیہ و مخالف قبول فرماتے تھے اور بعض اس  
 چیز کے مثل اس کے یا اس سے بہتر اسے بھیج دیتے اور اپنے اصحاب سے ہمیشہ دوستی رکھتے تھے  
 اور ان کی ولداری بھی کیا کرتے اور ہمیشہ ہر شخص سے خیر و عافیت دریافت کرتے تھے اور اگر کوئی  
 سفر کو جاتا یا پھر کوئی بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کرتے اور دعا بھی فرماتے اور اگر کوئی مسلمان مرجاتا تو  
 اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ط پڑھتے اور نماز جنازہ پڑھ کر اس کے واسطے دعا تیر و مغفرت کی فرماتے  
 تھے اور لپہانہ کے پاس جا کر تعزیت و تنہیت فرماتے تھے اور ہر حال میں اپنے ہمسایوں کی خبر گیری  
 رکھتے تھے اور جب کسی مومن مسلمان سے ملاقات ہوتی تو پہلے سلام علیکم کرتے اور جو لوگ اپنے کسی  
 معاملات میں معذرت پیش کرتے ان کی عذر خواہی کر سکتے۔ اور آپ کے یہاں جو کوئی بحیثیت جہان کے  
 آقا اس کو بہت عزیز و دوست رکھتے اور حتی المقدور اس کی خدمت کرتے تھے اور اپنے پاس سے کھانا  
 وغیرہ کھلاتے تھے اور جس وقت وہ جہان واپس سوار ہوتا تو کچھ دوزنک یا پیلوہ چلتے اور اگر  
 ان کے سواری نہ ہوتی تو اپنی طرف سے اس کو سواری کا انتظام فرماتے اور جو شخص حضرت کی خدمت  
 اقدس میں آتا اس کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آتے تھے اور جو شخص آنحضرت صلیم کی خدمت کرتا  
 آپ بھی اس کی خدمت کرنے میں کوئی عیب نہ سمجھتے تھے خواہ وہ لونڈی ہو یا غلام ہی کیوں نہ ہو

اور بچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے پیتے لوگوں کو بھی کھلاتے پلاتے اور اصحاب کبار کے ساتھ اکثر کاموں میں شریک ہوتے تھے اور جس مجلس میں اور جماعت میں تشریف لے جاتے خالی جگہ پر بیٹھتے اور کبھی آپ نے صدر مجلس اور سند کی تناسل کی اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے ذکر اللہ کیا کرتے تھے اور جو لوگ برائیاں یا بدی کرتے ان کے ساتھ آپ ہمیشہ ٹکی اور بھلائی فرماتے تھے اور غریب مسکینوں پر مہربانی فرمایا کرتے تھے اور ان کو کسی وقت بھی پشتم تقاریر نہیں دیکھتے تھے اور اپنے دست مبارک سے اپنے کفش اور پارچہ پیتے تھے اور اکثر اوقات کعبے کی طرف منہ کر کے بیٹھتے اور نماز بسیار اور خطبہ کم پڑھتے تھے اور آپ کے سیدہ مبارک سے حالت نماز میں آواز مثل جوش دیگ کے آتی تھی اور قیام نماز میں بہت دیر تک کرتے تھے ایسا کہ پاؤں مبارک پھول جاتے۔ اور نماز عشا کی اول شب پڑھتے پھر سویا کرتے اور پھر نصف شب کو اٹھ کر نماز متحدہ پڑھا کرتے تھے اور صبح کے وقت دو رکعت نماز قرأت قصر سے ادا فرمایا کرتے باقی نماز فرض باجماعت ادا فرمایا کرتے اور ہر عینہ میں روزہ دو شبہ اور پچھتر روزہ جمعہ کو عاشرہ شبان میں روزہ رکھتے تھے اور عید و شرم آپ میں بہت زیادہ تھی اور کبھی کبھی خوش طبعی بھی فرماتے تھے مگر سوائے سخن راست کے نہیں فرماتے تھے چنانچہ ایک دن ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو کسی جانور پر سوار کروا دینے یہ بات سنکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ ناقہ پر سوار کرادوں گا اس شخص یا حضرت بچہ ناقہ کیونکر ہم کو سواری دے گا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ شتر کو بھی بچہ ناقہ کہتے ہیں اور ایک دن ایک عورت نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ یا حضرت میرا شتر بیمار ہے اور وہ آپ کو دیکھنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا تیرا شتر بیمار ہے اور اس کی آنکھوں میں سفیدی ہے اور سفیدی سے کنارہ چشم مراد تھی اس عورت نے جانا کہ سفیدی روشنی چشم کو دور کرتی ہے وہی ہو گی پھر اپنے گھر میں اپنے شوہر سے جا کر یہ بات بجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی بیان کی اس نے یہ بات سنکر کہا کہ سفیدی تو سارے جہاں کی آنکھ میں ہے اور ایک دن ایک بڑھیا نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کی اے حضرت میرے حق میں دعائے خیر فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بہشت نصیب کرے آپ نے فرمایا کہ بڑھیا عورتیں بہشت میں ترجاہیں گی پس یہ بات سنکر حضرت کی بہت ہی ابدیدہ ہوئے حضرت کے سامنے سے چلی گئی پھر آنحضرت نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ اس بڑھیا سے کہو کہ کوئی حالت صبری میں ہمیشہ نہیں جانے گا بلکہ سب کے سب نوجوان ہو کر بہشت میں داخل ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات ہر اس بہتر پہنتے تھے اور جمعہ کے دن پادوسر خ اور نماز میں ہر روز دستار سنت با تہر باندھتے اور عیدین میں چودہ ہاتھ بیکھتی تار اپنے سر مبارک پر رکھتے اور حضرت نے



فرمایا کہ ایک رکعت نماز بادستار دار کرنا بہت فضیلت رکھتی ہے یعنی ترہ نماز پڑھنے کے برابر ہے اور آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کرتے اور چادر سے نماز پڑھا کرتے تھے اور کسی وقت آپ نے ایک کپڑے سے بھی نماز  
 ادا کی ہے اور ہر شب سر پہ ڈالنے لکھ میں تین بار اور بائیں آنکھ میں بھی تین بار لکھتے تھے اور کبھی حالت رجز  
 میں بھی آنکھوں میں سرمہ لگایا کرتے تھے اور تیل بھی سر میں ڈالا کرتے تھے اور ڈاڑھی وغیرہ لکھی سے صاف  
 اور خشک کیا کرتے تھے اور عطریات سے بہت خوش ہوتے تھے اور بدلو سے سخت نفرت تھی اور بہت  
 ناخوش ہوتے تھے اور اکثر اوقات نعلین و موزے پہنتے تھے اور پہلے جو کام بھی کرتے وہی طرف  
 سے شروع کرتے تھے حتیٰ کہ وضو و مسواک اور دخول مسجد اور نعلین پہننا بسم اللہ پڑھ کر وہی طرف سے  
 شروع کرتے انگوٹھی چاندی کی کبھی دابنے ہاتھ اور کبھی بائیں ہاتھ میں چھوٹی آنکلی میں پہنتے تھے اور انگوٹھی  
 کے نیچے پر اللہ محمد رسول تین لفظ لکھے ہوئے تھے اور جہاد میں اکثر اوقات زبردہ پہنتے تھے اور بیشتر  
 اپنے جسم سے لٹکالتے تھے اور کچھونا آپ کا کھجور کی پتی اور چڑے کا تھا اور کھانے میں کچھ تکلف نہ فرماتے  
 تھے اور شدت بھوک میں اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے حالانکہ زمین کے خزانے کی پامیاں اللہ تعالیٰ  
 نے آپ کو عنایت فرمائی تھیں لیکن آپ نے اسکو قبول نہ کیا اور آخرت کو اختیار کیا اور اگر اتفاقاً دینار یا درہم  
 بسبب نہ آنے کسی سائل کے گھر میں رہ جاتا تو اس شب کو گھر میں تشریف فرما نہ ہوتے اور روٹی مرغ کے  
 گوشت کے ساتھ یا پھر سر کے ساتھ اکثر تناول فرماتے اور اس کو میت دوست رکھتے اور بکری کا گوشت  
 خرپے کے ساتھ اور کھجور کے ساتھ کھاتے اور کبھی صرف خرما ہی تناول فرماتے آپ کو شہداء و شہرین  
 سے بہت ذوق تھا۔

## بیان ازواج مطہرات آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدیجہ الکبریٰ  
 سے نکاح کیا تھا اور وہ ہجرت کے تقریباً پانچ برس پہلے فوت ہوئیں اور بنت المعلیٰ میں مدفون ہوئیں  
 اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا اور جب وہ ضعیف ہوئیں  
 تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ ان کو طلاق دیوے جس پر بات انہوں نے سنی تو انہوں نے اپنی بار  
 حضرت عائشہؓ کو دیدی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بولیں یا رسول اللہ میری دل میں کسی چیز کی  
 آرزو نہ رہی مگر صرف ایک بات کی آرزو باقی ہے کہ میں شتر کے دن آپ کی ازواج مطہرات میں شامل  
 ہوں انہوں نے یہ عرض میں وفات پائی اور تیسری بیوی حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیقؓ چھ برس

کے سن میں قبل ہجرت کے تین برس ماہ شوال میں کیا تھا۔ اور نو برس کی عمر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے لیلۃ الزفاف کیا۔ اور جب رسول خدا نے وفات پائی تو اس وقت عمر عائشہ صدیقہؓ کی اٹھارہ برس کی تھی اور رمضان المبارک کی مہرہویں تاریخ ۵۸ ھ مدینہ منورہ میں انہوں نے انتقال کیا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں اور چوتھی بیوی حفصہ بنت فاروق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور ان کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طلاق رجعی تھی لیکن بحکم الہی باحضرت عمر فاروق کی شفقت سے پاس وجہ سے کہ وہ بہت روزے رکھتی تھیں اور بہت زیادہ فرائض پڑھتی تھیں اس لیے ان سے حضرت نے پھر رجوع کر لیا اور انہوں نے ماہ شعبان ۶۵ ھ میں وفات پائی اور پانچویں بیوی زینب بنت جحش سے نکاح کیا وہ بھی دو یا تین ماہ کے بعد آنحضرت کے سامنے ۶۵ ھ میں وفات پائیں چوتھی بیوی ام سلمہ بنت سہیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا تھا اور آنحضرت کی چھوٹی بیٹی کی بیٹی تھیں جن کا نام بنت عاتکہ بنت عبدالمطلب تھا۔ انہوں نے ۶۹ ھ میں وفات پائی اور آپ کی ساتویں بیوی زینب بنت جحش سے آپ نے نکاح کیا اور وہ بھی آنحضور کی چھوٹی بیٹی تھیں یعنی وہ امیہ کی بیٹی تھیں اور امیہ عبدالمطلب کی بیٹی تھیں اور زینب بنت جحش سے پہلے نکاح زید ابن حارث سے ہوا تھا اور بعد طلاق کے بوزید بن حارث نے دس دی تھی اس کے بعد وہ نکاح میں آئیں اور ۲۵ ھ میں فوت ہوئیں اور انھوں نے بیوی حبیبہ بنت سفیان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا تھا اور یہ نکاح چار سو دینار کے عوض میں اور نجاشی بادشاہ نے اپنی طرف سے مہر مرقومہ کو بطور ہدیہ کے دیا تھا اور انہوں نے ۲۵ ھ میں وفات پائی اور نویں بیوی حضرت بوہرہ بنت حارث نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح یہ کیا اور انہوں نے ۲۵ ھ میں وفات پائی دسویں بیوی حضرت صفینہ بنت جحش سے آپ نے نکاح اور یہ حضرت ہارون کی اولاد سے تھیں اور جنگ خیبر میں گرفتار ہو کر آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بعض آزادی کے مہر مثل مقرر کر کے اپنے نکاح میں لائے اور انہوں نے ۲۵ ھ میں وفات پائی۔ اور گیارہویں بیوی حضرت میمونہ بنت حارث عامریہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور یہ نکاح آنحضرت قرینہ میں کیا تھا اور قرینہ سرف ایک کاؤں کا نام ہے اور یہ کاؤں کے کے فوجی بستیاں ہیں ہزار ہوتے ہیں اور انہوں نے ۲۵ ھ میں وفات پائی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میاں پانچ چار بیٹیں پہلی ماریہ قبطیہ بنت شمعون اور حاکم اسکندریہ نے ان کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا تھا ان کے بطن سے ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو گئے تھے۔ اور ماریہ قبطیہ ۲۵ ھ میں فوت ہوئیں اور دوسری ریحانہ بنت زید کی وہ داخل جاریہ بنی نضیر یا بنی قریظہ کی تھیں اور وہ ۲۵ ھ میں فوت ہوئی۔



ہوئیں اور بیسویں ام المین اور چوتھی سلمہ اور پانچویں برصوی تھیں اور یہ تمام حوالہ جات جامع التواریخ سے لکھے گئے ہیں اور تمام ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچ سو درم تھا مگر ام حبیبہ اور صفیہ کا ہر صرف چار سو درم اور تمام ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنبیہ تھیں صرف حضرت عائشہ صدیقہ و شیرہ باکرہ تھیں۔ اور سب ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت وصال آنحضرت کے بعد حیات تھیں مگر فضیخۃ الکبریٰ اور حضرت زینب و دونوں آنحضرت کے سامنے ہی فوت ہو گئی تھیں چنانچہ میں اس بیان کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

## بیان اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بروایت جمہوریہ مؤرخین حضرات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو فرزند ایک کا نام قاسم اور دوسرے کا نام عبداللہ اور لقب ان دونوں کے طیب و طاہر ہیں اور چار بیٹیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں۔ زینب اور رقیہ اور ام کلثوم اور فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہن اور یہ چار اولاد ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ کے بطن سے ہیں اور کتاب روضۃ الاحباب میں یوں بھی لکھا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بھی ایک بیٹے تھے جن کا نام ابراہیم تھا۔ ماریہ قبطیہ کے بطن سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور بعد از ولد سولہ مہینے کے وہ فوت ہو گئے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ان کا صرف دو مہینے کے بعد انتقال ہو گیا۔ اور قاسم اللہ قبل زمانہ اسلام کے فوت ہوئے۔ الفرض میں اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی گزر گئی مگر حضرت فاطمہ الزہراء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے چھ مہینے بعد فوت ہوئیں مومنین کا کہنا ہے کہ حضرت زینب کا نکاح ابوالعاص ابن زبیع سے ہوا تھا اور وہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کا بھانجا تھا اور حضرت رقیہ کا نکاح عقبہ بن ابی لہب سے کیا تھا۔ اس نے عقبہ کے وقت کم نہیں کے باعث زنیہ کو طلاق دیدی اور اس کے بعد حضرت عثمان سے ہوا اور حضرت ام کلثوم کا نکاح بھی عقبہ ابن لہب سے ہوا تھا۔ عقبہ ابن ابی لہب کے مرنے کے بعد حضرت عثمان غنی نے حضرت ام کلثوم سے نکاح کیا جبکہ حضرت رقیہ کا انتقال ہو چکا تھا اسی واسطے حضرت عثمان غنی کا لقب ذی النورین ہے یہ دونوں صاحبزادیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فوت ہو گئیں تھیں ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت طلحہ امیر الکناک حبیب وہ پندرہ برس چھ مہینے کی عمر میں تھیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جب کہ وہ اکیس برس پانچ مہینے کے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دیا۔ واللہ اعلم بالصواب

# بیان چاک کرنا سینہ مبارک کا تیسری مرتبہ اور وحی لانا حضرت جبرائیل علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس

ایک روایت میں ہے کہ جب وقت نبوت کا اور وحی کے نازل ہونے کا قریب پہنچا تو سقہ اور نقون کے واسطے سینہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسری مرتبہ چاک کیا گیا اور اس کی شرح یوں بیان کی جاتی ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مینہ کامل اٹکاف کی نیت کی تھی اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ ابکری بھی آپ کے پاس تھیں اور وہ رمضان المبارک کا مینہ تھا جب آنحضرت نے اس غار سے باہر تشریف لائے اور ستاروں کی طرف دیکھنے کو کھڑے تھے تاکہ اندازہ کیا جاسکے کہ ابھی کتنی رات اور باقی ہے پس یکایک ایک آواز آئی السلام علیکم آپ نے فوراً اسلام کا جواب دیا اور میں نے اس وقت گمان کیا کہ شاید جنوں کا اس مقام سے گزرا ہوا ہے چنانچہ آپ کچھ خوفزدہ ہو گئے پھر آپ اسی غار میں تشریف لے گئے اور حضرت خدیجہ ابکری سے کہا کہ میں جب غار کے باہر گیا تو غیب سے آواز آئی اس آواز میں السلام علیکم کہا گیا اور میں نے بھی فوراً جواب میں دیا السلام علیکم کہا اور پھر میں خوفزدہ ہو کر اپنی غار میں چلا آیا۔ آخر یہ کیا بات معلوم ہوتی ہے یہ سن کر حضرت خدیجہ ابکری سے کہیں کہ تو بڑی خوشخبری ہے کیونکہ السلام علیکم تو نشانی امن و امان کی ہے اور دوستی کی ہے آپ کسی طرح کا خوف نہ کیجئے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد ایک مرتبہ اس غار سے باہر نکل کر دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تخت پر مانند آفتاب کے بیٹھے ہیں ایک پران کا مشرق میں اور دوسرا پر مغرب میں پہنچا ہوا ہے پھر میں یہ حال دیکھ کر ڈرنا ہوا اپنے غار کی طرف متوجہ ہوا۔ حضرت جبرائیل نے مجھے فرصت دی اور جلدی سے آکر درمیان میرے اور درمیان اس غار کے حائل ہوئے یہاں تک کہ ان کو دیکھنے اور ان کے کلام سننے سے مجھ کو جنت اور دوستی پیدا ہوئی اور حضرت جبرائیل میرے ساتھ وعدہ مقرر کر گئے کہ فلاں وقت میں تم کو چاہیے کہ تنہا حاضر ہو پھر میں اس وقت تنہا حاضر ہو کر کھڑا رہا۔ جب کچھ دیر ہوئی تب میں نے چاہا کہ اپنے گھر کو پھر جاؤں اچانک دیکھتا ہوں کہ اسی وقت حضرت جبرائیل اور میکائیل دونوں فرشتے آسمان کے درمیان سے زمین پر تمام عظمت اور بزرگی کے ساتھ آئے اور پھر میرے تئیں زمین پر لٹا دیا اور پھر میرا سینہ چاک کیا اور انہوں نے میرا دل آب زم زم سے طشت زمیں سے دھو کر کوئی چیز اس سے نکالی۔ مجھ کو مطلق کچھ معلوم نہ ہوا پھر دل کو اپنے مقام پر رکھ کر سینے کو درست کیا اور پھر میرے ہاتھ پاؤں کو لٹا دیا جس طرح برتن سے کوئی چیز گرانے کو لیتے ہیں پھر اس کے بعد میری پشت پر ایک مہر لگا دی یہاں تک کہ اثر اس مہر



مہر کا بھوکہ پہنچا۔ اور جب عمر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس برس اور ایک دن کی ہوئی تب آپ  
 کو نبوت سے سرفراز کیا۔ اور نزول وحی کا سلسلہ قائم ہوا سب سے پہلے وحی کا نزول اسی غار حرا میں ہوا اور اسی  
 لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ ہر سال ایک مرتبہ اس غار حرا میں تشریف لے جاتے اور عبادت  
 الہی میں مشغول رہتے پھر ایک مہینہ عبادت کرنے کے بعد مکہ معظمہ تشریف لے جاتے اور سات بار طواف  
 بیت اللہ کا کر کے مکان میں تشریف لاتے اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں  
 کہ ایک دن میں غار حرا میں عبادت الہی میں مشغول تھا ایک شخص نورانی چہرہ نہایت خوبصورت مجھ پر ظاہر  
 ہوا اور کہا کہ تو بخیر ہے تجھ کو اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور میں جبرائیل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ کے  
 پاس بھیجا ہے اور آپ کو اس امت کا آخری نبی آخر الزمان بنایا ہے اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب میں میدان میں جاتا تو وہاں پر ایک آواز سنتا تھا اسے محمد  
 اور وہاں پر ایک شخص نورانی چہرہ والے کو دیکھتا تھا کہ وہ سونے کے تخت پر زمین و آسمان کے درمیان  
 معلق کھڑا ہے اور میں اس آواز اور صورت کو دیکھ کر بھانپتا تھا جب کئی دفعہ ایسا ہی معاملہ ہوا تب وہ رفیق بن  
 نوافل جو پیچھے ابھائی خدیجہ الکبریٰ کا تھا اور وہ شخص توریت اور انجیل کے علم سے خوب واقف تھا اس سے  
 میں نے یہ بات کہی یہ منکر اس نے کہا کہ جب تم وہ سلوک مت بھاگو اور کان نہ لگا کر سنو کہ اس آواز میں کیا  
 کہا جاتا ہے چنانچہ ایسا ہی میں نے کیا پھر جب آواز آئی یا محمد پھر میں نے لیک کہا اس نے کہا کہ میں جبرائیل  
 ہوں اور تم اس امت کے نبی ہو۔ اور پھر یہ کلمہ پڑھا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ  
 وَ رَسُوْلُہٗ۔ پھر پڑھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَا اَخِرُ سُوْرۃ۔ اور ایک روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَوَّلُ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ۔ ترجمہ جس یعنی رسول  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پہلے جو کچھ پر نازل ہوا قرآن مجید سے وہ صورت فاتحہ ہے اور  
 یہ مناجات کی تعلیم کے واسطے اور ہر نماز کی رکعت میں پڑھنے کے واسطے نازل فرمائی اور اسی طرح جو  
 حاجت جس وقت ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت وحی نازل ہوتی تھی اور اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ  
 محض تعلیم اور طاقت قرأت کے واسطے نازل ہوئی اور اس کے نزول کی کیفیت یہ ہے کہ آنحضرت کو سب سے پہلے  
 وہ چیز کہ علامت وحی کی ہے نازل ہوئی اس سے پہلے کہ تمام حجاب سچے دیکھتے تھے اور جو کچھ رات کو آواز  
 میں دیکھتے تھے اسی طرح دن کو صبح صادق کو وہی چیز ظاہر ہوجاتی تھی اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 غار حرا میں جو کہ مکہ معظمہ کے متصل ہے تشریف فرما ہوتے تھے اور پھر چند روز کے کھانے پینے کا اسباب  
 اپنے ہمراہ لے کر تھا اس مکان میں تسبیح و تہلیل اللہ تعالیٰ کی کرتے تھے اور جب کہ کھانے پینے کا اسباب

اپنے ہمراہ لے کر تنہا اس مکان میں بیٹھ و تحیل اللہ تعالیٰ کی کرتے ہیں اور جب کہ کھانے پینے کا اسباب تمام ہو جاتا تب پھر وہ دولت خانے پر تشریف لاتے اور دو ایک روز دولت خانے پر ہی تشریف رکھتے اور پھر اسی غار میں ایک مہینے سے کم رہتے اور کبھی ایک مہینہ بھی رہتے۔ ایک دن خلوت کے ایام میں اس غار سے باہر تشریف لائے بغرض طہارت کے پانی کے کنارے کھڑے تھے یکایک جبرائیل علیہ السلام نے آواز دی یا محمدؐ! آنحضرتؐ نے اوپر کی طرف نگاہ کی تو کسی کو نہ دیکھا پھر اسی طرح سے آواز دو تین بار آئی تب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم بہت متحیر ہوئے اور وائیں بانیں نگاہ کرنے لگے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص نورانی چہرہ مانند آفتاب کے روشن اور نور کا تاج اپنے سر پر رکھے ہوئے اور لباس سبز پہنے ہوئے شکل آدمی کی سی جب وہ نزدیک آنحضرتؐ کے پہنچے اور کہا پڑھ اور بعض روایتوں میں لکھا ہے کہ اس شخص کے ہاتھ میں ایک ٹکڑا ہیر سبز کا تھا کہ اس میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلایا اور پھر کہا کہ پڑھ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حرف کی صورت کو نہیں پہچانتا ہوں اور میں پڑھنے والا نہیں ہوں پھر جبرائیلؑ نے کہا پڑھ اور پھر انہوں نے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑا اور زور سے دیا یہاں تک کہ دہانے سے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تکلیف ہوئی اور پسینہ بدن مبارک میں آگیا اور اسی طرح تین مرتبہ کیا اور پھر کہا: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ پانچ آیتوں تک اور ان آیتوں کو خوب یاد کر لیا۔ اور بعض روایتوں میں یوں آیا ہے کہ بعد تعلیم ان آیتوں کے جبرائیل علیہ السلام آیا ہواؤں نہیں بر مارا اس سے ایک چشمہ پانی کا جاری ہوا اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو طرہ طہارت وضو اور استنجہ کا سکھایا اور دو رکعت نماز کی تعلیم و تلقین کی اور سورۃ فاتحہ سکھائی کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں اس کو پڑھا کرو۔ اسی واقعہ کے بعد آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم ترساں و لرزاں اپنے گھر پر آئے اور حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ جلدی میرے بدن پر گھل ڈال دو نا کہ میرے بدن سے لرزہ دفع ہو پھر جب لرزہ جاتا رہا تو حضرت خدیجہؓ ابوبکرؓ نے کیفیت دریافت کی۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ماجرا ان کے آگے بیان کیا خدیجہؓ نے کہا آپ ہرگز کچھ خوف نہ کیجئے اس واسطے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے صفیات رحمت کے آپ پر ظاہر کیے ہیں کیونکہ آپ ہمیشہ مسافروں کے ساتھ حسن سلوک اور مہمانوں کی حیافیت اور قتالوں کے کام میں یاری اور ضعیفوں پر رحم اور اپنے اقرباؤں پر احسان کرتے تھے اور راست گفتار اور امانت دار ہیں اور جب کوئی اس مرتبہ میں خلق اللہ پر رحم کرے وہ منتحق رحمت الہی کا ہوتا ہے اور ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ ابوبکرؓ کے گھر میں بیٹھے تھے اتنے ہی حضرت جبرائیلؑ آئے تب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی خدیجہ ابوبکرؓ سے کہا کہ دیکھو جو شخص اس دن ہمارے پاس آئے تھے وہ یہ



ہیں۔ پھر حضرت خدیجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھلی بی بی ابھییں اور کہا کہ آپ کو ان کی صورت معلوم ہے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اب تک موجود ہیں ان کو میں دیکھتا ہوں۔ تب حضرت خدیجہ نے سر  
اٹھایا کہ کیا اور حضرت سے کہا کہ اب بھی آپ دیکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تب  
خدیجہ البکری نے فرمایا کہ وہ فرشتہ ہے آپ کو تو بخیر دینے آیا ہے اگر وہ جن ہوتا تو سر پر بندہ سے شرم نہ کرتا  
اور غائب نہ ہوتا پھر حضرت خدیجہ البکری نے اپنے چہرے سے بھائی ورقہ بن نوفل سے جو کہ دین حضرت عیسیٰ علیہ  
السلام کا رکھتا تھا اور توریت اور انجیل سے خوب واقف تھا اور عبرانی زبان سے ان کتابوں کا ترجمہ کرتا  
تھا۔ حضرت خدیجہ نے تمام احوال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے بیان کیا۔ اس نے کہا جبرائیل نام  
کا ایک بڑا فرشتہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں پر وحی لاتے ہیں کیونکہ وہ حضرت موسیٰ کے  
پاس بھی آئے تھے اگر تم سچ کہتی ہو کہ محمد عربی نبی ہیں ان کی صفت میں نے دیکھی ہے آسمانی کتابوں میں  
کہ وہ عرب سے نکلیں گے بھلا کہو تو جبرائیل علیہ السلام نے ان کو دعوت اسلام کے لیے فرمایا ہے یا نہیں !  
حضرت خدیجہ نے کہا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اِقْسُوا بِاَسْمَاءِ ذَلِكْ سکا کہا ہے ورقہ بن نوفل  
نے کہا کہ ان پر حکم دعوت اسلام کا ہوتا تو میں اول اسلام میں داخل ہوتا۔ پس ورقہ بن نوفل نے آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم سے کہا کہ آپ مت ڈریں اور اپنے دل میں کسی قسم کا اندیشہ بھی نہ کریں لیکن آپ کی قوم کے لوگ  
اس مرتبہ اعلیٰ کو جو ان کے لیے نعمت عظمیٰ ہے نہیں پہنچائیں گے یہاں تک کہ تم کو اس شہر سے نکالیں گے  
کیا اچھا بیوتا کریں بھی اس وقت تک زندہ ہوتا۔ میں ہر سال آپ کی مدد کرتا اور سعادت دارین حاصل کرتا۔ پس  
اس کے چند ہی دن بعد ورقہ بن نوفل نے انتقال کیا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خواب میں دیکھا  
کہ وہ جامعہ سفید پہنچے ہوئے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی تعبیر لوگوں سے بیان کی  
کہ یہ علامت بہشتی ہونے کی ہے اور اس کے سورۃ نازل ہوئی يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ ترجمہ یعنی  
اے حاف یا کھل اور بھنے والے کھڑے ہو جائیے۔ برائے دانیشی مراہم نبوت اور تمام مخلوقات کو خواب  
الہی سے ڈرا دیجیے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل اپنے بدن سے اناڑ والا اور فوراً اپنے منہ پر  
سے اٹھے۔ حضرت خدیجہ البکری نے کہا اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیوں آپ سوئے نہیں آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے خدیجہ اب میں نے سوتا نہیں ہے کیونکہ حضرت جبرائیل میرے پاس  
دوسری مرتبہ آئے اور میرے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی لائے اور پھر مجھ کو کہا کہ مخلوق خدا کو اسلام  
کی دعوت دو اور خدا کی طرف بلاؤ تاکہ وہ لوگ بت پرستی چھوڑ دیں اور خدا و معبود کی عبادت کرنے لگیں  
اب میں سوچتا ہوں کہ کس کو کہوں کہ کون میرا کہنا مانے گا اور یقین کرے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی بنا

کر بھی گیا ہوں یہ سن کر حضرت خدیجہ الکبریٰ نے کہا کہ آپ سب سے پہلے مجھ کو ایمان کی راہ بتائیے تاکہ میں  
 ایمان لے آؤں۔ پھر یہ سن کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کو ایمان کی تلقین فرمائی۔ اس طرح  
 وہ اول ایمان لائیں اور مسلمان ہوئیں اور اس وقت حضرت علی ابن ابی طالب کی عمر سات برس کی تھی تمام  
 دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے تھے جب دیکھا رسول خدا اور خدیجہ کو نماز پڑھتے کہنے لگے  
 یہ کیا کام کرتے ہیں اور اسی طرح کسی کی عبادت کرتے ہیں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم خدا کے  
 عز و جل کی عبادت کرتے ہیں۔ علی ابن ابی طالب نے کہا تمہارا کونسا خدا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا کہ میرا خدا وہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں دست قدرت میں تمام زمین و آسمان اور سارا جہان ہے۔  
 اور اس نے مجھ کو خلیفہ خالق پر پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ میں لوگوں کو ایمان بالالہی طرف بلاؤں اور نیک کاموں  
 کی ہدایت کروں اور میں تم کو بھی کہتا ہوں کہ تم بھی اس راہ خدا پر آؤ اور اپنے باپ دادا کی رسم کو چھوڑو  
 یہ سن کر انہوں نے کہا کہ میں بے اجازت اپنے باپ کے کوئی بھی کام نہیں کرتا ہوں اس بارے میں اپنے باپ سے  
 پوچھوں گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کہا کہ خبر داسیہ بات سوچا حجاب طالب کے اور کوئی نہ سننے پاوے  
 اب علی ابن ابی طالب حضرت خدیجہ کے گھر سے نکل آئے اور اپنے دل میں سوچا کہ جس کو اللہ تعالیٰ ایمان بخشے  
 اور راہ نجات کی دیوے وہ کیوں دین اسلام سے پھرے اور کیوں اپنے باپ سے اس بارے میں صلاح  
 پوچھ لے یہ سمجھ کر وہیں سے پھرے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فوراً ہی آپ ایمان  
 لائے اور پھر نماز بھی ادا کی۔ اس طرح حضرت خدیجہ اور حضرت علیؓ اللہ عنہ دین اسلام سے مشرف ہوئے اور  
 ادھر حضور اکرم صلی اللہ کی یہ کیفیت تھی کہ آپ تمام رات آرام نہیں فرماتے تھے اور دل میں یہ خیال فرماتے رہتے  
 تھے کہ کہیں یہ راز کسی اور پر نہ ظاہر ہو جائے۔ ایک دن آپ کے خیال مبارک میں آیا کہ ابو بکر مرد بزرگ اور عاقل  
 ہیں اور مجھ سے کافی دوستی بھی رکھتے ہیں ان سے جا کر یہ راز کی بات کہوں اور پھر ان سے صلاح کروں اور دیکھوں  
 وہ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں چنانچہ فجر کی نماز کے بعد ان کے پاس جانے کا مقصد مصمم کیا۔ ادھر حسن اخلاق  
 سے ابوبکر صدیق بھی مرضی الہی سے اسی شب اس میں متروک ہو رہے تھے کہ بت پرستی جو ہم لوگ یا ہمارے  
 باپ دادا کرتے آئے ہیں ہم اس میں کچھ فائدہ مضور نہیں کرتے کیوں کہ بتوں سے نہ کچھ خیر ہے اور نہ کچھ  
 شر ہے تو محض فضول اور للابغی شے ہے کاش اگر کوئی ہوتا اور راہ ہدایت کی بتاتا تو بہت ہی اچھا ہوتا اور میں  
 اس وقت اس آفت سے بچتا اور دل میں یہ خیال بھی آیا کہ محمد امین برادر ذادہ ابوطالب ہیں وہ مرد عاقل  
 اور دانا ہیں اور ہماری ان سے جانی محبت و الفت ہے اور وہ بت پرستی بھی نہیں کرتے ہیں صبح ان کے  
 پاس جانا چاہیے ممکن ہے کہ وہ ہم کو راہ خدا بتادیں اور ادھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے



پاس آنے کا عزم کیا تھا کہ البکر کے پاس جا دیں اور اپنا راز بیان کریں، اتفاقاً راہ میں دونوں کی اچانک ملاقات ہوئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے البکر صدیق سے فرمایا کہ میں آپ کے پاس آتا تاکہ آپ سے کچھ مشورہ کروں اور البکر صدیق نے بھی عرض کی کہ یا حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بھی آپ کے پاس آتا تھا تاکہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوں اور کچھ راہ دین معلوم کروں یہ سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بات ہے حضرت البکر نے کہا کہ آپ ہی فرمائیں کیا بات ہے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیفیت نزول جبرائیل کی اور ان کا وحی لانا خدا کے پاس سے اور حقیقت خواب کی سب کچھ البکر سے بیان فرمائی سنتے ہی البکر صدیق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کیا ہے کہ آپ کو پیغمبر بنا کر بہہ۔ لوگوں میں بھیجا ہے، اے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کچھ فوراً ہی ایمان بالاکبر راہ بتائیے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے البکر صدیق کو راہ ہدایت بتائی اور فوراً ہی اسلام و ایمان سے مشرف بہ اسلام ہو گئے انہوں نے وضو کیا اور نماز پڑھی، ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی کو ایمان کی دعوت دیتا تھا وہ فی الغور ہی انکار کرتا تھا لیکن البکر صدیق نے انکار نہیں کیا اور فوراً ہی مشرف بہ اسلام ہو گئے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ سب سے پہلے عورتوں میں حضرت خدیجہ الکبریٰ ایمان لائیں اور لوگوں میں حضرت علی ابن ابی طالب ایمان لائے اور نوجوانوں میں سب سے پہلے حضرت البکر صدیق ایمان سے مشرف ہوئے اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت بلال حبشی ایمان لائے تھے اور آزاد کردہ غلاموں میں زید بن عارث ایمان لائے تھے اور یہ بہت بڑی سعادت مندی ہے کیوں کہ یہ مرتبہ اور کسی اصحاب کو میسر نہ ہوا پھر اس کے بعد حضرت عثمان غنی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد ابن وقاص اور حضرت ابی عبیدہ ابن الجراح اور حضرت عبداللہ ابن مسعود اور سعید ابن زید رضی اللہ عنہم ایمان لائے تقریباً انیس آدمی ایمان لائے تھے لیکن پھر بھی اپنا دین پوشیدہ رکھتے اور منافقینہ پڑھتے تھے ایک دن کہ حرامیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے البوطالب کی دعوت کی اور ان کو راہ ہدایت کی توجہ دلائی لیکن اس کے جواب میں البوطالب نے کہا کہ میں اپنے باپ دادا کے دین کو نہ پھوڑوں گا ہاں تم کو جو کچھ خدا نے فرمایا ہے تم اس پر قائم رہو اور میں ہمیشہ تمہارا پناہ پشت رہوں گا اور کوئی ایذا نہ دے سکے گا، البوجل کو جب خبر سلام کی پہنچی تو وہ مردود کہنے لگا کہ میں اگر ایسا جانتا کہ لوگ محمد ابن عبد اللہ پر ایمان لا دیں گے تو میں ان کا سر پھڑ سے کچلتا اور اگر محمد ابن عبد اللہ مسجد میں سوائے ہبل کے اور کسی کو سجدہ کرے گا تو اس کا سر پھڑ سے میں کچلوں گا کہ مغز بھی اس کا باہر نکل پڑے گا، ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ میں کافر نے تین سو ساٹھ بت لڑنے کے واسطے رکھے تھے اور سب سے بڑا بت ہبل کا تھا اور لات اور منات و دوسری بتیں پر







تھوڑا سا ہوش آیا پھر رسول خدا کے پاس تشریف لائے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ اے  
ابوبکر تم نے بہت تکلیف و رنج و محنت میں اٹھایا۔ یہ بات سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا یا رسول اللہ  
جو بڑھانے خدا و رسول مقبولؐ مجھ پر گزرتے ہیں اس سے غلامی نہیں ہوں بلکہ خوشی و صابریوں اور  
راحت عقیٰ کی تمنا ہر وقت دل میں موجزن ہے گمراہ غلبہ سے فخر کو دروغ نہایت پہنچا کیونکہ ضرب شدید  
کی وجہ سے میرے تمام اعضا بوجھ میں درد پیدا ہو گیا ہے جس کو دیکھ کر دین کے دشمن ہنستے ہیں یہ سنتے ہی  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تمام اعضاء بدن پر پھیر لیا  
وقت درود اور حدیث سے نعت پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے پانچویں برس عمر  
عارف ابن خطاب ایمان لائے اور ان کے سبب اسلام میں تقویت اور عزت زیادہ ہوئی۔ حضرت علی  
کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قوت اور شجاعت میں اور بولندگی اور جنت  
میں عرب کے درمیان مشہور و معروف تھے اور تمام عرب ان سے ڈرتے تھے جب حضرت امیر حمزہ ایمان  
لائے تب ابوجہل نے ولید بن مغیرہ اور البرصیان اور ابولہب اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے باب و غیرہ مردان  
قولش کو بلا کر کہا کہ اے قریش کے سردار و امیر حمزہؓ تو محمد ابن عبد اللہؐ کی ایمان لا کر کیا کیا پیوہ اور خرافات بتاتی  
کہ کتابے ایسی کبھی کسی نے نہیں کیں اور نہ کسی سے ایسی باتیں سنیں یہ سن کر ابولہب نے کہا کہ اے ابوالحکم میری  
بات سنو پہلی بات تو یہ ہے کہ محمد ابن عبد اللہؐ کا سر کاٹ لو بعد اس کے یاروں کا تالہا کیا جاوے  
ابوجہل نے یہ بات سن کر کہا کہ قسم ہے محمد کو لات و غزنی کی کہ جو کوئی محمد ابن عبد اللہؐ کا سر کاٹ لاوے گا میں اس  
کو ایک شتر کا بوجھ سونے اور چاندی اور دوس غلام اور نو تیرہ میں دوں گا۔ عمر ابن الخطابؓ نے کہا کہ یہ کام تو میرا  
ہے ولید ابن مغیرہ نے کہا کہ دیکھو محمد ابن عبد اللہؐ کی تائید میں تمام بنی ہاشم ہیں یہ کام کیونکر ہو سکتا ہے یہ سن کر  
عمر ابن الخطابؓ نے لات و غزنی نے قسم کھا کر کہا کہ اگر بنی ہاشم انکی تائید میں آویں گے تو انکو بھی اس تلوار سے  
قتل کر دوں گا یہ کہہ کر تلوار اٹھا کر چلے، اتفاقاً اٹھائے راہ میں ایک عربی سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا اے عمر کہاں جا  
رہے ہو کہا میں اس وقت محمد ابن عبد اللہؐ کا سر کاٹنے کو جا رہا ہوں یہ بات سن کر اس عربی نے کہا اے عمر حمزہ  
کے ہاتھ یکے خلاصی پاؤں گے وہ تو محمد بن عبد اللہؐ پر ایمان لا چکے ہیں یہ بات سن کر عمر لوے اگر وہ محمد ابن  
عبد اللہؐ پر ایمان لا چکے ہیں یہ بات سن کر عمر لوے اگر وہ محمد ابن عبد اللہؐ کی تائید میں ہیں تو میں اس کا پیٹ  
کاٹوں گا پھر اعرابی بولا اے عمر کیا تم اپنے گھر کی کئی چیز رکھتے ہو جو بے نہیں۔ اس نے کہا تیری بہن فاطمہ  
اپنے خاوند کے ساتھ محمد ابن عبد اللہؐ پر ایمان لا چکی ہے۔ اور نیز ادا و سعید بھی ایمان لایا ہے۔ عمر نے کہا  
کہ ان کی اسلامیت کیونکر معلوم ہو گی کہنے لگے اگر ان کو کھانے کی وقت اپنے یہاں بلاؤ گے کھا تو وہ نہ آئیں  
گے اس طرح سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ ایمان لاتے ہیں پس عمر یہ باب سن کر اپنی بہن کے گھر کی طرف  
چل دیئے راہ میں پھر ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی اس نے کہا اے عمر تو کہاں جاتا ہے اس نے عرض



ابن عبد اللہ کا سر کاٹنے جا رہا ہوں اعرابی بولا بھلا ایک بات تو سن کر جو تیرے سامنے بکری ہے تو اس کو پکڑ  
تب معلوم ہو گی تیری شجاعت۔ پس عمر اس بکری کے پیچھے اس قدر دوڑے کہ تمام بدین میں پسینہ آگیا آنسو غریزہ  
ہو گئے لیکن بکری نہ پکڑ سکے اپنے دل میں بہت شرمندہ ہوئے پھر اعرابی نے کہا اے عمر بکری کو تو پکڑ نہ سکا  
اور وہ محمد ابن عبد اللہ تو شیر خدا ہیں ان کو تو بونگر پکڑے گا۔ پس عمر وہاں سے حجالت پا کر غصہ ہو کر اپنی بہن کی  
کی طرف چلے اور وہاں جا کر یہ کہا کہ اے بہن مجھ کو بہت بھوک لگی ہے کچھ کھانے کے واسطے لاؤ۔ تب ان کی  
بہن نے جلدی سے کھانا تیار کر کے ان کو لا کر دیا اور عمر نے کھاتے وقت اپنی بہن کو اسی دسترخوان پر کھانا  
کھالے کو بلایا اس نے انکے ساتھ کھا کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر عمر نے جانا کہ یہ مسلمان ہو چکی ہے پس  
اسی وقت بال اپنی بہن کے پکڑ کر چا یا کہ عمر اس کان سے جدا کر دے تب زبید نے جو ان کے شہر تھے  
عمر کے ہاتھ سے چھڑایا اور پھر کچھ حیلہ کر کے غصہ ان کا ٹھنڈا کیا اور پھر اطمینان سے ان کو کھانا کھلایا یہاں  
تک کہ جب رات ہوئی تو عمر سو گئے قرآن کی بہن سورۃ قلہ پڑھنے لگی۔ جب وہ اس آیت پر پہنچی۔  
لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى۔ تو حمد اللہ کے واسطے ہے جو بیچ  
آسمانوں کے ہے اور زمین کے ہے اور جو دونوں کے درمیان میں ہے اور جو تخت الشری میں ہے۔  
جب اس آیت کا مطلب عمر کے کان میں پہنچا تو دل عمر کا اسلام کی طرف مائل ہوا۔ پھر وہ اپنے بستر سے اٹھ  
کر اپنی بہن فاطمہ کے پاس گئے اور کہنے لگے تم کیا پڑھتی ہو وہ بولیں کہ میں کلام اللہ پڑھتی ہوں جو محمد ابن عبد اللہ  
پر نازل ہوا ہے اس جگہ بعض نے کہا ہے کہ عمر کے ڈرگاہ سے اس کاغذ کو جس پر کلام اللہ لکھا تھا تنور کے اندر  
ڈال دیا مگر وہ خدا کے فضل سے نہ جلا عمر نے کہا کہ وہ لاڈ کہاں ہے یعنی تم اس کاغذ کو لاؤ جس پر وہ کلام اللہ  
لکھا ہوا ہے کیونکہ میں بھی اس کو پڑھوں گا۔ تب ان کی بہن فاطمہ نے کہا تو کہ تعالیٰ۔ اِنَّهَا الْمُسْرِكُوْنَ نَجَسٌ  
ترجمہ۔ جو کوئی مشرک ہے وہ نجس ہے اور ناپاک ہے اگر تم اللہ تعالیٰ کے کلام کو پڑھنا چاہتے ہو تو پاک  
صاف ہو کر باطہارت پڑھو کیونکہ اس کو چھونا بغیر پاکی کے درست نہیں پھر اس وقت عمر نہاد ہو کر پاک  
پاک باطہارت ہو کر ہاتھ میں اس صورت کو لے کر پڑھنے لگے اور پھر اس کے معنی اور مطالب دریافت کر کے  
روئے ننگے اور پھر ان کو اسلام کی طرف خواہش ہوئی پھر سو رہے جب فجر ہوئی الوجہل وغیرہ مشرکوں کی  
بات یاد پڑی پھر تلوار لٹکا کر بارہ کار موعودہ کے روانہ ہوئے پھر آٹنا سداہ میں ایک اعرابی سے ملاقات  
ہوئی وہ اعرابی بولا اے عمر تو کہاں جا رہا ہے بولا کہ محمد ابن عبد اللہ کا سر لانے جا رہا ہوں وہ بولا کہ محمد کہاں  
ہیں تو جانتا ہے وہ امیر حمزہ کے پاس ہے پھر وہاں سے امیر حمزہ کے گھر کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت  
اللہ تعالیٰ نے حیرائیلؑ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور فرمایا اے حیرائیل ہمارے رسول

مقبول علی اللہ علیہ وسلم کو جا کر کہو کہ عمر تیری طرف آتا ہے تم اس سے مت ڈرنا بلکہ تم اسکو اسلام کی دعوت دینا  
جب وہ تہارے پاس آوے تو تم نبوت کی قوت سے اس کا سچے سخت پکڑو جب تک وہ ایمان نہ لاوے  
اور اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اتنا لیس آدمی تھے عمر امیر مکرہ کے دروازے پر آئے اور  
دشک دی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا کہ میں عمر بن خطاب کا بیٹا ہوں رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دروازہ کھول دیا۔ جب عمر نے اپنا پاؤں دروازے کا نذر رکھا تو عرب تعلیم ہر اہل کے  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی قوت سے اس وقت تک ہنچ پکڑ کر دیا اور تکبیر پڑھو دعوت اسلام دی  
عمر اسی وقت ایمان لائے اور کہا یا رسول اللہ لعنت خدا کی اس پر ہے جو درپے ایذا آپ کے رہے پس رسول  
خدا نے کلمہ شہادت عمر کو تلقین کیا اور عمر دین اسلام سے مشرف ہوئے اس وقت رب حلیل کی جناب سے  
حضرت جبرائیل یہ آیت لے کر آئے **قوله تعالى يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَبِّبْتُ اللَّهُ وَصِنَ اتَّبَعَتْ مِنَ الْمُحْسِنِينَ** ترجمہ  
کہا اللہ تعالیٰ نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کفایت ہے تجھ کو اور ان لوگوں کو جن سے تجھ پر ایمان لائے ہیں!  
کہتے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے اس وقت عالم سفلی سے عالم ملکوت تک خوشی حاصل ہوئی اور  
اس وقت بنی کریم نے فرمایا اے عمر تو جس جگہ خواہش کریگا۔ غالب ہو گا حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ  
دعوت اسلام سب کو دینا چاہیے اور اپنے اصحاب کو فرمایا کہ وہ کہہ دو ان میں جا کر دعوت اسلام لوگوں  
کو علی الاعلان دیں اور اگر کوئی شخص اس میں کوئی بات ناشائستہ کہے تو اس کو کچھ لا دیں اور میں خود بھی تمام  
قریشیوں کو دعوت اسلام دیتا ہوں یہ کہہ کر سب کو حضرت عمر نے جمع کر کے کہا اے معشر قریش اب میں  
اسلام میں داخل ہو گیا ہوں اور حلقہ محمدی میں پہنچ چکا ہوں۔ اب اگر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کھڑا  
ہو گا تو میں اس کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔ اے ابو جہل! دین محمدی حق ہے اور دین تم سب کا باطل پرستی بالکل  
بھوٹ ہے یہ سنکر ابو جہل نے اور خطاب نے کہا کہ اسے بیٹا تو دیوانہ ہوا ہے یا محمد صلعم کے جادو نے منجھ  
پر اڑا کیا ہے جو تو ہمارے معبودوں کی تکذیب کرتا ہے۔ اب میں تجھ کو مار ڈالوں گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
نے کہا اے باپ کفر کا کلام چھوڑو۔ خدا اور رسول پر ایمان لاؤ اور مجھے مسلمان ہو جاؤ۔ خطاب نے ان بازن  
سے طیش میں آکر کہا اے عمر تو یہی وہ باتیں جو کرتا ہے اس کے سبب آج تیری شامت آئی اور موت تیری  
قربیب آگئی ہے جو تو ایسی باتیں کرتا ہے۔ جب عمر نے وہیں شیشہ میان سے نکالی تو یہ دیکھ کر ابو جہل تو ہلا  
اور خطاب بھی چاہتا تھا کہ بھاگے لیکن حضرت عمر نے وہیں کام اس کا ایک ہی وار میں تمام کر دیا یعنی آپ نے  
باپ کا سر کاٹ لیا۔ جب یہ خبر لوگوں میں پہنچی تو حضرت عمر کے رعب سے مکے کے گدو گدو نواح میں اور دیگر  
ملکوں میں اور جبلہ کفاروں میں زلزلہ آگیا لیکن تمام مسلمان نہایت خوش و خرم رہے میں دن بہ دن واقعہ ہوا



اس روز طائف اور مکے میں کوئی خبر نہ ہو سکی کہ دعوت اسلام اس تک نہ پہنچ ہو۔ نماز اور اذان باجائے آشکارا ہوئی  
جماعت باقاعدہ ہونے لگی اور ادھر حضرت عثمان بن عفان بھی ایمان لائے آئے اور پورے طور پر اسلام میں  
داخل ہو گئے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے سرفراز ہونے  
کے بعد دس سال تک اپنی قوم کو دعوت اسلام دی، حبیب دیکھا کہ وہ اسلام قبول نہیں کرتے۔ تب حضرت  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ناامید ہو کر غیر قوموں کی ہدایت کی طرف مشغول ہوئے اور مکے سے طائف کی طرف  
تشریف لے گئے وہاں جا کر راہ خدا کی ہدایت و تلقین کرنے لگے۔ وہاں کے سردار تین آدمی تھے وہ کوئی ایمان  
نہ لائے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بدسلوکی کی اور پھر اپنے شہر سے بھی نکال دیا۔ پس  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بازار عکاظین تشریف لائے اور اثناء راہ میں مقام ثعالیہ میں منزل کی جب  
رات ہوئی تو اپنے ساتھیوں کو لے کر غار حرا میں مشغول ہوئے اور قرأتِ جہر سے پڑھنے لگے اس وجہ  
میں تو شخص قوم جس نے شہر نصیبیں سے کہ وہ فرشتہ نہ ہو شیطان ہے کہ عمدہ ترین قبائل جنوں میں سے ہیں  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ ان کا میر کہنا اس واسطے تھا کہ جب رسالت مآب صلی  
اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اسی وقت سے جنوں کا آسمان پر جانا موقوف ہو گیا کبھی اوپر جاکے  
کا قصہ کرتے شعلہ آتش ان پر گرنا شروع ہو جاتا اسی واسطے تمام جنوں نے ایک جگہ جمع ہو کر یہ مشورہ کیا  
کہ تلاش کرو مشرق سے مغرب تک دنیا میں کون الباشخص پیدا ہوا ہے کہ اس کے سب سے ہم سب کا آسمان  
پر جانا موقوف ہے تاکہ ہم سب اس کا تدارک بخوبی کر سکیں۔ پھر تمام جن تہامہ کی طرف پہلے جب مقام  
نخلہ میں پہنچے تو وہاں آنحضرت کی زبان مبارک سے کلام الہی کو سنت تو پھر کہنے لگے کہ ہم سب کے آسمان  
پر نہ جانے کا سبب یہی ہے تاکہ کوئی اس کلام کو چر کر نہ لے جاوے اور پھر وہ بے نقصان پہنچاوے  
اس کے بعد تمام قرأتِ قرآن مجید کی سکر تمام جنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن مجید پر ایمان  
لائے پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ تم سب اپنی قوم کو جا کر اس کی خبر کرو تب انہوں نے اپنی  
قوم کو جا کر اس کی خبر کی تب جنوں سے وہ جن کا نام رویہ اور عودہ جو ان کے سردار تھے اور مزید نوے  
جنات ان کے ہمراہ شہر نصیبیں سے اور شہر نینوا سے گروہ گروہ ہو کر روانہ ہوئے تاکہ وہ اگر رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں اور قرآن مجید بھی سنیں ادھر سابق جنوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو  
عرض کی کہ جنات آپکو دیکھتے کے لیے اور کلام الہی سننے کے لیے سب منتظر فرمان واجب الادعا میں  
ہیں وقت اور جس مکان میں حکم ہو وہ سب اس جگہ حاضر ہوں تب جنات سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ شہر کے باہر شب کے وقت شعب الثجون کی نواح میں جو کہ متصل مکہ معظمہ کے ہے۔

ہوں تاکہ اہل شہر کو ڈر اور ہیبت نہ ہو پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز عشاء کے عبد اللہ بن مسعود کو ہمراہ لئے کر وہاں دیکھتے ہیں کہ جنات نے مارے اشتیاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کے لیے بہت رٹا ہجوم کیا ہوا ہے پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن مسعود کو باہر شعب الجون کے کھڑا کیا ہے اور ایک دائرہ چار طرف عبد اللہ ابن مسعود کے پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنہو دار تم اس دائرے سے باہر مت جانا ممکن ہے کہ جنات تم کو تکلیف دیوں پس عبد اللہ ابن مسعود اس دائرے کے اندر رہے اور دیکھتے تھے کہ تمام جنات کی شکل مثل وحوش کے مختلف تھے ان میں سے کسی کی شکل مثل گدھے کے ہے اور کسی کی گدوہ جیٹ کے جو متصل بعرہ کے ہیں، اور کسی کا سر اور پاؤں ٹنکا اور ستر عورت کا ایک کپڑے سے چھپا ہوا ہے اور کسی کے بدن کا سیاہ رنگ ہے اور بعض ان کے اور دوسری شکل و صورت کے ہیں وہ سب کے سب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجوم لاکر صبح تک حاضر رہے اور نبی اکرم صلی اللہ وسلم تمام رات ان کی تعلیم و تلقین روزہ نماز طہارت وغیرہ احکام میں مشغول رہے اور پھر جنوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کو بطور تبرک کچھ توشہ عنایت فرمائیں یہ منکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توشہ تو رسم نے تم کو ایسا دیا نسل بعد نسل کے ہمیشہ کام آوے گا جنوں نے کہا کہ حضرت وہ کیا چیز ہے فرمایا کہ جس جگہ ہڈی یا مینگنی اونٹ یا کبوتری کی یا گوبر کاٹے جھنس کا گری ہوئی پاؤں وہی تنہا آتو شہ ہے اور اب چیز جو تم کھاتے ہو اس سے بہتر شیرینی اور لذت اس میں ملے گی اور یہ لذت میری دعا سے پیدا ہوئی ہے اور بعض روایت میں کوئلہ بھی آیا ہے۔ پھر جنات نے عرض کی کہ یا رسول اللہ تمام آدمی تو ان پر نجاست گراتے ہیں اور ان کو خراب کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں لوگوں کو منع کروں گا کہ وہ ان کے ہرے پر نجاست نہ ڈالیں اور خراب نہ کریں اسی وجہ سے استنجا کو تا ہڈی اور سخت گوبر سے اور مینگنی سے اور کوئلے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور اپنی ایام میں جنوں نے ایک دوسرے کا خون کر ڈالا تھا آنحضرت نے حکم الہی اتصاف کیا اور اس میں سب راضی ہو کر اپنے وطن کو چلے گئے پھر اسی طرح جنات کوہ حرا میں جمع ہوئے سب جزائر میں سے آئے تھے اور اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تنہا تشریف فرما ہوئے اور تمام رات وہاں رہے صبح کے وقت صحابہ نے اُگ کی نشانی اور دوسرے اسباب جو جن چھوڑ گئے تھے وہ سب پائے اور یہ تمام واقعات صحیح مسلم میں موجود ہیں۔ پس میں اس پر اکتفا کرتا ہوں۔



# معراج مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک روایت میں آیا ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس برس اور تین مہینے تک پہنچ کر  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی اور شب معراج میں چوتھی مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ  
 مبارک چاک کیا گیا تاکہ دل مبارک میں قوت پیوست کر دی جائے تاکہ آسانی سے عالم ملکوت کی سیر کر سکیں  
 اور تجلیات الہیہ کو دیکھ سکیں اور ماہ رجب کی ستائیسویں تاریخ میں درگاہ الہی سے جبرائیلؑ کو یہ حکم ہوا کہ وہ  
 رضوان سے کہیں کہ بہشت کی آرائش کریں اور حور و غلمان سے کہو کہ وہ اپنے تئیں زیب و زینت کریں اور  
 ملائکہ سے کہو جو کہ قبروں میں عذاب کرنے والے ہیں آج کی شب عذاب قبر سے اپنا ہاتھ اٹھالیں اور مالک  
 دار و عنق کو کہو کہ وہ دوزخ کی آگ بجھا دیوے پس یہ حکم حضرت جبرائیلؑ نے اپنے پروردگار کا لے کر رضوان اور  
 حور و غلمان اور ملائکہ عذاب کو اور مالک و عنق کو پہنچا دیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں درمیان  
 حیطم کے سو رہا تھا کہ اچانک جبرائیلؑ اور میکائیل علیہ السلام نے آکر مجھ کو اٹھایا اور سینے سے ناف تک  
 چیر کر دل میرا نکالا اور ایک سونے کی طشت میں آب زم زم سے اس کو دھو کر ایمان و حکمت سے بھرا  
 پھر اس کو اسی مقام پر رکھ دیا۔ اور روایت ہے کہ جبرائیلؑ کو جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ اے جبرائیلؑ  
 غفرار بہشت سے براق اور ستر ہزار فرشتے لے کر میں جاؤ اور میرے حبیب قمر بنی کو میری درگاہ عالی میں  
 پہنچاؤ حضرت جبرائیلؑ جو جب ارشاد جناب باری تعالیٰ کے براق اور ستر ہزار فرشتے لے کر حضرت ام ہانی  
 کے گھر میں جو جواہر حضرت علیؑ کی نقیص پہنچے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس شب کو ام ہانی کے  
 گھر میں بعد از شہداء کے سو رہا تھا کہ جبرائیلؑ علیہ السلام نے آکر مجھ کو نیند سے اٹھایا اور وہ کہتے تھے کہ اے حبیب  
 اٹھو آج شب آپ کی معراج ہے۔ ان کے اٹھانے سے میں اپنی نیند سے بیدار ہوا تو وہ مجھ کو آب زم زم  
 کے کنوئیں کے پاس لے گئے آب زم زم سے وضو کرایا اور دو رکعت نماز پڑھو اگر مسجد کے دروازے پر  
 لائے تو وہاں میں نے ایک براق کھڑا ہوا دیکھا ایسا وہ گدھے سے بڑا اور حجر سے چھوٹا اور منہ اس کا مانند  
 آدمی کے تھا اور سر میں اس کے مانند گھوڑے کے اور پاؤں اس کے مانند شتر کے اور سینہ اس کا مانند  
 شیر کے اور دونوں پر اس کے مانند پیروں کے تھے اور زمین اور لگام اس کی یا قوت اور مردارید سے  
 مرصع ہوا دقتی۔ پس سوار ہونے میں میں نے ذرا مائل کیا بس اسی وقت حکم آیا پہنچا اے جبرائیلؑ علیہ السلام  
 میرے حبیب سے پوچھو کہ توقف کرنے کا سبب ہے تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 اے جبرائیلؑ آج کو اللہ تعالیٰ نے اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا اور میری سدا رہی کہ براق بھیجا لیکن میں

اس انیشے میں ہوں کہ قیامت کے دن میری امت کے لوگ مجھ کے پیلے سے گناہوں کے بوجھ گمان پر  
 پر رکھے ہوئے قبروں سے باہر نکلیں گے اور پچاس ہزار برس کی راہ قیامت کے دن آگے رکھی ہے  
 اور میں ہزار برس کی راہ پھر اٹھ کی دوزخ پر رکھی ہے اور وہ کیونکر طے کر کے منزل مقصود تک پہنچیں  
 گے۔ جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ اسے عجیب میرے کچھ غم نہ کیجئے۔ جن طرح آج میں نے تمہارے  
 لیے براق بھیجا ہے اسی طرح تمہاری امت کے واسطے ہر ایک قبر پر براق بھیجوں گا اور سب کو براق  
 پر سوار کر کے پھر اٹھ سے پیارا اتاروں گا اور میں اپنی ثقانہ کے مطابق تیس ہزار برس کی راہ ایک پل میں طے  
 کروں گا کہ منزل مقصود پر پہنچاؤں گا جب یہ حکم ہوا تب پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہوئے  
 گئے اور براق کو دوڑنے پھانڈنے لگا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے براق سے کہا کہ اے براق تو نہیں  
 جانتا کہ یہ پیغمبر آخر الزماں ہیں۔ یہ سنکر براق نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت براق میرے سوا پیدا کیے  
 ہیں اور وہ سب داغ ٹھہری رکھتے ہیں۔ اب عرض میری یہ ہے کہ قیامت کے دن بھی آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم میری ہی پشت پر سوار ہوں گا کہ قیامت کے دن سب براقوں پر فخر کو فخر حاصل ہو سکے  
 پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا تب براق نے فخر سے اپنی پیٹھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے سامنے حاضر کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہوئے اور اپنے بائیں جبرائیل و  
 میکائیل علیہما السلام مع ستر ہزار فرشتوں کے رکاب میں حاضر تھے کہ معظمہ اور آب زم زم اور مقام  
 ابراہیم کے پاس جا کر ایک ہی ٹھلے میں بیت المقدس میں پہنچے فرماتے ہیں انا راہ میں ایک آواز دہانی  
 طرف سے ایک آواز بائیں طرف سے سنئی کہ اے محمدؐ گھڑے رہو۔ تم سے کچھ سوال کروں گا میں نے  
 اس آواز کا کچھ خیال نہ کیا اور وہاں سے آگے بڑھا پھر دیکھا کہ ایک بڑھیا کو اپنے تئیں زیورات  
 اور لباس سے آراستہ کر کے خوبصورت بن کر میرے سامنے اکھڑی ہوئی اور کہنے لگی اے محمدؐ میری  
 طرف دیکھو سو میں نے اس کی طرف نہیں دیکھا اور آگے بڑھا اور جبرائیل علیہ السلام نے میں نے پوچھا  
 وہ آواز دہانی اور بائیں کیسی آواز آئی تھی اور بڑھیا سٹکار کیے کون تھی۔ جبرائیل نے کہا کہ آواز دہانی طرف  
 یہودیوں کی تھیں اگر آپ جواب دیتے تو سب امت آپ کی یہودی ہو جاتی اور جو آواز بائیں طرف  
 سے آئی تھی وہ نصرائیوں کی تھیں اگر آپ جواب دیتے تو سب امت آپ کی نصرائی ہو جاتی اور وہ بڑھیا  
 سٹکار والی دنیا تھی اگر آپ اس کی طرف دیکھتے تو سب امت آپ کی عیالہ دنیا میں ہلاک ہو جاتی۔ اس کے  
 بعد تم نے پیالے لائے گئے ایک پیالہ شہد کا دوسرا شراب کا اور تیسرا دودھ سے بھرا ہوا تھیاہ تینوں  
 پیالے میرے سامنے لائے گئے۔ میں نے دودھ دولا پیالے کو اٹھایا اور اس کا سا راد دودھ پی گیا



اور باقی کی طرف کچھ خیال نہ کیا یہ دیکھ کر حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ آپ نے بیت خرب کیا جو آپ نے دوہرہ  
 کا پیالہ اٹھا لیا اور اس کا دوہرہ پی لیا اس دوہرہ سے مراد دین اسلام ہے اور پھر وہاں سے دوسرے  
 مقام میں آ گئے تو حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ آپ اس جگہ دو رکعت نماز پڑھیے کیوں کہ یہ جگہ طور سینا  
 ہے اسی جگہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰؑ سے باتیں کی تھیں تب میں نے اس جگہ اتر کر وہاں دو گنا نہ نماز پڑھ  
 نی پھر وہاں سے براق پر سوار ہو کر آ گئے چلا تو ایک جگہ نظر آئی پھر جبرائیلؑ نے کہا کہ یہاں پر پھر دو رکعت  
 نماز پڑھیے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس جگہ پیدا ہوئے تھے اور پھر اس جگہ سے میں بیت المقدس  
 میں گیا اور تمام ملائکہ نے آسمان کے نیچے اتر کر کہا السلام علیکم یا بنی آدم اور کہا تو لا تعالیٰ یُبْعِثَ الَّذِیْ  
 اَسْرٰی یُعْبِدُہٗ لِیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِیْ بَدَلْنَا حَوْلَہٗ  
 تو جس بیت پاک ہے وہ جو نے گیا اپنے بندے کو ایک رات مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ کے  
 اندر اور تمام انبیاء وہاں جا کر جمع ہوئے اور پھر سب نے کہا اسلام علیکم یا بنی اللہ پھر تمام نبیوں کے  
 ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور امامت کرائی اور تمام انبیاء منتہی ہوئے ایک روایت میں ہے کہ  
 مکہ معظمہ سے بیت المقدس میں پہنچنے کی راہ ہے لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صرف دو قدم میں  
 وہاں پہنچے یہ آپ کو معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد  
 اقصیٰ سے باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک پتھر بیت المقدس کے سامنے تھا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا قدم مبارک پڑا تو اس پتھر نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھ کو اس جگہ پر ستر ہزار برس ہو گئے ہیں کسی کا قدم  
 مجھ پر نہ پڑا آپ میرے لیے دنیا کیجئے کہ سو پر معلق رہوں قیامت تک تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے جناب باری تعالیٰ میں دعا کی اور فوراً ہی مستجاب ہوئی چنانچہ اب تک وہ پتھر ہوا پر معلق ہے اس  
 جگہ میں عجائب و غرائب دیکھتے ہوئے براق پر سوار ہو کر اول آسمان کے دروازے پر جا پہنچا اس جگہ  
 جبرائیلؑ نے دروازے پر دستک دی فرشتوں نے پوچھا تم کون ہو بوسے میں جبرائیلؑ ہوں اور میرے ساتھ  
 محمدؐ پیغمبر آخر الزمان ہے تب فرشتوں نے کہا مر جبار یا رسول اللہؐ اور فوراً دروازہ کھول دیا اور درمیان کے  
 داخل ہوئے اور وہاں پر اسماعیل فرشتوں کے سردار موجود تھے وہ اپنے ہمراہ سب فرشتوں کو رے  
 کر ہمارے پاس آئے اور پھر سب نے ہم سب سے معافہ کیا پھر وہاں سے آگے بڑھے آدم باغ رضوان  
 سے میرے استقبال کو آئے اور کہا مر جبار یا بنی الصالح پھر وہاں سے آگے بڑھے دیکھا کہ ایک پیغمبر عظیم الشان  
 ہے جس کا سولے حق تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور ایک پاؤں اس کا عرش تک اور دوسرا پاؤں تخت انہری  
 تخت ہے اور ایک بازو اس کا مشرق میں اور دوسرا مغرب میں اور پراس کے نور سے بنے تھے اور خدا اس

کی حمد و ثناء ہے۔ اسرائیل سے میں نے پوچھا یہ کون مرنا ہے کہا کہ یہ مرنا نہیں ایک فرشتہ ہے بصورت رسا  
 کے جب رات ہوتی ہے تب اس وقت یہ اپنے پروں کو جھارتا ہے اور تسبیح اس کی سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّسِ  
 الْکَبِیْرِ الْمُتَعَالِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اور اس کی تسبیح کی آواز سے دنیا کے مرثیہ بیدار ہوتے ہیں  
 اور وہ بھی اپنے اپنے پروں کو جھارتے ہیں اور آواز دیتے ہیں پھر وہاں سے آگے بڑھا تو دیکھا کہ  
 ایک فرشتہ آدھا جسم اس کا آگ کا اور آدھا جسم برف کا ہے نہ آگ برف کو جلا دے نہ برف آگ کو بجھا دے  
 اور وہ تسبیح پڑھتا ہے اور واپس آ رہا ہے اس کے بہت فرشتے کھڑے ہیں میں نے پوچھا اسرائیل سے  
 یہ کون فرشتہ ہے وہ بولے کہ یہ بہتر مرد ہے اور دنیا میں پانی اور برف برسا مٹے بس یہی کام اس کا ہے  
 پھر وہاں سے گزر کر لب دریا گیا اور وہاں سے آگے بڑھ کر دیکھا کہ کچھ لوگ زراعت کرتے ہیں وہ اسی وقت  
 بولتے ہیں اور اسی وقت وہ زراعت تیار ہو جاتی ہے اور اسی وقت وہ کاٹتے ہیں اور ایک ایک دانے  
 کے بدے سات سواٹھاتے ہیں پھر اسرائیل سے میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں کیا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں  
 نے کوشش و محنت خدا کی کی ہے اور لوگوں کی خدمت مھن خدا کے واسطے کرتے تھے اور محتاج لوگوں  
 کی حاجت بر لاتے تھے دل اور زبان سے ہاتھ اور مال سے خدمت کرتے تھے اس واسطے خدا تعالیٰ  
 نے ان کی روزی میں برکت دی ہے اس کے بعد دیکھا کہ چند فرشتے آدمیوں کا سر پھرتے کوٹتے ہیں اور  
 پھر وہ درست ہو جاتا ہے پھر کوٹتے ہیں دم بہ دم اسی طرح ہوتا ہے میں نے اسرائیل سے پوچھا یہ کون  
 لوگ ہیں تو انہوں نے کہا کہ وہ تارک جماعت پنجگانہ نماز ادا کرنے میں سستی کرتے تھے اور نمازوں کا وقت پر  
 نہیں ادا کرتے تھے۔ اس کے بعد ایک گروہ کو دیکھا کہ فرشتے سب مانند چار پایوں کے ان کو ہانکتے ہوئے  
 دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں اور نہایت شدید پیاس اور جھوک کے ان کو کانٹے مرغ کے کھلاتے  
 ہیں میں نے اسرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ اسرائیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان سبھوں نے زکوٰۃ کا  
 کمال اور صدقہ فطر اور قربانی ادا نہیں کی تھی اور حق دار فقیر و محتاج کو نہیں دیا تھا۔ اور وہ اس پر رحم کیا پھر کچھ  
 آگے بڑھے تو دیکھا کہ مرد اور عورتیں ہیں کہ ان کے آگے طرح طرح کی نعمتیں رکھی ہوئی ہیں اور دوسری طرف  
 گوشت اور مردار رکھا ہوا ہے اور وہ نعمتیں سب چھوڑ کر گوشت مردار کھانے میں اور نعمت پاکیزہ  
 کی طرف نہیں دیکھتے ہیں انہیں دیکھ کر بڑا ہی متحیر ہوا میں نے اسرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ  
 ہیں کہا سب جو رخصم ہیں مرد اپنی جود کو چھوڑ کر اور جود و شہرہ کو چھوڑ کر حرام کاری اور بے حیائی کا  
 کام کرتے تھے اور حلال کسب نہیں کھاتے تھے۔ چوری و دغا بازی اور فریب سے کھاتے تھے اور  
 پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کو آگ کی سولی پر چڑھایا ہے اور وہ سب خوب جلا رہے ہیں میں نے اسرائیل



سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں بولے یہ حال ان سبھوں کا ہے جو سر بازار اور راہ میں بیچ کر لوگوں پر ہنستے تھے اور لباس اور شکل پر عین و تشبیہ کیا کرتے تھے اور لوگوں کو ہنسانے کے واسطے نام غراب نے کر پکارتے تھے اور ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کو انہی کے بدن کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھلاتے ہیں۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ اپنے بھائی مسلمان کی عینیت و شکوہ اور عیب کرنے والوں کا حال ہے اور پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کے آگ کی تپنی سے ہونٹ اور زبان کاٹی جا رہی ہے میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرائیل نے کہا کہ یہ سب بسبب طمع کے بادشاہوں اور امیروں اور دولت مندوں کو خورد کے واسطے جھوٹی بات کیا کرتے تھے اور یہ سب ایسے اور اور اعظا ہوتے ہیں یہ لوگ دوسروں کو تو حق بات کی نصیحت کرتے تھے لیکن خود بد عمل کرنے کے مرتکب ہوتے تھے اور اپنے نفسوں کو بھول جاتے تھے۔ پھر چند آدمیوں کو دیکھا کہ منہ ان کے سیاہ اور آنکھیں ان کی نیلی اور تیچے کا ہونٹ ان کے پاؤں پر اور اوپر کا ہونٹ ان کے سر پر ہے اور لہو پیپ اور بخارست ان کے منہ سے بہتی ہے اور گدھوں کی طرح چلاتے ہیں۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرائیل نے کہا کہ یہ حال نشہ پینے والوں کا ہے اور پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ زبان انکی پیچھے کی طرف کیچ کر نکالی ہے اور شکل ان کی مانند سور کی ہے اور وہ آگ کے عذاب میں گرفتار ہیں میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرائیل نے کہا کہ یہ جھوٹی گواہی دینے والوں کا حال ہے اور پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ پیٹ ان کا پھولا ہوا مانند تیندے کے اور رنگ ان کا زرد اور ہاتھ پاؤں میں زنجیری اور گردنوں میں طوق آتش ہے اور ساپ بچھو ان کے پیٹ کے اندر سے نظر آتے ہیں اور یہ وہ لٹھنے کا ارادہ کرتے ہیں تو پیٹ کے بوجھ سے گر پڑتے ہیں اور آتش کے اندر جلتے ہیں ! جبرائیل نے کہا کہ یہ حال سود اور رشوت خوروں کا ہے۔ پھر اس کے بعد ایک گروہ عورتوں کا دیکھا ان کے منہ سیاہ اور آنکھیں نیلی پیلی اور آتش کیڑے پہنے ہیں اور فرشتے ان کو آگ کے گزروں سے مارتے ہیں اور وہ مانند کتوں کے چلاتی ہیں۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ کا ہیں۔ جبرائیل نے کہا کہ یہ عورتیں ہیں کہ چھاپنے شوہروں کی نافرمان تھیں اور اپنے شوہروں کو ناپوش رکھتی تھیں اور بے حکم شوہروں کے ادھر ادھر چھرتی رہتی تھیں اور اللہ تعالیٰ اور رسول خدا کے حکم کے خلاف کام کیا کرتی تھیں۔ پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ وہ اٹے پوایں لٹکے ہوئے تھے اور فرشتے ان کے آگ کے گزروں سے ان کو مارتے تھے۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرائیل نے کہا کہ یہ حال منافقوں کا ہے پھر اس کے بعد ایک فرقہ کو دیکھا کہ وہ آگ کے جھلک میں قید ہے

اور آگ ان کو سختی سے جلاتی ہے اور تمام بدن میں زخم مانند جزام کے ہیں۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں، جبرائیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کی ہے اور اور کھانے پینے اور رہنے کے مکان کے واسطے ان کو تکلیف دی اور اپنے ماں باپ سے بے ادبی کرتے تھے ناشائستہ گفتگو کرتے تھے اور پھر وہاں سے آگے بڑھ کر ایک میدان بہت بڑا دیکھا کہ اس سے شک و غبن کی خوشبو اور اس کے ساتھ ایک آواز بھی آتی تھی اس مضمون کی یا الہی جو وعدہ کرنے سے کھڑے کیا ہے پورا کر میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ بڑے خوشبو اور آواز کہاں سے آتی ہے تو جبرائیل نے کہا کہ یہ خوشبو اور آواز بہشت کی ہے نعمتیں اور میوے رنگ برنگ اور مکان سونے اور پامانی اور بیاقت اور درواریہ وغیرہ سے اللہ تعالیٰ نے تیار کر کے رکھے ہیں اور اس کی آواز کے جواب میں ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاوے گا، اور بحکم قرآن و حدیث کے پلے گا اور شرک اور بدعت سے دور رہے گا تو میں اس شخص کو تجھ میں داخل کروں گا اور بہشت کبیتی ہے یا الہی میں راضی ہوں۔ اس کے بعد پھر ایک میدان میں گھسے اس میں سے بدلو اور آواز گریہ کی آئی۔ حضرت جبرائیل نے کہا کہ یہ بدلو و دوزخ کی ہے اور وہ زنجیر آواز طوق اوساںپ اور کچھ کی ہے اور دوزخ فریاد کرتی ہے یا الہی وعدہ میرا پورا کر۔ مناب باری تعالیٰ سے حکم ہوتا ہے کہ جو کوئی شخص شرک اور کفر اور بدعت کرے گا اور صحیح طور پر میری پرستش نہ کرے گا اور میرے رسول کی تکذیب کرے گا اس کو میں تیرے حوالے کر دوں گا اور دوزخ کبیتی ہے یا الہی میں راضی ہوں پھر وہاں سے دوسرے آسمان کے دروازے پر گئے اور دروازے پر جبرائیل نے دستک دی ملائکہ نے پوچھا تم کون ہو کہا میں جبرائیل ہوں اور میرے ساتھ محمد حبیب اللہ ہیں اسی وقت فرشتوں نے دروازہ کھولا اور نہایت تعظیم و تکریم سے لے گئے ان فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ پناہ تمام فرشتوں نے اکر السلام علیکم کہا اور پھر مجھ سے اکر معاف کیا اور پھر سب کے سب کہنے لگے کہ مر جبار رسول اللہ آپ کی تشریف آوری سے آسمان روشن ہو گیا پھر میں وہاں سے آگے بڑھا تو وہاں حضرت یحییٰ بن مریم اور حضرت عیسیٰ روح اللہ نے اکر با تعظیم و تکریم السلام علیکم کہا اور پھر کہنے لگے مر جبار یا اخی الصالح و نبی الصالح۔ پھر وہاں سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک فرشتہ ہیبت شکل ہے اور اس کے ستر بزار مس ہے اور ہر سر میں ستر بزار منہ ہیں اور ہر منہ میں ستر بزار زبانیں ہیں یہ دیکھ کر میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون ہے جبرائیل نے کہا کہ یہ ہمترقاسم ہے کہ اس کے ہاتھ میں تمام مخلوقات کی روزی ہوئے حق تعالیٰ نے اس کے سپرد کی ہے اور ہر روز اور ہر وقت جس قدر اللہ تعالیٰ نے آواز



کیا ہے اسی قدر اس شخص کو پہنچاتا ہے۔ پھر وہاں سے تیسرے آسمان کے دروازے پر پہنچے وہاں تیر  
 مائیل جو سب فرشتوں کے سردار ہیں انہوں نے اکبر السلام علیکم مرحبا یا رسول اللہ کہہ کر معائنہ کیا پھر  
 وہاں سے آگے بڑھے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے آکر چھوڑے ملاقات کی اور سلام کی تعظیم دی اور  
 پھر کہنے لگے مرحبا یا نبی الصالح۔ پھر وہاں سے چوتھے آسمان پر گئے اور وہاں پر حضرت ادریس علیہ السلام  
 سے ملاقات ہوئی انہوں نے آتے ہی السلام علیکم پیش کیا اور پھر کہا یا نبی الصالح۔ پھر وہاں سے آگے  
 بڑھے دیکھا کہ ایک فرشتہ سیت نامک اور ہر دو طرف اس کے فرشتے کھڑے ہیں اور چار چار منہ  
 ان کے تھے اور وہاں باقحان کا مغرب میں اور بایاں باقحان کا مشرق میں ہے اور آسمان و زمین  
 ان کے دونوں پاؤں کے ٹخنے پر ہیں اور سامنے ان کے لیے ایک تخت عظیم ہیں حضرت ہیرائیل سے  
 میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے کہا یا رسول اللہ یہ ہیرائیل ہے۔ تب میں ان کے سامنے گیا  
 اور کہا سلام علیکم یا ملک الموت اور انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ اسی وقت حکم ہوا کہ  
 اے عزرائیل جواب سوال کا میرے جیب کو دے اور جو کچھ وہ تجھ سے پوچھے اس کا جواب تجوی  
 دینا۔ تب اس وقت عزرائیل نے اپنا سر اٹھا کر کہا وَ عَلَيْكُمْ السَّلَامُ يَا حَبِيبُ اللّٰہِ اور مجھ سے  
 نہایت شوق و جذبہ سے معائنہ کیا اور نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا۔ اور پھر کہا  
 کہ یا حبیب اللہ جیب سے مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے جیب ہی سے خلق اللہ کے بہت کام  
 میرے سپرد کیے ہیں۔ ایک لمحہ کی بھی فرصت نہیں ملتی کہ میں کسی سے بات کروں اور آج تجھ پر حکم  
 ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا اس واسطے میں بات کرتا ہوں میں نے کہا اے عزرائیل تم روحوں کو کس  
 طرح قبض کرتے ہو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے یہ جو درخت ہے  
 اس کے چتر کے شمار کے موافق ملائق ہیں اور ہر ایک کا نام ہر پرچے پر لکھا ہوا ہے جیب  
 موت قریب موقی ہے چالیس روز آگے اس سے کارنگ زد ہو جاتا ہے اور جس روز موت  
 واقع ہوتی ہے اس روز یہ پتہ درخت سے نیچے گرتا ہے اور میں اس پتے پر نگاہ رکھتا ہوں  
 اگر وہ بندہ اہل رحمت ہے تو دامنِ طرف کے ملائکہ رحمت کو بھیجتا ہوں اور اگر وہ بندہ بدادر لغت  
 ہے تو بایں طرف کے ملائکہ عذاب کو بھیجتا ہوں پھر میں نے پوچھا اے عزرائیل حقیقت روح کیا ہے  
 بیان کرو یعنی وہ کیا چیز ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں نہیں جانتا روح کیا چیز ہے لیکن  
 وقت قبض کے ایک بو جھ سا میری قبلی پر معلوم ہوتا ہے پھر میں نے پوچھا کہ تمہارے چار منہ  
 ہونے کی کیا وجہ ہے۔ کہا سامنے کا منہ برادر سے ہے ان سے مومنوں کی روح قبض کرتا ہوں

اور دہنی طرف کامنہ جو غصہ سے ہے اس سے جان گنہگاروں کی قبض کرتا ہوں اور بائیں طرف کامنہ جو قبر سے ہے اس سے منافقوں کی روح قبض کرتا ہوں اور پیچھے کامنہ جو دوزخ آگ سے ہے اس سے جان مشرکوں اور کافروں کی قبض کرتا ہوں۔ پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ جس دن سے اللہ تعالیٰ نے فجر کو پیدا کیا ہے اس دن فرمان حق تعالیٰ کا چھ پریریں ہوا ہے کہ جان امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آسانی سے انکا جو جیسے پچھ سوئی ہوئی ماں سے دودھ پستان کھینچ کر پیتا ہے اور اس سے ماں کو بچہ ضرر نہیں پہنچتا میں یہ سنکر سجدہ شکر بجا لایا پھر پوچھا اے عزرائیل کبھی تم کو اسی کرسی سے اٹھنے کی نوبت پہنچی یا نہیں کہا یا رسول اللہ تین مرتبہ اٹھنے کی نوبت پہنچی پہلی مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام کا جسم بنانے کے لیے مٹی لانے کو اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کی روح قبض کرنے کو اور تیسری مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کرنے کو پھر میں نے پوچھا اے عزرائیل تم نے روح قبض کرتے وقت کبھی کسی پر رحم کیا ہے یا نہیں کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو شخصوں کے واسطے میں نے بہت غم کھایا پہلی مرتبہ اس عورت پر کہ وہ دریا پر کشتی میں بچہ بنتی تھی اس کے بعد اس کی جان قبض کرنے کا حکم ہوا۔ اور دوسری مرتبہ شداد ملعون کی جان قبض کرنے پر کہ جب اس نے پیار سو برس کی مدت میں باغ آرام اور اس کے دیکھنے کے واسطے ایک پاؤں اس کا چھو کھٹ کے اندر اور دوسرا چھو کھٹ کے باہر تھا اس وقت اس کی جان قبض کی گئی پس وہ بادشاہ شداد معاہدہ بیس لاکھ فوج کے ساتھ وہیں ہلاک ہوا۔ اور اپنی بنائی ہوئی بہشت کو دیکھنے نہ پایا۔ پھر وہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا پھر جس آسمان کے دروازے پر گئے اور اس دروازے پر انجیل علیہ السلام سب ملائکہ کے سردار ہیں انہوں نے آکر فجر کو السلام علیکم کیا اور پھر معاذہ کیا اور پھر کہا کہ مر جہا یا نبی الصالح پھر وہاں سے آگے بڑھا بارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے بھی کہا یا نبی الصالح مر جہا۔ پھر وہاں سے چھٹے آسمان کے دروازے پر تشریف لے گئے وہاں ہنتر بائیل جو سب فرشتوں کے سردار ہیں انہوں نے بھی آکر سلام پیش کیا اور مر جہا کہا اور پھر معاذہ کیا پھر وہاں سے آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے اسلام علیکم کہا اور پھر معاذہ کیا پھر وہاں سے آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ رب العزت کی طرف سے آپ کی امت پر فرض کیا یا وے آپ خوب سمجھ کر قبول کیجئے اس واسطے کہ آپ کے امتیوں کی عمر قنوری اور بہت ضعیف اور ناتوان میں پھر آنحضرت



صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے آگے بڑھے ایک فرشتہ پھر ہدیت ناک دیکھا کہ جس کو دیکھنے سے عقل و ہوش  
گم ہو جاوے اور وہ ایسا تھا کہ اس کے واسطے مونڈھے سے بائیں مونڈھے تک ایک برس کی راہ  
ہے اور بہت سے فرشتے بد صورت گرداگرد اس کے حاضر ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل  
سے پوچھا کہ انی جبرائیل یہ کون فرشتہ ہے۔ جبرائیل نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس  
کا نام مالک ہے اور یہ انیس ہزار فرشتوں کا سردار ہے اور دوزخ کا دار و بند ہے جس طرح حکم  
الہی ہوتا ہے۔ یہ اسی طرح بجا لاتا ہے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے اور اس  
کو السلام علیکم کہا جو اب سلام کا اس نے دیا۔ پھر اسی وقت حکم الہی ہوا۔ اے مالک یہ محمد مصطفیٰ  
خاتم الانبیاء میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تم نے ان کو سلام کا جواب نہ دیا اور ان کی تعظیم  
نہ کی تب مالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر اٹھا اور تکبریم سے بٹھایا اور پھر کہا میرا  
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے مقام انبیاء پر آپ کو افضل کیا ہے اور تمام  
پیغمبروں کی امت تمہاری امت کی پیروی کرے گی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ  
مالک یا ہدیت دوزخ کی بیان کرتا کہ میں اس سے خبردار رہوں۔ مالک نے کہا یا رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم آپ کو دیکھنے اور سننے کی طاقت نہ ہوگی۔ اتنے میں درگاہ الہی سے حکم ہوا اے  
مالک جو کچھ میرا حبیب تم سے پوچھے اسی کو اچھی طرح بیان کر۔ تب مالک نے کہا یا رسول اللہ صلی  
دوزخ اللہ تعالیٰ نے اپنے غیض و غضب سے پیدا کیے ہیں اور اس کا طول عرض ہر ایک کا نام  
زمین آسمان کے ہے اور اس میں آتش گوناگون اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے اور درمیان دوزخ کے  
ستر ہزار میدان آگ کے ہیں اور ہر ایک کے میدان کے بیچ میں ستر ہزار پہاڑ آگ کے ہیں اور  
ہر ایک پہاڑ کے ستر ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے میں ستر ہزار مکان آگ کے ہیں اور  
ہر ایک مکان میں ستر ہزار کوٹھڑیاں آگ کی ہیں اور ہر ایک کوٹھڑی میں ستر ہزار صندوق آگ  
کے ہیں اور ہر ایک صندوق میں ستر ہزار سانپ اور بچھو آگ کے ہیں اور وہ آگ ہے کہ اگر ایک  
ذره اس سے روئے زمین پر پہنچے تو تمام آدمی پہاڑ اور درخت وغیرہ کو جسم کر ڈالے معاذ اللہ  
نہا۔ پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے مکانات اور میدان وغیرہ میں ذکر کہے دیے  
ہی ہر ایک دوزخ کے اندر ہیں اور ایک دوزخ تو برف سے پیدا کی ہے اور ہر سال دو مرتبہ  
اپنی سانپیں چھوڑتی ہیں اسی واسطے چھ مہینے سردی اور چھ مہینے گرمی دینا میں رہتی ہے اور اسی  
طرح گونا گون عذاب ذلت کا بیان کیا پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ منکر بہت ٹھیک ہو کر

ساتویں آسمان کے دروازے پر گئے تو وہاں دیکھا کہ کثیر تعداد میں فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہیں یہ مشاہدہ کر کے کہا مر جیایا بنی الصالح اور وہاں سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے بعد سلام کے کہا مر جیایا بنی الصالح اور وہاں سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک فرشتہ نیک و صورت خوش خلق عظیم والشان کرسی پر بیٹھا ہے اور اس کے ہر چار طرف نور چمکتا ہے اور وائیں بائیں اس کے بہت سے فرشتے نیک و صورت جمع ہیں ہیرائیل نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس فرشتے کا نام رضوان ہے اور بہشت کا دار و رخ ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سامنے تشریف لے گئے اور کہا السلام علیکم یا رضوان الجنتہ اس نے جلد سلام کا جواب دیا اور فوراً ہی معاف کیا اور پھر کہا یا مر جیایا حبیب اللہ اتنے میں حکم الہی ہوا کہ اے رضوان میرے حبیب کو مالک دوزخ تے، دوزخ کی باتیں سنا کر فگین کیا ہے تم ان کو بہشت کی باتیں سنا کر خوش کر دو۔ تب رضوان نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفت اور شان آپ کی اللہ نے قرآن مجید میں فرمائی ہے اور امت آپ کی اور پیغمبروں کی امت سے پہلے بہشت میں داخل ہو گئی یہ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑ کر بہشت الفردوس میں واسطے سیر کرانے باغوں کے لیے گئے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طرح طرح اور اقسام اقسام کی نعمتوں سے آگاہ ہوئے۔ پھر ایک آدمی انجیب سے آئی اسے حبیب میری امتوں کے واسطے بھی سب نعمتیں بہشت کی ہم نے تیار کی ہیں۔ اور امت تیری اہل الٰہ و بہشت میں خوش و محفوظ و معزز و مکرم رہے گی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شکر قاضی الحاجات بھالاکر آگے بڑھے اور وہاں سے بیت المعمور میں پہنچے اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کو یاقوت اور موتی اور ہنرمند سے بنایا ہے اس میں تیرہ ستون یاقوت سرخ کے ہیں اور صحن اس کا موتی کا ہے اور اس جگہ پر دو رکعت نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں کے ساتھ پڑھی اتنے میں تین پیالے بھرے ہوئے دودھ، شراب شہد سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ چھوٹھا پیالہ پانی کا بھی تھا۔ تب ہیرائیل نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے جو آپ کی خواہش ہے قبول کیجیے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ دودھ کا پیایا یہ دیکھ کر پھر سب فرشتوں نے آفرین کہی اور پھر کہنے لگے یا حبیب اللہ اگر آپ پیالہ پانی کا پینا اختیار کرتے تو سب امت آپ کی پانی میں غرق ہوتی۔ اور اگر آپ پیالہ شراب کا اختیار کرتے تو سب امت آپ کی نشے میں مشغول ہوتی اور اگر شہد کا پیالہ اختیار فرماتے تو سب امت آپ کی لذت و نیا میں مستغرق ہوتی۔ لیکن آپ نے پیالہ دودھ کا اختیار فرمایا اس لیے



آپ کی امت آفت و بلا سے نجات پاوے گی۔ لیکن تھوڑا سا دودھ جو آپ نے پیالہ میں چھوڑا ہے اس سبب سے تھوڑا سا گناہ آپ کی امت سے ضرور ہو گا پھر آپ نے چاہا کہ جو دودھ باقی رہا ہے اس کو بھی پی جاؤں۔ تب جبرائیل نے عرض کیا کہ اگر آپ اس وقت پیئیں گے تو کچھ مفید نہ ہو گا اور اب جو کچھ ہو سوسو کہو کہ حکم الہی رد نہیں ہو کر تپاں اس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکلیں ہو کہ سدرۃ المنتہیٰ کو گئے جو جبرائیل کے رہنے کی جگہ ہے اس جگہ پر پیغمبر خدا اپنی براق سے اترے اور پھر جبرائیل وہاں سے رجعت ہوئے اور کہا کہ میرا مقام یہاں تک تھا اور اب آپ خود ہی آگے تشریف لے جائیے اور مجھ کو مرہو برابر آگے جانے کا حکم نہیں۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجی جبرائیل مجھ کو اس جگہ تھپا چھوڑ کر جاؤ گے جبرائیل نے کہا یا حبیب اللہ اور دوسرے فرشتے آگے آپ کو یہاں سے لے جائیں گے آپ کسی طرح سے رنجیدہ خاطر نہ ہوں اور میری صرف ایک التماس ہے کہ آپ جناب تعالیٰ میں عرض کیجئے اور میرے حسبِ خواہش جواب دیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یو کیا بات ہے تب جبرائیل نے کہا یا رسول اللہ مجھ کو آرزو ہے کہ قیامت کے دن اپنے پروں کو پلٹر اٹھ پر بچھاؤں اور اسکی امت کو سلامتی کے ساتھ پار اتار دوں۔ اتنے میں امیر اہل تخت لڑائی لے کر حکم الہی سے آئے جس کو دف دف کہتے ہیں اسکو نور سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اس میں ستر ہزار پروں جو اہرات کے تھے اور مسافت ایک ایک پردہ کی پانچ سو برس کی راہ تھی آخروہ رہ طے کر کے مقام دف دف میں جو امیر اہل کی جگہ ہے پہنچے اور پھر عرش نے وہاں سے بدلی اٹھالیا خطاب آیا جناب باری تعالیٰ سے کہ اے حبیب آؤ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ نعلین پاؤں سے اتاریں تب عرش مجید جنبش میں آیا۔ حکم ہوا اے حبیب نعلین مت اتارو مع نعلین کے آؤ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی یا الہی موسیٰ کو حکم ہوا تھا کہ وہ چالیس روزے رکھیں اور اپنے پاؤں سے نعلین اتار کر طور سینین پر آئیں اور یہ مقام تو اس سے ہزار درجہ بہتر ہے کیونکہ میں نعلین سمیت آؤں پھر حکم ہوا اے حبیب موسیٰ کے اس واسطے نعلین اتارنے کا حکم دیا تھا کہ خاک طور سینین ان کے پاؤں میں لگے جس میں ان کو بزرگی حاصل ہو اور نیری خاک نعلین سے عرش کو بزرگی دوں گا۔ چنانچہ آپ نے وہاں دیکھا کہ داینی طرف کے تین سو بارہ ممبر ہیں اور بائیں طرف ایک ممبر بڑا عظیم والشان بڑا آجواہرات سے مرصع نظر آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ممبروں کا احوال دریافت کیا خطاب آیا کہ داینی طرف کے سب ممبر اور پیغمبروں کے لیے بنائے گئے ہیں وہ بائیں طرف کا ممبر صرف تمہارے واسطے بنایا گیا ہے کیونکہ عرش کے دائیں طرف بہشت ہے اور

اور بائیں طرف دو زخ ہے جس وقت کہ تیر بائیں طرف مہر پر بیٹھے گا تو ضرور ہے کہ دوزخیوں کا  
کاگز اسی طرف سے ہو گا اسی وقت اگر کوئی تیری امت میں سے دوزخیوں میں شامل ہو جائے گا  
اور تو اس کی شفاعت کرے گا تو میں اس کو بخشوں گا۔ عرض کوئی گنہگار تیری امت میں سے ہمیشہ  
دو زخ میں گرفتار نہ رہے گا پھر روف روف نے آکر چھڑ کو اٹھایا اور حجاب کیرائی تک پہنچا کر وہ بھی  
غائب ہوا اور میں اس بجہ نہ ہار ہا۔ جب بھ کو خوف کیرائی میرا تب ناگاہ مانند آواز ابو بکر صدیق کے یہ آواز  
میں نے سنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم توقف کر کہ بیشک پروردگار تیرا صلوة میں مشغول ہے اس دم  
میں نے اس آواز سے متعجب ہو کر اپنے جی میں کہا یا الہی اس بجہ آواز ابو بکر صدیق کی کہاں سے  
آئی لیکن اس آواز سے وحشت میری جاتی رہی اور میں نے عرض کی جناب باری تعالیٰ میں یا الہی  
تو غناز پڑھنے سے پاک ہے اور آواز ابو بکر کی کہاں سے آئی حکم ہوا اے میرے حبیب صلوة  
میری رحمت ہے تجھ پر اور تیری امت پر اور آواز ابو بکر کی سی اس واسطے تھی کہ وہ تیرا بار  
غار ہے اور انیس ودف دار ہے پس ایسے مولس کی آواز سننے سے وحشت تیری اس مقام  
میں دفع ہو گی اس واسطے میں نے ایک فرشتہ بصورت ابو بکر کے پیدا کیا اور اس کی آواز  
مثل آواز ابو بکر کے ہے اسی نے آواز دی تھی چنانچہ اس سے تیری وحشت جاتی رہی اور بعض  
یوں بھی روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف ہوا اس وقت ایک قطرہ پانی کا کثیریں  
زیادہ شہد سے اور زیادہ ٹھنڈا برف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آیا اور اس علم اول  
و آخر کا معلوم ہوا تب وحشت دل سے باقی رہی پھر ستر بزار پر ردہ فور سے گزر کر قباب قریین  
میں پہنچے اور وہاں پر احادیث کا ظہور پایا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نور احادیث کا  
دیکھا فوراً اپنا مبارک سجدہ میں رکھا اور پھر ایک آواز آئی اے دوست میرے بے کیا تحفہ لایا ہے  
اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالطَّيِّبٰتُ ترجمہ یعنی  
ہر قسم کی عبادت خواہ وہ مالی ہو یا بدنی یا روحانی اللہ کے واسطے ہے پھر اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ  
نے ارشاد فرمایا۔ اَسْلَمَ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ یعنی سلام ہے  
تجھ پر اے نبی اور رحمت اللہ تعالیٰ کی اور برکتیں اس کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
اَسْلَمَ عَلَيْكَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ یعنی سلام ہو ہم پر اور سارے نیک بندوں پر  
پھر اسی مقام میں فرشتوں نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ  
وَرَسُولُهُ۔ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بندے اس کے اور رسول اس کے ہیں اور



وَصَحَّ لَا شَرَّ فِيكَ اس مقام میں اس واسطے نہ کہا کہ وہاں کوئی مشرک نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے حبیب جو کچھ میں نے اور تو نے اور فرشتوں نے اس وقت کہا کہ اس کو ہر نماز کے قعدے میں پڑھا گئیے اور پھر فرمایا اے میرے حبیب عروش و کرسی لوح و قلم زین و اسباب نباتات و جمادات بلکہ جن و کل مخلوقات پھر ہزار عالم خشکی اور بارہ ہزار عالم تری کے اور آفتاب و مینا اور ستارے و بروج اور بہشت اور دوزخ تیری محبت کے سبب سے میں نے بنائے ہیں اور اس وقت تیرے واسطے اجازت ہے جو چاہے سوانگ اور میں تیری منہ مانگی مراد پوری کروں گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک سجدے میں رکھ کر خداوند قدوس سے عرض کی میں امت کنگار رکھتا ہوں اور تیرے عذاب سے ڈرتا ہوں، اہذا تو میری امت کے گناہ بخش دے اور اس کو دوزخ کی آگ سے پناہ دے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہم نے تہا کی گناہ تیری امت کے بختے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کرتے ہوئے عرض کیا یا الہی نام گناہ میری امت کے بخش دے پھر جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ تیری امت کے اوصے گناہ بخش دیجئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ پیش کرتے ہوئے عرض پیش کی تو جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ جو کوئی حصدق دل سے کلمہ طیب ایک بار پڑھے اور اس کے مضمون پر کامل اعتماد کرے گا اس کو میں ضرور بخشوں گا اگرچہ وہ کنگار ہی کیوں نہ ہو اور اگر وہ کفر و شرک تک پہنچا ہو گا تو اس کو ہرگز نہ بخشوں گا اور اس کو جہنم کے عذاب سے نجات نہ دوں گا پھر حکم ربانی ہوا کہ اے دوست تو نے دنیا کے درمیان فیکری اور غریبی اختیار کی اگرچہ دنیا فانی ہے مگر دنیا چاہے تو تمام جمادات اور نباتات وغیرہ وغیرہ کو سونا چاندی بنا دوں اور دنیا کو دارالغزار کر دوں اور یا قوت اور زمرہ دار و لولہ اور مرجان و بان و بجای پیدا کر دوں تاکہ اپنی امت کو بے کرب و آلا باویہ موت کے گزران کروں اور نعمتیں بہشت کی وہیں موجود کروں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک سجدے میں رکھ کر مناجات کی خداوند دنیا تو مر وار بخش ہے۔ النبی حقیقۃ و طاب لہما کلا۔ یعنی دنیا مر وار ہے اور اس کے طالب کتنے ہیں اور میرے لیے تو دنیا سے اجزت بہتر ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب سوال جبرائیل کا تو بھول گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی کہ یا الہی تو دانا و عینا ہے اور سوال اس کا تو خوب جانتا ہے۔ جناب تعالیٰ سے یہ حکم ہوا اے حبیب سوال جبرائیل کا تیرے دوستوں اور اصحابوں کے واسطے میں نے منظور کیا۔ اور وہ سوال یہ ہے کہ حضرت جبرائیل نے کیا تھا یا رسول اللہ میری کتاب ہے کہ قیامت

کے دن اپنے بازوؤں کو پل صراط پر بچاؤں اور آپ کی امت کو سلامتی کے ساتھ پار اتار دوں  
اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی معفرت کے واسطے حکم کیا تب آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام نعمتیں بہشت کی دیکھیں اور جو مکان اہل بیت اور صحاب کبار کے  
واسطے تیار ہوئے ہیں جدا جدا دیکھ کر حمد و ثناء خالق کون و مکان کی بجالائے اور جناب باری تعالیٰ  
سے حکم آیا ہے دوست تو مکان اپنی امت کا دیکھ کر خوش و راضی ہو۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ  
نے عرض کی خداوند بلندے کہ کیا طاقت ہے کہ اپنے خدا کی نعمت سے ناراض ہو۔ تب جناب باری  
سے حکم ہوا کہ یہ سب نعمتیں بہشت کی میں نے تیرے دشمن کے واسطے حرام کی ہیں اس کے بعد آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم طبقات دوزخ کے دیکھنے کے لیے متوجہ ہوئے اور دوزخ کے طبقات  
ملاحظہ کرتے رہے۔ پہلے طبقات میں یہ نسبت طبقات دوسرے کے رنج و عذاب کم تھا پھر  
دیکھا کہ اس کے اندر ستر ستر دریا ئے آتشی ناپیدا کناں ایسے جو دوش خروش سے بہتے تھے کہ اگر  
تھوڑا سا بھی شور اس دنیا میں پہنچے تو خلقت زمین کی زندہ نہ رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے مالک سے جو دوزخ کا دار و درہ پوچھا کہ یہ طبقہ کس خلقت کے واسطے بنایا گیا ہے اس نے  
یہ سن کر اپنا سر جھکا لیا کچھ جواب اس کا نہ دیا۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا کہ یہ شرم و حیا کی وجہ سے  
آپ سے عرض نہیں کر سکتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ان کو دشایہ آج اس کا  
تدارک ہو سکے تب پھر مالک نے رو کر عرض کی کہ یہ طبقہ آپ کی امت کے گنہگاروں کے واسطے  
تیار ہوا ہے لہذا آپ اپنی امت کو بہت زیادہ نصیحت فرمائیے اور اچھی طرح سمجائیے تاکہ وہ گناہوں  
سے باز رہیں قیامت کے دن مجھے جہاں تخفیف عذاب و رنج کی مطلق نہ ہوگی تب آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن کر اور اپنا عمامہ اپنے سر مبارک سے اتار کر بآب دیدہ مناجات  
کرنے لگے کہ خداوند ارحم الراحمین اس کے دیکھنے سے ایسا خوف آیا ہے کہ مجھے تاب و طاقت اس کے دیکھنے  
کہ نہ رہی اور امت تو میری بہت ہی ناتواں اور ضعیف ہے وہ کیونکر اس عذاب کو برداشت کرے  
گی خداوند ارحم الراحمین ہے اور مجھ کو تو نے امت کا پیشوا بنایا ہے اور عزت و ابر و بھی میری تیری  
قدرت کے قبضے میں ہے پس پھر حکم اللہ تعالیٰ کا ہوا کہ اے میرے حبیب تو کچھ تم نہ کر قیامت  
کے دن میں تمہاری شفاعت سے اتنے لوگ بخشوں گا کہ تم اس سے راضی رہو گے۔ تب آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا قسم ہے تیری ذات پاک کی میں ہرگز راضی نہ ہوں گا جب تک  
ایک شخص کو میری امت میں سے بہشت میں نہ لے جائے گا۔ اسی طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم



کے۔ انھوں نے ہزار کلمات راز و نیاز اور امر و نہی کے ارشاد کیے پھر جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ روز پچاس وقت کی نماز اور پچھپینے کے روز سے ہر سال تم پر اور تمہاری امت پر میں نے فرض کیے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر سجدے میں رکھ کر الحاح زاری کی پھر کہا یا الہی میری امت صغیف و ناتواں ہے اور عمر بھی توڑی ہے اس قدر بارگراں نہ اٹھا سکے گی۔ جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ ہر روز پچھپینے وقت کی نماز اور تین پینے کے روز سے فرض کیے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر سجدہ میں رکھا اور اپنے دل میں آراوہ کیا اگر رات دن میں پانچ وقت کی نماز اور ایک سال میں ایک پینے کے روز سے فرض ہوویں تو پھر بخوبی ادا ہو سکیں گے چنانچہ باری سے حکم ہوا کہ میں ارحم الراحمین ہوں اس وجہ سے اے میرے حبیب بادل میں تو نے ارادہ کیا ہے وہ میں نے قبول کیا اور پچاس وقت کی نماز اور پچھپینے کے روز کی کا ثواب تجھ کو ملے گا میں نے تجھ کو یہ بخشا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی کہ یا الہی میری امت پر چھٹی کہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہدیہ و تحفہ ہمارے لیے عنایت فرمایا تو میں ان کو کیا خوشخبری دوں گا جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ اول نماز پنج وقت کی اور روزے ایک پینے رمضان المبارک کے اور تیس ہزار کلمات دینی و دنیاوی لکھو دنیا اور تیس ہزار کلمات جہاد و داری کے ہیں اس کا کسی سے نہ کہنا اور باقی تیس ہزار کلمات جو ہیں اس کو کہو یا نہ کہو تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کیا اور پھر اپنا سر مبارک سجدے میں رکھ کر عرض کی کہ یا الہی جو کچھ میں نے دیکھا اور سنا ہے یہ میں کس کو کہوں اور کون میری اس بات کا اعتبار کرے گا جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ پہلے تم ابو بکر صدیق سے کہو وہ تمہاری بات کو سچ جانے کا پیچھے اس کے پھر ہر ایک مانے گا۔ آنحضرت سجدہ شکریہ لائے اور پھر بارگاہ الہی سے رخصت ہوئے اور روف روف پر سوار ہو کر سلسلۃ النبیؐ تک پہنچے اور وہاں پر حضرت جبرائیلؑ منتظر تھے براق کے کراگے بڑھے۔ پھر وہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر بیت الاقصیٰ میں پہنچے اور نبی مرسل وہاں آپ کا انتظار کر رہے تھے ان سبھوں نے دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارکباد دی اور معاملۃ مصافحہ کیا پھر حضرت جبرائیلؑ نے آذان دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کی اور جملہ انبیاء کو امام مقتدی ہو کر غار پر بھی اس کے بعد وہاں سے رخصت ہوئے نبیؐ جی اہل جہان کی گھر میں تشریف لائے اور حضرت جبرائیلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکان پر پہنچا کر اور براق لے کر اپنی جگہ پر چلے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لائے تو بستر کو گرم پایا اور جس جگہ پر وضو کیا تھا وہاں سے نماز

کو بہتے اور حجرے کی زنجیر کو پختے دیکھا اس واقعہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ (اللہ اعلم بالصواب)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کی حقیقت بیان کرنا اور یہودی کا مسلمان ہونا وغیرہ

ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز فجر کے کچھ واقعات معراج <sup>بیت</sup> کے حضرت ابوبکر صدیق اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیان فرماتے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات صداقت آیات سنتے ہی کہا کہ، صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اس سبب سے ان کا لقب بھی صدیق ہوا۔ اور حبیب البجیل وغیرہ نے یہ سن کر کہا کہ کُنْتُ بَشَرًا اس واسطے خطاب ان کو کافروں کو کذاب و زندیق و ملعون کا دیا گیا۔ اور جو کوئی حضرت ابوبکرؓ کے موافق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج پر تصدیق کرے گا وہ بیشک مثل ابوبکر صدیق کے صدیقیوں کے مرتبے میں ہے اور جو کوئی منکر معراج ہو گا وہ یقیناً مطابق البجیل کے یعنی اور مردود ہو گا۔ اور اس محفل میں ایک یہودی گنوار نے معراج کا حال سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہا اور حضرت کے پاس سے اٹھ کر بازار میں آکر ایک بڑی پھلی مول لے کر اپنی بیوی کو دی اور اس سے کہا کہ جلدی اس پھلی کے کباب بنائیں بھوک سے مبتاب ہوں اور مجھے سخت بےقراری ہو رہی ہے اسنادن آیا اب تک ہمارا نہ ہوں جب میں دریا سے نہا کر آؤں گا تو پھر کھانا کھاؤں گا۔ وہ یہودی یہ کہہ کر لب دریا پہنچا اور اپنے کپڑے کنارے پر رکھ کر پانی میں غسل کرنے کو اترتا اور پھر اس نے غوطہ لگایا جب اس نے اپنا سر اٹھایا اپنے تئیں ایک عورت جو ان صورت پایا اور کپڑے کنارے پر رکھے تھے وہ بھی اس کو نہ ملے یہ ماجرا عجیب و غریب دیکھ کر بہت گھبرایا اور پھر اس نے اسی گردابِ تجر میں غوطہ کھایا کنارے کے پاس آکر پاس آبرو کے سبب آنکھوں سے اپنی آبرو پسندو رو کر آسویں پایا۔ بار بار ہاتھ پر ہاتھ اور اپنے منہ سے یہ بات یہ بات پکارتا اور اپنا ننگا بدن دیکھ کر اس کو شرم آئی تو اس نے درختوں کے پتوں سے اپنی شرم لگا چھپائی اور اتنے میں ایک گنوار جو گھوڑے پر سوار تھا اس طرف سے گزر کر ایک عورت حسین خوبصورت سنگی بیٹھی ہے اس نے نہایت خوش اور شیدا ہو کر اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھوڑے پر بٹھا کر اپنے گھر لے گیا۔ اور پھر اس کو اپنے گھر میں لایا۔ غرض سات برس اس کو اس جوان کی خانہ داری میں گزرے اور تین فرزند بھی اس سے تولد ہوئے ایک دن وہ عورت اپنے ہمسایہ کی عورتوں



کے ساتھ دیا پر بنانے کو گئی اور جس جگہ پر اس نے پہلے کپڑے رکھے تھے اسی جگہ پر اب کی باز بھی اتار کر کپڑے رکھے اور اپنے خیال سے وہ واردات بھول کر نہاتے ہیں مشغول ہوئی جب اس نے غوطہ مار کر اپنا سر اٹھایا تو اپنے تئیں صورت اصلی پر دیکھا اور کنارے پر جو مردانے کپڑے پہلے رکھے ہوئے تھے وہاں پر وہیں پائے اور جب وہ اپنے کپڑے پہن کر اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ وہ چھلی باز اسے لاکر اپنی بیوی کو دی تھی وہ اب تک زندہ ٹرپ رہی ہے اور اس کی عورت کے ہاتھ میں جو کام تھا وہی کام کر رہی تھی اور بعض روایات میں یوں آیا ہے کہ اس کی عورت سوت کات رہی تھی اور ابھی تک وہ پونی اس کے ہاتھ میں تمام نہ ہوئی تھی پھر اس نے اپنی عورت سے جا کر کہا کہ تم نے ابھی تک چھلی نہ پکائی اتنی دیر تو نے پکانے میں کیوں کی ہے اس کی عورت بولی کیا ضرورت ہے کچھ پی کر آئے ہو ابھی چھلی لائے ہو۔ ایک لمحہ میں کہیں چھلی کپتی ہے پھر اس نے اپنی بیتی ہوئی واردات کو اس سے بیان کیا وہ بولی ابھی بہت دور ہے اور معلوم ہوتا ہے تم نشے میں چور ہو۔ اس نے یہ بات سن کر جی میں جانا کہ میں نے حال معراج کا سچ نہ بانا تھا۔ اور میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوٹا سمجھا تھا اسی سبب سے یہ حال مجھ پر گزرا اس میں کچھ شک نہیں ہے پس میں نے یقین کامل کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں۔ اور دین اسلام برحق ہے۔ الغرض حاصل کلام یہ ہے کہ اس یہودی کو دین اسلام کی خواہش ہوئی چنانچہ وہ اسی وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا دیکھا کہ معراج شریف کا حال بیان فرماتے ہیں اس نے اگر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو میں جھوٹا جانتا تھا اس کی تعزیر پائی اس کے کہنے پر صحابہ کرام نے اس سے پوچھا کیا تو نے کوئی تعزیر پائی۔ تب اس یہودی نے سب حقیقت چھلی اور غل اور صورت بدلنے اور نکاح اور اولاد اور سات برس گزرنے اور پھر اصلی صورت پر آنے کی کیفیت بیان کی بات سن کر تمام صحابہ کرام سجدہ شکر جناب رب العالمین کا بجا لائے اور پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ معجزہ خاص کہ آپ کے واسطے ہے ایسا معجزہ عنایت ہوا۔ آخر وہ یہودی ایمان لایا اور ابو جہل کو کچھ اثر نہ ہوا اور پھر اس نے کہا کہ یہ سب فریب بازی سے اور افترا سازی ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کہ تعالیٰ مَنْ يَهْدِيهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلِّهِ فَلَا هَادِيَ لَهُ طرہ ترجمہ جس کو اللہ تعالیٰ راہ دے پھر کوئی نہیں بہکانے والا اس کا اور جس کو اللہ تعالیٰ بہکا دے پھر اس کو کوئی راہ دینے والا نہیں۔ اور جب خبر معراج شریف کی کہ معظمہ میں ہوئی تب اکثر اہل مکہ متفق ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اگر تمام احوال بیت المقدس کا ہم سب سے بیان کریں تو ہم آپ کے معراج کے سال پر ایمان سے آدیں گے

اور صدق دل سے مسلمان ہو جائیں گے کیونکہ ہم لوگ بیت المقدس کی علامات کو خوب ابھی طرح سے جانتے ہیں۔ اگر آپ آسمان پر گئے ہوں گے تو وہاں کا حال بھی آپ کو معلوم ہو گا اگر تمہیں یہ تو نشانات بیت المقدس کے بیان کرو۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ تامل سا ہوا اس واسطے کہ احوال بیت المقدس کا بیان کرنا اس وقت کچھ ضرور نہ تھا۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے حکم سے بیت المقدس پہنچے بیرون پر اٹھا لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ اس وقت جو لوگ احوال بیت المقدس کا پوچھتے تھے تو ہمہ نوا اس کو بیان کرتے اس کے بعد جو لوگ اصلی اور سجدا زلی تھے وہ تو ایمان سے آگے اور انہوں نے فوراً صدقہ یا رسول اللہ کہا اور جو لوگ بد بخت ذاتی تھے انہوں نے جسم خاکی کو آسمان پر مانا اختلاف قیاس کیا اور قدرت کاملہ سے غافل ہو کر انکار کیا۔ پس اسے نیک مہربان نصیحت اس واقعہ کی بدرجہ اعلیٰ جانو کہ ایمان بیت و نجوم نے رصد اور بند سبکی دلیل سے ثابت کیا ہے کہ ماہتاب اگر تاروں سے چھوٹا ہے مگر حرم اس کا زمین میں بہت بڑا ہے اور اسباب گردش فلک کے ہزاروں برس کی راہ ایک ہی لمحہ میں طے کرتا ہے اور اپنی حرکت سے مشرق و مغرب تک سینکڑوں برس کی راہ ایک ہی لمحہ میں طے کرتا ہے یہ سیر بسرعت ماہتاب کی عند النقل محال نہیں ہے تو پھر آفتاب بنوت کا جس کے نور سے سب کچھ پیدا ہوا ہے اگر تھوڑی سی رات میں غر ش تک جاوے اور پھر آوے تو کیا کوئی عجیب بات ہے۔ اور پھر شیطاں برائے بن خلق اللہ سے ہے وہ ایک لحظے میں مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک جا سکتا ہے۔ اور جو شخص بہترین مخلوقات ہو اگر تھوڑی رات میں آسمان پر جائے اور پھر واپس آئے تو کیا محال ہے اسے نیک بخیر ذرا غور کرو کہ فرشتے جبرائیل وغیرہ ہزاروں بار زمین پر آتے ہیں اور جلتے ہیں اگر ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ تمام فرشتوں سے اور تمام مخلوقات سے بہتر اور افضل ہیں۔ زمین سے آسمان پر تشریف فرما ہو دیں تو کیا بعید معلوم ہوتا ہے اسے لوگو! پوشیا رہ ویندار سمجھو کہ جو نور الیوم سے پاکیزہ ہو دیں اگر ایک رات میں طاقت اسی سے آسمان پر پہنچے کیا عجیب ہے اسی طرح ہزاروں دلیلیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کی صداقت کی جس میں اس جگہ پر طوالت کلام میں نہیں دیتا بس اہل ایمان کے واسطے جو قدر دان ہیں ان کے لیے اس قدر ہی کافی و کافی ہے لہذا میں اس پر اکتفا کرتا ہوں۔ خداوند ہم سب کو پاک مسلمان پائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔



## معجزات اور بزرگی اور خصال حمیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

معجزہ (۱)۔ حضرت ابو بکر صدیق بن تمیذ سے روایت ہے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظلم و ستم سے قریشیوں کے گھر چھوڑ کر میدان میں جا کر ایک درخت کے نیچے سو رہے تھے اور اور آپ نے اپنی تلوار کو اس درخت کی شاخ پر لٹکا دیا تھا۔ اچانک ایک یہودی اعرابی نے وہ تلوار لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کے لیے اٹھائی فوراً درخت نے اپنی شاخ سے اس یہودی کو ایسا مارا کہ اس کا مغز منہ سے نکل پڑا اور پھر عذاب ابدی میں گرفتار ہوا۔ معجزہ (۲)۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی کا بن عین اسفندیار مثل تھمتیں بکریاں چرانا تھا۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر بولا اے محمد تو ہمارے معبودوں کو باطل کہتا ہے حضرت نے فرمایا ہاں بے شک تب اس نے کہا ہم تم دونوں امتحان کریں۔ تو اپنے خدا کو پکار اور میں اپنے معبودوں کو پکارتا ہوں۔ اگر تو مجھ سے جیتا تو میں تجھ پر اور تیرے خدا پر ایمان لاؤں گا اور میں جیتا تو تمام معبود میرے بزرگ ہیں۔ یہ بات کہہ کر رسول خدا کو پکڑ کر ایسا زور کیا کہ اگر یہاں ہوتا تو اس کو بھی اپنی جگہ سے اکھاڑ دیتا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موٹے مبارک کو جھینٹ نہ دے سکا پھر اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زور نبوت سے اس کو اٹھا کر ایسا پٹکا کہ جیسے دھو بکڑا پاٹ پرارتا ہے۔ تب اس نے جانا کہ محمد صادق ہیں اور ان پر جو نازل ہوا ہے وہ سب سچ ہے اور ہمارے معبود سب جھوٹے نہیں۔ بالا آخر مسلمان ہو گیا اور ایمان لایا۔ معجزہ (۳)۔ اور حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ایک مشکاٹ کی کا حضرت نے مالک بن انس کی ماں کو عنایت کیا تھا کہتے ہیں کہ اس مشکے نے تقریباً بیستالیس برس تک گھی خرقہ کیا لیکن وہ خالی نہ ہوا اگر بعد میں اس کو ایک دھوا گئے سے وہ مشکاٹ ہوتا۔ اس کے بعد وہ ختم ہو گیا۔ معجزہ (۴)۔ حضرت ابو حریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو چند ختمے بخشے تھے اور میں

نے ایک باندی تقریباً بیس برس تک رکھا تھا۔ اور میں بھی ان میں سے کھاتا تھا۔ اور دیکھ لوگوں کو بھی خدا کی راہ میں دیتا تھا لیکن وہ کم نہ ہوتے تھے مگر حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی شہادت کے دن سے وہ برکت جاتی رہی۔ معجزہ (۵)۔ جس دن کفہ فتح ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں داخل ہوئے آپ کے دست مبارک میں ایک چابک تھا اور اس چابک سے بول کی طرف جو کہنے کے اندر تھے اشارہ کرتے تھے اور پھر یہ آیت پڑھتے۔ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَرَحِمَ الْبَاطِلُ ط یعنی حق آیا اور جھوٹ لٹل

بھاگا، اسی وقت سب بتوں سرنگوں ہو کر پڑے۔ معجزہ (۱۱۸) ایک شخص باپس ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم داہنے ہاتھ سے کھانا کھایا کرو اس نے مکروہانہ سے سچے عذر پیش کیے اور کہنے لگا اسی وجہ سے میں داہنے ہاتھ سے کھانا نہیں کھا سکتا ہوں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تو نہ کھا سکے گا پھر ماعروہ شخص اپنے داہنے سے کھانا نہ کھا سکا۔ معجزہ (۱۱۹) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت پتھر بھی کہتے تھے السلام علیک یا رسول جب کسی سنگریزے کو اپنے ہاتھ میں اٹھاتے تو وہ تسبیح پڑھنے لگتا تھا معجزہ (۱۲۰) ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ستون پر ٹیک لگا کر خطبہ پڑھتے تھے بعد چند روز منبر تیار ہوا اس پر پڑھے ہو کر خطبہ پڑھا اس وقت اس ستون سے آواز فریاد و زاری کی نکلی۔ اس واسطے کہ حضرت کی پشت سے وہ فروم ہو یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے متعلقہ کیا تب اس کو قرار آیا۔ معجزہ (۱۲۱) ایک دن ایک ہزار چار سو آدمی کا لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا تمام کار و روایات کے واسطے سب کے عاجز و مجبور تھے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی شہادت کی زمین پر ٹیک دی اسی وقت سے اس سے پانی جاری ہو گیا۔ چنانچہ تمام لشکر وضو اور غسل اور کار و روایات سے فاسخ و آسودہ ہوا معجزہ (۱۲۲) ایک دفعہ خندق کی لڑائی کے دن چار سو آدمی جو کہ روٹی سے ہزار آدمیوں کے لشکر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیر کر لیا اور پھر وہ اسی قدر موجود رہی معجزہ (۱۲۳) ایک دفعہ جنگ تبوک میں تیس ہزار آدمیوں کے لشکر میں ایک آدمی کے لائق پانی نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک تیر اسی میدان میں کھڑے ہوئے فوراً اس جوش و خروش سے پانی نکلا کہ سارا لشکر آسودہ ہوا معجزہ (۱۲۴) ایک مرتبہ کئی شخص الفار سے آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اونٹ بہت شوخی کرتے ہیں اور اپنی پیٹھ پر سے بوجھ پیچھے ڈال دیتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اونٹوں کے پاس جا کر کچھ پڑھا پھر ان اونٹوں نے کبھی سر کشی نہ کی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول سب بیوان آپ کو سجدہ کرتے ہیں کیا ہم بھی آپ کو سجدہ کیا کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہرگز نہیں۔ اگر سجدہ کرنا آدمیوں کو روا ہوتا تو میں حکم دیتا کہ غوثیں اپنے شوہر کو سجدہ کریں معجزہ (۱۲۵) ایک مرتبہ ایک اونٹ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اپنے مالک کا شکوہ کیا کہ وہ مجھ سے بہت محنت لیتا ہے اور مجھے پیٹ بھر کر کھانے کو نہیں دیتا اور آپ رحمۃ للعالمین ہیں لہذا آپ مجھ کو اس بے نیازی سے یا پھر میری طرف اس سے سفارش کیجیے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے مالک سے کہا تو اونٹ کو بقیت و الہی بیچ دے ورنہ تو اس کو پیٹ بھر



کرکھائے گو دسے معجزہ ۱۱، ایک دن ایک اسرائیلی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت  
 دی اس نے کہا کہ آپ کی پیغمبری کی کیلیدل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ درخت جو میرے  
 سامنے ہے یہ گواہ ہیں، تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا، چنانچہ وہ درخت خدا  
 کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا اور پھر تین مرتبہ اس درخت نے کہا  
 اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ۚ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ۚ تَب وَهَلْ اَرٰی  
 یہ حال دیکھ فوراً ایمان لے آیا معجزہ ۱۵، ایک دن ایک اونٹ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 عرض کی کہ میں جی لوگوں میں ہوں وہ نماز عشاء کی نہیں پڑھتے اور قبل نماز عشاء کے وہ لوگ سو جاتے  
 ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو طلب کیا اور نماز کی ادائیگی کی سخت تاکید فرمائی  
 معجزہ ۱۶، ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس اور معاذ کے لڑکوں کے حق میں  
 دعا فرمائی تو اس مکان کے درو دیار اور پھرتوں نے فیض زبان سے آمین کہا معجزہ ۱۷، ایک لڑکا  
 جس دن تولد ہوا اسی دن اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے، حضرت نے پوچھا ہے  
 لڑکے میں کون ہوں؟ اس نے آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تو پیچ  
 کہتا ہے اور پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کے واسطے برکت کی دعا کی۔ معجزہ ۱۸، ایک شخص کو لگا مادرِ زاد  
 تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے بتے تامل کہا آپ رسول خدا ہیں۔  
 معجزہ ۱۹، ایک عورت اپنے لڑکے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم اس لڑکے کو جنون ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس کے سینے  
 پر پھیرا فی الفور اس کا جنون جاتا رہا معجزہ ۲۰، ایک شخص اپنے لڑکے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 پاس لایا اور کہا اسے حضرت یہ لڑکا مثل گونگے کے چپ رہتا ہے اور بات نہیں کرتا آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے تھوڑا سا پانی اپنی کلی کا پلایا وہ فی الفور باتیں کرنے لگا اور پھر ایسا بڑا عالم اور عقلمند ہوا  
 کہ اکثر لوگ اس سے تعلیم پاتے تھے۔ معجزہ ۲۱، ایک شخص کو استسقا کی بیماری تھی بلکہ وہ قریب الہلاکت  
 ہو چکا تھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر دعا کی درخواست کی اور اس ہلک بیماری  
 سے شفا کی خواہش ظاہر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آبِ دہن تھوڑا سا خاک میں ملا کر اس کو دیا اس  
 نے دھوا کہ اپنی زبان پر رکھی حکم خدا وہ فی الفور ٹھیک ہو گیا معجزہ ۲۲، نزدیکی میں حضرت علی کرم وجہہ کی آنکھوں  
 میں شدت کا درد تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے شفا کی دعا کی اور پھر تھوڑا سا لعاب  
 دہن مبارک کا آنکھوں میں لگایا، حکم خدا آنکھوں کو فی الفور آرام ہو گیا۔ معجزہ ۲۳، ایک شخص کی آنکھ سفید

ہو گئی تھیں۔ اور اس کو کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ کے پاس آیا آپ نے اس کی آنکھوں پر کچھ بڑھ کر چھونکا بفضل خدا اس کی باطنی حالت پر آگیتیں اور وہ شخص اچھی طرح سے دیکھنے لگا معجزہ ۲۴  
 ایک شخص کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے ٹوٹے ہوئے  
 پاؤں پر پھیرا حکم خدا فوراً جوڑ مل گیا اور اس نے بیماری سے شفا پائی معجزہ ۲۵ ایک شخص نے کہا  
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بیٹے کو آپ زندہ کر دیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ چنانچہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے ساتھ اس کی قبر پر گئے وہاں جا کر آپ نے اس لڑکے کو  
 آواز دی کہ اے لڑکے تیری خواہش ہے پھر دنیا میں آنے کی یا اس نے کہا نہیں اور پھر کہا یا رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم میں نے تو آخرت کو دنیا سے بہتر پایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تیرے  
 ماں باپ مشرف باسلام ہوتے ہیں اگر تیری خواہش دنیا میں آنے کی ہو تو اپنے ماں باپ کے ساتھ  
 آ کر رہ اس نے کہا ماں باپ سے زیادہ ہر بان تو میں نے خدا کو پایا معجزہ ۲۶ ایک دن حضرت جابر  
 نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور اس میں ایک بکری ذبح کی منب حضرت جابر نے  
 کھیل سمجھ کر اپنے ایک چھوٹے بھائی کو ذبح کر ڈالا اس کی ماں یہ حال دیکھ کر دوڑی اور لڑکا مارے  
 وڑکے پھرت پر چڑھ گیا۔ اور جب اس لڑکے نے اپنی ماں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو بہت زیادہ ڈرا اور  
 پھٹ پر سے کود کر وہ بھی مر گیا اس عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر کے گھر پر تشریف  
 لے آئے آپ نے ان سے پوچھا کہ وہ تمہارے لڑکے کہاں ہیں۔ اس وقت حضرت جابر نے گمان کیا  
 کہ اگر میں ان دونوں کا مرتبا بیان کروں گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانا نہیں کھائیں گے۔ منب ناچار  
 ہو کر لڑکوں کی ماں نے ان کے مرنے کا احوال بیان کیا چنانچہ یہ بات سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 بیقرار ہو کر ان دونوں کی لاشوں پر جا کھڑے ہوئے۔ اور پھر دعا کی۔ چنانچہ فوراً دونوں لڑکوں نے  
 زندہ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور پھر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے کہ تم لوگ بکری کا گوشت کھاؤ اور اس کی ہڈی نہ توڑو۔ پھر بعد اس کے ہڈیوں کو جمع کیا اور اپنا دست  
 مبارک اس پر رکھ کچھ کلام پڑھا اور پھر اس پر دم کیا۔ چنانچہ وہ فوراً بکری کا زندہ بھگم ہوا معجزہ ۲۷  
 ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس کے حق میں دعا فرماتے تھے ان کی تین پشت  
 تک اس دعا کا اثر باقی رہتا تھا معجزہ ۲۸ ایک دن حضرت انس بن مالک نے عرض کی یا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے واسطے کچھ دعا کی کیجیے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی یا الہی  
 مال اولاد میں انس کو برکت دے حضرت انس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اس



قد دولت مند ہوا کہ دولت مند میری کبھی کم نہ ہوئی اور جو عیش و خوشی میں نے کی ہے سو کسی کو نصیب نہ ہوئی اور اولاد بھی میری تقریباً ایک سو سے زائد ہوئی معجزہ ۲۹۔ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن ابن عوف کے واسطے برکت کی دعا کی سو ان کے واسطے دروازہ روزی کا اس قدر کشادہ ہوا کہ اگر وہ پتھر اٹھاتے تو اس کے نیچے بھی سونا پانڈی پاتے پہلے وہ فقیر تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ایسے میر ہوئے کہ ان کی موت کے بعد پچاس ہزار مہربان وصیت تھا جو ان کو دینے گئے اور چار لاکھ دینار چاروں بیٹیوں کے حصے میں آئے حالانکہ وہ خود بھی بہت کچھ خیرات کر چکے تھے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بہشت کی بشارت دی تھی معجزہ ۳۰۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سہ مبارک پر ہاتھ پھیرا اور پھر دعا اللہ تعالیٰ سے کی اس دعا کی برکت سے حضرت عمر ہر وقت حیران معلوم ہوتے تھے حالانکہ وہ اسی برس کی عمر رکھتے تھے معجزہ ۳۱۔ ایک دن ایک شخص کے چہرہ پر دست مبارک پھیرا ایسی صفائی اور لطافت ان کے چہرے پر نمودار ہوئی کہ دوسرے کامنہ اس کے منہ میں مثال آئینے کے نظر آتا تھا۔ معجزہ ۳۲۔ ایک دن تھوڑا سا پانی حضرت زینب کے منہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈال دیا تب وہ بی بی ایک حسینہ اور خوبصورت ہو گئیں اور پھر ان کے حسن و جمال میں کمی کو نہ پایا معجزہ ۳۳۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ کے بدن پر واسطے دفع مرض کے اپنا ہاتھ پھیرا اس کے بدن سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ برائے مشک وغیرہ پر غالب تھی ہر چند کہ عورتیں اس کے اقسام کی طرح خوشبو ملتی تھی لیکن وہ خوشبو سب پر غالب تھی معجزہ ۳۴۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت فاطمہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تین دن سے کچھ کھانا نہیں کھا یا یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسلی دی اور پھر اپنا شکم مبارک کا کپڑا اٹھا کر دکھایا کہ میں نے بھی چار پتھر باندھے ہوئے ہیں تاکہ تم کو اچھی طرح سے تسکین و تسلی ہو جائے یعنی چار دن سے کھانا تناول نہیں کیا پھر اس کے بعد اپنی صاحبزادی کی بھوک سے ٹکیں ہو کر صحران کی طرف تشریف لے گئے وہاں ایک امرا بی اونٹوں کو پانی پلواتا تھا اس کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امرا بی کوئی نہ دے رہی بتا اس نے کہ تم کو زیر سپاہی نکالو ایک ڈول پر نین جڑ سے مزدوری کے دوں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا جب پہلے ڈول کی اجرت میں خرچے ملے تو ڈول فرما کر پھر پانی نکالنے میں مشغول ہوئے جب آٹھ ڈول اور نکالے قضاے انہی سے رسی ٹوٹ گئی

اور ذیل ان میں گر پڑا یہ دیکھ کر اعرابی بہت ہی غصہ ہوا اور ایک ہلکا پتھر بھی رجم کیا پھر کسی ترکیب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ڈول بھی کنویں سے نکالا اور پتھر میں خدیں اپنی اہوت کے لئے کہ حضرت فاطمہ کے گھر آئے اعرابی نے جب حضرت کا بھر و نخل دیکھا تو اس نے اپنی حرکت معقول سے ناام و پشیمان ہو کر اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا اور اس کی درد سے بے ہوش ہو گیا۔ جب حضور اس پر ہوش آیا پھر حضرت فاطمہ کے دروازے پر آکر تنور و غولہ کرنے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس اعرابی کی خبر سن کر باہر تشریف لائے اس اعرابی نے آپ سے بیت عذر پیش کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے پوچھا ہاتھ پنا تو نے کیا کیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری تقصیر معاف کیجئے میں نے نادانستہ گستاخی کی ہے اس کے خوف سے میں نے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا آپ سے غولہ تقصیر کا خواہاں ہوں آپ بیشک رحمت العالمین ہیں لہذا میرے حال پر رحم کیجئے اور میرے کئے ہوئے ہاتھ درست کیجئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کئے ہوئے ہاتھ کو ملا کر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر پھونک دیا بحکم خدا اس کا ہاتھ بدستور سابق ہو گیا۔ اور پھر وہی اعرابی اس معجزہ کو دیکھ کر فوراً ایمان لے آیا معجزہ ۳۵ ایک روایت میں ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لکڑیاں واسطے تعمیر کے مسجد مدینہ منورہ و کار ہیں یہ لکڑیاں کہاں سے لیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میں میرا مکان ہے اس مکان میں لکڑیاں بہت عمدہ ہیں اگر وہ کسی طرح سے آسکیں تو میری مسجد بہت آسانی سے تعمیر ہو سکے گی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری تعالیٰ سے التجا کی خدا کے فضل و کرم سے از غیب وہ لکڑیاں مدینہ منورہ میں آگئیں اور پھر وہ مسجد بنی جس کی گئیں معجزہ ۳۶ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبوت کی شہرت کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل قریش کے ظلم و ستم زیادہ ہو گئے تھے لیکن اس وقت ایک یہودی پڑا ہی عقل مند تھا اور مدینہ منورہ میں رہتا تھا ہمیشہ قریش کی تلاوت کیا کرتا تھا۔ ایک دن قریش میں صفت اور نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہوا دیکھا مارے غصہ کے اپنی بیوی سے فینچی منگوا کر صفت و نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاٹ دیا پھر دوسرے دن اپنے معمول کے مطابق قریش پر فضا شروع کیا تو دیکھا کہ پھر اسی مقام میں نام مبارک موجود ہے پھر کاٹنے پر مستعد ہوا فوراً ایک آواز غیب سے آئی کہ اے ملعون کہ اگر تو میرا بار بھی صفت اور نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مٹا دے گا تو ہر گز نہ مٹا سکے گا۔ تب یہودی ڈرا اور بیان کیا کہ اللہ سچے رسول خدا ہیں۔ اس وقت وہ مدینہ منورہ سے جا کر رسول خدا صلی اللہ علیہ پر ایمان لایا اور سچا مسلمان ہو گیا۔ معجزہ ۳۷



حضرت ابو بکر صدیق روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت اپنے صحابہ کے پاس بیٹھے تھے ایک یہودی بکری کے کباب بنا کر گوشت میں زہر ملا لیا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لایا اور پھر کہا کہ اے محمد ابن عبد اللہ میں یہ کباب آپ کے واسطے لایا ہوں تناول کیجئے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کھانے کا کیا تب وہ گوشت بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس گوشت کو نہ کھاویں کیونکہ اس گوشت میں زہر قاتل ملا ہوا ہے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے یہودی اس گوشت میں تو زہر ملا ہوا ہے اس یہودی نے کہا سچ فرمایا آپ نے۔ لیکن یہ بتائیے کہ آپ کو اس بات کی کس نے خبر دی آپ نے فرمایا اس گوشت نے پھر اس یہودی نے آپ سے عرض کی کہ اگر آپ بنی برحق ہیں تو آپ اس گوشت کو کھا بیٹھے اور زہر آپ کو اثر نہ کرے تو پھر ہم جاہل بن گئے کہ آپ بیشک بنی سچے ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ کر ایک ٹکڑا اس میں سے کھایا اور لقمہ پائے صحابہ کو تقسیم کر دیا اور سب صحابہ بھی بسم اللہ پڑھ کر کھا گئے اور اس کی برکت سے کسی پر زہر نے اثر نہ کیا۔ پس اکثر یہودیوں نے اس معجزہ سے دین قبول کیا معجزہ ۳۸ روایت ہے کہ ایک دفعہ بارہ ہزار آدمی اہل یمن کے واسطے حج کرنے کے مقرر آئے تھے اور ان کے ساتھ ایک بیت بھی تھا جس کا نام ہبل تھا۔ وہ بہت ہی جیسا اور جواہرات سے مرصع تھا اور ریشمی کپڑوں میں لپیٹا ہوا تھا اور وہاں کے لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کی دعوت دی تب ان لوگوں نے کہا کہ تمہاری پیغمبری کی کیا دلیل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارا ہبل میری پیغمبری کی گواہی دے تو تم سب مجھ پر ایمان لاؤ گے۔ کہا انہوں نے اگر ایسا ہووے گا تو ہم ضرور سب ایمان لا دیں گے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ہبل بت کو اپنے پاس منگوایا اس نے آتے ہی آپ کے حضور لبیک کہا۔ پھر آپ نے اس سے کہا کہ اب تم ادھر کو آؤ چنانچہ وہ ادھر کو لبیک یا رسول اللہ کہتا ہوا آیا اور پھر رسول خدا کے سامنے باادب کھڑا ہو گیا۔ پس اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی اس کو ماری اور پھر اس سے فرمایا کہ تو کہہ کہ میں کون ہوں؟ وہ بلا اذنت رسول اللہ وَاَنَا شَهِدٌ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللَّهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدٌ عَبْدُكَ وَ دَسُوْلُکُ تَرْجَمَہ یعنی آپ رسول خدا ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی جہود لائق بندگی کے مگر اللہ تعالیٰ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بندے اللہ کے اور مجھے برائے اللہ کے ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو کون ہے اس نے کہا میں تو ایک پتھر ہوں ان لوگوں نے مجھے اپنی معبودی میں پکڑا ہے اور یہ شخص غلط ہے جب ان لوگوں نے یہ حال دیکھی تو وہ ایک بارنگی ہی بارہ ہزار سب کے سب سجدہ میں گر پڑے اور اپنے اپنے گہروں

کی توبہ استغفار کرنے لگے اور پھر اسی وقت کمال مسلمان ہو گئے معجزہ ۲۶۱ روایت میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہو کر البواب النصارى کے گھراٹے تو ان کی ہرقت ایک لکڑاڑین تھی اور اس میں غلہ و نیزہ بھی پیدا نہیں ہوتا تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی گیوں اس زمین میں بکھیر دیے چنانچہ چند ہی ایام میں اُس کے اور پک کر تیار ہوئے کھیت کاٹا گیا اور بھر گندم کو پیس کر کھایا گیا اور اس کے کاشتے کے بعد اس کی جڑوں سے بیگیں کا درخت پیدا ہوا۔

معجزہ ۲۶۲ ایک روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے روز حضرت عائشہ صدیقہ کھانا پکاتی تھیں آنحضرت نے اپنا ہاتھ مبارک اس چولہے میں تیز آگ جلتی تھی داخل کیا اور پھر دیر تک اس کے اندر اپنا دست مبارک رکھے رہے لیکن آپ کے ہاتھ کو کسی طرح کی کچھ ضرر نہ ہوئی معجزہ ۲۶۳ روایت ہے کہ ایک دن ایک شخص انصار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میری بہار پیدیاں ہیں لیکن فرزند ایک سے بھی نہ ہو ایمان تک کہ وہ سب بوڑھی ہو گئیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیویوں کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی اس دعا کی برکت سے ان کے بچوں کے استفادہ عمل ہوا اور پھر فرزند تولد ہوئے معجزہ ۲۶۴ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوک کی راہ اپنے صحابہؓ کے ساتھ ایک مقام پر اترے وہاں ساتھیوں نے شکایت کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا پکانے کے واسطے لکڑیاں نہیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے لکڑیوں کے پتھر رکھ دیئے وہ اشد لکڑیوں کے جلتے رہے معجزہ ۲۶۵ روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الیکبر کو ساتھ لے کر غار ثور میں تشریف فرما ہوئے تو آپ کے ساتھ اس وقت زندہ رہے اور چرند سے چلے آتے تھے اور باتیں کرتے جاتے تھے معجزہ ۲۶۶ ایک روایت میں ہے کہ اہل طائف نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ معجزہ طلب کیا کہ اگر اس پتھر سے ایک درخت میوہ دار پیدا ہووے تو ہم سب آپ پر ایمان لاویں گے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قدم مبارک اس پتھر پر رکھ دیا قدرت الہی سے ایک درخت میوہ دار اس پتھر سے پیدا ہوا پھر اہل طائف اس معجزے پر ایمان لائے معجزہ ۲۶۷ خبر ہے کہ حدیبیہ کی لڑائی کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہرین کو تیار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی دن راہ میں تھے انہوں نے جواب دیا الیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس آواز کو سن کر حضرت فاطمہؓ نے عرض کی کہ اے میرے آبا جان میں بہت بھوک کی ہوں معجزہ ۲۶۸ روایت ہے کہ خندق کی لڑائی کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی مبارک سے مانند آفتاب کے روشنی ظاہر ہوئی اور اسی روشنی کے شعاع سے بہت سے لوگ غنمی



میں آگئے معجزہ ۴۸) ایک روایت میں ہے کہ ایک انصاری قوم خزرج میں مقتول ہوا تھا اور  
 ان کو قاتل کا اور یافت کرنا مشکل تھا تب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں عرض  
 کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مقتول پر کسی دشت کی شاخ رکھی تب اس مقتول نے حکم الہی  
 سے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتلایا معجزہ ۴۸) ایک روایت میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم جنگ تبوک میں آئے تو وہاں آپ نے ایک قوم کو دیکھا کہ ان کے ساتھ بت ہے اور وہ بت  
 سونے کا ہے یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا یہ بت لکڑی کا ہے اور آپ  
 نے اپنا دست مبارک اس بت پر رکھ دیا چنانچہ وہ بت لکڑی ہو گیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر اکثر بت پرست  
 ایمان لے آئے اور انہوں نے ہمیشہ کے لیے بت پرستی چھوڑ دی معجزہ ۴۹) ایک روایت میں ہے کہ جب  
 سعد بن معاذ کے حکم سے بنی قریظہ قتل ہوئے خون سے ان کی زمین بھر گئی لیکن حضور کی دعا کی برکت  
 سے بدبو جاتی رہی معجزہ ۵۰) ایک مرتبہ شہر جدہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی طرف تشریف  
 فرما ہوئے اور وہ اسی دن کی راہ تھی اللہ تعالیٰ کے مابین طائف جدہ زمین تہ بہ تہ قدم مبارک آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاہد مامیہ تھخان پکڑے کے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ساعت میں وہاں  
 پہنچ گئے معجزہ ۵۱) ایک روایت میں ہے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن یزید النخعی  
 کو اسلام کی دعوت دی وہ بولا لا ہجر کے معبودوں کو اگر تم سونا بنا دو تو ہم سب مسلمان ہو جائیں گے  
 چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری تعالیٰ سے دعا کی اس دعا کی برکت سے وہ سب دے  
 کے ہو گئے اس کو دیکھ کر وہ سب ایمان لے آئے اور سچے مسلمان ہو گئے معجزہ ۵۲) ایک دن حضرت  
 فاطمہ نے شکایت کی یا رسول اللہ حسین بھوکے ہیں اور ہمارے کچھ کھانے کی قسم موجود نہیں تب  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی پھر اللہ تعالیٰ نے ایک ٹھنڈی سی ٹہنی چھلی تلی ہوئی  
 اور اس کے علاوہ اس میں طرح طرح کی نعنائیں بھی تھیں حضرت فاطمہ کے گھر میں بھیجا سب نے اسودہ  
 ہو کر کھایا اور پھر دیکھا کہ کھانا اسی طرح سے پھر موجود ہے کچھ بھی کم نہ ہوا معجزہ ۵۳) ایک بار لوگوں  
 نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا کہ روٹی اور سالن کو ہو اپر لپکا دو تو ہم سب ایمان لے  
 آئیں گے پھر اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اس کی برکت سے روٹی  
 اور سالن ہو اپر لپکا گیا اور پھر سب کو ان کھایا اور سارے اسی وقت مسلمان ہو گئے معجزہ ۵۴)  
 ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ایک انصاری کو جو کہ عرصہ سے برص اور بزم  
 کی بیماری مبتلا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شفا ہو گئی اور وہ انصاری بھلا چنگا ہو گیا۔

**معجزہ ۵۵** ایک روایت میں ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم عیسوی کو دعوت اسلام دی تو ان لوگوں نے کہا ہمارے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام تو مٹی کی بڑیاں بنا کر بھونک مارتے تو وہ خدا کے حکم سے زندہ ہو کر اڑ جاتی تھی اگر آپ بھی ہم کو ایسا معجزہ دکھاسکیں تو ہم لوگ آپ پر ایمان لادیں گے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی سی خاک اٹھا بڑیا کی صورت بنا کر بسم اللہ پڑھ کر چونک ماری خدا کے حکم سے وہ زندہ ہو کر اڑ گئی **معجزہ ۵۶** ایک روایت میں ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے ایک مرد قریشی نے آکر کہا یا رسول اللہ البجہل پر دس ہزار دینار میرے واجب ہیں اور مجھے دینا نہیں ہر روز مجھے لیت و لعل میں رکھتا ہے اور مجھے سخت حیران کرتا ہے کیونکہ وہ زبردست ہے اور میں کمزور ہوں۔ اگر آپ اس کے پاس جا کر ولادیں تو مجھ پر بہت ہی احسان ہو گا یہ باتیں سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے ہمراہ لے کر البجہل کے پاس تشریف فرما ہوئے اور وہ اس وقت قریشیوں کے پاس بیٹھا تھا اس نے آپ کی بہت تعظیم و تکریم کی اور پھر کہا اس ارادے سے تشریف لائے ہیں فرمایا البجہل دس ہزار دینار اس غریب کو کنوں نہیں دیتا یہ سنتے ہی فوراً دس ہزار دینار اس کو دینے پھر وہ مرد قریشی خوش ہو کر اسی وقت آپ پر ایمان لے آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وہاں سے تشریف لائے تو البجہل کی بیوی البجہل سے لڑنے لگی کہ یوں تو نے اپنے دشمن کی خاطر ولادت کی اور ان کے کہنے سے اپنا مال بھی اپنے ہاتھ سے کھویا اس نے کہا کہ جب محمد ابن عبد اللہ میرے پاس آئے تھے تو میں نے دیکھا کہ دو اثر وہے ان کے دونوں کان دھوئیں پر موجود ہیں اور جب میں نے ان کی طرف دیکھا تو قریب تھا کہ وہ مجھے اپنے منہ میں رکھ کر نکل جائیں میں نے اسی ڈر اور خوف کی وجہ سے اسی وقت اس مرد کی واجب الادا رقم دیکر فوراً رخصت کر دیا **معجزہ ۵۷** ایک روایت میں ہے کہ البجہل بار بار قریشیوں کی مجلس میں کہا کرتا تھا کہ مجھ کو دیکھئے محمد ابن عبد اللہ کے مجھے شدید خوف اور لرزہ پیدا ہوتا ہے اور اس کا سبب کا یہ ہوتا ہے کہ بہت نیرے بردار اور شیر اور سانپ گودا گروان کے مجھ کو نظر آتے ہیں اور وہ کہتے کہ اگر کوئی شخص محمد ابن عبد اللہ کے ساتھ کسی قسم کی بے ادبی اور نامعقول گفتگو کرے گا تو اس کو ہم سب مار ڈالیں گے پس اسی طرح کا جادو ہر وقت محمد ابن عبد اللہ کے ساتھ رہتا ہے یہ سچ ہے خدا جس کو گمراہ کرتے اس کو راہ پر گون لا ئے وہ لعین یہ سب معجزے دیکھ کر جادو ہی شمار کرتا تھا **معجزہ ۵۸** ایک روایت میں ہے کہ جب خضر بنو تہ بنیغیر کی اطراف عرب میں مشہور ہوئی تو اکثر لوگ ہر چار طرف سے آئے لگے ایک مرتبہ بہت لوگ اطراف بقعہ ایمان کے کی راہ سے آتے تھے قریش اور البجہل نے کہا کہ تم محمد ابن عبد اللہ کے پاس جاتے ہو مگر تم ان پر بغیر معجزے کے ایمان نہ لانا یہ سن کر ان سب نے کہا کہ معجزہ ان سے طلب کریں تو ان سب



تے کہ اگر چلو ہم سب بھی تمہارے ساتھ مل کر کوئی معجزہ طلب کریں تب سب مل کر آئے اور پھر انہوں نے  
 کہا اے محمد ابن عبد اللہ اہل قریش اور اعرابی سب جمع ہوئے ہیں اگر تم ایک معجزہ دکھلاؤ تو ہم سب تم پر ایمان  
 لے آئیں گے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم لوگ کیا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو بیان تو کر رہا ہوں  
 نے کہا ایک پتھر سفید اس میدان میں پڑا ہے اس پتھر کا رنگ مثل گل سرخ کے ہو جاوے اور پھر اس سے  
 سونے کا درخت جس کی شاخیں ہوں پیدا ہووے اور اس کی ہر شاخ میں سو سو پتے ہوں اور وہ شاخیں  
 پھولوں سے بھری ہوں اور ہر پتے پر لا الہ الا اللہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ لکھا ہو اور اسے اور  
 اس کی ہر شاخ میں چھ قسم کے میوے اور ہر میوے میں چھ قسم کا مزہ مانند کھجور کے اور امرود اور صیب  
 اور انار اور ہیر کے ہو اور ہر شاخ میں ایک چڑیا سفید ہووے کہ منقار اس کی سونے اور پاؤں اس  
 کے مانند لعل کے ہوں اور وہ فیضِ زبان سے تمہاری پیغمبری پر گوہی دے تو پھر ہم سب ایمان لے  
 آئیں گے یہ باتیں ان کی جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سینیں اور سن کر فرمایا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ  
 هٰذَا الْعَجْزَ تَرَجَمَہُ یعنی خدایا مجھ کو یہ معجزہ بخش دے اتنے میں حضرت جبرائیل حاضر ہوئے اور  
 انہوں نے کہا یا رسول اللہ جو آپ نے درخواست کی ہے وہ جناب باری تعالیٰ میں مقبول ہو گئی  
 ہے اب جو آپ کو مطلوب ہو آپ پتھر سے طلب کیجئے خدا کے فضل و کرم سے وہ سب ظہور پیراؤں  
 گا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پتھر کی طرف اشارہ کیا تو اس اشارہ سے اس پتھر پر درخت و  
 چڑیا وغیرہ جیسا کہ انہوں نے کہا تھا ویسا ہی موجود ہوا یہ متعجب ہر حق کا معجزہ دیکھ کر تمام کے تمام اعرابی  
 اسی وقت ایمان لے آئے لیکن اہل قریش پھر بھی ایمان نہ لائے اور پھر اہل قریش نے کہا کہ یہ سب  
 جادو ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! یہ جادو نہیں یہ قدرت الہی ہے معجزہ ۵۹  
 ایک روایت میں ہے کہ ابو جہل لعین نے کہا ایک دن کہا کہ میرے گھر میں ایک پتھر ہے اگر اس پتھر میں  
 سے ایک عجیب قسم کا طاؤس نکالو میں پھر ایمان لے آؤں گا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 اللہ رب العزت سے دعا کی تو پتھر چھا اور اس میں سے ایک طاؤس نکلا اور اس طاؤس کا سینہ سونے  
 کا اور سر زمرہ کا اور بازو اس کے موتی کے ابو جہل لعین نے یہ امر عجیب اپنی آنکھوں سے دیکھا تو بھی  
 وہ اپنے ارادے سے نہ پھیرا اور ایمان نہ لایا۔ معجزہ ۶۰ (۶۰) ایک روایت میں ہے کہ ایک دن ابو جہل  
 ایک یہودی کو اپنے ساتھ لے کر بوقت شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے  
 محمد ابن عبد اللہ اس وقت کوئی معجزہ ہم کو دکھاؤ نہیں تو تیغ بیدریغ سے ہمارا منہ بکرو دوں گا۔ آپ  
 نے فرمایا کہ یہ معجزہ دیکھنا چاہتے ہو وہ یہودی ابو جہل سے لڑا کہ محمد ابن عبد اللہ تو سخت یاد و گہرا

اور جادو جو ہے وہ آسمان پر نہیں چلتا چنانچہ ان سے کہو کہ چاند کو آسمان پر دو ٹکڑے کر دیں تب ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کے پاس جادو ہے یا معجزہ پس البجہل کے کہنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اٹھا کر چاند کی طرف اشارہ کیا تو اسی وقت چاند شق ہو گیا۔ بحکم خداوندی تعالیٰ کے یعنی اسی وقت دو ٹکڑے ہو گئے اور ایک ٹکڑا مشرق کو اور دوسرا مغرب کو چلا گیا پھر یہ دیکھ کر البجہل بولا کہ آپ پھر دونوں ٹکڑوں کو ملا دیں چنانچہ آپ نے اشارہ فرمایا تو وہ دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے پس وہ یہودی تو ایمان لے آیا اور البجہل کہنے لگا کہ محمد ابن عبد اللہ نے ہماری آنکھیں جادو سے باندھ کر دو ٹکڑے دکھائے ہیں اب اس کی تحقیقات ان مسافروں سے کرنی چاہیے جو رات کو سفر میں تھے کہ فلاں تا ترخ کو چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تھے تم لوگوں نے دیکھا ہے یا نہیں الغرض اس نے مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے کہا فلاں رات کو ہم نے چاند کو دو ٹکڑے ہونے دیکھا تھا جب لوگوں نے یہ سنا تو اسی دی تب بھی البجہل ایمان نہ لایا۔ معجزہ ۱۵ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ نوے سال ہجری میں ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی مسجد میں فرمایا کہ اے میرے صحابو! نجاشی بادشاہ نے وفات پائی ہے اور اس کی نماز جنازہ اسی وقت ہونی چاہیے چنانچہ صحابہ کرام کھڑے ہوئے اور نماز جنازہ ادا کی۔ بعد نماز کے صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غائب میت پر نماز جنازہ واجب ہے تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ مجھ کو حضرت جبرائیل نے اس کی وفات کی خبر دی تھی اور اس کی لاش کو میں نے دیکھا اس واسطے نماز جنازہ ادا کی پھر تمہاری بھی نماز جنازہ میری اقتدا میں درست ہوئی۔ الغرض جیسے معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوئے ایسے معجزات اور کسی بنی یا مرسل یا غیر مرسل سے ظہور میں نہیں آئے اور جو کرامتیں اس امت کے اولیاء اللہ سے ظاہر ہوئی ہیں وہ تقفیت وہ بھی ایک قسم کے معجزات ہیں اور وہ قیامت تک اسی طرح درخشاں رہیں گی۔

## ہجرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک روایت میں ہے کہ جب معراج کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک عرب میں ہر طرف مشہور ہوئی تب اکثر اہل عرب حضرات آپ پر ایمان لے آئے اور بعض شدید مشرک لوگ ایذا اور تکلیف دینے پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مستعد ہو گئے اس لیے جناب باری تعالیٰ سے حضرت جبرائیل آئے اور پھر فرمایا اے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بعد سلام اور درود کے



اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے ساتھیوں کو مدینہ منورہ میں بھیجو سوائے ابوبکرؓ کے۔ پھر آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو بلایا تو ان میں حضرت مصعبؓ اور ابن مکتوم رضی اللہ عنہما اور  
ابن مسعودؓ اور عمارؓ اور بلالؓ اور سعدؓ وغیرہ تقریباً چھ بیس صحابہ کرام کو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور  
حضرت عمرؓ کے ہمراہ مدینہ منورہ کو روانہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منظر وحی الہی کے رستہ پر  
ادھر البو جہل لعین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مار ڈالنے کا کافروں سے جتنی مشورہ کیا اس مشورہ  
میں ابلیس بنیث علیہ اللعنة ایک پیر مرد کی صورت بن کر ان کافروں کے پاس آیا اور کہا اے صاحبو  
میں بوڑھا ہوں اور بچہ کا رہنے والا ہوں اور میں تمہاری مدد کے واسطے آیا ہوں اور میں مال اور آدمی  
بہت رکھتا ہوں پھر یہ سن کر انہوں نے اس ابلیس کو اپنے لوگوں میں بیٹھے کی جگہ دی اور اپنی مجلس شوریٰ  
میں شریک کر لیا۔ اس وقت البو جہل نے کہا اے بُدھے کہو کہ محمد ابن عبد اللہ کے حق میں کیا تدبیر کی جائے  
یہ سن کر اس لعین مردود نے کہا کہ اے ابوالحکم البو جہل! محمد ابن عبد اللہ نے تو اپنے باپ دادا کے  
دین کو چھوٹا کیا ہے اور وہ اپنے تجھوٹے دین کو جادو کے ذریعہ باری کرنا چاہتا ہے اور تم حاکم مکہ ہو  
قوم تمہاری پیشا رہے اور لشکر بھی کافی تعداد میں ہے اور محمد ابن عبد اللہ تو اس وقت تنہا ہیں کیونکہ اس  
وقت ان کے ساتھی بھی سب کے سب مدینے چلے گئے ہیں اور جس وقت کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
کہ اپنے بستر پر سوتے ہیں ایک شخص اسی وقت جا کر ان کا سر کاٹ لاوے اور اسی طرح سے کسی کو  
ضرب بھی نہ ہوگی چنانچہ مجلس شوریٰ نے یہ رائے پسند کر لی اور آپس میں یہ بات مقرر ہوئی۔ تب البو جہل  
لعین نے کہا کہ اے یارو آج کی رات محمد کا سر کاٹنا ضروری ہے۔ غرض اس کام کے لیے بیس آدمی جری  
بہادر کار آزمودہ کو قریش میں مقرر کیا اور حضرت جبرائیلؑ نے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ آج  
قریش کی مجلس شوریٰ میں یہ بات قطعی مقرر ہوئی ہے کہ آج کی رات سر آپ کا تن سے جدا کریں گے اور  
حکم جناب باری تعالیٰ کا یوں ہو کہ آپ حضرت علیؓ کو کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر سلا کر ابوبکر صدیق رضی اللہ  
عنہ کو اپنے ہمراہ لے کر مکے سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے جائیں اور اب تمام کام اسلام کے یوں  
سے انجام پائیں گے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الہی کی حقیقت ابوبکر صدیق سے بیان  
کی جب رات ہوئی علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سلا کر ابوبکر صدیق کو اپنے ہمراہ لے کر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ  
میں ماہ ربیع الاول شب دوشنبہ کو نبوت کے ہر حویس سال اور شب معراج کے آٹھ چھیلنے کے  
بعد کہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف تیرہن برس کی تھی ہجرت فرمائی۔ اور اسی شب میر  
ان بیس آدمیوں کے جو البو جہل لعین کے متبعین کیے تھے انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے

گھر پر جا کر حاضر کیا مگر اللہ تعالیٰ نے وہاں پر ایک خواب ایسا مسلط کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس محاصرے سے نکل گئے اور ان کو اصلاً جبر نہ ہوئی۔ پیچھے ایک ساعت کے ایسے نے عین سے اٹھا کر کہا کہ اسے یار محمد ابن عبد اللہ تو بجا گناہا جتے ہیں۔ تب میں آدمی اپنے ہاتھ میں تلوار سے گرا آنحضرت کے بستر پر آئے تو دیکھا کہ حضرت علی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سو رہے ہیں۔ پھر انہوں نے ان کو اٹھایا اور ان سے پوچھا کہ محمد ابن عبد اللہ کہاں ہیں علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ پھر انہوں نے ان کو بہت تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا۔ پھر انہوں نے مجبور ہو کر اس امر کی جزا جو جہل لعین کو کی، پھر شیطان نے کہا کہ اسے ابو جہل میں جانتا ہوں کہ محمد ابو بکر کو اپنے ساتھ بے کرمینہ کی طرف بھاگے ہیں تو لوگ اس کا مدی پھپھا کریں یقیناً وہ تم کو ضرور ملیں گے وہ لوگ غار اٹحل جبل ثور میں جا کر چھپ رہے ہیں گے تم ان کو وہاں پاؤ گے۔ پس تمام قریش نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بھی خانہ تلاشی کی ان کو بھی نہ پایا۔ تب پھر وہ لوگ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور وہاں حضرت جبرائیل نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو زبردستی آپ کے پیچھے آتے ہیں اور وہ آپ کو ایذا دینا چاہتے ہیں۔ آپ اس غار اٹحل میں ہی چھپ رہے ہیں۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر کے ساتھ اس غار میں جا کر چھپ گئے اور خدا کے حکم سے ماری نے اس غار کے منہ پر پتلا بنا دیا اور پھر دو کبوتروں نے اس میں دو دائرے بھی دیئے اور حضرت جبرائیل نے انہیں ناک و نیزہ بھی اس پر چھاپ دی تاکہ وہ پرہیزگار معلوم ہو اسی طرح سے آتے والے کفار نہ پہچان سکیں۔ جب وہ بدخواہ غار اٹحل میں پہنچ گئے اور ہر طرف تلاش کرنے لگے۔ ایسیس لعین کو معلوم تھا اس نے چاہا کہ آدمی کی صورت بن کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلا دے اس وقت حضرت جبرائیل نے اپنا پر شیطان کو ارکو دیا اسے ٹیبل میں گرادیا اور پھر وہ بدخواہ اس غار کے دروازے پر آکر تلاش کرنے لگے کوئی کہتا تھا کہ شاید اس غار کے اندر رکھے ہیں۔ اور کسی نے کہا کہ یہیں اس کے اندر کینا کر جاویں گے منہ تو اس کا بہت ہی چھوٹا ہے اور کسی نے کہا کہ پھر یہاں سے محمد ابن عبد اللہ کہاں گئے چنانچہ اسی طرح کفار عرب آپس میں کہہ رہے تھے کہ دو کبوتر غار کے منہ سے اڑ گئے جب کبوتر کے اندر سے اور ماری کا بال لا خاک اور کوڑا اس پر پڑا سہا دیکھا تو وہ ناچار مجبور ہو کر واپس لوٹ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک اس غار کے اندر خدا کے آگے سجدہ ریز رہے اور حضرت ابو بکر نے جو دیکھا کہ اس غار کے اندر چاروں طرف سانپ کچھو کے سوراخ بہت ہیں تو انہوں نے اپنے کپڑے اور اپنی دستار کو بھاڑ بھاڑ کر ان سوراخوں کو بند کیا۔ صرف ایک کپڑا ریز جامو کو ثابت



رکھا اور پڑا نہ ہونے کے سبب ایک سوراخ باقی رہا۔ اور وہ بند نہ ہو سکا۔ حکم الہیہ سے ایک مار زہر دار  
نے چاہا کہ اس سوراخ سے نکل کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک چوڑے اسی وقت البرک  
صدیق کی نظر اس پر پڑی چنانچہ انہوں نے اپنے پیر کو اسی سوراخ پر رکھ دیا۔ اور اس کے باہر آنے کی  
راہ بند کر دیا پھر اس غار کے اندر سے سانپ نے حضرت ابو بکر صدیق کے پاؤں میں کاٹا اور پھر نہرتے  
ان پر غلبہ کیا جس کی وجہ سے ان کے تمام بدن میں لرزہ پڑا۔ لیکن باوجود اتنی شدید تکلیف کے اپنا پاؤں  
اس غار کے منہ سے نہ پٹایا اور مثل ستون کے قائم رکھا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے  
فاسط ہوئے تو آپ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ اسے ابو بکرؓ کیا حال ہے تمہارا انہوں نے عرض کیا ہوا  
صلی اللہ علیہ وسلم میں نے دیکھا کہ ایک بڑا سانپ اس سوراخ سے لگتا تھا۔ اس واسطے میں نے  
اس سوراخ کو اپنے پاؤں سے بند کیا اور اس سانپ نے میرے پاؤں میں کاٹا اور اس کے زہر  
نے مجھ پر غلبہ کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنا پاؤں اس سوراخ سے غنیو  
پھر حضرت ابو بکرؓ نے اپنا پاؤں اس سوراخ سے کھینچ لیا۔ یکایک وہ سانپ اپنے سوراخ سے نکل  
آیا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میں نے دیکھا کہ ابو بکر صدیق آپ کے  
قدم چومنے سے مجھے محروم کرتے ہیں اسی واسطے میں نے ان کے کاٹا ہے یہ کہہ کر وہ ایمان لایا اور  
پھر وہ قدم بوس ہو کر اپنے سوراخ کے اندر گھس گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زخم  
کو تین بار چوس کر تھوکا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق کو شفا کامل بخشی اور پھر چوتھے روز آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق اس غار سے نکل کر مدینے کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور ادھر ابو جہل  
نے سراقہ بن ابوجحتم کو یہ خط لکھا کہ محمد ابن عبد اللہ یہاں سے بھاگ کر مدینے کی طرف جاتے ہیں  
لہذا مناسب ہے تم کو وہ جہاں بھی ملیں ان کو پکڑ کر میرے پاس بھیج دینا۔ اس ہدایت پر سراقہ بن  
جحتم نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ میں پکڑا اور اپنا نیزہ دباہنے  
میں پکڑا اور اپنے گھوڑے کو دوڑا کر ارادہ کیا کہ وہ دفعۃً رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے  
آوے اور پھر انکو پکڑ لیوے۔ خدا کے حکم سے اس وقت زمین اس کے گھوڑے کو پیٹ تک نکل گئی  
اس وجہ سے سراقہ نے سمجھا کہ محمد ابن عبد اللہ سچے رسول ہیں اور پھر وہ اپنی عذر خواہی کرتے لگا  
اور اقرار کیا کہ اگر آپ مجھ کو چھڑاویں گے تو اب واپس چلا جاؤں گا اور مزید کہنے لگا کہ جو درخواست  
کے پیچھے آتے ہیں ان کو بھی پھیر دوں گا اور میں ان سے کہوں گا کہ میں نے اس طرف بہت تلاش کیا  
لیکن کہیں نہ پایا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو فرمایا: **يَا اَرْضُ حَلِيٍّ اِنِي اے**

زمین اس کو چھوڑ دے تب زمین نے اس کے گھوڑے کے پاؤں کو چھوڑا اور سداق اس طرح خلاص ہو کر واپس گیا اور اس کی جب بدخواہوں سے ملاقات ہوئی تو سداق نے وہی باتیں کہیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ وآلہ وسلم وہاں سے کرایع الغنم میں پہنچے تو وہاں کا سردار قوم بریدہ اسلمی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سن کر اپنے ساتھ تقریبات سو آدمی لے کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کو آیا اور وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے روانہ ہوئے ماہ ربیع الاول کی سوٹھویں تاریخ دوشنبہ کے روز قبایس پہنچے اور قبایک کاؤل کا نام ہے جو مدینہ کے فریب میں واقع ہے وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اس کے نتیجے میں بہت سے لوگ ایمان لائے اور چار روز وہاں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم رہے جب اہل مدینہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر پائی تو وہاں کے تمام سردار مع اپنے اصحاب کے حضرت عمرؓ اور حضرت امیر حمزہؓ وغیرہما حضرت کے استقبال کو آئے غرض ربیع الاول کی بیسویں تاریخ بروز جمعہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور حضرت ابوالیوب انصاریؓ کے گھر میں اتارے اور پھر وہیں سے اشاعت اسلام و تبلیغ کے سلسلے کو جاری کیا گیا۔ ہجرت کے بیان کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

## جنگ بدر الکبریٰ

ایک روایت میں آیا ہے کہ ہجرت کے بعد ایک برس تک جہاد کا اتفاق نہ ہوا۔ ہجرت کے دوسرے سال ہی بدر الکبریٰ واقع ہوئی اور ہجرت کے پانچویں سال میں بدر الصغریٰ واقع ہوئی اور اسی طرح دس برس کے اندر پیغمبر خدا صلی اللہ وسلم کو کچیس لڑائیاں کفاروں سے لڑنا پڑیں اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً ساٹھ اور بعد نزول اس آیت کے مَا قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ وَجَعُوا لَہُمْ ذُبَابًا مِّنْہُمْ یعنی قتل کرو تم مشرکوں کو جہاں پاؤ لیکن ان میں سے سات لڑائیوں میں یعنی جنگ بدر اور جنگ احد اور غزوہ خندق اور بنی مصلون اور خیبر اور طائف میں آپ نہیں تشریف لے گئے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وادی القریٰ اور غابہ اور بنی نضیر میں گئے تھے ایسی ہی اور پچاس لڑائیاں ہوئیں ان میں صرف لشکر ہی کو آپ نے بھیجا اور خود تشریف فرما نہ ہوئے اور انہما کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے دعوت اسلام اور تعلیم احکام دین اور کافروں سے جہاد کرنے اور مسجد کے بنانے کے سوائے کوئی دوسرا کام نہ تھا یہاں تک کہ دین کمالیت



کو پہنچا اور لڑائی بدرالکبریٰ کے ہونے کا یہ سبب تھا کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ پیچھے تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور وہ کہنے لگا : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئے کے مشرک سوداگر ابوسفیان اور عمر بن العاص شام کی طرف سے آتے ہیں۔ آپ اپنے صحابہ کرام کو بھیجیں تاکہ وہ ان سب کو ماریں اور مال غنیمت حاصل کریں اور ان سے کسی طرف کا خوف نہ کریں۔ خدا کے فضل و کرم سے تم کو فتح نصرت ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا اور ایک سومر مسلمان جمع ہوئے ان میں تیرہ آدمی گھوڑے کے سوار اور اسی آدمی شتر سوار اور باقی پایادہ تھے اور کسی کے پاس ہتھیار لڑائی کا نہ تھا۔ مگر ہر ایک کے پاس ایک لاکھٹی تھی۔ ان کافروں سے لڑنے کے واسطے جب پہاڑ کے نزدیک پہنچے تو ان سوداگروں کو یہ احوال کسی طرح سے معلوم ہو گیا۔ انہوں نے یہ جہز کے ہیں پہنچائی کہ محمد ابن عبد اللہ نے جماعت کثیر لے کر ہماری راہ بند کی ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ارادہ تخت و تاج کا رکھتے ہیں پس ابو جہل نے یہ بات سنکر منادی کی تمام اہل مکہ ایک بڑا ایک سو سوار ہمراہ رکھتے ہیں پس ابو جہل ان سواروں کو لے کر خود لڑنے کو آیا اور حضرت جبرائیل یہ خبر لے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ تم سے لڑنے کو ابو جہل کا اثنا بڑا لشکر آتا ہے اور خدا کے فضل و کرم سے تمہاری ہی نصرت ہوگی اور وہ سب کے سب ذلیل و خائب و خاسر ہوں گے جو لوگ مومن تھے یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے اور ادھر دوسرے دن ہی دونوں طرف سے لشکر جمع ہوئے اور جب ابو جہل نے آنکھیں اٹھا کر دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر بہت ہی تھوڑا معلوم ہوا۔ اور اپنے لشکر کو دیکھا تو بہت بڑا معلوم ہوا۔ اس واسطے وہ خوش ہو کر کہنے لگا کہ میرے ساتھ اتنا لشکر ہے کہ ہم لوگ محمد ابن عبد اللہ کے خدا سے بھی لڑ سکتے ہیں اور اس لشکر کے واسطے تو ہمارا لشکر تھوڑا سا کافی ہے جب یہ بات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں تک پہنچی تو آپ اسی وقت مجھ سے میں گریز سے دار اپنے خداوند قوی سے التجا میں کرنے لگا کہ اے خداوند قدوس تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے سودہ پورا فرما اور ہم کو اس جم غفیر لشکر پر فتح دے۔ پس اول لشکر ابو جہل سے عقبہ اور شیبہ اور ولید ابن معمر جنگ گاہ میں اکھڑے ہوئے اور لشکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد اللہ ابن رواحہ اور عوف ابن حارث اور معوذہ ابن حارث لڑائی میں آئے۔ نبی لشکر ابو جہل کے لوگ حقارت سے کہنے لگے کہ اول نام اپنا بتاؤ پیچھے ہم سے لڑو۔ پھر ان تینوں مومنوں نے اپنا نام بتایا۔ پھر مشرکوں نے کہا کہ تم لوگ ہماری لڑائی کے قابل نہیں ہو واپس چلے جاؤ۔ اس کے بعد ایک لمبہ نعرہ مارا کہ اے محمد ابن عبد اللہ

ہمارے مقابل میں ہمارا ہمسفر بھیجیں آپ نے حضرت حمزہؓ اور علی مرتضیٰؓ اور عبیدہ بن حارث کو بھیجا پھر دونوں طرف سے لڑائی شروع ہو گئی حضرت حمزہؓ نے ابوجہل کے لشکر سے شیبہ کاسر کاٹا اور علی مرتضیٰؓ نے میفرہ کو مارا اور عتبہ نے حضرت عبیدہؓ کا پاؤں توڑا لیکن پھر بھی حضرت عبیدہؓ نے عتبہ مردود کو قتل کیا اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آئے تو آپ نے ان کو بہشت کی نشانت سنائی اور ان کے پیچھے سے شترکوں نے تیر مار کر پانچ مومنوں کو شہید کیا۔ پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سچے میں آکر دعائے نصرت طلب فرمائی تب خدا عزوجل نے ایک ہزار قرشتے بھیجے انہوں نے آکر شترکوں کو جہنم واسل کیا اور عبد اللہ بن مسعود نے جنگ گاہ میں ابوجہل کاسر کاٹا اور سجدہ شکر بجالائے اور اس دن بہت کافر مارے گئے اور بہت سے قید کر لیے گئے اور بہت سے شکست باکر بھاگ گئے اور ایک روایت میں ہے کہ جس دن کافروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے مارنے کا قصد کیا تو خدا کے حکم سے اس دن خود بخود کافروں کے سر کاٹ کر زمین پر گرے اور ان کافروں کی لاشوں کو خندق میں ڈال دیا گیا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کنارے کھڑے ہو کر کہا کہ اے بد بخیزو! تم ہمارے تم بہن تھے صحابہ کرام نے یہ دیکھ کر تعجب ہو کر پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مفتولوں سے گفتگو کرتے ہیں۔ آپ نے اس وقت فرمایا کہ مردے بات سنتے ہیں لیکن وہ بول نہیں سکتے۔

پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قحیاب صحابہ کرام کے ہمراہ مدینہ منورہ آنحضرت لائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر سے ہر طرف ترہ آدمی شہید ہوئے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان امیروں کو اپنے پاس بذمہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اس کی تکلیف دی ہوئی یاد آگئیں پھر آپ نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے فرمایا کہ تم عتبہ کو قتل کر دے اور اس وقت علی مرتضیٰؓ نے عتبہ کی گردن اڑادی اور وہ ہمیشہ کے لیے داخل جہنم ہوا۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ نے کہ نام ان کا سودہ تھا قیدیوں کو قتل کے وقت کہا کہ تم اگر لڑائی میں مارے گئے ہو تو اس وقت اس خرابی سے کیوں مارے جاتے یہ بات سنکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سودہ پر غصہ ہوئے اور پھر ان کو طلاق دیدی۔ سودہ نے نکلیں ہو کر حضرت عائشہ صدیقہ کو بہت منتوں اور سفارش اور غفور و تقصیر پر راضی کیا۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفارش منظور کی اور حضرت سودہؓ کو کھچر نکاح میں لائے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے سچو کہ اس وقت امیر ہو کر آئے تھے کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تم کو آزاد کر دوں گا۔ اس وقت حضرت عباس مسلمان ہو گئے اور اس طرح سے دولت ایمان ان کے ہاتھ لگی اور وہ جنت کے مستحق ہوئے چنانچہ میں اس واقعہ کو اسی پر گفتگو کرتا ہوں۔



## احوال جنگ اُحد

ایک روایت میں آیا ہے کہ مشرکوں نے جنگ بدر کی ہزیمت کے بعد لڑائی کا سامان بچہ تیار کیا اور اس وقت سردار قریش ابوسفیان تھے وہ کافر معجم وغیرہ لشکر کثیر لے کر مدینہ کو بارہواخت و تاراج آئے اور حضرت حیرائیل ابن نے یہ خبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ فوج کفار کی مدینہ کے منقل آئی ہے۔ لہذا لشکر اسلام مسلح ہو کر تہہ کاب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جیل احد پر آیا جو کہ مدینہ منورہ سے دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ ابن زبیر کو ستر تن نیزہ انداز کیے اسی کوہ پر لشکر وغیرہ کی حفاظت کو متعین کیا اتنے میں لشکر دونوں کی طرف سے صف کشیدہ ہوئے اولی تیروں کا مدینہ پر ہوا پھر شمشیر و خنجر بجلی کی طرح چمکنے اور خون کے دریا بہاتے رہے۔ الغرض اسلامی فوج نے پروردگار کے فضل و کرم سے لشکر کفار پر فتح و نصرت پائی اور مشرکوں نے ہزیمت و شکست کھائی اور تقریباً ستر گھیاں کوہ احد کے باوجود ممالعت عبد اللہ بن زبیر کے یہ ہزیمت دیکھ کر غنیمت لوٹنے کو دوڑے کفار کی فوج موقعہ کو غنیمت جان کر اس پہاڑ پر پہنچی اور پھر لشکر اسلام مغلوب ہوا اور پھر اس مفلوکیت میں ستر آدمی شہید ہوئے اور کچھ زخمی ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک بھی اسی جگہ پر ایک پتھر کی ضرب شدید سے شہید ہوئے اور آپ کے وہن مبارک سے خون بہا اور ایک صحابی اپنی بیگماری سے آپ کا ہوا مبارک پونچھتے تھے۔ ایسی لعین نے یہ حال دیکھ کر پہاڑ پر چڑھ کر پکارا کہ اے لوگو! محمد ابن عبد اللہ تو مقتول ہو گئے یہ آواز مسکر کافروں نے خوش ہو کر لشکر اسلام پر حملہ کیا اس وقت بہت سے مسلمان مجروح ہوئے اور کتنے ہی شہید ہوئے اور چند لوگ غازی بنے اور بعض بھاگے اصحاب کبار وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جبر گیری کو آئے انہوں نے اکو دیکھا کہ آپ کا دندان مبارک شہید ہوا ہے اس غرض میں حضرت حمزہؓ اور دو اور اصحاب نے شہادت پائی اور کافروں نے اپنے ظلم و ستم سے ان کو مثلہ کیا یعنی ناک کان ہاتھ پاؤں کاٹے یہ دیکھ کر اصحاب کبار کی آتش خشم نے جوش مارا پھر فوراً اپنی فوج سے کوڑے پڑے اور ماتہ برق کے ان پر گرے اور نہایت جو شیلے فلک شکات نعرے مارا کہ کفاروں کو قتل کرنا شہدے کو دیا۔ اور جناب حضرت علیؓ شہداء نے حضرت حمزہؓ کی لاش دیکھ کر کہا ہے چچا جان خدا کے حکم سے ستر آدمیوں کو تمہارے عوض میں مثل کروں گا یہ کہہ کر انہوں نے برق رفتار گھوڑے کو چمکایا اور اپنے ہاتھ میں تلوار سے کوہرہ بلند کیا۔

اور پھر اپنے گھوڑے کو برق کی طرح سے کفاروں پر ڈال دیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کی باگ حضرت عباسؓ پکڑے ہوئے تھے۔ کہ فوراً حیران نازل ہوئے اور انہوں نے آئے ہی کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے آپ کی مدد کرتے اور کافروں کا سر تن سے جدا کرتے ہیں غرض لشکر اسلام نے فتح و کامیابی پائی پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ شکر ادا کیا اور اسی وقت علی مرتضیٰ کو مدینہ منورہ خوشخبری دینے کے لیے بھیجا۔ اور ہر تمام تمام اہل مدینہ اور اہلیت آواز پد سے بگڑاتے تھے خبر ظفر و کامیابی کی سنکر شاد ہو گئے اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے مسلمانوں کی لاشیں بعد نماز جنازہ و قتائیں اور کچھ لاشوں کو مدینہ منورہ میں لے آئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک بڑھیا نے اپنے بیٹے اور بھائی کو دیکھ کر کہا کہ اگر ہزار بیٹے اور بھائی ہوتے تو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تصدق کرتی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے گئے آپ نے وہاں جا کر دیکھا کہ ایک آدمی اپنے مردوں کی تعزیت کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر فرمایا کہ اگر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کوئی ہوتا تو ان کی بھی تعزیت کرتا یہ فرمان سنکر سب مرد و زن نے اپنے مردوں کو چھوڑ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تعزیت کی بلکہ اب تک ملک عرب میں یہ رسم جاری ہے کہ کوئی بھی کسی مرد کی تعزیت کے واسطے آوے تو پہلے تعزیت حضرت حمزہؓ ہی کی کرے گا اور بعد میں اس کی کریگا جس کے واسطے وہ وہاں گیا ہے۔ اس واقعہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

## احوال جنگ بدر الصغریٰ

ایک روایت میں آیا ہے کہ جنگ احد کی لڑائی سے اگلے سال مکہ معظمہ میں بڑا قحط پڑا سب لوگ وہاں کے خراب و تباہ ہوئے پھر کافروں نے خوف اور ڈر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مل کر آپس میں تدبیر و مصلحت صلاح کی ٹھہرائی اور ایک فاسد بنام مسعود کو مدینہ منورہ بھیجا اس شخص نے اپنے مکر و فریب سے آنحضرت صلی اللہ وسلم کو ڈرایا کہ یا رسول اللہ گزشتہ سال باوجود کم جمعیت کفار کے آپ کی فوج بہت مادی گئی اور اس سال تو ان کا روز جمعیت خوب ہے ہرگز آپ اس طرف کا قصد نہ فرمادیں لیکن آپ نے اس بات پر قطعاً عمل نہیں کیا اور آپ لشکر اسلام کو اپنے ہمراہ لے کر مکہ کو جا کر محاصرہ میں لائے مگر کفاروں میں سے کوئی شخص اڑنے کو نہ آیا بلکہ بہت سے آدمی تو خفیہ طور پر اگر مسلمان ہو گئے پھر فخر و عام صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو مراجعت



فرمائی اور پھر سال آئندہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بقیعہ حج اور اپنے  
 ہمراہ شتر و بنے قربانی کے لیے لے کر روانہ ہوئے یہ دیکھ کر اہل مکہ نے جمع ہو کر جنگ کا قصد کیا اور اس  
 وقت تمام مسلمان احرام میں تھے۔ ان کو کچھ بھراہٹ محسوس ہوئی۔ الفاقیہ قضاء الہی سے کھار  
 بر لشکر السلام کو دیکھ کر ایسا رعب غالب ہوا کہ وہ خود بخود بھاگ گئے۔ پھر ان کافروں نے دو قاصد  
 ایک ابو سعید خدری و دوسرے اسمعیل بن عمر کو بھیج کر حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم بارادہ حج تشریف لائے ہیں اور جنگ کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ تب وہ لوگ خوش ہو کر حرف صلح  
 درمیان میں لائے اور انہوں نے اگر عرض کی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال ہم قطع کے مارے  
 ہوئے ہیں آپ فی خدمت بھی نہ ہو سکے گی اس واسطے یہ آرزو ہے کہ ابھی آپ مدینے کو پھر جائیں اور  
 ایک تناصلح کی بھی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر رحم آگیا۔ اور ان کی التماس قبول کر لی  
 پھر عہد و پیمان انشی و صلح کا لکھا گیا۔ پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت الحرام کو ہدیہ اور تحفہ بھجوایا  
 اور بہت سے مساکین لوگوں کو خیرات دی اور اپنے صحابیوں کو اپنے ہمراہ لے کر مدینہ منورہ کی  
 طرف تشریف فرما ہوئے۔

## احوال جنگ خیبر

ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں شہ میں حج مبارک سے  
 فارغ ہو کر بھڑیا سے مژدہ مسلمان ہونے کا شہ کا سنا۔ پھر جزیرہ صلح پارس کی پہنچی۔ اس  
 کے بعد آپ نے خیبر کی طرف بارادہ جہاد کو چ فرمایا اور مع لشکر وہاں پہنچے اور اوپر خیبر کے یہود  
 بھی فوج کثیر لے کر مقابلہ کو آئے جب لشکر دونوں طرف کا صف کشیدہ ہوا۔ تب ایک مرد  
 مسلمان نے سات آدمی یہودی جہنم رسید کیے اور پھر اس نے شہادت پائی۔ پھر سرد عالم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کو بلوا کر حکم جنگ کا صادر فرمایا اور اس وقت حضرت علی کی آنکھوں  
 میں شدید درد تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے دعا  
 کو قبول فرمایا۔ آرام ہوتے ہی حضرت علی مرتضیٰ اپنے تیز برق ٹھوڑے پر سوار ہو کر اور اپنے تلوار  
 کو اپنے ہاتھ میں لے کر میدان جنگ میں آکر نعرہ بیکر بلند کیا۔ یہ سنتے ہی یہودیوں نے آپ پر  
 شدید حملہ کیا۔ شہر خدا حضرت علی نے ایک ہی جملہ میں بہت سے کافروں کو فی النار و النفر کیا اس  
 عرصے میں ایک یہودی پہلوان رستم زمان لاف مارتا ہوا آیا اور اس نے آتے ہی شیر خدا پر حملہ

کیا حضرت علی رضی نے اس کو ایک ایسا ہاتھ مارا کہ آپ کی تموار سے وہ گھوڑے سمیت دو ٹکڑے  
ہوا۔ کافروں نے یہ حال دیکھ کر بہت اور شکست کھائی اور پھر انہوں نے اپنے قلعہ میں پناہ لی پس  
اس وقت حضرت علی رضی نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے وہ خیمہ کو پکڑ کر زور کر امت کا دکھایا تو  
تمام قلعہ میں لرزہ لرزے کا سا ڈر گیا اور خدا کے حکم سے دروازہ کھڑکھڑا اور قیصل کے پیچھے گرا پھر تو  
لشکر اسلام بھی قلعہ میں داخل ہو گیا اور وہاں مال و دولت بہت کچھ ہاتھ آیا۔ اور بہت یہودی قتل ہوئے  
اور کثیر تعداد میں مرد و زن گرفتار ہو کر قید ہوئے اس میں سے ایک مالی خاندان بی بی آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے نکاح میں آئی ان بی بی نے ایک خط مہر کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے موقوفی  
خراج میں لکھوا کر اپنی قوم کو دیا چنانچہ وہ خط ان کے پاس اب تک موجود ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

## بیان وفات آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک روایت میں ہے کہ آٹھویں تاریخ ذوالحجہ خاتم الانبیاء نے اپنے تمام صحابہ کرام کے ساتھ عرفات  
میں دو رکعت نماز ادا کی اتنے میں حضرت جبرائیل یہ آخری آیت لیکر حاضر ہوئے۔ **قَوْلَهُ تَعَالَى: اَلَيْسَ لَكَ**  
**لَكُمْ دِينُكُمْ وَ اَلَمْ نَكُنْ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِينًا وَ جُعِلَ لَكُمْ** یعنی آج کے  
دن کا دل کیا میں نے دین تمہارا اور پوری کردی تم پر اپنی نعمت اور پھر میں راضی ہوا تمہارے دین  
اسلام سے جب یہ آیت نازل ہوئی تو سید المرسلین نے جان لیا کہ اب سفر کحزرت میرا بالکل قریب آچکا  
ہے اسی واسطے آپ بعد فرغت حج بیت اللہ کے اپنے آباؤ اجداد کے مکانات دیکھنے گئے اور پھر مدینہ  
کی طرف روانہ ہو کر آپ نے فرمایا کہ شائد دوسرے سال مکہ معظمہ میں آنا نہ ہو گا یہ فرمان شکر تمام صحابہ  
رضوان اللہ علیہم گریہ و زاری میں مصروف ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی مقام پر درویدہ  
ہوا چنانچہ تیرہ نمازیں آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کی اقتداء میں پڑھیں پھر مدینہ منورہ تشریف لائے  
الغرض ماہ صفر کو بروز بدھ کے میونہ ناتون کے گھر میں جو کہ زوجہ آنحضرت صلم کی تھیں ۱۰ روزہ اور بخار  
شروع ہوا۔ شدت مرض کے وجہ سے سب ازواج مطہرات تیمارداری کے واسطے وہاں آئیں پھر وہاں  
سے آنحضرت صلم اہلبیت میں سے کسی کے گاندھے پر یا تھو رکھ کر عائشہ خاتون کے حجرے میں تشریف  
لائے اور اپنا سر مبارک ان کے زانو پر رکھ کر آپ نے آرام فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا یا رسول اللہ  
بدن مبارک آپ کا بہت گرم ہے آپ نے فرمایا کہ اس عائشہ تم سے مفارقت کا دن بالکل قریب  
آگیا ہے۔ حضرت عائشہ نے یہ سنا کہ آہ سر و دل پرورد سے بھری آپ نے فرمایا اے عائشہ تم



صبر شکر کر دیکھیں کہ موت کا شربت ہر ایک نے چکنا ہے اور دوسرے دن جمعہ تھا حضرت بلال سے اذان سنکر سید المرسلینؐ نے چند صحابہ کرام کو مونڈھوں پر یا تھڑکھڑ کر مسجد میں با وقت تمام پہنچکر فرمایا مجھ میں بوجہ صنف کے طاقت نہیں ہے لہذا میری اہانت ہے کہ ابوبکر صدیقؓ امامت کے فرائض انجام دیں گے۔ یہ فرمان آپؐ کا سنکر تمام صحابہ کرام کی آنکھوں میں آنسو بھرائے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپؐ کے فرمان سے امامت کرائی اور آپؐ نے ان کی اقتداء میں بدشواری ناز ادا کی اور پھر آپؐ نے چند امور کی وصیت فرمائی کہ اسے میرے بھائیوں میں نے وحی الہی کے موافق سب نیک و بد سے آگاہ کیا اب وقت میرا آخر پہنچا ہے میں تم سے کہتا ہوں کہ ہر نیک کار و بار کرتے رہنا اور اس کار و بار کو نہایت پوشیداری سے میرے بعد کرنا تا تمام صحابہ کرام میں گریہ و زاری ہوئی پھر ابوبکر صدیقؓ نے دست بستہ ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کی رات ایک خواب میں نے دیکھا ہے آپؐ نے فرمایا اس کو بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ یہ دیکھا ہے کہ پیادہ عاشر کے سر سے اڑ گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعبیر اس خواب کی اس کے یہ وہ ہونے کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کے پیچھے حضرت عمر فاروقؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ عدل میرا لڑکھا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ وہ عدل میں ہوں۔ پھر حضرت عثمان غنیؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک ورق قرآن شریف کا ہوا پر اڑ گیا ہے فرمایا آپؐ کے اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ عثمان فاروقؓ قرآن شریف کا عبارت میری روح سے ہے اور تن سے مراد ہوا ہو گی۔ پھر حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ میری ڈھال لڑکھا گئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تیری میں تھا اور اس کا لڑکھا میرا اس دار فانی سے جانا ہے اس کے بعد حنین نے کہا یا عبیدی میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت بزرگ گر پڑا آپؐ نے اس خواب کی تعبیر لیوں بیان کی کہ اے میرے فرزند وہ درخت میں ہوں کیوں کہ میں اس جہاں سے جاؤں۔ اس کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے یہ خواب دیکھا کہ میرے گھر کا ستون گر پڑا آپؐ نے اس خواب کی تعبیر لیوں بیان فرمائی کہ اے عائشہ جو عورت یہ خواب دیکھے تو مستقبل قریب میں اس کا شوہر ہی مرتا ہے اس وقت سب صحابہ کرام اور تمام بیہیاں اور سارے اہلبیت زائرار روئے اور بہت ہی پریشان و مضطرب و بیقرار ہوئے۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے صحابیو! بیاری کی شدت مجھ پر بہت ہے آپؐ لوگ بلال سے

کہو کہ وہ سارے مدینہ میں اعلان کر دیں کہ صرف دور و ز رسول خدا صلی علیہ وسلم کے باقی ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہیں کہ جس شخص کو دعویٰ ہے کہ کسی قسم کا ہو وہ اگر مجھ سے وصول کر لے اور اپنا حق قیامت کے دن پر موقوف نہ رکھے الغرض ایک مرد عکاشہ نامی نے دعویٰ تازیانے کا کیا اور کہا یا رسول اللہ جنگ احد میں آپ کے ہاتھ سے میری پیٹھ پر کوڑا لگا تھا لہذا میں چاہتا ہوں کہ اس کا عوض مجھے مل جائے چنانچہ یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں سے وہ کوڑا جو کہ سات سیر وزن کا تھا منگوایا اور تمام لوگوں کو عکاشہ کے بدلے لینے کا معلوم ہوا تو ہر ایک صحابہ کبار وغیرہ اس سے کہتے تھے کہ اے عکاشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلے ہمارے بدن پر دس دس بیس بیس چالیس چالیس کوڑے مار لے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت شدید بیمار ہیں مبتلا ہیں ان سے درگزر کر دے لیکن وہ کسی طرح سے راضی نہ ہوا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عکاشہ کوڑا اپنے ہاتھ میں لے اور بتنا چاہے مار آپ کے فرمان کے مطابق عکاشہ نے درہ اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تو تنگی پیٹھ پر کوڑا لگا دیا تھا ادب آپ کپڑے پہنے ہوئے ہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پیرا میں اتار دیا اور موجودہ حاضرین اس وقت زار و قطار رو رہے تھے اور اپنی زبان سے کہتے جاتے تھے۔

عکاشہ کو نے آخر بات ہم سب کی نہیں مانی چوں کہ کفر از کعبہ پر خیر و کجی ماند مسلمان! چنانچہ عکاشہ پشت مبارک کے قریب آکھڑا ہوا اور پھر اس نے مہربانیت کی اپنی آنکھوں سے زیارت کی فوراً اسے بوسہ دیا اور اپنی آنکھوں سے لگایا پھر کوڑا ہاتھ سے پھینک کر آپ کے قدم مبارک پر گر اور کہنے لگا اے سید المرسلین مجھ کیلئے کو کیا طاقت ہے کہ آپ کے غلاموں کی ایت تک بھی کرنا لے جا سکوں میں کیلئے نالائق آپ کی درگاہ کا یوں میری پیٹھ پر جس روز تازیانہ لگاتھا میں نے اسی روز بخش دیا تھا اب تو غرض میری ہی تھی کہ میں اس جیلہ سازی سے مہربانیت کی زیارت کروں اور پھر آتش و دوزخ سے بیٹھ کر رہوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عکاشہ زبے نصیب تیرے کہ آگ و دوزخ کی تجربہ حرام ہو گئی پھر ربیع الاول دوسری تاریخ پیر کے روز اس وقت تقائے نے عزرائیل کو فرمایا کہ آنحضرت کی خدمت میں جا کر ادب سے کھڑے رہنا اور بے اجازت ان کی جان قبض نہ کرنا چنانچہ مالک الموت نے اعرابی کی صورت بن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آواز دی کہ میں اندر آنے کے واسطے اجازت چاہتا ہوں اگرچہ ادب سے آواز آئے تھی تو بھی سب مسلمان گونج گئے اس وقت حضرت فاطمہؑ نے کہا کہ اے اعرابی اس وقت



اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیہوشی طاری ہے اور تکلیف سے بے چین ہیں۔ لیکن اس نے نہ سنا اور  
 اور وہ بار بار پکارتا رہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں آواز پہنچی تو آپ نے اپنی آنکھیں  
 کھول دیں اور پوچھا اے فاطمہ کیا ہے عرض کی یا رسول اللہ ایک اعرابی ہاتھ میں تلوار لیے دروازہ پر جاتا  
 ہے اور گھر میں آنے کی اجازت پاہتا ہے اس سے ہر چند کہتی ہوں مگر وہ واپس نہیں جاتا یہ سنکر  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے فاطمہ وہ اعرابی نہیں ہے کہ وہ بلا بارے بلکہ یہ شخص وہ ہے کہ عزتوں  
 کو سوہ اور بچوں کو شہیم بنائے تم اس کو اندھا لگو پھر ملک الموت نے آکر سلام کیا اور بنایت مودبانہ طور  
 سے گھڑا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب میرے روبرو تم میری وراثت کو آٹے ہو یا جان قبض کرنے  
 انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو آپ کی جان قبض کرنے کو آیا ہوں۔ مگر آپ کے  
 حکم سے آکی جان قبض کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی بھگت حضرت جبرائیل ابھی آئیں  
 گے چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں حضرت جبرائیل آ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجی جبرائیل فرمان  
 ابی تھا کہ میری عمر زے برس کی ہوگی اور ابھی تو میری عمر کے صرف تیرا بیس برس گزرے ہیں یہ سنکر  
 حضرت جبرائیل نے کہا کہ آپ کے تائیس برس معراج میں گزرے اور کہا حکم الہی یوں یعنی ہے  
 کہ اگر آپ دنیا میں رہنا منظور کریں تو جتنی عمر جاوے غایت کردوں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا صحت  
 الہی کس میں ہے انہوں نے کہا صحتی الہی تو آپ کو جنت میں بلانے کی ہے کیونکہ دوزخ کی آگ سرد  
 کی گئی ہے اور اکیس واسطے جنت کو آراستہ کیا گیا ہے اور وہاں کے حور و غلمان آپ کے منتظر ہیں  
 وہ تمام اپنا بناؤ سنبھال کر کے متعدد خدمت کے تیار ہیں یہ سنکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی راضی  
 ہر رضائے مولایوں۔ پھر فرمایا انجی جبرائیل میرے جانے کے بعد تم اس دنیا میں آؤ گے یا نہیں حضرت  
 جبرائیل نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بعد دس بار اور دنیا میں آؤں گا کہ ہر ایک بار ایک چیز دنیا  
 سے لے جاؤں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ کیا چیزیں ہیں حضرت جبرائیل نے کہا یا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم اول بار تو ہر گوبر جبر دنیا سے لے جاؤں گا اور دوسری بار گوبر شرم اور تیسری بار گوبر محبت اور  
 چوتھی بار گوبر عدل اور پانچویں گوبر برکت اور چھٹی بار گوبر سخاوت اور ساتویں بار گوبر صداقت  
 اور آٹھویں بار گوبر جلال اور نویں بار گوبر علم اور دسویں بار برکت قرآن مجید کو لے جاؤں گا بس یہ  
 دس چیزیں ہیں آپ کے بعد لینے آؤں گا پھر اس کے بعد آثار قیامت ظاہر ہوں گے اور اسرافیل  
 صور پھونکیں گے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل سے پوچھا کہ میرے بعد میری امت کا  
 کیسا حال ہوگا حضرت جبرائیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ اپنی امت کو میرے بعد

سو نہ دو اور پھر میں بروز قیامت اس کو واپس کر دوں گا پھر آپ نے حضرت جبرائیل سے پوچھا کہ عملِ میری کا کون دلوے گا اور کہیں کون پہنچائے گا اور غارِ حجازہ کون پڑھائے گا اور میں کہاں دفنایا جاؤں گا یہ سن کر جبرائیل دربارِ الہی میں گئے اور پھر وہاں سے واپس آئے اور اکبر کو بوسے کہ اللہ تعالیٰ کا یوں فرمان ہوا ہے کہ ابو بکر صدیقِ امامت کریں اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام دیں اور کہیں پناہ لیں اور آپ حضرت عائشہ کے حجرے میں دفن ہو کر آرام فرمائیں پھر اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ میرے صحابہ و اصحاب و اہل بیت میں فرق نہ کرنا اور اپنے مال کی زکوٰۃ دینا اور یتیموں کو ان کے حق سے محروم نہ کرنا اور زن و فرزند، یتیم و یتیم پر شفقت کرنا اور ان کو کسی طرح سے تکلیف نہ دینا اور اس وقت سب حاضرین مجلس کا غم سے عجب حال تھا اور مانند نقش و یو ابرہو گئے تھے خصوصاً حضرت فاطمہؑ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جگر گوشہ میری رنج نہ کرنا کیوں کہ بعد چھ ماہ کے تم بھی میرے پاس آجاؤ گی اس وقت خاتونِ جنت کو لیکھیں ہوئی پھر حضرت پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے عزرائیل اب اپنے کام میں مشغول ہو چنانچہ پھر ملک الموت نے اپنا ہاتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر رکھا پھر پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آہ بھری اور پھر فرمایا اے ملک الموت مجھ کو ایذا پہنچی میں نے بانا کہ ایک پہاڑ میری پچھائی پر آ بیڑا ہے اور پھر فرمایا کہ میری امت کو بھی ایسی ہی تکلیف ہو گی۔ عزرائیل نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی روح مبارک جری آسانی سے قبض کر رہا ہوں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عزرائیل جتنی سختی اور تکلیف جان کنی کے عالم میں ہے وہ تو مجھے ہی دینے ہے لیکن میری امت کو جان قبض کرنے کے وقت ذرا ابدانہ دینا کیوں کہ وہ بہت ہی ضعیف و کمزور سے نبی اکملؐ نے مہربان کیا کہ جو کوئی آپ کی امت میں سے بعد نمازِ فریضہ کے آیتہ الکرسی پڑھے گا اس کی جان ایسی ایسی آسانی سے قبض کر دی جائے گی سوئے ہوئے بچے کے منہ سے ماں اس کی چھائی نکال لیتی ہے اور اس بچے کو اس کی حیر نہیں ہوتی پھر حضرت قائم البینین و صلوات اللہ علیہ آخری وصیت کی کہ اے میرے صحابہ و اہل بیت اور گناہ کے کام مت کرنا اور اپنا اُکھیتہ سینہ کو زنگ کینہ سے پاک رکھنا اس کے بعد صحابہ کو ام نے مؤذبانہ التماس کرتے ہوئے آپ سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب آوے گی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب کچھ نہ دیا مگر اشارہ کے واسطے اپنی شہادت کی انگلی اٹھایا کہ بعد ایک برس کے کوئی سبھی بعد ایک ہزار برس کے اور کچھ لوگوں نے کہا یہ مالِ تو معبودِ برحق ہی یا نہیں ہے کسی کو کچھ خبر نہیں۔ پس اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان مبارک بحقِ تسلیم کی اور تمام حاضرین نے کہا یا اللہ قواۃ الیوم اے یحییٰ و اے یونس اسی دم تمام صحابہ و اہل بیت



و غیرہ کی جو نعم سے کیفیت ظاہری ہوئی کیا ممکن کہ وہ تحریر میں لاسکوں اور کئی روز تک تمام صحابہ کرام پر عالم بیوشی رہا۔ بہر صورت اسی وقت حضرت ابو بکر صدیق کے فرامنے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے غسل دیا اور کفن پٹنایا اور جنازہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تیار ہوا۔ ملک ملک کے آدمیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ ادا کی اور زمین و آسمان کے فرشتوں نے بھی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے میں دفن کیا۔ اور بوافق وصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امامت اور خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔

### چند اشعار برائے تعزیت

دفن جس دم کہ زمین میں شہ لولاک ہوا رقبہ روئے زمین غیرت الماک ہوا  
غم ہو اسب کو بیباں اور غلہ میں آئی شادی حوروں غلاماں بنے دی مل کر مبارک یا دی  
بس اسے غلام بنی دل سے ہو غلام بنی بر آویں کام تیرے سب طفیل نام بنی  
اس غم سے دل قلم کا زبں چاک چاک ہے جاننا ضرور سب کے تئیں زیر خاک ہے  
زبان نامہ کرا ب بند دے نہ طول کلام خدا کے فضل و کرم سے ہوئی کتاب تمام

شہید برادرز - بہمنی اردو بازار لاہور

## فضیلت حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عابد اور زاہد اور عارف اور خائف تھے۔ ریاضت و مجاہدہ و خلوت و مشاہدہ ان کا خارج از بیان ہے ان کے احوال عبادت کا تو یہ حال ہے کہ حماد بن سلیمان کہتے ہیں کہ وہ تمام رات عبادت الہی میں مصروف رہا کرتے تھے ایک روایت میں ہے کہ اول نصف شب وہ جاگتے تھے ایک روز راہ میں تشریف لیے جا رہے تھے اچانک ایک ایک آدمی نے کہا یہ شخص تمام رات عبادت الہی کیا کرتے ہیں بعد اس کے وہ تمام رات عبادت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے شرماتا ہوں کہ لوگ میری الوصف بیان کریں جو مجھ میں نہ ہو اور ان کے احوال زید کی یہ کیفیت تھی کہ ایک روایت ہے ربیع بن عالم سے کہ بلایا میرے پیش یزید بن عمر بن مبرہ نے پس میں ابو حنیفہ کو لے گیا پس یزید بن مبرہ ان کو بیت المال سوچنے لگے لیکن ابو حنیفہ نے انکار کیا اس شخص نے تقریباً بیس چابک مارے پس آپ نظر کریں کہ کس طرح وہ ولایت سے بھاگے اور چند اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے دیکھا ہے چنانچہ انس بن مالک اور جابر بن عبد اللہ اور واثمہ بن الاسقع سے نقل ہے کہ عبد اللہ بن مبارک کے روبرو کسی نے ابو حنیفہ کو برائی کے ساتھ ذکر کیا اس وقت عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ تم ذکر ایسے شخص کا کرتے ہیں کہ تمام دنیا اس کی طرف متوجہ ہے اور وہ شخص دنیا سے بھاگتا ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب روضہ مقدس مطہر پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوئے تو آپ نے سب سے پہلے کہا اسلام علیکم یا سید المرسلین اور آپ جو رب سے بھی مشرف ہوئے اور آواز آئی کہ ! وعلیک السلام یا امام المسلمین محمد بن نجیح سے ایک روایت ہے کہ امیر المومنین ابو جعفر عباسی نے دس ہزار درہم حضرت ابو حنیفہ کے پاس بھیجے ان کو لے کر اپنے بیٹے سے کہا کہ تم ان درہموں کو رکھ چھوڑو۔ اور جب میں مجاؤں تو یہ درہم واپس کر دینا اور ان سے کہنا کہ یہ وہی تمہاری ودیعت ہے جو آپ نے حضرت ابو حنیفہ کے پاس چھوڑ دی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کو خلیفہ نے ولایت قضا دینے کے واسطے بلایا تو آپ نے فرمایا کہ میں لائق قضا کے نہیں ہوں۔ اس نے پوچھا کہ آپ نے یہ کس واسطے فرمایا تو آپ نے اس سے کہا کہ اگر یہ بات میری سچی ہے تو میں قضا کی صلاحیت نہیں رکھتا اور اگر یہ سچ نہیں ہے تو جو ما بھی قاضی ہونے کے لائق نہیں ہے ایک روایت شریف کہی گئی ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کثیر السکوت تھے اور بہت کم سخن فرمایا کرتے تھے لیکن



جب زیادہ ضروریات ہوتی تو آپ گفتگو فرمایا کرتے ورنہ خاموش اور سکوت فرمایا کرتے۔

## فضیلت حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر عبادت ان کا یہ تھا کہ رات کو وہ نہیں حصول میں تقسیم کرتے تھے ایک حصہ میں علم تدریس کی تکرار وغیرہ رہتی تھی اور ایک ثلث میں نماز پڑھتے تھے اور ثلث میں آپ آرام کیا کرتے تھے اور حضرت ربیع سے ایک روایت ہے کہ حضرت امام شافعی رضوان اللہ علیہ میں سات قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے اور یہ ساتوں مرتبہ کا پڑھنا قرآن مجید کا نماز میں ہوتا تھا حسین زہابی سے ایک روایت ہے کہ میں کئی رات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہا تو میں نے دیکھا کہ وہ بقدر ثلث شب کے نماز پڑھتے تھے کبھی آپ پچاس اتین اور کبھی سو اتین پڑھتے تھے اور جب آپ آیات رحمت پر پہنچتے تو سوال کیا کرتے تھے اللہ لغافلے سے اس کی رحمت کا واسطے اپنے اور سب مسلمانوں کے واسطے بھی اور جب گزرتے آیات عذاب سے تو اس جگہ نجات چاہتے تھے اپنے واسطے بھی اور جمیع مومنین کے واسطے بھی گویا رحمت اور خوف انکی ذات شریف میں جمع تھا اور فرمایا ہے کہ امام شافعی نے دس برس کی عمر سے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ اس واسطے کہ غذا میرے بدن کو ثقل کرتی ہے اور دل کو سخت کرتی ہے اور دینی سمجھ بوجھ کو زائل کرتی ہے اور منہ کو بڑھاتی ہے اور عبادت الہی سے باز رکھتی ہے۔ پس فوراً کہتے کہ شکم سیر ہونے میں کتنی خرابیاں فرماتے ہیں اور کم کھانے میں کتنی بڑی حکمتیں مضمر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت امام شافعی نے کہا کہ ہمیں قسم کھانی میں نے کبھی نہ سچی اور نہ جھوٹی پس منظر کیجئے انکی حرمت تو قیہ پر کہ ان کے تین خداوند قدوس کا کیا مرتبہ تھا اور یہ دلیل ہے ان کے کمال پر جو ان کو جلال الہی سے حاصل ہوا تھا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا ایک مسئلہ دریافت کرنے کے واسطے پس آپ نے اس سے سکوت فرمایا۔ کچھ دیر بعد اس شخص نے ان سے پوچھا کہ آپ جواب کس واسطے نہیں دیتے آپ نے اس سے کہا کہ میں سوچتا ہوں کہ میری فضیلت میرے سکوت میں ہے یا جواب دینے میں اس بات پر بھی غور کر چکا ہوں کہ آپ کس وجہ سے محافظت زبان کی کیا کرتے تھے اور سکوت ان کا باعث فضیلت اور طلب ثواب تھا۔ ایک روایت حضرت امام شافعی سے ہے کہ ایک حکیم نے دو مہرے حکیم کو لکھا حبیب تجھ کو علم ملا تو اس کو آلودہ منت کر گناہوں کی طلبت سے ورنہ تو پھر اطی تاریکی میں حیرت زدہ رہے گا۔ اور اہل علم علم کے نور سے گزر جائیں گے امام شافعی فرماتے ہیں کہ جو شخص بخوشی

حجب دنیا اور حب خالق کا ایک دل میں رکھے تو وہ یقیناً جھوٹا ہے۔ حضرت حمید سے روایت  
 ہے کہ حضرت امام شافعی بعض دایان ملک کے ساتھ مین کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔ وہیں  
 سے دس ہزار درہم لے کر مکے میں تشریف لاتے تھے آپ نے مکے سے باہر استاد کیا اور شام تک  
 وہ سب درہم تقسیم فرما دیئے ایک بار آپ حمام میں تشریف لے گئے اور حمامی کو مال کثیر دے  
 کر تشریف لے گئے ایک روز سواری پر آپ کے ہاتھ سے چابک زمین پر گر پڑا ایک شخص نے  
 فوراً اٹھا کر آپ کو دیا آپ نے اس کو اسی وقت پچاس دینار کا انعام دیا۔ اور سخاوت آپ کی  
 بیان تحریر سے باہر ہے اور یہ سخاوت آپ کی زبرد پر دلیل ثابت کرتی ہے اس واسطے کہ مجھ نے  
 دولت کا مساک کرتا ہے اور زائد پاک باز دنیا کی لغزلی سے اپنے دل کو پاک کرتا ہے اس کی نظر  
 میں دنیا بے قیمت ہے۔ مانند ہے درحقیقت ایسا ہی شخص زائد و پاک باز ہوتا ہے اور شدت خوف  
 خدا اس درجے پر تھی کہ سیفان بن عیینہ نے ایک روز حدیث شریف خوف دلانے والی پڑھی اس  
 کے سنتے ہی حضرت امام شافعی کو غش آگیا۔ لوگوں نے سیفان سے عرض کی کہ اس حدیث نے تمہیں  
 اور ایس کی جان قبض کی ہے فرمایا اگر صحیح ہے تو افضل زمانہ میرا ہے عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے  
 کہ میں بغداد میں ہنر کے کنارے وضو کرتا تھا اور اس وقت امام شافعی عراق سے تشریف لائے  
 اور فرمایا کہ اے غلام پورے طور سے وضو کر اپنا تاکہ اللہ تعالیٰ تیرے عقبی میں نیکی کرے اور  
 تجھ کو اپنا پندیدہ بنائے چنانچہ میں وضو سے بافراغت ہو کر جلدی سے آپ کے پیچھے گیا پھر انہوں  
 نے میری طرف التفات کرتے ہوئے فرمایا کہ تجھ کو کچھ حاجت ہے میں نے اس کے جواب میں عرض  
 کیا کہ تم مجھ کو سکھاؤ وہ علم جو اللہ تعالیٰ نے تجھ کو سکھایا حضرت امام شافعی نے فرمایا جان لو جو کوئی سچ  
 بولے گا یقیناً سخاوت پاوے گا اور جو کوئی اپنے دین میں ڈیر لگا دے بلاکت سے سلامتی میں رہے  
 گا۔ اور جس میں سے تین خصلتیں ہوں گی اس کا دین کامل ہو گا ایک جو دوسرے کو امر نیک بتائے اور  
 پھر اس پر عمل پیر ہو۔ دوسرے وہ جو کار بد سے منع کرے اور آپ بھی اس کا ربد سے باز رہے  
 تیسرے حدود اللہ کی حفاظت کرے یعنی جو اللہ تعالیٰ نے حدیں شرع میں باندھی ہیں ان سے  
 تجاوز نہ کرے اور جو دنیا سے زائد اور عاقبت میں راغب رہا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا رہا  
 وہ سخاوت نہ پائے گا۔ کسی نے حضرت امام شافعی سے پوچھا کہ کیا چیز ہے آپ نے فرمایا  
 کہ ریاضات خود ایک فتنہ ہے کہ خواہش نفسانی نے علماء کے دلوں پر ادا ان کی آنکھوں پر گرے  
 باندھ ہے اسی وجہ سے وہ نفس کی بدی اور گناہ کا خیال کرتا ہے اور اسی واسطے وہ اپنے اعمال کا



الباقر کرتے ہیں امام شافعیؒ نے فرمایا ہے جو شخص اپنے تئیں نگاہ رکھے اس کو علم کوئی نفع دے گا اور جو کوئی علم میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا تو اس پر اسرار الہی کھلیں گے اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سب اعمال لکھ کر فرمایا کہ خلوص نیت امام شافعیؒ کی اور بے ریائی ان کی اس درجے پر تھی کہ فرماتے تھے کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ لوگ میرے علم سے متمتع ہوں اور میری طرف سے وہ علم منسوب نہ ہو پس غور کیجیے کہ آفت علم اور طلب ثمرت اور اسم سے اس درجہ لغزت تھی کہ سوائے وجہہ اللہ کے دوسری طرف التفات ہی نہ تھا اور اسی قسم کی ایک روایت اور بھی ہے کہ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ میں نے کسی علمی بحث میں کبھی تکرار نہیں کی مگر اس وجہ سے تکرار کرتا تھا کہ خطا سے محفوظ ہو جاؤں اور تمنا یہ ہوتی تھی کہ اس نیک کام کے کرنے کی توفیق خداوند قدوس عنایت فرمائے اور یہ چاہتا تھا کہ اس تکرار سے حق ظاہر ہو جائے گا خواہ میری زبان سے ادا ہو یا دوسرے کی زبان سے اور جو شخص کہ بروقت مناظرہ کے حقائق کو غور سے قبول کرتا تھا تو اس کی ہدایت میرے دل میں آتی تھی اور میں اس کا مقتدہ ہوتا تھا اور جو کوئی مقابہ کرتا تھا یسوی واسطے حق چھپانے کے جتیں کرتا وہ میری نظروں میں حقیر ہو جاتا تھا۔ اور ایک روایت امام احمد بن حنبلؒ سے ہے کہ میں چالیس برس سے فناء کے بعد امام شافعیؒ کے واسطے دعا مانگتا ہوں اور ایک روز ان کے بیٹے نے کہا کہ اباجان امام شافعیؒ کون ہیں جس کے واسطے تم ہمیشہ دعا کرتے ہو امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا اے بیٹے میرے وہ امام شافعیؒ دنیا کا استاد تھا اور اس میں عافیت خلق بروقت موجود رہتی تھی اور نہیں ہے کوئی شخص دنیا میں اس کے چھوڑے گا مگر امام شافعیؒ کی سنت اس کی گرہ پر ہوگی۔ حالانکہ امام احمد بن حنبلؒ بذات خود تین لاکھ حدیث کے حافظ تھے باوجود ان فضائل کے پھر بھی امام شافعیؒ کے شاگرد ہوئے ہیں نے تو نہایت مختصر احوال امام شافعیؒ لکھا ہے ورنہ مناقب شافعیؒ کثیر ہیں۔

## فضیلت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ علم کی تعظیم میں نہایت ہی مبالغہ سے کام لیتے تھے اور سب صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھانے کو بیٹھتے تھے تو دھنوک کے خوشبو لگا کر کمال وقار سے اور نہایت شان و شوکت سے بیٹھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حدیث کی تعظیم کروں نیز فرماتے تھے کہ علم ایک نور ہے اور اللہ تعالیٰ

جہاں مناسب خیال کرتا ہے اس کو عنایت فرماتا ہے اور انصاف بھی ان کا معاملہ میں ایسا تھا کہ امام شافعیؒ سے روایت ہے کہ امام مالک کے پاس حاضر تھا کہ کسی شخص نے ان سے اٹھائیں مثلے پر چھ تو انہوں نے بیس مثلوں میں فرمایا کہ لاؤری یعنی میں نہیں جانتا جس شخص کو لہبت مہنی ہوتی اس کا نفس کب قبول کرتا ہے جو اقرار کرے کہ میں نہیں جانتا اس واسطے فرمایا امام شافعیؒ نے کہ جس وقت ذکر کیا جائے علماء کا پس امام مالک ان میں مانند نجم کے ہیں اور نہیں ہے کسی کا احسان تھو پر زیادہ امام مالک سے اور زہد بھی ان کا اس درجے پر تھا کہ امیر المؤمنین مہدی نے ان سے پوچھا کہ تمہارا گھراپا ہے فرمایا نہیں لیکن میں نے ربیع عبد الرحمن سے سنا ہے کہ فرماتے تھے نبوت آدمی کی اس کا گھر ہے۔ ہارون الرشید نے پوچھا کہ تمہارا گھراپا ہے فرمایا نہیں پس اس نے انکو ایک بڑا دینار دینے اور فرمایا کہ اس سے گھر خریدو لیکن امام مالک نے وہ دینار خرچ نہ کیے ویسے ہی رکھ دیئے۔ ہارون الرشید نے ارادہ دینے سے پہلے کا لیا تب امام مالک سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ پلو میں لوگوں سے تمہاری کتاب موٹا پر مل کر اوں کا جس طرح کہ حضرت فنی اپنے صحیح کو لائے قرآن مجید پر مل کر دیا اور دوسروں کے لکھے ہوئے موقوف کر دیئے حضرت امام مالکؒ نے کہا کہ موٹا پر مل کر دانے کی تو کوئی سبیل نہیں ہے اس واسطے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملکوں میں منفرق ہوئے اور انہوں نے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمات میں بھرپور حصہ لیا ہے اور تمام اہل شہر کے پاس علم موجود ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ بہتر ہے واسطے لوگوں کے اگر وہ جانیں اس کی قدر منزلت کو اور مدینہ میں یہ مہاجرت ہے کہ آدمی کی جنابت کو ایسا نکالنا ہے جیسے بھی میں لوہے کا میل لکھ جاتا ہے اور وہ ہوا آپ سے دینار ہیں سو وہ حاضر خدمت ہیں اگر مزاج چاہے تو اس کو بے باز یا پھر اس کو تھوڑا جادو یعنی تو مدینہ منورہ کی مفارقت تھو کر تکلیف دیتا ہے بسبب اس مال کے اور میں مدینہ الرسول پر کسی چیز کو اختیار نہ کروں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ حسب ان کا علم و نیاس منتشر ہوا تو ہر طرف سے لوگ مال کثیر بھیجتے تھے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ان سب چیزوں کو خیر کے کاموں میں صرف کیا کرتے تھے اور امام فرماتے تھے کہ نہ ہونا مال کا زہد نہیں بلکہ زہد تو فارغ کرنا قلب کا ہے اور محبت مال سے اس واسطے کہ حضرت سیلان علیہ السلام باوجود اس سلطنت و عظمت اقلیم کے نہ رہتے تھے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ میں نے دروازے پر امام مالک کے خراسان کے کچھڑے اور مصر کے کچھڑے کھینے کہ ان سے بہتر کچھ کہیں نہیں دیکھے تھے میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ کیا خوب ہیں امام مالک



رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ سب میری طرف سے آپ کو دیدیے ہیں۔ پھر میں نے کہا آپ اپنی دلی  
 کے واسطے رکھ لیجئے کہنے لگے کہ میں شرماتا ہوں خداوند قدوس سے کہ میں پامال کردوں وہ اسے  
 سے اس خاک کو کہ جس پر قدم مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر پڑا۔ نقل ہے کہ ایک روز  
 ہارون الرشید نے کہا کہ تم ہمارے یہاں آیا کرتے تاکہ ہمارے لڑکے تم سے تمہاری کتاب موٹا پڑھیں  
 یہ سنکر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اَعَزَّ اللّٰہُ الْاَمِلُوْہُ یہ علم تمہارے گھر سے نکلا ہے۔ پس  
 اگر تم عزت دو گئے تو عزیز ہو گا اور تم ذلت دو گئے تو ذلیل ہو گا۔ اور علم آپ کا کسی کے پاس نہیں  
 جاتا بلکہ علم کے پاس سب آتے ہیں۔ یہ سنکر ہارون رشید نے کہا آپ سچ کہتے ہیں۔ پھر اپنے  
 بیٹوں سے کہا کل سے تم بھی مسجد میں دیکر لوگوں کی طرح سے جایا کرو۔

## فضیلت حضرت امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

کتاب تذکرہ الاولیاء میں مذکور ہے کہ بیڑہ جانی کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل میں ایسی فضیلت  
 ہے جو مجھ میں نہیں ہے کہ وہ وجہ حلال کھاتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کو بھی کھلاتے ہیں۔ سری  
 سقطی سے مروی ہے کہ معتز کہ نے حاکم کو فہ کو در غلا کہ امام احمد بن حنبل کو پکڑو وادھو تاکہ ان سے  
 قرآن مجید کو مخلوق کہلوائیں چنانچہ امام موصوف کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ہزار تازیانے ارے  
 تاکہ وہ اس ناقابل برداشت کو دیکھ کر قرآن مجید کو مخلوق کہیں۔ لیکن انہوں نے ہمیشہ اور ہر وقت یہ کہا  
 کہ قرآن مجید مخلوق نہیں ہے میں کس طرح اس کو خدا کی مخلوق کہوں اسی حالت میں آپ کا ازار بند کھل  
 گیا۔ ہاتھ تو بندھے ہوئے تھے مگر غیب سے ایک ہاتھ پیدا ہوا۔ اور اس نے آپ کا ازار باندھ دیا  
 جب یہ سال کرامت دیکھا تو پھر آپ کو چھوڑ دیا۔ کہتے ہیں کہ اسی ضرب شدید کی وجہ سے اور اسی  
 صدمہ سے آپ کی وفات ہوئی۔ نقل ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل کسی نہریں وضو کرتے تھے اور  
 دوسرا شخص بھی اس سے وضو کرتا تھا۔ اس شخص نے اپنے جی میں کہا کہ شاید امام احمد بن حنبل کو یہاں  
 میرے وضو کرنے سے کرامت آئے اس لیے اٹھ کر امام احمد بن حنبل کے قریب زبردست بیٹھ  
 کر اپنا وضو کیا۔ جب وہ مر گیا تو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیا سلوک  
 کیا اس نے کہا اے یار کوئی سبب میری نجات کا نہ تھا بس یہی ایک روز میں نے احمد بن حنبل  
 کی حرکت و دفع کرامت کے باعث زبردست بیٹھ کر وضو کیا وہ سبب میری رستگار  
 ہوا کہتے ہیں کہ آپ بغداد میں رہتے تھے مگر آپ نے ردی بغداد کی کبھی نہ کھائی اس واسطے

کہ بغداد کو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غازیوں کے واسطے وقف کیا تھا آپ  
 ہر روز وصل سے روٹی منگا کر کھاتے تھے ایک بیٹا ان کا جس کا نام صالح تھا وہ ایک سال  
 اصفہان میں قاضی کے عہدے پر ہاتھ باندھا اصلاح آراستہ ویر تقویٰ وصلاح پیراستہ صاحب  
 الدھر قائم الیل تھے ایک دن اپنے سامنے روٹی رکھی ہوئی دیکھ کر امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ اکی  
 روٹی روز جیسی نہیں ہے اس کا کیا سبب ہے کیونکہ روٹی کی وضع بدلی ہوئی ہے۔ مادم نے کہا آج  
 کا خمیر آپ کے فرزند صالح کے گھر سے لائے تھے۔ فرمایا کہ وہ قاضی تھا اس کے یہاں کا خمیر میں نہ کھاؤں  
 گا۔ لہذا اس روٹی کو دروازے پر رکھو اور جو سائل آوے اس سے کہہ دو کہ آٹا احمد کے گھر کا اور  
 خمیر صالح کے گھر کا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو تو اس کو لو کہتے ہیں کہ چالیس دن تک وہ روٹی دھری رہی  
 لیکن اس روٹی کو کسی محتاج نے نہ لیا۔ آخر الامر وہ روٹی دریا میں ڈال دی۔ امام احمد بن حنبل نے پوچھا  
 کہ وہ روٹی کا کیا ہوا تو عرض کیا روٹی وہ دریا میں ڈال دی چنانچہ احمد بن حنبل نے اس وقت سے اس  
 دریا کی ٹھیلی بھی نہ کھائی۔ منقول ہے آپ سے جو کوئی مسئلہ پوچھتا تھا جواب دیتے تھے اگر مسئلہ حقائق  
 کا پوچھتا تو بشرحانی کا حوالہ دیتے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ رضا کے کیا معنی ہیں جواب دیا کہ اپنے سب کام  
 خدا کو سونپنا۔ پھر پوچھا کہ محبت کے کیا معنی ہیں تو فرمایا کہ اس مسئلہ کو بشرحانی سے دریافت کر لو۔ پھر پوچھا  
 کہ زہد کے کہتے ہیں۔ فرمایا زہاد کی کئی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو حرام کا ترک اور یہ زہاد عوام ہے دوسرا زیادتی  
 حلال کی ترک کرنا اور یہ زہاد خواص ہے تیسرا اس چیز کا ترک کرنا جو خدا کو بھلا دیرے اور یہ زہاد فاضل  
 ہے۔ جب امام احمد بن حنبل اپنی وفات کے قریب پہنچے تو لوگوں نے انہیں زخموں کی طرف اشارہ  
 کرتے ہوئے ذکر کیا تو آپ نے بھی اپنے ہاتھ سے اشارے سے فرمایا کہ ابھی مکمل آرام نہیں ہوا ہے  
 پھر آپ کے فرزند نے پوچھا کہ آپ اس وقت کیا فرماتے ہیں۔ کہا میرے سامنے شیطان کھڑا ہے  
 اور وہ ہاتھوں کی کرنہایت افسوس سے کہتا ہے کہ اے احمد تو اپنا ایمان میرے ہاتھ سے بچائے گا  
 تو میں اس کو جواب دیتا ہوں کہ ابھی نہیں۔ ابھی تو چند تنفس باقی ہیں اے فرزند ابھی قریب شیطان  
 اور سلب ایمان سے بہت نڈر نہیں ہوں۔ کہتے ہیں کہ جب آپ نے انتقال فرمایا تو آپ کے  
 جنازے پر ہزار ہا پرندے آکر رونے لگے اور اپنی بیتابیاں دکھانے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر چالیس  
 ہزار گروترسا و بہود مسلمان ہوئے اور اپنی زبائیں توڑ ڈالیں اور پکار پکار کر بولے۔ لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رَسُوْلِكَ صَلَواتُكَ عَلَى مُحَمَّدٍ بنِ حَزْمِيہ نے امام احمد بن حنبل کو بعد وفات کے خواب  
 میں دیکھا تو انہوں نے ان سے پوچھا یا امام المؤمنین اللہ تعالیٰ سے کیا معاملہ رہا۔ تو حضرت



امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے افضال عظیم والطف قدیم سے مجھے بخش دیا اور تاج کرامت کا میرے سر پر رکھا اور پھر فرمایا کہ یہ اسی کا بدلہ ہے جو تو نے میرے کلام کو مخلوق نہ کہا تھا۔ امام احمد بن حنبل کے مذہب کے لوگ کم تھے لیکن ان کے درع اور زہد کے احوال مشہور ہیں۔ اور کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم ان کی خوبی اور کمال سے بھری ہوئی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ان کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

عملیات کی مشہور کتاب

حرز سلیمانی

حضرت خواجہ اشرف علی گھنوی

بدیہ ۱ - روپے

زندگی کے ہر پہلو کی اصلاح کرنے والی کتاب

مکاشفۃ القلوب

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ

مترجم: علامہ غفر صاحب ریشتی

تعارف: محمد عبدالحکیم شرف قادری

عبادت کی طرف رغبت دلانے والی کتاب

سراج السالکین

حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ

مترجم: علامہ غفر صاحب ریشتی

برقہم کے موثر تعویذات کا مجموعہ

نقش سلیمانی

حضرت خواجہ اشرف علی گھنوی

مجلد بدیہ ۱ - روپے

ادبیات اور صوفیہ، کاتذکرہ

گلزار صوفیہ

مصنف: علامہ عبدالمفتی

صفحات ۵۴۰ قیمت ۱ - روپے

۵۲۲ حیات انجینئرل کا مجموعہ

عجائب الفقہ

مفتی جلال الدین احمد امجدی

قیمت ۱ - روپے

## قصص الانبیاء

سائز ۳۶۶۲۳ صفحات ۱۶  
قیمت مجلد ۳۶ روپے  
موضوع ہندی و تصنیف

سید سعید علی شاہ زنجبانی

## داستان اولیاء

اولیاء کرام کے واقعات و حکایات

مولانا محمد شریف نقشبندی

## قصص الاولیاء

مولانا محمد شریف نقشبندی

## تذکرۃ الاولیاء

مبارک علی شاہ

## سوانح کر بلا

مولانا نعیم الدین مراد آبادی

قیمت ۱/- روپے

## حج و عمرہ کی دعائیں

علامہ عالم فقری

## نماز مترجم

علامہ عالم فقری

## تذکرہ اولیائے پاکستان

علامہ عالم فقری

۶۴ صفحات خوبصورت - ہدیہ - ۱/- روپے  
۵۰۰ صفحات ۵۰/- قیمت مجلد - ۱/- روپے



